



U.0957





وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُتُوا بِالْحَسَنَةِ قَالُوا هَذِهِ لَنَا حَسَنَةٌ

وَمِنْهُمْ مَن يَأْتِي الْفِتْنَةَ يَكْفُرُ بِهَا وَيَأْتِي الْفِتْنَةَ يَكْفُرُ بِهَا

مِنْهُمْ مَن يَأْتِي الْفِتْنَةَ يَكْفُرُ بِهَا وَيَأْتِي الْفِتْنَةَ يَكْفُرُ بِهَا

وَمِنْهُمْ مَن يَأْتِي الْفِتْنَةَ يَكْفُرُ بِهَا وَيَأْتِي الْفِتْنَةَ يَكْفُرُ بِهَا

وَمِنْهُمْ مَن يَأْتِي الْفِتْنَةَ يَكْفُرُ بِهَا وَيَأْتِي الْفِتْنَةَ يَكْفُرُ بِهَا



# فہرست جلد اول ہدیہ مجیدہ ترجمہ تحفہ اشنا عشریہ

صفحہ	صفحہ
۵	۶۳
باب اول	کیثراہل سنت حدیث کی مخالفت کرتے ہیں مگر کلام کثیر ہیں
کیفیت حدوث مذہب تصبیح میں	۶۴
۲۱	کو دلیل حکم شروع جانتے ہیں
۲۵	۶۵
۳۲	کیثہ مذہب شیعہ حق ہو کہ شیعہ طویل ہیں حق نکالتے
۳۳	فرمانا جو قلیل متین عباد حق الشکور
۳۹	۶۶
اپنے مذہب کی طرف ترغیب دیتے ہیں	کیثہ علمای شیعہ کتابیں لکھتے ہیں اور بزرگان اہل سنت
۴۶	کو ناحق عیب لگاتے ہیں
باب دوم	۶۷
۴۶	کیثہ خلفائے قرآن کی تحریف کی ہم
۴۷	کیثہ عوام کے فریب دینے کو حب علی کی جھوٹی
۴۸	حدیثیں نقل کرتے ہیں
۴۹	۶۸
۵۰	کیثہ تراویح سے نقل کرتے ہیں کہ خدا نے بارہ گناہ
۵۱	خلفائے بیہ سقر پر لکھنے
۵۲	۶۹
۵۳	کیثہ علمای شیعہ منی جگہ جھوٹی حدیثیں وضع کر کے
۵۴	سینو کو دھوکا دیتے ہیں
۵۵	۷۰
۵۶	کیثہ اہل سنت خدا سے صدور برائے کمال تجویز کرتے ہیں
۵۷	روایتیں لاساتے ہیں
۵۸	۷۱
۵۹	کیثہ حدیث مرفوع اپنے مذہب کے موافق
۶۰	وضع کرتے ہیں
۶۱	۷۲
۶۲	کیثہ اپنے اہل سنت کی حدیث سے جو جہانم بحال
۶۳	اہل سنت کو ہون سینو کو دھوکا دیتے ہیں
۶۴	۷۳
۶۵	کیثہ کلمات قرآن میں تحریف معنوی کرتے ہیں

صفحہ	صفحہ
۸۱	۷۱
بزرگوں کے کلام سوان اشعار کو کمال ڈالا ہو	کیئہ مطاعن صحابہ میں کتاب لکھے کہ اسرائیل سنت کو
۸۱	نام لگا دیتے ہیں
کیئہ بعض شیعہ کا نہیں عرب کو کلام میں اپنا کلام اجڑا	۷۲
کے موافق ملا کے مفاطل دیتے ہیں	کیئہ مطاعن صحابہ لکھے اہل سنت کی مادر کتابوں کا
۸۵	جھوٹ حوالہ دیتے ہیں
کیئہ جنابا بیری کی فضیلت میں اسی جھوٹی حدیث میں کہ	۷۳
انسان کو طاعت میں غافل مصیبت میں غافل کرتی ہیں	کیئہ ابنو بعض ملا کو کہتے ہیں کہ یہ سنی مقصوب تھا
۸۶	تحقیق سے شیعہ ہو گیا
کیئہ جنابا بیری کی فضیلت متفن علیہ اور دکنی مختلف فیہ	۷۴
متفن علیہ کو لینا چاہیے نہ مختلف فیہ کو	کیئہ اہل سنت دشمن اہل بیت ہیں
۸۷	۷۵
کیئہ اہل سنت کو اپنی نجات میں تردد ہو شیعہ کو اپنی نجات	کیئہ عیسیٰ نے سیدہ کا گھر چھو کر نکال دیا
کا یقین ہو پس مذہب شیعہ حق ہو	۷۶
۸۸	کیئہ ایک مشین نے بڑی بڑی کو سنا مارا وہ بیگناہ دیا
کیئہ اہل سنت میں من غیر معصوم کی ہر دی کرتے ہیں	۷۷
کیئہ صحابہ کرام نے قرآن کی تحریف کی	کیئہ بعض شیعہ کتاب لکھ کر کسی عورت کا نام کر دی ہیں
۸۹	۷۸
کیئہ جو بعض شیعہ علی ہونے کی خدا سے دعا کرتے رہے	کیئہ فلاں نے دو دن مذہب کی تحقیق کر کے شیعہ ہو گیا
۹۰	۷۹
کیئہ جنابا بیری کو جلد انبیا سابقین کی فضیلت دیتے ہیں	کیئہ بعض شیعہ سنی شافعی نے کتاب لکھ دی جو کا دیتے ہیں
۹۱	۸۰
کیئہ دشنام ملنا انسل ترین عبادت ہو	کیئہ بعض شیعہ کتاب لکھ کر اہل سنت کے کسی امام کا نام دیتے ہیں
۹۱	۸۱
کیئہ حق تعالیٰ آن سرور کو وحی بھیجتا رہا اگر امام ہمس	کیئہ بعض شیعہ اہل سنت کی کتابوں خصوصاً تفسیر میں
ما جو حجب علی کی ہدایت کریں	اپنے مطلب کی بات درج کر دی ہو
۹۲	۸۲
کیئہ بعض شیعہ سنی کے متفق اور مدرس بنوئے ہوئے اور	کیئہ اہل سنت کی کتابوں میں غلط عبارت نقل کرتے ہیں
مردہ وقت کا مذہب نفع حق ہو شیعہ لوگ اٹھائیں	۸۳
۹۲	کیئہ فضائل مظاہرین کتاب لکھ کر جنابا بیری کو فضائل میں جھوٹی
کیئہ اکثر اہل سنت کے مشائخ شیعہ جو سے ہیں	باتیں کہتے ہیں جو خلفائے ثلاثہ کے حق میں فادح ہیں
۹۳	۸۴
کیئہ فلاں امام نے خواب دیکھا کہ رسول مقبول ایک	کیئہ اہل سنت کو خوف موائے مذہب کی بعض پانی
۹۴	کتابوں کو چھپا ڈالا ہو
۹۴	۸۵
کیئہ بعض شیعہ نے سنی متقی کے جھوٹی حدیث اپنے	کیئہ بعض شیعہ کو شیعہ مشہور کرتے ہیں کہ اہل سنت نے اپنے



صفحہ	صفحہ
بنائی ہوئی عبارت اوسمین ملاوی	مجبور رکھتے ہیں
۱۱۶ کئیٹھ بعض روایت ایسی نقل کرتے ہیں جس کو دعوکا ہو کہ اہل سنت کی روایت ہو	۱۵۲ کئیٹھ اہل سنت کی کتاب میں جو کہ بی بی عائشہ نبی کے گھر میں گزریاں کبیلہ تھیں
۱۱۷ کئیٹھ اہل سنت نے بعض ائمہ کو الزام دینے کا مادہ کیا تھا	۱۵۳ کئیٹھ اہل سنت کی روایت ہو کہ رسول خدا نے حضرت عائشہ کو تلاش دکھایا ہو
۱۱۹ کئیٹھ خلیفہ اول کو اپنی خلافت میں قسبہ نما	۱۵۶ کئیٹھ اہل سنت کی کتاب میں جو کہ حضرت موسیٰ نے ملک المدینہ کو ایسا ٹھہرایا کہ اس کا مکہ کل گئی
۱۲۰ کئیٹھ جناب امیر کی فضیلت و کرامت اسد رجہ بھی کہ لوگ ادنیٰ کو بہت کے قائل ہو گئے	۱۵۸ کئیٹھ اہل سنت کی روایت سے ثابت ہو کہ آنحضرت کو اپنی نبوت میں شک تھا
۱۲۳ کئیٹھ اہل سنت ابوحنیفہ وغیرہ کا مذہب اختیار کرتے ہیں	۱۵۹ کئیٹھ اہل سنت قائل ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین جھوٹے نبی تھے
۱۲ کئیٹھ اہل سنت کی کتابوں میں طعن صحابہ میں روایت کا	۱۶۰ کئیٹھ اہل سنت کی روایت سے عمر کو اور انبیاء پر فضیلت ہوتی ہو
۱۲۱ جن اور در حقیقت وہ مضبوط نہیں	۱۶۲ کئیٹھ اہل سنت کی روایت سے بلال حبشی کو رسول خدا پر فضیلت ہوتی ہو
کئیٹھ جناب امیر کو جملہ انبیاء پر فضیلت ہوتی ہو اور اپنی بنائی ہوئی روایتوں سے ثابت کرتے ہیں	۱۶۳ کئیٹھ اہل سنت کی روایت سے عمر کو رسول خدا پر فضیلت ہوتی ہو
کئیٹھ کل غیر متین جہہ بن اور ہر نبی صاحب فریفت کے بارہ دمی ہیں	۱۶۵ کئیٹھ اہل سنت کی روایت ہو کہ رسول خدا نے کھڑے ہو کر بیٹاب کیا ہو
کئیٹھ اہل سنت برہنات کے منکر ہیں روایتی	۱۶۶ کئیٹھ اہل سنت کے بیان کے کہ چہرے پر نہان پڑنا درست ہو
نکسے کے قائل ہیں	کئیٹھ اہل سنت کے یہاں شطرنج بازی درست ہو
کئیٹھ عذاب قبر خاص سینوں کے لیے ہو	
کئیٹھ اہل سنت دشمنان اہل بیت کے دوست ہیں	
کئیٹھ اہل سنت خلافت کے باب میں حیان کو شجاع پر ترجیح دیتے ہیں	
کئیٹھ اہل سنت مجرہ و مجسہ بن خدا کو صاحب ہما کا	

صفحہ		صفحہ
۱۶۷	کثیر اہل سنت کو بیان کا مستند دست ہے	۲۰۲
۱۶۸	کثیر ایک گروہ غیۃ اللہ کی خدمت میں اکثر جا کرتے تھے تاکہ لوگ ان سے روایتیں لیں	۲۲۳
۱۷۰	کثیر ایک صاحب سوز تاکید تفسیر ہر جہر انکی و اھو تھا	۲۲۵
	خاصہ ہے	۲۲۶
	باب سوم	۲۲۷
	ذکر احوال اسلاف شیعہ میں اور اسمین سات طبقہ ہیں	۲۲۸
۱۷۱	طبقہ یہ وہ لوگ ہیں جو بلا واسطہ شاگرد علیہ السلام ہیں	۲۲۹
۱۷۲	طبقہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جناب امیر کے لشکر میں رہتے تھے بظاہر مخلص یا ملین منافق تھے	۲۳۰
۱۷۳	طبقہ یہ وہ لوگ ہیں کہ امام حسین کے ہاتھ پر بیت کر کے	۲۳۱
۱۷۴	ایہ سزا دی ہوئی تھی کہ ان کے انکار راہ میں دغا کی	۲۳۲
۱۷۵	طبقہ یہ وہ لوگ ہیں کہ امام حسین کو مدد با عرضیان مجبور	۲۳۳
۱۷۶	کونے میں بلا کے دغا کی کہ شہادت کی نوبت پہنچی	۲۳۴
۱۷۷	طبقہ یہ وہ لوگ ہیں کہ امام زین العابدین سے خوف ہو گئے اور خائف تھے کہ نبوت کے قابل ہو گئے	۲۳۵
۱۷۸	طبقہ یہ وہ لوگ ہیں کہ حضرت زید کو ناصیون کو قبضہ میں چھوڑ دیا تھا حسین و شیعہ ہو گئے	۲۳۶
۱۷۹	طبقہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اماموں کی شاگردی کا دعویٰ کرتے ہیں	۲۳۷
۱۸۰	پھر اماموں کی جناب میں کذب و کفر کی منبت کرتے ہیں	۲۳۸
۲۰۰	قائم شیعہ کے کلام اور عقائد و تفسیر اخبار سے ہیں	۲۳۹
	اور مدار کا اخبار یوں ہے	۲۴۰
		۲۴۱
		۲۴۲
		۲۴۳
		۲۴۴
		۲۴۵
		۲۴۶
		۲۴۷
		۲۴۸
		۲۴۹
		۲۵۰
		۲۵۱



صفحہ	صفحہ
۲۵۸	۲۵۸
۲۵۹	۲۵۹
۲۶۰	۲۶۰
۲۶۱	۲۶۱
۲۶۲	۲۶۲
۲۶۳	۲۶۳
۲۶۴	۲۶۴
۲۶۵	۲۶۵
۲۶۶	۲۶۶
۲۶۷	۲۶۷
۲۶۸	۲۶۸
۲۶۹	۲۶۹
۲۷۰	۲۷۰
۲۷۱	۲۷۱
۲۷۲	۲۷۲
۲۷۳	۲۷۳
۲۷۴	۲۷۴
۲۷۵	۲۷۵
۲۷۶	۲۷۶
۲۷۷	۲۷۷
۲۷۸	۲۷۸
۲۷۹	۲۷۹
۲۸۰	۲۸۰
۲۸۱	۲۸۱
۲۸۲	۲۸۲
۲۸۳	۲۸۳
۲۸۴	۲۸۴
۲۸۵	۲۸۵
۲۸۶	۲۸۶
۲۸۷	۲۸۷
۲۸۸	۲۸۸
۲۸۹	۲۸۹
۲۹۰	۲۹۰
۲۹۱	۲۹۱
۲۹۲	۲۹۲
۲۹۳	۲۹۳
۲۹۴	۲۹۴
۲۹۵	۲۹۵
۲۹۶	۲۹۶
۲۹۷	۲۹۷
۲۹۸	۲۹۸
۲۹۹	۲۹۹
۳۰۰	۳۰۰
۳۰۱	۳۰۱
۳۰۲	۳۰۲
۳۰۳	۳۰۳
۳۰۴	۳۰۴
۳۰۵	۳۰۵
۳۰۶	۳۰۶
۳۰۷	۳۰۷
۳۰۸	۳۰۸
۳۰۹	۳۰۹
۳۱۰	۳۱۰
۳۱۱	۳۱۱
۳۱۲	۳۱۲
۳۱۳	۳۱۳
۳۱۴	۳۱۴
۳۱۵	۳۱۵
۳۱۶	۳۱۶
۳۱۷	۳۱۷
۳۱۸	۳۱۸
۳۱۹	۳۱۹
۳۲۰	۳۲۰
۳۲۱	۳۲۱
۳۲۲	۳۲۲
۳۲۳	۳۲۳
۳۲۴	۳۲۴
۳۲۵	۳۲۵
۳۲۶	۳۲۶
۳۲۷	۳۲۷
۳۲۸	۳۲۸
۳۲۹	۳۲۹
۳۳۰	۳۳۰
۳۳۱	۳۳۱
۳۳۲	۳۳۲
۳۳۳	۳۳۳
۳۳۴	۳۳۴
۳۳۵	۳۳۵
۳۳۶	۳۳۶
۳۳۷	۳۳۷
۳۳۸	۳۳۸
۳۳۹	۳۳۹
۳۴۰	۳۴۰
۳۴۱	۳۴۱
۳۴۲	۳۴۲
۳۴۳	۳۴۳
۳۴۴	۳۴۴
۳۴۵	۳۴۵
۳۴۶	۳۴۶
۳۴۷	۳۴۷
۳۴۸	۳۴۸
۳۴۹	۳۴۹
۳۵۰	۳۵۰
۳۵۱	۳۵۱
۳۵۲	۳۵۲
۳۵۳	۳۵۳
۳۵۴	۳۵۴
۳۵۵	۳۵۵
۳۵۶	۳۵۶
۳۵۷	۳۵۷
۳۵۸	۳۵۸
۳۵۹	۳۵۹
۳۶۰	۳۶۰
۳۶۱	۳۶۱
۳۶۲	۳۶۲
۳۶۳	۳۶۳
۳۶۴	۳۶۴
۳۶۵	۳۶۵
۳۶۶	۳۶۶
۳۶۷	۳۶۷
۳۶۸	۳۶۸
۳۶۹	۳۶۹
۳۷۰	۳۷۰
۳۷۱	۳۷۱
۳۷۲	۳۷۲
۳۷۳	۳۷۳
۳۷۴	۳۷۴
۳۷۵	۳۷۵
۳۷۶	۳۷۶
۳۷۷	۳۷۷
۳۷۸	۳۷۸
۳۷۹	۳۷۹
۳۸۰	۳۸۰
۳۸۱	۳۸۱
۳۸۲	۳۸۲
۳۸۳	۳۸۳
۳۸۴	۳۸۴
۳۸۵	۳۸۵
۳۸۶	۳۸۶
۳۸۷	۳۸۷
۳۸۸	۳۸۸

[illegible]

فہرست جلد دوم ہدیہ مجیدہ ترجمہ تحفہ اشاعہ شریہ

[illegible]

صفحہ	صفحہ
۴۸	مسائل الشاق والایمان
۵۰	مسائل القسط
۵۱	مسائل الدعوی
۵۲	مسائل الشہادت والعید والطعام
۵۳	مسائل الفرائض والموصایا
۵۵	باب دہم
۵۷	مسائل غلغلا ثلاثہ وغیرہم میں سے جوابات ہر ایک کے
۵۸	مسائل ابو بکر صدیقؓ اور وہ پندہ ہیں
۵۹	مسائل ایک روز صدیق اکبرؓ پر پچھتے نہیں دیکھا
۶۰	ہمارے نامانہ کے ممبر ہے اترو
۶۱	مسائل ایک بن نویرہ کو خالد نے بیاہل کیا ابو بکرؓ نے
۶۲	تقصاں لیا نہ حد قائم کی
۶۳	مسائل ابو بکرؓ نے لشکر اسامہ سے مختلف کیا
۶۴	مسائل رسول خداؐ کو ابو بکرؓ کو کسی امور میں کاوا ل نہیں کیا
۶۵	مسائل ابو بکرؓ نے عمر کو خلیفہ کیا حالانکہ عمر کو رسول خداؐ نے
۶۶	ایک بار تنویری صدقات کر کے موزل کر دیا تھا
۶۷	مسائل رسول خداؐ نے ایک بار عمر بن عباس کو اور
۶۸	ایک بار اسامہ کو ابو بکرؓ پر اسیر کیا
۶۹	مسائل ابو بکرؓ نے رسول خداؐ کی مخالفت کی کہ عمر کو اپنا خلیفہ کیا
۷۰	مسائل ابو بکرؓ کو تھے کہ مجھ کو شیطان پیش آتا اور مجھ کا تاجر
۷۱	مسائل عمرؓ کو تھے کہ ابو بکرؓ کی بیعت دفعہ تیسری کر
۷۲	وہابی ہوئی
۷۳	مسائل ابو بکرؓ نے کہا اعلیٰ کے ہوتے ہوئے میں تم میں خبر
۷۴	نہیں ہوں
۷۵	مسائل ابو بکرؓ کو رسول خداؐ نے سورہ برات پڑھنا فرمایا
۷۶	کا حکم دیکر منع کیا
۷۷	مسائل ابو بکرؓ نے فاطمہ کو باپ کر کر کے سو ورنہ مہیا
۷۸	مسائل ابو بکرؓ نے فاطمہ کو باغ فدک نہیا حالانکہ
۷۹	رسول خداؐ نے جسکو دیا تھا
۸۰	مسائل ابو بکرؓ نے فاطمہ کو باغ فدک نہیا حالانکہ
۸۱	رسول خداؐ نے وصیت کی تھی
۸۲	مسائل ابو بکرؓ نے بعض مسائل شرعی معلوم نہ تھے
۸۳	مسائل عمرؓ اور وہ گیارہ ہیں
۸۴	مسائل عمرؓ نے شیعہ کو تنذیر قصہ قاسم سے
۸۵	مسائل عمرؓ نے سیدہ الفدا کا مکان جلا دیا اور اس کے
۸۶	پہلو مبارک پر ایسا صدمہ پڑھا یا کہ کل ماسقہ ہو گیا
۸۷	مسائل عمرؓ نے پیغمبرؐ کے مرنے سے انکار کیا اور قسم کھائی
۸۸	کہ آنحضرتؐ مے نہیں
۸۹	مسائل عمرؓ نے حواہل تھے بعض مسائل شرعیہ نہ جانتے تھے
۹۰	مسائل عمرؓ نے پیغمبرؐ کو دیکھ کر شیخ کی ایک کہانی دیکھا تھا
۹۱	مسائل عمرؓ نے پیغمبرؐ بن شبہ سے باوجود جوار کو اہوں
۹۲	ثبوت کرنا کی حد دینے کے
۹۳	مسائل عمرؓ نے ایک دن خطبہ میں جمہور سے ہار نہنے کو
۹۴	منع کیا ایک عورت کو قائل کیا



صفحہ	صفحہ
۲۲۱	۱۹۰
فصل اول ام شیعہ میں اور اسمین پچیس نفع ہیں	مطالعن اصحاب کرام عموماً بے تخصیص
۲۳۰	اور یہ بھی دس ہیں
فصل ثانیہ نقیبات شیعہ میں اور اسمین پچیس	طالعن صحابہ دو بار کبیر کے ترکیب ہو
نقص ہیں	۲۰۰
۲۳۴	طالعن صحابہ کرام کا تو غیر خدا کو خطبہ میں تہن
فصل ثالثہ نقیبات شیعہ میں اور اسمین تیس	بھوڑ کر چلے جاتے تھے
بنفوس ہیں بہا! انورہ نقیہ ہو	طالعن ابن سنت کرم صواح میں نقول ہو سجا، جان
۲۴۰	اسی فیوضہم ذات الشہال فاقول اصحابی اصحابی
خاتمۃ البیاب بن آیتوں کو مذہب اہل سنت کی	طالعن صحابہ نے طلب قرطاس میں نہیں خدا کو محکوم کیا
حقیقت ثابت ہوتی ہے بخدا کے بارہ آیتوں کی تفصیل	طالعن صحابہ قول بغیر میں ہل انکاری کرتے تھے
۲۴۳	۲۰۵
باب دوازدہم	طالعن صحابہ کو پیغمبر خدا نے فرمایا میں تماری کر پڑ کے
تو لا اور تیرا میں اور اسمین دس مقدمے میں	آگ کو کھینچتا ہوں اور تم مجھے طلبہ کر کے کرتے ہو
۲۴۴	۲۰۸
مقدمہ ثالثہ مخالفت اور عداوت میں فوق ہو	طالعن رسول خدا نے فرمایا جب تم پھر خزانے روم و فارس
۲۴۵	کے کو لے جائینگے تب تم حرص و حسد کرو گے
مقدمہ ثانیہ محبت اور عداوت کہیں جیج بھی ہو سکتی ہو	۲۰۹
۲۴۶	طالعن پیغمبر خدا نے فرمایا جسے ملے کو نیا دی اور سنی محکو
مقدمہ اولہ عداوت کہ مؤمنوں میں دنیا کے سبب ہو	ایذا دی اور سنا پہلی اور غافلہ کی ایذا پرتفق ہو گئے تھے
۲۴۷	۲۱۸
۲۴۸	طالعن رسول خدا نے فرمایا قیامت قائم ہوگی جب تک
۲۴۹	سیری امت اختیار نہ کرے گی اگلی امت کی باتوں کو
۲۵۰	۲۱۹
۲۵۱	طالعن آنحضرت و حضرت عائشہ سے فرمایا کہ اگر تیری قوم
۲۵۲	سے اندیشہ نہ ہوتا تو کعبہ کا زبر نوا طرح ہوتا جھڑ
۲۵۳	حضرت ابراہیم نے بنایا تھا
۲۵۴	۲۲۰
۲۵۵	باب یازدہم
۲۵۶	۲۲۱
۲۵۷	۲۲۲
۲۵۸	۲۲۳
۲۵۹	۲۲۴
۲۶۰	۲۲۵
۲۶۱	۲۲۶
۲۶۲	۲۲۷
۲۶۳	۲۲۸
۲۶۴	۲۲۹
۲۶۵	۲۳۰
۲۶۶	۲۳۱
۲۶۷	۲۳۲
۲۶۸	۲۳۳
۲۶۹	۲۳۴
۲۷۰	۲۳۵
۲۷۱	۲۳۶
۲۷۲	۲۳۷
۲۷۳	۲۳۸
۲۷۴	۲۳۹
۲۷۵	۲۴۰
۲۷۶	۲۴۱
۲۷۷	۲۴۲
۲۷۸	۲۴۳
۲۷۹	۲۴۴
۲۸۰	۲۴۵
۲۸۱	۲۴۶
۲۸۲	۲۴۷
۲۸۳	۲۴۸
۲۸۴	۲۴۹
۲۸۵	۲۵۰
۲۸۶	۲۵۱
۲۸۷	۲۵۲
۲۸۸	۲۵۳
۲۸۹	۲۵۴
۲۹۰	۲۵۵
۲۹۱	۲۵۶
۲۹۲	۲۵۷
۲۹۳	۲۵۸
۲۹۴	۲۵۹
۲۹۵	۲۶۰
۲۹۶	۲۶۱
۲۹۷	۲۶۲
۲۹۸	۲۶۳
۲۹۹	۲۶۴
۳۰۰	۲۶۵
۳۰۱	۲۶۶
۳۰۲	۲۶۷
۳۰۳	۲۶۸
۳۰۴	۲۶۹
۳۰۵	۲۷۰
۳۰۶	۲۷۱
۳۰۷	۲۷۲
۳۰۸	۲۷۳
۳۰۹	۲۷۴
۳۱۰	۲۷۵
۳۱۱	۲۷۶
۳۱۲	۲۷۷
۳۱۳	۲۷۸
۳۱۴	۲۷۹
۳۱۵	۲۸۰
۳۱۶	۲۸۱
۳۱۷	۲۸۲
۳۱۸	۲۸۳
۳۱۹	۲۸۴
۳۲۰	۲۸۵
۳۲۱	۲۸۶
۳۲۲	۲۸۷
۳۲۳	۲۸۸
۳۲۴	۲۸۹
۳۲۵	۲۹۰
۳۲۶	۲۹۱
۳۲۷	۲۹۲
۳۲۸	۲۹۳
۳۲۹	۲۹۴
۳۳۰	۲۹۵
۳۳۱	۲۹۶
۳۳۲	۲۹۷
۳۳۳	۲۹۸
۳۳۴	۲۹۹
۳۳۵	۳۰۰
۳۳۶	۳۰۱
۳۳۷	۳۰۲
۳۳۸	۳۰۳
۳۳۹	۳۰۴
۳۴۰	۳۰۵
۳۴۱	۳۰۶
۳۴۲	۳۰۷
۳۴۳	۳۰۸
۳۴۴	۳۰۹
۳۴۵	۳۱۰
۳۴۶	۳۱۱
۳۴۷	۳۱۲
۳۴۸	۳۱۳
۳۴۹	۳۱۴
۳۵۰	۳۱۵
۳۵۱	۳۱۶
۳۵۲	۳۱۷
۳۵۳	۳۱۸
۳۵۴	۳۱۹
۳۵۵	۳۲۰
۳۵۶	۳۲۱
۳۵۷	۳۲۲
۳۵۸	۳۲۳
۳۵۹	۳۲۴
۳۶۰	۳۲۵
۳۶۱	۳۲۶
۳۶۲	۳۲۷
۳۶۳	۳۲۸
۳۶۴	۳۲۹
۳۶۵	۳۳۰
۳۶۶	۳۳۱
۳۶۷	۳۳۲
۳۶۸	۳۳۳
۳۶۹	۳۳۴
۳۷۰	۳۳۵
۳۷۱	۳۳۶
۳۷۲	۳۳۷
۳۷۳	۳۳۸
۳۷۴	۳۳۹
۳۷۵	۳۴۰
۳۷۶	۳۴۱
۳۷۷	۳۴۲
۳۷۸	۳۴۳
۳۷۹	۳۴۴
۳۸۰	۳۴۵
۳۸۱	۳۴۶
۳۸۲	۳۴۷
۳۸۳	۳۴۸
۳۸۴	۳۴۹
۳۸۵	۳۵۰
۳۸۶	۳۵۱
۳۸۷	۳۵۲
۳۸۸	۳۵۳
۳۸۹	۳۵۴
۳۹۰	۳۵۵
۳۹۱	۳۵۶
۳۹۲	۳۵۷
۳۹۳	۳۵۸
۳۹۴	۳۵۹
۳۹۵	۳۶۰
۳۹۶	۳۶۱
۳۹۷	۳۶۲
۳۹۸	۳۶۳
۳۹۹	۳۶۴
۴۰۰	۳۶۵
۴۰۱	۳۶۶
۴۰۲	۳۶۷
۴۰۳	۳۶۸
۴۰۴	۳۶۹
۴۰۵	۳۷۰
۴۰۶	۳۷۱
۴۰۷	۳۷۲
۴۰۸	۳۷۳
۴۰۹	۳۷۴
۴۱۰	۳۷۵
۴۱۱	۳۷۶
۴۱۲	۳۷۷
۴۱۳	۳۷۸
۴۱۴	۳۷۹
۴۱۵	۳۸۰
۴۱۶	۳۸۱
۴۱۷	۳۸۲
۴۱۸	۳۸۳
۴۱۹	۳۸۴
۴۲۰	۳۸۵
۴۲۱	۳۸۶
۴۲۲	۳۸۷
۴۲۳	۳۸۸
۴۲۴	۳۸۹
۴۲۵	۳۹۰
۴۲۶	۳۹۱
۴۲۷	۳۹۲
۴۲۸	۳۹۳
۴۲۹	۳۹۴
۴۳۰	۳۹۵
۴۳۱	۳۹۶
۴۳۲	۳۹۷
۴۳۳	۳۹۸
۴۳۴	۳۹۹
۴۳۵	۴۰۰
۴۳۶	۴۰۱
۴۳۷	۴۰۲
۴۳۸	۴۰۳
۴۳۹	۴۰۴
۴۴۰	۴۰۵
۴۴۱	۴۰۶
۴۴۲	۴۰۷
۴۴۳	۴۰۸
۴۴۴	۴۰۹
۴۴۵	۴۱۰
۴۴۶	۴۱۱
۴۴۷	۴۱۲
۴۴۸	۴۱۳
۴۴۹	۴۱۴
۴۵۰	۴۱۵
۴۵۱	۴۱۶
۴۵۲	۴۱۷
۴۵۳	۴۱۸
۴۵۴	۴۱۹
۴۵۵	۴۲۰
۴۵۶	۴۲۱
۴۵۷	۴۲۲
۴۵۸	۴۲۳
۴۵۹	۴۲۴
۴۶۰	۴۲۵
۴۶۱	۴۲۶
۴۶۲	۴۲۷
۴۶۳	۴۲۸
۴۶۴	۴۲۹
۴۶۵	۴۳۰
۴۶۶	۴۳۱
۴۶۷	۴۳۲
۴۶۸	۴۳۳
۴۶۹	۴۳۴
۴۷۰	۴۳۵
۴۷۱	۴۳۶
۴۷۲	۴۳۷
۴۷۳	۴۳۸
۴۷۴	۴۳۹
۴۷۵	۴۴۰
۴۷۶	۴۴۱
۴۷۷	۴۴۲
۴۷۸	۴۴۳
۴۷۹	۴۴۴
۴۸۰	۴۴۵
۴۸۱	۴۴۶
۴۸۲	۴۴۷
۴۸۳	۴۴۸
۴۸۴	۴۴۹
۴۸۵	۴۵۰
۴۸۶	۴۵۱
۴۸۷	۴۵۲
۴۸۸	۴۵۳
۴۸۹	۴۵۴
۴۹۰	۴۵۵
۴۹۱	۴۵۶
۴۹۲	۴۵۷
۴۹۳	۴۵۸
۴۹۴	۴۵۹
۴۹۵	۴۶۰
۴۹۶	۴۶۱
۴۹۷	۴۶۲
۴۹۸	۴۶۳
۴۹۹	۴۶۴
۵۰۰	۴۶۵
۵۰۱	۴۶۶
۵۰۲	۴۶۷
۵۰۳	۴۶۸
۵۰۴	۴۶۹
۵۰۵	۴۷۰
۵۰۶	۴۷۱
۵۰۷	۴۷۲
۵۰۸	۴۷۳
۵۰۹	۴۷۴
۵۱۰	۴۷۵
۵۱۱	۴۷۶
۵۱۲	۴۷۷
۵۱۳	۴۷۸
۵۱۴	۴۷۹
۵۱۵	۴۸۰
۵۱۶	۴۸۱
۵۱۷	۴۸۲
۵۱۸	۴۸۳
۵۱۹	۴۸۴
۵۲۰	۴۸۵
۵۲۱	۴۸۶
۵۲۲	۴۸۷
۵۲۳	۴۸۸
۵۲۴	۴۸۹
۵۲۵	۴۹۰
۵۲۶	۴۹۱
۵۲۷	۴۹۲
۵۲۸	۴۹۳
۵۲۹	۴۹۴
۵۳۰	۴۹۵
۵۳۱	۴۹۶
۵۳۲	۴۹۷
۵۳۳	۴۹۸
۵۳۴	۴۹۹
۵۳۵	۵۰۰
۵۳۶	۵۰۱
۵۳۷	۵۰۲
۵۳۸	۵۰۳
۵۳۹	۵۰۴
۵۴۰	۵۰۵
۵۴۱	۵۰۶
۵۴۲	۵۰۷
۵۴۳	۵۰۸
۵۴۴	۵۰۹
۵۴۵	۵۱۰
۵۴۶	۵۱۱
۵۴۷	۵۱۲
۵۴۸	۵۱۳
۵۴۹	۵۱۴
۵۵۰	۵۱۵
۵۵۱	۵۱۶
۵۵۲	۵۱۷
۵۵۳	۵۱۸
۵۵۴	۵۱۹
۵۵۵	۵۲۰
۵۵۶	۵۲۱
۵۵۷	۵۲۲
۵۵۸	۵۲۳
۵۵۹	۵۲۴
۵۶۰	۵۲۵
۵۶۱	۵۲۶
۵۶۲	۵۲۷
۵۶۳	۵۲۸
۵۶۴	۵۲۹
۵۶۵	۵۳۰
۵۶۶	۵۳۱
۵۶۷	۵۳۲
۵۶۸	۵۳۳
۵۶۹	۵۳۴
۵۷۰	۵۳۵
۵۷۱	۵۳۶
۵۷۲	۵۳۷
۵۷۳	۵۳۸
۵۷۴	۵۳۹
۵۷۵	۵۴۰
۵۷۶	۵۴۱
۵۷۷	۵۴۲
۵۷۸	۵۴۳
۵۷۹	۵۴۴
۵۸۰	۵۴۵
۵۸۱	۵۴۶
۵۸۲	۵۴۷
۵۸۳	۵۴۸
۵۸۴	۵۴۹
۵۸۵	۵۵۰
۵۸۶	۵۵۱
۵۸۷	۵۵۲
۵۸۸	۵۵۳
۵۸۹	۵۵۴
۵۹۰	۵۵۵
۵۹۱	۵۵۶
۵۹۲	۵۵۷
۵۹۳	۵۵۸
۵۹۴	۵۵۹
۵۹۵	۵۶۰
۵۹۶	۵۶۱
۵۹۷	۵۶۲
۵۹۸	۵۶۳
۵۹۹	۵۶۴
۶۰۰	۵۶۵
۶۰۱	۵۶۶
۶۰۲	۵۶۷
۶۰۳	۵۶۸
۶۰۴	۵۶۹
۶۰۵	۵۷۰
۶۰۶	۵۷۱
۶۰۷	۵۷۲
۶۰۸	۵۷۳
۶۰۹	۵۷۴
۶۱۰	۵۷۵
۶۱۱	۵۷۶
۶۱۲	۵۷۷
۶۱۳	۵۷۸
۶۱۴	۵۷۹
۶۱۵	۵۸۰
۶۱۶	۵۸۱
۶۱۷	۵۸۲
۶۱۸	۵۸۳
۶۱۹	۵۸۴
۶۲۰	۵۸۵
۶۲۱	۵۸۶
۶۲۲	۵۸۷
۶۲۳	۵۸۸
۶۲۴	۵۸۹
۶۲۵	۵۹۰
۶۲۶	۵۹۱
۶۲۷	۵۹۲
۶۲۸	۵۹۳
۶۲۹	۵۹۴
۶۳۰	۵۹۵
۶۳۱	۵۹۶
۶۳۲	۵۹۷
۶۳۳	۵۹۸
۶۳۴	۵۹۹
۶۳۵	۶۰۰
۶۳۶	۶۰۱
۶۳۷	۶۰۲
۶۳۸	۶۰۳
۶۳۹	۶۰۴
۶۴۰	۶۰۵
۶۴۱	۶۰۶
۶۴۲	۶۰۷
۶۴۳	۶۰۸
۶۴۴	۶۰۹
۶۴۵	۶۱۰
۶۴۶	۶۱۱
۶۴۷	۶۱۲
۶۴۸	۶۱۳
۶۴۹	۶۱۴
۶۵۰	۶۱۵
۶۵۱	۶۱۶
۶۵۲	۶۱۷
۶۵۳	۶۱۸

صفحہ	صفحہ
۲۱۷	مقدمہ دنیاوی امور کی وجہ سے بزرگوں میں چو آرزو کی ہو گئی اور کچھ سودہ اپنے مرتبے سے گرنہیں جاتے
۲۱۸	مقدمہ اکثر اوقات واردات عجیبہ اور امور غریبہ بھی نظر سے گرانما نہ چاہیے
	۲۱۹
	۲۲۰

وَبَشِّرِ كُلَّ نَفْسٍ عَلَى اللَّهِ وَهُوَ حَسْبُهُ

اگر چه که درین ایام و باریت الضمام از نازده افادات جناب ابوی محمد علی بن محمد رضا

محبت  
هفت  
عش  
حیات

بریان اردوی نام محمد سلیمان آیتام اختر الانام راجی حرمیت شمام محمد و ابوالوفا خان

مطعم و درایه مصطفی طبع  
درین مصطفی محمد خان





## بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم ابدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين بحق سيد الاولين  
والآخرين وآله واصحابه الراشدين المهديين وتابعي التابعين صلوات الله وسلامه عليهم جميع قطعہ

ہوے کعبہ دیکھ یہ کن جا	عمر اور بو بڑھنا غمان عشلی	پناہیج اسلام کے بختن	حسین حسن او علی ولی
یہاں ہر تہول اور زخم رسول	محمد کہ جسے ہر ایت جلی	شفیع اہم ہر صبا کے حبیب	جنہوں نے کہا میں مع اللہ
یہ بین چاروں باغچوں بہتیم	ہو آپس میں ہر اک کو بہت ملی	جوانے پھر خاک بر سر ہوا	پناہی کبھی راہ حق کی گلی
تیرا ترے پہ وہ جب سمجھ	تو لائے ان کے ہوتے ملی	قربت تقرب جوان بکھوڑی	بیمبر سے ہر اک پہ ہے سخی
بھلا پھر ٹھکانا ترے کا کیا	بچانے خدا کیسی ہر جا ملی	تصدق سے ان کے ہر مجید	نہینا کبھی مجھ کو یہ معلی

بعد اسکے کتابے ذرے نشان عبدالحمید خان ولد عبدالرحیم خان متوطن حافظ آباد عرف پٹی بھیت کہ جب میرے  
محسن اکرم معین اطلاق حسن ٹیپل بن ٹیپل علم و دانش کے عالم و انیس نظم حکماء عبداللطیف خان ہر ناہ لطف میں ان کے کچھ نہیں دیکھا  
قدردان قدر بخش قدر فزا کلام ان کا مگر اکرام روا مشغوف مطالعہ تھنا شاعریہ کہ ہو مجھے فرمائش تھی کہ کی  
شعر تیار ہو جائے علم ہم کتاب بکھوڑا ہو سکے ترجمے کا ثواب اتمدا حکم الما مورعذو رکے میں نے یہ ترجمہ لکھا داتا گھڑا لیسے  
ناقص کج مع زبان باجندا دست کردہ کو ایسے برے فاضل کامل اجل و مکمل کے دامن تحریر و تقریر میں دست پائیگا  
لکھان جوشل آفتاب نصف النہار کے شہر او مانند ہر عمر کے معروف شاعر کا بھائی جونی گورم + یہی کتنی بس کہ اللہ علم  
لوں بوجہ ملائد رک کلمہ لایرک کلمہ کے شاید خالی نفع سے نہوسو و خطا کے عذر میں آگے کیا کہوں

## ترجمہ دیباچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں حافظ غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابو الفیض دہلوی بخشنے اللہ اوں سب کو اور اٹھائے او کو صالحوں کی گروہ میں حشر کے دن کہ یہ ایک رسالہ جس سے حال شیعہ کا کھلنا ہی کہ اصول لکھے کیا ہیں اور کہاں سے یہ مذہب نکلا ہی اور طریق انکی دعوت یعنی دوسرے کو اپنی مذہب کی طرف رجوع کر نیکا کیا ہی اور کیا کیا اختلاف انہیں اور انکے اخبار و احادیث کے راویوں میں ہیں اور کچھ بیان انکے عقائد کا جو اہویت اور نبوت اور امامت اور معاد میں رکھتے ہیں اور بعض مسائل فقہیہ انکے جنکے ٹھکانے ملت خفیہ سے پوشیدہ ہیں کہ کہاں سے لکھے ہیں اور کچھ انکے اقوال و افعال کا جو صحابہ کرام اور ازواج مطہرات اور اہل بیت نبوی کے حق میں کرتے ہیں رحمۃ اللہ علیہم جمیع اور اس سب سے کہ یہ رسالہ بعد گزرنے قرن ثانی عشر یعنی بارہ سو پچہری نبوی کے تالیف ہوا اور جلوہ ظہور رکایا یا تحفہ اثنا عشر سہ سالہ رکھا اور بدین وجہ کہ زمانہ گزشتہ میں جو کچھ گفتگو شیعہ امامیہ خصوص اثنا عشریہ سے بمقابلہ اہل سنت و جماعت کے واقع ہوئی اکثر وہ اس سال میں درج ہوئی اور جو چھوڑ دی گئے اوس ترک کا حال کو سے ظاہر ہو کہ نصیحہ المؤمنین و نصیحہ الشیاطین سے مقب کیا غرض تحریر اس رسالہ اور تسوید اس مقالے سے یہ کہ ہمارے زمانہ و شہرون میں بالفعل مذہب شیعہ یا نہ کہ مروج ہو گیا اور پھیل گیا ہی کہ بہت کم گھر ہو گئے جن میں دو ایک آدمی شیعہ مذہب ہو گئے ہوں اور اس عقیدے کی طرف راغب نہ ہوں لیکن اکثر علم تاریخ اور اپنے اخبار سے ناواقف اور احوال اصول اسلام بجز تہمت مغلون اور مجلسوں میں اہلسنت و جماعت سے گفتگو کرتے تھے کج معج باتیں اور شتر کر رہے یعنی نامناسب مجلس درمیان میں لاتے تھے اس سبب سے حسبت اللہ یہ رسالہ لکھا گیا تاہنگام مناظرہ راہ بچھوڑنے بائین اور اصول سے منکر نہ ہوں اور بعض امور جو واقعی ہیں انہیں تردد و شک واقع نہ ہو اس التزام کے کہ جو کچھ مذہب شیعہ اور انکے اصول اور اذن ازائے جو نسبت اہل سنت کے عائد ہوتے ہیں انکی معتبر کتابوں کے سوا اور سے نقل کیے جائیں اور جو الزامی باتیں کہ اہل سنت و جماعت عائد ہوتی ہیں چاہیے کہ وہ موافق روایات اہلسنت کے ہوں در نہ دونوں طرف سے تحت تعصب و عناد کی پوچھتی ہی اور لگی ہوئی ہی اعتماد و وثوق باہمی غیر واقع اسکے ہوا جو کچھ قصوں اور حکایتوں گزشتہ سے اس رسالہ میں مندرج ہیں اوس قسم سے ہیں جس پر دونوں فریق کا اتفاق ہی اور ہر چند تفسیر قرآن مجید و دونوں کی یکساں ہی تاہم زیادہ تر شیعوں کی تفسیر سے امین نقل کیا گیا ہی تاگمان تحت کا سیکوڑ ہے و ما توفیہ الا باللہ علیہ توکلنہ و لیکر انیب بس اس مقالے کے دیکھنے سننے والوں سے التماس ہی کہ اسکے مطالعہ کیوقت انہی باتوں کا لحاظ رکھیں اول یہ کہ جو کچھ اس رسالہ میں رقم مطاعن اہلیت عظام اور صحابہ کرام بلکہ نقصوں ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام سے مذکور ہیں اور لازم ہے

راحم الحروف کو اونے بری الذمہ جانیں اور اونکے عمدہ علیحدہ سمجھیں مجھو ہزار زبان اون اور شیعہ سے تباری  
اور بعد دل ایسی بے ادبیوں سے بیزاری کیا کروں بنا کلام ایسے گروہ کے اصول پر ہی کہ مجبوری اوسکو اختیار کرنا  
اور جہد وہ کھینچتا ہی اور دھرجانا اور اوسکے رنگ میں رنگین ہونا پڑتا ہی و وہم یہ کہ جہان کلام کو مطلق مقید  
موافق مذہب شیعہ کے بیان کیا ہی اور جہان اہل سنت کے مذاق سے مقید کر کے انکے قدم پر قدم رکھا ہی اوسمیں گمان  
نکروں کہ کلام مطلق کی بنامیرے مذہب پر ہی حاشا کلام سوم یہ کہ اس رسالے کو وہ مطالعہ کرے کہ شیعہ اور اہل سنت  
دونوں کے مذہب سے فروغاً و اصولاً واقف اور آشنا ہوا اور دونوں کو جانتا پہچانتا ہو اگر دوسرے مذہب کو کمابھی  
نہیں جانتا قابل مطالعے اس رسالے کے نہیں ہی ان اگر شیعہ مذہب پر اوسکو پورے طور سے عبور میسر ہی اور اہل سنت کے  
مذہب کے چندان آشنا نہیں ایسا شخص بھی اس سے نفع اٹھائے گا اور برعکس اسکے کہ شیعہ مذہب کو خوب نہیں جانتا اور  
اہل سنت کے مذہب کو پورا جانتا ہی وہ بھی اسکے فائدے سے بے بہرہ رہے گا کلام اسطے کہ بنا اصل کلام کی اس رسالہ میں خاص  
اصول شیعہ اور انکی روایتوں پر ہی چہارم یہ کہ اس رسالہ میں جو کچھ شیعوں کی معتبر کتابوں سے منقول ہی اوسمیں ذرا  
گنجائش اخذ و بتان کی نہیں ہی اسلئے کہ وہ کتابیں انکی مشہور و معتبر کتابوں سے ہین دیکھنے والیاں و چاہیے کہ بعد باغی کمرے نقل  
اصل کو مطابق کرے اور اس سے زد و کدے اگر صحت نقل کی ظاہر ہو تو نقل اوسکی لازم ہو جائے پنجم یہ کہ تاویل کا  
گمان کرے اور یہ نکتے کہ چند یہ سب شیعہ کی معتبر کتابوں میں موجود ہی لیکن شاید سہین کوئی تاویل ہو کہ ہمارا ذہن اوسکو  
نہیں پہنچتا اسولے کہ مناظرہ کی وقت ایسے احتمال سے عجز و بچا رگی جانی جاتی ہی اور جملہ دنا و دانی کا گواہ ہو جاتا ہی اور باب  
گفت و شنید کو بند کر دیتا ہی اور غیبتاً کہ اس رسالے کو موافق شمار بارہ اناموں کے بارہ باب پر مرتب کیا گیا **باب اول**  
اسناب میں کیفیت نئی نئی پیدا ہونے مذہب شیعہ کی ہی اور شاخ شاخ ہونا اوسکا مختلف فرقوں کی طرف **باب دوم**  
مکابر شیعہ میں اور جو ملین کہ انکے ہمکانے اور فریب دینے کی ہین **باب سوم** میں ذکر انکے اگلے لوگوں اور  
کتابوں اور عالموں کا ہی **باب چہارم** میں انکے اخبار و روایات کا ذکر ہی **باب پنجم** میں اثبات کا  
بیان ہی **باب ششم** بتواتر میں **باب ہفتم** است میں **باب ہشتم** معاد میں **باب نہم**  
مسائل فقہیہ کے ذکر میں **باب دہم** مطاعن خلفای ثلاثہ یعنی ابو بکر و عمر و عثمان دام المؤمنین یعنی  
عائشہ اور دیگر صحابہ میں **باب یازدہم** مشتمل بر خواص مذہب شیعہ اوسمیں تین فصلیں ہین  
**فصل اول** انکے ادہاکے بیان میں **فصل دوم** تعصبات میں **فصل سوم** ہفتوات میں  
**باب دوازدہم** بیان تولا و تبر میں کہ دس مقدموں پر مشتمل ہی ان بارہ بابوں پر یہ کتاب تمام ہوئی ہی

آگے صنف رحلہ کتاب کے حق میں دعا فرماتے ہیں کہ حضرت باری عز شانہ وجل سلطانہ اپنے فضل سے اور  
اون بزرگواروں کی ذات عالی کی برکت سے جبکہ امین کریم کو مقبول کرے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغُیْبِ سُبْحَانَ الْمَشَادِ وَلِلّٰهِ الْمُلْكُ الْاَبَدُ

**باب اول کیفیت حدوث مذہب تشیع میں اور شاخ شاخ ہونا اسکا مختلف فرقوں پر**  
جاننا چاہیے کہ مذہب شیعہ کا جسے پیدا ہوا رنگ رنگ کے ظہور کرتا رہا اور طرح طرح کے لباس بدلایا ہر وقت میں  
دوسرے رنگ پر ظاہر ہوا آخر سلاطین صفویہ نے جو شاہ صفی بن شاہ اسماعیل ایران کی اولاد تھے عراق و خراسان میں  
اس مذہب کے رواج دینے اور اصول و قوانین ضبط و حفظ کرنے میں کوشش کی چنانچہ اس وقت کے اونکے علمائے  
بڑی کوشش کر کے اسکے اصول و فروع درست کیے اور رسالوں اور کتابوں میں جمع کیے اس وقت سے بدلنا اور  
ایک حال سے دوسرے حال پر ہونا اسکا موقوف ہوا ایک طور پر چٹک گیا مگر یہ رنگ بدلنا اور ایک حال سے دوسرے  
حال پر ہوتا رہنا خاص خاصہ سی مذہب کا ہی اور بس ہوا اس مذہب کے کسی اہل مذہب نے کو اختلاف فروع مذہب میں  
ہوا لیکن اصول مذہب کو کبھی تبدیل نہیں کیا البتہ اسکے بانی مابانی ہر وقت میں مناسب وقت کے ایک مذہب تراشتے  
اور اصول و ارکان بدلتے رہے ایک طور پر نہیں ٹھہرنے دیا اس سبب سے اسکے اصول و ارکان میں نہایت تبدل  
و تغیر واقع ہوا اب تفصیل اس اجمال کی یہ کہ خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے وقت میں  
بہت سے شہر کفر یزید اور نصاریٰ اور مجوس اور بت پرستوں کے بغضات ایزدی صحابہ کرام اور تابعین عظام کے  
ہاتھ سے فوج ہوئے اور قتل و گرفتاری اور لوٹا و غارت کفار گوسنار میں پڑی جس سے نہایت تنگ و مارا کو  
لاحق ہوئے حتیٰ کہ لوگ ان کا کھانا ان کی ہم بسترا دے مسلمانوں کے ہوئیں اور لڑکی لڑکے اشرف کفار کے لودھی  
غلام اجلاف عرب کے بنے اور کمال ذلت و خواری و داغ جزبہ کا اونکے اعلیٰ لوگوں پر لگایا گیا اول تو شیخین یعنی  
حضرت ابوبکر اور عمر کے وقت میں ان کفاروں نے بھی بمقتضای طلبہ غیرت اور شدت غضب کے بہت سے  
ہاتھ پاؤں مارے اور جنگ و جدال میں مستعد رہے لیکن جو بدوائی شامل حال اہل اسلام کے تھی کوئی بات  
پیش نہ گئی اور سوائے نایکگاری و خیالت کے کوئی نتیجہ پایا نہ آچا خلیفہ ثالث حضرت عثمان کے وقت میں یہ جیلہ پیدا  
اور کرنا یا کہ ایک جماعت کثیر انہیں سے بکلیہ اسلام گویا ہوئی اور اس جیلے سے آپکو مسلمانوں میں داخل کیا اور  
دل سے درپے اس بات کے ہوئے کہ چراغ اسلام کا بجھائیں اور مسلمانوں میں کینہ و فساد ڈال دین چنانچہ ایسے  
جیلے اور تدبیریں ڈھونڈتے رہے اتفاقاً تقدیر الہی سے جب زمانہ انقضای خلافت کا کہ وہ حکم آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم تین برس تھے نزدیک پہنچا تو دھڑوں سے ایک جماعت خلیفہ سوم حضرت عثمان سے باغی ہو گئی

اور اوپر قصد کیا تب سے پہلے اور سب سے زیادہ یہ جماعت اس گ کے بھوکاٹنے میں سرگرم ہوئی اور غصت و عصبیت  
 سمجھ کے اطراف و جانب مخصوص کو ذرا و عراق سے مدینہ منورہ کو پہنچی اور وہ باتیں فساد انگیزہ برسوں سے تیار  
 کر رکھیں تھیں اور خوف مولت ہلام زبان پر نہیں لاسکتے تھے بلکہ انرا شروع کیں ہر گاہ کہ شہادت حضرت عثمانؓ او  
 خلافت جناب امیرؓ نے صورت پر کوی ان لوگوں نے آپ کو مخلصون اور محبوب جناب امیرؓ میں ظاہر کیا اور شیعہ علی  
 بن ابی طالبؓ ٹھہرایا اور اس گس بیٹھنے نہایت خوشوق اور خوشدل ہوئے چاہا کہ جنت دلی کو بے دغدغہ نظر آئے  
 اور یہ فساد و شہادت حضرت عثمانؓ میں اوٹھ کے قریب مٹنے کے ہو رہا ہی مٹنے نہ پائے اسکو خوب لہنا جوڑا کر دین  
 سب سے بڑھکے اور سب کا دادا پیر اس گروہ میں عبداللہ بن سبا یہودی بنی صفائی تھا کہ کروا غوا میں بحال ہو  
 کے شہور اور دغا و دغل میں از بس معروف تھا گرم و سرد فتنہ انگیزی کے حکمے ہو اور شیعہؓ نے فرار اس رامکے کمانہی  
 دیکھے ہو غرض ان باتوں میں خوب چڑھا ہوا تھا اسنے مفسدون کو ایک طرہ پر فریب دینا اور موافق مادہ ہر ایک کا کھانا  
 شروع کیا اول تو انھما اپنے کمال محبت و اخلاص کا خاندان نبوت سے کیا اور اور و ن کو محبت الہیت اور استحکام  
 میں امر کی تحریص کی اور واجب جاننا جانب داری خلیفہ برحق یعنی جناب امیرؓ کو اور غربت نکرنا انکے مخالفوں کی طرف  
 بیان کیا کہ یہ بات خاص و عام اور گروہ اسلام کو مقبول و مطبوع ہوئی سب اکو اپنا صالح اور خیر خواہ سمجھنے متقد ہوئے  
 تب سے اس حال میں لوگوں کو بھانپ لیا تو پہلے یہ بات انکے دل و ن میں ڈالی کہ جناب امیرؓ بعد آنحضرتؐ سب  
 افضل ہیں اور آنحضرتؐ سے قریب تر اور وحی اور بھائی اور دادا دانکے ہیں اور آیات قرآنی اور حدیثین جو  
 جناب امیرؓ کے فضائل و مناقب میں تھیں انکو مع منہجات اپنی طبیعت کے سب میں پھیلادیا جب دیکھا کہ شاگرد  
 انکے فضیلت جناب امیرؓ کے قائل ہو گئے اور یہ بات انکے ذہنوں میں خوب گہی تو ایک گروہ کو جاسکے خالص بنو  
 او جدیدہ یاروں سے تھے دوسرے بھید تعلیم کیا کہ جناب امیرؓ وحی آنحضرتؐ کے ہیں اور آنحضرتؐ نے صریح انکو اپنا خلیفہ کیا  
 اور خلافت انکی قرآن کی اس آیت شریف اِنَّمَا کُنتُمْ اَوَّلُ رُسُلٍ لِّکُمْ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُکُمْ لَکَال جاتی ہے لیکن صحابہؓ نے بسبب اپنے  
 غلبہ اور کر کے وصیت آنحضرتؐ کو ضائع کیا اور اطاعت خدا و رسول کی کمی اور حق جناب امیرؓ کا تلف کر ڈالا محمدؐ  
 دنیا کی لالچ میں آگے دین سے بچ گئے اور اوس محلو کو جو حضرت خاتونِ جنت اور خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ سے بابت  
 مذک کے ہو کر منبرِ صلح و صفحا ہوا تھا اسکو اپنے پس قول میں سند اور ستاویز ٹھہرایا بعد اس تعلیم کے ہر ایک  
 بھید چھپانے کی بالمبالغہ وصیت کی کہ اگر کو لوگوں سے اس قسم کی گفتگو اور بات چیت آپڑے تو میرا نام مت لینا  
 بلکہ مجھے تبرا اور بیزاری ظاہر کرنا اسواسطے کہ محلو اس وصیت و نصیحت سے محض بیان حق اور اظہار امر و رافع

مظہور نہ نام و نشان اور منصب و جاہ پس سب اس وسوسہ کے گفت و شنود ان باتوں کی اور طعن و درشت نام  
خلفا کی حضرت امیر کے لشکر و اونہن جاری ہوئی اور جھگڑے اور لڑائیاں ہونے لگیں یہاں تک کہ حضرت امیر نے

خطہ حضرت

برسر منبر پر ملاحظہ فرمایا اور اس گروہ سے تبر اور بیزاری اپنی ظاہر کی بعض کو عید اور ضرب حد یعنی سزا شرعی سے  
تہدید کی تاہن سب نے جو دیکھا کہ یہ تیر بھی اور سکا نشانہ پر لگا اور فتنہ و فساد مسلمانوں کے عقیدے میں پڑ گیا بالآخر لوگوں  
کرتے ہیں اور دہریے بے آبروئی ایک دوسرے کے ہوتے ہیں پھر ایک گروہ خاص الخاص شاگردوں سے چھانٹ

ویر سب اہم تعلقہ

خلوت خاص میں قول و قسم لیکے دوسرا بھیہ کہ اس سے باریکتر اور نازک تر تھا بیان کیا کہ جناب امیر سے ایسی  
چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جو مقدمہ و بشر کا نہیں ہو یعنی کہ تہن اور ہر قالب میں ہو جانا غیب کی خبر دینا مردے جلانا  
حقائق الکیہ اور کوئیہ بیان کرنا حاضر جواب اور عبارت و الفاظ میں بلیغ و فصیح ہونا زہد و تقویٰ اور شجاعت عید

اور وہ قوت کہ نہ کسی نے آنکھ سے دیکھی نہ کان سے سنی آیا کچھ جانتے ہو کہ یہ سب چیزیں اونہن کہاں سے آئیں  
اور یہ کیا بھیہ ہر سب عجز ظاہر کر کے کہا کہ ہم کچھ نہیں جانتے تم جس راہ چکو چلاؤ گے چلیں گے اسے بہت ساشوق  
اؤکو دلا کے اور بہت سی تاکیدیں بھیہ چھپائی کی کے ظاہر کیا کہ یہ سب خواص الوبیت کے ہیں جو لباس بشریت میں

فزون کتب  
سیرت نبوت

جلوہ کر رہے ہیں چنانچہ خود ظاہر ہو کے کما فاعلموا ان علیاً ھو لہ لا الہ الا ھو یعنی تم لوگ جان لو کہ  
بیشک علی خدا ہیں اور کوئی خدا نہیں سوا انکے اور بعض باتیں جو جناب امیر سے وجد و حال میں جیسا کہ اولیاء

حضرت

اللہ کو ہوتا ہی سرزد ہوئی تھیں مثل انا سحی لا یموت وانا باعیت محمد فی القبر وانا موقد الفیامۃ  
مؤید اپنے قول کی بنا میں اور گواہی رہنمائی کی ٹھہرائیں تعنی پہلے قول کے تین ایسا زندہ ہوں کہ مجھ کو موت نہیں  
دوسرے میں ہی ہاد ٹھانیو الامردون کا ہوں فزون سے تیسرے میں ہی قائم کرو الا قیامت کا ہوں پس زہد فر

حدیث سب

بحکم کل سیر جاوہر من الہاتین فشاخ کے یعنی جو بھیہ دوب سے نکلا سو پھیلا یہ قول قبیح اور سکا فاش ہو کہ جناب امیر تک  
پونچھا اپنے اوس گروہ کو مع ابن سب الگ میں جلا دینے سے دھمکا یا ڈرایا اور توبہ کرائی اور وہاں سے نکال کے شہر مدائن بھیج دیا

مدائن میں بھی یہ لوگ وہی باتیں قبیح اپنی ظاہر کرنے لگے اور ابن سب نے اپنے شاگردوں کو عراق و آذربجان میں پھیلا دیا  
حضرت امیر سب کثرت اشغال لڑائیوں کے جو باغیان شام سے درپیش تھیں اور نیز بوجہ دیگر امور عظیم خلافت کے  
توجہ حال ابن سب اور اسکے تابعین کے نہ ہو سکے یہاں تک کہ مذہب و سکا رواج پالیا اور پھیل گیا پس لشکر والے جناب کے

مذہب  
شیعہ و اہل سنت

س شیطان کے وسوسے سے چار فریق ہو گئے ایک فرقہ شیعہ اولیٰ و شیعہ مجتہدین کہ اہل سنت و جماعت کے پیشوا ہیں  
و حضرت امیر کے چال چلن پر حقوق صحاب کبار و ازواج مطہرات کے پچانتے تھے اور انکی باسدار ی ظاہر ملاحظہ کر

باوصف لائیمون اور جھگڑوں باہمی کے کہ سب بے کینہ سے کرو نفاق کو نکال دیا تھا اور صفادہ ملت حاصل کی تھی نیز  
شیعہ اہل اور شیعہ غلصین کہتے ہیں کہ یہ گرد و بجمیع وجہ حکمران عبادی لیس لک علیہم سلطان کے شر اور سلطان  
مکار سے محفوظ و مصون رہے انکا دامن نجاست جنت اس پلید سے پاک رہا معنی آیت کے یہ کہ بیشک یہ خاص ہند  
تھو کہ علیہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا اور دوست جو شیطان نے کہا کہ میں او کو بہکاؤنگا اور جناب امیر نے  
خطبوں میں مدح انکی فرمائی اور روش انکی پسند کی دوسرا فرقہ تفضلیہ کہ جناب امیر کو سب صحابہ پر فضیلت دیتے تھے  
یہ فرقہ ان کے شاگردوں اور لعین سے تھا کہ انھوں نے تھوڑا سا دوسرا دوسکا قبول کیا اور جناب امیر نے او کو بہت پایا  
دھمکا یا کہ اگر میں نے لیکو سنا کہ جھگڑیں پر فضیلت دیتا ہی تو اسکو سزا فرما کی دو لگا جو انکی کوڑے ہیں تیسرا فرقہ  
شیعہ سببہ سبب یعنی دشنام کرنا کو تیز ایہ بھی کہتے ہیں جو تمام صحابہ کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق جانتے ہیں او  
یا اسکے واسطہ دے کے شاگردوں سے ہوس اور وہ جھگڑے جو حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت  
کے باہم ہوسے تھے مودائیک مذہب اور محرک انکے دغشہ کے ہوسے اور جو یہ سب جھگڑے باہمی بابت خون حضرت  
عثمانؓ کے تھے بالضروران لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں بھی زبان لمن و طعن کی کھولی اور جو خلافت حضرت  
عثمانؓ کی سببی برخلاف شیعین تھی اور بانی مابانی خلافت حضرت عثمانؓ کے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوفؓ اور شریک  
تھے لہذا سبکو نشانہ تر طعن کا بنایا ہر گاہ کہ یہ خبر بواسطہ غلصین جناب امیر کے سمع شریف میں پہنچتی تھی خطبے فرماتے  
اور بڑا جھلا لیکے اپنی نیازی ان سے ظاہر کرتے تھے جو تھو فرقہ شیعہ غلات یعنی نہایت حد سے بڑھا ہوا کہ یہ لوگ  
اوس فضیلت کے خاص الخاص اور ارشد شاگردوں سے تھے کہ قائل الوہیت جناب امیر کے ہوسے اور جو غلصین انکو  
الزام فاضل دیتے تھے کہ جناب امیرؓ میں نشان خلافت الوہیت کے اور مقتضیات بشریت کے موجود ہیں تو الوہیت  
حلول بخیر صریح سے پھر کے قائل حلول کے ہوسے کہ روح الہی نے قاب بشری میں نزول کیا ہی اور جو کچھ عیسائی بعد  
توحید اپنے مذہب کے حضرت مسیح کے حق میں بشبہ و تھننا فیہ مرتد و جحنا یعنی بھونکی ہنسنے اوس میں اپنی روح  
قرار دیکر تقریر کرتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ جناب امیرؓ کے حق میں جاری کرتے تھے جہتہ بعض کلمات جناب امیرؓ کو موفی  
عقیدہ فاسد اور اپنی بناوٹوں رلیک کے او کی طرف عالم کرتے تھے بس یہ اصل راہ پیدا ہونے مذہب شیعہ کی ہو  
اب اس سے معلوم ہوا کہ اصل اصول شیعوں کے تین فرمے ہیں کہ تینوں ایک وقت میں پیدا ہوسے اور بانی مابانی  
ان تینوں فرقوں کا وہی ایک یہودی فضیلت الباطن نفاق پیشہ تھا کہ ہر ایک کو ایک دوسرے پر نفرت کر کے  
اپنے جال میں پھانسا اور جو غلات تھوڑے اور سبب بہت ہیں انکی یہ وجہ ہے کہ جب یہ دو فرقے آپس میں جدا

باب پروردگار  
عالم امیر

فرقہ ۲  
نشانہ تر طعن  
خطبہ امیر

فرقہ سببہ  
نشانہ تر طعن

خطبہ امیر  
نشانہ تر طعن  
خاص

حلول بخیر

حلول بخیر  
شیعہ

و مختلف ہو گئے تو وہ امور کہ محرک عقیدہ سب کے ہو سکیں بہت کم ہو چکے چنانچہ ایک اوئین سے جنابک محل ای جسکا  
 جناب الشیر کو امجد حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے اتفاق پڑا کہ یہ لوگ سب حضرت ابو بکرؓ کے لگاؤ والوں تھے  
 اور عموماً یہ خون حضرت عثمانؓ کے بھی پس اس مقابلہ میں ان لوگوں کو بغض و عناد و نوظیفون مذکور سے پیدا ہوا  
 واضح ہو کہ محل شتر نہ کر گئے ہیں اور اس لڑائی میں حضرت عائشہؓ شتر پر سوار خود موجود تھیں اور کئی ہزار صحابی غیر کم  
 انکے اونٹ کے گرد شہید ہوئے تھے مفصل حال اسکا آئندہ آئیگا بس ان لوگوں نے شیعیت حضرت امیرؓ کو حضرت ابو بکرؓ  
 اور حضرت عثمانؓ کے بغض پر منحصر کیا اور جب خلیفہ اول سے بغض ہم کو پہنچی تو ناجار یہ بغض خلیفہ دوم حضرت عمرؓ  
 کی طرف کھینچا آسوا سطلے کہ خلافت حضرت عمرؓ کی فرع خلافت حضرت ابو بکرؓ کی تھی اور دونوں کا ایک طور ایک چلن  
 یکدیکہ ابتلع اوپر وی سیرت اور طریقہ دونوں کے التزامات سے تھے گویا خلیفہ ثانی خلیفہ اول کے وزیر و مشیر تھے  
 اور حضرت خاتون جنتؓ کو مذکور سے باز رکھنے میں اور اور چھکڑوں میں رفیق و شریک پس ان سبوں نے انکے  
 ذہن میں ایسا غلبہ کیا کہ جناب امیرؓ سے جو نسبت خویشی اور دامادی کے حضرت عمرؓ کو تھی اور کثرت شریک شہورہ  
 اور رجوع امور دین و خلافت میں حضرت عمرؓ کے رہتے تھے سبکو تقیہ اور کمزوری اور بیجاری حضرت امیرؓ پر  
 قیاس کیا اور اکثر مہاجر اور انصار کو جو بیروی دو نوظیفون میں مثل بیرو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرگرم  
 رہتے تھے اور معین و مددگار اور انکے اجراء امر و نہی کو لازم اور فرض عین جانتے تھے مورد لعن و طعن کیا  
 دوسرے یہ کہ جناب امیرؓ اور بعد انکے حسین اور ائلی اولاد مثل زیدؓ سید اور دیگر سادات حسینہ کو ہمیشہ نواصب  
 شام سے جنکو اصطلاحاً خارجی کہتے ہیں اور وہ مروانی تھے اور نواصب عراق سے کہ وہ عباسی تھے بڑی لڑائیاں اور  
 کینہ داریاں درمیان میں رہیں چنانچہ بعض نواصب غایت درجہ کمزاری پر چمکے اپنا منہ کالا کرتے تھے ورنہ حضرت کی  
 جناب میں بے ادبانه پیش آتے تھے اور شیخینؓ اور حضرت عثمانؓ کو اچھا کہتے تھے بلکہ وایون نے خود جانب داری  
 حضرت عثمانؓ کو ویلا اور سب اس شرارت و کمزاری کا بنایا تھا بس یہ فرقہ شیعہ سبتیہ کا بھی اون نواصب کے مقابلے میں  
 اونکے اسلام کے پیچھے پڑ گیا جو خلفائے ثلاثہ و غیر ہم ہیں اور دونوں طرف سے خوب حق بھائی کا ادائیگی سے جناب امیرؓ  
 اور ائمہ اطہار بملاحظہ شرارت اور بد ذاتی اور خیانت و بد طبعی اس فرقہ بد بخت نواصب کے اور نیز نظر غلبہ ظاہری انکے  
 کلمات لعن آئینہ نقیصہ کا گویا ملاحی باتیں بیان اوصاف عام مثل غصب و ظلم اور بغض اہل بیت اور تعزیت رسول خدا  
 اور نہی نئی بعثتیں پیدا کرنے اور احکام خلاف شریعت نکالنے اور مثل ان صفات کے فرماتے تھے کہ واقف حقیقت کار کے  
 خوب سمجھتے تھے اس گروہ سبتیہ نے بے اندیشہ جلدی کر کے اون سب باتوں کو صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے ذمہ

صلوات علیہم  
 علیہم السلام  
 مقبول و در خلیفہ اول

صلوات علیہم  
 و در آخرت

نواصب سے خارج

نواصب سے خارج



اور اوصاف کو ایسے عقیدہ فاسد چرچان پایا اور خداریاں صفات کا یہ کہ موافق مصلحت و فتنہ کے تفسیر کیا ہے اگر تفسیر نہیں تو صریحاً نام ایسے لوگوں کا کیوں نہیں لیا رفتہ رفتہ یہ باتیں ان کے متاخرین کے ذہن میں مضمر صریح ہو گئیں۔ واسطے لعن و طعن صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے آقا خلیل ان سببوں سے اور مثل انکے شیعہ سبب سے فرقہ فتنے زاہد اور قوی تر ہو گئے کسی واسطے کہ انکو اپنے عقیدے کی مدد پر ملتی ہو اور غلا و تفضیلیہ کم اور ذلیل تر رہے لیکن غلا کی قلت اور ذلت اس سبب سے ہوئی کہ انکے اعتقاد کی باتوں میں بطلان اور کلمات وحشت انگیز میں بُرائیاں بہت ظاہر ہوتی تھیں لاجرم کوئی انکے ہدایات کو نہیں سن سکتا تھا اگر کسی وقت میں کوئی دھوکا کھائے انکے فرقہ فتنہ کو بھی گیا تو فوراً اپنے قبیلے یا کوئی نصیحت سے پلٹ جاتا تھا اور تفضیلیہ کی قلت و ذلت کی یہ وجہ کہ دونوں طرف کے ملازمہ ہوسے بیچ میں لٹک رہے تھے سبب تزلزلہ تھا تو انکو اپنی گروہ سے نہیں جانتے اور شیعہ علی کی گنتی میں نہیں گنتے ہوسا سٹے کہ گمانی حق محبت الہیت کا جو مختصر سبب و تہرے صحابہ اور ازواج میں ہی یا د انہیں کرتے اور اجاعت مضمحلین ان سبب کو غیر ملین جناب سیرہ کا سمجھ کے اور مورد انکے وعید کا جان کے حقیر و ذلیل جانتے وہ انکی وہ شل ہے کافی القیور و کافی التیغیر یعنی بڑا دھرم کے سناؤ دھرم کے اور عجب یہ کہ اب تک شیعہ سبب کے نزدیک فرقہ فتنہ کا فرقہ قابل منت سے تیر و تفرقہ نہیں دونوں کو برابر سمجھتے ہیں حال آنکہ یہ فرقہ یعنی اہل سنت فرقہ شیعہ خاص جناب سیرہ کا ہی کہ بدل و جان فدا خاندان نبوت کے ہیں اور ہمیشہ نواصب شام و مغرب اور عراق کے ساتھ لڑائیاں تیغ و سنان کی لڑتے رہے اور مناظر سے علمی و دینی کرتے رہے اور مرد و شاعر شریعت اور کھونے بدعات و روانیہ میں سامی و دگرگرم ہوسے اور نواصب کو بدترین کلمہ گو یوں بلکہ ہمسرگ و خوک کا جانتے رہے تاہم قطع نظر عوام سے خاص علماء انکے کہ آپکو اخبار سلف اور مقالات اہل علم میں نہایت دانا جانتے ہیں شیعہ اولی پر یہ بھی لفظ نواصب کا اطلاق کرتے ہیں کسی بڑی حماقت ہے اور کیا خوب سیکھا قول یُرِکَلْ دَاوُدَ وَ اٰیَہُ یُسْتَکْثَبُ بِہِ الْاَلْحَاقَہُ اُتِیَتْ مِنْہُ اَوْیْہَا یعنی ہر مرض کی دوا ہو کہ اس سے اس مرض کا علاج کیا جائے کہ مگر حماقت کہ عاجز کرتی ہو اپنے خلیج کرنیواسے کو بلکہ عند التفتیش ایسا ظاہر ہوتا ہو کہ لفظ نواصب کا عرف شیعہ میں بالکل مستعمل اس شخص کو واسطے ہو جو مخالف انکے عقیدہ کا ہو یہ س غلا و سبب کو نواصب جانتے ہیں اور سبب تفضیلیہ اور تفضیلیہ شیعہ اولی کو لیکن خوشحال شیعہ اولی کا کہ مورد طعن و ملامت ہر فرقہ گمراہ شیعہ اور نواصب کے بنے ہیں اور کے ساتھ مخالفت اختیار کی گویا انکو بوارث جناب سیرہ کے مجاہدہ کبری اور عزت عظمی نصیب ہوئے اور

زان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں کھلی نیگا کہ شیعہ اولیٰ مراد مجاہدین و انصار سے ہو کہ اکثر لوگ ہمراہ کباب  
 جناب امیر رضا کے باغیوں کی لڑائیوں میں موجود اور بناوٹ پر معانی قرآن کے لڑتے رہے ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 یقوت میں نزول قرآن پر منکوبوں سے لڑتے رہے اور جو بعض انہیں کے سبب کمال پر ہنگامی اور قیاد لڑتے  
 علم گویوں اور شرکا، قبلہ کے پیٹھے رہے اور عذر بیان کیے اور وہ سب عذر ان کے جناب امیر رضا نے قبول فرمائے  
 اور اس پیٹھے رہنے میں ہی ان لوگوں نے مشور کرنے فضائل حضرت امیر رضا اور اطہار ان کی صفات علوی اور  
 تحریر محبت اور تعظیم آنجناب میں کوئی دقیقہ نامرعی چھوڑا اور مصداق اس آیت کے ہوئے لکھتے علی  
 الصّٰفَّاءِ وَلَا عَلَى الْمَوْصِيّ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَحْدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجَ إِذَا انْقَضَىٰ إِلَهُ وَرَسُولُهُ مَاعَلَى  
 الْحُسَيْنِيِّينَ مِنْ سَبِيلٍ یعنی نہیں ہو، ضعیفوں اور نہ رضیوں اور نہ ان لوگوں پر جو نفع نہیں پاتے کچھ حرج  
 ہر گاہ کہ وہ خیر خواہ ہیں خدا اور رسول کے اور نہیں ہو نیوکا رو نہ براہ الزام کی اور نیز معلوم ہو جائیگا کہ حاضر  
 بیت الرضوان سے ایک جماعت کثیر نے قریب آٹھ سو آدمیوں کے لڑائی صفین میں کیسی داد جان غار کی دی  
 اور تین سو آدمی درجہ شہادت کو پہنچے ان کے سوا اور صحابہ و تابعین ان کے نے جو احسان کی کیا کیا جاوے  
 اور کیا لکھا جاوے کہ کیا کیا لیکن جو ایام خلافت گزر چکے تھے اور عمر خاتم الخلفا حضرت امیر رضا کی آخر کو پوچھی  
 یہ سبھی اویں شش ان کی کارگر نوئی سوای ثواب آخرت اور درجات عالمی جنت کے کہ صدی الحسینین سے ہو  
 اور کچھ فائدہ انوار الغرض بعد پیدا ہونے تشیع کے زمان حضرت امیر رضا میں اور بھٹ جانے شیعہ کے جا رہی تیر کہ  
 ایک فرقہ اون سے ملقب باہل سنت و جماعت ہے وَلَمْ يَلْبِغُوا لَوْلَا لِلْعَصَوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالْتَابِعِينَ كُنْهُمْ  
 یعنی وہ شیعہ اولیٰ ہیں اور اخلاص والے صحابہ و تابعین سے واسطے ان کے احسان ہے تشیع میں اور اوجی  
 نئی باتیں ہوئی ہیں یہی سبب جدا جدا ہونے فرقہ شیعہ کا، جو کہ ہر انقلاب میں دوسرے رنگ پر ظاہر ہوتا تھا  
 اور ایک مذہب اور پیدا ہوتا تھا بس یہ انقلابات اکثر قریب شہادت ایمہ کے واقع ہوئے ہیں چنانچہ اس اجمال کی  
 تفصیل یہ ہو کہ جب اشقیای شام و عراق نے موافق کینے زیر پید اور تحریریں رئیس اہل بغض و فساد بن ریاد  
 امام ہام کو کر ملائین شیعہ کیا کیسا نام ایک شخص کہ چلیون سبط اکبر نام حسن مجتبیٰ سے تھا اور بعد وفات ان کے  
 محمد بن علی جو مشہور محمد بن اُحفیہ کہے ہیں اور بردار امام مذکور کے ان کی صحبت اختیار کر کے عجیب و غریب علوم اون سے حاصل  
 کیے تھے واسطے بڑے امام شیعہ کے مستعد ہوا اور لوگوں کو اس ہم کی عنبت دلائی ایک گردہ نے شیعہ اولیٰ سے شل  
 سلیمان بن صدوزعی اور رفاعہ اور بعض شیعہ سبتیہ نے پیروی اور اطاعت او کی کی اور ایک دوبار ابن ابی

مراد مجاہدین  
 حضرت دین محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ بیت الرضوان  
 (۸۰۰)  
 سب سے تھے

حیدر حسن

اور اسکے عاملوں سے بھرے لیکن انکی کوشش نے بجز شہادت کے کچھ فرقہ نہ بچنا ناچار مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نام  
ایک شخص مدبر کو شیعہ سے کہ فن ریاست و حکومت اور صنعت جنگ و جدال اور حرب و قتال میں اچھا مشاق تھا  
رئیس کیا اور براہیم بن مالک شتر کو امیر لامر قرار دیا پس اس مختار نے ابن زیاد کو بہت لڑائیوں میں شکست دیکر  
آخر جنم کو پونچھا یا اور مذہب کیسان کا اختیار کیا اس کیسان کا یہ حال کہ اوائل میں منکر امامت حسینؑ کا تھا  
محمد بن الحنفیہ کو بعد حضرت امیرؑ کے بیواسطہ امام جانا تھا حضرت امام حسینؑ نے جو معاویہ اور شام کے لوگوں کے  
صلح کر لی تھی اس سبب سے اسکے نزدیک وہ لیاقت امامت سے کر گئے تھے اور امام حسینؑ کو بھی بسبب بیرومی  
اطاعت امام حسنؑ بنو کے ہر چند کہ اس صلح میں اوں کو کراہت تھی لیاقت امامت سے دور سمجھتا تھا ناچار محمد بن علیؑ کو  
خازن اسرار رضوی اور حامل لو اسے امامت قرار دیا تھا اور کراہتیں عجیبہ اور علوم غریبہ اونسے روایت کرتا تھا کہ  
وراثتہ جناب امیرؑ سے اوں کو پونچھے بن مختار جب اسکے مذہب میں آیا اور نفس و سکا خواہان ریاست و سلطنت کا  
ہوا اسنے واسطے تسلی خاطر گرد و باگردہ شیعہ کوفہ کے کہ دونو اماموں کی جناب میں کمال اطاعت و انقیاد رکھتے تھے  
مناسب نہ کیا کہ انکا امامت امین کا کرے بلکہ یہ کہا کہ بعد امام شہید خاتم آل عباس امام حسین علیہ السلام کے حکم امامت کا  
محمد بن علیؑ سے تعلق رکھتا ہے اور انھیں نے ہمدردی سے قتل و اوصاف بدلے لیں امام شہید کے تحریص کی ہے اور خط و فرمان بھی  
اونکے مختار اپنے لوگوں کے سامنے ظاہر کیے اور موافقت کیسان کو گواہ اپنے دعوے کا بنایا آخر اس حیلے و تدبیر سے  
مصنوع بنو لوگوں کو اپنا مطیع کر کے دیار بکر اور آہواز اور آذربایجان عراق کے شہروں پر مسلط ہو گیا میں بعد مصعب بن  
زبیر مراد عبد اللہ بن زبیر نے کہ دادا امام شہید کے تھے اور سکینہ بیٹی حضرت امام کی اوں کے کفاح میں تھیں اسکی بڑائی و بزرگی  
فوج کشی کی اور جنم کو بھیجا اس مختار نے اپنے ہم مذہبوں کا مختار یا لقب کیا تھا پہلے سے اوں کو کیسانہ کہتے تھے جب اسکی  
بڑائی ان جہان میں مشہور ہوئیں اور ہر طرف سے لعنت و کلمش پڑنے لگی تو اون لوگوں نے مختار یا لقب یا چھوڑ  
پھر کیسانہ قرار کیا یہی الواقع یہ مختار دین کے عاملوں میں نہایت بدعقائد تھا آخر میں دعویٰ نبوت کا کرتا تھا  
اور کتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس آتے ہیں اور مجھ کو میرے لشکر والوں اور امرا اور عصبہ داروں کے احوال کے خبر دے  
کہ دیتے ہیں محمد بن الحنفیہ مدینہ منورہ میں لاکھوں زبان سے بیزاری اسکے عقائد ظہیر اور وضوح قبیح سے ظاہر  
فرماتے تھے اول وہ شخص کہ جسے اسلام میں دم ماتم عاشورہ اور روسے پٹنے کے نکالی ہی مختار ہی اور یہ فعل سکا  
یعنی نام وغیرہ محض بغرض ذہنیہ کرنے شیعہ کوفہ کے تھا تا نواصب شام سے لڑیں اور اس تقریب سے ملک و سلطنت  
میرے ہاتھ لگی ورنہ اوں کو حضرت امام حسینؑ سے کیا مطلب رہا تھا جب خود ایکو پیغمبر جانتا تھا اور تابع اوں کے بڑا

فنی عبیدہ  
مذہب  
کیسان  
محمد بن الحنفیہ  
امام حسینؑ

مختار بن عبیدہ  
امام حسینؑ  
مذہب

مصنوع بن  
زبیر مراد عبد اللہ بن زبیر  
فوج کشی کی اور جنم کو بھیجا اس مختار نے اپنے ہم مذہبوں کا مختار یا لقب کیا تھا پہلے سے اوں کو کیسانہ کہتے تھے جب اسکی بڑائی ان جہان میں مشہور ہوئیں اور ہر طرف سے لعنت و کلمش پڑنے لگی تو اون لوگوں نے مختار یا لقب یا چھوڑ

فنی مرتد  
رسم نام  
ضمی لکالا

محمد بن جعفر  
عالم  
الایہ حبیب

و ششام و تبر احمیاب بر کرتے تھے جب محمد بن حنفیہ نے وفات پائی کیسا نون میں بابت تعین امام اور انتقال است  
اختلاف پڑا کہ اب امامت کس کو پہنچتی ہو ابو کر ب نے کہ اس گروہ کے رئیسوں سے تھا لہذا کہ محمد بن علی خاتم الانبیاء  
و شمنون کے خوف سے چند روز کو چھپ گئے ہیں بعد ایک مدت کے ظہور کرینگے غرض اسکی یہ بھی کہ لوگ اور کیسے منتقد  
نہو جائیں اور بطور سابق میرے مطیع اور فرمان بردار رہیں دوسرے رئیس اس گروہ نے کہ اسحاق تھا بوسیہ رسل  
رسائل کے ربط اپنا ابو ہاشم بن محمد بن الحنفیہ سے ظاہر کیا اور کہا کہ اب امام وہ ہیں اور مجھ کو اپنا نائب کیا ہو  
پھر بعد ابو ہاشم کے اسحاق قریہ قائل امامت اولاد ابو ہاشم کے ہوئے اور ابن حرب کندی نے کہ رؤسای اسحاق قریہ سے تھا  
اپنی نسبت دعوی امامت کا کیا ایک گروہ نے جیلون اور چلیے زادون عبداللہ بن جعفر سے کہ شریک اسحاقیوں کے  
بعد ابو ہاشم کے تعلق امامت کا عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے کیا کہ ایک جماعت کثیر نے کوئے شیعہ سے  
اتباع اولاد کیا اور ایک گروہ کیسانہ اسطرف رجوع ہوئے کہ بعد ابو ہاشم کے امامت ابو طالب کی اولاد سے منتقل  
ہوئے حضرت عباس کی اولاد کو پہنچی ہو اور علی بن عبداللہ بن عباس کو امام جانا پھر انکی اولاد میں سلسلہ  
امامت کا جاری کیا کہ نوبت منصور و انقی عباسی تک پہنچی یہ سلسلہ بھی موموم واقع ہوا لیکن یہ عجیب حال تھا  
کہ جن لوگوں کو یہ اپنے نیکان میں نام قرار دیتے تھے اور نام ندادا انکے دعوت کرتے تھے وہ لوگ اس دھوسے ہزاری  
تمام ظاہر کرتے تھے اور انکو اس ہرے بچاتے تھے مگر یہ لوگ گراہ کب مانتے تھے انھوں نے انکے انکار و اجتناب کو  
تقیہ ٹھہرا کہ دشمنوں کے خوف سے جان بچاتے ہیں اس واسطے کہ ابھی مدیرہ و انیون کے قبضے میں ہو بس ہی  
موقع تھا اور یہی بنیاد تقیہ کی تھی جو شیعوں میں پھیلا لگراں زبان میں نشیخ منحصر کیسانیت اور مختاریت میں  
اور گروہ کے گروہ شیعہ کو فکے اس مذہب میں مہر گئے تھے علاوہ تفضیلیہ بہت کم اور ذلیل تھے اور ان کیسا پور  
آپس میں بھی بڑی چھوٹ تھی گروہ گروہ ہو گئے تھے تیسرا انقلاب شیعہ مذہب میں یہ ہوا کہ جب حضرت امام زین العابدین  
عالم بقا کرسد حادے زید بن علی بن حسین نے جب کا لقب زید شیعہ ہے ششام بن عبداللہ بن مردان پر کہ بادشاہ  
رفت تھا خروج کیا جب نواح کو فہ اور عراق میں پہنچے ایک گروہ شیعہ مخلصین سے انکے ساتھ ہوئے  
اس واسطے کہ اولاد مردان کی بسبب اسکے کانکے عال ظالم تھی قابل ریاست ظاہر کے بھی نہیں رہی تھی اور بڑا ہنر  
آوی مشیہ سبتیہ کہ اکثر انے کیسا نیا اور مختار تھے اور بعضے قائل اند حضرت زین العابدین کے یہ بھی انکے ساتھ ہوئے  
یوسف بن عمر ثقفی کہ ششام کی طرف سے امیر عراقین کا تھا اسکی لڑائی پر توجہ ہوئے حضرت زید شیعہ نے جو شام  
و تبر ان لوگوں سے سنا بار ہا گھر کی چھڑکی فرمائی اور انکے رئیسوں پر سخت تنقید کی کہ اپنے تابعین کو اس طرح

محمد بن جعفر  
عالم  
الایہ حبیب

جعفر طیار

عبد اللہ

معاویہ

عبد اللہ

عباس

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

عبد اللہ

باز کہ موجب اطلاق نزدیک ہوئی اور دشنام و تہمت کے زبانی باقین یقین و تبت سیف و سنان کی پونجی اور قوت  
 امتحان شیعہ بن اور محبت اہلبیت کا آیا تب اس بہانے سے کہ ہکولمن و طعن مجاہد سے کیوں منع کرتے ہیں ترک رفاقت  
 راضی ہو کر اور انکو دشمنوں و خوفا کے حوالہ کر کے بدستور قہر حضرت امام حسینؑ اپنے گمروں میں گھس رہے ہیں تاکہ  
 کہ حضرت زید شہید ہوے اور اس معاملہ میں عجب انقلاب شیعہ مذہب میں ہوا جو لوگ کہ زید شہید کے ساتھ رہے تھے  
 انھوں نے اپنا شیعہ خالص لقب کیا اور قائل ہوئے کہ امام برحق بعد حضرت امام حسینؑ کے زید شہید ہیں تہمات  
 کہ میراث انکے باپ دادا کی ہے اور انکو نصیب ہوئی اور راہ امامت میں اپنی جان پر کھیل گئے امام کو ایسا ہی چاہیے  
 کہ سوا خدا کے کسی سے مذہب خود تلواریک نکلے اور ہر واکسی رفاقت اور ترک رفاقت کی مذکرے اور وہ گروہ جو انکا  
 ساتھ چھوڑ کے کوئے کو لوٹ گئے تھے اور انکا لقب روافض رکھا بلکہ خود زید شہید نے ان جموعے یوں فافو لوگوں کے ہمیں  
 فرمایا **مَضْمُونًا فَهَوَاؤُا وَ اَرْضُیْ بِنِیْ جَمُورِکُمْ** وہ ہکولیس وہ چھوڑنے والے ہیں بعد لوٹ جانے اپنے گمروں کے  
 اس گروہ میں بھی مشورہ تعین امام کا پڑا کہ امام تجویز کیا جائے اور اپنا لقب ماسیہ مقرر کیا پس بعضے امامت حسنؑ بنی  
 ابن حسنؑ بنی کے قائل ہوئے اور اکثر قائل امامت محمد باقر علیہ السلام کے ہوئے کہ اوسوقت میں یہ بڑے عالم اور  
 افضل ائمہ متقی اور عابد خاندان اہلبیت سے تھے اور تمام شیعہ مختار یہ او کیسائی کی اس مذہب کی طرف دعوت  
 شروع کی چنانچہ دعوت کرنیوالے اس مذہب کے کہ رئیس اس گروہ کے تھے یہ ہیں ہشام بن الحکم احوں اور ہشام بن  
 سالم جو البغی اور شیطان الطاق و شیعہ اور زرارہ بن العین کوئی بعد وفات امام باقر علیہ السلام کے اس گروہ میں  
 پھر اختلاف پیدا ہوا بعض نے کہا کہ وہ حجتی لایوت ہیں یعنی مرے نہیں زندہ ہیں بعض انکی موت کے قائل ہوئے  
 اور یہ کہ بعد حضرت امام باقرؑ کے انکے بیٹے زکریا امام ہیں اور انکو حجتی لایوت عقائد کیا بعض امامت حضرت جعفر صادقؑ  
 علیہ السلام کے قائل ہوئے اور یہ بڑا گروہ ہوا اور ایک جماعت کثرت نے انکا اتباع کیا اور خاص ماسیہ اپنا لقب ٹھہرایا  
 اور تابعین زید شہید کے زید یہ کہلے اور جو کہ ماسیہ میں کئی رئیس تھے اس سبب انھیں بجا اختلاف مذہب کہہ پونجی اور  
 اس گروہ کے ہر ایک نے رؤساء مذکورین سے موافق اپنی خواہش کے ایک مذہب تابعین کو واسطے تراشا اور گروہ علیہ  
 قرار دیا تہمات ماسیہ شیطانیا و زہرہ شیعہ زرارہ یہ بجا فرقہ انکے ہوئے بعد وفات حضرت صادقؑ کے ایک  
 انقلاب بہت بڑا ظاہر ہوا اور اختلاف خوفناک پیش آیا کہ یہ جو تھا انقلاب ہے شیعہ مذہب میں بخلاف انقلابات عظمیٰ کے  
 پس بعض قائل ہوئے کہ حضرت صادقؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجتی لایوت ہیں چندے چھپ گئے ہیں بھڑکوت انکے بعض انکی موت کے  
 قائل ہوئے کسی نے تو انکے بیٹے حضرت کاظمؑ بن جعفر کو امام جانا اور ایک گروہ نے ہامیل بن جعفر کو امام علیہ السلام

روافض حضرت  
 زید شہید  
 خطاب ہے

محمد باقر کو  
 مضر خراسانی

بہر فرقہ

اختلاف بڑا بعض کہتے تھے کہ امامت اسماعیل پر ختم ہو گئی اور ان کے بعد کوئی امام نہیں رہا مگر نہ مذہب شیعی لایوت ہیں  
بعض ان کے مرنے اور ان کے بیٹے محمد بن اسماعیل کی امامت کے قائل ہوئے پھر یہ فرقہ آپس میں مختلف ہو گیا اور ان کے  
اختلاف کا یہ سبب ہو کہ جب اسماعیل بن جعفر نے روبرو حضرت جعفر کے وفات پائی تو ایک اور کا چھوڑا جن کو محمد  
کہتے تھے اور وہ حضرت صادق اپنے دادا کے ساتھ بغداد میں آگئے اور مقتدر قریش میں دفن کیے گئے  
اور ان کا ایک غلام تھا مبارک نام خوشنویسی اور نقاشی اور دستکاری میں مشہور عبداللہ بن میمون قلاح اموازی نے محمد  
اوس سے ملاقات کی اور بعد وفات حضرت صادق کے مبارک سے ظاہر کیا کہ میں محمد تیسرے مالک کے شیعہ سے ہوں  
اور جب خوب ملازمت اور مصاحبت مبارک سے پیدا کر لی تو طوطی و سنائی میں اوس کا لکیر سے پاس بعض اسرار پر  
تیسرے آفاق طرف سے ہیں کہ کبھی کسی پراوٹھوں نے ظاہر نہیں فرمائے یہ لکیر بیان مقطعات قرآنی کا موافق کلام  
حکماء فلاسفہ کے شروع کیا مقطعات قرآنی جیسے اتم یا المص یا التبعص اور اشعار ان کے سوا ان مقطعات کے  
بعض فنون شعبہ اور سحر اور طلسمات سے بھی اوس کو تعلیم و تلقین کیے چنانچہ محمد بن زکریا سے رازی نے کتاب الخوارزمی  
میں ہر اس اسکا بیان کیا ہے کہ یہ عبداللہ بن میمون قلاح بڑا ممد اور زندق دشمن دین و اسلام کا خدمات سے چاہتا  
ہے اس دین میں فساد ڈالے مگر قابو نہیں پاتا تھا اس وقت میں اس کو خوب گلی چھڑی روٹی لگائی اور مراد حاصل ہوئی  
نسل عبداللہ بن مبارک کو اصل و نسا مذہب تشیع کا ہے خلاصہ کلام کا یہ مدت تک تو ایک دوسرے کے مصعب رہے اور پھر باہم  
عہد و پیمان کر کے جدا ہوئے مبارک کو فہم بن یونحیا اور کو فہم کے شیعوں کی طرف مذہب اسماعیلی کی دعوت شروع کی  
اور اپنے فرقہ کو مبارک اور قمرطیہ سے ملقب کیا اس واسطے کہ قمرطیہ اس مبارک کا تھا اور عبداللہ بن میمون کو مہمان  
عراق کو گیا اور ہزار یون و خوش سیرت کو بزور طلسمات اور شعبدات کے اپنے جال میں پھانسا اور ہر ایک کو اپنے مذہب  
مذہب چھپائی کی وصیت کی کہ اسے تَوَدَّ هَبَكَ وَ دَهَابَكَ وَ مَدَّ هَبَكَ یعنی چھپا اپنے زر کو اور سرفراز و زید کے  
اور اپنے گروہ کو میمونید کے ساتھ لقب کیا جب ہزار یون سے خاطر جمع کر کے زور بازو حاصل کر لیا تو ایک شخص خلف نامی کو  
مائب اپنا کر کے خراسان اور قوم اور کاشان کو رخصت کیا اور دعوت کا حکم دیا کہ آپ بھوکے کی طرف متوجہ ہوتا بھرے والے کو  
دھکائے بھگائے خلف اول تو طبرستان کو گیا وہاں کے شیعوں کو مذہب میمونید کی طرف دعوت کر کے لہذا مذہب ملیت کا  
یہی ہوا اور اہل النیب اذہم حنفیہ یعنی جو کچھ گھر میں ہوتا ہوا اس کو گھر والے ہی خوب جانتے ہیں گروہ کے گروہ  
مسلمانوں کے فرقے از خود مذہب نراش تراش کے نیکیوں کی کیفیات و نشریات میں گرفتار ہوئے ہیں اور لڑائی و طعنت  
مردم سے ہیں پھر نیشاپور گیا وہاں کے شیعوں کو بھی انھیں کانٹوں میں گھسیٹا اور بعض نے دیہات نیشاپور میں

فیہ فساد

۱۵ سے سو ستر

جمع

محمد

باب

ساز

ساز

عبداللہ بن محمد

دین

دین

دین

دین

دین

دین

دین

دین

دین

دین

دین

دین

دین

رہنا اختیار کیا جب یہ خبر رسا، اہل سنت کو پونجی اسکی تنبیہ کے درپے ہوئے تو چھپ کر سہ کی طرف چلا گیا وہاں کے لوگوں کو بہکانا شروع کیا انفرض جبکہ زندہ رہا یہی کام کرتا رہا تاگاہ تابعان ملک لوت نے اسکا کام تمام کرنا اسکے بعد احمد نام بنایا اسکا قائم مقام باپ کا ہوا اور ایک شخص کو جسکا غیاث نام تھا نائب اپنا کر کے ملک عراق کو بھیجا غیاث ایک شخص ادیب و شاعر اور مکار و غدار تھا اور مصنفین باطنیہ سے اول یہ اسکی ایک کتاب ہر بیان نام اصول مذہب باطنیہ میں اور اس کتاب کو مرصع کیا جو مثالوں سے اور اشعار دلکش عرب سے اور واسطے صحت دلیل کے آیتیں اور حدیثیں بہت لاتا ہے اور معنی وضو و نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ اور دیگر احکام کے بطور باطنیہ بیان کر کے لغات کے گواہوں سے اور کونایت کیا ہوا اور کتاب ہے کہ مرد شائع کی یہی عوام نے جو کچھ سمجھا، محض غلط و غلط ہوا اسکے رافضی میں مذہب باطنیہ کو بڑی رونق پیدا ہوئی لوگوں نے ایک نئی روش اور مسل کہ جبریت نہیونی اور بت سی مباح چیزیں بائیں خوب پسند کیا اور ہر ایک کے دلچسپ ہوا ہزاروں ہزار جاہل اور فاسق اسکی اطاعت میں داخل ہوئے اور دور دور کے شہروں سے اسکی طرف دوڑ پڑے اور یہ حادثہ دوسو و دو سو و چوبیس ہجری جیسا کہ حدیث صحیح میں اسکا اشارہ فرمایا تھو **لَا يَأْتِيَنَّكُمْ لَيْلَتَانِ** یعنی دو سو برس بعد ظہور نشانہ کا ہو اس وقت میں شیخ کفر و قیاسات فلسفہ سے ملکر گویا بھل و بزدل اور خون حیض سے مرکب ہو کے عجیب ایک معجون بنا کر دجال بھی ایک دل نہیں بلکہ سیکڑوں دل سے اس معجون کا رشک کرتا اسی دریاں میں کہ غیاث اوج ضلالت کو پونجیا ہوا لوگوں کے بھکانے میں سحر کار بان کر رہا تھا کہ ایک شخص نے اسکے پاس آئے کہ اس کو کس خیال میں ہو رہا سو اہل سنت و جماعت تیسے مار ڈالنے کی فکر میں ہیں خبردار ہو اور اپنی راہ لے غیاث اس خبر کے سنتے ہی گرتا پڑتا گھبرا ہوا مروشا ہجان کو بھاگ گیا اور ایک مدت چھپا رہا لیکن اس حال میں بھی اپنا کام کرتا رہا جو کوئی اسکو ملجانا تھا اسکو بہکا دیتا تھا بعد ایک مدت کے پھر ارادہ سے کا لیا پھر اسکو اہل سنت و جماعت کے دہم پیدا ہوا پھر بھاگا گا اٹلائے راہ میں جان قابض ارواح کے حوالے کی عبد اللہ بن میمون قدح یہ خبر کے سن کر رنج و تاب میں پڑا آخر کمال اندوہ سے مر گیا اور پھر زمین دفن ہوا احمد نام اپنے بیٹے کو جو خلیفہ اپنا کر گیا تھا وہ گری

باطنیہ  
حدیث صحیح

حدیث صحیح  
احمد  
حدیث صحیح  
ہم

افریقہ اور اوشتر و ن پر مغرب کے سلاطین ہو گیا آئے اپنے تابعین کا مدد و یقین کیا بعد ایک مدت کے مدد و یقین میں بیٹ  
 اور خلاف پڑا اسکا یہ سبب ہوا کہ منصف جماعت محمد کی اولاد سے تھا اور بادشاہ مصر و مغرب کا اسنے اول تو اپنے بھائی  
 نزار نام کی امامت پر بعد اپنے حکم قطعی دیا اور پھر دوسری بار اپنے بیٹے مستعلی کے نام دوسرے حکم کیا ایک جماعت تو پہلے  
 حکم پر چلی کہ نزار کو امام جانا اور کہا کہ حکم ثانی لغو ہو گیا اس واسطے کہ حکم اول اپنا کام کر چکا تھا ایک گروہ نے حکم ثانی کو  
 مانع حکم اول کا ٹھہرایا اور مستعلی کو امام بنی اعتقاد کیا پھر فرقا اسماعیلیہ سے ایک شخص نے کہ محمد بن برقی کلاما تھا مشہور  
 اہواز سے خروج کر کے دعوی امامت لگایا اور بکو طویہ سے ظاہر کیا حال آنکہ علویوں سے تھا کہ ایک علوی نے اسکی مانع  
 نکاح کر لیا تھا اور اسنے مانع کے ساتھ اس علوی کے یہاں پرورش پائی تھی اس واسطے آپکو اس علوی سے منسوب کیا  
 اور غرستان بصرہ اور اہواز پر غلبہ پایا اور ایک بڑی مخلوق کو گمراہ کیا اور اپنے فرقہ کا برقعہ نام رکھا معتضد عباسی نے  
 اوپر لشکر بھیج کے شکست دی پھر اسنے دند چایا پھر شکست کھائی اسی مار دھا میں پندرہ برس گذر گئے آخر شیعہ میں  
 ایک بڑا لشکر کے سر پر آئے اور اسکے تابعین نے جدال و قتال میں بڑی کوشش کی آخر نہایت بانی برقی گرفتار ہو  
 بعد او کو گناہ معتضد نے اسکو مارا اور سولی پر چڑھا یا اس نے بعد شیعہ میں اور ایک اسماعیلیہ سے پیدا ہوا اسکا نام  
 حکم بن ہاشم تھا ملقب بلبق متنع یہ ایک شخص فیلسوف ہر صفت کا جاننے والا تھا اور فن بلاغت اور علم شعبہ اور  
 طاسمات اور جادو اور اکثر علم فلاسفہ خوب جانتا تھا اور عجیب باتیں اس سے بہت ظاہر ہوتی تھیں یہاں تک کہ شیعہ میں  
 ایک کنوان بنایا تھا اس کنوین سے مغرب کی قوت ایک چاند نکلتا تھا کہ اسکی روشنی سے پانچ فرنگ تک روشن  
 ہو جاتا تھا اور قبل طلوع فجر سے چھپ جاتا تھا اور کتا تھا کہ ائمہ اربعہ سے چوتھا شخص میں ہون شیعہ اسکی تصدیق  
 بدل کرتے تھے اور جمعیت اسکی بہت ہو گئی محمد بنیکہ بادشاہ مالدینہ کے اسکے ہاتھ سے نہایت عاجز ہوئے آخر خلیفہ بغداد  
 ورامرے خراسان اور بلوک مالدینہ نے بھاری لشکر اسپر بھیجا اسنے بھی قدم ثبات کا خوب جاکے داور ایک دی جنہ بہت  
 ہر طرف سے اسکو گھیرا تو اپنے یاروں سمیت ایک قلعہ مضبوط میں کہ اسی روز بد کی واسطے چوٹی پہاڑ پر بنا رکھا تھا جاگھسا  
 ستمانون نے اس قلعہ میں اسکو گھیرا اور دانہ پانی بند کیا اسنے اول تو اپنے تابعین کو حکم دیا کہ آتش عظیم جلا میں پھر اسکو  
 شراب میں زہر کھلا کے مارا اور بدن اونکے آگ میں جلنے کے رکھ دیا اور اڑادی من بعد آپ ایک منکے میں کہ اس میں تیراب  
 فاروق تھا جسکی خاصیت یہ تھی کہ جو کچھ او میں ڈالا جائے گل کے پانی ہو جائے گھسا اور پانی ہو کے فانی ہو گیا ہنود  
 حصار کو یہی گمان تھا کہ وہ قلعہ میں قالم ہو کہ ایک عورت نوجوان قلعہ کے کسی گوشے میں مریض بیہوش پڑی تھی دو روز کے  
 جو ہوش میں آئی تو کیا دیکھتی ہو کہ قلعہ بارود عیار سے خالی ہو سبب وحشت تمنائی کے دروازہ قلعہ پر آکر عیال کی کٹلمے میں



مسلم میرے کوئی نہیں ہے جب لوگ برحق و فقیل پر چڑھے تو دیکھا کہ قلعہ بالکل خالی ہے پس دروازہ کھول کر باوجود کے لوگ گھس گھس کر حیرت تلاش کیا قلعہ والوں سے کیا جسم و بدن بنایا بعض تابعین اس کے کہ اول جگہ زمین تفرق ہو کر دیات میں بچھ گئے تھے اور خون نے اس واقعہ کو سیاہ کیا وہ اسکی اوجہ پر قرار دیا اور کمال فرحت و شادی کی کہ بے شبہ وہ اہل تھا اپنے بارون سمیت آسمان پر چلا گیا انفس ہم بھی اس کے ساتھ چلے جاتے اور اس ترقی کو پونچھے آواز بانی اس عورت مرعوبہ کو غلبہ مرض سے بیوش تھی اور کبھی کبھی اندر والوں کے حال سے سبب آواز و صدائے مطلع ہوتی تھی قصہ واقعی ظاہر ہوا اور حیلہ سازی و دوس خبیث کے مرتے وقت بھی نظر گراہ ہونے میں ماندون کے واضح ہوئی اور نیز ایسی مقصد کے عمد میں ایک شخص ہی فرما ساعلیہ سے ظاہر ہوا کہ اسکو ابو سعید بن حسن بن ہرلم جنابی کہتے تھے اول خروج اسکا بحیرن میں ہوا اس کے بعد رفتہ رفتہ ہجر اور عساکر قطیف میں اور تمام شہر ہجر بن کے اس کے ہاتھ آ گئے اسنے لوگوں کو مذہب باطنیہ کی طرف رجوع کرنا شروع کیا اور اپنے تابعین کا جناب یہ لقب رکھا اور چلن اس گروہ کا بعینہ سکھ کا سا چلن تھا اور مسلمانوں کے دشمن تھے انکو ٹوٹا اور لوگوں کے مویشی کھدیر لہجائے اور قافلون پر تاخت کرنا اور قتل مسلمانوں کا کرنا یہ معاش و کسب الکا تھا آخر ایکسے اس کے خدمتکاروں سے حام میں اسکو مار ڈالا اور یہ واقعہ سننے میں ہوا بعد اس کے ابوطاہر اسکا بیٹا قائم مقام اس کے ہوا اور بہت قوت و زور پیدا کیا اسنے کعبہ شریف کے حاجون پر اسلحہ میں تاخت کی اور مذہب باطنیہ کو رواج دیا جب وہ بدرہ اسکا فی الجملہ مدافعت لوگ و خلفائے ٹوٹ گیا تو ایک شخص قرامطہ سے ظاہر ہوا کہ اسکا نام حمدان تھا اسنے محمد بن اسماعیل مذکور الصدک کی امامت پر لوگوں کو رجوع کیا اور کہا اے شیخ کعبہ کی کعبہ کا کوئی نہیں یعنی وہ زندہ ہی نہ مرا ہی اور نہ مر گیا اور وہ مددی مسعود کی ظاہر ہو گا اور دنیا کو عدل و داد سے بھر دے گا اور خروج کرے گا اور تابعین کا قرامطہ لقب کیا اور یہ لقب یا غائب ہو کہ پھر کوئی مبارکیہ کو قرامطہ نہیں کہتا تھا اسکے تابعین کو بالکل اس لقب سے پکارتے تھے ورنہ اصل میں قرامطہ لقب مبارکیہ چنانچہ اپنے موقع پر ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ بعد حمد کہ ابن ابی الشیمہ سید ہوا اور حمدان کی مخالفت کے کہما کہ بعد اس کی امامت اس کے بھائی محمد کو پونچھی اور بعد محمد کے اس کے بھائی موسیٰ کاظم کو اور ان کے بعد ان کے بھائی عبدالصمد فطح کو کہ بیٹے جعفر صادق کے ہیں اور عبداللہ فطح کے بعد اسحاق بن جعفر کو مگر محمد بن اسماعیل کی امامت کا بھی بالکل منکر تھا بلکہ انکی جہاں اور لوٹ آئیگا منکر تھا اسنے اپنی گروہ کو فطمیہ سے لقب کیا بس میں یونہی ظہیر بقعہ جتنا یہ قرامطیہ یہ سب فرقہ شاخین باطنیہ کی ہیں کہ اصول و عقائد میں باہم ان کے خلاف نہیں، مگر بعض فروع میں اور اصل میں اعتقاد کل باطنیہ کا یہ ہو کہ عمل باطن احکام پر فرض ہے ظاہر پر نہ لہذا لقب باطنیہ ہوسے الامتغیہ نے اسنے خلاف ملی کیا ہے کہ الوہیت مقنع کے قائل ہوسے ہیں لیکن اہل تاریخ کہتے ہیں کہ باہم برقی اور مقنع اور قمر علی کے پرشیدہ سلسلہ رسل و رسائل کا رہتا تھا اور

غرض و مقصد میں باہم موافق تھے اس واسطے کہ خاص مقصود ان سب کا قتل مسلمانوں اور کجاوہ یا شریعتوں اور بیخ کنی اسلام اور پھر دنیا کو گونگ و روش دین سے تھا جس طرح ممکن ہوا جس دعویٰ سے میسر آئے اوک وہ شخص کہ جس نے مذہب باطنیہ پیدا کیا قداح اہوازی ہو اور جس نے کفریہ چھوڑ کے برلا اس مذہب کا اظہار کیا اونہیں اول برقی ہی بقاس کے منفع اور خباہی پھر حسن فرقہ نزاریہ سے اور اوکی اولاد اور مدویہ کہ پیدا ہونا اوکھا سابق مذکور ہوا چند اصل عقیدہ ہیں اسماعیلیہ سے تھے لیکن ولایت مصر و مغرب کی انکے قبضہ میں تھی اور یہاں کے لوگ شریعت کی ظاہر باتوں کی تعقید کمال رکھتے تھے اور بڑی تاکید یہ لوگ بھی بظاہر بنا برتالیف قلوب اجماع احکام شریعت میں مبالغہ نام کرتے تھے اور جو شیعہ خاص انکے تھے اوکو نہائی میں باطنیہ طریق کی بھی ہدایت در نہائی کرتے تھے جس ان حکایتوں سے جو مذکور ہوئیں سامعین سمجھ دار اور ذہن سلیم دانوں کو کتنے فائدہ ظاہری حاصل ہوتے ہیں اول یہ کہ تشیع پیدا ہونیکا باعث ابتدا میں نفاق و دشمنی ہو کہ عبداللہ بن سبا اور لوکے بھائیوں کو غیرت جاہلیت اور ذلت و عار پونچھنے پر ابھر آوہ کیا دوسرے طلب ملک و ریاست کی مختار و کیسان کو پیش آئی تیسرے مخالفت امام زاوہ زید شیعہ کا ہشامین اور انکے برادران کو انفاق پڑا جو تھے لمی دی اور زندقہ بن اور رنغ تکلیفوں شرعیہ کا عبداللہ بن یسوم قداح نے سوچا دوسم یہ کہ اصول مذہب تشیع کے پانچ سے زیادہ نہیں ہیں شیعہ اولیٰ علما کیسانہ زیدہ امام شیعہ اولیٰ کو دوفرقتے اعتبار کرتے ہیں اول فرقہ مخلصین کہ اہل سنت و جماعت ہیں صحابہ اور تابعین کہ ہمیشہ حضرت امیر کی صحبت میں رہے اور انکی خلافت کے ناصر و مددگار تھے اخبار ماجرین و انصارے تھے اول ان سب کا یہی مذہب تھا کہ حضرت امیر امام برحق تھیں بعد شہادت حضرت عثمان کے طاعت اوکی کا ذہ نام پر فرض تھی اور اپنے وقت میں یہ سب سے افضل ہیں جو کوئی خلافت کے معاملہ میں ان سے خلافت ہو خطا کار و باغی ہو اوکو جو اوکو لائق خلافت بنائے یہودہ اور گراہ حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر نے خلافت کے معاملہ میں ان سے مناقشہ نہیں کیا ہو یہ غرض تھی کہ جو لوگ قائل حضرت عثمان کے ہیں ان سے قصاص کیا جائے اور حضرت امیر نظر مصلحت تاخیر کرتے تھے بس فقط نزاع قصاص کا تھا اور قریب تھا کہ صلح ہو جائے عبداللہ بن سبا نے بیزمنی رؤسائے طرفین لڑائی شروع کرادی آخر ہوا ہوا اس واسطے کہ ان بزرگواروں سے کوئی متفقہ اسکا تھا کہ بنا بیز لائق خلافت کے نہیں بلکہ بہترین اپنے وقت کا انکو جانتے تھے اور ترمغین اور توصیفین برلا کرتے تھے اور مذہب اس فرقہ کا یہ ہو کہ جو حکامات طہبات جناب امیر نے فرمائے ہیں وہی ظاہر مہنی اوکے ہیں نہ تعقید اور خلاف نمائی جیسے اللہ و رسول کے کلام کے ظاہر مہنی لیے جاتے ہیں اس واسطے کہ جب امام نائب پیر کا ہو اور احکام پیر سب معمول ظاہر پس جو کچھ مرتضیٰ نے تفصیل

بعض اصحاب کی اپنے اوپر اوصفت و ثناء تمام اصحاب کی گواہی کے مخالف ہی ہوں بیان فرمائی ہے جسے شیعہ اور دیگر  
 اوپر یقین کرنا چاہیے اور ٹھکانا اعتقاد اور طریقہ رسول مقبول کے عمل کا کہ تمام صحابہ کی روایت سے ثابت ہوا ہے اس کو  
 چنانچہ چاہیے کہ تعضی نے ان کی طرف نسبت صواب کی کی ہے اور جمیع صحابہ کی تعریف جسکی تفصیل قریب آتی ہے انشاء اللہ  
 ایسا اسے یہ فرق لقب باہل سنت و جماعت ہوا کیونکہ یہ گروہ سب صحابہ کے ضمن ظاہر کلمات امیر مہر چلتے ہیں اور سب کے  
 درجہ بدرجہ معتقد و سرفراز تفسیلیہ ہر جذبہ فرقہ دہل شیعہ اولیٰ میں نہیں ہے لیکن یہ فرقہ جو جمیع مسائل میں موافق  
 اہل سنت و جماعت کے ہے اور ٹھکانا نگھنے اس کے اعتقاد و عمل کا بھی وہی ہے جو اہل سنت و جماعت سے روایت کیا گیا ہے  
 سوائے مسئلہ تفصیل کے انکو بھی شیعہ اولیٰ میں شامل کرتے ہیں نَقْلًا لَا كُنْزًا وَصَبْطًا لِلَّهِ تَشْدَادِ احْكَامِ ذِہْبِ یہ ہے  
 کہ جناب امیر اور انکی اولاد سے بڑھ کے کوئی سزا و خلاف نہیں ہے جب تک کہ یہ اور وہ کو سپرد ذکر میں نہ پانچ نہیں  
 یعنی البرک و عمر اور ذوالنورین یعنی حضرت عثمان کو اتفاق پڑا کہ انہر مجبور دی تھی بس خلافت ائمہ درست ہے اور  
 جسوقتیں یہ خود یعنی جناب امیر اور انکی اولاد تصدی اس کام کے ہوں تو دوسرے کو نہیں چھوڑتی ہے نہ مداخلت کرنا  
 سزاوار اور جناب امیر سب لوگوں میں افضل ہیں بعد رسول خدا کے اور صحابہ سے کسی کی طرف نسبت ظلم و غصب اور  
 گمراہی کی نہیں کرتے سب کا ذکر خیر کرتے ہیں نہ کسی مسئلہ میں مخالف فرقہ اول کے ہوتے ہیں بس فقط تفصیل اور اسماعیلیہ  
 ہر جذبہ ذہب دوسرا ہے لیکن انکو امامیہ میں داخل کیا ہے بسبب قلت و انتشار کے اور یہ بھی جانا چاہیے کہ شیعہ اولیٰ  
 کہ فرقہ ہنسی اور تفسیلیہ کے ہیں زمانہ سابق میں لقب انکا شیعہ تھاجب غلاۃ اور ردوافض اور زید یون اور  
 اسماعیلیوں نے اس لقب سے آپکو لقب کیا اور قباح اعتقادی و عملی ان سے صادر ہوئی خوفناک لایتناس  
 اَحَقُّ بِالْكَاطِلِ یعنی اس خوف سے کہ حق و باطل کی صورت کے نوجائیں فرقہ سنیہ اور تفسیلیہ نے اس لقب کو  
 اپنے حق میں ناپسند کیا اور اہل سنت و جماعت اپنا لقب فرار دیا اب واضح ہوا کہ کتب تاریخ قدیمہ میں جس قدر کہ فُلَانٌ  
 مُشِیْعٌ اَوْ مِنْ شِیعَةِ عَلِیٍّ واقع ہے اور حال اُنکے میں وہ روایات سنت و جماعت سے سب سچ ہے وہی تاریخ و اقوال  
 اَلَا سَبْعًا شَعْبًا شَعْبًا مِنْ هَذَا الْجَنَسِ فَلْيَتَنَبَّهُ بِہِ اور مزید معلوم ہوا کہ کافر ٹھکانا اور مرد و کنشہ کا بلا اختلاف تو  
 غلاۃ اور کیسانہ اور اسماعیلیہ کے حال چرچسپان ہے لیکن زید یہ اور ردوافض کہ آپکو امامیہ کہتے ہیں انکے کافر ٹھکانہ میں  
 اختلاف ہے دَلْحُو النَّفِیْسُ یعنی ایک دوسرے پر فضیلت دگئی ہے سو انشاء اللہ تعالیٰ جلدی آتی ہے اور غلاۃ اور کیسانہ  
 اور زید یہ اور ردوافض یعنی امامیہ کے بھی بہت فرقے ہیں جنکے ناموں اور مذہبوں کی گنتی شمار سے بڑی بڑی کتابیں  
 ملت و مذہب ہیں بنجائیں کہ یہ خالی فضول سے نہیں اس واسطے کہ پچاننا حال اصول کا اصل ہے فروغ کا حال بیان ہے

اہل سنت و جماعت  
 لقب کہہ رہا ہے

اور ظاہر کہ اصل ہی کے فساد سے فرع میں فساد لازم آتا ہے لیکن تھوڑا سا اس تفصیل سے ہم نہ

نہایت

تاذہن اور سامع سمجھنے سننے والوں کے خوش ہون پس غلام کے جو بیٹے فرتے ہیں پہلا فرقہ  
عبداللہ بن سبا کے ہیں کہتے ہیں إِنَّ عَلَيْنَا هُوَ كَالِهَ حَقًّا معنی اسکے اوپر لکھے گئے اور کہتے ہیں کہ وہ نہ

ہیں بلکہ نے ایک شیطان کو مارا کہ وہ بصورت جناب امیرؑ کے بن گیا تھا نعوذ باللہ کہ شیطان لعین اور آپہلی  
صورت پاک بن سکے اور کہتے ہیں کہ وہ ابرہہ بن جحیم ہوئے ہیں اور یہ آواز جو رد کی ہو دشمن کی آواز ہو اور بنی  
اوٹکا کوڑا یہ لوگ ہر گاہ آواز رد کی سنتے ہیں الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ کہتے ہیں اور یہ بھی  
کہتے ہیں کہ آپ بعد امدت کے نزول کے اپنے دشمنوں کو زیر و زبر فرمائیں گے ان باتوں میں انکی صریح تاقض اور  
سستی ظاہر ہے کہ آواز تندرعد سے اور بجلی گر اگر اگر ایک جہان کو تو مار سکتے ہیں دشمنوں کے حق میں کیوں صرف  
کر رکھا ہو اور کسا انتظار ہو دوسرا فرقہ غلام سے مفضلہ ہیں اصحاب مفضل صیرنی کے کہ سبائیہ مذہب کی  
برائیان دیکھ کر انھوں نے دوسرا طور اختیار کیا ہے کہتے ہیں کہ نسبت جناب امیرؑ کی خدا تعالیٰ سے ایسی ہے جیسے  
نسبت حضرت عیسیٰ کی ہو اس سے اپنی موافق قول نصاریٰ کے قائل اس بات کے ہیں کہ لاہوت ناسوت سے  
متحد ہو کے ایک چیز ہو گیا اور مذہب نکالیہ ہے کہ نبوت و رسالت منقطع نہیں ہوتی ہے جیسے آنحضرت خاتم النبوت  
اور رسالت ہوئے بلکہ جملہ اتحاد لاہوت سے حاصل ہوا وہ نبی ہے اگر اس نے ہدایت دار شاہد مگر اہو لگا بہت سا  
اختیار کیا رسول ہر اسی سبب سے اس فرقے میں ایسے بہت گزرے ہیں جنھوں نے دعویٰ نبوت و رسالت کا کیا ہے  
تیسرا فرقہ غلام سے زینیہ ہیں اصحاب سرخ بلیغ سین و آخرین بعض بجای سرخ کے سرف بھی کہتے ہیں انکا مذہب  
مثل مذہب مفضلہ کے ہے صرف اتنا فرق ہے کہ یہ حلول لاہوت کا ناسوت میں پانچ آدمیوں کے حقیق عقدا کرتے ہیں  
آنحضرت صلعم اور عباس رض اور علی رض اور جعفر رض اور عقیل رض جو تھا فرقہ غلام سے زینیہ ہے اصحاب زینیہ بن یونس  
کہ الوہیت حضرت جعفر صادق کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ بظاہر جملہ لوگ جعفر صادق کہتے تھے یہ تو ایک صورت انھوں نے  
یکوڑی تھی درحقیقت جو کچھ وہ تھے ویسے کیل نظر میں نہیں آتے تھے اور سوائے کسی امام میں الوہیت بھی البتہ وحی کا اتنا  
اور معراج اور ملکوت تک پہنچنا یہ باتیں سب اماموں کو حاصل تھیں پانچواں فرقہ غلام سے کالمیہ ہیں اصحاب  
کالم کے یہ کہتے ہیں کہ روحین متناسخ ہوتی ہیں یعنی ایک بدن سے دوسرے بدن میں جاتی ہیں چنانچہ روح امی  
اول آدم کے بدن میں پھر شیت کے بدن میں داخل ہوئی علی ہذا تمام انبیاء اور اماموں میں نقل کرتی رہی  
اور اور نبی آدم کی ارواحین بھی باخود ہا نقل کرتی ہیں یہ گروہ سب اصحاب نہ کو کا فر ٹھہرتے ہیں کہ بیعت علی کی

یوں نکی اور خود علی کو بھی کافر ٹھہرتے ہیں کہ اپنا حق کیوں چھوڑا اور طلب نہ کیا اب اس سے معلوم ہوا کہ روح الہی شخص امام کے بدن میں حلول کرتی ہے مگر امامت اس کی شرط یا بیان نہیں ہے چاہے کافر ہو ورنہ حضرت امیر رضا کو کافر ٹھہرانے کا یہ نہیں چھٹا فرقہ غلام سے مغیرہ ہیں اصحاب مغیرہ بن سعید عجل کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بصورت ایک نورانی کے ہوا اسکے سر پر تاج نور کا ہے اور دل چشمہ حکمتو نکاسا تو ان فرقہ غلام سے جناح ہیں کہ تاج روح کے قائل ہیں اور روح الہی کو آدم اور شیث اور جمیع انبیاء کے بدن میں منتقل کر کے بعد پیغمبر آخر الزمان کے اوس روح کو حضرت علی اور حسنین اور محمد بن حنفیہ اور بعد ان کے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کے بدن میں جانتے ہیں اور انھیں کی امامت کے اسی ترتیب سے مستند ہیں بلکہ معنی نبوت اور امامت کے ان کے نزدیک بھی حلول روح الہی کا ہے بدن شخص میں معاملات عقیقی کے منکر ہیں حرام چیزوں کو حلال جانتے ہیں انھوں ان فرقہ غلام سے بیان یہ ہیں اصحاب بیان بن سمان ندیکے خدا تعالیٰ کو اوی صورت و شکل موصوف کے ساتھ جانتے ہیں اور قائل حلول خدا تعالیٰ کے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں پھر علی رضی اللہ عنہ پھر محمد بن الحنفیہ پھر ابو ہاشم بن محمد بن الحنفیہ پھر بیان بن سمان کے اور کہتے ہیں کہ لاہوت ناسوت میں متحد ہو کے اس کی رگ و پوست میں گھس گیا ایسا جیسے کوئلہ میں آگ اور گل میں گلاب تو ان فرقہ غلام سے منصور یہ ہیں اصحاب ابو منصور عجل کے کہتے ہیں رسالت منقطع نہیں ہوتی اور عالم قدیم کی احکام شریعت سب نکالے ہوئے ملا لوگوں کے ہیں نہ بہشت ہے نہ دوزخ ہے اور بعد امام محمد باقر کے قائل امامت ابو منصور کے ہوتے ہیں و سوان فرقہ غلام سے غامیہ و انکو برجیہ بھی کہتے ہیں ان کا یہ اعتقاد ہے کہ پروردگار عالم موسم بہار میں برپردہ ابر طرف زمین کے اوترتا ہے اور دنیا میں گھوم کے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے اثر بار کا مثل بھول میوہ اور اور بھولون اور غلہ اور سبزہ اور میوہ کے اسی سب سے ہے گیا رھوان فرقہ غلام سے ہو یہ کہتے ہیں کہ مرتضیٰ شریک پیغمبر کے تھے نبوت و رسالت میں بار رھوان فرقہ غلام سے تفویضیہ ہیں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بعد پیدائش دنیا کے معاملات دنیا پیغمبر کے سپرد فرمائے اور کچھ دنیا میں ہوا ان کے واسطے مباح کیا اور ایک گروہ ان سے قائل اس بات کا ہوا کہ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائے بعض دونوں تفویض کے قائل ہوئے تھے رھوان فرقہ غلام سے خطابیہ ہیں اصحاب ابو خطاب محمد بن ربیع لا خذع الا للہ کہتے ہیں کہ سب امام خدا کے بیٹے ہیں اور مرتضیٰ خدا ہیں اور جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی خدا ہیں مرتضیٰ کو آگاہ کر اور جعفر کو آگاہ صغیر جانتے ہیں ابو الخطاب کو پیغمبر اور کہتے ہیں کہ اگلے سب پیغمبروں نے نبوت اپنی ابو الخطاب کو سونپی ہے اور اطاعت اس کی ساری مخلوق پر فرض کر دی ہے اور یہ ابو الخطاب اپنے یاروں کو وصیت کرتا رہتا تھا کہ جو اپنے مذہب کے موافق ہو اسی کو

گوایں

سہر جبریل علیہ السلام

جسوی گوایں دیتے رہو اس واسطے کہ فقہ میں لکھتے ہیں لَا یُخْبَرُ شُعْبَةُ شُعْبَةٍ لَعَلَّهَا یَقُولُ یَعْنِیْ ہُنَّ جَابِزٌ لِّیْ وَ لَیْسَ لَہَا حُجَّتٌ  
 خطابیہ کی چودھو ان فرقہ غلات سے عمر بن مسعود سے کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق کی نبوت کے قائل ہیں اور ان کے بعد  
 ابوالخطاب کو بھی جانتے ہیں بعد اسکے معرکوں اور احکام شرع کو مفوض بمعرفہ تھے ہیں اور کہتے ہیں کہ معمر بن جعفر  
 اس سے احکام شرع سا قہ کیے اور تکلیفات شرعی دور کردی یہ لوگ بھی ایک گروہ خطابیہ سے ہیں پس ہر ہوا ان  
 فرقہ غلابیہ ہیں کہتے ہیں کہ جبریل کو حق تعالیٰ نے وحی لیکر علی کو واسطے بھیجا تھا اس سے اسکے پوچھنے میں غلطی ہوئی  
 کہ محمد کو پوچھائی اس واسطے کہ علی اور محمد کی صورت میں مشابہت تام تھی جیسے کو ان کو ایسے مشابہت بلکہ اس سے زیادہ تر  
 پس جبریل امتیاز کر کے چنانچہ ایک شاعر کا شعر علی بن کثیر غلط لکھا کہ لَعَلَّہَا یَقُولُ شُعْبَةُ شُعْبَةٍ لَعَلَّہَا یَقُولُ  
 جبریل نے غلطی کر کے نبوت کو حیدر سے علیہ رکھا اور ایسا ہی فارسی میں شعر جبریل کہ آمد زبر خانی بچون  
 در پیش محمد شد و مقصود علی بود مگر یہ باتیں تو ان لوگوں کی ہیں جو انہیں نصف ہیں اور جاہل تو صریح گفت  
 جبریل پر کہتے ہیں ان الفاظ سے کہ لَعَلَّہَا یَقُولُ شُعْبَةُ شُعْبَةٍ لَعَلَّہَا یَقُولُ شُعْبَةُ شُعْبَةٍ لَعَلَّہَا یَقُولُ  
 یہ محمد کو نبی اور علی کو خدا کہتے ہیں اور نیز یہ بات کہ ان دونوں ذوالغنی میں مشابہت تام تھی کہ لَعَلَّہَا یَقُولُ شُعْبَةُ شُعْبَةٍ  
 یَعْنِیْ مِنَ الذَّیَابِ بِالذَّیَابِ یَعْنِیْ مُحَمَّدٌ نَہَا یَتَشَابَہُ تَحْصِیْ عَلِیِّ سَہِیْ مَعِیْ کے ساتھ کمی اور یہ لوگ ان میں غلامیوں  
 ہیں کہ اس اگلے عقیدہ سے بچے کہ اس عقیدہ کو رجوع ہوئے تھے ستر ہوا ان فرقہ ذبیہ کہتے ہیں کہ علی آلہ ہیں  
 محمد کو اس واسطے بھیجا تھا کہ لوگوں کو میرے دعوت کریں سو محمد نے برخلاف اسکے اپنی طرف دعوت کی نہ علی کی طرف  
 اس وجہ سے محمد کی مذمت کرتے ہیں لہذا ذبیہ لقب ہوا اٹھا رہوا ان فرقہ اتندیہ کہتے ہیں کہ محمد  
 اور علی رضوں والہ ہیں اور یہ آپس میں دو گروہ ہیں بعض محمدی خدائی کو ترجیح و تقدیم دیتے ہیں بعض علی کی خدائی کو  
 غالب و قوی جانتے ہیں اور یہی گروہ ذبیہ ہیں کہ مذمت محمد سے لوٹ کے بہرکت علی رضوں والہ ہو سکتے قائل ہوئے ہیں  
 او نیسوا ان فرقہ خسیہ کہ بختین کو کہتے ہیں اور لفظ فاطمہ میں تالی ثانیث نہیں لگاتے لکن قول یہ کہ یہ پانچوں  
 در حقیقت شخص واحد ہیں کہ ایک روح پانچ قالبوں میں سامی ہو کسی کو کسی پر فوقیت نہیں بیسوا ان فرقہ  
 نصیریہ کہتے ہیں کہ خدا نے علی اور اذنی اولاد میں حلول کیا مگر خاص اولاد جو امام ہیں کہ کسی علی پر خود  
 غلط لکھا جاری کرتے ہیں مجاز یعنی حال کو محل کہنا کیسوا ان فرقہ اسحاقیہ کہتے ہیں کہ دنیا بھی بنیبر سے  
 خالی نہیں رہتی اور حلول باری تعالیٰ کے حضرت علی اور اماموں میں قائل ہیں مگر اس بات میں مختلف ہیں کہ بعد  
 حضرت علی کے کوئی امام میں حلول کیا یا نیسوا ان فرقہ غلابیہ یہ لوگ فرقہ غلابیہ میں ادعای اسدی بقول

بعض اوسی سے ہیں انکا مذہب الوہیت اور انضلیت علی کی ہو محمد پر کہ محمد نے علی کی بیعت کی اور اطاعت اوکی لفظ **تیسو** ان فرقہ زمریہ یہ لوگ سلسلہ امامت کا یوں کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کے بعد محمد بن ابی حنفیہ و انکے بعد ابو ہاشم و انکے بیٹے پھر علی بن عبد اللہ بن عباس حسب وصیت ابو ہاشم انکے بعد محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس منصب دو انقی اور ابوسلم مروزی میں کہ صاحب دعوت عباسیہ کا محاطول بارتعالیٰ کے معتقد ہیں یہ واسطے خلاۃ میں گئے یہ لوگ تارک فرائض کے ہیں اور حرام چیزوں کو حلال جانتے ہیں جو **تیسو** ان فرقہ متغنیہ کے بعد حضرت امام حسین کے متغنیہ کو کہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ **اَلَا لَہٗ اَرْبَعَةٌ** یعنی چار خدا ہیں حضرت علیؑ اور حسینؑ اور متغنیہ دراصل تو یہ متغنیہ اسماعیلی تھا لیکن جب سے دعویٰ الوہیت کا کیا خلاۃ میں گنا گیا بس عاقل پر پوشیدہ نہیں ہو کہ بنیاد مذہب خلاۃ کی اس بات پر کہ نبی یا امام میں عقدا والوہیت یا حلول الہ کا کرے اور تعین امام میں وہی تین مذہب یعنی کیسان زیدیہ امامیہ مد نظر ہیں پس بعض خلاۃ کیسانہ میں بعض امامیہ لیکن خلاۃ زیدیہ اب تک سنہ میں نہیں گئے اس واسطے ان جو میں فرقوں میں فرقہ زیدیہ نہیں ہو نہ یہ لوگ قائل حلول یا الوہیت زیدیہ شیعہ اور اوکی اولاد کے ہوئے لیکن فرقہ کیسانہ اول تو تحقیق کیسان میں بہت اختلاف ہے صحیح والاکتا ہو کیسان نام مختار کا ہو اور اکثر اہل لغت اسکا اتباع کیا ہو مگر تاریخ میں جو تہفہ اور متحد لوگ ہیں انکے نزدیک صحیح یہ ہو کہ کیسان جلیلہ حضرت امام حسن مجتبیٰ کا اور شاگرد محمد بن حنفیہ کا تھا ان سے اسنے علوم عربیہ سیکھے تھے اور کل کیسانہ چھ فرستے ہیں کہ یہی اصحاب ابو کرب حضرت کہ بعد حضرت مرتضیٰ کے امامت محمد بن حنفیہ کے کہ ابوالقاسم اوکی نسبت ہو قائل ہیں بدین سند کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بصرہ میں نشان کش کر کاؤنکے سپرد کیا تھا اسی کو دلیل قطعی اوکی امامت کی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ حتیٰ لایوت ہیں کوہ خموی کے درون میں چھپے ہوئے ہیں مع جالیں اپنے یاروں کے وہاں دو جہی قدرت الہی سے جوش زن ہیں کہ شہد وریانی اونے پہننا ہو اور وہ صاحب زمان ہیں کثیر عرذ کہ شاعر مشہور ہر اسی فرقیے تھا چنانچہ یہ مبین اوکی دلیل اس بات کی ہیں **اِیَّاتِی دَسِیْطَہٗ کَا یَذُوُ الْمَوْتَ حَتّٰی یُوْثِقُوْا النِّعْلَ یَقْدِمُہُمُ اللّٰہُ وَ یُعِیْبُہُمُ فَا لَا یُرِیْ فِیْہُمْ زَمَانًا** کہ برصوی عیسیٰ عجل اللہ تعالیٰ فرستے ہو کہ ایک فرزند ہو کہ وہ مرہ موت کا نہیں چاہیگا جب تک کہ لشکر کشی نہ کرے جسکے آگے نشان ہوگا غائب ہو لوگ اسکو ایک مدت اپنے بیچ میں نہیں دیکھیں گے اور کوہ رضوی میں اسکے پاس شہد و آب ہو اور سب سے پہلے یہ ابو کرب ہو شیعوں میں کہ قائل چھپے صاحب زمان کا ہو ہو اسی کا قول ہو کہ امام و ثنوں کو خوف سے چھپ جاتا ہو اور بعد ایک مدت کے ظہور کرتا ہو سب شیعوں نے اپنی تسلی خاطر کی امام مفقود کے مقدمہ میں اسی ابو کرب سے سکھی ہو اور جا بجا قائل چھپ جانے امام کے ہوئے ہیں آسمان قیام اصحاب سبحاق بن عمر کے یہ امامت کو

محمد بن حنفیہ ابو ہاشم کی طرقت نقل کرتے ہیں اور معتقد او کی موت کے ہیں بعد ابو ہاشم کے او کی اولاد کو امام کہتے ہیں  
 بِوَصِيَّةِ اَبَا اَبَاہِ لَا مَنَّاكَ اِنِّیْ ہر ایک اپنے اپنے بیٹوں کے واسطے وصیت کر گئے تھے حرجیہ انکو کندیہ بھی کہتے ہیں صحابہ  
 عبداللہ بن حرب کندی کے کہ بعد ابو ہاشم کے عبداللہ بن حرب کو امام جانتے ہیں موافق وصیت ابو ہاشم کے عباسیہ  
 یہ لوگ علی بن عبداللہ بن عباس کو بوصیت ابو ہاشم امام جانتے ہیں اور بعد علی کے منصور تک انتقال امامت کے معتقد ہیں  
 طیار یہ یہ لوگ بعد ابو ہاشم کے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو بوصیت ابو ہاشم امام کہتے ہیں مختار  
 یا ایکسانیہ ان لوگوں کو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں خلاف ہو بعض کہتے ہیں کہ بعد مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حسین نے امامت پائی بعض کا  
 قول ہے کہ محمد بن حنفیہ نے اور سب اس خلاف و اختلاف کا اوپر مذکور ہوا لیکن زید یہ یہ لوگ اپنی نسبت زید بن علی بن حسین  
 ابن علی رضی اللہ عنہ ابی طالب سے کرتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیع اور آپس میں بیٹنے کو فرماتے ہوئے ہیں اول فرقة زید صریح  
 کہ اصحاب زید بن علی کے ہیں اور ان کے ساتھ بیعت کی ہے ہنگام خروج براہ اولاد عبدالملک بن مروان کہ انھوں نے اصول  
 اون سے سیکھے ہیں بلکہ بعض فروع بھی اون سے روایت کرتے ہیں اور تبرہ اصحاب کبار کا روا نہیں رکھتے اور نصوص متواتر  
 زید سے اس مدعا پر نقل کرتے ہیں اور سب کو خوبی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امامت حق مرتضیٰ کا تھا اور انھوں نے  
 خود شیخین اور ذمی النورین کو چھوڑ دی تھی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بیت خلفائے ثلاثہ کی خطانقی اس واسطے کہ مرتضیٰ او پر  
 راضی تھے اور معصوم خطا و باطل پر راضی نہیں ہوتا عرض مذہب انکا موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے ہے سب  
 مسائل امامت میں بس اتنا ہی فرق ہے کہ ان کے نزدیک فاطمی ہونا امام کا شرط ہے ان کی تفریق سے دوسرے کو امام قرار دیتے  
 گویا اصل زید یہ فرق ثنائی شیعہ اولی کے ہیں لیکن متاخرین ان کے معتزلہ اور دیگر شیعہ سے مختلف ہو کے تحریف مذہب اب  
 شیعہ اولی سے نہایت دور پڑ گئے اور کہتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی امامت زید بن علی کو صحیح جانتے تھے اور خروج  
 او کا براہ صواب سمجھتے تھے اور لوگوں کو ان کے رفاقت کی حرص دلاتے تھے اس واسطے کہ زید یہ فروع میں موافق مذہب  
 حنفیہ کے ہیں اور اصول میں مطابق اعتقاد معتزلہ کے دوسرے فرقہ جا رو دیہ ابو الجار و زید بن ابی زیاد کے (۳)  
 یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر کے بعد امام مرتضیٰ تھے نبض و صف امامت نہ متعین نام صحابہ کو کا فر ٹھہراتے ہیں کہ انھوں نے اقتدار او کی  
 ترک کی بعد ازیں ان کے حسین رضی اللہ عنہ کو ترتیب امام جانتے ہیں جنسین کے بعد او کی اولاد میں امامت شوری کے معتقد ہیں  
 پس انہیں سے جو کوئی تلوار لیکر نکلے اور عالم و شجاع ہو وہی اپنے وقت کا امام ہے لہذا زید بن علی اور یحییٰ بن زید کو امام جانے  
 لیکن منتظر میں اختلاف کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ محمد بن عبداللہ بن حسن ہیں جن کا لقب نفس الزکیہ تھا کہ زمانہ منصور میں  
 دعویٰ امامت کا کر کے مقتول ہوئے مگر یہ زندہ نہ مقتول بقول بعض وہ محمد بن قاسم بن حسن طالقان واسے ہیں کہ امام



مستعصم بن جعفر خروج و قتال گرفتار ہو کے قید ہوئے اور قید ہی میں مر گئے اونکی موت کے بھی منکر ہیں بعض کے نزدیک  
یہی بن عمر بن کوفہ دے پوتوں زید بن علی بن حسین سے کہ مستعین کے وقت میں خروج کیا اور قتل ہوئے لیکن انکار  
اونکے قتل کا بھی ہے تیسرے فرقہ جریر یہ انکو سلیمان بھی کہتے ہیں تابعین سلیمان بن جریر کہتے ہیں کہ امامت ایک شیعہ  
در بیان مخلوق کے اور یہ دو مسلمان صالح کی رضامندی سے منعقد ہو سکتی ہے ابو کریم و عمر بن کو امام تو جانتے ہیں لیکن  
علی بن کے ہوتے لوگو کو انکی بیعت میں خطا کا کہتے ہیں اور عثمان بن اور طلحہ بن اور زبیر بن اور عائشہ بن کو کافر  
کہتے ہیں جو تھا فرقہ تبریہ موم بھی انکا لقب ہے یا مغیرہ بن سعد کے کہ لقب بہ تبر تھا کہتے ہیں کہ بیعت ابو کریم و عمر  
خطا پرستی کو واسطے کہ رضی نے اور سکوت کیا **وَالسَّكُوتُ عَلَى الْمَعْصُومِ كَالْحُكْمِ** یعنی جس چیز پر معصوم رضی اور ساکت ہو جا  
وی حق اگر عثمان کے حق میں توفیق کرتے ہیں ایسے کہ رضا و سکوت مرضی کا عثمان کے معاملہ میں خاطر خواہ انکوابت  
نہیں ہوا اور مرضی کو وقت بیعت سے امام جانتے ہیں یا چچوان فرقہ نعمیہ یا نعیم بن الیمان کے انکا مذہب مثل مذہب  
تبرہ کے ہے فرقہ بھی کہ عثمان کو کافر مہراتے ہیں اور تبر کہتے ہیں انکے سوا سب صحابہ کو بخیر یاد کرتے ہیں چھٹا فرقہ و کسبیہ  
یا راضل بن دین کے انکا مذہب مثل مذہب جارود یہ کہے کہ مگر طلحہ بن اور زبیر بن اور عائشہ بن کے تکفیر کرتے ہیں باقی صحابہ کو  
بخیر سا تو ان فرقہ خشبیہ صحابہ خلف بن عبداللہ کے کہتے ہیں کہ امامت شیعہ بنی و اولاد فاطمہ بن زین العابدین کے اور سراج  
خلفان کا پسندے اوپر خروج واجب ہے خشبیہ انکا لقب اس وجہ سے ہوا کہ خشب لغت عربی میں لاشیٰ کو کہتے ہیں اور  
انھوں نے بھی سلطان وقت پر بے اسباب جنگ و سلاح و ذلے لاشعیاں اینٹیں لے لیکے خروج کیا تھا اٹھواں فرقہ  
یعقوبیہ یا یعقوب کے یہ لوگ رحبت کے قائل ہیں امام ابو کریم و عمر بن کے منکر بلکہ تبر کہتے ہیں نو ان فرقہ صالحیہ  
اصحاب حسن بن صالح کے امامت شیعہ بنی فاطمہ بن معتقد ہیں کہ جو کوئی فاطمیوں سے بصفت علم و شجاعت و نجاد  
متصف ہو اور تلوار لیکر خروج کرے وہ امام ہو اور کئی کئی امام ہونا ایک زمانہ بلکہ ایک ملک میں بھی اکثر زید کے نزدیک  
جائز ہے لیکن امامیہ مدار انکے مذہب اور قدر شریک تھا انکے مجمع فرقہ کفار یہ کہ زمانہ تکلیف یعنی تکلیف شرع کا امام  
فاطمی سے خالی نہیں ہوتا اور مجموعہ یا اوٹا لیس فرتے ہیں اول حسین کہ امامت کو بعد مرضی بن کے حسن مجتبیٰ سے متعلق  
کہتے ہیں اونکے بعد حسن مجتبیٰ موافق وصیت اونکے باپ یعنی حسن مجتبیٰ بن کے اور انکو ضامن آل محمد کہتے ہیں اونکے بعد عبداللہ  
کہ حسن مجتبیٰ کے بیٹے تھے امام جانتے ہیں اور جو جھگڑا اور رد و بدل کا نہیں اور امام جعفر صادق میں ہوا انکے کتابنا عشر  
موجود کہ تقریباً ملا محمد رفیع انکے اعظاف نے ابواب بنان میں کلینی سے نقل کیا بعد عبداللہ کے اونکے بیٹے محمد کہ لقب  
بنفس کہ یہ ہیں پھر اونکے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو امام جانتے ہیں ان دونوں بھائیوں نے زمانہ منصور و وافی میں

سکافر

سکافر

نرا

سکافر

فاخر

سکافر

سکافر

خروج کے لوگوں کو اپنی طرف بلا یا چنانچہ بہت انگلے پاس جمع ہو گئے اور بعد جنگ وجدال امرائے منصو نے انکو  
 شہید کیا دوسرے نفسیہ یہ سب ایک گروہ حسنیہ سے ہیں کہتے ہیں کہ نفس زکیہ ہمارے نہیں گئے بلکہ غائب و ریشیدہ  
 ہیں بعد چند روز کے ظاہر ہو گئے تیسرے حکمیا انکو ہشامیہ بھی کہتے ہیں اصحاب ہشام بن حکم کے یہ لوگ امام شریعت کا  
 بعد امامت امام حسین کے اور انکی اولاد کے امام جعفر صادق تک تہرتب معتقد ہیں لیکن حقیقتی کے تحقیق صریح  
 جسم ہو گئے قائل ہیں یہ لوگ اپنے معبود کو بصورت ایک جسم طویل و عریض و عظیم کے جسکے ابعاد ثلثہ مستادی ہیں  
 قرار دیتے ہیں مگر کوئی صورت ظاہری جیسے کہ اجسام میں ظاہر ہو رہی ہیں وہ نہیں رکھتا ہر چوتھے سالمیہ انکو جو  
 بھی کہتے ہیں اصحاب ہشام بن سالم جو الیقینی کے امامت اور جسم اپنے معبود میں موافق حکمیا کے ہیں فرق ہی کہ یہ اپنے  
 معبود کو بصورت انسان کے اعتقاد کرتے ہیں پانچویں شیطانیا انکو نعمانیہ بھی کہتے ہیں اصحاب محمد بن نعمان  
 صیرفی کے کہ لقب اسکا شیطان الطاق ہوا امامت کے موسیٰ کاظم تک معتقد ہیں اور خدا تعالیٰ کو جسم جانتے ہیں  
 اور اوکے اعضا ثابت کرتے ہیں چھٹے زرارہ یہ اصحاب زرارہ بن عیین کو فی کے انکو اعتقاد امامت کا جعفر  
 تک ہر صفات الہی کو حادث بتاتے ہیں کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انل میں نہ علم رکھتا تھا نہ حیات نہ قدرت نہ سمع  
 نہ بصر نہ توین یونسہ یونس بن عبدالرحمن قمی کے یار انکا قول ہے کہ باری تعالیٰ عرش پر ہر جسکو فرشتے اٹھائے  
 رہتے ہیں انھوں میں بدائیہ بدلو خدا پر تجویز کر کے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بعض اشیای را وہ پیدا کرتا ہے پھر نام دیتا ہے  
 کہ یہ خلاف مصلحت میں چنانچہ خلافت خلفائے ثلاثہ اور انکی مرچ اور منقبت کی آیتوں کو بھی اسی بدایینی مصلحت  
 تیار کرتے ہیں نوین مفسر یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کی مخلوق محمد صلعم کے سپرد کر دی پس دنیا یا جو چیز  
 دسین ہر محمد صلعم کی پیدا کی ہوئی ہو اور انھیں میں سے ایک گروہ تفویض علی کے قائل ہیں اور ایک تفویض دو کو  
 انسے سات فرتے جو مذکور ہوئے غلامیہ سے ہیں سب باتفاق کا فر اور سقندر انکے مذاہب میں امامت پر  
 اتفاق ہر دسویں باقریہ کہتے ہیں امام باقر مرے نہیں حتی ولایموت اور منتظر ہیں کیا رھوین حاضر یہ کہتے ہیں  
 بعد امام باقر کے انکے بیٹے زکریا امام ہوئے اور وہ کوہ حاضر میں چھپے ہوئے منتظر اذن خروج کے غیب میں  
 بارھوین ناوسیہ اصحاب عبدالمد بن نادر بصری کے کہتے ہیں امام جعفر صادق زندہ ہیں غائب ہو گئے ہیں وھوالمعدن  
 لمعود واللقام المنتظر یعنی وہ مدی موعود ہیں اور قائم و منتظر اجازت غیب کے اور ایک گروہ منکر اہبات کے  
 ہیں کہ غیب کلی نہیں ہے بلکہ انکے دوست بعض اوقات انکو خلوات میں دیکھتے ہیں تیرھویں عمار یہ اصحاب عمار  
 سے ہیں کہ جعفر صادق مر گئے انکے بیٹے محمد امام ہیں یہ عمار یہ نائب فرقا اسماعیلیہ کے ہیں سقندر شرکت انھیں یہ ہر ایک

جعفر صادق کے نئے فرزند و بن جو بڑے بیٹے اسماعیل نام تھے بوجہ بن جعفر کے کہ ان کا نام رکھا گیا کہ ان کے لئے عاقبت  
یعنی یہ امامت بڑے بیٹے میں ہی جب تک کہ نہواوین کچھ نقصان اور زیروا کلان ہو نیکی یہ حضرت جعفر کو سابق ولا بن  
محبوب تر تھے کہ واسطے کہ انکی مان فاطمہ بنت الحسن بن الحسن بن علی بن فرقا اولی مبارکیہ میں کہ کچھ حال اول کا سابق  
نہ کو رہا بعد اسماعیل کے محمد بن اسماعیل کو امام جانتے ہیں اور و کو خاتم الایمہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں ہُوَ الْقَائِمُ  
الْمُنْتَظَرُ وَ الْمَهْدِیُّ الْمَعْنُودُ دوسرے باطنیہ کہ بعد اسماعیل کے اولی اولادین : یہواوین ہوا فاضل رض سابق  
حضرت صادق کے امامت جاری کرنے میں اور کہتے ہیں کہ عمل باطن کتاب پر واجب ہی نظر ہر تیسرے قرطیہ اہل سنت کو  
اس نسب کی تحقیق میں اختلاف ہو بعض کہتے ہیں قرطیہ نام مبارک کا ہی جیسا کہ گذر بعض کہتے ہیں یہ اور ایک شخص سے  
یہ گناہ : اسے کہ بانی اس مذہب کا ہوا بقول بعض نام اسکا حمدان بن قرطیہ بعض کے نزدیک قرطیہ نام ایک  
گائون کا تو دیہات واسطے یہ وہاں کا باشندہ تھا لہذا وہ قرطیہ ہی اور تابعین اس کے فرامطہ بہ حال مذہب انکا  
یہ کہ اسماعیل بن جعفر خاتم الایمہ ہی اور حجتی لایوت علاوہ اسکے حرام چیزوں کو حلال جانتے ہیں جو تھے شمس طہ  
اصحاب یحیی بن ابی الشیخ کے کہتے ہیں بعد جعفر صادق کے امامت انکے پانچویں بیٹوں کو پوچھی اس ترتیب سے  
اسماعیل اور محمد اور موسی کاظم اور عبداللہ الفطح اور اسحاق یا پنجویں میمونہ اصحاب عبداللہ بن میمون قلع اہو کا  
کہتے ہیں عمل ظاہر کتاب و سنت پر حرام ہی اور نہ کرماد کے ہیں چھٹے خلفیہ کہتے ہیں جو کچھ کتاب و حدیث میں مذکور  
تھا زور و زہ اور حج و زکوٰۃ سے اور مثل انکے بسکے لغوی معنی ہیں نہ دوسرے قیامت اور شہادت و دوزخ کچھ نہیں  
کہتے ہیں ساتویں برقیہ اصحاب محمد بن علی برقی کے معاد اور احکام شریعت کے منکر ہیں اور نفی کو تاویل کرتے ہیں اور نہ  
بعض انبیا کے منکر کیا معنی بلکہ معنی انکی واجب جانتے ہیں انھوں نے جنابہ تابع ابوطاہر خلیفہ انکو اس مذہب میں  
غلویہ نہ ہی انکا معاد و احکام اور جو کوئی عمل احکام پر کرے اسکا قتل واجب جانتے ہیں یہ واسطے ان کو گونا  
گونا حلیوں کو قتل کیا جملہ سود کو کھو دینگے تا لوگ بلا اعتقاد ہو جائیں اور قصد خانہ کعبہ اور طواف کا نہ کریں بس یہ  
پانچ فرقے ہیں شمس طہ میمونہ خلفیہ برقیہ جنابہ کہ سب قرطیہ کے گنتی میں داخل ہیں اور انھیں میں گنے گئے کہ میں اس  
حسابت اسماعیلیہ کے آئمہ فرقے بتاتے ہیں ورنہ نیا دہ ہوتے ہیں چنانچہ نو تن فرقہ اصول اسماعیلیہ سے سب سے ہیں  
کہتے ہیں کہ انبیا ناطقین بشر اربع سات ہیں آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسی اور محمد اور مہدی اور  
دوسرے لوگوں کے درمیان میں سات آدمی اور رہتے ہیں کہ شریعت سابق کو نابیدا ہونے رسول لاحق کے قائم کو ہیں  
سو اسماعیل بن جعفر ایک ان ساتوں سے تھے کہ درمیان مہدی اور محمد کے شریعت کو قائم رکھیں اور یہ بھی کہتے

یہ زبان میں سات آدمیوں سے لایہ کہ قابل پیروی اور رہنمائی کے ہو سکیں دشوان فرقہ اصول اسماعیلیہ سے مدد یہ ہیں کہ انھوں نے غوب لنبا لئی چوڑائی پیدا کی اس فرقہ میں ارباب تصانیف و توالیف ہوئے ہیں ملوک و سلاطین ملک مغرب کے اسی فرقے میں گذرے ہیں انکو غلبہ و تسلط واقعی ہوا یہ لوگ بعد اسماعیل امامت انکے بیٹے محمد وصی بعد انکے احمد و فی انکے بیٹے پھر انکے بیٹے محمد تقی اور محمد تقی کے بیٹے عبداللہ رضی پھر انکے بیٹے عبداللہ ابوالقاسم اور انکے بیٹے محمد کہ محمد حمدی اپنا لقب کیا تھا بعد انکے انکے بیٹے احمد قائم ہوا اللہ پھر اسماعیل بن احمد منصور نقوۃ اللہ بعد انکے معد بن اسماعیل معزال دین اللہ انکے بعد ابو منصور نزار بن سعید عزیزی اللہ پھر ابو علی منصور بن نزار حاکم ہوا اللہ پھر ابو الحسن علی بن منصور ظاہر الدین اللہ پھر معد بن علی بن منصور مستنصر باللہ تائب کرتے ہیں کہ انکے باپ اپنے بیٹوں کی واسطے حکم دیکئے تھے جب نوبت امامت حمیدی کی پوچھی اسنے اپنے حکم کو ملک مغرب میں رواج دیا اور طالب بادشاہی کا ہوا بہت مخلوق اسکے پاس جمع ہوئی اول تو یہ بلاد افریقیہ مسلط ہوا پھر آہستہ آہستہ بلاد مصر پر بھی غلبہ پایا اور ملک مصر و مغرب کا اسکی اولاد کے قبضے میں رہا بلکہ بعض اسکی اولاد سے ملک شام پر داخل ہوئے اور اہل بین نے بھی تہیہ الکی دعوت کا کیا اور انکے مذہب میں ہو گئے بعد مستنصر کے تعین امام میں انکا اختلاف ہو سب اسکا یہ کہ مستنصر نے اول تو نزار اپنے بھائی کو حکم امامت کا دیا ابوالقاسم احمد مستعلی باللہ اپنے بیٹے کو بس بعض نے حکم اول کو بسب حکم ثانی کے مستدرج جانا اور امامت مستعلی کے قائل ہوئے انکو مستعلو کہتے ہیں بعد مستعلی کے اسکے بیٹے منصور بن احمد آمر با حکام اللہ بعد اسکے عبدالحمید ابو یونس ابن احمد حافظ الدین اللہ اسکے بھائی پھر اسکے بیٹے ابو منصور محمد بن عبدالحمید ظافر باللہ اللہ اور اسکے بعد ابوالقاسم علی بن محمد فایز نصر اللہ اسکے بیٹے اسکے بعد محمد بن علی عاضل الدین اللہ کو امام جانتے ہیں جب نوبت امامت عاضل کی پوچھی امرا اور ملوک شام نے اسے قصد کیا اور اسکو یکو کے قید کیا کہ قید میں مر گیا اب اولاد حمدی سے کوئی نہ رہا کہ دعوی امامت کا کرتا دوسرے گروہ نے نزار کو امام جانا اور بعض ثانی کو لغو و ساقط کیا اسواسطے کہ بعد بعض اول کے صادر ہوئی یہ بعد نزار کے اسکے بیٹے ہادی نام اور بعد ہادی کے اسکے بیٹے کو کہ حسن نام تھا امام جانتے ہیں لیکن یہ لوگ سب نہایت جھوٹے میں مورخوں نے خلاف اسکے لکھا ہے تحقیق یہ کہ احمد مستعلی جب بادشاہ ہوا نزار کو مع دونوں بیٹوں کے کہ صغیر تھے قید میں ڈالا تینوں قید خانہ میں مر گئے کوئی نسل اس سے باقی نہ رہی نزار یہ کو صبا حیدر میر یہ بھی کہتے ہیں کہ مختار یہ اس نام رکھنے کی وجہ معلوم ہوگی اور نیز انکو مستقطعیہ اور سقسطیہ بھی کہتے ہیں کسواسطے کہ انکے مذہب میں امام مکلف بفرج نہیں ہوا اور ہو سکتا ہو کہ بعض تکلیفات یا کل تکلیفات مذہبی کو ان سے ساقط کرے

یہ بھی خرافات سے ہے کہ حسن بن صباح جمعی مصروفین آیا اور بعض عورتوں نزار سے کہ اپنے بھتیجے کی قید میں نہیں ملے  
اور ایک اردکا صفیہ لیکیا اور ظاہر کیا کہ یہ لڑکا نزار کا بیوی اوسکا نام رکھا اور شہر سے میں جا کے اوسکے نام پر دعوت  
شرع کی لوگ انہو جمع ہو گئے اور قلعہ الموت اور دیگر قلاع طرستان پر سلاطین ہو گیا بال بچے اور مال مع ہادی کے  
قلعہ الموت میں کھے یہاں تک اوسکو موت آئی ہادی اوسوقت میں اردکا تھا کیا نام ایک شخص کو اپنا خلیفہ کر کے ہادی کی  
ترتیب اور اکرام و توقیر کا بہت بائند کیا جب کیا مرنے لگا تو اسنے اپنے بیٹے کو کہ محمد بن کیا نام تھا نائب کیا اور بنو  
حسن صباح کے ہادی کے معاملے میں اہتمام تمام کر دیا ایک دن ہادی کو شہوت و نود نے غلبہ کیا کیا کی جبر و کوبہ کا  
اوس سے صحبت کی کوساٹے کہ انکے زعم میں سب حرام چیزیں امام کو حلال میں جو چاہے سو کرے لایسئل عما یفعل  
نئی کوئی پوچھنے والا کانہیں ہر جو چاہے سو کرے گویا انکے امام ہی کی شانیں اور انفاقا جو رہا بن کیا کی اوس  
صحبت سے حاملہ ہو گئی اور ایک لڑکا جنی اوسکا حسن نام رکھا اس اثنا میں ہادی مر گیا سب بیان اوسی ابن  
کیا کی عورت کا ہر اکثر تابعین ہادی کے تو اسکو قبول کرتے ہیں بعض شک کر کے کہتے ہیں کہ ہادی کی صحبت کی ہو  
اور عورت مخفی جبکہ یہ عورت ہادی سے حاملہ ہوئی مخفی ابن کیا کی عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوئی مخفی پھر اتفاق دونوں کے  
ولادت کا بھی ایک ہی وقت میں ہوا ابن کیا کی عورت نے ہادی کے لڑکے کو اپنے لڑکے سے بدل لیا اوسکا حسن نام رکھا  
پھر حال بعد مرنے لڑکے کیلئے حسن نے ایکو اولاد نزار سے ظاہر کیا اور ہادی کا لڑکا بچے دعوت امامت کی شریعت کی  
یہ شخص بہت عاقل بلیغ حاضر جواب خوش محاورہ تھا بہت خطبے کہتا تھا اون خطبوں میں ہی مضمون بتا کید و نفرت  
بیان کرتا تھا کہ امام کو جائز و چاہے سو کرے اور تکلیفات شرعیہ کو توڑ دے مجھکو عیب سے حکم مواہر کہ تکلیفات  
شرعیہ تمسے کو دوں اور سب حرام چیزیں تمہرے حلال کر دوں جو چاہو وہ کرتے رہو بشرطیکہ آپس میں دلائی جھگڑا کرو  
اور اطاعت سے اپنے امام کی نہ ٹھکراؤ اسکے بعد محمد بن حسن اسکا بیٹا پھر علاؤ الدین محمد بن جلال الدین حسن بن محمد بن  
اسکا پوتا سی راور جلین پر رہی لیکن جلال الدین حسن کہ کسیر صلی محمد بن حسن کا تھا منکر مذہب اپنے باپ دادے کا ہو کر پاک  
مسلمان ہوا اوسکے اسلام کی خوبی تواریخ میں مشہور و معروف ہے یہاں تک کہ کتب خانہ اپنے باپ دادے کا ہو کر پاک  
اور زندقہ اور کجاد سے بھرا تھا سب چھوٹا دیا اور اپنے اگلے لوگوں کے ملین میں ہائند کرتا تھا مذہب باطنیہ کی طرز  
کھود ڈالی اور اپنے تابعین و رعایا کو حکم امر معروف و نہی منکر شرع کا کیا پڑی پڑی مسجدیں اپنے قلعوں میں آباد کرین خلیفہ  
اور اہل اسلام ہند و شریف کو اپنا حسن اسلام بتایا اور ان کو حج خانہ کعبہ کی واسطے مع تحفوں کے بھیجی لیکن علاؤ الدین بیٹا  
اسکا برخلاف چال چلن اسکے موافق اپنے اگلے لوگوں کے ملحد ہی ہوا اسکا بیٹا کرن الدین لقب یہ بھی ملحدوں کی بیٹہ

کافر

کافر

حسن و نہ

محمد

علاء الدین محمد

علاء الدین محمد

علاء الدین محمد

علاء الدین محمد

انکے وقت میں تارکے ترکوں یعنی چنگیز نے اسکی سلطنت کو خراب کر دیا اور اسکی قدر کو دی چند روز قلعہ الموت  
 رہا آخر انکا مطیع ہو کے انکے ساتھ گیا اثنای راہ میں مر گیا انکے مرنے کے بعد اسکے بیٹے نے قلعہ الموت میں رہ گیا تھا  
 خروج کیا اور جدید الدولہ پنا لقب رکھا جب وسای تارکے حال سے خبر دار ہوئے لشکر اس پر بھیج کے اسکو  
 خراب کر دیا اور جمعیت اسکی متفرق ہو گئی دیہات بلرستان میں چھپے چھپے مر گیا بعد اسکے کوئی دعویٰ دارا بہت  
 نہ رہا بس فرقوں اسماعیلیہ سے باطنیہ قرامطہ سبعیہ حمیریہ سب ملحق ہیں مدویہ بظاہر احکام شرع کے معتقد ہیں  
 لیکن کفران سب میں حمیریہ ہیں اب اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اسماعیلیہ دس فرقے ہیں اور تیرہ فرقے اسماعیہ  
 اوپر گئے گئے تو سب تیس فرقے اسماعیہ کے ہوئے چوتیسواں فرقہ انجلیہ انکو غائب بھی کہتے ہیں اسلئے کہ اصحاب  
 عبدالسدر بن ہما کے ہیں قائل امامت عبدالسدر بن جعفر کے جنکا لقب انطی تھا لَکَنَہُ کَانَ اَنْطَحَ الرَّجُلَیْنِ یعنی انکے  
 پانچون جوڑے تھے یہ برادر حقیقی اسماعیل بن جعفر کے تھے انکی امامت اور رجعت کے قائل ہیں اسواسطے کہ انکا  
 کوئی بیٹا نہ تھا جو سلسلہ امامت کا انکی نسل میں جاری ہوتا چھتیسواں فرقہ اسماعیہ معتقد امامت اسحاق بن جعفر  
 فی الواقع علم و تقویٰ اور زہد میں یہ مشابہ اپنے والد بزرگوار عالیقدر کے تھے چنانچہ سفیان بن عیینہ و زبیر  
 گروہ اور ثقات محدثین اہل سنت اونسے روایت کرتے ہیں چھتیسواں فرقہ قطعیہ اصحاب مفضل بن عمر کے  
 اسواسطے انکو مفضلہ بھی کہتے ہیں قائل امامت موسیٰ کاظم کے اور انکی موت کو اونسے قطع کرتے ہیں چھتیسواں  
 فرقہ موسویہ انکو موت و حیات امام موسیٰ کاظم میں تردد ہوا ہی سبب سے انکی امامت میں توقف کرتے ہیں نہ بعد  
 اونکے سلسلہ امامت کو جاری کرتے ہیں اٹھائیسواں فرقہ مطوریہ قائل حیات موسیٰ کاظم کے کہ حی لایموت اور  
 مدی موسیٰ و منتظر ہیں کہ حکم خدا ہو جو میں خروج کروں اور اس حدیث مرقومہ کو سند پکارتے ہیں سَابِعُهُمْ قَائِمٌ  
 سَبْعِيْنَ صَلَیْہَ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلٰتِہٖم اِنَّ اَمَامَہُمْ کَاخِرُہُ کَرَمُہُ اَللّٰہُ عِزَّہُ عَلٰی عِزِّہُمْ صَاحِبُ تَوْرٰتِ کَاخِرُہُ مَطُوْرٌ یَّرْسُبُہُ کہتے ہیں  
 کہ الیبار انھوں نے قطعیہ سے مناظرہ کیا رئیس قطعیہ یونس بن عبدالرحمن نے انسے کہَا اَنْتُمْ کَھُوْنُ عِنْدَ نَاہِرِ النَّارِ  
 اَلَمْ تَطُوْرُوْا یعنی تم ہمارے نزدیک تھے جیسکے ہوئے بدتر ہو اور وقت سے یہ لقب انبر رہا اونیسواں فرقہ  
 حبشیہ قائل موت موسیٰ کاظم کے لیکن حجت کی منتظران تینوں فرقوں کو واقف بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ امامت  
 موسیٰ کاظم پر موقوف رکھتے ہیں تیسواں فرقہ احمدیہ قائل امامت احمد بن موسیٰ کاظم کے بعد وفات موسیٰ کاظم  
 اکیسواں فرقہ ثنائیہ شیعہ قائل امامت علی بن موسیٰ رضا کے بعد اونسے انکے بیٹے محمد تقی المشہور بچواد انسے بعد انکے  
 بیٹے علی نقی معروف بادی پھر انکے بیٹے حسن عسکری پھر انکے بیٹے محمد مدی قائم منتظر حجت کے خروج کے امیدوار ہیں  
 اَللّٰہُ

ماہِ خجستہ  
 احسان

اور اولی غیبت اور سن و سال میں باہم اختلاف کر کے چند فرقے ہو گئے ہیں بلکہ بعضے اولی موت و حیات کے بھی

قائل ہوئے ہیں اس حساب سے شمار فرقوں امامیہ کا اوٹالیس تک پہنچتا ہے متیسواں فرقہ جعفریہ بعد عن عمری

امامت جعفر بن علی کے کہ حسن عسکری کے بھائی تھے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ حسن عسکری نے اولاد نہیں چھوڑی

تو لہمدی کے منکر ہیں چند فائدے ذیل و خاتمے اس باب میں واجب التحریر ہیں اور فائدوں کو ضرور کان لگا

انہیں سنا چاہیے فائدہ اول وہ لوگ جن کا لقب شیعہ ہو اگر وہ مجاہدین و انصار اور ان کے تابعین ہیں کہ جن میں

شیعہ شیعہ اور پیرو حضرت مرتضی کے تھے جس وقت کہ آپ ان کے خلیفہ ہوئے ان لوگوں نے ہمیشہ صحبت آپ کی اختیار کی اور مخالفین

کے ساتھ رہے اور مطیع ان کے امر و نہی کے ہوئے ان کو شیعہ مخلصین کہتے ہیں اور یہ لقب ان کا سینٹین سحری میں ہوا وہ

شیعہ شیعہ تھے تفصیلیہ ظاہر ہوئے انھیں میں سے ابوالاسود دہلی جو وضع نحو اور شاگرد جناب امیر فرما کہ آپ ہی کے

حکم و تعلیم سے ان کے قواعد و قواعد جمع کیے اور انھیں لوگوں سے ابو سعید یحیی بن عمر مروانی پر کہ یہ ایک تابع سے ہے عبداللہ

بن موسیٰ و دوسری ملاقات رکھتا تھا علم قرأت کا عالم اور تفسیر و نحو و لغات کا خوب جاننے والا انھیں شاگرد ابوالا

اور قرأت میں ایک قرائی بصرہ سے ہوا قاضی شمس الدین احمد بن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا کہ کان یحییٰ

ابن عمر شیعہ امام الشیعہ الاول القائلین بتفصیل اهل البیت من عبد بنقص الذی فضل من غیر ہر

یعنی تھا یحیی بن عمر شیعہ پہلے شیعوں کے جنس سے جو قائل ہوئے تفضل البیت کے بے اس کے کہ کھٹائیں کسی فضل

غیر البیت سے اور انھیں میں سے ہر سال میں بن ابی حفصہ کہ راوی حدیث ہے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے

اور انھیں سے عبدالرزاق جو صاحب تصنیف کہ محدث مشہور ہے اور اہل سنت و جماعت سے ہے اور منجملہ ان کے

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق جو معروف بابن سکیت صاحب کتاب مصلح المنظر بعد ان کے ظاہر ہوئے شیعہ

کہ اعظم صحابہ اور اجماع المؤمنین رضازواج مطہرات کو کالی اور طعن کرتے تھے سب سے بھٹ گئے بہت فرقوں کی طرف

جیسا کہ گزرا یہ ترتیب جو مذکور ہوئی بنظر طور مذہب کے ہے والا حدوث تو ان کا بالکل جناب امیر فرما کہ عید میں ہوا باغوی

عبداللہ بن سبا و کیسانیکہ سنہ چوتھ سحری میں مختاریہ سنہ ہشامیہ سنہ زید بن علیہ الباقیہ و شیطانیہ سنہ زرارہ

مفوضہ بدانیہ ناویہ عمائیہ سنہ اسماعیلیہ سنہ مبارکیہ سنہ واقفیہ امامیہ سنہ احمدیہ سنہ اثناعشریہ امامیہ

سنہ معدویہ فریق اسماعیلیہ سے کہ قائل امامت محمد بن عبداللہ بن عبد اللہ کہ ان کے نزدیک لقب ہمدی ہیں سنہ

ظاہر ہوئے اور یہ ہمدی آپ کو اولاد اسماعیل بن جعفر سے لیتا تھا اور دعوی امامت کا کرتا تھا سنہ مذکور میں نوچی





یعنی محصور ہو گیا یہ حجر اسود بروز قیامت اس حال سے کہ اس کی دو انکھیں ہو گئی جسے دیکھ گیا اور زبان ہو گئی جس سے  
 بات کر گیا۔ گو اسی دیکھا اس کی جسے جو ماہی اس کو سختی بیشک یہ وہ تھوڑی کہانی پر اور تار تار اور آگ میں نہیں جلتے  
 ابوطاہر نے جو یہ مضمون سننا بطریق تسخر ٹھٹھا لائے ہنسا اور آگ منگوائی اور اس کو آگ میں ڈالا مخرق ہوا پھر بانی  
 بانی میں والا دو بانی تیر تار با بعد اس امتحان کے تھوڑے ہو کر کتاب دین اسلام میرے نزدیک ثابت ہوا اور  
 میں نے معلوم کیا کہ اگر جانا اس کی بنیاد کا مجھے علم نہیں لیکن اپنا مذہب بظہور اور غور حمیرہ کا مدد دے کہ انکو لائق  
 بھی کہتے ہیں اور سابق مفصل حال اور کفار قوم ہوا سنہ ۱۰۰۰ میں ہوا مسقطیہ یہ سب بھی انکے بعد ظاہر ہوئے بعد شروع  
 فتنہ تار کے بس مسقطیہ اخیر نصفہ سے مین فائدہ دوم جاننا چاہیے کہ بعد فرقہ فرقہ ہو جانے شیعوں کے ہر شہر  
 و اقلیم میں دعاۃ انکے چرتے تھے اور طلب ملک و ریاست اور کثرت تابعین میں کوششیں اور صلاحین کرتے تھے  
 کہ کسی مذہب میں ایسی کوشش رواج دینی مذہب اور دعوت مردم میں اپنی اپنی طرف واقع نہیں ہوئی جیسی کہ یہ  
 کرتے تھے سب اسکا یہ کہ بنیاد انکے مذہب کی قائم ہوتی تھی امامت بعض انخاص پر اور امامت ایک صیغہ ریاست بلکہ اعلیٰ  
 از ریاست انجام رونے کے حال اس امام اور لوگوں کو اس کی طرف راغب و متغذہ کرنے کی ضرورت پڑتی تھی جب ریاست  
 حاصل ہوتی تھی بخلاف اور مذہب کے کہ اصل انکے مذہب کی متعلق بریاست نہیں ہر جس جنگی تقدیر تدبیر سے موافق  
 ہو گئی اور حکومت وجاہ حاصل ہو گئی اور جنگی تقدیر تدبیر سے مخالفت پڑی مفت بیفائدہ مگرگی اور اس حصول دولت  
 وجاہ میں بھی بعض ایسے ہوتے کہ انکی دولت کو استمرار ہوا دین پشت تک اور بعض ایسے کہ چند روز ظہور کیا پھر سست ہو گئے  
 اسی سبب سے قیام ایام ہر فرقہ کا بھی مختلف ہوا اہل تاریخ کہتے ہیں کہ نادر سیہ بعد دین بکثرت تمام تھے خصوصاً ستمین  
 اور اکثر فرقہ شیعہ مصر و شام اور عراقین اور آذربایجان اور فارس اور خراسان میں پھیلے ہوئے تھے اس وقت تک  
 کہ فتنہ تار کا وقوع میں آیا بس اس وقت میں اپنے شہر و نسے بھاگ بھاگ دور دور کے اطراف و جوانب میں جا پڑے  
 اور ان شہروں میں اس ملا کو بھیلایا کہ لوگوں کو بھکا کے گراہ کیا لیکن فتنہ تار میں اکثر فرقہ شیعہ نابود و مفلوک ہو گئے  
 کچھ رہ گئے چنانچہ علاء و باطنیہ کم زید یہ امامیہ اثنا عشریہ حمد و یہ اکثر لیکن غلہ کے انہیں سے بڑھ کے سبائے قائل  
 الوہیت جناب علوی کے ہیں اردبیل اور آذربایجان کے اور شہر و قریب نے انجہ موجود ہیں کچھ عبادت انکی نہیں  
 مگر سال کے تین روزے اور بلا ترک شہر بغداد میں بھی یہ گروہ رہتے ہیں بادشاہ و امکا دعویٰ کرتا ہے کہ میں  
 یحییٰ بن زید بن علی بن حسین کی نسل سے ہوں اور یہ عجبات ہے کہ لوگ یہ مانگے سب کو سے بلریش ہوتے ہیں البتہ  
 بادشاہ کی اپنی داعی ہوتی ہے اور بعض دیہات زابلستان میں بھی کچھ تہہ اس جماعت کا دیتے ہیں دوسرا فرقہ

حجر اسود

غلامہ سے جو قائل طول باری تعالیٰ کے ہیں بن علویین مفضلہ نصیریہ بن مفضلہ کا زمانہ بھی دراز ہوا اس وقت بلاد  
گنجمین موجود اور نصیریہ کی بھی بنی عمر ہوئی کہ کوہستان خراسان میں بین اور بعض بعض شہروں میں بھی عمر شاہ  
بادشاہ کے عہد میں بعض لوگ انکے دہلی آئے اور میرخان کے گھر اور تیسے چند کس معتبر سے انکی ملاقات ہوئی  
اور انھوں نے خبر دی کہ کوہستان خراسان میں ابجیان نام ایک پہاڑی وہاں کے رہنے والے سب غلامہ و نصیریہ  
ہیں ان میں ایک امام کہ ایک علویوں نے ٹھہرا تاہو اور شہر میں خراسان کے شہروں سے ایک نائب اپنا بھیجا ہوا  
اور واقعہ نویسی مقرر کر تاہو انکی اصطلاح میں لفظ کہ امام پر اور رسول کا نائب پر اور جبرئیل کا اوس واقعہ نویسی  
اطلاق کرتے ہیں ان لوگوں کو شریعت سے کچھ سروکار نہیں نہ کوئی عبادت انکی مگر امام کو جس ادا کرتے رہتے ہیں اور  
دیہات قرب و جوار ابجیان میں بھی اسی مذہب کے لوگ ہو گئے ہیں انکی خرافات سے ایک یہ کہ کبھی آبدود و باش  
زمین سے ننگ ہو کہ ابر کو حکم کر تاہو کہ سیر مری کے سے پائے ہو جاتاہو اور پھر سے جزیرہ کے آسمان کی سیر کر تاہو پھر  
زمین پر اور تر آتاہو اور یہ بھی انکے عقائد سے ہے کہ محمدؐ بھیجے ہو علی رضی اللہ عنہ کے ہیں اور منکر معاد و قائل تناسخ ارواح  
کہ روح میں ہمیشہ ایک بدن سے دوسرے بدن میں نقل کرتی رہتی ہیں اور حنبت اوس انسان کے بدن سے عبادت  
جو صاحب ثل و نعمت کا ہوا دروزخ بدن اوس انسان کا جو صاحب خوار می محتاجی کا ہوا اور زیدریہ بلا و زمین  
پھیلے ہوئے تھے یہاں تک کہ بعض شرفاء حسنیہ زیدری مذہب نے بلاد میں پر تسلط پایا پس اکثر زیدریہ میں میں جمع  
ہوئے اور اب تک بین نصف ملک بن کا کہ نجد میں یعنی بلند کوہستان ہوا ویں زیدری مذہب بین نصف دورا  
نشیب اور کنارہ دریای شورا میں شافعی مذہب ہیں باطنیہ اسماعیلیہ سے بھی بعض بلاد خراسان اور کوہستان  
برخشان اور کنارہ دریای شورا گجرات ہند میں موجود انکو اصطلاح خراسان بین میں کہتے ہیں اوپر چپک کھڑا  
دہانکا خوب ہوتاہو زمینوں سے یہ شہر بھلاہو مدویہ اسماعیلیہ سے انکی مدت بت دراز ہوئی اور قوت و دولت کمال  
پونجی چنانچہ سابق محمد بن عبدالکمال احوال میں جس نے لقب اپنا مدی اور ۲۹۶ھ میں بلاد مغرب پر خروج کیا اور امر  
مقتدر عباسی سے کہ صوبہ دار اوس نواح کا تھا لو کہ غالب آیا اور افریقیہ پر متصرف ہوا تھا گذرا اور مصر و مغرب  
مدون اسکی اولاد کے قبضہ میں رہا نارفتہ رفتہ اہل میں بھی انکے مذہب میں ہو گئے ابتدای سلطنت سے انقطاع  
دورہ تک اسکے دوسو ساٹھ برین گذرین اور ایک ہی طریقہ پر رہی یہاں تک کہ حسن صباح حیرانی نے بوسیلہ نشیب  
پسر نزار کے کہ ادعا کیا تھا کہ ہتان طبرستان جبل میں خروج کیا اور حسن الموت میں جای قصہ حد و ششہ میں  
واقع ہوا بعد تسلط حسن الموت سے باہر صومونبا کے ریاضات شامہ میں مشغول ہوا اور لوگوں کو خوب زہد

و پر ہیکاری قتالی کہ اکثر لوگ فزویں اور طبریہ اور کوہستان کے اسکے فریب میں اگر مقتدا سکے ہوئے پھر نہ ہنسنا بیگناہ کر کے  
 دیرے انداز سانی اہل سنت و جماعت کے ہوا بڑا کر اسکا یہ تھا کہ اپنے تابعین فتنہ کاروں کو مسلمانوں کے شر و عین بھیجتا تھا  
 اور کہدیتا کہ علما اور ائمہ اور اعیان اہل سنت کو اپنے حیل و عین بچاؤ سب سے یہ لوگ بعض طالب علم ہنگے شاکر و ہوتے تھے او  
 خلوت جلوت میں ان کے ساتھ رہ کر فرصت پاکے مار ڈالتے تھے بعض خدشہ گار ہنگے امیرون کے نوکر ہوتے تھے اور قابو پاکے  
 اپنا کام کرتے تھے ان حیلوں سے جماعت کثیر علما و ائمہ اہل سنت و جماعت کی اسنے ان لوگوں سے مروا ڈالی جب جب  
 قوت بہم پہنچائی تو یہ ہوا کہ بادشاہوں سے اسرا اور غالب ہوا سابی گذر کہ جب حسن صباح مرنے لگا اس کام پر کیا کو  
 اپنا خلیفہ کیا اور کیا نے اپنے مرتے وقت محمد بن کیا کو اور اونے اپنے بیٹے حسن نام کو کہ دعوی اپنے نسب کا بادی بن کر  
 کرتا تھا خلیفہ کیا یہ حسن بہت بڑا لحد و زندق تھا اسکے سلف جو کچھ چھپاتے تھے یہ بڑا لٹا ہر کرتا تھا اس گروہ کی بادشاہ  
 ایک سو کھتر برس رہی فتنہ تار یہ میں ایسے ہلاک ہوئے کہ نام و نشان انکا نہا گویا تقدیر نے انکی جڑ کا کاٹنا فتنہ  
 ستا پر مقرر کیا تھا لیکن مستعلویہ انکی بادشاہت قریب پانستو ساٹھ برس کے رہی اب کوئی نہرا ان فرقے کو ممد  
 مستعلویہ سے تھوڑے لوگ اور قلیل اقصائے عین میں اور کناروں دریاے سندھ کے بھی بتاتے ہیں واللہ اعلم اور  
 یہ بھی جانا چاہیے کہ ہندوستان میں ایک جماعت اور ہے کہ اپنا ممدویہ نام کیا ہے انکا شمار یہ کہ ممدی آئے بھی اور  
 چلے بھی گئے ملک دکن اور راجستھان میں یہ لوگ بہت ہیں یہ فرقہ جدا ہے وہ ممدویہ امامت کی بحث میں انکو کچھ دخل  
 اور بعض مسائل میں اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں مثل رفع یدین دعا اور تقسیم میراث وغیرہ میں اور یہ سب تابعیہ محمد  
 جو نبوری کے ہیں کہ آپکو ممدی موعود خیال کیا تھا چنانچہ ملا علی قاری نے اس خیال کے رد میں ایک رسالہ صحیح  
 حدیثوں سے لکھا ہے اور علامتین ممدی موعود کی مفصل بیان کی ہیں لیکن اشاعتیہ ابتدا میں گروہ انکے متفرق  
 نواح عراق میں اکثر یہ لوگ آپکو اہل سنت و جماعت میں شمار کرتے تھے اور تقدیر اور اختفا کر کے دور دور جاتے تھے  
 یہاں تک کہ دیالند آل بابویہ کے بلاد عراق پر غالب ہوئے اور ولول انسے عماد الدولہ تھا کہ اپنے ضلع کی بادشاہ پر غلبہ کے  
 ملک دس سے چھین لیا اور خلافت مقتدر عباسی میں بڑی بڑی لڑائیاں ملک نواحی سے اڑ کے غالب ہوا اور اصل  
 یہ اور اسکے باپ بھائی چڑیا روں سے تھے چڑیاں اور مچھلیاں مارا مار کے قوت گزاری کرتے تھے اسی حال میں کوہستان  
 و طیم سے عراق تھم کو گیا وہاں کے کسی شہر میں بھوئے ہوئے ہوئے کپڑے پہن کے اولیا برحق کے کسی امیر کے پاس سب گئے اوسکو  
 انکی قوت جسمانی اور شیریں زبانی نے فریقہ کیا کہ وہ بادشاہ وقت کے پاس لگیا اوسکے لشکر میں نوکر ہو کے اچھی  
 کار گزار یاں کین تو تہتی منصب مارٹ عظمی کو پونچھے اور بادشاہت انکی بلاد فارس اور عراق و طیم میں محکم اور

مستقر ہو گئے کہ یہ بادشاہت انکی ایک سو ستائیس برس تک رہی یہ خاندان سب خلاۃ اثنا عشریہ سے تھا لہذا ان میں  
 سب اثنا عشریہ جمع ہوئے اور آذربایجان اور خراسان اور جرجان اور بازنادران اور جیلان اور دیلم کے پادشاہان  
 اخیر قلم و تک غلبہ اس مذہب کا ہوا اس مذہب میں علما بہت ہوئے اور بہت تصنیفیں اور تالیفیں کیں لیکن باوصف  
 اتنے زور و غلبہ کے تھیغہ بھجور اکثر اس فریق کے لوگ لباس معتزلین پہرتے تھے حتیٰ کہ وزیر اعظم و پادشاہ کہ صاحب بن  
 عباد تھا آپ کو معتزلی ظاہر کرتا تھا حال آنکہ باطن میں رافضی شدید العناد تھا جب دولت انکی ڈکی اور نابود ہوئی  
 اکثر اثنا عشریہ معتزلون اور اہلسنت و جماعت میں برہمت تمام چھپ گئے جب تک کہ فتنہ تاراکا اٹھا اور نزہت شک  
 کو جلا یا علقمی وزیر خلیفہ عباسی کا اسی فرقیہ سے تھا خفیہ تار سے ملت رکھتا تھا اول تو ظہور کیا آخر خراب و تباہ ہوا  
 جو کہ انکے دلوں سے خوف اہلسنت کا جاتا رہا اور ضعف ہلام موجب قوت اس فریق کا ہوا اس شہر میں خوب نامور  
 مذہب شروع کیا محمد بن عبدالمطلب بن ارغوان بن البغان ہلاکون تولی بن چکنہ خان شرف ہلام سے  
 مشرف ہوا اس واقعے کا چھ سو چار نوے میں اتفاق پڑا اسکی دعوت سے ہزاروں اتباع اور لشکر کے لوگ مسلمان  
 ہوئے اوسنے اپنا سلطان محمود نام رکھا اور اہل سنت کے چلن پر بہت اچھی طرح لہری کے بعد اسکے بجایہ خود ابندہ  
 قائم مقام اور کا ہوا یہ عمارت اور تماشے میں مصروف اور ولولہ لب میں مشغوف تھا ناگاہ تاج الدین نام  
 ایک شخص نے روافض اثنا عشریہ سے اس سے ملاقات کی اور اس مذہب کی ترغیب دی اسکے اغواء سے اوسنے  
 اپنا مذہب کھو یا تاج الدین اس مذہب کی دعوت بمبالغہ تمام کرتا تھا علما اس فریق کے پاس سلطان کے حج کیے  
 خصوصاً ابن مطہر علی کو کمال رونق دی آہستہ آہستہ سلطان کے دل میں جمادیا کہ فرقہ اسلام میں سوائے  
 اثنا عشریہ کے کوئی فرقہ ناجیہ نہیں ہے جو کہ بادشاہ نوسلم تھا حقیقت دین اور تواریخ اسلام سے وقفیت اور  
 مطلع تھا یہ جیلہ انکا جل گیا سلطان کو مع تمامی اہل و اتباع کے اس مذہب میں لے آئے تصانیف ابن بطہر علی کی کہ  
 نیج الحق اور نیج الکراۃ اور مثل اسکے ہیں یہ خاص سلطان اور امرا و اتباع کی دعوت کیواسطے ہر اس نطفہ میں حد  
 زیادہ غلو اثنا عشریہ کا ہوا اور ابن مطہر نے انھیں اور شرح تجرید اور استہصار اور نہایہ اور خلاصہ اور مبادی و مصلح  
 افیقہ کیواسطے طیار کیں بعد وفات بیٹا اسکا سنہ ۵۸۰ میں وفات سے نائب ہوا اور مبدایت و ارشاد اہل سنت کے اس عقیدے  
 بدل گیا رافضیہ کو کمال دیا حتیٰ کہ بھر حلقہ کو لوٹ گیا علما انکے سب چھپ گئے یہاں تک کہ ترکہ کو جو اثنا عشریہ سے تھے دیار کرب  
 اور اسکے گرد پیش کی دولت حکومت ملی سنہ ۵۸۰ میں بھر علما و مکار اس فریق کے وہاں جمع ہو گئے چنانچہ قریب پچاس برس تک  
 دولت ترکہ میں خوب غلو اور دشنام اور برہرا کا حتیٰ کہ کیا بعد اسکے ترکہ کو انحطاط ہوا وراج اس مذہب کا بھی گھٹنا

یہاں تک کہ سلطان حیدر نے کہ صفویہ یا نقشب کیا تھا سبب قرابت اور عدم میانہ کے ترکہ کے ملک پر غلبہ پایا یا نہ ہو  
عراق عجم اور کرمان اور مازندران اور آذربایجان اور خراسان اور تبریز پر بلطانی غلبہ پائے علماء اس فریق کے کمال ظهور  
و غلبہ جمع ہوئے ایک نے انکے مٹانے بعض بادشاہوں اس فرقہ کو نائب صاحب النہ مان قرار دیا اور رسم سجدہ کے بجالائے  
اس خوشامد سے خوب تقرب پایا بادشاہ کو ترغیب لائی کہ پھر لوگوں کو اس مذہب میں داخل کرے اگر نائین تو قتل کرے لوگوں کو ہمہ  
جماعت سے باز رکھے قبیلے کو دوسری طرف بدلے خطیبوں کو حکم کرے کہ منبر و منام عائشہ رضی اللہ عنہا اور جفہ رضی اللہ عنہا اور بڑے بڑے  
صحابہ کی کوچہ و بازار میں پھیلا دے اور وجوب لعن و تبرین ایک رسالہ لکھا بادشاہ نے سب باتیں انکی مان لین کیجائے  
کثیر علماء سنت سے قتل کی مسجدیں خراب کر دیں صالحین کی اوڈھیڑے بڈیان اوکی جلا دین مثل عین القضا  
ہمدانی و قاضی ناصر الدین بیضاوی کی اور سوائے ایچا عت کثیر مخمبو لون بل سنت سے محض بحایت ایزدی اس  
فتنے سے محفوظ ہے مثل شیخ الاسلام احمد جامی اور شیخ ابو الحسن خرقانی اور ابو زید بطنامی اور شیخ الاسلام عبد  
انصاری بلکہ تمام مشائخ ہرات کے اور جب تک یہ فتنہ رہا جامی پناہ اور ٹھکانا اہل سنت کا سوائے ماورائے نہر کے تھا  
جو کوئی انکے ہاتھ سے رہائی پاتا تھا قورات کو جاتا تھا یہ بات جی ملوک ماورائے نہر سے برابر معرض ہوتی تھی یہاں تک  
کہ ہرات کے ملازادوں نے اسی بلا میں گرفتار ہوئے بڑی ایذا اٹھائی پاس خاقان اعظم عبید اللہ خان گئے اسکی  
اگر غیر جو شہین آئی توجہ خراسان کا ہوا اور ٹھیک ٹھیک بدلا لیکے تمام کیا اور خراسان پر تصرف ہوا بعد فوت  
عبید اللہ خان کے پھر سلاطین حیدر یعنی صفویہ خراسان پر غلبہ پائے لیکن ملوک بخارا و بلخ میں جھگڑے رہتے تھے  
اور ازبک اور ترک ہر سال لڑائیاں پے در پے لڑتے تھے اور ملوک اور امرای خوارزم بھی مشغول جہاد و غزاس  
فریقہ ہوسے اور قتل و بند اور لوٹ اس فرقہ میں فرو گزاشت ملی اور قیصر روم نے بھی تبریز و اردبیل کی طرف سے انکی  
مقعد میں بیخ بھونکنا شروع کی تو یہ ہوا کہ بعد دو سو برس کے کہ زمانہ انکی بادشاہی کا تھا خرابی و بیطوری کے ساتھ اقل  
رعایا اور اذل مخلوق افغانان قندھار کے ہاتھوں یا مال ہوسے انھوں نے اصفہان میں انکے بادشاہ کو گھیرا بہت  
مشقت حصار اور بھوک کی اٹھائی تسلیم و اطاعت قبول کی رئیس افغانوں کا شہر میں داخل ہوا بادشاہ اور اسکے  
کنبے و اولاد کو قید کیا خود ملک پر تصرف ہوا اسوقت میں غول کے غول لوگ اوس ملک کے جو اس مذہب میں ہو گئے تھے  
پناہ اور پھربا سمجھے ہندو سند میں ہجوم لائے اور ہر وسیلے سے ایکو امرو ملوک تجارت کے سنانے سرخو کیا اور رفتہ رفتہ مذہب  
انکا ہندو سند میں مروج ہوا آخر وزارت اور امارت اور صوبہ داریاں ہندوستان کی انکو نصیب ہوئیں اور انکی  
ریاست کے سبب اکثر سستی ملوک تیور میں نے ملا ہندو سند میں مثل عراق و خراسان کے انکے مذہب کو راسخ و پیا

فائدہ سوم ہر فریق کے فرقہ شیعہ سے داعی ہوئے ہیں کہ لوگوں کو اس مذہب کی دعوت کرتے رہے ہیں اور اُنکی اصطلاح میں ان لوگوں کو دعا کہتے تھے اور دعوت کا انکی طریق یا علم یا مال یا زبان یا تیغ علم بدینطور کہ شہادت کو رو دینا اور تقریر اور وکی ایسی راہ سے کہ خاصہ نشین خاصہ عام کے ہوسکے کرنا اور باتیں موافق استعداد اور الفت و عادت مدعو کے کنا اور لوٹ پوٹ کر دینا دلائل اہل سنت کا اور مدح اپنے مذہب کی اور مذمت غیر کی لیکن مال وہ یہی کہ جو کوئی نیا آدمی اپنے مذہب میں آئے اسکو عطا یا اور انعامات دینا اور جدید الایمان کی بہت سی تعظیم کرنا اور اوسپر جسکے انعام و اکرام کے ساتھ مہربانی کرنا حضرت و منصب اہل مذہب کو دینا مخفیوں سے خدمت نکال لینا اور حقیقہ کرنا حکم اور خصوصیت کے جھگڑوں میں طرفداری ہم مذہب کی کرنا دوسرے کی شکست دینا لیکن زبان سے یہ کہ بشرط دخول مذہب اچھے اچھے وعدے لوگوں کو دینا اور الفاظ شفقت آمیز اور کلمات مہر انگیزے گفتگو کرنا اس سے جو رغب اپنے مذہب میں ہو اور سختی درستی کرنا مخالف مذہب سے اب رہی تلوار سوز قتل و تلف کرنا مخالفان مذہب کا اور زور دینا لوگوں کو نماندہ مذہب قبول کریں اور جنگ و جدال کرنا رؤسای مخالفین سے تاسست ہو جائیں پس بعض کروہ دعا سے جامع چاروں امر کا ہوتا تھا اور یہ اکل دعا تھی لیکن بہت کم اور بعضے دو دو وجہ پر بعض تین وجہ پر دعوت کرتے تھے اور باعث برعوت یہی چند چیزیں ہوتی ہیں اول تفصیل اہل ملت اور تفریق اوںکی بات کی یعنی اہل ملت کو گمراہ ٹھہرانا اور اوںکی باتوں میں تفرقہ ڈال کے خلاف اوںمیں پیدا کر دینا اور اوںکی بُرائی سے آپ اور اہل مذہب محفوظ رہیں جیسا کہ عبد اللہ ابن سبا اور اسکے بھائی کرتے تھے وہم کثیر سود اپنے لشکر کی یعنی لشکر کو واسطے بہت بڑا میدان مقرر کرتا تو قریب جمعیت دوسرے کام بڑھایا جائیں جیسا کہ کسیانہو لکا حال تھا سوم حب جاہ و ریاست اور حاصل کرنا ملک و جاہ کا جیسے کہ مختار کو تھا اور ایک جماعت کثیر نے اس فریق سے واسطے حب جاہ و ریاست کے دعویٰ سفارت کا کیا ہر درمیان ایمہ اور ارامیہ کے علی الخصوص زمانہ غیبت صاحب الزمان اور زمانہ عباسیہ میں کہ اکثر ایمہ سرمن راہی اور بغداد میں نظر بند تھے یہ لوگ خطوط جعلی اور فریب کے رقعے ظاہر کرتے تھے اور ارامیہ کو جتا جتا کے نسلی خاطر کرتے تھے اور روایتیں جھوٹی ائمہ سے نقل کرتے تھے تو شیعہ و نکلوانا پیشوا جانین اور جنس اموال اوںکے حوالہ کریں اور اموات اولاد اور جھوکیوں بارہ کو اپنے حلال کر دین اور ضیافتیں اور نذرین بجا لائیں اس جماعت کو وکلا اور سفارت کرتے ہیں کہ اکثر فرود شیعہ کو انکو گون نے خراب کیا ہر چہ ارم خوشامد و بلند مالدار کی تاد و ستر اس مذہب اور اہل اس مذہب کا رہنے پہنچم توقع رکھنا ثواب کی خدا سے اور کوئی شخص اس گروہ سے ایسا نہیں جسے اس سبب و توقع سے دعوت کی ہر ششم موافق کرنا قریبا اور دوستوں کا اپنے ساتھ مذہب میں تاصحبت درست رہنے

اور گھڑی سے اختلاف نہ پیدا ہو جیسے جو روخا و نادر کہنے والے اور بحالی اور چیرے ہفتقم بچا بارادران نوعی کہ وہ تمام بنی آدم ہیں و درخ سے بعض احمق بیوقوفون نے اس گروہ کی اس نیت سے بھی دعوت کی کہ نقل کرتے ہیں کہ ایک خواجہ نے اہل مشد سے صفغان میں ایک باغ اپنے گھر میں عجیب لگا با تھا ایام ہار میں بارعام دیا تھا تا خاص و عام او کی سیر اور میو سے تملذ ہوں اور جب کوئی اہل سنت باغ میں آتا تھا تو وہ خواجہ ہا سے ہا کر کے روتا تھا جب لوگوں نے پوچھا تو کہا اپنے بنی نوع پر شفقت سے روتا ہوں کہ دو زخیم جیلگے ہشتم صلاوت و بعض اہل سنت میں ڈال دینا اور جاری کر دینا سلسلہ گفتگو اور لعن و طعن کا درمیان ایک گھر والیکے لئے گھر والوں کو تا معاش او کی خراب اور زندگی تلخ ہو جائے اور تحریر سابق سے معلوم ہوا کہ اول دعا ہر فریقے وہی لوگ میں جنھوں نے وہ فرقہ نیا پیدا کیا چنانچہ بلاد دعا سے مطلق عبداللہ بن سبا کہ حامل ہر دعوت کا ہو سکا بوجھ اس پر کہ مراد اس کی سلام میں رخسہ اور مسلمانوں میں خلاف پیدا کر دینا تھا جیسا کہ قصہ او کی دعوت کا بالکل ترجیح تاریخ طبری نے کہ ترجمہ او کا ایک شیعہ لکھا ہے کہتا ہے کہ جب بیست و نواں سال ہجرت کا آیا اس سال میں مذہب حجت ظاہر ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوا ہے عبداللہ بن سبا نے اول مذہب حجت کا شروع کیا اور یہ ایک شخص جو د تھا ملک میں سے اگلی کتاب میں اسے بت پڑھی تھیں بس آیا اور کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور لالچ یہ تھا کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا تو عثمان رضی اللہ عنہ مجھے جی طرح رکھینگے جب مسلمان ہوا حضرت عثمان نے اس کی طرف ہرگز التفات نہ کیا اور وہ جہان بیٹھتا تھا عثمان رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کرتا تھا عثمان رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ یہ جو د کیا ایک بلا ہو اسکو شرعے کا لہ بعد نکال دینے کے یہ مصر کو چلا گیا بہت مخلوق اسکے پاس جمع ہوئی اور علم کے سبب اسکو بزرگ جانتی تھی جب سمجھا کہ لوگ میری بات سنتے مانتے ہیں یہ مذہب وضع کیا اور کہا کہ ترسا لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ اس جہان میں پھر آئے گی مسلمان زیادہ حتیٰ پر ہیں جو کہتے ہیں محمد بن مریم آئیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْ فُصِّلَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَآ اَکْثَرُ اِلَیْ مَعْنٰی ترجمہ بیشک وہ خدا جسے تجھے قرآن کو فرض کیا پھر لوٹا تو الایہو تجکو لوٹا تو انکی جگہ آوے اور ایک گروہ مردم نے اسکو مان لیا جب یہ بات مضبوط ہو گئی تو کہا کہ خدا تعالیٰ کے دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تھے اور ہر پیغمبر کا ایک وزیر ہمارے پیغمبر کے وزیر علی رضی اللہ عنہ تھے اور خلافت او کا حق عثمان رضی اللہ عنہ نے ظلم و ستم سے لیلایا اس واسطے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اس کام کو مشورے پر چھوڑا تھا عند الشوریٰ سب نے اتفاق علی رضی اللہ عنہ کیا عبدالرحمن بن عوف نے ہاتھ علی رضی اللہ عنہ کا پکڑا کہ بیعت کریں عمرو بن عاص نے انکو دھوکہ دیکر بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کی کرادی عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس امر ناحق پر مستعد ہو گئے اور اس کی ایک مخلوق تابع ہوئی جب یہ دو کام لوگوں کے دلکو میٹھے کر دیے تو پھر یہ کہا کہ امر معروف ناز و زہ کا زنا و فحش

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے لَكُمْ مَنَاصُكُمُ الْفِتْنَةِ لِّلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ  
 وَتُقِيمُونَ بِاللَّهِ بِالنَّيِّبِ تَمَّ بَحْرَيْنِ اہم بہترین است ہو منظور کیا گیا ہے تمہارا لوگوں کو امر معروف پر حکم کرنے اور نہی منکر سے باز رکھنے  
 اور ایمان اللہ پر لایکھو اور اب ہم عثمان کے ساتھ سوال اسکے کہ حکم اور ان کے کام والو لگنا نین اور ان کے ظلم سے  
 آپکو بچائیں اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں غرض عبداللہ بن سبا نے ان دونوں قسم کی باتیں کر کے چاہا کہ لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ  
 دلیہ کر دے اس واسطے کہ یہ مذہب بھی ادا کو خوش آیا اور رجعت پیغمبر کے بھی مقرر ہو گئی عثمان رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے لگے لیکن  
 پچھپاے ہوئے تھے لہذا ہر امر معروف پر عمل تھا اور مخلوق کے کارداروں سے متفق ہوئے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو لکال دین کسی  
 اور کو بٹھائیں اور وعدہ ٹھہرایا کہ فلاں روز مدینہ میں جمع ہوں یہ خبر عثمان رضی اللہ عنہ کو ہوئی کہ لوگ شہر میں اکٹھے ہوں  
 ہوتے جاتے ہیں کہ لکال لکال دین اور اباقین مذکور الصداۃ الحاصل ابن سبا اور اسکے اصحاب اس حصہ میں ہیں یہ کر رہے تھے  
 کہ جب مقدمہ کچھ اصلاح پر آتا تھا تو یہ وحشت و خست آمیز باتوں سے اصلاح کردہ کو ناکارہ بنا دیتے تھے یہاں تک کہ خواب  
 فساد کی بھر پوری اور خاطر خواہ مراد اسکی پوری ہوئی یعنی ابواش مصر نے خلیفہ کو شیعہ کیا جب بیعت رضوی رضی اللہ عنہ کی  
 واقع ہوئی ڈر کہ شاید کام اسلام کا برقرار و درست ہو جائے اور جہاد جاری ہو لہذا آپ کو شیعہ مرتضیٰ بن داخل کیا  
 اور احمقوں کے بھگانے میں داوا ابلیسی و شیطن کی دی اور نئے سرے اسکی بنیاد ڈالی اسکے بعد داعی اس فریق کے  
 کیسان و مختار بن ابی دعوت کا قصہ یہ ہے کہ جب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اشتیاقی شام و عراق نے  
 شیعہ کیا کیسان نے کہ حال اسکا سابق مذکور ہوا دعویٰ کیا کہ بعد مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے محمد بن حنفیہ امام ہیں جنسین امام تھے  
 اس واسطے کہ معاویہ اور شامیوں کے مقابل اہل سنت کے ساتھ زمانہ سازی اور چکنی چپڑی باتیں بناوئیں کہین بس  
 لوگوں کو محمد بن حنفیہ کی دعوت کی اور مختار اسکے تابعین سے ہوا جب مختار کو ولایت کو سننے اور اسکے نواح کی  
 ہاتھ آئی لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلایا اور واسطے ملانے گروہ شیعوں کے امامت سبطین رضی اللہ عنہ کا قائل ہوا بعد  
 سبطین رضی اللہ عنہ کے محمد بن حنفیہ کو امام بنایا اس سبب کو شیعہ سب شیعوں نے متابعت اسکی کی اور ظاہر کیا کہ مجاہد  
 ابن حنفیہ نے خلیفہ کیا ہے واسطے بدلہ لینے قاتلان امام حسین رضی اللہ عنہ کے اور خواہب مروانہ کے اور امارت ملک مفتوحہ  
 مجاہدیدی ہے اور نامہ سر بہرہ رسائی شیعہ کے حوالے کیا کہ اسکو ظاہر کیے سامنے پڑھیں چنانچہ اوس میں لکھا تھا کہ  
 علی سے شیعہ کو فدا وروہان کے رئیسوں فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کو آگاہی ہو کہ میں نے مختار بن ابی عبیدہ  
 ثقفی کو خلیفہ بنا کیا ہے پس اطاعت اس کے حکم کی کرو اور اس کے ساتھ جہاد دشمنوں سے کرو اپنی جان و مال اور  
 تابع اور بیرون سمیت لڑائی دشمنوں کی آمادہ ہو اور مختار کی اطاعت و تقلید کرو جب یہ نامہ پڑھا سب اسکی



اطاعت میں داخل ہوئے اول کوئے بن امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلون کی جستجو کر کے قتل کیا امیر کوئے کا بھال گیا بجای  
 اس کے مختار امیر ہوا بعد اسکے ابراہیم بن اشتر کو واسطے جہاد اون لوگوں کے کہ عراق میں تھے توابع مروانیوں اور  
 ان کے مددگاروں سے نامزد کیا بس ابراہیم نے کوئے سے کوچ کیا جس کو سیکوا ونسے پایا مارا اور عراق و اہواز کے شہر بہر  
 دخل کر کے دیار بکر اور آذربایجان کو بھی اپنے متعلق کر لیا پھر قصد شام و دمشق کا کیا جب یہ خبر عبدالملک بن مروان  
 پہنچی عبید اللہ بن زیاد کو مع لاکھ سوار کے رخصت کیا بس ابراہیم بن مالک اشتر بارہ ہزار سوار سے اس کی لڑائی کو  
 گئے سخت مقابلہ پیش آیا آخر ہرکت نام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے غالب ہوئے ابن زیاد ملعون مارا گیا اس سے  
 قدر مختار کی شیعوں کے ذہن میں بہت بڑھ گئی بڑی تباہ و ستائش کرتے تھے اور شیعہ مخلصین اہل سنت و جماعت بھی  
 مروانیوں اور قتل ابن زیاد پر شکر اُٹھی بجالائے اور اسکے اس کام کو کہ بہت طلب ملک و ریاست کے کیا تھا  
 پسند کیا اور ہر طرف سے شیعہ مختار کے پاس آنے لگے اور اقبال اس کا دیکھ کے گرد ہاگردہ اسکے مذہب میں داخل ہو  
 مدت دس برس تک دولت و سکی رہی لیکن اسی شیعہ فراز میں جب مختار نے مخالفوں سے خاطر جمع کر لی امور  
 دین میں نئی باتیں نکالنا شروع کیں اول تو پرستش کر سی جناب امیر رضی اللہ عنہ کی بت پرستوں کی طرح لگائی اور اس کا  
 تابوت السکینہ نام رکھا حال آنکہ وہ کسی جناب امیر رضی اللہ عنہ کی بھی نہ تھی طفیل بن جعدہ کسی روغن فروش کی دکان  
 اوٹھالایا تھا جیسا کہ تواریخ میں لکھا ہے اسکے بعد پھر تو اونچے اونچے دعوے جیسے جبریل کا اپنے پاس آنا اور غریب کا  
 حصول ہونا بلا کرنے لگا یا تاں کہ اکثر شیعہ کوئے کے اس سے متنفر ہوئے اور ان کے آپس میں جت اور جھگڑے ہونے لگے ناچار  
 عبداللہ بن زبیر سے سب حال بیان کیا اور التجا کی عبداللہ بن زبیر نے مصعب بن زبیر کو کہ زوج سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہ  
 ما دام امام شہید کے تھے دفع مختار پر اختیار کیا ناشینہ کوئے کے مصعب کو برعایت و دامادی اسی ریاست جا کر مختار کی طرف  
 سستی ڈال دین مصعب اہل بصرہ کوئے اور مدائن کے لوگوں کو اپنی طرف رجوع کیا اور کوئے کے شیعوں کو بھی بنامہ پیغام  
 مختار سے توڑ کر اپنے بیچ میں ملا لیا بعدہ ابراہیم بن مالک اشتر کو کہ گویا شیعہ مروان مختار کے ہی تھے موصل اور دیار بکر دینے کا  
 لایچ دیکے مختار سے لڑے اور وکوفہ قتل کیا اور تابعین کو پریشان و متفرق کر کے شیعہ مخلصین اہل سنت کو بجای مختار یہ اور  
 کیسانیکہ سرفراز فرمایا اکثر کیسانیکہ مذہب سے لوٹے جنہیں سوڈرتے چھپتے رہے پھر انہیں تعین امام میں اختلاف پڑا  
 جیسا کہ سابق مذکور ہوا یا تاں کہ ہشام اہل اور ہشام بن سالم اور شیطان الحاق پیدا ہوئے اور دعاۃ فرقہ کامیاب  
 بنے انھوں نے امام زین العابدین اور ان کی اولاد سے آپکو منسوب کیا محمد بن خفصہ وراونکی اولاد کو تہل شروع کیا اور کچا  
 تفضیلہ اور باقی مختار یہ ان کے مذہب میں داخل ہوئی اسی موقع مذہب امامیہ کی صورت پیدا ہوئی کچا اور یہی جماعت

دعاۃ اور پیشوا مذہب امامیہ کے کہ انکے اگلے لوگوں اور پیشوا یوں نے اور راویوں نے دین یان اپنا نسل لیا ہے اور انکے قول و فعل پر اعتقاد رکھتے ہیں اور قریب حال انکا اس کتاب میں ظاہر ہو گا کہ یہ مجبصر حد میں اپنے معبود مہوم کو اپنے اپنے ذہن میں تلاش کے ہزاروں قہا حین اور سپر لگاتے ہیں اور وہ امام جسے اپنے نسبت کرتے تھے یہ اونے تبر اور سبزی اور لعن طعن کرتے تھے اور حکم انکی ضلالت و شقاوت پر اسی درمیان میں مذہب زید یہ پیدا ہوا اسکی دعاۃ اپنا کام کرنے اسکا سبب یہ ہوا کہ زید بن علی رض بن حسین نے مردانیوں پر خروج کیا شیخہ مخلصین اور تفضیلیوں اور تمام اہل کوفہ اپنی طرف دعوت کی ایک جماعت کشیہ انکی ساتھی اور فریق ہوئی امام ابو حنیفہ رحم کوئی بھی شیخہ مخلصین سے زید کی راہی اور خروج کو صواب جانتے تھے اور انکی متابعت کی اہل کوفہ کو حرص و رغبت دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں کہ انکے مالکوں کو ابھی نہیں پونہ چائی ہیں اور اپنے بیٹوں پر اعتقاد نہیں ہے کہ تحقیق حق ہر ایک کا پونہ چا دیں ورنہ ہمراہ زید کے میں بھی دشمنوں سے لڑنا آقا قصہ زید کا مردانیوں سے مقابلہ ہوا تین ہزار آدمی شیعہ کوفہ سے کہ دشنام و تخرصا ہی رہ کر کرتے تھے اور زید انکو گھر کی جھڑکی فرماتے تھے اس پہلے سے کہ ہمارے اور زید کے مذہب میں موافقت نہیں ہے زید کو نو اصحاب کے بیچ میں چھوڑ کے کوفہ کو بھاگ آئے اور زید شدید ہو گئے جو زید یہ کہ ہمراہ انکے رہ گئے تھے ابکو نام مذکور سے منسوب کر کے جدا ایک مذہب قائم کیا اور انکا عمدہ دعاۃ یحییٰ بن زید بن علی بن حسین ہے اور یحییٰ بن حسین بن ہاشم حسنی کے نسل حسن بن حسن بن علی سے کہ اپنا ہادی لقب کیا تھا سلمہ میں خروج کر کے بلاد میں اور پھر حجاز پر غلبہ پایا نقہ زید یہ میں ایک کتاب احکام نام اپنی نشانی چھوڑی ہے مرتضیٰ اسکا بیٹا اور پوتے حسن بن محمد بن یحییٰ اور یحییٰ بن احمد ابن یحییٰ یہ بھی دعاۃ زید یہ فرقے سے ہیں بعض زید یہ نے اپنے مذہب کو بھیر کے اسماعیلیہ اور امامیہ کی کچھ باتیں لیکر اپنے مذہب میں ملائی بڑھائی ہیں اور دعاۃ زید یہ میں ابکو داخل کیا ہے اور صاحب فرقہ بنے ہیں جیسے ابوالجاسود و اسلمان ابن جریر اور تبرقومی اور حسین بن صالح اور نعیم بن الیمان اور یعقوب کہ اب یہ سب زید یہ میں گئے جاتے ہیں جیسا کہ سابق گذر اور دعاۃ امامیہ کے دراصل ہشامین اور شیطان الطاق اور امثال انکے ہیں کہ انکے کو فریب جو دعوت میں تھے نہیں و دو جال کو غر مندہ اور حیران کرتے تھے اسی سبب سے فرقہ امامیہ کاشیوں کے سب فرقوں سے زیادہ ہے اور جب امامیہ آپس میں متفرق ہوئے ہر فرقے میں دعاۃ جدا پیدا ہوئے اور بعد فوت امام ہر امام میں اختلاف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ زہرہ ہیں مرنے نہیں کوئی انکے بیٹوں سے ایک بیٹے کو اور ایک گردہ اسکے خلاف دوسرے بیٹے کو کوئی انکے بھائی امامت سے نامزد کرتے تھے اسطور پر آخر اماموں تک اختلاف پر اختلاف بڑھا اور مصداق اس آیت کے ہوئے

لَا الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا بَیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیْعًا لَّسَتْ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ بَشَکْ وَهَ لُوْکُ حِجْیُوْنَ لَیْ اَیْنِ دِیْنِ مِیْنِ تَفْرِقَہٗ ذَالَا

اور حضرت شرف نے فرمایا کہ: اے اہل علیہ السلام! جو نبوت امام حسن و سکری کی پونجی انکی وفات کے بعد یہ اختلاف  
 بڑا کر اکیجا عت نے کیا انھوں نے بیانیہ جھوٹا روئے بھائی جعفر بن علی بعد ان کے امام بن بعض کہتے ہیں کہ ایک شخص  
 کہ محمد مدنی موعود قائم الایمہ ہیں لیکن دشمنوں کے خوف سے چھپے ہوئے غرض سبکی رائیں سببات پر تفتق ہیں کہ کل  
 بارہ امام ہیں اور لقب انکا اثنا عشر ہے پھر اسوقت میں دروازہ وعادہ کا کھل گیا ہر ایک نہیں کا دعویٰ کرتا تھا کہ  
 میں سفارت کرتا ہوں امام غائب و راسمہ کے درمیان میں اور یہ کیفیت مسئلہ میں تھی اور جو ایک سفیر جاتا تھا وہ  
 دوسرے کو سفارت سپرد کرتا تھا یہاں تک کہ مسئلہ میں نبوت سفارت کی علی بن محمد کو پونجی یہ خاتم السفر ہوا کہ مسئلہ میں  
 پھر کوئی سفیر نہیں آیا غیبت کبریٰ ہو گئی بعض وعادہ صاحب کتاب ہیں جیسے لکھ صاحب سفارت تھے امام سے دعویٰ  
 خط کتابت کا کرتے تھے شیعوں کے پاس فریب کے خط لاتے تھے کہ یہ امام کے لکھے ہوئے ہیں ہماری عرضیوں کے جواب میں  
 اور ان کے وعادہ سے علمائے ہیں کہ مذہب میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور واسطہ تعلیم کے فقہ اور علم کلام کے مصدر ہیں  
 چنانچہ بالکل مفصل حال اسکا اس کتاب میں آئیگا اور وعادہ سے ان کے اخباروں کے راوی ہیں امامون اور اصحاب ان کے  
 بواسطہ اور غیر واسطہ اصول و فروع اور فضائل اعمال میں انکا حال بھی انشاء اللہ تعالیٰ لکھا جائیگا اور وعادہ سے ان کے  
 ان کے بادشاہ ہیں کہ لوگوں کو تیغ و سنان سے ڈر کے اور غیبت انعام اور احسان کی دلا کے اپنے مذہب میں کیا جو علم تاریخ  
 اسکا کوئی حال پوچھے ناوسیہ اور اسماعیلیہ کہ منکر امامت موسیٰ کاظم کے ہیں باہم مختلف ہیں ناوسیہ کہتے ہیں کہ امام جعفر  
 چھپ گئے ہیں مرسے نہیں پھر لوٹ آئیگے انکا داعی عبداللہ بن ناوس ہو اور اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امام جعفر گئے بعد ان کے  
 امام ان کے بیٹے اسماعیل ہیں حال انکے باجماع مؤرخین اور اہل اخبار اسماعیل جعفر کے ساتھ مرسے اور یقین الفرقد مدینہ میں  
 مدفون ہوئے پھر انھیں اسماعیل کو ایک گروہ زندہ جانتے ہیں اور منتظر موعود سمجھتے ہیں انکا داعی مبارک ہو پھر خلیفہ کا  
 اس منصب میں قائم مقام ہو سکے ہوئے اور جمہور اسماعیلیہ بعد امام جعفر کے محمد بن اسماعیل بن جعفر کو امام جانتے ہیں  
 اور حکم قطعی امام صادق کا ان کے حق میں نقل کرتے ہیں انکا داعی حمد بن قمرطہ بعض کہتے ہیں کہ اسماعیل نے بعد جعفر  
 وفات پائی اور امامت انھیں اور انکی اولاد میں ہر موافق حکم سابق اور لاحق کے داعی انکا عبداللہ بن یحیٰی قراح اہل  
 تہمدید کہ حال انکا سابق گذرا امامت کو کھینچنا ان کے محمد بن عبداللہ بن عبداللہ ملقب بمہدی تک لاتے ہیں ملک  
 مغرب میں ان لوگوں نے خوب تسلط پایا اور انکی اولاد نے وعادہ اپنے مصر و شام اور ویرانوں میں پھیلا دیے کہ اکثر  
 وعادہ امرے ذی شوکت تھے یہاں تک کہ مصر کو ملک کیا علماء سے وقت نے لالچ کے مارے مصاحبت انکی اختیار کی  
 اور ان کے مذہب کی طرف جھک گئے اسوقت سے وعادہ و علماء ان کے خاندان میں بھی ہو گئے اور انہیں سے نعمان بن محمد علی

بن منصور اور علی بن عثمان اور محمد بن عثمان اور عبد الغزیز اور محمد بن سبب اور مقلد بن سبب عقیلی اور ابو الفتح  
رجوان اور محمد بن عمار کتابی المقلب بن الدین وغیرہم ہیں جب نوبت ریاست مصر و مغرب کی مستنصر کو پہنچی  
ممدویہ سے عامر بن عبد اللہ راجی کہ بہت بڑا دعاۃ سے تھا اور علی بن محمد بن علی الصلیحی کہ باب اسکا قاضی تھا  
مین مین سنی مذہب اور عالم و صالح اور متدین یہ بطبع مال کے مستنصر کے پاس پہنچا اور انہوں نے مذہب مین داخل کر  
خلیفہ عامر راجی کا ہوا دعوت مین کہتے ہیں کہ عامر خود سوار ہو کے اس قاضی نائے کے گھر جاتا تھا اور اسکی احسان  
اؤ نعام اور کرام اور توقیر سے تسلی کیے رہتا تھا بعض اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ عامر کے پاس کتاب الصور لعینی  
تصویروں کی کتاب تھی اس مین حلیہ علی الصلیحی کا دیکھا تھا علی الصلیحی کو خفیہ وہ حلیہ دکھایا اور اس کے حال و آئندہ کے  
ترقی کی خبر دیکر پھر آپ لیلیا مرنے وقت اس کو اپنے کتب علوم پر خلیفہ کیا اور یہ کتاب تصویر بڑی بڑی کی ڈھیر مین  
ممدویہ اور علی الصلیحی کے دل مین مذہب عامر نے رسوخ پایا علی الصلیحی مرد زکی تھا تھوڑی مدت مین اس نے تحصیل علوم  
ادبیہ اور کلامیہ اور حکمیہ اور فقہیہ بخوبی کی اور بوجہ حسن اور عمدہ عہد مین سر دار فقیہوں کا ہوا پھر ایک مدت اسی ضعیف  
رہا کہتے ہیں پندرہ برس تک لوگوں کو کھج کھاتا رہا اور سرداری قافلہ کھج کی اپنے ذمے لے لی تھی احسان و انعام خاص  
و عام سے خوب شروع کیا ناگاہ شمس مین مین کے پہاڑوں سے ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور ساٹھ آدمیوں کے  
ساتھ بیعت بر موت کی اور قول قسم مضبوط کیا کہ لوگوں کو مذہب ممدویہ پر دعوت کریں اور بیعت مستنصر علی  
اونسے لین بہت لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اوس پہاڑ مین ایک قلعہ مضبوط بنایا اور ظاہر رئیس تھا مدخل نام کے  
ساتھ ملت و مدار کرتا رہا باطن مین مستنصر سے خط کتابت رکھتا تھا اور رئیس تھا مدہ کے قتل مین کہ محل مطلب تھا  
حیلے پیدا کرتا رہا آخر ایک کنیز خوش رو و مودب با آداب ملوک خوش محاورہ خوشگور رئیس تھا کہ کو تحفہ بھیجے رئیس مذکور  
اس کنیز سے مشغوف و مائل ہوا ۳۵ مین اوس کنیز سے زہر دوا کے رئیس تھا مدہ کو مار ڈالا ۳۶ مین مستنصر کو  
لکھا اگر اجازت ہو تو اب ہنگ و دعوت کو او پکا کر دن اور رات کون کو کوئی محل در میان مین نہ رہا جس بلاد مین تصرف  
شروع کیا قلعہ بہت پلیدے غرض دو برس مین اچھی تدبیر سے تمام ملک مین کو اپنے قلم کے نیچے لایا اکثر اہل مین ممدویہ ہو گئے  
۳۷ مین قصد حج کا کیا دو ہزار سوار کے ساتھ جن مین ایک سو ساٹھ سوار اہل واقارب اس کے تھے روانہ ہوا جب  
ایک گائون مین کہ اس کو بصرہ مین کھیتے ہیں پہنچا بیٹا مدخل صاحب تھا مدہ کا کہ اس کو نہر سے مارا تھا سعید نام اور  
بھائی اس کا شہر زبید مین چھپے تھے ناگاہ اس پر آڑ سے یہ خبر تھا اور اس وقت آدمی بھی اسکے پاس تھوڑے ہی تھے  
اکثر شہر قہر کے اپنی اپنی حاجتوں کو نفل گئے تھے اس حال مین اس کو مارا اور سر کاٹ لگئے اور اس کے بھائی اور بیٹی

صلیہین کو اسکے ساتھ مارا کہ بالکل نسا و منقطع ہو گیا اور دعا و مدد وہ میں بڑھ کے صلح میں نہ سیک انہی کو کہ مذہب  
 فائزین ظافر عبیدی کا تھا ہزاروں کو اسے بزور مال اور طمع مناصب مذہب شیعہ میں داخل کیا اور جہاں کے دعا و مدد سے فتنہ  
 عمارہ یعنی تھا صاحب تاریخ میں اور شاعر خوشگو اور اصل شافعی مذہب تھا بعلی مال کے مذہب لکا قبول کیا اور داعی  
 بنا تھا اور اوصاف اسکے آخر دم تک باطن میں شافعی مذہب رہا اور عجیب یہ کہ جس وقت میں سلطان صلاح الدین ایوبی  
 سلطنت عبیدیہ کو خراب کیا اور مصر پر دخل ہوا اور قلع قمع اون لوگوں کا کرتا تھا جو جمع رہے تھے ہی فتنہ بن محمد لکھنوی  
 اس حسن کے جو زور اور خلفای دولت عبیدیہ سے پائے تھے اور نہ چار پروردہ و لکھا تھا باوجود اسکے کہ باطن میں شافعی  
 اس مذہب سے رکھتا تھا بسبب تعصب کے اما وہ ہر کوشت ترین اور تلاش ترین کرتا تھا کہ پھر دولت عبیدیہ از سر نو قائم ہو جا  
 چنانچہ اسنے اور سات آدمیوں اور سرداران دولت سے اتفاق لفظ ہو کے عند کے کنارے ولایت خراگین سے خط کتابت کی  
 اور جہاز جنگی انکے بلائے تا عاصد کے ارکے کو تخت پر بٹھائیں اس اثنا میں سلطان صلاح الدین کو اطلاع ہو گئی سب کو  
 سونہی دیدی اور سوت سے مذہب مدویہ بالکلیہ منقطع ہو گیا کوئی شخص اس مذہب کا صحر اور اسکے نواح میں نہ چھوڑا سوا  
 کہ ایہ یہ انکے قلع قمع کے دسے ہوئے کہ نام و نشان نہ لکھا لکھا کجاعت انکے کشتیوں میں بیٹھ بیٹھ کے اور سوار یوں میں  
 انتہائی بلا و ہنگام و ترین اور جزیروں میں جا پڑی اور جو حال دعا و قرا و علیہ و ذاریہ کی تکمیل سے سابق ہم فارغ  
 ہو چکے ہیں بیان لوٹانا اور سکا بیخاوندہ جان کے موقوف رکھتے ہیں اس باب میں جو کچھ گذرایا اگرچہ بظاہر افسانہ  
 محض اور زری قصہ خوانی معلوم ہوتی ہے لیکن ماقول کو چاہیے کہ جیسا کہ یہود و عہدہ جانے سبک اپنے مخالفین مغلوں کے  
 کہ لفظ لفظ اسکا ایک ایک نکتہ کام کا ہی اور ہر قصہ میں ایک حکمت ہی ظاہر کرنا چاہیے باوجود انکے اسی یا گاہی کجائی  
**باب ثانی در مکاتیب شیعہ و طرق ضلال و حیلہای تبلیس و اغواء مردم را بن مذہب خود و ناقل کردن**  
 یہ باب یک علم و کجتر اکی تبلیس ہے اور شاخین بنیما رکھتا ہے بسن و کوفہ و ہر کہ اول معنی ہول و کلیات اس فن سے  
 آگاہ و کدین پھر انکے مکاتیب میں یہ کلام کرن لاجرم یہ باب دو فصل پر مرتب ہوا **فصل اول قواعد کلیہ ضلال**  
 و تبلیس میں جاننا چاہیے کہ انکے نزدیک سات قسم کے آدمی بنیاد مذہب کی واسطے ضروری و لا بدی ہیں اول امام  
 کہ یہ واسطہ علم غیب کا اور سکو حاصل ہوتا ہو کہ یہ نہایت و انتہا سلسلہ حصول علم کے ہی و دوم حجت کہ امام کے علم کو مفسر  
 مذاق مخاطبون کے اچھے بیان و خطاب کے ساتھ تقریر کرے سوم ذو مصدح کہ حجت سے علم کو مفسر کرے یعنی جو صبیح  
 و چہرہ دستان سے چہارم ابواب کہ انکو دعا کہتے ہیں انکے مراتب میں اکبر دعا وہ ہے کہ مومنوں کے درجے بلند کرے  
 اور انکو ترقی بخشنے امام و حجت کے سامنے اور یہ اون سات میں کا جو تھا ہر پنجہ داعی یا ذون کہ لوگوں کے عیال

اور اس سلسلے سے مذہب میں داخل کرے اور علم و معرفت کا دروازہ ان کے سامنے کھول دے ششم مکاتب کی شخص جسے درجے والا ہو لیکن اسکو دعوت کا اذن نہیں ہو اسکا کام بحث و حجت ثابت کرنا پونچھانا ہو گوئیہ اور لوگوں کو دعویٰ کے پاس گھیر گھار کے لگانا اسکو شکاری کہنے سے تشبیہ دیتے ہیں کہ شکار کو ہانک کر ہر طرف اور ہر تنگ کر کے شکاری کے پاس لے آتا ہو ایسے ہی یہ مکاتب بھی آدمی کے مذہب کے شبے توڑنا ہی اور ہر احتمال کے اسکو جواب دیتا ہو جب وہ تیر تیرا اور طلب حقیقی اس کے دل میں بیٹھتی ہو تو یہ مکاتب اسکو داعی ماذون کے پاس لیجا تا ہی یہ داعی ماذون اس سے عہد و پیمان کر کے حوالہ ذمہ دے کر تا ہو اگر استعداد اسکی علم ذمہ دے سے زیادہ نکلی تو ذمہ دے حجت کے پاس پونچھنا ہی علی ہذا حجت امام کے پاس اگر موجود ہو مفقود نہیں ہفتہ مومن متبع کہ مکاتب اور داعی کی کوشش سے امام کی تصدیق کرے یعنی امام کو سچا امام جانے اور اپنے دلیں ارادہ اسکی پیروی کا مصمم کرے اور نیز کہا ہو کہ مراتب دعوت بھی سات ہیں اول زرق یعنی نعم و فرست سے مدعو کا حال معلوم کر لینا کہ آیا قابل دعوت ہو یا نہیں دعوت سہم اثر بھی کر لگی یا نہیں خود انھیں کے قول ہیں کہ زمین شور میں تخم افگنی نہیں چاہیے یعنی دعوت اسکی جو قابل دعوت نہ ہو نہیں کرنا چاہیے اور یہ بھی کہتے ہیں جس گھر میں چراغ جلتا ہو وہاں دم مارنا نہیں چاہیے یعنی جہان کہ حکم اور اصولی اہل سنت ہو وہاں بات ہی نہیں کرنا چاہیے دوم تائیس یعنی انس دلائل اور جمعی کرنا کہ اسکی موافق خواہشوں اسکی طبیعت کے مثلاً اگر کوئی زہد و طاعت کی طرف راغب ہو اس کے سامنے اسکو بڑا زاہد و مطہر ظاہر کرنا اور ایہ کہ امام کے احوال زحد و طاعت کی اس کے سامنے بڑے بڑے مبالغوں غلو کے ساتھ روایت کرنا اور بہت بہت ثواب بزرگ و طاعت کے بیان کرنا اگر کوئی جواہر اور زیور و آلات کا شوقین ہو اس کے سامنے فضیلتیں یا قوت و عقیق و فیروزے کا امام نے نقل کرنا اور ان کے استعمال پر ثواب عظیم سے موعود کرنا اور علی ہذا القیاس سب باتوں میں خصوصاً کھانسی کی چیزیں اولاد و عورتیں باغ گھوڑے اور سوانہ کے موافق طبیعت و محاط کے کلام کرنا سوم تشکیک یعنی اپنے مخالفین کو عقائد و اعمال کے شک میں ڈال دینا مثلاً ذکر تصبیغ مذکب اور حدیث قرطاس کا درمیان میں لانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نارنجی رحلت نہ تعین کرنا اور نہ مقرر کرنا مثلاً کہ کج تھا یا قرآن یا متع اور اختلاف روایات اہل سنت کا رفع یدین اور سمجھ کر ہم الدین کہ کوئی کرتے ہیں کوئی نہیں کرتے اور ذکر مقطعات قرآنی اور اختلاف وجہ تفسیر قرآن آیات متشابہات اور ایسی باتیں بار بار بیان کر کے تعجب کرنا نادل سامعین کے شائق تحقیق حق کے ہوں اور سنت جماعت سے مایوس ہو کے دوسرے مذہب کے مائل ہوں چہاں ہم رابط یعنی قول و قرار اور ہر ایک سے موافق اس کے عقائد کے عہد و پیمان کر لینا مضبوطا انشائی اسرار اور اطہار راہ زکریا سے اور نیز بعض اس گروہ سے بعد تشکیک کے مرتبہ چہاں ہمیں دین میں کتنے

اور حوالہ انکے مصطلح میں یہ کہ جو امور صاف در روشن نمون وہ امام سے ڈھونڈنا چاہیں کہ امام ایسے ہی روزیہ  
کیواسطے کہ بیواسطہ عینے علوم حاصل کرے اور است کو پونچھائے تا اختلاف زائل ہو اگر اہل سنت علوم اپنے  
امام سے حاصل کرتے تو اس کج معج میں کیوں پڑتے اور اوطی سیدی باتین نکرتے پنجم تدلیس کہ یہ دعویٰ مہفت  
اکابر دین کا مذہب میں اپنی طرف کہ یہ سب ہمارے موافق ہیں کہ مجموع مخالف موافق ہٹے ہٹے علما یا اخبار  
اولیاء ہوں مثلاً یہ کہ سلمان فارسی و ابوذر غفاری و مقداد کنہی و عمار یہ بھی شیعہ مذہب تھے اور انکے  
بعض الفاظ کو اس مدعا پر دلیل ٹھہرانا اور حسان بن ثابت و عبد اللہ بن عباس اور اویس قرنی و حسن بصری  
انکے تابعین اور امام غزالی کو کہ ملقب بحجت الاسلام ہیں انکو بھی شیعہ کہنا اور کتاب سر العالمین کو کہ افرامض ان  
بزرگ پر ہوشیاد اس مدعا کا کرنا اور حکیم سانی اور مولانا روم اور شمس تبریز اور خواجہ تیراز کو بھی اسی اپنے فرقہ شیعہ سے  
بتانا اور بعض آیات انکے یا الحاقی جو مشنویات و دواوین میں ان بزرگواروں کے ہیں انکو گواہ پکڑنا یا میل سلک  
خوب ہو کر آخر ایسے اکابر نے جو اس امور کو اختیار کیا اور چھپایا یا ضرور کچھ مجید پر ششم تائیس یعنی ہلکے ہلکے  
اپنے قواعد سامع کے ذہن میں ڈالنا اور اصول و مبادی قواعد کے کہ گویا اساس مذہب ہیں او سکے دل میں انکو جانا  
اسطور پر کہ جب نتائج اصول کے اوپر القایے جائیں تو فوراً قبول کرے اور جگہ انکار کی نہ ہے مثلاً کہ میں کہ تمام  
اہل اسلام کا دین و ایمان قرآن ہو کسی کو اس سے سربازی نہیں ہو جو کچھ وہ سینے سے تعالیٰ نے بھیجا ہو سب چھپا قبول  
اسکے بعد پھر کہیں کہ آیت قل لا استغنی عنکم علیہ الخ لا المودۃ فی الغرۃ یعنی کہ دو تین نمے اس ہدایت پر کچھ  
مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت و دوستی اقربا کی اسکے کیا معنی اور لفظ لا احسنہ اللہ علیہ الطالین یعنی خبر دہو  
کہ لغت اشکی ظالمون پر جو حسین کیا فرماتے ہیں اور مضمون قرآن متواتر استغنی عنکم یا علیہ الخ کیا ہوتا ہو اور قرآن  
شاذہ ذالاستغنی عنکم نہیں الی الخی مستی کا کیا مضمون ہو ہضم خلع یعنی پردہ اوٹھادینا اور بے پردہ نسبت ظلم  
و غصب کے صحابہ پر کرنا اور اپنے مذہب کو اصولاً اور فروعاً ظاہر کرنا اور جب نوبت مدعو کی یا شک پونچھی کہ ان  
سب کا تحمل ہو گیا بس مدعا حاصل ہوا بعض اس فرقے سے خلع کے بعد ایک تباہ و بربط حالت میں کہ او سکولخ کہتے ہیں  
یعنی مدعو کو اون چیز سے جکا وہ معتقد تھا تبرا اور بزاری دینا اور اسکے باب دواوے سے کہ اس مذہب پر تھے ہو  
بیزار کر دینا اور اولاد و اقارب سے بے تعلق اور غالب یہ کہ یہ بات بعد قبول مرتبہ ہفتیم کے خود بخود حاصل ہو جاتی  
حاجت دعوت داعی کی نہیں ہو فصل دوم در مکالمہ جزئیہ روافض علی التفصیل جاننا چاہیے کہ  
مکالمہ جزئیہ انکے تین قسم سے باہر نہیں یا افرامض ہو کہ اہل سنت پر کرتے ہیں یا نسخ و تبدل تقریر یعنی صورت بدل دینا اور

امروا قعی کو اسطور پر تغیر کرنا جس سے عوام کو وحشت ہو یا واقعی مذہب اہل سنت ہی بے تغیر و تبدل لیکن عند الحقیق باعث  
 لعن و طعن نہیں ہو سکتا یہ او سکوموجب طعن قرار دیتے ہیں ہم اس سلسلے میں بسبب عجلت و قلت فرصت چند مکائد  
 جزئیہ انکے شمار کریں اور اقسام ثلاثہ کو باہم مخلوط اید اور کریں اور نیز اقسام ثلاثہ کو فیما بینہا اور قیاس مکائد متروکہ کو مکائد  
 مذکورہ پر فہم زکی ساس پر ظاہر کریں کہ ملائکہ سرکلاہ لا یتزلزل علیہا یعنی جس چیز کو پورا پورا پناہ کے تو بالکل چھوڑ دو  
 تہ سے اور بھی جاننا چاہیے کہ اشرف فرقہ شیعہ کا از روی مکائد و مطاعن کے امامیہ ہی انکو اپنی طرف دعوت کرنے میں  
 مبالغہ تمام ہو حال آنکہ دعوت غیر کی اپنے مذہب کی طرف انکے بیان حرام و منعی غرض یہ لیکن اس کام میں موافق اپنے  
 اعتقاد کے بھی آئم اور گنگارہوتے ہیں کلینی امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے روایت کرتا ہے کہ فرموا کفو عن الناس  
 ولا تدعو الی احد الا الی امرک یعنی باز رہو لوگوں سے اور کسی کو مت بلانا اپنے کام کی طرف جبکہ امام معصوم نے دعوت سے  
 منع کر دیا ہو تو دعوت حرام ہوگی اور اگر کتاب او سکاک حرام بلکہ او سکوعبادت جاننا صریح مخالفت معصوم کی ہو سکتا  
 ہے لک کیا اول یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک جو چیز کہ حضرت باری تعالیٰ کے ذمے واجب ہو وہ واجب تعالیٰ  
 اوس چیز کو چھوڑنا اور فرو گذاشت فرمانا ہی اور جو کچھ سزاوارشان الوہیت کے ہو او سکوترک کرتا ہی یہ طعن افرا  
 محض ہے نہ اہل سنت صریح اسکے قائل ہیں نہ یہ انکے اصول و قواعد سے لازم آتا ہی اس واسطے کہ قاعدہ اہل سنت کا یہ ہے  
 کہ کوئی چیز باری تعالیٰ پر واجب نہیں ہے اور منی اس وجوب کے او سکی ذات پاک پر صلا تصور اور مقول نہیں ہے  
 پھر جب یہ حال اہل سنت کا ہی تو چھوڑنا اور فرو گذاشت کرنا کیا معنی البتہ اصول شیعہ سے لازم آتا ہی کہ باری تعالیٰ  
 اوس بات کو جو لائق مرتبہ الوہیت کے ہو ترک کرتا ہی اور جو کچھ او سکے ذمے واجب ہے فرض ہے ادا نہیں کرتا بس  
 ملام و مطعون ہوا اور وہ پاک برتر ہو ان ظالمون کی باتوں سے بہت ہی بہت دور ہے شرح اس اجمال کی یہ کہ  
 باری تعالیٰ نے ابلیس کو پیدا کیا پھر او سکوتا وقت معلوم مہلت دی اور قوت بہکانے اور گمراہ کرنے کی بخشی اور نوے  
 واجب تعالیٰ کے واجب تھا کہ جب او سکا قصد اغوا و اضلال کا جانا تھا تو فرصت ایک لمحہ کی نہ دیتا فوراً جان سکی  
 لیتا تو بندے او سکے جبر تکلیف و حکم شرع کا لگایا ہی خوب بخشی سے طاعت و عبادت میں مشغول رہتے اور بالقرین  
 اگر مہلت بھی دیتا تو چاہیے تھا کہ قدرت گمراہ کرنے کی نہ بخشا لکل قاعدہ شیعہ کا یہ ہے کہ جو کچھ بندے کے حق میں نہایت بہتر  
 باعتبار دین کے بجالانا او سکا خدا تعالیٰ پر فرض و واجب ہے بس اس فرض کو اوستے ترک کیا اور اہل سنت کو اصل میں  
 وجوب انکار ہی یہ کہتے ہیں لا یفعل ولا یفعل و هو یفعل یعنی خدا تعالیٰ جو چاہے سو کرے اپنی مرضی کا مالک  
 مختار ہی کوئی اوس سے پوچھ نہیں سکتا کہ ایسا کیوں کیا وہ سب سے پوچھے گا ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے ذمے کوئی چیز



واجب و فرض طہرکی و غسل مخلوقات کے ہوا ضرر کیسکا مطیع وزیر حکم و وہ بھی آخر ٹھہر گیا حال اُنکے وہ غالب اپنے ہر ماسوا پر دی خواہ عاقل خواہ غیر عاقل اور نیز شیعہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے محمد بن حسن مہدی کو کہ صاحب بن ہین حکم دیا کہ لوگوں سے چھپ جائیں اور یہ حکم ایک کتاب میں جسے سونکی ٹھہرین لکھیں لکھ کے بھیجا اس عام بندوں کو طع و نفیض ارشاد امام سے محروم کیا اگر شیعہ کہیں کہ دشمنوں کے خوف سے یہ تجویز اُنکے حق میں کی تو ہم کہتے ہیں اول تو دشمن ہی کیوں پیدا کیے اور اگر پیدا کیے تھے تو اُنکو قوت امام کے مکروہات پہنچانی کیوں دی اگر انکو یہ قوت دی تو امام کو اُنکے دفعیے کی قوت کیوں ندی الغرض یہ لوگ اپنے عیب اور نوک لگاتے ہیں اور تحقیق اس مقام کی یہ کہ اہل سنت تسلیم ہی منکرات بات کے ہوئے کہ خدا تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتا اس قسم کے شہادت میں ہاتھ بانوں پھول جائیں اور وہ فرتے جیسے شیعہ اور معتزلہ اول قائل وجوب اصلح و لطف کے یعنی لطف و نیک تر بات کے ہوئے جب واقع میں اُنکے خلاف دیکھا اور کچھ بن نہ پڑی گو ٹھنڈے ٹھنڈے مختلف بہت کیے مگر تسلی بخش خاطر سائل کے نہیں ہو سکے تو ان شہادتوں کا قصد کیا جب قصد حاصل نہوا شرمندہ ہوئے اہل سنت پر طعن کی کہ ہم جس چیز کو کہ واجب جلتے ہیں اور عقل آفت زدہ ہماری حکم اُنکے وجوب کا بار تعالیٰ پر موافق اس قیاس کے جیسے چھپی چیز کو موجود پر قیاس کر لیتے ہیں لوگ بار تعالیٰ کو واجب تصور نہیں جانتے اور اُنکے ترک کو جائز کہتے ہیں اور یہ مغلط ہے کہ اکثر مسائل تنزیہ میں پیش آتا ہے اور جواب اسکا خوب ظاہر ہے کہ جس چیز کو تم واجب سمجھتے ہو وہ حقیقت وہ واجب نہیں ہے بس ترک اسکا ترک واجب نہیں ہے یہ ایسی بات ہے کہ ایک نفل جاہل نے مفتی سے پوچھا کہ جو روکی مان جو رو ہو سکتی ہے مفتی نے کہا نہیں کہا میں نے کی یہ کسی ہی اور باوصف ان سب باتوں کے شہادت رفع کرنے میں ہاتھ بانوں چھوڑے دیتے ہیں اور بعد عجز و خجالت کے حکمت و مصلحت ان افعال کی علم خدا تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں بس اُنکے اور اہل سنت کے حق میں یہ مثل مشہور صادق آتی ہے شعر انچہ دانکند کند نادان بدلیک بعد از نصیحت بسیار کہید و وہم بھی اسی قبیل سے ہے کہتے ہیں کہ اہل سنت صدور بر ایو لگا بار تعالیٰ سے تجویز کرتے ہیں یعنی زنا اور چوری دونوں اُنکے پیدا کیے ہوئے اور اُنکے ارادے سے جلتے ہیں شیطان اور انسان کے حوالے نہیں کرتے اور اس تجویز میں بڑی بے ادبی ہے نسبت جناب کبریائی الہی کے اور نہیں سمجھتے کہ نہ ہا اہل سنت کا تو یہ ہے کہ لاف مع منہ تعالیٰ یہ باتیں تو نسبت ہر انسان و شیطان کے قبیح ہیں یعنی وہ نسبت جو انسان و شیطان سے ہے اور وہی مواخذہ ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے اُنکی کچھ نسبت نہیں دی کوئی قبیح نہیں کہنا کہ وہ سب سے خوب ظاہر ہے کہ حسن و دونوں مواخذہ ہیں کمال نسبت کیے جاتے ہیں اُنکی نسبت سے مختلف ہوتے ہیں اصل قباح تو یہ ہے کہ خاص خدا تعالیٰ سے ہم بعض شیا کو قبیح اور بعض کو حسن جانیں اور وہی مشکل میں ہیں اس لیے کہ موافق اصول شیعہ کے جب حسن و قبیح افعال باری تعالیٰ میں

جاری ہوا ہر چند نسبت پیدا کرنے قلع کی اوسکے ساتھ نکون تاہم افعال قبایح کو قدرت و تکلیف نہیں ہے پختہ اوسکا کام تو ہی  
اور نہ وہ کو بھی اوس سے چارہ نہیں نہ انکے نزدیک اوس سے گزریں ہر صورت میں صدور قبایح بواسطہ لازم آیا کیونکہ  
قدرت و تکلیف پختہ قبیح پر بھی قبیح ہو شلا کسی شخص کی جانب یقین ہو کہ جسوقت چھری یا لیکا فوراً پیٹ چاک کر ڈال لیکا ہو  
ہم اوسکو چھری نہ دین البتہ عقلا کے نزدیک ہم ضرور بڑے ٹھہریں گے اور ملکوشندہ اوسکا کمین گے کو اوسنے اپنا پیٹ آپ  
چاک کیا ہے نہیں کیا پس ان دونوں شکون یعنی پہلی اور دوسری میں کچھ فرق نہیں ہے لہذا یہ طعن بھی اکی نہیں  
تو سنی اور اہل سنت اس طعن کے اصول کا قلع قمع کیسے ہوئے بخوبی جہین سے مستفاد ہو سکی تہذیب و پاکیزگی کے ہین  
کہ اوس سے کوئی بڑائی نہیں صادر ہوئی اور کوئی وجہ وجہ سے نہیں کہ اوسکے فعل میں کوئی شریک ہو یہ لوگ اوسکے  
توحید فعلی بلا اشتراک کے مستفیدین ذلک من فضل اللہ علیہم اور یہ بھی کہ خدا تعالیٰ نے بالاتفاق حیوانات کا گوشت  
انسان کیواسطے حلال کر دیا اور انسان کو حیوانات پر ایسا تسلط کر دیا کہ اذکو کڑکے ذبح کرتے ہیں اور پوست اوتارتے  
ہیں حالانکہ افراد انسان میں اکثر گندگا رو نما فرمان میں اور حیوانات میں سب مطیع و تابعدار اور شیخ کو تیس عاصی کو  
مطیع پر اسقدر غالب کرنا یا تاک کہ اوسکے قتل اور پوست لگانے کا حکم دیدینا اگر فبیح ہوگا تو کیا ہوگا اگر اسکے جواب میں  
کمین کہ اسقدر رنج و الم جو حیوانات کو بونچھے ہیں انکے مقابلے میں بڑے بڑے عوض آخرت میں بائیں گے جیسا کہ  
مذہب شیعہ اور معتزلہ کا ہو اور رنج کسب عوض کثیر کا ہو مفت و مبیعا نہ نہیں ہی ہم کمین گے کہ رنج بونچیا کے  
عوض دینا اس میں کیا فوقیت ہے اس سے کہ رنج ہی زمین اور عوض بھی زمین بلکہ اکثر عقلا کے نزدیک دوسرا ہی فائق تر  
ہو اور یہ ایسا ہو کہ کسی کے باپ کو مار کے خون بہا دین اور کمین کہ ہکو منظور یہ تھا کہ اسکا افلاس جاتا ہو اس روپے سے  
جو اوسکو پونچا پس وزن اس حرکت کا عقل میں تو نا چاہیے اور باری تعالیٰ اکثر اپنے بندوں کو فراخ روزی بھی کرتا ہو  
حالانکہ یہ کثرت رزق اوسکے حق میں ہم قائل سے زیادہ ہوتی ہو کہ اوسکے سب سے زمین میں فساد اور فسق و فجور  
و تباہ کاری اور غریزی اور بناوت اور زنا اور لواط اور شراب خواری عمل میں لاتے ہیں بلکہ بعضے دعویٰ خدا کی کا  
کرنے لگتے ہیں جیسے غرود و خرمن و قطع اور انکے مثل اور بعض قتل پیغمبروں اور پیغمبر زادوں کا کرتے ہیں جیسے زید اور اوسکے  
بھائی اور یہ باتیں نہایت قبیح ہیں کہ ہر عاقل انکے تیج کا قائل ہو پس قوت دنیا ایسے افعال پر بدتر اور ان افعال سے  
اور اگر شیعہ کمین کہ مصیبت قتل و گرفتاری میں بعض پیغمبر اور پیغمبر زادوں پر پڑی اس سبب سے کہ تحقیق میں اوسکے  
ثواب کثیر حاصل ہو گا وہ سراسر حسن و صلاح ہو قیج اور فساد ہی نہیں ہی ہم کہتے ہیں کہ جو پیغمبر اور پیغمبر زادے ایسی  
مصیبتوں میں گرفتار نہیں ہوئے ہیں اور نہ اس قسم رنج و لگا نہیں چکھا ہو آیا اوخون نے بھی ثواب کثیر پایا یا نہیں

اگر پایا تو حضرت یحییٰ اور حضرت امام حسین کے حق میں کہ دونوں قتل ہوئے ہیں اصل جو کچھ کے امر قبیح کرنا واقع ہوا اور اگر نہیں پایا تو ان کے حق میں اصل جو کچھ کے امر قبیح کرنا واقع ہوا کیونکہ ان کو ایسے ثواب عظیم سے محروم رکھا اور مصیبت سر اس حسن و صلاح میں مٹا لایا اب تحقیق حق ان دونوں مسلمان کی یہ ہے کہ وجوب میں قسم ہی طبعی اور شرعی اور عقلی اور ایسا ہی حسن و قبح کو سمجھنا چاہیے کہ کیا دل اور اس کید میں ہو جس باتفاق جمیع علماء کے ثابت ہے کہ واجب ہونا کسی چیز کا خدا تعالیٰ پر بوجوب طبعی اور شرعی ثابت نہیں ہو کہ واسطے کہ اگر طبیعت کے رو سے وجوب ثابت ہو تو خدا تعالیٰ کی بے اختیاری و ناچاری لازم آتی کہ اگر طبیعت او سپر غالب ہے جیسے آگ اپنی طبیعت جلا دینے سے مجبور ہے اور وجوب شرعی سے محکوم و مکلف بالشرع ہونا واضح آب رہا وجوب عقلی جسکے معنی یہ ہیں کہ ہر واقعہ خاص میں جیسے کہ عقل عاقل کی تقاضا کہ خدا تعالیٰ کو اس کے خلاف کرنا جائز نہ دے سو یہ بھی خود خلاف معنی خدا کی ہے اور اس میں یحیٰی کہ شیعہ اور معتزلہ اسی بات کو دین یا دین و دنیا سب میں ثابت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو اپنے ذہن میں مثل اسطو کو افلاطون یا سکندر اور اورنگ زیب کے کھڑے ہونے اور خوب ظاہر ہو کسی بڑی بے عقلی کہ کہ عقول و عقلا سب جسکے پیدا کیے ہوئے اور بے ہوش ہوں اوس خالق کو تحت حکومت او اسکے مخلوق اور حادث کا قرار دینا اور اگر وجوب عقلی کے یہ معنی کہ حکمت او سکی کل بھلائیوں پر عالم کی نظر کر کے جیسی مقتضی ہوتی ہے مطابق او اسکے اوس سے صادر ہوتا ہے تو یہ بات اہل سنت کے نزدیک بھی مسلم الثبوت ہے **وَيُؤَيِّدُ الْكَيْفَ خَلَقَ رَعَايَةَ كِتَابِهِ حُكْمَتِ كِي هَرَجِيَّةٍ مِّنْ جَوِيدِ** ہوئی کہ یہ ہر عقائد مضد یہ اور ان کی دیگر کتب کلامیہ میں موجود لیکن احاطہ کرنا حکمت الہی پر جو کل عالم کی بھلائیوں پر نظر کیے ہوئے ہے سو او اسکے کہ علام الغیوب ہے دوسرے کب ممکن اور جب یہ احاطہ ممکن نہیں تو ہر فرد خاص اور ہر واقعہ جزئیہ میں حکم صلح اور واجب ہونیکا خدا تعالیٰ پر کرنا بڑی بے ادبی اور نہایت بعیر فکری کی بات ہے اسی واسطے اہل سنت و جماعت نے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ جو کچھ اوس سے صادر ہو مجملہ اعتقاد کرنا چاہیے کہ موافق حکمت کے ہے اور جو کچھ اوس سے صادر نہ ہو مجملہ اعتقاد کرنا چاہیے کہ موافق حکمت کے نہیں ہے جس نے خدا تعالیٰ کے افعال کو دلیل او سکی حکمت کا کرنا چاہیے نہ یہ کہ تھوڑی سی حکمت جزئیہ قاصر ہو کہ ایک گروہ عاقلوں نے اپنے ذہنوں سے تراشی ہے اور ٹھہرائی ہے او سکوا خدا تعالیٰ کی جناب چاک کرنا چاہیے اسی واسطے اہل سنت لفظ وجوب کو بھی استعمال نہیں کرتے ہیں نہ کثرتاً شیاعاً **عَنْ أَهْلَامِ خَلَاوِ الْمُتَّقُو** یعنی راستہ بجا و وہم خلاف مقصود کے اجماع صل شیعوں اور ان کے اثنال کے پاس ایسے شہادت کا کچھ جواب نہیں سوا اسکے کہ مذہب اہل سنت کی طرف رجوع کر کے کہیں **لَا يُمْسِلُ عَمَّا يَقَعُ كَيْدِ سَوْمِ** یہ کہتے ہیں اہل سنت خدا تعالیٰ پر تجویز ظلم کی کرتے ہیں ایسے کہ انکا اعتقاد ہے کہ اگر خدا تعالیٰ بیگناہ بلکہ مومن مطیع کو دوزخ میں ڈالے او

عذاب ابدی کہے تو جائز ہو جواب اس کہ کیا پہلے معلوم ہو گیا ہو کہ اہل سنت کے نزدیک خدا تعالیٰ سے ظلم ممکن نہیں کہ سزا کی ساری مخلوق کو یکساں پیدا کی ہوئی ہو وہی مالک ہو جو چاہے سو کرے اور اسکے ساتھ یہ بات بھی ہو کہ جائز کہ عذاب کا اور چیز ہو اور وقوع عذاب دوسری چیز بلکہ بحقیقت امر بالعکس ہے یعنی اہل سنت کی طرف تو جو ظلم کی نسبت باری تعالیٰ کے لگاتے ہیں اور خود ظلم انھیں کے نزدیک تصور ہو اور واقع دُوی اِنَّ بَاوِيَهُ وَفَعَلَهُ هَاعَنِ لَا مَمْلُوءَانَ اَوَّلًا اَلْكَفَا فِي النِّسَاءِ روایت کی ابن بابویہ وغیرہ نے اماموں سے بیشک اولاد کفار کی دوزخ میں جواب اس قول سے ظاہر ہو کر مان باب کے گناہوں میں بچوں کی گناہ کو ماخوذ کرنا اور عذاب ابدی میں مندرج رکھنا خلاف انصاف ہو اور نیز دندہ مثل شیر وغیرہ اور سباع پرندوں خواہ چار پاؤں کو دنیا میں پیدا کر کے اولاد قوت حیوانات ضعیفہ کے گوشت سے جھکا کوئی گناہ نہیں ٹھہرانا اور انکو اون ضعیفوں کی گناہ پر مسلط کرنا ایسا ظلم ہو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو گا اور انسان کو پیدا کیا اور اس میں شہوت پیدا کر کے نفس شہوانی کو اس پر غالب کر دیا اور دنیا کے مناسبات اور تلذذات اس کو دکھا کے پھر تکلیف ایسی چیز فی دلی کہ وہ اس کے نفس پر شائق اور خلاف مقتضیات طبیعت کے ہیں اور اون مناسبات و تلذذات سے بھی منع کر دیا اور ایک چھپا دشمن کہ یہ اس کو نہیں دیکھ پاتا مسلط کر دیا کہ اپنے دوسرے دکھا رہا ہو اور تماشیا کہ اس کو قدرت و وسوسے کی دیکر اس کے دل پر تصرف کیا اور اس کو قوت اس کے دفع کی دیکر غالب نہیں پایا اس واسطے یہ بے اختیار توالع اس کا ہو جاتا ہو اور امام کہنے لفظ دفع شر کا اس کی ذات سے تصور تھا اس کو چھپا دیا بس یہ سب ظلم صریح ہیں نہ تو ایسی بات ہے جیسے کسی فقیر کو بھوکا یا ساجد روز کسی مکان میں تو ہم قید کر دیں اور جب وہ بھوک پیاس سے نہایت ہی مبتاب ہو وے تو رنگ رنگ کے کھانے لذیذ اور شربت لطیف اس کے پیاس رکھ کے ایک آدمی اس کے ساتھ ایسا لگا دیں کہ بار بار اس کے کھانے پینے کا حکم کرے اور اس کھانے پینے کی خوب بات بنانے اس کے دل میں ڈالے اور کہے کہ مالک اس کھانے پینے کا بڑا سخی مہربان زیادہ تیرے مادر و پدر سے ہو معاف و در گذر کرنا خطا ہے اس کی عادت چلی ہو اس وقت کہ تو بھوک پیاس سے مرعاجا تا ہی کیا حاصل کھالے اور امید غفلت کی مالک سے رکھ یہ تو اس فقیر کا حال اور باوصف اسکے فقیر کہ دین کہ خبر دار اگر تو نے اس کھانے پینے کی طرف ہاتھ بٹایا یا سپر نظر بھی کی تو تجھ کو اس قسم کے عذاب و تکلیف میں ہم ڈالیں گے اب بتاؤ یہ کیا ظلم صریح اس مسکین کے حقیر کو اور قطع نظر ان کے جو چیز کہ مذہب اہل بیت اور اوائے منقول ہو کتب شیعیہ میں وہ تو قابل قبول کر کے ہے ہر چہ با داباد اور انشاء اللہ تعالیٰ بحث الایات میں حضرت سجاد زین العابدین سے صریح روایتیں شیعیہ کی کتابوں سے ہم روایت کر کے کہ بگناہ کو دکھ دینا بیہوش اس دکھ دینے کے جائز ہو جیسا کہ قریب آتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ کہ یہ چہا ر م

یہ کہہ سکتے ہیں اہل سنت و جماعت انبیاء کی اعتقاد میں کوتاہی کرتے ہیں اور صدور گناہ کا اونے جانیر رکھتے ہیں اور شیعہ اہل مکہ حق میں کمال بائزگی و طغارت کا اعتقاد رکھتے ہیں نصیرہ کو تکلیف کو کسی وقت میں یعنی قبل نبوت یا بعد نبوت عملاً یا سوا انکی نسبت تجویز نہیں کرتے پس مذہب شیعہ کا اقرب باد مذہب اہل سنت سے اور نیز جب صدور گناہ کا انبیاء سے جانیر ہوا تو انکے قول و فعل کا کیا اعتبار رہا اور جو مقصود انکے پیدا کرنے سے تھا باطل ہوا یعنی ہدایت و ارشاد یہ سب بھی انکا افتراء بہتان اور بات کو بدل ڈالنا اور صورت اوکی لگا ڈینا ہی اہل سنت کب بعد نبوت صدور کیا رکھا عملاً یا سوا انکے تجویز کرتے ہیں البتہ صنائر کو سوا تجویز کرتے ہیں بشرطیکہ بار بار وہ عمل ظہور میں نہ آئے اور جھوٹ تو ہرگز عملاً یا سوا ان قبل نبوت نہ بعد نبوت کسی وقت میں تجویز ہی نہیں کرتے پھر انکے قول و فعل سے کیسے اعتماد جاتا رہیگا جانا چاہیے کہ سمجھ ایک باریکی بود کہ شیعہ اکثر مسائل میں غلو کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ ہر چیز کا مذہب بنا لیتے ہیں واقع اور نفس الامر پر نظر نہیں کرتے پس مذہب انکا مہموم غیر واقع ہو جاتا ہی بخلاف اہل سنت کہ غلو کچھ بحال کے قدم رکھتے ہیں لہذا واقع اور نفس الامر کے مذہب کو چھوٹا نہیں کر سکتے اور یہی گرد برائی اکثر مسائل اعتقاد میں یہ ظاہر ہوئی آخر ایسے ہی عقیدوں مہموم کو واقع اور نفس الامر سے مطابق کو نہیں ہاتھ بانوں چھوڑ دیتے ہیں اور حیران رہ جاتے ہیں باتیں ناخوش سر دے انرا انکے ظاہر ہوتی ہیں یہ عقیدہ بھی بخلاف انھیں قسم مسائل کے ہی کسواسطے کہ آیتین اور حدیثین بنیامناط اور مصرح انبیاء کی دکنی میں ہیں جسکے سبب سے عتاب الہی انپر ہوا اور انھوں نے توبہ کی ہی اور روک پشیمان ہوئے ہیں اور اپنے دیکھانیکا اظہار کیا ہی جو موجود اب اگر انکی عصمت میں غلو کیا جاو اور بت ہی عصمت کو چڑھاکے کہیں کہ صدور گناہ کا مطلق انسے جائز نہیں تو ان نصوص کی تاویل و توجیہ میں سواسے ناخوش بے اثر باتوں کے اور کیا ہمارے ہاتھ میں رہ گیا پس پہلی ہی سے منی غصمت کے ہلکی سطور پر سمجھنا چاہیے کہ حیرانی کی جھوٹ میں نہ پڑ جائیں اور نہایت ہی تعجب کی یہ بات ہو کہ اس اعتقاد دور و دراز کے ساتھ ہی شیعہ اپنی کتابوں میں انیمہ معصومین سے وہ خبریں روایت کرتے ہیں کہ بعد نبوت دلالت اور صدور گناہ کے کرتی ہیں ذوی الکلیبہ بالسناد صحیح عن ابی یحییٰ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان یونس علیہ السلام قُذِيَ فِي دُفْنٍ كَانَتْ الْمَوْتُ عَلَيْهِ هَلَاكًا اور رضی بھی کہ انکے معتبر مجتہدوں سے ہی صدور گناہ کا انبیاء سے قبل البلوغ تجویز کرتا ہی حال انکے قبل البلوغ گناہ ہی نہیں تھا اور یوسف کے ساتھ جو کچھ انکے بھائیوں نے کیا اور سٹالے کو اونکی صغریٰ پڑاتا ہی جسکا تعسف اور جسکی ہمراہی پوشیدہ میں خوب ظاہر ہو کہ جو کام انسے یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوئے کب ہو سکتا ہو کہ اڑکے صغریٰ لے لے کلم کہ سکین کعبہ و خیمہ پہنچے تھے میں کہ اہل سنت نے پیغمبر صلعم پر سو تجویز کیا ہی انکی کتابوں سے روایت کی گئی کہ پیغمبر صلعم نے جار کمت نماز میں دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا لیکن اس معاملے میں کوئی وجہ طعن کی معلوم نہیں ہوتی ہواسطے کہ سو ہونا افعال میں خواص بشریت سے ہی

اور مولیٰ شریعت میں انبیاء بھی سب لوگوں کے شریک ہیں مرض اور درد سراور زخم و قتل انہر بھی جاری ہوتا ہے مار و کڑ دم  
انکو بھی کٹتے ہیں اور درد و وجہ انکو بھی رنج و بونجی تا ہے اور دنیا و غفلت اور سیان انکو بھی طاری ہوتا ہے ترہہ سوکا  
ان باتوں سے بڑھ کے نہیں کہ اس کے لاحق ہونے سے کچھ عارف نقصان سمجھا جائے البتہ احکام الہی بونجی تے میں سو جائز  
نہیں کہ امر کی جگہ نہی اور نہی کی جگہ امر کر دین بعض تحقیق اہل سنت نے لکھا ہے کہ انبیاء کو سو بسبب کمال استغراق حضور  
اور شاہد سکے ہوتا ہے اور عوام ہست کو پریشان خاطر ہی امور دنیوی سے تلب صورت ہوئی مشترک ہے اور اس کے کیت یعنی  
چگونگی و سبب میں تفاوت سو سبب سے کہا ہے شہر کا رہا کا نرا قیاس از خود دیگر ہے کہ جو ماند در نوشتن شیر و شیرہ و اور جو پیش  
کہ انھوں نے اہل سنت پر طعن کے ٹھہرائے ہیں اور شیخ روایت قصہ ذوالیدین کو عمدہ طعن انکی شیخ حلی نے شمار کیا ہے اور حال  
یہ کہ جو بیان واقع اور روایت امر حق کی ہے اور میں کوئی طعن کی بات نہیں ہے مہندامثل مشہور ہے جھوٹے کو حافظہ نہیں  
ہوتا ہے ان شیخ کو یہ یاد نہ کہ کلینی اور ابو جعفر طوسی نے تہذیب میں صحیح سند و ن کے ساتھ قصہ ذوالیدین کا روایت  
کیا ہے چنانچہ ان کتاب میں موجود جس اس معاملے میں اگر اہل سنت مطعون ہونگے تو شیعہ لے زیادہ تر مطعون ہونگے کسوا  
کہ اہل سنت اگر سو کی روایت کرتے ہیں تو او میں نقصان بھی نہیں جانتے یہ تو سو میں نقصان بھی جانتے ہیں روایت  
بھی کرتے ہیں عہست فرتے زین حسن تا آن حسن یہ کید ششم یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت نے کلمات کفر کے پیغمبر پر  
تجویر کیے ہیں اور آنحضرت کی زبان سے مدح لات و غزی کی روایت کرتے ہیں اس طعن میں بھی اصل بات کو بدلاوا  
سخ کیا ہے یعنی اسکی صورت بگاڑ دی ہے کوسو سبب سے کہ کتب تفسیر اہل سنت میں روایات ضعیفہ کے ساتھ آیا ہے کہ سورہ و انجم  
پڑھنے میں شیطان جہم نے آجوع صورت بغیر صلعم کا بنا کے چند کلمے جن میں مدح عزرائق علی کی لکھتی تھی با واز بلند پڑھی  
عزرائق ایک لفظ ہے کہ فرشتوں اور بتوں دونوں کے معنی میں ہے چنانچہ کفار نے اون کلمات کو سنکر بتوں کی مدح پر قیاس کیا  
اور راضی ہوئے موی بن عقبہ نے روایت کی ہے کہ مسلمانوں نے اون کلمات کو ہرگز نہیں سنا جبریل ملے اگر حضرت کو مطلع کیا  
ایکونایت رنج و ملال ہوا پس اکی تسلی کو اسطے یہ آیت نازل ہوئی وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا وَآتَيْنَاهُ الذِّكْرَ الْبَاقِيَ  
مَعَ الْوَحْيِ الشَّيْطَانُ فِي أُمِّيَّتِهِ فَيَسْتَمِعُ اللَّهُ مَا يَلْقَى الشَّيْطَانُ فَنُرِيكَ اللَّهُ مَا يَكُونُ اللَّهُ عَلَيْهِ كَلِمَاتٌ لِيُجْعَلَ مَا  
يُلْقَى الشَّيْطَانُ فَنَنْتَ لِلَّذِينَ وَقَلُّوْهُمْ مَرَّضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مَرَّضَةٌ وَجْهَهُمْ مَرَّضٌ وَجْهَهُمْ مَرَّضٌ وَجْهَهُمْ مَرَّضٌ  
کوئی رسول دینی ایسا نہیں بھیجا کہ کسی وقت میں اسے تنے کی ہوا اور شیطان نے اس میں کچھ بڑا لاہو پس رد کر دیا ہے خدا  
اسکے دلے ہوئے کو اور مضبوط کر تا ہے اپنی آیتوں کو اور اللہ دانا بڑا حکمت والا ہے کہ کر دیتا ہے شیطان کے دلے ہوئے کو  
اون لوگوں کے حق میں فساد جبکہ دلون میں بیماری ہے اور انکے دل سیاہ ہیں اب اس آیت کے سیاق میں نظر اٹھانا

دیکھنا چاہیے کہ کسی اس قصے سے چہاں ہو گیا اور معنی ہی اسکے نہیں اور پھر اس قصے کی طرف غور کیجئے قصے میں کوئی بُرائی نظر آتی ہو اور کوئی کلمات کفر کے پتھر کی زبان سے نکلے جو اہل سنت نے تجویز کر لیے شیطان کا کسی لباس ہو جانا اور آواز و نغموں سے حکایت کرنا کیا کچھ بعید ہو یا اگر کچھ بعید ہو تو اتنا ہو کہ کلمات شیطانی کلمات فرقانی کے ساتھ کافروں کے نزدیک بھی کیوں ملتبس ہوئے کہ یہ اعجاز سے موصوف ہو اور وہ اعجاز سے خالی لیکن جو کیفیت واقعہ میں غور کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اوسین عبارت کفار کو بھی مجال تامل و جودہ اعجاز و ملاغت میں میر سنوئی اور جو مطلب کو موافق عقائد کے سمجھا بیضر اور بے تامل اوسے گمان کیا کہ یہ سب کلمات قرآنی ہیں جیسے جاہل شیعہ حدیث ضعیف ایمہ کو موافق اپنے فرقہ اور مخالف اہل سنت کے ہوتے ہیں بطور ع و رضا بڑی خوشی اور تہ دلی سے اپنے سر نکھوں پر چڑھا کے اوسکو اپنا معمول بل کرتے ہیں کہ ہمارا سپر عمل ہو اور مقابل اسکے جو صحیح حدیث ہوا و سکو لیشنت پھینک دیتے ہیں باوجود اس بات کے کہ کلام ایمہ کا بھی دوسرے کلام میں نہیں ملتا لیکن تعصب و محبت مذہب انہی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈالتی ہے کہ فرصت تمیز حق و باطل کی نہیں دیتی اور بر تقدیر اگر اہل سنت انہی بات پر طعون بھی ہونگے امامیہ جلہ علی کتب صحیحہ میں کفریات انبیاء و رسل کے روایت کرتے ہیں جیسا کہ انکے بیان عقائد میں ایک ایک ملعون ہونگے اور ملعون و ملعونہ میں بڑا فرق ہے کیدہم کہتے ہیں کہ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم آدمیوں کے سبکو بغض اہل بیت سے تھا اور سب انکے دشمن تھے یہ بھی ایک افتراء ہے اور بیہودہ ہونا اسکا صریح البتہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رفیق اہل شام اور رئیس مقتصبین اہل بیت کا نہیں جانئے کہ انکو خوشنودی امام حسین رضی اللہ عنہ کی خوشنودی معاویہ اور زید اور دیگر صحابہ پر مقدم بڑی معاملہ پیغام نکاح ام خالدہ میں کہ ایک عورت تھی مشہور بحسن و جمال اور معاویہ بن ابی سفیان نے نزدیک کے لیے پیغام کیا تھا اور ابوہریرہ کو محض اسیکام کو اسطے شام سے مدینہ منورہ کو بھیجا اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن مطیع بن اسود نے بھی انکے معرفت پیغام نکاح کا بھیجا جسوقت کہ ام خالدہ نے ابوہریرہ سے مشورہ کیا ابوہریرہ نے با واز بلند کہا کہ میں سبط رسول اور قرة عین بتول رف کے برابر کیسے کو نہیں جانتا ہوں ای عورت ناقص العقل مال دنیا پر نظر مت کر رسول مقبول کی بیوئے محترمہ عیسیٰ چنانچہ اوس عورت نے ابوہریرہ رف کے کہنے سے مال متلعز نزدیک کا بھیر دیا اور حضرت امام حسین کے حوالہ نکاح میں داخل ہو کے اس شرف سے مشرف ہوئی اور کتابا لموافقة ابن السمان میں قصے محبت اور نسبتوں صحابہ رف کے اہل بیت کے ساتھ دیکھنا چاہیں کیدہم کہتے ہیں کہ اہل سنت مخالفت قرآن کی کرتے ہیں وضو میں کہ بجای مسح پائون مسح پائون دھوتے ہیں اور نص صریح قرآنی دلالت مسح پائون پر کرتی ہے اور اس مطعن نے انکے بہت جابلون کی راہ ماری

کہ ذرا سی خود عربی سیکھ کے تحقیق احکام آتی ہیں اور اب جو عالم جانتے ہیں اور اصول قواعد و اجتہاد کا تطبیق مختلفات سے بہرہ نہیں رکھتے الغرض شرح اس اجلاس کی یہ ہو کہ قرآن مجید میں جو آیت وضو کی نازل ہوئی اور میں لفظ ارجلکم کا جامع فریقین دو نو قرات متواتر و صحیح اور درست کے رو سے بنصیب آیا ہو اور قاعدہ ہو یہ فریقین کا ہو کہ دو قرات متواترہ جو کسی جگہ معارض ہوتی ہیں حکم دو آیت کا رکھتی ہیں جس اول تو جہانک ممکن ہو اولیٰ مطابقت میں کوشش کرے اگر مطابقت نہ ہو سکے تو ترجیح پر نظر کرے بعد اسکے دو نو کو سا فطر کرے اور دوسرے جو علاوہ مرتبہ ان معارضین کے ہوں او کی طرف رجوع کرے کس واسطے کہ سبب تعارض کے جب عمل پر نہیں ہوتا تو کالعدم ہیں اور حدیثین اگر متعارض ہوں موافق قول صحابہ اور اہل سنت کے تو رجوع کرنا چاہیے طرف قائلین بالقیاس کے یعنی مجتہدین کے قیاس پر عمل چاہیے جس جو ان دو نو قراتوں کے حکم میں ہمنے تامل کیا تو اہل سنت کے نزدیک دو نو میں مطابقت دو وجہ سے بانی ایک یہ کہ مسح کو غسل پر قیاس کریں جیسے ابو زید انصاری اور اور لغت والوں نے تصریح کی ہے کہ الْمَسْحُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يَكُونُ غَسًّا يَقَالُ لِلْجُلِّ اَذْنَوْصًا تَسْمُوهُ وَيَقَالُ مَسْحٌ اللّٰهُ مَا يَكُ اَيَّ اَزَالَ عَنْكَ الْمَوْضِعَ يَقَالُ مَسَحَ الْاَرْضَ الْمَطَرُ ترجمہ مسح کلام عرب میں ہو سکتا ہے کہ غسل کے معنی میں ہو سکتے ہیں عرب جب وہ وضو کر لیتا ہے کہ اس شخص نے مسح کیا یہ محاورہ ہے اور کہتے ہیں مسح کرے خدا جو کچھ تیرے واسطے ہے یعنی رائل کر دے تجھے تیرے مرض کو اور کہتے ہیں مسح کیا زمین کو باران نے یعنی مینحہ نے گرا سونیا شیعہ قدح کر نیلے کر لیا وجہ برؤس کو میں تو مسح کے معنی حقیقی لیے جائیں اور اگر جگہ میں مجازی غسل کے معنی دھونے اور یہی کہ اجتماع حقیقہ و مجاز کا ممنوع و محذور ہی ہم اسکے جواب میں کہیں گے کہ ہم لفظ امسحہ کو قبل از جملہ کے مقدار کرتے ہیں جس دو لفظ ہو گئے اور تعدد لفظ میں تعدد معنی کا مضایقہ نہیں شارح زبدۃ الاصول نے اماسیہ میں جو ماہر عربیت کے ہیں ان سے نقل کی ہے کہ اس قسم حقیقہ و مجاز کا جمع ہونا کہ معطوف علیہ میں ایک لفظ کے معنی حقیقی لیے جائیں اور اسی لفظ کے معطوف میں مجازی لیے جائیں جائز ہے جیسے آیہ کہ یمسحوا بآذانہم الصلوة و انتم مسکوناً حَتَّى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ لَا جُنْبَ اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ ترجمہ مت نزدیک جائز نماز کے اس حال میں کہ تم مست ہو تا جاؤ جو کچھ کہو نہ بحالت جنب مگر بگذرین کہ اس آیت میں لفظ صلوٰۃ جو معطوف علیہ میں ہے بمعنی حقیقی شرعی کے یعنی ارکان مخصوصہ نماز اور معطوف میں بمعنی مجازی یعنی مسجد کے کہ محل نماز کی شارح زیچکا قول ہے کہ یہ ایک قسم استخادم ہے کہ اسی معنی پر اس آیت کو ایک جماعت مفسرین اور فقہائے اماسیہ نے تفسیر کیا ہے اور اسی قبیل سے یہ جو ہم بحث کر رہے ہیں یعنی وہ مسح جو متعلق برؤس ہے اپنے حقیقی معنی پر ہے اور وہ مسح کہ متعلق بارجل ہے بمعنی



مجازی عینی غسل علاوہ برین یہ آیت تو بہت ہر سون کے بعد نازل ہوئی کہ قبل نزول سے پہلے وضو کے فرض اور تعلیم  
 اوکی بواسطہ حضرت جبرئیل ابتدا سے نبوت میں ہو چکی تھی بس اس قسم کا وہم جو بجای مسح کے وضو کیا جاتا ہو  
 ایسے موقع پر وضو اتنے نہیں کہ واسطے کہ اب جنکو خطاب وضو کا کیا گیا ہو وہ کیفیت ترتیب وضو کی پہلے سے پہچانتے تھے  
 بلکہ ہر روز در شب میں خود ہی پانچ دفعہ استمال کرتے تھے یہ نہیں ہے کہ انکا پہچانا وضو کا اس آیت سے معنی لگانے پر  
 موقوف ہوا ہو بلکہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسے کلام خاص واسطے ابدال تمکیم کے وضو اور غسل سے ذکر وضو کا  
 یہاں تسمیہ و تقریب کے آئیے کہ جو بات تسمیہ و تقریب سے بیان کی جاتی ہے محتاج بیان شیعہ یعنی ظاہر کی نہیں ہوتی  
 و قوم یہ کہ جسوقت میں ارحکم بجرلام پڑھا جائے تو جہاں جہاں کا رعایت جو یعنی بڑوسی مجبور کے ہوگا جو دوسرے ہاؤر میں  
 بھی نصب پر اور جو راجو کا سیویہ اور خفش اور ابوالبقا تمام معتبر بخوبی نے جائز رکھا ہو لغت میں بھی اور عطف  
 بھی اور قرآن مجید میں بھی آیا ہو مثال لغت فتوٰۃ عذاب یوم الیم بحجۃ الیم کہ صفت عذاب کی ہوا و سبب  
 جو اریوم کے مجبور ہو و امثال عطف نحو عین کا مثال اللؤلؤ المکتون برقرآن حمزہ و کسائی اور روایت  
 مفصل کے عاصم سے کہ مجبور ہے سبب جو اراکواب و اباریق اور معطوف ہر و لدا کا محذو و ن پر اسواسطے  
 کہ عطف میں کچھ معنی نہیں ہوتے جو اکواب اور اباریق پر کیا جائے اور نظم و شعر میں شعرا عرب کے بہت واقع ہوا  
 اسی قسم سے قول نابغہ کا ہے بیت لونی اکیا سیر عذیر منفلت و مؤتی من عقال الا سیر مکتول  
 ترجمہ یعنی ان سب میں باقی نہ با مگر وہ قیدی کہ زندہ ہے مگر فتاری و دوسریوں کے پائون قیدی میں ہو سوائے مؤتی  
 اور مکتول کے کہ رونی قصید کے مجبور و حال آنکہ اسیر پر معطوف ہوا و باوجود عطف جو انفلت کے مجبور ہوا  
 اور اگر زجاج نے انکار کیا ہو جو راجو کا باوجود حرف عطف قابل اعتبار کے نہیں اسواسطے کہ ماہر ان عربیت اور لکے ماہر  
 نے اس بات کو تجویز کیا ہے نیز قرآن مجید و کلام بلغا میں واقع ہوا پس گواہی زجاج کی مبنی قصور تنبیہ پر ہے اور ہند  
 شہادت برتقی ہے کہ شہادت برتقی مقبول نہیں ہے بعض اہل سنت سمجھتے ایک وجہ اور بھی تطبیق سے ذکر کرنے ہیں کہ جب  
 تخفیف یعنی ہوزہ پہنے ہوئے پر فاس کیا جائے تو جہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور جب پائون ہوزہ سے خالی ہو تو  
 نصب کے ساتھ لیکن یہ وجہ ایسی ہے کہ ایک ضمیر لانے کو چاہتی ہے جو طبیعت سے بہت دور ہے اور شیعہ کے نزدیک بھی  
 تطبیق ان دونوں قرات میں دو وجہ سے پائی گئی ہے جس اثنا ہی فرق ہے کہ اہل سنت نے قرات نصب کو جس سے غسل ظاہر  
 ہوتا ہو اصل قرار دیا ہے اور قرات جہ کو اس کے ساتھ راجع کیا ہے اور شیعہ بالعکس اسواسطے کہ اول تو قرات نصب کی  
 عطف بر محل ہے بڑوسم سے جس حکم رؤس اور ارجل دونو کا مسح ہوگا آئیے کہ اگر منصوب پر عطف کرین تو در میان

معتوف و معطوف علیہ فصل چہارم جنبیہ سے لازم آئے دوسرے واو بمعنی مع کے ہونے قبل اِسْتَوَى الْمَاءُ وَ الْخَشْبَةُ  
اگر اہل سنت کو دونوں وجہوں میں بہت بحث ہو تو اول یہ کہ عطف بر محل خلاف ظاہری باجماع فریقین اور ظاہر وہ ہے کہ  
عطف منسلکات پر یعنی نہاد و ہاتھ تس ظاہر چھوڑ کے غیر ظاہر پر بے کسی دلیل کے جائز نہیں اور حال قرأت جو کہ  
سابق معلوم ہوا کہ موافق قرأت نصب کے ہو سکتا ہو اور فصل چہارم جنبیہ سے جب لازم آتی ہو کہ مسجود بروکسم متعلق  
بجملہ منسولات نہاد اگر معنی یوں ہوں وَ اَمْسَحُوْا اَلْاَیْدِیَ بَعْدَ الْغُسْلِ بِرُؤْسِکُمْ یعنی ملو ہاتھوں کو بعد وضو کے  
اپنے سروں پر پھر فصل چہارم جنبیہ کیونکر ہوگی اور مذہب اکثر اہل سنت کا یہی ہے کہ بقیہ غسل پر مسح کرنا چاہیے اور معنہ  
دو جملوں متعاطف یا معطوف و معطوف علیہ میں کوئی اہل عربیت سے امتناع فصل کی طرف نہیں کیا یعنی منع  
نہیں کیا ہے بلکہ امام انکے تصریح اسکے جواز کی کرتے ہیں چنانچہ ابوالبقاع خوی نے اجماع بخو نکا اسکے جواز پر نقل کیا ہے  
اور یشیک بلغا جو اپنے کلام میں اجنبی کو بیچ میں لے آئے ہیں کوئی نکتہ ہوتا ہی بیان بھی ایک نکتہ نہایت عمدہ ہی  
اور وہ افادہ ترتیب ہے دوم یہ کہ اگر وار جملہ معطوف بر محل بروکسم پر ہو تو ملو پو پھینچتا ہے کہ معنی غسل کے اس سے  
سمجھیں کہ واسطے کہ قواعد مقررہ عربیہ سے ہے کہ اِذَا اجْتَمَعَ فَعَلَانِ مُتَقَارِبَانِ فِي الْمَعْنَى وَ بَلَغَتْهُمَا مُتَعَلَقٌ جَارِحَاتُ  
اَحَدِهِمَا وَ عِطْفٌ مُتَعَلَقٌ لِّلْاُخْرِیْ عَلٰی اَلَّذِیْ فَرَکَ اَنَّهُ مُتَعَلِّقٌ وَ مِنْهُ قَوْلُ لَبِیدِ بْنِ رَسِیْعَةَ الْعَامِرِیِّ **میت**  
فَعَلِیْ فَرُجَ اَلْاَیْهُفَانِ وَ اَطْفَلَتُهُ ۝ وَ اَبْجَلْتَنِیْ طِبَاعُهَا وَ نِعَامُهَا ۝ اِیْ بَاصَتْ یَعَامِیَانِ اَنْ النِّعَامَ لَا تَلْذُّ قَرَامَا  
نَبِیْصٌ وَ مِنْهُ قَوْلُ الْاُخْرِیِّ **میت** اِذَا مَا الْعَالِیَاتُ بَرَزْنَ یَوْمًا ۝ وَ رَجَحْنَ الْمَوْلِجَ الْعُیُوْنَا ۝ اِیْ حَلْنَ الْعُیُوْنَا  
وَقَوْلُ الْاُخْرِیِّ **میت** اِنَّ کَانَ مَوْلَاہُ یُحْیِی عَالِفًا ۝ وَ عِیْبَتُہٗ اِنْ مَوْلَاہُ کَانَ لَہٗ وَ کَانَ لَہٗ اِیْ یَقْبِی عِیْبَتُہٗ  
وَقَوْلُ الْاُخْرِیِّ **ع** عَلَفَتْہَا نَبِیْیَا وَ مَاءٌ اَبَارَدًا ۝ اِیْ سَقِیَتْہَا سَرَّجُہٗ سَلٰی عِبَارَتِ کَا جَبَّ جَمْعُ مَوْنِ دَوْنِ  
تقریب المعنی اور ہر ایک کا ان دونوں سے متعلق ہے جائز ہے حذف ایک کا اور دونوں سے او عطف کرنا متعلق ہی ہونے کا  
مذکور پر گویا وہ متعلق ہی ہے اور اسی جنس سے ہے قول لبید بن ربیعہ عامر کا شعر اولیٰ میں یعنی پڑ گیا ایفغان کی  
شاخوں پر اور نیچے دیے پہاڑوں میں ہر نیون اور شتر مرغیوں نے اور بعد شعر کے جو عبارت ہے بِاصَتْ تَابِلَیْمَ  
یعنی بیضیے دیے شتر مرغ نے ہوا واسطے کہ شتر مرغ سواے انڈھون کے بچے نہیں دیتا یہی عبارت توضیح و تفسیر اس  
قول کی ہے جو اوپر قاعدہ مذکور کیا ہے کہ دو فعل متقارب المعنی میں ایک حذف کیا جاتا ہے دوسرے شعر کے معنی  
جس وقت کہ عورتیں نغمہ گنودار ہوئیں کسیدن اور گرج کرین ابرو اور آنکھوں کو اسکے نفسیر حَلْنَ الْعُیُوْنَا ہونی  
سر ملکین کرین آنکھیں تیسرے شعر کے معنی دیکھے تو اوں کو گویا مالک اوسکا کاٹھا ہو ناں اوسکی اور آنکھیں اوسکی

اگر مولانا کا دیکھنے واسطے مودہ فیض سے پہنچنے یعنی بھڑتاہی آئیں اور اس کی یہ اس کی تفسیر و اب تصحیح اعراسیکے منی  
کھلائی میں نے شائق کو گھاس اور ٹھنڈا پانی یعنی اسْتَقِيمُوا كَهَاءَ اَبَاكَ دیکھئے جسکے معنی ہیں پلایا میں نے ٹھنڈا پانی سوم یہ کہ  
واو کو مع کے معنی میں قیاس کرنا بدوین قرینہ کے جائز نہیں ہے سو یہاں قرینہ مفقود بلکہ وہ قرینہ جو خلاف اس کے ہے  
ظاہر اور موجود باجملہ جب دونو جانب سے وجہیں تطبیق کی پیدا ہوئیں اور کلام ترجیح میں بڑا کہ دونوں میں مرجع  
کون ہے لاجرم محققین اہل سنت واسطے ترجیح کے حدیثوں کی طرف کہیں معانی قرآن کی ہیں رجوع ہوئے اور ایسا  
معاملوں جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات دن میں پانچ دفعہ تو خود عمل میں لاتے تھے اور نو آموزوں راہ  
اسلام کی تعلیم میں برسر اعلان جو اشارہ فرماتے وہ مزید برآں جو سلمان شرف اسلام سے شرف ہوتا تھا پہلے نماز  
اور نماز کے شرائط میں وضو کے پہلے شرط نماز کی ہر تائید پاتا تھا لیکن کسی شخص نے کسی طریق پر یا تو نکاح آپ کے  
روایت نہیں کیا سو پانوں دھونے کے چنانچہ شیعہ بھی اسکے مقررین کہ آپسے پاؤں کا دھونا ہی مروی ہے عرض انتہا  
نکسے سخن کی یہ کہ ہر کو جو صحیح روایتیں اماموں سے پونہچی ہیں ہی ہیں کہ آنحضرت صلعم مسح کرتے تھے لیکن اہل سنت  
جو ان اماموں سے روایت پانوں دھونے کی کرتے ہیں ایسی روایتیں اماموں کی ہم تقیہ جانتے ہیں اب اہل سنت  
کہتے ہیں کہ امامیہ کی بھی صحیح کتابوں سے ایسے موقوم پر جہاں مطلق گنجائش اور ضرورت تقیہ کی نہیں اماموں نے روایتیں  
ناطق پانوں دھونے کی ثابت ہیں بس معلوم ہوا کہ روایت پانوں دھونے کی بالاتفاق ہے اور مسح میں اختلاف  
کہ بعض لوگ شیعہ کی روایت کرتے ہیں بعض نہیں کرتے اور سب باتفاق فعل آنحضرت کو عامی جھگڑوں سے  
جدا جانتے ہیں سو یہاں کسی نے روایت مسح کی نہیں کی معانی قرآن شریف کے وہ بھی آنحضرت صلعم سے زیادہ  
سمجھنے والا کون بس معلوم ہوا کہ جو کچھ قرآن مجید سے ہم سمجھتے ہیں مطابق سمجھ آنحضرت کے ہے لاجرم یہ طعن شیعہ کی  
اولیٰ شیعہ پر جاتی ہے اور مخالفت قرآن کی موافق سمجھ آنحضرت کے شیعہ پر لازم آتی ہے مگر چلے پڑا کَحِيْثُ فَقَدْ فَتَحَ  
یعنی جو سیکے واسطے کنواں کھودتا ہے خود او میں گزرتا ہے بڑے تعجب کی تو یہ بات ہے کہ بڑے بڑے علمائے روایتیں پانوں  
دھونے کی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں لیکن کچھ جواب اور عذر اپنے راویوں کی طرف سے بیان نہیں کرتے کہ کیوں  
ایسی روایتیں نقل کیں ہیں ہم ان کی طرف سے ایک عمدہ عذر بیان کریں کہ دروغ گو کو حافظہ نہیں ہوتا جھوٹی  
باتیں گڑھنے کے خیال میں اگلی بھلی باتوں کا دھیان نہیں رہتا کہ کیا کچھ چکا ہوں اور کیا کتا ہوں جیسا کہ کہا ہے  
اَلنَّسْيَانُ عَذْرٌ شَرٌّ يُّاَوَّلُ الْجَمَاعِ یعنی بھول بالاتفاق ایک عذر شرعی ہے اب آئندہ پانوں دھونے کی روایتیں  
مذکور ہیں دُوِي الْعِيَانُ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ ابْنِ حَمْزَةَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا اَبِي رَهِيمٍ عَنْ النَّدِّ مَبْنٍ فَقَالَ فُتْسَلَانِ هَسَلَا



وضو میں ہوا اور حفظ طہارت اطراف یعنی ہاتھ وغیرہ کی مسح سے بھی حاصل ہو جاتی ہے اول دلیل اس پر یہ کہ مسح منہ اور ہاتھوں  
 بھی اس روایت میں ہے جسکے مسح کے شیعہ بھی قائل نہیں بعض اس فرقے سے یہ بات زبردستی ٹھہرتے ہیں کہ مسح مذہب  
 ایک گروہ کا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم سے جیسے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود اور ابو ذر اور انس بن مالک یہ سب انکا  
 افواہ کوئی نہیں کہتا بطریق صحیح کہ مسح بتوڑ کیا ہو کسی نے کہا ابن عباس بطریق تعجبی شبہ کے یہ کہا کرتے تھے کہ لَاحِدٌ  
 بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ هُمُ الْبُكْرَاءُ، فَقُلْتُ لِمَنْ مِنْ كُنَابِلِ اللَّهِ مِنْ سِوَا سِجِّ كَيْفَ نَمِنَ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِأَمْلٍ سَلَامٍ  
 غسل قبول کرتے ہیں مسح حسب روایت پہنچنے یعنی خدا بن عباس کے کہ جبر پڑے آجئے اگر چہ ظاہر کتاب مسح کو قبول کرتی  
 لیکن بتعمیر و روحانیت کے کچھ عمل میں نہ آیا سب نے غما کیا جو سب سے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما دلیل صریح ہے اس پر  
 کہ ثبات کی تاویل کی جاتی اور ترسائی ہوئی ظاہر کی جو بخاطر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل العالیہ اور عکرمہ  
 شیعہ جو روایت ہوا زسیح کی کہ سب میں یہ بھی ہمتان و اختراہ ایسی ہی نسبت حسن بصری کے کہتے ہیں کہ وہ مجمع تین  
 کہتے تھے بَيْنَ الْغُسْلِ وَالْمَسْحِ مَا هُوَ مَا نَسَبَ لَنَا صَاحِبُ الْمَشِيكَةِ يَعْنِي دُرِّيَّانَ غُسْلٌ وَمَسْحٌ كَيْفَ جِئَا  
 مذہب ناصریہ کی یہ سب جی تھت و فریب دہیسا ہی لیتے ہیں محمد بن جریر طبری قائل تفسیر کاہ در میان  
 مسح و غسل کے یعنی مسح ہو غسل سے بتر جاتا ہے یہ بھی جمہورت شیعوں کی جھوٹے کاذب راویوں نے اپنی طرف سے  
 جو ترجموں کے یہ جمہورت پھیلا یا ہے اور بعض اہل سنت بھی کہ اخبار صحیح و قیوم بن تمیز نہیں کرتے اور یہ تحقیق ہے سند  
 نقل کیا ہوا طحاوی کا کہ بہت بڑا عالم سنت و جماعت کا ہے با حادیث صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کے روایت کرتے ہیں  
 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سُلَيْمَانَ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءِ ابْنِ أَبِي إِسْحَاقَ إِنَّهُ سَمِعَهُ عَلَى الْفَدَائِمِينَ قَالَ لَا  
 روایت ہے عبدالملک بن سلیمان سے کہ بیشک اسے کہا کہ میں نے سنا جو چچا آیا صحابہ کے کوئی تجھ کو ملا جو باؤ کا مسح  
 کرتا ہو کہ ان میں اور خبر دار ہونا چاہیے محمد بن جریر طبری و آدمی بن ایمن و جریر بن رستم اسی شیعہ کے صاحب کتاب  
 الايضاح للتمیز شد ورامات و محمد بن جریر بن غالب طبری ابوجعفر صاحب تفسیر و تاج لکیر کہ اہل سنت سے کہ  
 اس نے اپنی تفسیر میں مسح کے کچھ ذکر نہیں کیا حاصل کلام اگر قرآن کی انوارانی توجہ کی کوئی مخالفت کو سے  
 تو کوئی عاقل اور کو مخالف قرآن کا نہیں کہہ سکتا بیشک مخالفت قرآن کی وہ ہے کہ اس کے الفاظ و کلمات کا  
 انکار کرے جیسے شیعہ کہتے ہیں اِنَّ الَّذِي لَفِظَ قُرْآنٍ مِنْهُمْ وَمِنْ لَفَظِهِ وَكَوْنُ امَّةٍ هِيَ اَكْبَرُ مِنْ امَّةٍ  
 انہما آہ نہیں کہہ سکتے اِنَّ الَّذِي لَفِظَ قُرْآنٍ مِنْهُمْ وَمِنْ لَفَظِهِ وَكَوْنُ امَّةٍ هِيَ اَكْبَرُ مِنْ امَّةٍ  
 انہما آہ نہیں کہہ سکتے اِنَّ الَّذِي لَفِظَ قُرْآنٍ مِنْهُمْ وَمِنْ لَفَظِهِ وَكَوْنُ امَّةٍ هِيَ اَكْبَرُ مِنْ امَّةٍ

انکار کرنا اور بے دلیل کسی حکم کو اس کے خاص کر لینا یہ مخالفت قرآن کی ہے جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ باپ کے ترکہ میں  
تو قرآن انگوٹھی پوشاک پوشیدنی اور کسی مخصوص بڑے بیٹے کی واسطے ہے اگر اسے سوائے انکے اور مال بھی چھوڑا تو  
ان چیزوں کو بڑا بیٹا مفت لے لے سوا اسکے جو روکو وارث خاوندکانہیں سمجھتے زمین و جاگیر و زمین اور تجارتی و زون  
اور سب ملحق و باغات میں حال آنکہ قرآن مجید اس پر حکم قطعی کر رہا ہے کہ جو وارث ہیں جملہ ترکہ کے بقدر حصص کے ہیں  
کوئی چیز کیسے ساتھ مخصوص نہیں ہے چنانچہ ابن مظہر علی نے اس بات کا اقرار کیا ایسے ہی آیات مدح ہمارے ہیں و انصار  
یہ کہنا کہ یہ مدح ایک زمان میں کیواسطے اور نیز شخاص معین کے حق میں تھی نہ کہ ان کے حق میں مخالفت قرآن کی ہے کہ اللہ  
اس سے حکموں کے لئے اور اپنی پناہ میں رکھے کہ یہ نعم ہے کہ کتب میں کہ اہل سنت کے مذہب میں مخالفت حدیث کی ہے کہ سنت کو  
حرام جانتے ہیں عمر بن الخطاب کے کہنے سے اور نماز چاشت کو بھی حرام کہتے ہیں بقول عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ما صلتہا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہیں پڑھا اور رسول خدا نے نہ حال آنکہ متعہ مباح تھا زنا و غیرہ صلیعہ میں اور  
نماز چاشت آپ پڑھتے تھے جیسا کہ ائمہ سے منقول ہے جواب اسکا یہ کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ متعہ مطلق حرام ہے بلکہ  
ابتدای اسلام میں اور بعد حرام ٹھہرنے سے اول بعض لڑائیوں میں بنظر ضرورت مباح تھا اس سے کون انکار کرتا ہے  
ہاں ہمیشہ مباح رہنے کا انکار ہو اسلئے کہ نبی اوس سے اور حرام ٹھہرانا اور مکا جو مؤید نبی کا ہے اہل سنت کو بطریق صحیح  
مناہت ہو عمر بن الخطاب کو عمر مروج اور مکہ و مکا یعنی نبی کا جانتے ہیں علی ہذا نماز چاشت کو بھی منوں جانتے ہیں حسن بن  
امام احمد حنبلی سے بطریق صحیح اور کتاب لدعا میں طبرانی کی ابن عباس سے روایت صحیح ہے کہ یہ فرماتے تھے اُمِّ رُثْ  
بِصَلَوَاتِہِ الصُّحُفِ یعنی حکم کیا گیا ہوں میں واسطے نماز چاشت کے اور صحیح مسلم اور سند احمد اور سنن ابن ماجہ میں  
معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ اُمِّ رُثْ عَائِشَہُ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کہ اُمِّ رُثْ عَائِشَہُ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کہ اُمِّ رُثْ عَائِشَہُ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کہ اُمِّ رُثْ  
یعنی پوچھا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی کہ تین پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز میں سو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا  
اور جو چاہا چاہا پر بڑھایا لیا اس صورت میں طعن انکار نماز چاشت کی اہل سنت پر محض بتان اور بناوٹ ہے آپ ہم  
یہ پوچھتے ہیں کہ روایت نفی کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے نزدیک ہمیشہ کی نفی پر محمول ہے یا نفی جماعت ہے کہ نماز چاشت کے لئے  
سب و زمین جمع ہوتے تھے اور یہ بات بھی اوس وقت میں رائج ہوئی تھی جس وقت میں کہ انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا رائج ہوا تھا  
یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ اس ہیئت و اجتماع کے ساتھ حضرت نہیں پڑھتے تھے اور حال متعہ کا انشاء اللہ تھا  
اپنے موقع پر آنگاہ اصل بعضی روایتوں کو بعضی روایتوں پر ترجیح دینے کو مخالفت قرار دینا عقل سے نہایت  
مراستہ تعصب سے نزدیک ہے بیشک مخالفت حدیث کی وہ ہے کہ شیعہ ترک جماعت اور طہارت و دی و زمین

کرتے ہیں کہ یہ دونوں پاک ہیں یا ننگے نکلنے سے وضو کا نہ ٹوٹنا اور طہارت پیشاب کی تین بار قنضیب جھاڑ دینے سے اور جائز ہونا نماز کا باوجود خروج ودی و ندی بلکہ سیلان اوسکے اختیار کرتے ہیں چنانچہ بعض ان مسائل سے انشاء اللہ تعالیٰ باب فروع میں بیان کیے جائیں گے کہ یہ دو ہمہ پرکتے ہیں کہ اہل سنت آپکو شائع جانتے ہیں جن چیزوں کا حکم خدا نے نہیں دیا ہے اپنی عقل سے اوسکو مشروع بناتے ہیں یعنی اپنے قیاس کو ہم دلیل حکم شرع کا جانتے ہیں اور اوس قیاس سے احکام ثابت کرتے ہیں شیعہ اگرچہ یہ طعن اہل سنت پر کرتے ہیں لیکن بحقیقت اہل سنت کیطریف رجوع ہوتی ہے کسو واسطے کہ زید یا ابی اہل سنت ہر ایک قیاس کو اہل سنت سے روایت کرتے ہیں بلکہ طریقی قیاس کا انھیں حضرات سے سیکھا ہے امامیہ میں ابونصر بہتہ اللہ بن حسین نے جو روایات قیاس کو اہل بیت سے صحیح کیا ہے اسی قیاس کے سب سے قائل ہوا ہے اور اتباع اوسکی بھی اسی طرف گئے ہیں چنانچہ جمہور شاعشہ یہ مقام طعن میں اوسکو اور اوسکے اتباع کو ثلاثہ عشریہ کہتے ہیں اور عجب یہ کہ روایات قیاس کتب صحیحہ انشاء عشرہ میں بطریق صحیحہ موجود ہیں ذلک کا ردی ابو جعفر الطوسی فی التہذیب عن ابی جعفر محمد بن علی الباقری کہ جمع عمر بن الخطاب صحابہ النبیین صلے اللہ علیہ وسلم فقال ما تقولون فی الرجل یأتی اھلہ ولا ینزل فقال لکھذا الماء من الماء قال المہاجر ونا اذا القی الختان وجب الغسل فقال عمر یعلی ما تقول یا ابا الحسن فقال لو جوی علیہ الخلد ولا تؤجیون علیہ صا قاتر من مہاجر بشک جمع کیے عمر بن اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کیا کہتے ہو تم اوس شخص کے حق میں کہ اپنی عورت سے قریب ہوا لیکن انزال نہیں ہوا اہل نصاریٰ کہتے کہ آج غسل کا آب بنی سے لازم آتا ہے اور مہاجر نے کہا کہ جب دو نو موقع ختنوں کے ملنے تو غسل واجب ہوا پھر عمر علی رضے کہا کہ ای ابو الحسن تم کیا کہتے ہو کہا آیا کوڑے مارنا تو اوس پر تم واجب کرتے ہوا اور ایک چمیانہ بانی نہیں واجب کرتے پس بیان صریح قیاس غسل کا ہے دانشمندان کی حد کے موافق شیعہ اس قیاس سے جواب دیتے ہیں کہ یہ قیاس نہیں ہے استدلال لوطیہ کا ہے کہ اسکو عرف خفیہ میں دلالت النص کہتے ہیں مثل دلالت لا تغسل ما اغتت کے حرمت ضرب مان باپ پر جسکے سمجھنے میں مجتہد اور غیر مجتہد دونوں برابر ہیں جس حاصل تقریر ضعیفہ کا یہ ہے کہ جب معنی بلا انزال کی تاثیر ثابت ہوئی اقویٰ شفتین میں کہ موقع حد کا ہے ضعف شفتین میں کہ غسل ہے بطریق اولیٰ تاثیر کیا اور اس تقریر میں جو خطبہ ہے وہ ظاہر ہے کسو واسطے کہ سنی عینی رگزدنا موجب تغیر کا ہے نزدیک اہل سنت کے اور موجب حد کا نزدیک امامیہ کے اور موجب غسل کا نہیں ہے بالاجماع اور لو اطلت اگر بطریق ایقاع نزدیک بعض اہل سنت اور امامیہ کے حد واجب کرتی ہے اور ہوا انکے اور ون کے نزدیک تغیر ہے مگر او غسل واجب ہے

امامیہ کے نزدیک اور مباشرت فاحشہ اجنبیہ کے ساتھ واجب تغیر ہے واجب الغسل نہیں بالاتفاق اور شارح مبادی الاصول  
یعنی حلی نے باوصف فرط شیخ اقرار کیا ہے کہ زمانہ صحابہ میں قیاس جاری تھا اور بجا زنت باقرض اور صادق بخ و زریہ  
شہید رضا کی البوصیفہ کو واسطے قیاس کے منقول ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اور دلائل جائز ہونے قیاس اور باطل کرنے  
اقوال منکرین قیاس کے کتب اصول اہل سنت میں دیکھنا چاہیں گے یہاں نہ وہم یہ کہتے ہیں کہ مذہب شاعشر یہ کا  
حق ہے اور مذہب اہل سنت کا باطل کہ واسطے کہ شاعشر یہ اکثر اوقات اور اکثر شہروں میں قلیل و ذلیل رہے ہیں  
اور اہل سنت کثیر وغیرہ اور خداے تعالیٰ حق والوں کے حق میں کہتا ہے وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ وَكَثِيرٌ مَّا هُمْ  
عِبَادِي الشَّاكِرُونَ تقرر میں کیسے کلام الہی کے معنی بدلے ہیں اور غلطی میں ڈالے ہیں کہ واسطے کہ خدا تعالیٰ نے صحابہ  
حقیر جن کا نام نہ اعمال دہائے ہاتھ میں ہو گیا یہ آیت فرمائی ہے ثَلَاثَةٌ مِنْ آلِ دَاوُدَ وَثَلَاثَةٌ مِنْ آلِ عِيسَىٰ يَعْنِي ابْنُ مَرْيَمَ وَابْنُ  
ابْنِ مَرْيَمَ وَابْنُ مَرْيَمَ اور جہان قلت کے ساتھ وصف کیا ہے شکر گزار و لگا کیا ہے جیسا کہ فرمایا وَاَنْجَلِ الْكُفَّارَ  
شَاكِرِينَ یعنی شاکر لوگ اور عین بہت نہیں ملیں گے اس لیے کہ بحقیقہ شکر جس کی صفت ہے وَكَرَّفَ الْعِبَادَ جَمِيعًا  
انعم الله عليكم الى ما خلق لاجلہ ایک مرتبہ نہایت کیا اب وغیرہ الوجود و ترجمہ خرچ کرنا بندے کا جملہ  
اون چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام کی ہیں اوی کی طرف جسے اس کے واسطے پیدا کیں یعنی دی ہیں  
پھر ایسے لوگ بہت کمان ہوتے ہیں بس ان دونوں آیتوں قَلِيلٌ مَّا هُمْ اور قَلِيلٌ مَّا هُمْ جَمِيعًا تا حد میں  
بیان حق ہونے یا باطل ہونے مذہب کا نہیں ہے قلت شاکرین اور کثرت غیر شاکرین کا ذکر ہے ایسی ہی آیت  
قَلِيلٌ مَّا هُمْ میں اس بات کا بیان ہے کہ جمیع اعمال صالحہ پر عمل کرنے والے بھی کیا اب ہیں چنانچہ فرمایا اَلَّذِينَ  
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل نیک کیے وہ تھوڑے ہیں اہل سنت  
بھی ذکر عقائد حق اور غیر حق کا نہیں ہے معذرا کہ قلت و ذلت موجب حق ہونے مذہب کی ہوتی تو چاہیے کہ نوصب  
اور خوارج اور زریہ اور فطیہ اور زنا و سہ کل امامیہ اور شاعشر یہ میں بڑے حق والے اور نہایت حق پر بھی  
ٹھہر میں کہ سب میں قلیل و ذلیل ہیں اور حق والوں کی قلت و ذلت کیسی خداے تعالیٰ نے تو ابی کتاب عزیز میں  
جگہ جگہ ظہر غلبہ و تسلط کا اہل حق کی شان میں وعدہ فرمایا ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الرَّسُوْلَ  
اَنَّهُمْ لَهُمُ النَّصُوْرُ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ یعنی پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں  
بیشک و یقین کو مدد دھوئی ہے اور ہمارا لشکر جو ہے بیشک ہی زبرد اور دوسری جگہ فرمایا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُوْرِ  
مِنْ مَّعْبُوْدٍ لِّكَرَانَ الْاَرْضِ يَرٰهَا عِبَادِي الصَّٰلِحُوْنَ اَعْنٰی جیسے لکھ پایا زبور میں بعد نصیحت کے کہ آخر



زمین پر مالک ہون کے میرے نیک بندے اور ایک جگہ فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ  
 لَیَسْتَحِقْنَہُمْ فِیْہِ الْاَرْضُ کَمَا اَسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ وَیَلْبَسُوْا لِبَاسًا نَّجِسًا لِّمَنْ یَّکْفُرْ  
 حُوْفِیْمًا مِّنَّا اِنَّ عَلَیْکُمْ ذٰلَکَ مَرَّةً اٰیٰتٍ یعنی وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور کلامِ یہ نیک البتہ مجھے حاکم کرنا  
 اور تم کو ملک میں جیسے حاکم کیا تھا اوسے اگلون کو اور مجاہد لگاؤ کو دین اور نکاح پسند کر دیا اور نکاح اور دیگا اور نکاح کے  
 ڈر کے بدلے امن اور سوا ان آیتوں کے حدیثوں میں جا بجا واسطے پیروی سوا د عظم امت اور موافقت باجماعت کے  
 تاکید فرمائی ہے اور مجاہدین کی قرآن وحدیث وغیرہ تعریف کی ہے اور کہا ہے لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ  
 لَا یَضُرُّہُمْ مِنْ خَلْفِہُمْ یعنی ہمیشہ قائم رہیگا میری امت سے ایک فرقہ حکم خدا پر کہ زبان نبین دیکھ لگاؤ کو جو کون  
 کہ مخالف انکا ہو گا تمام اہل تاریخ اس بات پر متفق ہیں کہ شیعہ میں سے کبھی کسی نے جہاد پر کمر نہیں باندھی نہ کسی ملک  
 وجانب کو کفار سے اپنے قبضے میں لا کر دارالاسلام بنایا اگر کبھی ریاست ناحیت مثل مصر و شام کے ہاتھ بھی گئی  
 تو کفار فرنگ سے ملت کر کے اور دین عوض دنیا کے بیج کے البتہ دارالاسلام کو دارالکفر کیا ہے اسی سبب جس ملک میں  
 کہ اس مذہب بکار و ج نہیں ہونے پایا ہے ہمیشہ وہاں کے لوگ غالب اور زنی شوکت اور زنی عزت رہے ہیں جتنا  
 توران و ترکستان اور روم اور ہند قبل کے غلط ملط ہونے کے یہاں کے سلاطین نے بھی کمال شوکت وعزت  
 سلطنت کی ہے اور جسوقت کسی ملک میں رواج تشیع کا ہوا فتنہ اور فساد اور زلت و خواری اور فساد جو خیمہ  
 زوال دولت کا ہے فوج فوج آسمان سے برسنے لگا اور کبھی درستی و صلاح بنائی دیکھو حال ایران اور دکن اور  
 ہندوستان کی اور حال عرب اور شام اور روم اور توران کی اور دونوں کو آپس میں تو لو اکثر یہی تجربہ ہو چکا  
 کہ جہاں تسلط شیعہ کا اتفاق ہوا غلبہ کفار کا بھی ضرور اسکے پیچھے لگا ہے گویا مقررات سے ہے انکا تسلط جہاں دیکھے  
 تو دوسرے کہ قریب تسلط کفار کا ہو جائیگا یہ لوگ کوچک ابدال کفار کے ہیں بنگالہ اور دکن اور یورپ اور دہلی اور  
 دہلی کے نواح اولہا ہور و پنجاب میں انھیں بکار و نروسیاہ کی خواست سے کافر مسلط ہوئے اور سابق میں عیاش  
 فتنہ متار و قتل اہل اسلام انھیں قرامطہ اور اسماعیلیہ کا غلبہ ہوا ہے اور اسی غلبے میں فرقے رافضیوں کے عراقین اور  
 بغداد اور حلا و کرخ میں پھیل گئے اور حکم اتقوا فتنۃ لا تصیبکم الذین ظلموا انکم صغیر یعنی جو اوس فتنے سے  
 کہ تم میں سے خاص ظالموں ہی کو نہیں پہنچتا پس انکے ساتھ نیک و بد سب کھوئے گئے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّہِ  
 اَفْسِسْنَا وَمِنْ سَبِّکَاتِ اَعْمَالِنَا ترجمہ اللہ تعالیٰ کھو اپنے نفسوں کی بُرائی اور بدی اعمال سے بچائے رکھے  
 کہیدہ دوازہ ہم یہ کہنے کے علانے کتابین اور رسالے بنائے ہیں محض واسطے طعن اہل سنت اور عیب ناحق

انکے بزرگوں یعنی صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اور اہل کتابوں اور سالون میں اپنے قابو بھر جو کچھ صحابہ بزرگوں  
 انفرادی و بہتان اور کذب و دروغ خوب لکھا ہے اور روح مسیلا کہ کذاب کو خوش کیا ہے آخر اس نے بھی تو دعویٰ بزرگوں  
 کیا تھا میں نے ان لوگوں کے مرتضیٰ ہے اور ابن مطہر علی اور اسکا بیٹا کہ محقق کر کے مشہور ہے اور محمد بن طوسی  
 اور نو اسکا جو ابن طاووس کہلاتا ہے اور ابن شہر آشوب سردی مازندران مگر سب میں قدم ابن مطہر علی کا بڑھا ہوا ہے  
 جس کو کوئی اہل سنت کے بزرگوں کے حال سے اچھی طرح واقف نہیں ہوتا ہے انکے بہتان اور بناوٹیں سن کر ہلکی ہلکی  
 اور بد اعتقاد ہو سکے انکے مذہب کی بیہودگیوں کی طرف جھک جاتا ہے کہ یہ سیر و ہم کہتے ہیں کہ عثمان غنی  
 بلکہ ابو بکر و عمر نے بھی قرآن کو بدل ڈالا اور بت آیتیں اور سورتیں کہ احکام و فضائل اہل بیت میں نازل ہوئی  
 تھیں اور مکہ قرآن سے گرد یا اس واسطے کہ ان آیتوں سورتوں میں اہل بیت کی اطاعت کا حکم اور انکی مخالفت  
 نھی اور اختیار کرنا محبت انکی اور بیزاری دشمنوں اور مخالفوں سے اور ان دشمنوں کے نام اور لعن طعن کرنا اور  
 یہ سب باتیں تھیں شیخین رضا اور عثمان رضا کو نہایت شاق و گراں ہوئیں اور بعض فضائل اہل بیت کے ایسے مذکور  
 جس سے انکے حسد کی رگ جنبش میں آئی سب موقوف کر دین انہما جملہ ایک یہ ہے وَجَعَلْنَا صِهْرًا كَذَرِيًّا  
 آیات الم نشرح کے تھا یعنی علی کو داماد تیرہنے کیا اور یہ دیکھو کہ صہرہ کی نسبت صرف حضرت امیر رضا کی طرف  
 نہ عثمان رضا کی دوسری سورۃ الولایت ہے کہ بڑی لینی سورۃ تھی مشعر بعض فضائل اہل بیت اور ایمہ کے کرانے  
 پیدا ہونگے اور نہایت برج و ثناء انکی اور میں مذکور تھی جواب کا اس طعن کے خداے تعالیٰ خود ذمہ دار ہوا ہے جان  
 کہ فرمایا اَوْ تَنصُرُوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ اللّٰهَ يَخْفِضُ عَنْهُمْ سُدُوْرًا اور میں یا سکے محافظین  
 جس چیز حمایت و وکالت خداے تعالیٰ میں ہو کسی بشر کا کیا مقدور کہ اسکو گھٹا بڑھا سکے اگر شیعہ اس بات کے  
 معتقد ہیں کہ شیخین اور عثمان کا مقدور خداے تعالیٰ کے مقدور سے زیادہ ہے اور انکو شرک غالب کا رفاۃ خدا کا  
 قرار دین تو پھر ہی جانین کا اپنے مذہب کو جو حقیر شیخین اور عثمان کی ہے کمان لیجا کے جھیکیں گے کہ چہاں رو ہم  
 یہ کہ عوام کو فریب دے رکھا ہے ایسی حدیثیں روایت کر کے جسے معلوم ہوتا ہے کہ صرف محبت جناب امیر رضا اور  
 انکی اولاد کی کفایت کرتی ہے نجات کے معاملے میں عذاب آخرت سے بدون بجالانے طاعات اور نیچے معاصی کے  
 کہ انکو مقابل محبت کے نجات کے معاملے میں کچھ دخل نہیں ہے مِنْ ذٰلِكَ مَا رَوٰی الْمَعْرُوفُ عَنْهُم بِالْحَدِّیْقِ  
 اَعْبَدُوْا ابْنَ اَبُوْكَرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ یُعَذِّبُ اللّٰهُ النَّاسَ اَعْلٰیٰ یعنی روایت کی ایک  
 شخص نے جو انہیں ملقب ہے بصدیق ہے نہایت سچا کہ وہ ابن بابویہ ہے ابن عباس سے اور رسولے انکے یہ کہ

اور اسے تحقیق اسکے حال کی کر کے احتیاطاً مطلق جملہ روایت کی ہوئی باتیں اسکی درجہ اعتبار سے اگر اس کے الگ کر دی ہین کہ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی مع متابعات و شواہد کے قبول کریں اور حسین وہ منفرد و یروکین اور ابوالقاسم سعد بن عبداللہ بن ابی خلف اشعری قمی یہ بھی ان گنوگنا پورا ہونے ایسا لباس اسناد و مکوہنیا ہو کہ اکثر ناواقف اہل سنت گمان کرتے ہین کہ ہمارے اہل اسناد معتبر سے ہر حال انکا ایسا نہیں ہر نجاشی نے کہ بڑا کھینا مردم شیعہ کا ہر اسکو فقیہ اس گروہ کا اور وجہ اسکا قرار دیا ہر جسکی مہندی کھینا ہو کہ یہ مفقہ ہم اہل بیت سے ایسی حدیثیں اور خبریں روایت کرتے ہین جو مذمت صحابہ کو بتائیں اور اہل بیت کی فریاد و شکایت کو صحابہ کی تعدی کے سبب سے ظاہر کریں اور بعض حدیثیں ایسی کہ صحابہ کا دین سے پھر جانا جائیں اور یہ بات کہ یہی لوگ جیہین نے ولے حقوق اہل بیت کے ہین اور جو حقوق اہل بیت کے جیہینے گا برور قیامت اشدّ الدّاس عذاباً ہوگا اور جو انکے محب ہونگے وہ بھی انکے ساتھ دو زمین پڑینگے اور محب اور شیعہ اہل بیت کے اہل بیت کے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے اور اہل سنت کی کتابوں میں جو فضیلت محبت اہل بیت اور برائی انکے عداوت و بغض کی موجود ہو انسے مدداون حدیث و اخبار کو پوچھتے ہین حلّ اس کید کا یہ ہو کہ بیشک ذریات کا آنحضرت صلعم پر کہ یہی اہل بیت ہین زمانہ تابعین اور تبع تابعین میں بد بخت نواصب کے ہاتھ سے ظلم و حقارت اور اہانت میں کچھ کسر نہیں رہی اسوقت میں ایمہ اہل بیت بعض اوقات نکو مش نواصب کی اونکے اوصاف عامیہ کے ضمن میں فرماتے تھے اس جماعت کا سینہ کہ بغض صحابہ سے بھرا تھا انھوں نے وہ سب باتیں صحابہ پر او تارین اور ڈھالین اور گواہ اس حلّ کے انشاء اللہ تعالیٰ آخر باب مطاعن میں کہ شیعہ نقل کیے جائیں گے کہ یہ ہمیں فرم حدیثیں مرفوعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وضع کرتے ہین موافق اپنے مذہب کے اور لاؤ کمورج کرتے ہین اور اکثر موضوعات انکی دیکھنے میں آئیں قسم محاکات و مجازات سے ہین بعض صیغے صحیح حدیثوں میں دیکھ بلے ہین بس اسی طور پر جو موید اپنے مذہب کے ہوتے ہین اوھیں ادا کرتے ہین بعض جگہوں میں صیغے ایسے لکھے ہوئے لاتے ہین کہ مثل اونکے احادیث صحیحہ میں وارد نہ ہوئے مثلاً کہتے ہین کہ انبیائے اولوالعزم سب آرزو رکھتے تھے کہ شیعہ علی رضی عنہ میں محسور ہوں اور مثل اسکے کید نو زو ہم کہ رجال متبرجہ اہل سنت کے جو ہین اونکے نام و لقب میں غور کرتے ہین جنکو اپنے رجال کے نام و لقب میں خرابک پاتے ہین اوس اپنے رجال کی حدیث کو اس سنی کے ساتھ لگا دیتے ہین جب کہ اتحاد نام و لقب سے امتیاز و دونمین حاصل نہیں ہوتا بس سنی ناواقف اسکو ایک امام اپنے اماموں سے جانتے ہین اور اوسکی روایت معتبر گنتے ہین مثلاً صدی و شخص

سنہری کبیر و سنی صغیر کبیر معتبرین و ثقات اہل سنت سے ہی صغیر و ضاعین اور کذاہین سے رافضی غالی اور جیسے ابن قتیبہ یہ بھی دو شخص ہیں ابراہیم بن قتیبہ رافضی غالی ہے اور عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ اہل سنت میں معدود ہوتا ہے کتاب المعارف در اصل تصانیف اسی قتیبہ سنی سے ہے لیکن اوس رافضی نے بھی اپنی کتاب کا نام معارف رکھا ہے تا اشتباہ حاصل ہو سکے کبیر لکھتے ہیں کہ قرآن کے کلمات کو اپنی مرضی موافق تفسیر کرتے ہیں چاہے دلائل لغوی و عرفی ہو چاہے نہ ہو اور تفسیر کو اہل بیت سے نسبت کرتے ہیں تا اعتبار بڑھے جیسے لفظ رب کی تفسیر علی رضے کے ساتھ جہاں کہیں ضمیر خطاب کی طرف مضاف ہو کہ اوس ضمیر سے مقصود پیغمبر صلعم ہیں اور تفسیر میں اور زمین کی شیعہ علی رضے جس جگہ واقع ہوا اور کافر اور کافرین سے اہل سنت اور منافق اور منافقین یکساں ہو کبیر نسبت و کلمہ کہ ایک کتاب بنا کے اوسکو کہہ رہے ہیں اہل سنت پر لگاتے ہیں اوس میں مطاعن صحابہ رضوا و اطابا مذہب اہل سنت درج کرتے ہیں خطبہ ابتدائی میں وصیت بھید چھپانے اور حفاظت کی کہ تمہیں جو کچھ کتاب میں لکھا ہے وہی عقیدہ بنامانی ہمارا ہے اور جو کچھ دوسری کتابوں میں ہے وہ محض پردہ داری و زمانہ سازی جیسے کتاب سر العالمین کہ اوسکو امام محمد غزالی کی طرف نسبت کرتے ہیں علی ہذا القیاس اور بہت کتابیں تصنیف کی ہیں اور معتبرین اہل سنت کا ہر ایک میں نام لگا دیا ہے ظاہر اوہ شخص کہ کسی بزرگ کے کلام کو تو آشنا ہو لیکن مذاق سخن میں بھی اسکے اور غیر کے امتیاز و تفرقہ کر سکے کیا یہ ہوتا ہے نا چار عوام طالب اس کر میں غوطہ کھاتے ہیں اور بہت حیران و پریشان ہوتے ہیں کبیر نسبت و دوم یہ کہ مطاعن اور باطل کرنے والی باتیں مذہب اہل سنت کی اوں کتابوں سے جو نہایت کیا اب و نادر میں نقل کرتے ہیں حالانکہ اوہیں بھی کسی بات کا پتہ نہیں ہے اس سبب سے کہ وہ کتابیں ہر کجی باس ہر وقت اوہر جگہ موجود نہیں ہوتیں انکی پیش کردہ کو دیکھ کے ناظرین شک و شبہ میں پڑ جاتے ہیں اور دل میں گزرتا ہے کہ اگر یہ نقل صحیح ہو تو کی اور روایات دیگر کی اہل سنت کے درمیان میں مطابقت کیونکر ہوگی اور حالانکہ یہ بیچارے عبت درو سر اوٹھاتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ بالفرض اگر نقل صحیح بھی ہوتا ہم تمہاج مطابقت کے اس وقت میں ہونگے کہ دو نور و اتین شہرت اور صحت ماخذ یعنی جہاں سے نکالی گئی ہوں اور صراحت دلائل اور دونوں کے راوی کتنے کتنے ہیں ان سب باتوں میں ایک درجہ پر ہوں اور جب یہ امور اوس نقل مخفی و مستور میں مفقود ہوں مقابل روایات مشہورہ صحیحہ الماخذ صریحہ الدلائل کے کیوں کر ناچاہیے غرض جو کتابیں کہ اوہ نے فرقہ شیعہ الزام اہل سنت میں نقل کرتے ہیں سب اسی قسم سے ہیں کہ کیا اب و نادر الوجود ہوتی ہیں اور برتقہ دیر

مل بھی جائیں تو اس تمام صحت جمیع مافیہا کا نہیں کرنے کہ کبھی بعض فقہین ان کتابوں کی نقل یا لین بلکہ بطریق بائیں  
 رطب و یابس و زمین جمیع کر کے محتاج نظر ثانی کا چھوڑ دیا یہ وہاں ان کے ہیں ارد بلی صاحب کشف الغمہ اور  
 علی صاحب الفہم اسی قسم کی کتابیں بخر و خرف نقل کرتے ہیں اور اپنے زعم میں جانتے ہیں کہ گیند میدان مناظرہ سے  
 ہم ہی لیے جاتے ہیں اور ابن طاووس نے بھی اپنے مولفات میں خود اسی قسم کی باتیں بھر بھر کے اپنے اعتقاد میں  
 جانتے ہیں اہل سنت کو الزام دیدیا ہو کہ کید لبست و سووم یہ کہ ایک شخص کا علمائے زیدہ اور بعض فرقہ شیعہ  
 غیر امامیہ سے اثنا عشر یہ نام رکھیں پہلے تو اس کے حال میں بہت مبالغہ ظاہر کریں کہ اہل سنت میں یہ بڑا متعصب  
 بلکہ بھٹے کہیں کہ اشد نواصب تھا پھر اس کا ایک نقل نقل کریں جس سے بطلان مذہب سنو لگا ہو دے اور تائید  
 مذہب امامیہ اثنا عشر یہ کی تادیب لینے والا غلطی میں پڑ جائے اور گمان کرے کہ یہ سنی متعصب ہو اگر یہ روایتیں  
 صحیح نہ ہوتیں تو باوصف تعصب غیر صحیح کیوں نقل کرتا اور اپنے سکوت کر لیتا جیسے زعمشہری صاحب کشف  
 کہ تقضیلی و مقتری ہو اور افضل خوارزم کہ زیدی غالی ہو اور ابن قتیبہ صاحب معارف کہ رافضی مقرری ہو  
 اور ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغۃ کہ اسے تشیع کو اعتزال میں ملایا ہو اور مشام کلینی مفسر کہ رافضی غالی ہو  
 ایسا ہی مسعودی صاحب مروج الذهب اور ابوالفرح اصفہانی صاحب کتاب الاغانی علی ہذا القیاس  
 ان جیسے لوگوں کو یہ فرقہ اہل سنت میں گنتے ہیں اور ان کے مقولات و منقولات سے الزام اہل سنت کا چاہتے ہیں  
 کید لبست و چہارم کہتے ہیں اہل سنت دشمن اہل بیت کے ہیں بعض احمق وہ حکایتیں جو مؤید اس بات کی ہیں  
 نقل کرتے ہیں بس جاہل اور سکتے ہی آئین نہیں رہتا اور مذہب اہل سنت سے بیزار ہو جاتا ہو اور یہ صریح افواہ  
 اور ظاہر بیتان ہو کہ واسطے کہ تمامی اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ کل اہل بیت کی محبت ہر مسلمان مرد و عورت پر  
 فرض لازم ہو بلکہ ارکان ایمان میں داخل اور تصانیف فضا کل اہل بیت میں کل بھی اور فردی فردی بھی  
 مشغول رہے ہیں اور مناقب ان کے روایت کیے ہیں ہمیشہ نواصب مروانیہ اور عباسیہ کے ساتھ اس قدر  
 جھگڑے کر کے ایک گروہ اسے شل سعید بن جبیر اور نسائی کے شہید ہوئے اور ایک گروہ نے بہت اذیت و مصیبت  
 اٹھائی اور وقت میں یہ شیعہ تقیہ کیے ہوئے گروہ نواصب میں آجکے داخل کرتے تھے اور مال و منصب کے لالچ سے  
 کلمہ نواصب کا پڑھتے تھے یہ اہل سنت ہی ہیں کہ ہمیشہ مدگدگ اہل بیت کے رہے اور ہر غازی میں اپنے در و دہشتے ہیں  
 اور تمامی اہل بیت سے ہر ایک کے ساتھ سلیم القلب رہتے ہیں کوئی روگ آزار ان کے دل میں نہیں بکھلا ان شیعوں کو  
 کہ ہر امام کے مرتے ہی ان کے بھائیوں اور عزیزوں کو کا فر ٹھہرایا ہو تبص نے ان کے بیٹوں کو تو امام مانا ہو اور

اور وہ پر زبان لعن و لعن کی کھولی ہو جمیع اہل بیت کا سوا اہل سنت کے کوئی محب و مددگار نہیں ہوا اور اشارہ حدیث نبوی کا کہ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ التَّقْلِیْلِ کِتَابِ اللّٰهِ وَغَرَضِیْ اَہْلَیْہِیْ یعنی میں چھوڑتا ہوں تم میں دو چیزیں بڑے وزن و وقار والی کہ وہ کتاب اللہ ہو یعنی قرآن مجید اور اولادِ نبوی اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ بعض قرآن ایمان اور بعض پر کفر فائدہ نہیں بخشتا ہوا سیطرہ عقائد و محبت بعض اہل بیت کی اور لعن طعن بعض کی کچھ غرہ آخرت میں نہ دیگی جیسا سارے قرآن پر ایمان لانا چاہیے ویسا ہی تمام اہل بیت کا دوست ہونا چاہیے و فضل تھا سوا اہل سنت کے یہ بات سیکھو نصیب نہیں ہوئی کیونکہ نواصب نے جناب میرزا اور انکی ذریات پاک کی دشمنی میں مایہ بد بختی کا بولا اور کل شیعہ نے عداوت اہمات المؤمنین عایشہ صدیقہ اور حضرت العوام میں کہ بھوپچی زاد بجائی رسول مقبول کے ہین خوب لعنت کی قبا اپنے واسطے تیار کی بعد اسکے کیسا نیہ نے انکار امامت حسین اور مختار سے امامت زین العابدین سے کیا اور امامیہ نے زید شہید کو چھوڑ دیا اور اسماعیلیہ انکار موسیٰ کاظم سے کیا اور علیٰ ہذا القیاس جیسا مشر و جاوید گزرا اور فضلا قریب آتا ہوا انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب ان لوگوں سے ظہور میں آیا کہ لید لست و سچم کہتے ہین عمر بن خطاب نے گھر خاتون جنت کا حسین حسین اور جناب اور سادات اور بنی ہاشم جمع تھے بھونکدیا ابوبکر اور تمام صحابہ اس پر راضی ہوئے کچھ انکار نکلیا اور اپنے قبضہ شمش کی ضرب ایسا صدمہ سخت انکی کو کھر پڑ پوچھا یا کہ حل ساقط ہو گیا اور یہ سب انکے افرا اور اختراع ہین جنکی کچھ اصل نہیں ان باتوں کو وہی یقین کرتے ہین جو محض بے ہر عقل سے ہین چنانچہ باب مطاعن میں جو بحث تقیہ کی ذکر کیا گیا وہاں بفضل بیان کیا جائیگا کہ لید لست و سچم کہتے ہین مذہب شیعہ کا بیروی میں سزاوارتہ کس واسطے کہ یہ تابع اہل بیت کے ہین جنکی شان میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہوا اِنَّمَا کَرِیْمٌ یَّدُ اللّٰہُ یُذْہِبُ عَنْکُمْ الرَّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ یُطَهِّرُکُمْ تَطْہِیْرًا یعنی نہیں ارادہ کرتا ہوا اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے برائیوں اور نجس باتوں کو اہل بیت اور پاک کر دے تم کو پاک کرنا اور دستاویز ٹھہرتے ہین سہاوت کو کہ شیعہ انکے اقوال و افعال کے بیرو میں جو پاک و طاہر ہین اور سوا شیعہ کے سب فرقے تابع غیر اہل بیت کے ہین اور خلاف قول و فعل اہل بیت کرتے ہین جس شیعوں کو چاہیے کہ آپکو یقینا ناجی جانین اور سوا شیعوں کے اور سب ڈرین اور اس مضمون حدیث سفینہ سے مضبوط کرتے ہین یعنی مَثَلُ اَہْلِیْہِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَةٍ مِّنْ رَّکَبَہَا لَمْ یَمُوتْ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا فَمُوتٌ یعنی میرا اہل بیت مثل کشتی نوح کے ہین جو کوئی اوس پر سوار ہوا نجات پائی جسے اوس سے مخالفت کی ڈوب گیا اس تقریر میں کیسا حق و باطل کو ملاتے ہین آتبع اہل بیت کا قطعاً موجب نجات ہوا لیکن یہ بھی تو دیکھا جائے کہ یہ

اہل بیت کا کون فرقہ؟ اور پیر وغویہ اور کارون اور باسکا جو جمع ابلیس ہو کون تھا؟ کون دنیا کی غرضوں  
 فاسدہ سے دامن اہل بیت پر توڑنا چاہتے ہیں اور جلالِ رحمان سے ان کی ایسے دور جیسے دوری و مشرق کی  
 اگر بحث اس بات میں ہو اور ثبوت اس بات کا شیعہ تابع اہل بیت کے ہیں اس کی کوئی صورت ہی نہیں کہنا  
 اور یہ تو اور کرنا اور شکرین کہ کہ آپ کو پیر و ملت ابراہیمہ کا کہتے تھے اور مسلمانوں کو مخالف اور کافر دیکھنا  
 و صباۃ انکو خطاب دیتا تھا اور یہود و نصاریٰ نے آپ کو پیر و موسیٰ و عیسیٰ کا کہا عبد اللہ بن سلام اور نجاشی اور  
 ان کے امثال کو مخالف جانتے تھے نام کیا کہنا اور اس کی راہ پر نہ چلنا پڑی رسوائی اور عیسیٰ کی بہت آنادہ بھی  
 آپ کو قادیانہ و یرقہ و یرقہ تہ تہ ہیں ایک فرقہ سرنگے بڑے بڑے ہا لون دے کہتے ہیں کہ ہم مداریہ ہیں انکو  
 ہن کا کوٹھا ہر کرنے سے کیا حاصل ہو گا بلکہ زیادہ تر فضیحت و رسوائی اپنے واسطے کاتے ہیں انکو سس نام  
 ان بزرگوں کا نہ بدنام کرتے تو کوئی ہرم اور طریقے ان بزرگوں کے بھی ان سے نہ پوچھتا ہر گاہ کہ حال یہ ہو  
 لادہ سزاوار تابع کے مذہب اہل سنت ہے کہ جناب میرزا اور سب امام اسی مذہب پر تھے ظاہر بھی باطن بھی اور  
 جو مخالف اس فتنے کا ہوا اور کو بائیں مجلسوں و لشکروں سے نکال دیا اور جلا وطن کیا اور ابو حنیفہ رحمہ اور  
 مالک رحمہ کے ساتھ امام وقت کے بڑی ملاطفت رکھتے تھے اور اجازت درس و فتوے کی دیتے تھے بلکہ رؤساء اہل سنت  
 شاگرد اہل بیت کہتے تھے کہ ان سے اصول مذہب کے نکالے ہیں اور جو اور کو بھی موافق اماموں کے جانا اور  
 اماموں نے بھی ان کے طریقے کو نیک ٹھہرایا ہر ایک سے مقدمات دین کو تحقیق کیا اتنی اصل اگر فقط لگاؤ اہل بیت کا  
 حقیقت مذہب کو کافی ہو تو غلاۃ و کیسانید و مختار بہ و اسماعیلیہ و زیدہ و امامیہ و حمریہ و قرمطیہ اور فرقت  
 شیعہ کے سب حق پر ہونے کوئی اپنے نعین و شخصیت پر فخر و ناز نہیں کر سکتا اور حال انکے یہ سب فرقے ایک  
 دوسرے کو کافرا و مکرر ٹھہراتے رہے ہیں کیسے نسبت و محقق یہ کہ ایک جمہور نقل و گوں میں جیلاد ہی کا ایک  
 چھوڑی جشی ہارون رشیدی کی مجلس میں آئی اور بحث مذاہب کی درمیان میں لائی اور نصیحت اور برائیوں  
 ہر مذہب کی گناہ لگی ایک شیعہ مذہب کی تعریف کی اور بدلائل قطعی اسکو ثابت کیا مجلس ہارون رشیدی  
 علمائے اہل سنت سے بھری تھی اوس کزینے کیسی کچھ پروا تھی نہ کئی اہل مجلس اسکو جواب دیکھا حال انکے  
 اتنے بہت علمائے علمائے اور دراز شیلے دے بیٹھے تھے کسی سے ایک دلیل بھی انکے دلائل سے قطع نہ ہوئی جب  
 ہارون رشید نے دیکھا کہ حاضرین مجلس سب عاجز و ساکت ہوئے فنون علمائے شریعت یعنی جو سب علما میں معزز  
 کہلاتے تھے انکو بلایا اور حاضر کیا بمثلہ انکے قاضی ابو یوسف و شاگرد امام غفر رحمہ اور

سویں فصل

امثال اوفکے بھی جمع ہوئے اور مناظرہ کثیر جنبشی کا اختیار کیا اوتنے اس دفعہ بھی پھر سبکو لازم کیا اور چپ کر دیا  
 غرض بتانے اس حکایت سے یہ کہ مذہب ہم لوگ اہل سنت کا اس درجہ ضعیف و کسست ہو کہ چھوکر یا ان میں کسی  
 کہ نہایت کٹر مخلوق سے برین عقل و فہم میں اور بیوقوفی و حماقت میں تمام مردم سے مشہور تر وہ اس مذہب اہل سنت کی  
 باطل کرتی ہیں اور فحول علمائے اوسکا جواب نہیں دے سکتے لیکن یہ خبر نہیں کہ اس حکایت میں ایک نقصان  
 عظیم ہے بڑے علماء شیعہ کا نسبت عائد ہوتا ہے جنہوں نے برسوں اور عمر و دن مشق سخن سازی اور تقریر  
 پر داری کی کی ہو اور اس کثیر سیاح کی عشر عشر کو نہ بونچے اس واسطے کہ اس مدت دراز میں انکے کسی شخص نے  
 علمائے کسی مجلس میں مجالس سے اہل سنت کو الزام نہ دیا بلکہ خود الزام کھایا گیا اچھا ہوتا کہ روش اس کثیر سیاح  
 سیکھتے اور ہمیشہ کی اس خجالت سے چھوٹے سچ ہی ہو کہ مذہب ان سیدہ درون کا جو پیدا کیا ہوا چندان حق  
 بیوقوفوں کا ہی لائق اسیکے ہو کہ جسکی استکمال اور مناظر اور مجتہد وہ کثیر سیاح ہوئی اگر فحول علماء اہل سنت اوسکے  
 ہدایات کے جواب سے عاجز ہو وین بعد نہیں کہ اس واسطے کہ جواب ہم خطاب پر شرط ہو جب خطاب ہدایات  
 ہو تو پھر جواب کیا بجز اسکے جواب جاہلان باشند خوشی کہ یہ سببست و مستم بعض انکے علماء کتاب  
 تصنیف کرتے ہیں جس میں مذہب روافض کو ثابت کرتے ہیں اور شیون کو باطل اور اوسکے مضمون کو  
 لگاتے ہیں کسی کثیر یا کسی عورت کم عقل کے ساتھ اور مشہور کرتے ہیں کہ شیون کے علمائے اس کتاب کو دیکھا اور رد کیا  
 اوتنے نو سکا کتاب محسنہ تالیف شریف مرتضیٰ کی ہو کہ اوسکو ایک اہل بیت نبوی علیہم السلام سے منسوب کیا ہو  
 کیہ سببست و فہم یہ کہ ایک کتاب ایسی ظاہر کرتے ہیں جس میں اپنے مذہب کا ثبوت اور مذہب اہل سنت کا بطلان  
 ہوتا ہو اور اس کتاب کو کسی کافر ذمی سے منسوب کرتے ہیں اور جب اوسکو کھولتے ہیں تو اس ذمی موہوم کی  
 زبان سے بیان کرتے ہیں کہ جب میں بالغ ہوا میں نے تلاش دین حق میں دست بچاؤ کھلے اور گرم و سرد دنیا سے  
 چلے یہاں تک کہ توفیق آئی نے میرا ہاتھ ہر کے دارالاسلام میں بونچا یا میں نے مجتہدائے قاطعہ دین اسلام کو حق  
 جان کے بجان و دل قبول کیا جب سلام میں داخل ہوا بڑے اختلاف دیکھے اور باتیں مختلف سنیں میرے ہوش  
 اوڑھ گئے اور گھبرا گیا پھر یہ ہوا کہ بنور دلائل قطعی میں نے جاننا کہ اسلام کے جملہ مذاہب میں مذہب شیعہ کا حق و کمال ہے  
 اور اور مذہب سب خارج کیے ہوئے اور بدلے ہوئے اور انھیں دلائل قطعی نورانی سے فحول علماء اہل سنت کو  
 میں نے الزام دیا کہ سب کو قدرت باطل کرنے میرے دلائل کی نہ توئی جس میرا اعتقاد مذہب شیعہ کی طرف بڑھا ایتلے  
 میں نے چاہا کہ اوان دلائل کو کتابت میں پھانسون تا اور ونگار نہا بنوں جتنا چاہی ہی طرح سے یہ کتاب یوحنا



ابن اسرائیل ذمی کی کہ شریف مرتضیٰ کی تالیف کی ہوئی کتابوں نے ہو کر اوسے اوسکو ایک ذمی موہوم محمول سے منسوب کیا ہو اور ابتدا و سکی یون کی ہو کہ پہلے میں متلاشی حق کا تھا اور پھر حق کی کتابیں بنظر انصاف دیکھیں اور مشکلات ہر مذہب کو اوس مذہب کے علما و معتبر سے تحقیق کیا حق ہونا کسی مذہب کا سوائے مذہب شیعہ کے مجہد ثابت نہوا اور اسی تقریب میں ایک نقل لایا ہو کہ فلان تاریخ مدرسہ نظامیہ بغداد میں پونچھ مدرسے میں ایک محفل دینی نہایت بزرگ اور بڑے فحول علما بغداد کے اوسین جمع تھے فلانے اور فلانے اور فلانے میں شادی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک مرد نصرانی ہوں کہ بنور توفیق الہی کے راہ حقیقت اسلام کی بائی اور بدل و جان و رغبت اس ملت کا ہوا لیکن اہل اسلام میں اختلاف بہت دیکھے اور اہل حق و باطل میں دوسری کہیں ہر سون سے اس آرزو میں تھا کہ کسی جگہ جملہ پیشوایان مذاہب اسلامیہ کو اکٹھا پاؤں اہوقت وہ سعادت مجکو حاصل ہوئی کہ اس محفل عظیم متبرک میں داخل ہوا اب مجھے عنایت فرماؤ اور بدل اہل مذہب حق میرے دل میں ڈالوں پس فرمے نے اہل سنت سے حق کو اپنی طرف سے کہ ہم حق پر ہیں اور علما ہر مذہب کے واسطے ثابت کرنے اپنے مذہب اور باطل کرنے دوسرے مذہب کے آمادہ ہوئے اور میں طعن اور گالی اور بُرائی ہر طرف سے خوب ہو کے نوبت ہشت و شست کی پونچھیں پس میں تو اٹھا اور کہا اے نا انصافوں کج راہ مذہب حق سوا ان تمہارے چار مذہب کے ہو کر اوسکو ترک کیا ہو اور اوسپر نسبت رخص کی کی ہو اور اوسکو حقیر اور اہل اوس مذہب کو ذلیل جانتے ہو پھر تقریر میں اس مذہب کی بے براہین میں نے شروع کیں کسی علما و مذاہب اربعہ سے دم نہ مارا سر جھکالیے لہذا میں نے قصد کیا کہ اون براہین کو کتابت میں ضبط کر دن یا مید ثواب و نر حساب و ہدایت مگر اہل ان براہ صواب لہذا اس کتاب کو لکھا اور بڑا تعجب ہو شریف مرتضیٰ سے کہ اس حکایت میں اکثر اختلاف کی نسبت اہل سنت کے ساتھ کی حال آنکہ اہل سنت کے اصول عقاید و اعمال میں کچھ اختلاف نہیں ہو اگرچہ تو فرع میں ہو سو وہ بھی ایسا نہیں کہ ایک دوسری طرف کوئی نسبت کفر و ضلالت کی کرے اسکے ساتھ بھی انکے بیان اتفاق بہت ہو اختلاف کم تحقیق نے جو تلاش کیا ہو تو کل یہ معلوم ہوا کہ اہل اوتامی میں سو چند جگہ چاروں مذہب اہل سنت میں فروغی مسئلے ایسے پائے گئے ہیں کہ ان میں نص صریح موجود نہیں ہو بخلاف شیعہ کہ انکے میں اختلاف فاحش اور ہر فرقہ اپنے غیر کو کافر و گمراہ ٹھہراتا ہو آما سیہ میں اگر دم دیکھیں تو اثناعشر ہزار دن سون و ذمی باہم مختلف ہوئے ہیں باوجود اسکے کہ نص امام کی اور موجود و متسلطہ و نجاست شراب اور مثل ان مسائل کے جو کوئی انکی کتب قدیمہ جدیدہ سے واقف ہو اوس سے یہ بات چھپی نہیں ہو بھلا شریف مرتضیٰ سے جتنا لقب علم الہدیٰ اور مجتہد اور بانی مابانی اختلاف کے ہیں کب چھپا رہا ہو گا لیکن کیا کریں پردہ تعصب و عناد نے

انہما بنا رکھا اور وہ دلائل و براہین کے بنام ہناداوس دینی کے ہیں انہیں مضامین لچر پوچ اور پڑانے  
 حیض کے چیتھڑوں کو کہتے ہیں اور یہ افکو ایک علق نفیس جانتا ہے بار بار دھونا  
 اور ایک خلعت فاخرہ شیعوں کو واسطے مینا ہے مگر اہل سنت کے نزدیک سب اوجھن من شیعہ العتکات کہتے تھے  
 مِنْ وَرَقِ النَّوْكَسِ — ہیں اپنی کڑی کے تار سے کمزور تر اور توت کے پتوں سے کم ہیں سست تر جنگ و کشت کے  
 لڑکوں نے زعفران کے پامال کیا ہے اور ناخن و انگشت سے رگڑا ہے کید سی ام یہ کہ بعض علما انکے پری کو  
 سناتے ہیں کہ اہل سنت کے چاروں مذاہب کو باطل کر دین اسطو سے کہ ایک مذہب کو چھپے چھپے مٹائیں  
 باقی تین کو ظاہر طور پر چھپانے ایک کتاب نظر سے گزری اس نے کے ایک عالم کی لکھی ہوئی کہ ایک دوسرے شافعی ٹھہرا  
 اور رد و قدح اور دلائل مذہب ثلاثہ کی اوسین بنا ڈالی ہے جب بمقام ثبوت مذہب شافعی پوچھا تو وہاں ضعیف  
 دلیلوں اور ردی قیاسوں کو سند پکڑا ہے اور تاملین بعیدہ اختیار کر کے بن تادوسرے اوں دلائل و قیاسات  
 تسلیم کر کے مثل قیاس طرد اور قیاس شہدہ اور قیاس مناسب کہ حنفیوں کے نزدیک معتبر نہیں ہیں بھر جی  
 اوس قیاس کے ایک حدیث لاتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ یہ حدیث مخالف قیاس کے ہو حال انکہ جو حدیث مخالف  
 قیاس ہو شرک و ظاہر ہو گیا تصنیف اس کتاب کی محض اس واسطے ہے کہ بڑی قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں  
 اور بدین غرض کہ دلائل مذہب شافعی سے باقی تینوں مذاہب کو باطل کرے مذہب شافعی کو ایسے دلائل سے ثابت کرے  
 کہ ہر ایک سے دیکھنے والا ان مذہبوں کی کستی و ضعف پر سراغ لے جاے اور سب مذاہب اہل سنت کے اوسکی نظر میں  
 لوٹ پوٹ ہو جائیں اور یہ کید انکا بہت مخفی ہے علامتوں کے دھوکا کھانے حیران و پریشان ہو جاتے ہیں  
 کید سی و حکیم بعض علما اس نے کے کتاب تصنیف کرتے ہیں فقہ میں اور اوسین وہ باتیں کہ جسے رد و طعن اہل  
 واجب ہووے درج کرتے ہیں اور اہل سنت کے کسی امام کے نام اوسکو منسوب کرتے ہیں مثلاً غصہ کہ تصنیف تھے  
 ایک شیعہ کی ہے امام مالک رحمہ اللہ کا نام لگا دیا ہے اور اوسین لکھ دیا ہے کہ مالک کو اپنے ملوک سے لواطت اور اظلام جائز ہے  
 اس واسطے کہ خدا نے عام فرمایا ہے وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنی جنکے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ ایک شخص  
 معتبر نے نقل کی کہ میں نے اسی قسم کی ایک کتاب صفہان میں دیکھی ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نام پر ہے اور بڑے  
 بڑے مسئلے اوسین لکھے ہیں غالباً یہ کید انکا یوں چلچاتا ہے کہ ملک مغرب میں مالکی بہت رہتے ہیں اوس ملک میں  
 کوئی کتاب امام ابی حنیفہ رحمہ کے نام کی اور ہندوستان اور توران میں ایک کتاب امام مالک رحمہ کے نام کی لکھی  
 اس واسطے کہ ہر مذہب والے کو روایتیں اپنے امام کی جیھی صورت پر معلوم ہیں دوسرے امام کی روایتوں کی

چندان تنقیح و تلاش نہیں کرتا اس واسطے کہ احتمال صدق کا اوسکے دل میں جم جاتا ہے بس اس کید میں بھی بڑے بڑے  
 علمائے اہل سنت گرفتار ہوئے جیسے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد حلال کیا ہے حال آنکہ امام مالک  
 مستعبر حد واجب جانتے ہیں بخلاف امام اعظم رحمہ اللہ کی سی و دوم ایک جماعت نے انکے عالموں سے اہل سنت کی  
 کتابوں خصوصاً تفسیر و تاریخ میں کہ اکثر علماء اور طلبہ کے ہر وقت ہاتھوں میں نہیں تھیں بڑی کوشش کی ہے  
 اور نیز بعض کتب احادیث میں جو مشہور نہیں ہیں اور نسخے اور کتابوں کے متعدد نہیں ملے نہایت جھوٹی باتیں  
 بتانے کے جسے شیعہ کے مذہب کو مدد ملی اور سنیوں کے مذہب کو باطل کرین لگائی ہیں جیسے قصہ بہہ فذک کا تفسیر  
 داخل کیا ہے اور سیاق اس حدیث کا اس طرح روایت کیا کہ وَ لَمَّا تَوَلَّوْا تَآخَّرْتُمْ حَتَّىٰ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِئُوا وَأَطِيعُوا فَانْطَحَا فَانْطَحَا تَرْجُمُہُ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ قربت والیکو حق اوسکا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ کو بلایا اور فذک اونکو دیا لیکن دروغ کو کو حافظہ نہیں ہوتا ہے یہ یاد  
 نہیں رہا کہ یہ آیت تو کئی ہے اور ذکر میں فذک کہاں تھا اور نیز آنحضرت معلوم کر چاہیے تھا کہ مسکین و مسافر دیکھے و سطر  
 بھی کوئی چیز وقف کر دیتے تو پوری آیت پر پورا عمل میسر ہوتا سوا اسکے لفظاً عَطَاہَا فِذْکَ صریح ہے اور طلبہ کی  
 نہیں جتنا بلکہ اسکی جگہ انکو دھبہ بنا وضع کرنا چاہیے تھا اور مثل اسکے تفسیر و تاریخوں میں کہیں بیان کیوں  
 آئی لگائی ہوئی باتیں باقی جاتی ہیں اس کید میں بھی اکثر غافل علماء اہل سنت سے خطا میں پڑتے اور پریشانی  
 اوٹھاتے ہیں دہلی میں زبان محمد شاہ بادشاہ کے دو شخص تھے امیر و مفتی سے مرضی خان مرید خان کہ  
 اہل سنت کی کتابوں میں مثل صحیح مسلم و مشکوٰۃ اور بعض تفسیر و نحو خطوط لکھا کہ ان کتابوں میں اپنے طلبہ  
 حاشیہ کتب امامیہ سے نکال کے داخل کرتے تھے اور ان نسخوں کو مجدول اور مظلوم مذہب کے سہل قیمت پر رہنویں  
 بیچتے تھے اور اصفہان میں آغا ابراہیم بن علی شامی نے کہ ایک مدرسہ کبار سلاطین صوفیہ سے تھا اسی طور پر عمل کیا لیکن  
 انکے اس کید سے کچھ حاصل نہیں ہوا اس واسطے کہ کتب مشہورہ اہل سنت کی بسبب کمال شہرت اور کثرت نسخ  
 قابل بدل ڈالنے کے نہیں ہیں اور کتب غیر مشہورہ کا اعتبار نہیں ہے اس واسطے محققین اہل سنت نے سولے کتب  
 مشہورہ کے اور سے نقل روایت کو جائز ہی نہیں رکھا ہے البتہ اگر کوئی بات رغبت دلانے کی ہو یا ڈالنے کی تو  
 سولے اس رغبت دلانے اور ڈالنے کے جملہ باتوں کو کتب غیر مشہورہ کی حکم صحائف انبیاء پر مشتمل میں گنتے ہیں  
 کمان صحائف وغیرہ میں تحریف کا احتمال ہے ان سے کوئی عمل اور عقیدہ لینا اور اختیار کرنا نہیں چاہیے کید سی سوم  
 ایک ان لوگوں میں یہ بات ہے کہ نقل میں خیانت کرتے ہیں کہ کتب مشہورہ اہل سنت سے اپنی تالیفات میں

نقل کرتے ہیں اور دو ایک لفظ چھپنے سے ملے کے اوپر حاشیہ میں حال آنکہ اون کتابوں میں جسے یہ نقل کرتے ہیں اس لفظ کا روزانہ کچھ سیدہ اور نشان نہیں ہوتا بعض اہل سنت کو کہ بغیر اس نقل کو دیکھتے ہیں مہذک اصل یہ روایت کو آگے اس کتاب میں جس سے انھوں نے نقل کی ہو دیکھا ہو اور انکو یاد بھی ہو لیکن اس لفظ زاد سے خبر نہ ہو درطہ حیرت میں پڑتے ہیں اور ہاتھ پاؤں مارتے ہیں علی بن عیسیٰ اور وہابی کتاب کشف الغمہ میں اس قسم کی جنس بہت رکھتا ہو اور ابن مطہر علی الفین اور منہج الکرامۃ اور منہج الحق میں نقل کرتا ہو وہ بھی اسی قسم سے ہو خبر دار رہنا چاہیے کہ سیدی و چارم یکہ کوئی کتاب خلفائے اربعہ کے فضائل میں تالیف کرتے ہیں اور اوہمیں صحیح حدیثیں اہل سنت کی مع سنن اور مسانید و اجزاء و معاجم کے لاتے ہیں اور جب نوبت ذکر فضائل جناب امیر مکی ہو مچتی ہو اس کے ضمن میں یہ کہ خلفائے نشہ کے حق میں قبح ہو بنا کر رکھتے ہیں یا کتاب مامیہ سے لا کر داخل کرتے ہیں اور بعض نصوص صریحہ بابت حقیقت خلافت جناب امیر زمانہ اس بات سے کہ ان کے ہوتے جو خلافت کو دے دیا اور ایسا ہی درج کرتے ہیں تائسہ دیکھنے غلطی میں پڑ جائے اور فضائل اصحاب نشہ نہ کو دیکھ کے یقین کرے کہ مصنف اسکا کوئی سنی یا ک عقیدہ ہو اور کہے کہ تصنیفات اہل سنت میں بھی خلفائے نشہ کے ذمت کی حدیثوں سے خالی نہیں پس یقین اسکا کہو جائے اور دین میں ان کے رخنہ پڑے چنانچہ ایک کتاب بڑی اس صفت کی دیکھنے میں آئی کہ اس کتاب میں اول ہر حدیث کے نام راوی اور اس کے مخرج کا بھی مرقوم تھا اس سبب سے بعض بڑے بڑے اجل علمائے حدیث کو تیز میر نہوا غلط طعنیں بڑھ گئے اور اس شیطنت شیطانی کا سرخ نیا یا صاحب راضی النضرہ فی مناقب النضرہ بھی دھوکا کھا کے اس قسم کی حدیثیں اپنی کتاب میں جو مجموعہات فضائل خلفائے اربعہ سے ہر لایا ہو ان اس شخص کو جو فن حدیث میں خوب غور کر نوالا ہو یہ دعنا انباس میں نہیں ڈال سکتی کہ صحیح و موضوع میں فرق نہ کر سکے اسلئے کہ صاحب سلیقہ کو دیکھتے ہی سبب رکاکت اور خجائت یعنی سبکے الفاظ اور موضوعات و مخترعات کے معلوم ہو جاتا ہو کہ یہ سبب ساختہ پر ذاختہ شیخ نجد کیا ہو کہ سیدی و چارم یہ کہ سابق اہل سنت شیعہ پر بعض مسائل قدیمہ میں طعن کرتے تھے شیعہ کے علمائے اکیہاعت نے تدبیر دفع اس طعن کی ہستور یہ کی کہ اپنی کتابوں سے اور مسائل کو جو کر کے پرانی کتابیں اپنی چھپا ڈالیں اور اون بدو اتون کے مسائل کو اہل سنت کے اماموں کے نام لگا دیا کہ یہ مسائل ان کے ہیں جیسے اعلام با غلام ملوک با امام مالک اور ابو حنیفہ سے مسئلہ لف حریر یا با و خواہر اور اس قسم کے جھوٹ بنائے ہوئے مسئلے سید مرتضیٰ اور ابن مطہر علی اور ابن طاووس اور سید ابن مطہر علی کے بہت نقل کیے ہیں غرض انکی اپنا حال چھپانے اور آپسے طعن بجانے کی ہو کہ بعد اسکے اہل سنت اپنے ہی طعن بچانیکے ہم میں پڑ جانا شیعہ کے پیچھے نہ پڑیں انکی بچا چوڑ دین کہ سیدی و چارم کہ دو ایک بتیں سنیں کے بزرگوں پر لگا لیں جسے

صریح اور کاشعہ ہونا معلوم ہوا اور مخالفت اہل سنت کی اور اسی وزن و قافیہ اور صفت و صنعت کی تراشی بہین  
 اور کہتے ہیں کہ اہل سنت نے واسطے رفع اپنی خفت و خجالت کے ان بیٹوں کو حذف اور سا قطار دیا ہے اور یہ ماجرا اکثر  
 مقبول ان اہل سنت میں شیخ فرید عطار اور شیخ اوصی اور شمس تبریزی اور حکیم سنائی اور مولانا روم اور حافظ شیرازی  
 اور حضرت خواجہ قطب الدین دہلوی اور اشال انکے میں ظاہر ہوا ہے اور امام شافعی کے اشعار میں بھی انکے قلم نے یہ بیتیں  
 لگائی ہیں اشعار امام شافعی کے یہ ہیں شعر بارک الباقی بالخصب من مہنی + و اھتفت ہساکن خبیثا واللہ اعلم  
 شعر اذا ناض الحیجر الممنی + فیضا لکما طعم الفرات القاضی ان کانت فضا حبا ل محمد + فلیستہذا لثقلان یا راضی  
 ترجمہ آخر ستر سوارا ہر محصب میں کہ حد و نسی ہے ہو اور بیکار رہنے والوں نہ شب دس مکان اول و ٹھنے والوں کو  
 دہانے جو صبح کے وقت روانہ ہوتے ہیں حاجی طرف مئی کے روانہ ہونا مثل آب موج زن فرات کے کہ اگر محبت آل محمد  
 نفس ہو تو جن وانس گواہ ہیں کہ میں راضی ہوں یہ بیتیں امام شافعی کی بمقابلہ نواس کے ہیں کہ جب کو محب  
 اہل بیت کا جانتے تھے راضی کہتے تھے اور اب بعض کتب شیعہ میں یہ بیتیں اور جیسے صریح شیعہ ہونا اور کفار ظاہر  
 ہوتا ہے ان تینوں اشعار مذکور کے ساتھ موجود کہ ان سے اوکے شیعہ ہونے پر سند ڈھونڈی ہو وہ یہ ہیں شعر  
 قفتم ناکا بانی محمد + و وصیہ و بندہ کست با بغض + ملحدو ہم انی من النفر الذی + لو کاد اھل البیت لکسرت باغض  
 وقول ابن ادریس بعد یوم الذی + قد مننوا علی ماصی + ترجمہ مگر پھر بیکار دے یہ کہ میں محمد اور انکے وصی اور  
 انکے بیٹوں سے بغض رکھنے والا نہیں ہوں اور جبروت اوکو کہ میں اس کو گروہ سے ہوں جو محبت اہل بیت کے توڑیوں  
 نہیں ہیں اور کہدے کہ شافعی اس بات پر کہ کسی کی تقدیم علی پر کیا ہے راضی نہیں ہے اب جو کچھ فرق ان ابیات کے  
 لغات اور ابیات شافعی کے لغات میں ہون عربی کے جاننے والوں سے ظہر میں شمس مگر یہ کیا انکنا نہایت پرچ ہے  
 کہ واسطے کہ دنیا و کار ان بزرگوار دن اور شریعت اور طریقت ان نامداروں کی سرے یا تون تک نہ پہل نہشت  
 ہو ایسے ویسے دو ایک شعروں سے کوئی طفل کتب بھی انکو شیعہ گمان نہیں کرے گا بعض شعرا انکے کوئی شعر کہتے ہیں  
 اور جامد و سکوسی بزرگ اہل سنت پر لگاتے ہیں بدون الحاق کے جیسے اس شعر کو کہتے ہیں کہ شافعی نے کہا شعر

شیعہ بنی و البتول و حیدر + کسب طاک و الشجاد و الہام المجرى + و جعفر و الثاوی + و یبعدا و الرضا

و فلانہ و العسکر یگانہ المحدثی + ترجمہ شیعہ میرے پیغمبر اور جبرائیل اور حیدر ہیں اور دونوں اسے انکے اور جبرائیل

اور باقر سخی اور جعفر مقیم بغداد اور علی رضا اور انکے بیٹے دونو عسکری اور محمدی دیکھو جھوٹ ان شعروں کا  
 تاریخ سے کیسا ظاہر ہو اور خدا طر فی دلیل کہ واسطے کہ تولد امام علی نقی کا سترہمین اور تولد امام حسن عسکری کا

اور نئے بہت پیچھے اور وفات شافعی کی سلسلہ عدم مومن عباسی میں اور وفات امام محمد تقی کی سلسلہ کمر کر خ میں  
مدفون ہوئے امام شافعی انکے تولد و فوت میں کب موجود تھے اور امام حسن عسکری اس میں سے کہ بنا کردہ منقسم کا  
رہتے تھے اور اب اس شہر کا نام سامرہ و امام شافعی نے رایہ منقسم کا یا یا ہی نہیں البتہ امام شافعی نے فضلیتین  
اون لوگوں کی جو انکے وقت میں گذری ہیں یعنی اہل بیت سے بیان کی ہیں سو یہ مخصوص کچھ انھیں پر نہیں جس سے  
اہل سنت نے اسکو عبادت سمجھا اور قیام کیا اور اہل سنت کی کتابوں میں روایتیں حدیثوں کی ایسا اہل بیت  
بیت میں اور سلسلہ آبائی اہل بیت کا سلسلہ الذہب نام رکھا اور کیدیسی وہ مفتحم کتب سیر اور تاریخ میں لوگوں نے  
دیکھا اور بعض کلام میں عرب کے اور عقلا انکے خواہ اہل کتاب سے سنئے خواہ بدو علم کلمات کنفی الجملہ اور وقت میں صحت  
رکھتا تھا اور شاطین استراق سمع سے بد نہیں ہوئے تھے بہت برستی چھوڑ کے امتحان نبی موعود کا کرتے تھے اور لوگوں کو  
آپ کے ہونے خبر دار و گاؤں کے حصول سعادت متابعت کی حرص دلاتے تھے اور شخصوں کی ضمن کلام میں بھی  
چند باتیں ایسی ملا دین میں جسے معلوم ہو کہ مذہب حق رفض ہے اور اس بات کو بھی ایک مرد جاہل پر لگاتے ہیں  
بعض جگہوں میں اس کے قول کی تائید و تصدیق کیواسطے بغیر سے جو روایت کرتے ہیں وہ بھی ضمیمہ اسکے قول کا  
بناتے ہیں اور ان روایتوں اور حکایتوں پر بڑی خوشی اور جفا کرتے ہیں از جملہ قصہ جارود بن منذر عبدی کہ  
کہ انکی کتابوں میں خوب پھیلا ہوا ہے حدیثوں میں جو انکی تصنیف کی ہوئی کتاب میں ہیں ان میں اس قصہ کو بڑی  
وجہ و دھام اور زرب و زینت سے ذکر کیا ہے حاصل اسکا یہ کہ جارود بن منذر عبدی نصرانی تھا کہ سال ۱۱۰  
مسلمان ہوا اور پیغمبر صلعم کے حق میں چیز شرعی اسنے لکھے ہیں کہ از جملہ ایک یہ شعر آتھا اَلَا دُوْنُ الْبَاسِ وَفِيْنَا  
رَاسِکَ وَرَاسِہٖ اَوْصِیَاءُ کَرِہَہٖ یعنی خبر دار کیا ہے ہلکو ہمارے اگلے لوگوں نے تیرے نام سے کہ در میان ہمارے ہے  
اور تیرے وصیوں کے نام سے جو کرام ہیں پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اب انکوئی تم میں ہے کہ شمس بن ساعدہ کو  
بیچا تا ہے جارود بولا یا رسول اللہ صلعم ہم میں سے ہر ایک اسکو جانتا ہے مگر میں سب سے زیادہ اسکی اخبار و ہر  
مطلع ہوں سلمان فارسی موجود تھے کہا ای جارود اسکی حال سے ہلکو خبر دار کرو اور اسکی کچھ باتیں مسنا چنانچہ پیغمبر  
بھی حکم بیان کا دیات جارود نے کہا یا رسول اللہ اتنی شہادت قضا و قد خرج من ناد من اندیہ آیا کہ  
اِلٰی اَصْحٰہِ ذٰی قِنَادٍ وَّمَرَّ وَّہُوَ مُشْتَلٍ بِمَآدٍ فَوْقَہُ فِیْ اَصْحٰہِ الْاَلِیْلِ کَالْمُتَمِیْسِ اِنْفِا اِلِی السَّمَآءِ  
وَجِہٖہٗ وَاَصْبَعُہٗ فَلَمْ یُکُنْ مِنْہٗ فَمِیْعَہٗ یَقُولُ اَللّٰہُ رَبَّ السَّمٰوٰتِ الْاَرْضَہٗ وَالْاَرْضِیْنَ الْمُرْعَہٗ  
مَحٰی مُحَمَّدٍ وَالثَّلَاثَہٗ الْحَامِیْدَ مَعَہٗ وَالْعَلِیِّیْنَ الْاَرْبَعَہٗ وَفَاطِمَہٗ وَالْحُسَیْنِیْنَ الْاَبْرَہٗہٗ وَجَعَفَہٗ

وَمُوسَى النَّبِيُّ سَمِيَّ الْكَلِيمِ الصَّرْعَةُ أُولَئِكَ النَّبِيُّ الشَّفْعَةُ وَالطَّرِيقُ الْمُهَيَّجَةُ دَرَسَهُ الْأَكْبَلُ  
وَنَفَاتِ الْأَبَاطِلِ وَالصَّادِقُ الْقَبِيلِ عَدَدُ النَّبَاءِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَقْبَلُ الْبِدَايَةِ وَعَلَيْهِمْ تَقْوَمُ كَلَامُ  
وَيَكُونُ تَنَالُ الشَّفَاعَةُ وَلَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْ طَاعَةِ اسْتَفْنَا غَيْبًا مَغْنِيْنَا شَمَّ قَالَ لَيْتَنِي أَدْرَكُهُمْ  
وَلَوْ بَعْدَ لَا يَوْمِي عُمْرِي وَمَحْبَايَ تَعَرَّائِنَا يَقُولُ أَقْسَمُ قَسَمًا لَيْسَ بِهِ مَكْلَبًا لَوْ عَاشَ الْفِي سَنَةٍ لَمْ يَلْقَ  
مِنْهُمْ سَاءَ مَا حَيَّرَ بِلَا قِيَّ مُحَمَّدًا أَوِ النَّبَاءِ الْحَكَمَاءَ هُمُ أَوْصِيَاءُ أَحْمَدَ أَفْضَلَ مِنْ نَحْنِ السَّمَاءِ يَعْمَى  
أَلَا نَأْمُرُهُمْ وَهُوَ ضِيَاءُ الْعَمَى لَسْتُ بِنَاسِي ذِكْرَهُمْ حَتَّى أَحَلَّ الرَّجَاءُ قَالَ الْجَارُودُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
أَنَيْسُنَا بِخَيْرِ هَذِهِ الْأَسْمَاءِ الَّتِي تَوْشَّهَدُهَا وَأَشْهَدُ نَافِسَ ذِكْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَا جَارُودُ كَلِمَةُ اسْمِي لِي فِي السَّمَاءِ أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى لِي أَنْ سَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا عَلَى  
مَا بَعَثُونَا عَلَى مَا بَعَثُوا قَالَ بَعَثْتُهُمْ عَلَى تَبَوُّاتِكَ وَوَلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالْإِمَامَةِ مِنْكُمْ أَنْتُمْ تَعْرِضُونَ لِي  
فَعَالَى بِأَسْمَاءِهِمْ شَمَّ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَاءَهُمْ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ إِلَى  
الْمَحْبَايَ شَمَّ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هَؤُلَاءِ أَوْلِيَايَ وَهَذَا الْمُنْتَقِمُونَ مِنْ أَعْدَائِي يَغْنِي الْمَهْلِكِينَ  
ترجمہ میں حاضر تھا قس کے پاس اور حال یہ کہ وہ خطا تھا ایک مجلس سے مجلسوں قوم آیا دے میدان فراخ کی طرف  
کہ پہلوتہ دین رکھتا تھا اور میوے اور اسباب اور قس پہنے ہوئے تھا حائل پھر کھڑا ہوا چاندنی رات میں  
آفتاب کی طرح آسمان کو منہ کر کے اور اونٹلیاں اوٹھ کے بس میں اس کے پاس گیا اور سنا تو کہتا تھا ای بار خدایا  
یہ وردگار آسمانوں کے تہ بہ تہ اور زمینوں فرورع کے بطفیل محمد خاص اور تین محمد اور چار علیوں اور فاطمہ  
اور حسین کا طین اور جعفر رضی عنہم متبوع ہمنام کلیم بلند مقام کہ یہ گروہ سردار ہیں سفارش کرنوا کو  
اور سیدھی راہ وحی پر بلائے دلے کھونے والے جھوٹ کے راست گفتار موافق شمار سرداروں بنی اسرائیل کے  
بس ہی اول و شروع ہیں اور انھیں پر قیامت قائم ہوگی یعنی ابتدا و انتہا عالم کی ان سے ہوا انھیں حاصل ہوگی  
شفاعت اور انھیں کی طاعت خدائے فرض کی ہو پلا تو مجھ کو سینہ فریاد بوجھنے والی کا پھر کہا کاش یہ لوگ مجھ کو  
ملنے اگرچہ بدل میں دو چیزوں کے ہوتا کہ وہ میری عمر کو اور حیات پھر شروع کیا کہتا تھا قسم کہتا ہوں میں  
پھر قسم کھاتا ہوں میں اس کی جسکو کوئی چھپا نیوا لائیں ہو اگر دو ہزار برس زندہ رہے ہرگز ان سے نکل  
نہو یہ مانتا کہ دیکھ محمد اور ان کے شرفاؤ چکا کو اور احمد کے وصیوں کو کہ جو لوگ آسمان کے نیچے ہیں سب میں  
بزرگتر ہیں ان سے میں لوگ ان سے اور یہ لوگوں کی بنیائی کے نور میں میں نہیں جھونے والا ہوں ان کی بات نہ چھوڑ

مجموعہ میں لکھا جاوے کہ میں نے کہا یا رسول خدا مجھ کو خبر دو ان ناموں کی کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا انکو لیکن آگاہ کیا مجھ کو  
 قس نے انکے ذکر سے جس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا رو شب معراج اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی  
 کہ اوں پیغمبروں سے ہمارے جنکو تجھے پہلے بھیجا تھا پوچھ کہ وہ کس بات پر پیدا ہوئے تھے سو میں نے کہا کہ کس بات پر  
 پیدا ہوئے تھے خدا نے فرمایا کہ تیری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت پر اور وہ لوگ جو تم سے پیدا ہوئیں پھر بتا  
 مجھ کو خدا تعالیٰ نے انکے نام پھر ذکر کیے رسول خدا نے نام انکے بتدریب ایک کے بعد دوسرا مہدی تک پھر فرمایا  
 خدا تعالیٰ نے یہ گروہ میرے دوستوں کا اور یہ پچھلا بدل لینے والا میرے دشمنوں سے یعنی مہدی فقط اب  
 وضع اور اتارا اور اقراس روایت کا دیکھو ظاہر اور ہویا ہوا خصوصاً رکاکت الفاظ اور اخیر کی حدیث تو ماہرین  
 کلمہ کھلا اور مطلق کلام رسول سے مناسبت نہیں اور نیز سپر اس جارود کا مندر نام عامل جناب میرزا کا تھا انکی  
 خلافت میں تمام خراج عالمیت کا اپنے تعریف میں لاکر بھاگا اور آپ کے دشمنوں سے لگیا اپنے بہت نامے لعن اور  
 ملامت کے لکھے مطلق خبر ہوا پس اگر اب اسکا حقیقت حال جناب میرزا اور انکی ذریتہ ظاہر سے اس طور پر  
 جیسا کہ اوپر بیان ہوا خبر دار ہوتا ممکن تھا کہ اپنے بیٹے کو خبر کرے اور وہ بیٹا اسقدر بیجا کی کرے اور نیز بتا اس  
 جارود کا بن مندر شاگرد انس بن مالک اور عمدہ مصاحبوں انکے سے تھا اگر اس حدیث کی انکے خاندان میں  
 کچھ اصل ہوتی تو تحصیل علم کی ایما اطہار سے کیوں کرتا انس بن مالک پر فضا کیوں کرتا البتہ کتب صحیحہ میں  
 جو لکھا وہ صرف اتنی بات ہو جو جارود نے کہی ہو وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ وَجَدَكَ وَصَفَكَ فِي الْاُخْرَى  
 وَلَقَدْ بَشَّرْنَاكَ بِالْاِيْنِ الْبُتُولِ يَعْنِي وَهُوَ كُوْنِي كَبَدَا كَالِاَوْسَةِ جَمُوحِي بِرَشِيْكَ يَا بَعْنِي وَصْفُ تِيْرِ الْاِنْجِلِ مِنْ اَوْرَشَا  
 يَاسِي تِيْرِي اِنْ مِرْعَمُ يَعْنِي عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَے اور حال قس ابن ساعدۃ الایادی سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے  
 اسقدر روایت کی ہو قَالَ اِنَّ وَدَّ بَكَرَّ اَبْنِ وَاِبْنِ قَدَمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا  
 فَرَحُوْا مِنْ جَوَابِجِهِمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلْ فِیْكُمْ اَحَدٌ یَّعْرِفُ قَسَ ابْنِ  
 سَاعِدَةَ الْاَبَادِیْ قَالُوْا كُنَّا نَعْرِفُہُ قَال مَافَعَلَ قَالُوْا هَلَكْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانِ  
 یَبْهَعُ عَلٰی حَمَلِ اَحْمَرَ یُعَاطِی قَائِمًا یَقُوْلُ اَیُّهَا النَّاسُ اجْتَمِعُوْا وَاَسْمَعُوْا دَعْوَا وَاَكُلْ مِنْ عَاشِ مَاتَ وَكُلُّ مَنْ  
 مَاتَ قَاتَ وَكُلُّ مَا هُوَ اِنْ فِی السَّمَاءِ خَبْرًا وَاِنْ فِی الْاَرْضِ لَعِبْرًا عَادَ مَوْضُوْعٌ وَسَقَفٌ مَّرْفُوْعٌ  
 وَیَحْدُ الثُّمُوْرُ وَیَنْجَارُ اَنْ تَبُوْرَ رَیْلٌ دَاجٌ وَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ اَقْسَمَ قَسَ حَقَّ اللّٰہِ كَانِ فِی الْاَرْضِ مَرَضٌ  
 یَكُوْنُ بَعْدَہُ سَخَطٌ وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدَّرَہُ دَیْنًا هُوَ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ دَیْنِکُمْ لَئِیْ اَنْتُمْ عَلَیْہِ مَا لَیْ



ارَى النَّاسُ يَذْهَبُونَ فَلَا يَرْجِعُونَ اَرْضَوْا قَاتَا مَوَاطِنَهُمْ اَفَسَقَا مَوَاطِنَهُمُ اَلْاَنْشُدُ اَبُو بَكْرٍ شَرِفاً  
 كَانَ يَحْفَظُ لَهُ اَنْبِيَاۡتِ فِي الدَّهْرِ لَيْسَ يَزَالُ يَتْلُو مِنَ الْقُرْآنِ لَنَا بَصَائِرُ لَقَدْ اَبَيْتُ مَوَاطِنَهُ لَلْاَنْشُدُ  
 لَيْسَ لَهَا مَصَادِرُ ۝ وَرَاَيْتُ قَوْمِي تَحْرُحَالِيَسْتَعِ اَلَا كَابِرُ الْاَصَاغِرُ ۝ لَا يَرْجِعُ الْمَاخِضَةُ اِلَّا وَكَلَا  
 مِنَ الْبَايِقِينَ عَابُرُ عَايِقَتِي لِي لَمْ اَحَالَةَ حَيْثُ صَارَ الْقَوْمُ صَابِرُ ۝ تَرْجَمَهُ كَمَا يَشْكُ اَوْ تَحْقِيقِ  
 حال یہ کہ جو بکر بن اہل باس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پس ہر گاہ کہ فارغ ہوے وہ اپنے کاموں سے  
 کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام میں کوئی شخص ہو کہ پہچانتا ہو قس بن ساعدہ ایادی کو کہنے کہا ہم سب  
 جانتے ہیں اپنے فرمایا کہ اس کا کیا حال ہوا عرض کیا وہ مر گیا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا میں اب کی گھبرا  
 اوسکو شتر سرج پر سوار بنا کر عکا ط میں لے آئے کہتا ہوں کہ اس کو جمع ہوا اور سنا اور سیکو جو زندہ ہوا اوسکو موت ہو اور  
 جسکو موت ہو اوسکو فوت یعنی نابود ہو جاوے اور جو آنے والا ہو یقیناً آئے گا ہاں ہر آسمان میں ایک خبر ہو اور  
 زمین میں خبر ہو زمین ایک ستون ہو رکھا ہوا اور آسمان ایک چھترے ہوے دریا میں روان موج زندہ  
 اور ایک سوداگر بے نقصان رات تاریک ہو اور آسمان صاحب بروج قسم کھاتا ہر قسم کی اگر کام میں ہی  
 پس نہ گہ ہوگی بعد اوسکے ناپسندیدہ کے بیشک نزدیک خدا کے کہ قدرت اوسکی غالب ہو ایک دین ہو کہ اوسکو  
 اس دین سے جو تمھارا دوست تری کیا ہو گیا ہو گو کہ میں دیکھتا ہوں اپنی راہ چلے جاتے ہیں بلکہ نہیں آتے آیا  
 کوئی بات خوشی کی ملگنی جس پر ٹھہر گئے یا صاف کر دیے گئے جو چین سے سو رہے پھر بڑھا اوبو کہنے ایک شعر کہ اوسکو یاد تھا  
 قس یعنی نذر سے ہوتے اور اگلے کو گونہ میں قرون سے ہمارے واسطے عبرت میں ہر گاہ کہ تمہارے محل ورود کو دیکھا  
 کہ موت ہو اور زمین پر محل رجوع اور دیکھا میں نے اپنی قوم کو کہ ایسی جگہ دوڑتے ہیں کہ جہاں سے خود و بزرگ لوگ  
 نہیں آتے نگاہ سے کوئی سری طرف نہ باقی چونسے کوئی باقی رہ گیا بس یقین کیا میں نے کہ میں بھی ضرور اپنی قوم کی جگہ  
 جانیوا ہوں اب اہل فہم اس عبارت اور عبارت سابق میں غور کریں جو قس کی طرف نسبت کی گئی ہو کہ فرق زمین  
 و آسمان کا ہو کیا ہوا لغات عربی جمع کر دینے سے بلاغت تو حاصل نہیں ہوتی اور یہ قس ابلغ بلغا سے عربی تھا عبارت  
 سابقہ میں بجز اسکے کہ لغت قاموسہ اوسمیں جمع کر دیے ہیں ذرا بلاغت کی بوجی نہیں چنانچہ داناسے فن بلاغت پر پوشیدہ  
 نمونہ واضح ہو کہ اول دلیل اس قصہ کے جھوٹ ہونے پر یہ کہ اگر ولایت حضرت امیر رضا اور امامت ائمہ دینی کی ذریعہ  
 شبہ حراج میں قرار باقی ضرور نہیں صلعم اون لوگوں کے شمار اور تو تر سے خبر دیتے کہ اتنے امام ہوں گے اور فلان کے  
 فلان اور اس کو تواتر کہ بیان فرماتے جیسے فرضیت ناز اور دیگر واقعات وہاں کے مذکور فرمائے اور راست کو بوجھا

کہ وہ اسی تواتر سے منقول ہے اگر یوں نہ تو اتنا وائے درجہ کہ حضرت امیر اور ان کا خاندان تو ضرور ہی اس طرح سے مطلع ہوتے اور آپس میں بابت دعوی امامت کے تنازع اور کھینچا کھینچ نہوتی اگر اگلی کتابوں میں ہوتا تو یہود و نصاریٰ خبردار ہوتے اور عرب بھی جاہلیت اولیٰ والے مطلع ہوتے حضرت کے زمانے سے جو قبل ہر دہی زمانہ جاہلیت کا ہے یہ تمام فرقے شیعہ کے اسکو روایت کرتے اور کیسیانہ اسماعیلیہ و تقیہ زیدیہ موافق مذہب اثنا عشریہ کے ہوتے دوسرے یہ کہ اس کلام میں جو منسوب ہیں ہر ایک کا وصف نفاذ الابطال کے ساتھ یعنی دور کر نیوالی باطل باتوں کی کیا ہو حال انکے یہ وصف خلاف واقع کسو اسطے کہ حضرت امیر کو کیسوت نفی باطل کی میسر نہ ہوئی تو موافق زعم شیوا اثنا عشریہ ہمیشہ تقیہ اور خوف اعدائین تیر کرتے رہے اور مروانیہ اور عباسیہ نے ابطال کو انکے زمانے میں خوب رواج دیا یہی وہ جو اس کے کلام میں ہر صادق و اقلیل اسے بہت گفتار سوا یہ بھی تھے مطابق قول شیعہ کے کہ تقیہ کرتے کہتے عمر بھر انکو صدق یہ سری نہوا اور پڑھنا پڑھانا انجیل کا کسی امام سے کسی راوی نے روایت نہیں کیا جیسا کہ پہلی عبارت عربی میں ہر دہر سہو الا ناجیل کیسی و ہشتم یہ کہ حدیث ابنی گڑھی ہوئی جناب پیغمبر صلم سے منسوب ہے کہ آنحضرت صلم نے فرمایا ہر شیعہ علی سے نہ گناہ صغیرہ کو کوئی پوچھے گا نہ کبیرہ کو بلکہ انکی برائیاں بھلائیوں سے بدل دی جائیگی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت نے خدا تعالیٰ سے روایت کی ہر اَلَا اُعَذِّبُ اَحَدًا وَاَلَا عَلَيَّ وَاِنْ عَصَايَ لَعْنِي نَعْنِي عذاب کرو لگائیں کسی دوستدار علی کو اگر جو میرے گناہ کرے اُن مفرات بہت سے شہوت پرستوں کی راہ ماری ہر اور کھوج لگایا ہر جو چاہتے تھے کہ ہر چیز مباح ہو جائے اب جو یہ دستاؤ ملگئی چین سے حق بچائی اور فوجش کا ادا کرتے ہیں کسی بات کو گنتی شمار ہی میں نہیں لاتے یہ نہیں سمجھتے کہ جب انکی محبت کے وسیلے سے اور لوگوں کو گناہ کوئی کچھ کر نہیں سکتا تو انھوں نے خود تکلیفین بندگی و طاعت کی کیوں اوٹھائیں ہمیشہ خوف اتھی میں رہے ہر وقت ترسان لرزان اور کیوں مغز و ابراہیم کا رونا غلام بکھر میں و تاکید طاعت کی کی اور دھکی اور تہدید اختیار کرنے گناہوں اور حرام چیزوں کی فرمائی اور کسو اسطے اول دعوت لوگوں کو نماز روزہ جہاد و حج اور بڑی بڑی مشقتوں کی کرتے تھے اور ان چیزوں کی کہ جسے آدمی کو الفت و عادت ہوتی ہر یعنی لذت و آرام کی انکے چھوڑ دینے کے باعث ہوتے تھے بلکہ سہل اور نزدیک آہ اپنی محبت کی بتا دیتے اور اسی بات کو مدارِ نجات اور نجات دعوت کو آتے مقرر کرتے تو سہل راہ کے ہوتے سخت راہ چلنا نہ پڑتا اور تکلیفین کے چھین لطف اور اصل بات کہ یمن صلاحیت زیادہ تھی مگر نے نہیں پائی اور حیرت انگیز بات ہر کہ اللہ تعالیٰ کی کیسی رافت و رحمت بندوں پر ہر او کی کتاب قرآن مجید میں کہیں کسی نے اس راہ کا پتہ

کیونکہ بتایا اور محال و طاعات اور تقویٰ اور طہارت پر دعوت کو کیوں مختصر رکھا اگلی اصل مقصود انکا ان بننا و ٹوٹنا ہے  
 ٹوٹ پوٹ کر دینا احکام شریعت اور ترغیب و ترہیب کو کوئی طرف اباحت و زندقہ کے ہر کہ اس قسم کی باتیں سنیں  
 اور ادھر جبرع ہوں کیدیسی و نحم یہ کہتے ہیں کہ فضیلتیں اہل بیت کی اور وہ جو جناب امیر کی امامت کے معاملے میں  
 خاص ہیں جنہ آیات وحدیث وارد یہ تو دونوں فریق کی مانی ہوئی ہیں اور متفق علیہ شیعہ و سنی اور فضیلتیں  
 اور دیکھ یعنی امامت شیعہ اور ان کے مددگار اور رسولے فضیلتوں کے جو کچھ کی خلاف کے حتمین وارد ہوا سب  
 مختلف فیہ جو سب عاقلوں کو یہ کرنا چاہیے کہ متفق علیہ کو اختیار کریں اور مختلف فیہ کو چھوڑ دیں تو مقام شک و تردد  
 بچے رہیں اور مقتضائے دین مایوں بیک الی ماکا بیک یعنی جو چیز جھگڑا میں ڈالے اسکو جو چیز کے غلبہ  
 اور سب سے جو شک میں نہ ڈالے دونوں ملن یعنی اسلام و یہود یا اسلام و نصرانیہ پر عمل کرتے رہیں تو سب سے کلام  
 شیعہ انکا مثل شیعہ یہود و نصاریٰ کے ہر جو کہتے ہیں نبوت موسیٰ علیہما السلام کی تو متفق علیہ ہر دو فضیلتیں  
 اور تعریفیں بھی دونوں کی جمع علیہ ہر دولت اور نبوت پیغمبر آخر الزمان اور انکی فضیلتیں تعریفیں مختلف فیہ ہیں لہذا  
 کام ہی ہر کہ متفق علیہ لے مختلف فیہ کو جانے سے یا شیعہ انکا مثل شیعہ خارجیوں کے ہر کہ خلاف شیعین کی اور فضائل  
 انکے انکے زمانے میں متفق علیہ تھے کوئی شخص صحابہ میں سے اسے باغی نہوا نہ کسی نے طعن و مذمت کے ساتھ یاد کیا جب  
 انکے زمانے کو مدت گذر گئی اگر کسی فرقے نے زبان رواج دروغ گوئی تمت اپنی لگا دی ہو تو کیا اعتبار آسکیے کہ انکے زمانے کو  
 دیکھا نہیں جو بانی باتیں سن سکنے پر عاقلانہ ہوئے اور خلاف تابعین یعنی ہر دو دا عثمان غنی کی خود انکے زمانے میں  
 متفق و مکدر رہی مکدورات مخالفت و مناعت کہ انکے امثال اور کہنے بڑ والے ہی شکر انکی خلافت و ہر کی گئے ہوئے اور  
 طعن و شنیع کرتے رہے آخر عقل مند ہی ہر کہ متفق علیہ کو لے اور مختلف فیہ سے کنارہ کرے جواب ان سب شہادت کا  
 ایک بات ہر کہ متفق علیہ کو لینا اور مختلف فیہ کو چھوڑ دینا اوس وقت مقتضائے عقل ہر کہ ان دونوں میں بڑ اتفاق  
 و اختلاف کے اور کوئی دلیل باقی نہ جائے پس اگر اور دلیلین قوی بھی ایک جانب میں مرجح ہیں تب اتفاق  
 و اختلاف سے کیا کام پیروی دلیل کی لازم سمجھنا چاہیے کہ الحق حق پران قلنا صدقہ و الباطل باطل و انکے نافعون  
 یعنی حق حق ہر اگرچہ مددگار حق کے توڑے ہوں اور جھوٹ آخر جھوٹ ہر اگرچہ اسکے نقل کرنے والے بہت ہوں  
 اب کیا اچھا ہوتا جو فرقہ شیعوں کے ہی قاعدے پر چھپ جائے اور متفق علیہ سے مختلف فیہ کی طرف خروج کرے لیکن  
 بحکم یقولون ماکا یقولون یعنی جو کہتے ہیں وہ کہتے نہیں انکے قاعدوں مقررہ فقہیہ سے یہ بات مقرر ہر کہ جب  
 دو روایتیں امام سے وارد ہوں ایک مخالف عام دوسرے موافق انکے تو مخالف کو بڑا چاہیے موافق کو چھوڑنا سوا سوا

کہ ماحقیقت مخافت عامہ پر کلاس قاعدے کو اوپر کی تقریر کے ساتھ تولو اور عقل و دانش ان بزرگوار کو تولو اور  
انشاء اللہ تعالیٰ باب امامت اور باب مطاعن میں ظاہر ہو جائیگا کہ فضائل اور مناقب صحابہ شیعہ رضہ بلکہ جمیع صحابہ  
کی روایات شیعہ اور سنی دونوں میں باتفاق وارد ہیں اور بعض طعن کرنا ان بزرگواروں خاص در خاص کا بعض  
روایات شیعہ میں بھر کام عقلاً کا تو معلوم ہی ہو کر نا چاہیے کیہ چیلیم یہ کہ شیعہ اپنے مذہب کو حق اور اہل سنت کے  
مذہب کو باطل بتاتے ہیں اور حق و باطل ہونے کی دلیل یہ کہہ دیتے ہیں کہ شیعہ کا قطعی قول ہے کہ ہم جنت کو جائیں گے  
دوزخ سے نجات پائیں گے اہل سنت قطعی نہیں کہتے کہ ہم بہشت کو جائیں گے یا دوزخ کو اور جہنم سزا دہا پیرو  
زیادہ ہر شک درام خود سے یعنی جسکو اپنے کام میں شک ہو یہ استدلال اور دلیل پر نہ خود صریح باطل ہو سیکے  
کہ اہل سنت کچھ شک و تردید نہیں رکھتے اس بات میں کہ جو کوئی ایمان صحیح و اعمال صالحہ پر مرکب ناجی اور جنتی ہوگا  
لیکن جو انجام کار کسیکو معلوم نہیں ہر فرد بشر کو بالخصوص بطور یہ کہ یہ بھی اور وہ بھی اور فلان بھی سب جنتی اور  
ناجی ہیں تا نا معینی ہی بلکہ اوس صورت جزم کرنے اور خدا سے ڈرنے میں امن ہو مگر ایسی سے جسکی نسبت فرمایا ہے  
فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْفَقِيرُ الخسرو یعنی دنیا میں زیادہ کاروں کو ہم اپنے کمرے امن دیتے ہیں تا عقبی میں  
خوب سمجھیں اور اوس تفسیر میں جو امام حسن عسکری کے ساتھ منسوب ہو صریح فرمایا ہے کہ جو خدا سے نہیں ڈرتا ایمان  
نہیں رکھتا اور اسی صحیفہ کا مدین کہ شیعہ کے نزدیک حضرت امام سجاد رضی سے بقوات روایت کیا ہوا ہے جگہ جگہ خوف  
اور ہراس غلبت کا رہ بیان فرمایا ہے اور معذایہ استدلال مجزم انکا لکھا ہوا ہے جزم یہود و نصاریٰ اور عدا  
و قرامطہ اور حمیرہ اور اسماعیلیہ سے کہ اپنی نجات کا یقین رکھتے ہیں ایک گروہ تو انہیں سے کہتے ہیں نحن  
الْبَنُوُّا لِلَّهِ وَاجِبَاتُؤُنَا یعنی ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے دوست ہیں ایک گروہ حلول و اتحاد خدا تعالیٰ کی آپس میں  
یا اپنے ساتھ اسکے قائل ہیں ایک گروہ رفع تکالیف شرعی کا آپسے عقدا کرتے ہیں پس چاہیے کہ پیروی المؤمن کی  
بہتر اور لائق تر ہو سو وہ بالاتفاق باطل کیہ چیل و لیکن اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ یہ اپنے دین میں پیروی و قدامت  
غیر معصوموں کی کرتے ہیں اور غیر معصوم جو بالیقین خود ہدایت پایا ہوا انہیں یہ وہ غیر کو کس طرح ہدایت کرے گا  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اَفَمَنْ يَهْدِي لِيَ اَتَتَّخِذُ الْاَكْفَانَ تَتْبَعَ اَمَنْ لَا يَهْدِي لِيَ اَكْفَانٌ يَكْفُرُ لِيَ اَكْفَانٌ يَكْفُرُ لِيَ اَكْفَانٌ يَكْفُرُ لِيَ اَكْفَانٌ يَكْفُرُ لِيَ  
ترجمہ یعنی جو کوئی راہ حق کی طرف رہنما ہو وہ پیروی کے لیے سزاوارتر ہے یا وہ کہ خود ہی راہ بنا سکے جب تک  
کہ کوئی نہ بنائے پس بتاؤ تمہارا حکم اس میں کیا ہے انقض اہل سنت ایسے ہیں جیسے وہ اندھا کہ جبکا کوئی ہاتھ نہ دے  
نہو اور چاہتا ہے کہ اپنے گھر کو بچوں لیکن راہ بہک جانے سے حیران و متروک رہی اسی حال میں ایک شخص پیدا ہو گیا

گوئی کہ گھر سے وہ بھی واقف نہیں ہے یہ اندھا بنانا تھا اسکے ہاتھ میں دیسے اور اسکے پیچھے ہوئے یہ شخص واقف  
 اور سکون یا بان خاردار ملک میں جہاں سبیل و حشرات موزیہ بہت ہوں پونجیا کے ہاتھ پنا چھوڑ لے اور کہہ  
 کہ تو اپنے مطلب کو پونجیا جواب اس طعن کا یہ کہ اہل سنت کا اقتدار اس واسطے قائم البینین سید المرسلین اور قرآن مجید  
 اور فرقان حمید کہ جل شانہ العزیز یعنی اللہ کی مضبوط دوری ہے جسکو ہر کے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور کسی سے نہیں ہے  
 اصل بشیوا اور امام اسکے یہ ہیں لیکن نقل احادیث رسول صلعم اور نعم معانی قرآن میں محتاج ہوتے ہیں روایت  
 صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے کہ رسول خدا صلعم نے انکے حق میں گواہی رستی اور نکولی اور نجات اور تیری  
 وی ہے اور صحابہ و زوار اہل بیت اپنے شاگردوں اور مصاحبوں کے حق میں کہ سب اخبار و بار تھے مثل آنحضرت  
 صلعم کے گواہی دیتے آئے ہیں اور ایسا ہی قرن در قرن ہوتا جلا آیا ہے بخلاف شیعہ کہ اپنے اور اپنے اماموں کے  
 درمیان میں جھوٹوں و مفتروں و دنیا طلبوں کو واسطہ بناتے ہیں اور تعجب یہ کہ انہیں کی کتب صحیحہ میں لکھا ہے کہ  
 ائمہ عظام نے اس گروہ بد بخت سے ہزاروں بیزاری کے ساتھ تبرا فرمایا ہے اور لعنت کی ہے کہ اکثر انہیں مجسمہ و شبہ  
 اور باحیہ اور طولیہ گذرے ہیں پس شال اہل سنت کے مثل اس شخص کے ہے کہ ارادہ ملازمت بادشاہ کا دلین کیا  
 اول تو آپ کو کسی ایک اوس سرکار کے لگاؤ والوں تک پونجیا یا کہ اوس لگاؤ والے نے اسکو کسی امر اور ایرے کسی  
 وزیر تک پونجیا دیا کہ وہ وزیر و امیر و مستب سب مشہور تو سل و تقرب والے بادشاہ کے ہیں کہ سب خاص و عام  
 اوس ملک کے کہہ رہے ہیں کہ ان وزیر و امیر کے حق میں بڑی عنایت بادشاہ کی ہے اور بہت بڑا اطفاف ہے اور  
 مثال شیعہ کے اوس شخص کی طرح ہے کہ چاہتا ہے غائبانہ بادشاہ سے بے اطلاع اسکو سند کسی پہنچے یا جاگیر کی مالک  
 اور جلسا زون اور فریبیوں اور مرکھو دنیوالوں دغا باز سے ملے کہ یہ سب بھی بادشاہ سے چھپے ہوئے اور ترسنا  
 لرزان ہیں اور بادشاہ ہر روز منادی انکے ہاتھ ناک کاٹنے کی کرتا ہے وَاِنَّكَ لَا تَمْلِكُ نَصْرَ جَاهِلٍ اَلَّا تَمْلِكُ نَصْرَ جَاهِلٍ اَلَّا تَمْلِكُ  
 يَتَفَقَدُوْنَ یعنی یہ مثالین معنی بیان کین ہیں لوگوں کیواسطے شاید وہ سوچیں کہ یہ چہل و دو دم صحابہ پر  
 جھوٹ بناتے ہیں کہ قرآن مجید میں تخریف کی اور وہ آیتیں جو فضیلت میر المؤمنین اور اہل بیت میں نازل ہیں  
 تعین اور انکی مدد اور پیروی کی مخلوق کو تحریص و ترغیب کرتی تھیں اور قبول اطاعت کی سب قرآن سے  
 ساقط کر دیں اور نکال ڈالیں اور یہ کہ تمام صحابہ نے آنحضرت صلعم کی نصیحت و وصیت کے خلاف پراٹھا کر کے  
 حق اہل بیت کا کیا اور جو رولم ان پر وار کھا جواب اس طعن کی قرآن مجید میں موجود آیتیں نَزَّلْنَا الْكِتَابَ وَرَأَيْنَا  
 اَنَّهُ لَخَفِظُونَ اور فرمایا دوسری جگہ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

جواب  
 سزا  
 قرآن

حکماً استخلف الدین من قبلہم ولکن ہوں دیکھو اذی انقضی ہوں لیکن انھوں نے بغیر حق نہیں  
 اماناً بعد ورنہ لایہ کوئی شیئہ دمن کفر بعد ذلک خالیک ہوں الفریقون اور فرمایا اذن للدين  
 یفتیون یا تمہو ظلموا وان الله علی نصر ہوں لکن اللہ نے ان کو جو امن دیا رہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا  
 وکذا دنع اللہ الناس بعضہم بعض ہذا مت صوامع وبيع و صلوات و مساجد یذکونہا اسو اللہ  
 کثیراً و لی نصر اللہ من یشیر ان الله لقوی عزمی اللہ ان مکنتہم و لا یضی انما الصلوات  
 و اتوا الزکوۃ و امر با المعروف و نہی عن المنکر و اللہ عاقبہ الامور اور فرمایا محمداً رسول اللہ  
 و الدین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم کما سجد الیکتفون فضلاً من اللہ و رضوا  
 سینا کھم و فوجہم من انزل السجود یعنی پہلی آیت کے تہنہ آپ اور تار ہی پر نصیحت اور ہم ہی اور کے  
 نگہبان ہیں معنی دوسری آیت کے وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں کام نیک البتہ پیچھے  
 حاکم کرے گا و نکو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا و نسے اکلون کو اور ماد لگا و نکو دین اور لگا جو پسند کرے گا و نکو او  
 دیگا و نکو او کے ڈر کے بدلے امن میری زندگی کرے گی شریک نہ کرے گی میرا کوئی اور جو کوئی ناشکری کرے گا بعد کے  
 سودی لوگ ہیں بیکلم معنی دوسری آیت کے حکم ہوا و نکو جسے لوگ رستے ہیں کہ اوپر ظلم ہوا اور اللہ انکی مدد کرنے پر  
 قادر ہو وہ جنکو لگا لگاؤنگے گھروں سے اور کچھ دعویٰ نہیں سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہوا اگر  
 نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک سے ایک نوڈھائے جاتے تھے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جنہیں نام  
 بڑھا جاتا اللہ کا بت اور اللہ مقرر مدد دیگا او سکو جو مدد کرے گا او سکی بیشک مدد پر دست ہر زور والا  
 وہ لوگ کہ اگر تم او نکو مقدور دین ملک میں قائم کریں غانا و دین زکوۃ اور حکم کریں بیلے کام کا اور منع کریں  
 برے سے اور اللہ کے اختیار ہو آخر ہر کام کا جو حق آیت کے معنی محمد صلعم رسول اللہ کا ہو اور جو اسکے ساتھ ہیں  
 زور اور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے او نکو رکوع میں یا مسجد میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل او  
 او سکی خوشی نشان او نکا او کے مذہب ہو مسجد سے اتر سے کیا چل و سوم یہ کہ اولو العزم رسولوں پر بتان  
 لگاتے ہیں کہ صبح اور شام اور اتا ورنہ اپنی دعاؤں اور ذکر و دین میں یہ دعا خدا سے مانگتے تھے کہ ہوشیہ علی کی  
 گروہ میں داخل کرے او نہیں سمجھتے کہ اس آخر میں بنائے عظیم انبیاء اولو العزم کی نسبت راہ پاتا ہو کہ خدا تعالیٰ  
 یہ دعائیں ہمیشہ متواترہ انکی ہر قبول فرمائیں تا نکو مطلع کیا کہ ابھی دوشیہ علی کا ذکر کرتے ہیں خواہش قبول  
 و بھل کے تکلیف اوٹھاتے ہو اور اسی مقام میں وہ جو احادیث و ابیہ ضعیفہ اہل سنت سے شیعہ کی طرح میں

وارد ہوئی ہیں ذکر کرتے ہیں اول تو صحیح پھر نا اذن روایات کا ایک امر ناشنی ہر دوم لفظ شیعہ کو اپنے اور اپنے امثال پر یاد عا کرنا محض باطل بلکہ شیعہ حقیقی مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کے اہل سنت و جماعت ہیں کہ ان کے چلن پر ہیں اور کسی سے جسے نہیں ہر ایک کو نیکی سے یاد کرنے والے عقائد و اعمال میں ہر قرآن و حدیث اور سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی گذر کر دراصل یہ لقب خاص شیعہ اولی تھا کہ وہ پیشوا اہل سنت و جماعت کے ہیں پھر رفتہ رفتہ یہ لقب ان سے متروک ہوا اس واسطے کہ اوپر مطلق دعویٰ ایمان داخل ہو گئے لہذا یہ لقب اہل رض و اباحت اور زندقہ کا مقرر ہوا اور ان فرقوں خبیثہ کے برے ناموں سے پھر اچھے مومن جو لاہر اور صلیب خیرات خورہ اور شیدی حبشی اور حلال خورگی اب اگر اہل سنت اس لقب سے بچیں اور برہنہ کرین تو کچھ اندیشہ نہیں کہ اس لقب میں وہم خست و نجاست ہو کیا چیل و چہارم یہ کہ جناب امیر مذکور کو تمامی انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں اور رسولوں پر سواسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے مساوی اور ہر جلتے ہیں اور نیز جمیع ملائکہ اور حلقۃ العرش اور خزائن الکرسی پر اور اس معاملے میں مباہلہ عظیم کرتے ہیں ساری بنیاد اس مباہلے کی یہ ہے کہ جب سننے والا اس قدر بزرگی کا اپنی معتقد ہو گا تو یہ یقین جانے والا ہے کہ ہر اختلاف میں کسی کا دخل نہیں پہنچتا تھا انھیں کو ہونا چاہیے تھی مگر یہ نہیں سمجھتے کہ خلافت موقوف فضیلت پر نہیں ہر باوجود جب ریل و میکائل کے طاوت و باغ یعنی موچی جڑے پکانیوالا غیب سے خلیفہ مقرر ہوا جان یہ دونوں ملائکہ قرب بھی موجود تھے اور شریک بغیر بیان دنیا میں موجود اور کو بھی جھوڑ کے منصب خلافت سے اکو سر فراز کیا پس خلافت کے معاملے میں بشر کو ملائکہ پر ترقی ہر اس واسطے کہ خواص بشر کے فضل میں خواص ملائکہ سے و ذلک بکسبۃ فی العلم و الخیر یعنی زیادہ دی طاوت کو کثایش علم جسم میں یہ اس کے حق میں ارشاد ہوا اس لیے کہ سرانجام حیات ملک گیری اور سب و کشادہ امور ملک کی اور چیز ہر اور اشریت نسب و رقت علم اور رسائی ذہن کی اور چہینہ کیا چیل و چہارم انکی کتابوں میں اور انجین شائع اور دستور ہر کہ دشنام خلفاء راشدین اور زواج مطہرات سید المرسلین کی کہ عائشہ صدیقہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما میں افضل اور ہر دو ہر دو تون سے ہر اور دشنام عمر رضی اللہ عنہ کے نسبت کرتے ہیں افضل من خیر الخلق الا کذب یعنی اللہ کے ذکر سے بھی افضل اور بھلے ہر چنانچہ بہت حق موقوف ان کے اس عقیدے میں فریفتہ ہو کر اکثر فرضی عبادتوں کو ترک کرتے ہیں اور اس فضل عبادات پر چبھتے ہیں اور ہمیشہ یہی کہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ بشر میں جو کوئی گمراہ و بدکار ہو جاتا ہو وہ شیطان کے ہنگامے سے ہوتا ہو پس گمراہی و بدکاری شیطان کی ایسے مرتبہ علی کو بوجھتی ہوئی ہر کہ اس منہ کو بوجھتا مقدور کسی بشکاک نہیں تاہم لعنت ایسے گمراہ و بدکار یعنی شیطان کو کسی شریعت اور کسی ملت میں قریب نہیں کہ اس کو کہ جس سے قریب آتی حاصل ہو اور عبادت پر تیار

نکودہ لوگ جو بیسویں صحبت جناب خیر البشر میں رہے اور حقوق اولیٰ صحبت کے ثابت اور علاقے نازک مثل خسری اور خوشی اور دیگر قربت کے انکے اور آنحضرت کے باہم سخی اور یکجہت کی نہ مسلمانان کمال سنت و جماعت میں بلکہ غیر انکے فرقہ اسلامیہ سے مثل معتزلا اور کرامیہ اور نجاریہ کے بہت تعظیم و توقیر ان بزرگواروں کی کرتے آئے ہیں اور حال اہل سنت معلوم کہ یہ لوگ ہمیشہ فرقہ اسلامیہ میں ہوئے ہیں اور انکے فرقے میں یکجہت گزری ہر پرکھنے والی احوال مردم کی اور صبح کو صبح اور قح کو قح ظاہر کردینے والی تادم کی جگہ قح اور قح کی جگہ صبح نہونے پلے اور احادیث نبویہ کے نقل کرنے میں بڑے محتاط جیسے کہ ذہن روشن اور فہم سلیم انکے ضرب المثل ہیں دیکھو فلسفیات و مسائل ریاضیات اور طبیعیات اور آسمیات میں کیسے غور و غوض کیے ہیں لگاؤ وضعین ان علموں کے انکی مونگنا فیان دیکھتے کیسے کیسے ممنون ہوتے یہ غور و غور ہر انکا شاہد حال انکا ہر اور بہت علوم و فنون اور نکلے ہوئے انکے ہیں مثل علم اصول اور فنون ادب یا اس قسم کی جماعت چند اشخاص کی صبح اور تعظیم و توقیر میں اجماع کرتے ہیں نہ اقل پس جو لوگ کاطعن و قدح کرتے ہیں انکی طعن و قدح میں شبہ پیدا ہوتا ہر لہذا اس کام پر جرأت کرنا جسکے دعوت ہوں کام عاقل کا نہیں پھر اپنے پیشواؤں کی روایتوں پر جسکا حال جلدی معلوم ہوگا ایسا فریب کھانا اور مغرور ہونا فکر آخرت کی حزم و احتیاط کا دور بڑا ناہی کیا یہ چیل و ششم یہ کہ اپنی حدیثوں کی کتابوں میں چند موضوعات روایت کرتے ہیں اس مضمون کے کہ خداے تبارک و تعالیٰ بھیجتا رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مانگ ہمسے تو تجھ کو ہدایت حب علی رضی اللہ عنہ جو ان ابلی طالب ہوا اور شہرہ انکے اس اخبار کو خوب رواج و شہرت دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس بندش و بٹاؤ میں تو ایک بڑا قصور جناب پیغمبر کو یونچتا ہر بچند وجہ اول یہ کہ محبت علی رضی اللہ عنہ کی کہ فرض ایمان اور رکن دین ہر ایک کو حاصل تھے دوسرے یہ کہ آنحضرت اس امر حصول کرنے میں غفلت اور سستی کرتے تھے جب تو بار بار تاکید حضور اقدس سے آتی تھی تیسرے یہ کہ خداے تعالیٰ نے اس ضروری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محتاج سوال کا رکھا خود بخود بے طلب کیوں نہ دیا اور ہر یہ کہ جملہ نبیوں کو ضروریات ایمانی ابتداء خلقت سے حاصل ہوتی ہر غرض کہ یہ گروہ واضع اپنی روایات وضع کرنے میں ایسے ہیں جیسے کسی عاقل نے کسی غافل کے حق میں کہا ہر بنی قصہ راہد ام قصہ یعنی محل بنایا اور شہر دیا کیا یہ چیل و ششم ایک گروہ نے انکے علمائے یہ بھی کیا ہر کہ بظاہر کسی مدت میں مذاہب چار گز اہل سنت سے داخل ہوئے اس مذہب میں ایکو ایسا پکا اور مضبوط ملک کیا کہ لوگ اس مذہب کے ظاہر و باطن استمان اور تجسس انکے کر کے انکو معتقد اور مشیوا ایسے مذہب کا گمان کرتے اور متولی درس و تدریس مدرسوں اس مذہب کے ہوتے تھے کہ فتویٰ نویسی اس مذہب والوں کی بھی انکے سپرد ہوئی جب میں نے لکھا کہ ملک الحوت کی مٹی کدیا کہ مذہب شیعہ حق معلوم ہوا اور وصیت کی کہ متولی غسل اور ہراری بخیر و کفایت کا



یہی فرقہ ہوا و انھیں کے قبرستان میں بکودن کرین اس سے یہ مطلب کرنا شروع کر دوں اور معتقدوں اور دوستوں کو محض جو انکے تھے شک و شبہ پیش آجے خیال کرین کہ ایسا فرقہ مرد مرتے وقت اگر مذہب شیعہ کو راستا درست نہ دیکھتا تو کون راغب ہوتا آخر مذہب اہل سنت کو باطل سمجھا کہ جب تو اس سے علیحدہ ہوا قال ابن المطہر الحلی فی کتابہ فی مناقب اہل سنت کان اکثر مدثرہ من الشافعیۃ فی زماننا حیث توفی اوصی بان یتولی امر کوفہ عسلاہ ونجفہ و بصرہ بعض المؤمنین وان یذفن فی مشہد الکاظم علیہ السلام جمہور بن عمر طریقی کتاب منہج الکرامۃ میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں اکثر مدرس شافعی تھے کہ مرتے وقت وصیت کی کہ انکی تجزیہ تکفین وغسل کے کام میں بعض یون رہیں اور مشہدین کاظم علیہ السلام کے دفن کیے جائیں یہی چیل و ہاشتم بعض نے انکے علمائے مشہور سے ایک کتاب تصنیف کر کے اوس میں لکھا ہے کہ اکثر شاخ اور علم اہل سنت کے امامیہ مذہب ہوس ہیں بظاہر پرہ رکھتے تھے اسی قسم سے ہو کتاب وفیات الاعیان شیعہ تالیف ایک علمائے عراق سے کہ اوس میں باریز بسطامی اور معروف و شہیق بلخی اور سل بن عبداللہ تفسری وغیرہ شاخ مشہورین اہل سنت کو امامیہ میں شمار کیا ہے اور انکے اقوال و کلام سے بتان اور بناوٹ کی باتیں نقل کی ہیں کہ صریح دلالت کرتی ہیں کہ یہ بزرگ فرقہ امامیہ سے تھے اور مناقب اور محاسن اور کرستین اکی سب اوس میں لکھی ہیں اسی جنس سے ہو کتاب مجالس المؤمنین تالیف قاضی لواء اللہ شہرستانی جس میں بہت بہت یہ مناقب وغیرہ موجود ایک شخص نے علمائے ہرات سے کہ اسکا ہم مذہب تھا اس سے بطریق نصیحت کہا کہ اس کتاب میں روایات و حکایات اور نقل و اجار سے جو کچھ بھرا ہے خلاف واقع اور نقات شیعہ اور سنی دونوں کے نزدیک بے اصل اور باطل ہے نہ کتب تواریخ و اخبار میں اصلاً انکا نشان و اثر قاضی نے جواب دیا کہ یہ میں بھی جانتا ہوں لیکن میری غرض یہ ہے کہ جو کوئی اس کتاب میں یہ روایات و حکایات دیکھے گا کسی فخر سے جیسے اسکو دیکھا ہونے کا ضرور لوگوں سے نقل کر لگا پس نہ دروغ پر ہونے سے خوب بچل جائیں گی اور رفتہ رفتہ مروی کتابوں میں داخل ہو جائیں گی شہرت پائیں گی فراخی فرقہ شیعہ کی اور بڑھ جائے گی اہل سنت کے دشمنان شبہ بڑھ جائیگا اگر تحقیق اہل سنت کے گوش قبول سے نہ سنیں گے تو کیا تھوڑے بہت لوگ عوام اہل سنت کے ضرور انکو اختلاف روایات پر لحاظ و قیاس کیے جائیں گے متاخرین علمائے شیعہ عراق اور خراسان کے متفق ہیں اس بات پر کہ جو کچھ مجالس المؤمنین میں ہے سب منہج قاضی کا ہے یہی چیل و ہاشتم بعض راویوں نے انکے بتان عظیم پر یہ غلام پر لکھا ہے اور نقل کرتے ہیں کہ بعض امام کو خواب میں رویت جناب رسالت مآب کی نصیب ہوئی کہ آپ ایک شاعر کی شعر شیعہ سے تعریف کرتے تھے اور دعائے خیر فرماتے تھے اس سبب سے کہ اوسنے قول اہل بیت علیہم السلام سے

خلفائے ثلاثہ آوردیکر صحنہ میں ایک قصیدہ کہا تھا کہ اوسکو آپ بار بار پڑھتے تھے اور زنت اوٹھاتے تھے اسی مجلس سے  
ہو وہ جو سہل بن دینار روایت کرتا ہو کہ ایک دن میں پہلے سب شیعوں سے امام رضا کی خدمت میں مشرف ہوا  
امام خلوت میں تھے کوئی بجز میرے حاضر تھا فرمایا مجھ یا ابن دینار خوب گیا میں ابھی بکلا نیکو آدمی بھیجنا تھا کچھ لو  
بلاؤں اسی حالت میں امام اونگی اپنی زمین پر کھے ہوئے انداز فکر کا ظاہر کر رہے تھے یعنی فکر نہ تھے میں نے  
عرض کیا یا ابن رسول اللہ مجھ کو کس غرض سے یاد فرماتے تھے کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اوسنے مجھ کو رنج نہیں  
ڈالا ہے سونے نہیں دیا میں نے پوچھا خیر باشد وہ کیا ہو فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ میرے واسطے سیڑھی لگانی ہے  
جسکے سو ڈنڈے ہیں میں اوس پر چڑھ گیا ہوں میں نے کہا کہ مبارک ہو آپ کی عمر سو برس کی ہوگی پھر فرمایا کیا دیکھتا  
کہ ایک برج منبر نگ میں پونہچی ہوں ایسا صاف شفاف کہ اوسکے اندر کا حال باہر اور باہر کا حال اندر  
معلوم ہوتا ہے اور رسول خدا اوس قبتے میں بیٹھے ہیں اور جانب راست اونکے دونوں جوان خوش چہرہ ہیں  
ایک اوسے ایک بوڑھے کے زانوسے لگا ہوا ہے اور وہ بوڑھا نہایت منجی کبیرہ السن ہے کہ بھون اوسکی آنکھوں پر  
جھولی ہوئی ہیں پس مجھ کو رسول خدا فرماتے ہیں کہ سلام کر دو نون کو کہ تیرے دادا حسن اور حسین ہیں میں نے  
دونوں کو سلام کیا پھر فرمایا کہ سلام کر ہمارے شاعر اور صاحب کو جو دنیا میں بھی تھا یہاں بھی ہے یعنی تمہیں  
میں تمہیں میری میں نے اوسکو بھی سلام کیا بعد اس گفت و شنید کے رسول خدا صلعم نے اوس بوڑھے شاعر سے  
فرمایا ہاں لا وہ چیز جس سے مشغول تھے ہم اوس بوڑھے شاعر نے قصیدہ بڑھنا شروع کیا اور بڑا لہذا قصیدہ پڑھا  
جس میں یہ بیت پڑھنا تھا شعر قالوا لکوشئت غلنتنا لوالی من الغایة والمقنع ترجمہ کہا اے بخون نے  
اوسکو اگر چاہتا ہے تو کہ آگاہ کرے ہلکے کسی طرف ہر انتہا کام کی اور مرجع فزع کا رسول خدا صلعم نے فرمایا  
اے اسمعیل در اعظم پھر دونو ہاتھ اپنے دعا کو اٹھائے اور کہا اے معبود میرے اور یاد شاہ میرے کو گواہ ہے  
اس بات پر کہ میں نے بتلا دیا ہے انکو جس سے غایت و رفیع و حوڑ میں اور ہاتھ کا اشارہ جناب میرے ذریعہ  
کیے جلتے تھے پھر میرے طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے علی اس قصیدہ کو یاد کر لے اور ہمارے شیعوں سے کہہ دے  
وہ بھی یاد کر لیں غرض جو کوئی اس قصیدہ کو یاد کر لے گا میں اوسکے واسطے ضامن بہشت کا ہوں امام رضا  
فرماتے ہیں کہ جد میرے رسول خدا بار بار بتائیں اس قصیدہ کی مجھ کو یاد کرتے تھے تو میں نے یاد کر لیا چنانچہ  
تمام قصیدہ یہ ہے اور چار بیتیں اسکی متضمن دشنام قبیح صحابہ کبار میں ہیں بس کسی مسلمان کو لازم نہیں ہے کہ  
اپنی زبان و قلم کو اونکی تحریر و تقریر میں آلودہ اور گندہ کرے لیکن ہماری غرض اون بیتوں کے لکھنے سے یہ ہے

کہ بعض طرفداران تو گون کے کہ قابلِ بارات کے اس سمت سے ہیں انصاف کریں اور شدتِ امیزش انکے حسد کی نسبت صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے معلوم کریں کہ ایسے شتمِ قبیح کے ساتھ عقلاً فرعون و ہامان سے بھی گفتگو کرنے کو نہایت بد سمجھیں گے اسپر یہ ضمانت بہشت کی روایت کہتے ہیں مگر کیا کیا جائے آخر قرآن مجید میں بھی بنظرِ حکمت کلماتِ کفر و زندقہ زبانِ کافروں اور زندیقوں سے نقل اور روایت فرمائے ہیں جیسے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا ذٰلِکَ الْعِلْمَ الَّذِیْ فِیْہِ اَیَّامٌ مِّنْ عَیْنِ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تَكُونُوْنَ مِمَّنْ یَّحْزَنُوْنَ (یعنی غرضیئے خدا کے اور اَلْمَسِیْحِ ابْنِ اللّٰہِ عِیْسٰی بَیْطُ خُذَّکَ ہِن اِسی قسم کا یہ اور یعنی لانا ان بتوں بخوش شمار کرنا اور عندِ رکھنا جاپیے قصیدہ لَا تُقْرِعْ بِرِیَالِکُمُیْ رَیَالِکُمُیْ مَّرْجُۃٌ طٰلِیْسُہٗ اَعْلٰمُہٗ یَلْقَیْہٗ ترجمہ ہر شعر کا ہر شعر کے ساتھ لکھوں یعنی واسطے مادرِ عمر کے ریگستان میں ایک مسکن ہو کر نشان اوسکے نابود ہو گئے ویران پڑا ہو گا وَقَدْ نَعِیْہَا فِی رَسْمِہَا وَالْعِیْنُ مِنْ عِزِّہٖ فَانہٗ تَلْعَیْہٗ جب کھڑا کیا میں نے اونٹ کو اوسکی ٹریڑھوں پر اور حال یہ کہ اوسکے پیچان کے آنکھیں اپنے گوشوں سے آنسو بہاتی تھیں ذَکُرْتُ مِنْ کُنْتِ الْوَحٰیہٗ فِیْتِ وَالْقَلْبِ مِیْجِ مَوْجِ یا دیکھا میں نے یہ کہ میں یہاں کھیل کر رہا تھا اوس سے بس شبِ باش ہوا اس حال سے کہ دلِ غلین اور درِ بند تھا کَانَ بِالْاَیْدِیْ سَاقِیْنِ مِنْ حُبِّ اَرْوٰی لَیْسَ لَکُمُیْ کُلُّہٗ کُرْبٰلِکُمِنْ مِیْشِیْعَتِہٖ کے مجھو محبت سے کہ میرے جگر کو جلاتی ہو عَجَبْتُ مِنْ تَعْمَلُوْا اَحْمَدًا مِیْخَطَلٰہٗ لَیْسَ لَہَا مَوْضِعٌ تَعَجَبْتُ اَمِنْ اَوْسِ قَوْمِہٖ کہ آئے احمد کے پاس ایسی مصیبت جس کا وہاں ٹھکانا نہیں قَالَ اَللّٰہُ لَوْ شِئْتَ اَعْلَمْتُنَا اِلٰی مِنَ الْاَغَایِہٖ وَالْمَفْزَعِ کما اوخون نے اوس سے اگر جا رہا تو خبر دیتا ہکوا اوسکی طرف کہ جس سے انتہائے کار اور مرجعِ فزع کا ہی اِذْ اَتَوْفِیْتِ وَقَارَتْ نَفْسُکَ وَفِیْہِمْ فِی الْمَلٰٓئِکَ مِنْ کَلَمٌ جِہات پائے تو اور دوسرے جدا ہو تو گون میں کوئی ہو کہ لطفِ طبع رکھے قَالَ لَوْ اَعْلَمْتُمْ مَفْزَعًا کُنْتُمْ عَسِیْبَہٗمِ فَاَنْتُمْ لَوْ اَعْلَمْتُمْ فَرَاہَا اِیْرٰیٰنِ کون میں تھے مرجعِ فزع کا قریب کما اوسکے حق میں کرو وہ کام صَنَعَ اَہْلُ الْعِجْلِ اِذَا فَا رَوٰہَا هَانَتْ قَالَتْ لَکَ لَمَّا دَوَّجَ جِیسا کہ کلام کیا گو سالہ پستون نے جب بارون سے جدا ہوئے پس موقوف کرنا اوسکے بیان کا بہت بہتر ہو وَفِی الَّذِیْ قَالَ بَیٰنًا لِّعَصٰۃٍ کَانَ ذَا یَعْقِلٍ اَوْ یَسْمَعُ اور اس کلام میں کہ فرمایا بیان ہو اوس شخص کی واسطے جو ہوش گوش والا ہو ثُمَّ اَنَّهُۥ بَعْدَ عَزْمَہٗ مِنْ رَیْبَہٗ لَیْسَ لَکُمُیْ کُلُّہٗ پھر اتنی بعد اسکے ایک تاکید ایک وقت میں پیغمبر کو اوسکے پروردگار کہ نہیں ہو اوسکے دفع کا ٹھکانا اَبْلَغُ وَاَلَا لَکُمُیْ مَبْلَغًا وَاللّٰہُ مِنْہُمْ عَاصِمٌ مِّنْہُمْ کہ جو بچا اور نہ نہیں ہو تو بچا بچا ہو خدا اوسے مجھو بچا بنوا لاہر فَعِنْدَہَا قَامَ نَبِیُّ الَّذِیْ کَانَ بَیٰا مَرِیْضٌ دَعَا بِسِوْفٍ مِّنْ کَہْطِہٖ ہوسے

بیغیر وہ بیغیر کہتے جو کچھ خدا نے فرمایا صریح بیان کر نیوالے + یحسب کاموراً و یکتب + کفر علی ظاہر یبلغ +  
 خطبہ شروع کیا حکم خدا اور ہاتھ میں لے کے ہاتھ مل کا تھا ہاں وہ یہ + راضیاً اکثر یکتب لایق + یرفع الکف الذی یرفع +  
 اوٹھایا اسنے ہاتھ کو کیا یہ بزرگ ہاتھ کہ بلند نہایت اوس ہاتھ کہ بلند ہوتا ہے + من کنت مولاً فقد انت مولاً + کرم یرضواکم یفعلوا +  
 جو کوئی کہ ہو نہیں دوست اوس کا سو بیغیر حصول و سکا مولیٰ + سوراخی سوسے لوگ اور شفاعت کی + وظل قوم غاظم فخلہ +  
 کافاً اتافعہ تجدد + اور ہو گئی وہ قوم کہ کہنے میں لایا املو نفل بیغیر کا ایسے کہ گویا ناکین انکی کافی جاتی ہیں +  
 شے اذا اردو کفریہ تجدد + و انصرہوا عن ذنوبہم ضیعوا + یہاں تک کہ جب بیغیر کو انکی قبر میں دفن کیا تو پتلی  
 انکے دفن سے ضائع کیا + ما قال فی الامس اوضی بہ + و اشتروا النصر بما ینفع + جو کچھ فرمایا تھا انھوں نے  
 کل کے رونا و راولی وصیت کی تھی اور خریدان لوگوں نے ضرر کو عوض چیز نافع کے + و قطعوا اکثر حاکمہم بدنا +  
 فسوف یخربون و یقطعوا + اور قطع کی قربت اپنی بعد بیغیر کے سو قریب بد لایا ہیں گے اس قطع کرنے کا +  
 و ارمعو املاً بکولہم + تنالوا کاناہ ارمعو + اور ٹھانا انھوں نے قرب اپنے مولکے حق میں ملا کی ہوندا  
 اوس کام میں کہ انھوں نے ٹھانا ہے + لاھم علیہ برد و انھم غدا ولاھم یوم یشتع + نہ وہ وارد ہونگے  
 پاس بیغیر کے اوسکے حوض پر کل کو بیغیر کی شفاعت کریں حویر لکھتے ہیں صنعوا الالک + و طولی اللعوض منہ و سیم  
 ایک حوض پر واسطے بیغیر کے ماہین صفکے تا اید اور طول و عرض میں دس سو سے تر + یئصب فیہ علیہم لا یضرب  
 و اللعوض منہ لہ مخرج + گھر اوگا وہاں نشان ہدایت کا اور وہ حوض بنے پانی سے بزرگ کا حصا + یا قوت و قوت  
 و لو کوہ لکھتے ہیں اصبع + سنگریزے اوسکے یا قوت و مرجان ہیں اور موتی سوراخ نکر وہ اوسکے کسی انگشت کے  
 و القطر و الریحان انوالہ + و اذ قد هبت بہ زعزع + اور عطر گلون خوشبودار کا اوسکے اقسام ہی چیزیں  
 حال آنکہ علی او سبروانند + ریح من الجنة ما مودہ + ذاہبہ لیس لہا مرجع + ایک ہوا جنت سے  
 وہاں آنے پر مامور کہ اوسکے واسطے لوٹ کے جانا نہیں + اذا دنا منہ لکی شربا + قیل تنالکوف وجعوا +  
 جب یہ لوگ نزدیک ہونگے اوس حوض سے تا پانی اوسکے میں کہا جائیگا بلا کی ہو تم کو تم لوٹ جاؤ +  
 و لو کوف القسوامہا یرویکم اوہ طعمہا یشتع + یہ تمھارے واسطے نین ہے پس تم ڈھونڈ لو کوئی انیشہ  
 کہ تم کو سیراب کرے یا طعام خانہ کہ سیر و شبان کرے + هذا لمن والی نبی آجل + و لکم یکن غیر ہو یبغ +  
 یہ چشمہ ہر اوسکے واسطے جو دوست رکھتا ہر آل احمد کو اور انکے غیر کا تابع نہیں ہے + قال لقول للشارب من حوضہ  
 و الویل و الویل لمن یبغ + پس ہر ادا حاصل ہے جو زندہ آب کو اوسکے حوض سے اور دے دے ہر ادا کو باز رکھا

وَاللَّهِ يَوْمَ الْاَحْزَنِ مَرَّ بِالْحَشْرِ مَرًّا اَقْبَرُ مِنْ مَرِّهَا هَالِكًا اَرْبَعٌ ۝ اور لوگوں کے شجر کے دن پانچ نشان ہونگے  
 اور میں سے چار ہلاک ہونیوالے ہیں ۝ ذرّایۃ العجلیٰ فی عرقہا ۝ سامری الکُمۃ المُنشَع ۝ سواون میں  
 ایک نشان کو سالہ سامری کا ہو اور فرعون سامری اس گروہ بد کردار کا ہو ۝ و ذرّایۃ یَقْدُمُہَا جَبْتَر ۝  
 کہ بر ذرّایۃ مضیعہ ۝ اور ایک نشان ہو کہ پیشوا الکناجب تری خنک نہو گے واللہ خواہ گاہ اوسکے  
 و ذرّایۃ یَقْدُمُہَا عَقْل ۝ کَلْبٌ بَنَ کَلْبٌ فَعَلَهُ مَقْطَعٌ ۝ اور ایک نشان ہو کہ پیشرو اوسکا نقش ہو سک  
 بن سک کام اوسکا ہونا کہ ہو ۝ و ذرّایۃ یَقْدُمُہَا اَبْکَر ۝ عَبْدٌ طَمَّ اَلْبَحْ اَلْبَحْ ۝ اور ایک نشان ہو کہ  
 پیشوا اوسکا ایک گونگہ بندہ ہو کہ انکے واسطے لُہم لُہم ہو ۝ و ذرّایۃ یَقْدُمُہَا جَبْتَر ۝ کَاَنَّهُ بَدْرٌ اِذَا بَطَلَ  
 اور ایک نشان ہو کہ پیشرو اوسکے حیدر ہیں گویا چودھویں رات کے چاند جیسا کہ وہ نکلتا ہو ۝  
 اِمَامٌ صِدْقٌ وَکَلَّہُ شَیْئٌ ۝ رَدُّوْا عَنِ الْحُوْثِ وَکَلَّوْا فَنَعُوْا ۝ وہ حیدر امام راستی کے ہیں اور انکے ماہین ہیں  
 کہ سیر ہونگے حوض سے کوئی اونکو منع نہیں کرے گا ۝ بِذَلِکَ الْوَحْیِ مَعْنٰی دُنَیَا ۝ یَا شِیْعَۃَ الْحَقِّ فَلَا تَخْشَوْا  
 اس طور سے حکم آیا ہو پروردگار کا کہو اے گروہ حق کے تم گھبراؤ مت انھی جاننا چاہیے کہ اس قصے میں  
 دو بزرگوں پر افرا الکناثبات ہوتا ہی اول جناب رسالت مآب دوسرے حضرت امام علی رضاؑ  
 کہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق اور حق سے ہوتے ہیں اور خواب امام معصوم کے بھی نفسانی  
 شیطانی نہیں ہوتے پس اس خواب میں جو کفر کی باتیں اور وہ جسے دین میں ضروری ہیں انکار مندرج  
 ہوئیں بیشک یہ نقد دخل اور کھوٹے دام تیلی اسی مردہ بن دینار سے کہ بندہ دردم اور دینار کا ہے  
 سکھتے ہیں اور جو اس واقعے اخرا ئی کی دلیلین لکھی ہیں عاقل پر ہم لفظ اور ہر مصرع سے ظاہر کہ لفظ لفظ اکثر  
 بھرا ہو لیکن ہم تبرکاً موافق گنتی دوازده امام کے بارہ وجہیں بیان کرتے ہیں جسے مخالفت عقل اور مخالفت  
 قرآن اور مخالفت دین اور مخالفت واقعہ کی اوس قصے میں ثابت ہو اول پہلی بسم اللہ غلط یہ ہو کہ  
 اس شیعے نے سیر مری کے سوڑے ٹون کی تعبیر میں لکھا تھا کہ عمر حضرت امام رضا کی سو برس کو پوچھ چکی سو  
 اس حد کو نہ پوچھی باجماع موفین فریقین ہر چند تعبیر خطا ہوئی ہے یہ لازم نہیں آتا کہ خواب جھوٹے ہوں  
 لیکن جو یہ لاوی اوس تعبیر کو کتا ہو کہ میں نے حضرت امام کی خدمت میں عرض کی امام نے سکوت کیا  
 اور جس جگہ کہ محل تہیہ کا نموس امام کو خطا پر سکوت کرنا جائز نہیں ہو تا ہی کہ نہ اونھوں نے  
 سکوت کیا نہ اسے کہنا قصہ سچا ہو دوسرے یہ کہ اس خواب میں جناب رسالت مآب نے امام معصوم کو

جسکی طاعت فرض ہو حکم ایک شاعر کے سلام کر نیکو دیا کہ از روی تواریخ کے حال اس شاعر کا معلوم جو مرد بیباک فاسق  
 فاجر دائم الخمر تھا پس مصورت بن امام معصوم کے حق میں تحقیر اور آنحضرت صلعم کے حق میں خلاف شرع اور لوٹ نہ  
 موضوع کا لازم آیا تیسرے اس قصے میں خواب دیکھنے سے فکر اور قلق اور بیخوابی امام کی بیان کی اس سے معلوم ہوا  
 کہ یہ باتیں امام کو جائز نہیں اور تبرخا خلفائے ثلاثہ کا پہلے سے معلوم تھا بلکہ حرام و کبیرہ جانتے تھے کہ اس خواب میں دیکھنے  
 سے اس قدر شوش و تردد ہوئے حال آنکہ امام کو علم واجب ہونے واجبات اور حرام ہونے محرمات اور جائز ہونے  
 جائزات کا ضروریات سے جو اگر یہ علم نہ ہو تو لیاقت امامت سے گرجا تا ہو علیٰ ہذا اگر یہ قصہ صحیح ٹھہرے تو حضرت امام علی  
 امامت بھی سلب نہ جاتی ہر بلکہ کافی ظہنی میں ایک باب مقرر کیا ہوا اسی بات کے ثابت کرنے کو کہ امام کو چاہیے ہو  
 کہ علم مکان اور مائیکوں کا حاصل ہو یہ سنی جو ہو گیا اور سکابھی اور جو ہوئے اور سکابھی پھر کیسا ہوگا کہ امام کو  
 نہ اس شاعر کے حال سے خبر تھی نہ قصیدہ مقبول سے خبر اور ایسی چیز کہ ایک بار پڑھنے سے ضمانت بہشت کی حاصل ہو  
 اور آدن چیزوں کے مال سے جسے تقرب خدا کا میسر آئے موجود ہوں اور امام اب تک اسکو جانتے ہی نہیں اور  
 حال آنکہ یہاں ہونا امام کا خاص ہی واسطہ ہے کہ مقرب کر نیوالی چیزیں اور دور دور کر نیوالی سب بیان کر دے اور  
 اس بات سے ایہ سابق کو بھی شکل پڑی جاتی ہے کہ یہ کیسے خبر اس امر عظیم سے گئے اگر بالفرض انکو معلوم تھا تو کس واسطہ  
 امام علی رضاک نہ بوجھیا یا جوتھے اس قصیدے میں صریح جھوٹ واقع ہو کس واسطہ کسی مورخ اور اہل سیر نے شیعہ  
 نہ لکھا نہ کہا کسی وقت صحابہ جمع ہوئے حضرت پیغمبر کے پاس آئے ہوں اور اونے درخواست تعین امام کی کی ہو  
 پھر آنحضرت صلعم نے کیوں اس قسم کا جھوٹ پسند کر لیا حتیٰ کہ ضامن بہشت کے بھی ہو گئے یہ تو منافی نبوت  
 و رسالت کے ہو کہ لاَ یُذِیْنُا مَعْصُومُوْنَ عَنْ اللّٰهِ تَعَالٰی کہ لاَ تَقْرَءُ اور انبیاء پاک ہیں جھوٹ سے قول و تقریر میں  
 پانچویں صریح جھوٹ اس قصے میں نسبت جناب رسالت مآب کے ہے وہ جو ایک موقع پر اپنی زبان کھل گیا ہے  
 کہ شَاعِرُنَا وَصَاحِبُنَا وَدَائِمُیْنَا فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ کسواسطہ کہ شاعر حمیری نے نہ صحبت اپنی پائی ہے نہ کبھی مصاحب  
 آپکا ہوا دنیا میں ظاہر ظہور اور جھوٹ بولنا منافی نبوت کے ہے جو اسکو مصاحب دنیا و آخرت کا فرماتے چھٹے  
 اس قصیدے میں کفر صریح ہے اسواسطہ کہ نادانی و بیوقوفی اور ناعاقبت اندیشی کو تو خداے تعالیٰ سے نسبت کیا  
 پیغمبر صلعم کی عقل کا کمال تراور مستقیم تر علم الہی سے بنایا ہے وہ یہ کہ جو خوف خطر کے پیغمبر صلعم کو تعین امام میں مخطوب  
 و مخطوط تھے سب واقع ہوئے اور معاملہ دین کا لوٹ پوٹ ہو گیا تحریف کتاب کی اور مرتد ہو جانا و اس جماعت مسلمانوں کا  
 جسے رواج و قوت احکام الہی کی صورت نظر میں آتی تھی ظہور میں آیا سو یہ سب خداے تعالیٰ نے محض اپنی حکومت

جسٹانیکو جگر کا بیغیر سے امام مقرر کر کے کیا اور جو قصیدے واقع ہوئے اسکے علم میں نہ تھے یا علم میں تھے قصداً انکے  
 تھامنے کا کیا یہ ساختہ پرداختہ بیغیر کا جوتی مدت کا تھا بلکہ خود خلکی تائیدات و توفیقات کا بالکل ایک بات سے  
 نخل کے موطلق کر دیا اور وہ حالت جو جاہلیت اولیٰ میں تھی اس سے بھی بدتر ظاہر ہوئی ساقون ترک صلیح  
 اور ترک لطف ہی کہ شیعہ مذہب میں رعایتیں ان دونوں کی ذمہ خداے تعالیٰ کے ضروریات سے ہیں لازم آیا پس  
 شیعہ ہی اس ترک کے قباح کو سمجھیں کہ کس قدر ہی تو صلیح اور لطف دونوں ترک ہوتے ہیں جسے جاہلیت کا  
 الزام دیتے ہیں آٹھویں یہ کہ اس قصیدے والے نے لوگوں کو باغ نشانوں میں منحصر کیا اور یہ کہ بتو دو نصاریٰ  
 اور مجوس و ہتھوڑ و صائبین اور خطاکے لوگ اور حبش کے اور یا جوج اور سوسائے انکے کسی سے کوئی ان  
 پانچوں نشان سے داخل نہیں ہر کمان ہونگے بس ظاہر کہ پھر کب ایسے جھوٹ صلیح کو بیغیر بار بار زبان پر لگاتے  
 اور لذت اٹھاتے تو یہ کہ جھنڈے خلفائے ثلثہ کے جدا جدا کرنا خلاف عقل کے ہی اسلئے کہ نہ یہ ایک دوسرے کے  
 کسی عقیدے و عمل میں مخالفت تھے نہ انکی اتباع سب کا یکجا تھا پھر اگر وہی لوگ کہ ایک نشان کے پیچھے ہیں دوسرے  
 نشان کے پیچھے بھی ہوں تو ہونا اشخاص معین کا ایک وقت واحد میں متعدد مکانوں میں لازم آتا ہی اور اگر بعض  
 اشخاص کو اس فرقے سے ایک نشان کے پیچھے بعض کو دوسرے کے پیچھے کو یہ ترجیح بلا مرجع لازم آئے اور ان دونوں  
 محدور کو ظاہر عقل محال مانتے ہیں اور غایت توجیہ کلام اس شاعر کی یہ کہ ناس سے محض شیعہ مراد ہوں کس واسطے  
 کس واسطے اور تو بسبب کمال بیداری کے دائرہ ناس سے خارج ہیں ان شیعوں کو باغ نشان میں منحصر کر بن  
 شیعہ اولیٰ زیر نشان حیدری کیسانہ دوسرے نشان تلے آمانیہ تیسرے کے پیچھے زیدہ زیر چارم خلاۃ زیدہ  
 اس صورت میں تعدد باغ نشانوں کا موافق عقل کے ہوتا ہی ہوا سبب ان فرقوں کے تابعین و متبعین میں باہم مخالفت  
 تمامہ ہر عقیدے اور عمل دونوں کے روئے اور حصر بھی نہیں کرتا دسویں یہ کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں نہ مانتا کہ  
 وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اَلَيْسَ الَّذِي نَحْمَدُ بِهِ عَلِيمٌ شاعر اور نہ لائق اوسکے ہی اہل سیر شیعہ اور سنی  
 دونوں کے شفیق ہیں کہ انحضرت صلیح ایک شعر کو بھی اوسکے وزن و قافیہ درست کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے تھے کیا اہل  
 جوہام قصیدے کو یاد کر لیتے اور بار بار امام رضا کو تعلیم کرتے کیا رہوین حال اس شاعر حمیری کا تو انچہ میں  
 دیکھنا چاہیے کہ کس درجہ ضیث فاسق شارب بخر تھا کیونکہ ہو سکتا ہی کہ ایسے شخص کو عالم قدس میں رسائی انحضرت  
 صلیح کے پاس ہو بارہوین یہ کہ خداے تعالیٰ فرماتا ہی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِکُمْ لِقَاوُنَ اَلَمْ تَرَ اَھْوَزُ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّجْمَعُوْنَ  
 وَ اَھْوَزُ فِیْ کُلِّ مَکَلٍ یَّفْعَلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ عَلَیْکَ الصَّلٰوٰتِ وَ ذَکَرُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنِّیْ شاعر مجرم و گمراہ ہونے میں

کیا تو نہیں دیکھتا کہ شاہ عمر سیدان میں سرشتہ ہیں اور تحقیق شاعر کہتے ہیں کہ تہمین گرد ہو لوگ کہ ایمان لائے اور  
 نیک کام کیے اور خوب اللہ کی یاد کی اور یہ حمیری با جماع مؤرخین ذکر و صلاح والا تھا پس اتباع ایسے شخص کا دلیل  
 گمراہی کی ہو اور آنحضرت مسلم حکم اور اسکا اتباع کا دین یہ بات آپسے متنوع اور محال ہو کہ یہ سچا امام ہو کہ بعض انہج کے  
 اسکا بعض نفقات محدثین کی صحبت میں گھس پڑتے ہیں اور ملازمت انکی اختیار کرتے ہیں اور اپنے مذہب کے پیروی  
 ظاہر کرتے ہیں اور اپنے بزرگوں کو بڑبڑا بھی کہتے ہیں اور جو جھگڑنے مفسدون اور طعن کے اوس مذہب میں ہیں بلا ذکر  
 کرتے ہیں اور بڑا تقویٰ اور توبہ اور دیانت اور حسن سیرت جتنے ہیں اور اخذ حدیث میں نفقات سے بڑی غیبت  
 ظاہر کرتے ہیں تا آنکہ علماء اور طالب علم اہل سنت کے موقوف و معدول ہو جاتے ہیں اور جب انکے صدق و پاکدامنی پر طعن  
 کلی حاصل ہو جاتا تو تب مرویات نفقات میں بعض بنانی ہوئی حدیثیں مؤید اپنے مذہب کی ملا دیتے ہیں یا بعض کلی  
 بدل کے روایت کرتے ہیں تا لوگ غلطی میں پڑ جائیں اور یہ کرجی انگار کی بڑی مکاریوں سے ہر حالچ نام انہج ایک شخص  
 سبک اول وہ اس کام پر کھڑا ہوا اور یہ کہ شروع کیا آخر یہ ہوا کہ کجی بن مین نے کہ اوثق علماء اہل سنت سے ہیں  
 جرح اور تعدیل کے معاملے میں اسکو تو توثیق کیا اور اسکے حال سے اطلاع بنائی ایسا تقیہ اسے با فراط و احتیاط کیا کہ  
 تابعین صادق سے گمان اسپر کیا لیکن اور جو عالم اہل سنت کے تھے اور ہر حال اسکا گھلایا کہ بعض مکاریوں سے ازارہ کر دھیلہ  
 آج بویسا ظاہر کر رہا ہے بس ان روایتوں سے کہ وہ ادنکے ساتھ سفر فرما دی اور بنائی اسکی مین بچے اور احترام کیا  
 ذلک ما رواہ عن ابی ہریرۃ عن عمر بن الخطاب عن ابی بکر عن ابی سہل عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ  
 مرفوع بیشک علی ولی تمہارای بعد میرے کہ یہ سچا امام ہو کہ ایک جماعت نے اہل تاریخ اہل سنت کو دھوکا دینے  
 اور ایک کتاب تاریخ میں جمع کر کے اکثر اخبار اور قصے کچھ مہوہم سے نہ ایسے کہ کوئی جان لے کہ مؤلف اس کتاب کا  
 اہل سنت سے نہیں ہو درج کرتے ہیں لیکن یہ خلفا و احوال صحابہ و انکی راویوں باہمی میں کچھ قلیل بعض بڑے  
 بھی لگا دیتے ہیں جب بعض مورخین اہل سنت سے اس کتاب کو اس گمان سے کہ مؤلف اسکا اہل سنت و جماعت ہو  
 نقل کرتے ہیں تو غلطی میں پڑ جاتے ہیں آخر رفتہ رفتہ یہ امر موجب ضلالت ناظرین بے تحقیق کا ہوتا ہی جانیہ نقض  
 اس کہ یہ کبھی انکے حسب وجم گیا ہو کہ ایک عالم مصنفین تواریخ کو خوب غلطی کے بھٹوس میں ڈالا ہو اور ناظرین کو گمراہی  
 سی میں باندھا ہو حتیٰ کہ سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب نے بھی بعض جگہوں میں اس قسم تواریخ سے  
 نقل کی ہے خصوصاً قصہ سمیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور توقف حضرت امیر مومنین اور قلعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ  
 اور طاعت اس قسم نقول کی اسکی کتاب میں یہ ہوں لکھتا ہے کہ بعض روایات جنہیں آمد لیکن محققین اہل سنت



تاریخین مصنفہ مجملون میں جیسے کہ اسکی معمول بات ہے اور بعض روایت اور جتنا کوئی طور ٹھکانا نہیں احتراز کو واجب جانا کہ کید نیچاہ و دوم اور ایک طرح پر موزن اہل سنت کو فریب دیتے ہیں مثلاً ایک کتاب تاریخ میں لکھیں اس کتاب میں تواریخ معتبرہ اہل سنت سے نقل کریں اور ذرا حیات نقل میں نکرین لیکن جب نوبت ذکر ماضی اور ان کے جھکڑوں کی پونچھے تو بعض قدحیات یعنی بڑی مذمت کی باتیں کتاب محمد بن جریر طبری شیخ سے جو دم مٹھائی میں تصنیف کر رکھی ہے اور اس کتاب سے جو امامت میں لکھی ہے اور ایضاً اسے شہداء نام رکھا ہے اس میں سے نقل کریں لیکن نام کتاب بقول عنہ کا صحیح نہیں پس بیان دیکھنے والا غلطی میں پڑ جاتا ہے کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری شافعی ہے اور کتاب کبیر کے مشہور ہے اور واضح التواریخ ہے پھر مورخ نقل و نقل کرتے ہیں اور تہرہ ہوتے ہیں اور نیز ہر دوس نقل کے ورطہ گمراہی میں گرفتار ہوتے ہیں اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت غریزہ الوجود و کیا یہ ہے بہت کم لوگ ہیں جنکو پورا مشورہ اسکا میسر ہوا ہو اور یہ جو لوگوں کے پاس ہے مختصر اسکا ہے کہ اس میں مساعلی اشعی کی تحریف بہت ہوئی ہے انشاء اللہ اسکا حال قریب آتا ہے اور ترجمہ کرنے والے اس مختصر کے بھی شیعہ گزرے ہیں بس تحریف در تحریف اس میں ہو گئی کید نیچاہ و سوم بعض مورخ ان کے کوئی کتاب لکھتے ہیں تاریخ میں اور اس میں جموٹ صریح اور برائیاں مٹھا کر جو آدمی کو دشت پیدا کر دیں بے نقل و سند کسی کے ذکر کرتے ہیں تا بعض بے تمیز اسکی نقل لیکے اپنی تصنیفات اور اپنی گفتگو کے کام میں لائیں اور رفتہ رفتہ مشہور ہو جائے لوگوں کو مختلف روایات کے شک و شکوک میں ڈکے اور اس کام کو پہلے ان میں سے ابو مخنف لو ط بن یحیی نے کیا ہے اکثر قصے صحابہ کے لڑائیوں کے جو اسکی کتاب میں سند رج ہیں او سیکے بنائے نکالے ہوئے ہیں کید نیچاہ و چهارم بعض گردہ ان کے علما کا یہ کرتے ہیں کہ کتب کلامیہ باب مطاعن صحابہ کو جدا لکھتے ہیں اور ان کے اثبات کی واسطہ قساک و سند صحیح اور حسان اوصاف حدیثوں اہل سنت سے ڈھونڈتے ہیں باونی تحریف لفظ یا معنی اور یہ کہ ان حدیثوں میں اگر خوب بھال کیا جائے تو وہ جو موافق ان کے مصلک ہو موجود نہیں ہے بلکہ خلاف مدعا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بالکل انکی تحریف ہی مثال اسکی یہ کٹیفہ ناہی ایک روز لوگوں کو بہت سامنا دھڑکنے کا ملا میں نصیحت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بڑے بڑے مہرست باندھو اگر یہ بات موجب فخر کی ہوتی دنیا یا آخرت میں تو آنحضرت اس فخر کے سب سے زیادہ مستحق تھے کہ انکی بیسیوں اور لاکھوں کا پاسدورم سے زیادہ مہر نہیں ہے ایک عورت نے جو اس مجلس میں حاضر تھی کہنا کہ خداے تعالیٰ نے تو بجاری مہر تجویز فرمایا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَ اَنْتُمْ اَحَدٌ هُنَّ قَلِيلٌ اَلَيْسَ دِيَانَتُنَّ لِكُلِّ سِوَاكَ كُنَّ يَوْمَئِذٍ كَمِثْلٍ مِّنْ سِوَاكَ مَنَعَكَ كَرْتُهُ هُوَ خَلِيفَةُ ثَانِي نے کلام الہی کے ادب اور نیز تواضع شکاری سے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ مِنْ عَمَلِنَا الَّذِي نَسْتَعِزُّ بِكَ





نصیح ہونے کے انکے معیار بھی ولایت نہیں کرتی ہو کسواسطے کہ شیعہ علی رضہ حقیقت اہل سنت و جماعت ہیں بلکہ انکے زمانے میں شیعہ اولی لقب تھا جب رافضیوں نے یہ لقب اختیار کیا تو شیعوں نے اعتراض کیا چنانچہ چند بار یہ بات گذری اور واقطنی امام المومنین ام سلمہ سے روایت کرتا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنک وشیعتک فی الحجۃ الا ان من یزعم انہ یحبک اقوام یصغرون لاسلامہ یلفظونہ بقرآن القرآن لایحارونہ ویراقبہم کلہم نذیر قال لم ارفضہ لایحارہم وفاقہم مشرکون قال علی یا رسول اللہ ما النعلامۃ فیہم قال لایشہدون جملۃ ولا جماعۃ ویقطعون علی السلف ترجمہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہ تو اور توابع تیرے جنت میں ہیں مگر وہ لوگ جو دعویٰ تیری محبت کا کرتے ہیں وہ ایک قوم ہونگے کہ اہانت کرینگے اسلام کی بزبان اور اسکو کہیں گے کہ پڑھتے ہیں قرآن جو نہیں سمجھتا ہوا انکے حلقوں سے اور انکا ایک لقب ہوگا کہ انکو رافضی کہیں گے پس جہاد کر ابنہ کسواسطے کہ یہ شرک میں کہا علی رضہ نے ای رسول خدا انکی کیا نشانی ہو فرمایا یہ لوگ جمعے اور جماعت میں حاضر نہ ہونگے اور سلف بطعن کرینگے اور موسیٰ بن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے کہ فاضل اہل بیت سے تھے روایت ہو عن ابیہ عن جدہ انہ کان یقول اما شیعتنا من اهلکم اللہ وعلیہم السلام ترجمہ کہتے تھے اپنے باپ دادا سے کہ بیشک شیعہ ہمارے وہ لوگ ہیں کہ اطاعت خدا کی کریں اور ہمارے اعمال کریں کہ یہ شخصہ تمام اماموں سے روایت کیے ہیں اور ان روایتوں کو مشہور کرتے ہیں کہ قیامت کے دن شیعہ علی رضہ حساب نہیں ہوگا نہ بہشت میں انکے سوا کوئی داخل ہوگا اول تو یہ روایت ہی انکی بنائی ہوئی ہوا اور انکا اخر امض دوسرے شیعہ علی سے مرویہ اولی اور انکے پیروہین نہ رافضی لوگ کہ یہ شخصہ حکیم ایک حدیث لگاتے ہیں اماموں کی طرف کہ فرماتے تھے ان شیعتہ علیہم السلام یقطعہم الرسول یوم القیمۃ ترجمہ بیشک شیعہ علی کے لیے ہیں کہ رشک کریں گے بغیر نبوت قیامت وانیہ حدیث بھی بنائی ہوئی اور اخر اہل اگر صحیح مانی جائے تو شیعہ علی اولیا اور اہل سنت و جماعت ہیں کہ حدیث قدسی جسے اس لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہوا التحابون فی جلالہم منا یمین نور یقطعہم النبیون والشہد اہل یعنی وہ لوگ کہ محبت رکھتے ہیں اور میری بزرگی میں کہ وہ عاشقان خدا ہیں انکے لیے سب سے بڑی اور سب سے زیادہ شہید لوگ رشک کرینگے اس لفظ سے صریح معلوم ہوتا ہوا کہ شیعہ علی کے وہ لوگ ہیں کہ جناب علی رضہ کو محض اللہ اور فی اللہ دوست رکھتے ہیں انکے وسیلہ بغیر ہر ایک خدا تک جو نہیں بس یہ بات سوائے اولیاء اہل سنت و جماعت کے کسیکو حاصل نہیں بخلاف رافضیوں کے کہ اوائل تو انکے حال کی یوں ہوئی کہ خیال غرضوں غافل دنیا کے واسطے حصول کہنے ملک و ریاست اور دولت و ثروت کے اوسوقت تک کہ دولتین اور سلطنتیں لوگوں کی

خواب ہوئیں انھوں نے اپنا لگاؤ جناب امیر رضے طاہر کیا اور ملک دولت پایا اور اواخر کا موافق اس آیت کے  
 اَهُمُّ الْفُقَرَاءُ اَمْ هُمْ صَالِحِينَ فَمَنْ عَلَىٰ اَنَارِهِمْ يُهْرَعُونَ بیشک دیکھا ہوا انھوں نے اپنے باپوں کو گراہ اور یہ اونکے  
 نتیجے دوڑے چلے جاتے ہیں بھریر کب مرث اب اولیا کو فائز ہوئے کیسہ شخصیت و دوم شیعہ کی تعریف و توصیف  
 میں بڑا مبالغہ کرتے ہیں اور اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ انبیاء اولوالعزم ہمیشہ اس بات کی آرزو کرتے تھے کہ کاش  
 شیعہ علی رضے کے ساتھ ہمارا حشر ہوتا حضرت خلیلؑ کو ایک وقت شب معراج میں شیعہ علی رضے دکھائی دیے چہرے  
 نورانی انکے چوہوں کیسے چاند دیکھ کر ٹری آرزو سے درخواست و دعا کی کہ مجھ کو بھی شیعہ علی بن داخل کر چنانچہ  
 یہ دعا مستجاب ہوئی اِنَّ مِنْ شِيعَةِ اَبْرَاهِيمَ یعنی بیشک اوسکے شیعوں سے ابراہیم بن یہ اشارہ اسی قصے کے  
 اس بہتان کی توجیہ دینی چھپو شیعہ دہنیں ہر کسو اسطے کہ لازم کرتی ہر فضیلت شیعہ کو انبیاء اولوالعزم اور  
 حضرت خلیلؑ پر اور زمین نقصان مجھے نبیوں کا درجہ امتیاز سے ہوا اور آیت اِنَّ مِنْ شِيعَةِ اَبْرَاهِيمَ کو بھی  
 ان معنی پر لگانا کرنا بڑی خفیف بات ہوا سو اسطے کہ اس میں تحریف اور قطع نظم و اوصاف قبل الذکر اور اہام خلاف مقصود  
 کہ یہ باتیں صرف یونین میں معیوب و مذموم ہیں کلام معجز نظام حضرت رب لغزت میں لازم آتی ہیں جس سے خدا پناہ دے  
 کی شخصیت و سوم یہ شیعہ معتقد اس بات کے ہیں کہ جناب امیر رضے کا جبریلؑ پر بھی ایک حق تھا کہ جبریلؑ اپنے  
 پیدا ہونے کے وقت سے آخروں تک انکے نمون و احساندہ ہیں اور یہ بڑا غلو ہے کفر سے بھی بدتر اس مقدمے میں بہت سی تین  
 فرقہ غالبیہ کی کتابوں میں موجود ہیں انرا مجملہ ایک یہ ہے جو اکثر اخبار میں عمدہ انکے اوکولائے ہیں کہ ایک روز جبریلؑ علیہ السلام  
 پیغمبر صلعم کے پاس بیٹھے تھے ناگہ جناب امیر رضے آئے جبریلؑ کھڑے ہو گئے اور نہایت تعظیم و بھالائے پیغمبر صلعم نے حال اسکا  
 پوچھا جبریلؑ نے کہا کہ اوسکا مجھ پر ایک حق ہے کہ جب تک زندہ ہوں اوسکے شکر سے ادا نہیں ہو سکتا فرمایا وہ کیا ہے جبریلؑ  
 کہا کہ جب حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا تو مجھے پوچھا میں کون ہوں تو کون کہتا انا ام یونین جو اب  
 ستیج اور خاموش ہوا اتفاقاً یہ جوان اس وقت میرے سر پر پونچھا کہ ہاں در زمین اور صاف کہہ اَنْتَ الرَّسُولُ الْمُبَشِّرُ  
 وَاَنَا الْعَبْدُ الذَّلِيلُ وَرَسِيْهُ جَبْرِئِلُ یعنی توبید الکریمو الابرار بزرگ ہو میں بندہ ذلیل ہوں کہ جبریلؑ میرا نام ہے سو میں اس  
 احسان کا حق ادا کر نیو اٹھا اور تعظیم بجالایا آنحضرت صلعم نے جبریلؑ سے پوچھا کہ تمھاری عمر کتنی ہے جبریلؑ نے کہا  
 ایک ستارہ ہے کہ تیس ہزار برس میں نکلتا ہے سو میں نے طلوع اوسکا تیس ہزار دفعہ دیکھا ہے اور بالکل یہ قصہ فی نے  
 جھوٹ لکھا جو اہل کسو اسطے کہ تعلیم ان دین باتوں کی جو جناب امیر رضے نے جبریلؑ کو کی برابر تعلیم مای قرآن کے  
 نہیں ہو سکتی یہ جو پیشہ بود جب نص قرآن کے جبریلؑ سے پیغمبر اور پیغمبر سے جناب امیر رضے کو واقع ہوئی پس اس

نعت عظیمہ کے مقابلے میں اون دونوں باتوں کا ایسا حق نہیں ہے یا ایسی بات ہے کسی شخص نے کسی حافظے سے قرآن یا کلام  
اور تراویح میں اس حافظ پر فتح کرے اور رقم دے یہ رقم دینا اور سکابر تعلیم قرآن کے جو اس حافظ سے رقم دینا کی  
نسبت ہو کب ہو گا اور کیا چیز ہے اور نیز آخر اس حدیث کے جو عمر جبریل کا ذکر ہے مخالف حدیث حسن کے جو کسوا  
کہ وہ ستارہ جو تیس ہزار برس پہلے نکلتا ہے محال بات ہے یہ یعنی غیر ممکن اس لیے کہ لکھنا ڈوبنا ستاروں کا اکثر آباد  
ولایتوں میں موافق حرکت اولی کے ہو کہ حرکت اولی شباب ترین حرکات سے ہو جس سے کہ رات دن میں دور ہوا اور سکابر  
تمام ہو جاتا ہو اور جبریل کو آسمان شہر پر جو ٹھکانا کو اکب ثابت کیا ہے رات دن میں کتنی دفعہ آنا جانا پڑتا ہو  
بس نسبت جبریل کی طلوع وغروب کو اکب کے ساتھ معقول نہیں ہوتی ہو اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ وجود  
ظاہری امیر کا وجود جبریل سے ہزاروں برس پہلے ہے اس وجود میں تعلیم کرنا انکا جبریل کو عقلاً ممکن نہیں  
اور وجود مثالی اور روحی میں بھی کچھ حکم نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس وجود میں وجود نفس ناطقہ کا نہیں ہے  
جس پر افعال اختیار کی کا ہوا اور جس پر بھلائی برائی ثواب عذاب اور ثبوت غیر ثبوت حق کا ہوا وہ موجودات  
مثل اسما و صفات الہی کے کہ قائم رکھنے والا اور لکھنے والا وہی ہے سب اس سے منسوب ہیں اور جو افعال کہ  
اون وجودات میں صادر ہوتے ہیں اس شخص سے منسوب نہیں ہوتے نہ یہ قابل تعریف کے ہونہ مذمت کے  
نہ اس وقت میں کیا حق اس پر ثابت ہو چنانچہ یہ بات اپنے مقام پر ثابت ہو اور اس کید کے حل کرنے کی یہ  
شخصت و چہارم بھی کھل گیا اور وہ یہ ہے کہ اہل کتابوں میں مذکور ہے کہ جناب امیر نے ملائکہ کو تعلیم تسبیح و تہلیل کی  
کی ہے یہ بھی منہ خرافات اور عنوان غالیوں بحقیقت سے ہو کسوا اس کے تسبیح و تقدیس ملائکہ کی قبل وجود آدم  
بنص قرآنی ثابت وَهِيَ السَّبْطَةُ بَیِّنَاتٍ وَتَقَدَّسَ لَكَ اور وجود ظاہری حضرت امیر کا کہ جس میں افعال  
اختیاری صادر ہوتے ہیں آدم علیہ السلام کے زمانے سے بھی بہت پہلے ہے ترجمہ اور ہم تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے  
ساتھ اور بپا کی یاد کرتے ہیں تجھ کو یہ شخصت و چہارم کہ حضرت امیر کے حق میں نہایت غلو یعنی بڑھی ہوئی  
باتیں نقل کرتے ہیں اور جو کچھ مبالغات کہ پیغمبر کے حق میں مشہور ہو رہے ہیں اور عوام کی زبانوں پر جاری ہیں  
جنکی محدثین کے نزدیک کچھ اصل نہیں مثل لولاک لما خلفت الافلاک کے یہ جناب امیر کے حق میں اور مانند  
اسکے اور کو صحیح اور قطعی جانتے ہیں مَرَدُّ ذَٰلِكَ مَا رَدَّ اَبْنُ بَابُوہِمُ عَلَیْہِمْ لَوْلَا کَلَمْ یَخْلُقِ اللّٰهُ النَّبِیِّیْنَ وَالْمَلَائِکَۃَ  
یعنی اگر نمونے علی نہیں پیدا کرتا اللہ نبیوں اور فرشتوں کو بھی کیا شخصت و چہارم اس بات کا اعتقاد کرتے ہیں  
کہ ہر مومن اور فاجر کو موت کی وقت معاینہ حضرت امیر کا حاصل ہوتا ہے پس اپنے شیعہ کو عذاب و دوزخ اول

ملک الموت کے مددگاروں اور ملائک عذاب سے نجات بخشتے ہیں اور شربت سرد و خوشگوار پلاتے ہیں و دفعہ کو حکم کر دیتے ہیں کہ اس سے غرض مت کیجیو اور فاجر وہ جو انکے گمان میں غی الف انکے مذہب کے ہر اوسکو حکم عذاب اور ایذا کا دیتے ہیں اور ملائکہ ثواب و عذاب کے سب انکے تابع ہیں تبس یہ اعتقاد انکا مشابہ اعتقاد نصاریٰ کے ہر کہ روح اللہ یعنی حضرت عیسیٰ کو مرجع اور بآب ارواح کا جانتے ہیں کہ تمام روحین اور خنین کے پاس لوثی ہیں اور حساب ہر ایک سے لینا بدلانیک و بد دینا آرام اور کھمیں ڈالنا پکڑ دھکڑ کرنا یہ سب سپرد او خنین کے طور اختیار کے ہر جیسا چاہیں ویسا کریں اسعین انہی بات تو ہر کہ نصاریٰ کو یہ اعتقاد حضرت عیسیٰ کے معاملے میں نا زیب دیتا ہوا سلیے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بھی تو بتاتے ہیں اور ہر لوکا و لیجد پدر اور اسکے ناب کو زیبا کہ کام سلطنت کے جاری کرے اور بجائے باپ کے و تخت کرے اور سلام و مہربانی بخلاف راضیون کے کہ جناب امیر وصی و ناب پیغمبر کا کہتے ہیں اور پیغمبر صلعم کو بندہ فرستادہ خدا اعتقاد کرتے ہیں پھر بنین معلوم ہوتا کہ جناب امیر کا یہ رتبہ کس راہ سے ثابت کرتے ہیں بعض انے کچھ بیتین حضرت امیر رض کی طرف لگاتے ہیں کہ حارث اعمور ہمدانی گفتگو کی وقت کہین ہیں جسے دلالت اس مرتبے کی بائی جاتی ہر اور حارث اعمور ایک کذابان مشہور عالم سے ہر اگر جذبیت اپنی طبع زاد کو جناب امیر پر لگا کے باعث گمراہی عالم کا ہوا ہو تو کیا عجب اور ان بیتون کے اولین ترخیم منادی مضاف کی دفع ہر کہ باجمع اہل عربیت غلط اور خطا ہر تبس ہی ایک گواہ سچا اس بات کا ہر کہ کلام جناب امیر رض کا بنین ہر اور وہ بیتین یہ ہیں ایات یا کما اھمدا ان من میت برنی ۛ من مؤمن او منافق فیکلام یعنی ای حارث ہمدانی جو کوئی مرتبہ ہر ملجو و دیکھتا ہر مؤمن ہو یا منافق اپنے سامنے ۛ یفرقنی خطۃ و اعرفۃ ۛ بعتہ و اسیمہ فاعلک ۛ بیچا نا ہر وہ ملجو و انکھ سے اور میں بیچا نا ہون اوسکو اوسکے وصف اور نام سے جو کچھ اوسنے کیا ہر ۛ اقول للنا راجین تعرض للعبد ۛ نہایہ لا تقرب الی جلا ۛ کتا ہون میں آگ کو جب سامنے بندہ آتی ہر چھوڑ اور اوسکے پاس مت جا ۛ نہایہ لا تقرب الیہ ۛ حبالا یجعل الوصی متصلا ۛ چھوڑ اور اوسکے پاس مت جا کہ اوسکو نشانی ہر علاقہ وصی کے برابر ۛ اسقیہ ہر ۛ عطاء ۛ بخلاۃ فی خلاۃ حسنا ۛ بلاتا ہون اوسکو ٹھنڈا پانی پیاس میں کہ تو اوسکو گمان کہ شیرینی میں شہد ۛ قول علیؑ لھا ریح عجب ۛ کہ تقوا حوۃ لہ منالا ۛ قول علیؑ کا ہر واسطے حارث کے جسین عجب اور بت تعجب ہیں اسین مثال اور اگر بالقرضا یہ اشعار صحیح بھی ہیں تو فائدہ انکا او خنین لوگوں کے واسطے ہر مدد اور سفارش جناب امیر رض میں جو انکے خاص دوست اور بس کہ وہ شیعہ اولیٰ یعنی اہل سنت و جماعت ہیں اکی انکھین ٹھنڈی ہونے کی ہیں اور اس غلو اور مبالغہ کا

کہان ٹھکانہ تمام کارخانہ دارالجمہور کے وہی مختار ہیں انھیں کو اختیار ہو کہ یہ شخصیت و مقام اہل سنت پر طعن کرے  
 کہ یہ روایت کرتے ہیں ابن عباس سے **إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلَّاسٍ اللَّهُ قَدْ مَرَّ بِكَ فَاهْلُوه وَجَعَلِي لَكُمْ وَصِيَّةً**  
 یعنی خدا سے تعالیٰ نے زوجہ تجھ کو فاطمہ سے دی اور تمام زمین اور سکا مہر کیا اور جب یہ حال ہو تو خلیفہ اول نے فذک  
 فاطمہ کو کیون نہ دیا اور کیون اون سے باز رکھا اور اس پر بھی اہل سنت خلیفہ اول کے کام کا اچھے ٹھہراتے ہیں یہ  
 تناقض تو ان کے مذہب کے روضے بھی صریح ہو جواب اس طعن کا یہ کہ یہ روایت ہرگز اہل سنت کی کتابوں میں موجود نہیں  
 نہ بطریق صحیح نہ بطریق ضعیف ہاں بنگالے کے جاہلون میں مشہور ہو کہ بنگالے کا ملک جو سفالہ المندوی یعنی  
 ترائی ہندوستان کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز میں ہو مگر وجہ اس شہرت کی معلوم نہیں یوں بھی جاہلون میں  
 ایسی باتیں بے اصل محض بہت مشہور ہو جاتی ہیں پھر بھی قصہ فذک کا کہ ملک بنگالہ میں واقع نہیں ہے فیصل  
 نہیں ہوا اپنے ٹھکانے کے پس اگر عقل سے ہم کام لیں تو اس روایت کا اختراع و فہم ابھی معلوم ہوا جاتا ہو اس واسطے  
 کہ کتب شیعہ اور سننی دونوں فریق میں یہ دعویٰ فذک کے ارث کا منقول ہے یا سہ کا اور اس صورت میں کچھ حاجت  
 دعویٰ ارث یا سہ خاص کی نہ تھی بلکہ ساری زمین کو اپنی ملک فرما تین اور یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو شیعہ سننی سے بدو  
 اجازت حضرت زہرا اور اون کی اولاد کے کسی قطعہ زمین کا لینا روا نہ ہوتا اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ نہ صرف جناب  
 رسالت مآب کا خیر اور اور اراضی مفتوحہ میں جو بعد لنگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مفتوح ہوئیں اور اون کو آنے  
 بانٹا اور انعام میں دیا اور غامون کو جاگیروں کے بطور دین سب باطل اور ظلم ہوئے کہ حق زہرا اور اون کی اولاد  
 تلف کیا خلاصہ کلام یہ کہ مفسدے اس خیال باطل کے اتنے ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے اور اس روایت باطل کو  
 اہل سنت پر لگانا عجیب بہتان ہے کہ یہ شخصیت و مقام اہل سنت پر طعن کرتے ہیں اس بات کی کہ یہ احادیث میں  
 تیز نہیں کرتے ہیں منافق اور مخلص کی حال آنکہ یہ امر ہر ضرور اس واسطے ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بسبب منقطع  
 ہوجانے والی کے منافق و مخلص میں تیز نہیں ہوتی تھی اور اہل سنت ہر صحابی سے روایت کرتے ہیں مگر شیعہ کے سوا  
 اہل بیت کے اور کسی سے روایت نہیں رکھتے جنکی باکی اور طہارت اور درہونانا پاک چیزوں کا قطعی قرآن مجید میں مذکور  
 و مخصوص ہے جواب اس طعن کا یہ کہ شیعوں نے بھی اماموں سے خاص بدون کسی درمیانی کے یہ واسطہ کچھ نہیں سنا ہو  
 اور انکی روایت کے جو واسطہ ہیں سب جھوٹے مفسرین کذاب ہیں اور امام لعنت کرتے رہے ہیں اور جھوٹا بناتے رہے ہیں  
 اکثر و نہیں شیل ہشامین اور زرارہ بن ہشام کے بدعتقاد اور زندقہ گزرے ہیں چنانچہ باب سوم اور چہارم میں کتب  
 شیعہ سے حال لکھا نقل کیا جائیگا پس شیعہ نقل کرتے ہیں اون لوگوں سے جن کا نفاق حضرت امیہ کی گواہی سے ثابت ہو



قطعاً بخلاف اہل سنت کہ انکے مجتہدوں نے بیواسطہ علم اپنا یا نہ کر ام سے حاصل کیا اور انکی گواہی اور انکی اجازت فتوے دیے اور اجتہاد کی جیسے امام ابی حنیفہؒ اور امام مالکؒ کہ دونوں شاکر امام جعفر صادقؑ کے ہیں اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے ان دونوں کو خوشخبری ان دی ہیں کہ اپنے مقام پر نہ کو رہو انکی دوسرے یہ کہ روایت منافق اور بیدین کی اور سوقت مضربوتی ہو کہ وہ تنہا اوس روایت میں متغذ رہو اور جبکہ اہل بیت اور بڑے بڑے صحابہ کہ انکے درجہ عالی ایمان میں نصوص قرآن سے ثابت ہیں کسی روایت کو ادا کریں اور اور لوگ بھی کہ ابھی تک نفاق اور نکالکین ثبوت نہیں ہوا اسکی تائید کریں ایسی روایت سے اخذ کرنا کیا برائی ہو جس وہ قرن یعنی زمانہ صحابہ اور تابعین کا جسکی نسبت سب اماموں نے بڑھکے اور سب کے امام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي فِيْ نَهْمِ الدِّينِ** بلکہ **هَؤُلَاءِ** یعنی یہ کہ سب قرون میں یعنی سب صدیوں میں بہترین قرون اسکے بعد جو اس سے قریب اور ملے ہوئے ہیں صدق و صلاح انکا ثابت ہوا کہ جناب امیر رضا و ایمہ اطہار نے بھی ابو بکر صدیقؓ اور دیگر خلفاءؓ اور جابر بن عبد اللہؓ انصاری نے روایتیں کی ہیں اور روایات میں تصدیق کی کہ دور یہ بات کہ آخر حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مومن منافق سے تمیز ہو گئے تھے اور بعد وفات آنحضرت منافق زندہ کو نہ رہا تھا چنانچہ آیت شریفہ **مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَاتِ مِنَ الطَّيِّبَاتِ** نہیں کہ کہ اللہ تعالیٰ چھوڑ دے مومنوں کو اوس حال میں جسپر تم ہو جب تک نہ جدا کرے پاک کو ناپاک سے اور حدیث بھی **إِنَّ الدِّينَ يَنْفَعُ النَّاسَ كُلَّ يَوْمٍ كَأَنَّ الْكَيْسَرَ خَبَّ** الخ یعنی خبردار ہو جاؤ بیشک مدینہ دور کرنا ہو لوگوں سے جیسے دور کرتی ہو لوہار کی دھونکی ٹوہے کے میل کو دونوں اوس سے خبر دیتے ہیں اور اگر کوئی اوس زمانے میں بطریق شاذ ادا کرے ہوگا بھی تو شوکت صحابہ اور ائمہ المعروف اور نبی عن المنکر سے انکے اور مواخذہ تساہل و سستی سے بچ رہا دیون کے خائف و ہراسناں ہو کر کیا ممکن کہ خلاف واقع اور مخالف دین کے روایات کو بے چہانہ جو لوگ اتباع سیر خلفا کا کرتے ہیں اونپر یہ بات انقلاب سے روشن حرا و روز گذشتہ سے ظاہر تو یہ شعر گزشتہ بروز شنبہ ۱۰ چہشمہ آفتاب راجہ گناہ ۱۰۰۰ معتد اہل سنت نے اپنے اصول میں ایک قاعدہ ٹھہرایا کہ اوسکے سبب سے اس امیر شیعہ نہجست ہیں بمقتضای **اتَّبِعُوا السُّوَادَ لَا تَعْظُمُوا** یعنی پیروی کرو سواد و عظم کی جس جو روایت کہ مخالف جمہور کے ہوتی ہو اوسکو چھوڑ دیتے ہیں بخلاف شیعہ کہ کھلونے ان منافقین کے ہیں دین و ایمان اپنا مخالفت جمہور پر رکھا روایتیں شاذ و نادر و ہونڈتے پھرتے ہیں اونہیں پر عمل ہو جس منافقین کا دخل انکی روایتوں میں زیادہ کیا بالکل ہو بلکہ دین انکا اسی پر منحصر اور واقع ہو کہ یہ شصت و نہم کہتے ہیں کہ ہول قیامت کے اور میزان او

ہم اسے اعمال اور اعمال کی سزا و کچھ مردی و منقول ہی سبب غیر شیعہ کو ہوا شیعہ ان سبب شہداء سے عفو و مغفرت  
رہیں گے اور یہ بتان ایامہ عظام پر پڑھتے ہیں اس عقیدہ میں یہ مشابہ عقیدہ یہود کے ہیں جو قطعاً ایک نجات یافتہ  
جانتے ہیں اور کہتے ہیں نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَ اَحِبَّاءُ ۙ اَمَّ اللّٰهِ كَيْ بَیْطِیْہِیْنَ اِن اَوْرَاكُے دوست دَرْتَمَسْتَ الدَّارُ  
اَلَا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ یعنی ہرگز نہیں جھوٹے گی ہر گاہ کہ چہ روز اور یہ سب مخالف نصوص قطعیہ کے ہیں وہ ہونا  
مَنْ یَعْمَلْ سُوْیًا یَّجْزِیْہُ جَوْ کُوْنِیْ بُسْ کام کر لگا بد یا لگا دَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا اَرٰیہُ جو کوئی برابر ایک ذرے کے  
بھی عمل بد کر لگا دیکھے گا اسکو اور سوا ان کے اور آئین حدیثین جنہر فریقین کو اتفاق ہے کہ یہ مفتاد و مہل سنت پر  
بہتان کرتے ہیں کہ انکا قول ہے جب تک کہ مرغی یا چکور کے انڈے بھر بغض جناب میرض کا دلیں نہ تو تب تک آدمی  
سنتی نہیں ہوتا اصل اس بہتان بے اصل کی یہ ہے کہ بعض علمائے انکے اس لفظ کو علی بن الحکم بن بدر بن جہم قرشی سے  
روایت کیا ہے کہ وہ بڑا شریر نو صبی تھا مصلحتاً سنتی بن گیا تھا اور ایک چھپایا تھا اور جب تک وہ زندہ رہا ہمیشہ  
اسکا یہی مطلب مقصد رہا کہ لوگوں کو جناب میرض سے بھیر دون اور کچھ دور نہیں ہے کہ او سیکی کمی ہوتا خیرین  
انکے کہ بڑے بے تمیز و تحقیق ہیں اس روایت کو قبول کر کے اہل سنت کے عقین یہ بذیان ٹھہرایا خاص کر  
مجالس المؤمنین والا اپنے کتاب میں قطعی کتا ہے کہ بغض جناب میرض کا بیشک و شبہ اہل سنت کے دلیں رہتا ہے  
بخوف اپنے فی الفین کے بعض فضائل انکے مذکور کرتے ہیں تعجب ہے اس شخص سے کہ ایک عاقل بھی جانتا ہے اور  
دعوی علم قلوب کا کہ خاصہ خدا کا ہے کرتا ہے اسکو اہل سنت کے دل کا حال کیا معلوم کر چکے اَمَّا یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہِ  
اپنی طرح خوف و تقیہ اہل سنت پر بھی لگاتا ہے تو تاریخ میں ہزاروں جگہ دیکھا ہوگا کہ علمائے اہل سنت نے امرائے  
خونریز و ظالم نواصب مذکر کے مثل حجاج یوسف اور ولید کے سامنے اطہار مذہب کا کیا ہے اور جانین اپنی خاندان  
نی یزنا رکین ہیں اور مرزا اختیار کیا ہے نسائی کہ عمدہ محدثین اہل سنت سے ہے بدولت تحریر رسالہ مناقب جناب میرض  
ہشام کے ہاتھ سے شہید کیا گیا علی ہذا سعید بن جبیر کہ حسین رضی اللہ عنہ کو ذریت رسول کی کتا تھا چنانچہ حجاج کو اس سے  
الزام دیا اور اس آیت وَلَکُمْ حُجَّتٌ اَنْ یَّخْبُرَکُمْ اَنْہُمْ عَلٰی قَوْمِہِ سَے استنباط اس معنی کا کہ کل گونہ شہادت سے سرخرو  
دیکھ کس بلا کا تعصب ہے بجا کہ دیدہ کونا دیدہ اور شنیدہ کونا شنیدہ کرتے ہیں اور اگر اہل سنت فحی الفونکے ذکر  
فضائل امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے ذکر کرتے ہیں تو انکے خوف سے طعن اور برائی ان ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کیوں نہیں بیان  
کرتے آہوا سے کہ مخالف انکے یعنی شیعہ صرف فضائل جناب میرض کے ذکر کرنے پر قناعت نہیں کرتے ہیں جب تک  
کہ ضمیمہ ذمیرہ اس کے ساتھ نو کید مفتاد و کیم کہتے ہیں کہ خداے تعالیٰ قیامت کے دن طاعت و عبادت

اہل سنت کی حبائے مشکور یعنی غبار پر گندہ کو دیکھا کچھ تیرہ زمین یا نیکی کے جواب اس کید کا نص قرآنی ہو کافی ہو  
 کہ قول تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِیْعُ اَیْمَنْ اَحْسَنَ عَلَّامًا بیشک اللہ زمین ضائع کرتا ہو بدلا دوس شخص کا جسے نیک عمل کیا  
 اور مَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرْهَہُا جَوْوُیُّ عَلَّامًا جو کوئی عمل کرے نیک برابر ذرے کے دیکھ گیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ  
 غیر و انصاف سے اگر کوئی تمام عمر بلکہ ہزار برس عبادت خدا کی کوے اور زہد و تقویٰ اپنا شعار بنائے کبھی اس کو  
 غامدہ نہیں کرے گا اور عذاب سے نجات نہیں بخشنے کا حال تاں کہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں مخاطبہ شریکین میں کہ عربی  
 ہی عقائد رکھتے تھے فرماتا ہو لَیْسَ بِاَمَانِیْکُمْ وَلَا اَمَانِیْ کُلِّ الْکِتَابِ مَنْ یَعْمَلْ سُوًّا یُحْزِنْہُ وَلَا یُجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْرِ اللّٰہِ  
 وَلَیْسَ لَہٗ اَنْصِیْرٌ وَّمَنْ یَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَہُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَکَیْہُمْ لَہٗا  
 نَفِیْرٌ یعنی نہ تمھاری آرزو پور نہ کتاب والوں کی آرزو پور جو کوئی بُرا کرے گا اس کی سزا پائیگا اور نہ پائیگا  
 اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی نہ ہو گا اور جو کوئی کچھ عمل نیک کرے گا مرد ہو یا عورت اور ایمان رکھتا ہو گا سو وہ لوگ  
 داخل ہونگے جنت میں اور ان کا حق نہ ہو گی اقل ہر اگر شیعہ یہ کہیں کہ جب اہل سنت نے انکار امامت جناب امیر مومنین کا کیا  
 تو ایمان الکا بر جم ہو گیا کس واسطے کہ اعتقاد امامت کا مثل عقائد نبوت کے ضروریات ایمان سے ہو اور یہ اعتراض  
 اوس وقت کا ہو کہ خلافت خلفائے ثلاثہ پر یہ لوگ راضی ہو گئے اور ان کی طرح ہاتھ پاؤں نہ اسے تسلیم اعتراض مذکور کہ  
 جواب میں ہم کہیں گے کہ یہ بات بعید در بعید ہو کہ اہل سنت جناب امیر مومنین کو سختی امامت نجائیں یا کسی اور کو  
 ایسے ظاہرین سے قابل امامت نہ سمجھیں انکار کرین نہایت کار یہ ہو کہ اہل سنت ابو بکر و عمر کو ہی سختی امامت جانتے  
 اور کہتے ہیں کہ جماع امت کا ایک شخص کے مقرر کرنے پر جماعت متحقق امامت سے منعقد ہو امام بالفعل وہ ہو  
 اور ایسا واسطے وقت منعقد ہونے ہیست اہل بیت و کثافت کے ساتھ جناب امیر مومنین کے بدل و کون بھی امام بالفعل جانتے  
 خلاصہ کلام کا یہ کہ خلافت کے اقسام ہیں اگر استحقاق امامت کا نزدیک اہل سنت کے بغض ثابت ہو تو خلافت  
 راشدہ ہو اور اگر بغض اور فریون طغی کے ثابت ہو اس کا خلافت عادلہ نام رکھتے ہیں اور اگر بدون استحقاق کوئی  
 غالب ہو جائے اس کو خلافت جابرہ اور ملک عضوض یعنی کلکینے سلطنت کے جانتے ہیں اور خلافت خلفائے راشدہ  
 ان کے نزدیک راشدہ ہو استحقاق امامت ہر ایک کو اونسے بغض ثابت ہو اور اگر اعتقاد امامت بالفعل ہر امام کا ہر  
 ضروریات ایمان سے ہو تو ایمان شیعہ کی برہمی بھی لازم آتی ہو اس واسطے کہ زمان حیات حضرت امیر مومنین مقتصد  
 امامت حسین بن علی کے نہیں ہیں اور علی ہذا القیاس بحیات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما حضرت امام حسین بن علی کے  
 امامت ہر امام کا زمانے ایک امام میں دوسرے کوئی معتقد نہیں ہو جس اس صورت میں شیعہ بھی منکر امامت جمیع ہر

مہربان کے چنانچہ خود حضرت امیر مذہبی کمین حیات جناب پیر صلحہ امام بالفعل انکے نزدیک نہیں ہیں اس کے سوا اس مسئلے میں شیعہ کیا کہہ سکیں گے یعنی محمد بن حنفیہ اور زید شیعہ کے حق میں کہ انھوں نے اور انکے امثال نے امام زادوں سے صریح انکار مستحق امامت امام زین العابدین اور امام محمد باقرؑ کا کیا کر اور ان دونوں بزرگوں کو اور ان دونوں بزرگوں نے کسی وقت میں امام نہیں جانا پس اگر ایمان محمد بن حنفیہ اور زید شیعہ کا صحیح ہو گا اہل سنت کا ایمان اُنہی سے بہت بڑھکے صحیح ہو گا کس واسطے کہ یہ لوگ ہر وقت میں معتقد جناب امیرؑ کے مسخ یا مٹا ہونیکے ہیں اور اپنے وقت پر امام بالفعل بھی جانتے ہیں اور طرفہ یہ کہ باوصف بغض و عداوت کے جیسا کچھ اس فرقے کو اہل سنت سے ہو انھیں کی کتابوں میں روایتیں صحیح موجود جسے اہل سنت کی نجات معلوم ہوتی ہو جیسا کہ باب معاد میں نقل کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ اہل یہ کہ انھیں ہتھکڑیاں لٹکوا دیں اور تعصب انکی بے تیزی سے پیدا ہو کہ اہل سنت و نواصب میں فرق نہیں کرتے عقائد نو اصب کو اہل سنت کے عقائد سے نسبت کرتے ہیں ابتدا انکی تونا دانستہ تھی مگر انتہا میں ضرور دیدہ و دانستہ یہ بے تیزی اپنے اوپر لازم کر لی ہو اور اسی قسم سے دہری جو انکی کتاب سے مروی ہو کہ اگر انھیں بیشمار مدت تک گناہ خدا کے کریم اور حرام چیزوں نہایت بُرے کو اختیار کرانے سے ہرگز موافق نہ ہو گا عیسایہ بہشت کو جائیں گے بلکہ بعض شیعہ کو ہر گناہ کے بدلے میں حسنات دین گے اور یہ بھی انکی کتابوں سے مروی ہو کہ بعض اعمال شیعہ کے خصوصاً لعن اگلے لوگوں کی مقابل اعمال اکثر انبیاء کے ہیں ایسی یہ بھی ہو کہ گناہ شیعہ کے عبادت نبی سے افضل ہیں کس واسطے کہ گناہ شیعہ قیامت کے دن نیکی سے بدل جائیں گے اور وہ جزائے خیر پائیگا اور عبادت نبی کی حبط اور رعبہ مَنُوراً ہو جائیں گے یہ مفتاد و دوم اہل سنت یہ طعن بھی اٹھو کہ انھوں نے اپنی صحاح میں روایت کی ہو کہ پیر صلحہ کو نماز میں سو ہوا بجائے چار رکعت کے دور ادا کیں اور خبر نہیں کہ یہی حدیث صحاح شیعہ مثل کافی کلینی اور تہذیب ابو جعفر طوسی میں سندوں صحیحہ کے ساتھ مروی اور سابق گذرا کہ سو افعال بشریہ میں کچھ کو تا ہی نہیں کرنا تا نبی کو اس سے بچائیں ہاں احکام الہی پوچھنا نہیں سو ہونا روا نہیں ہو سکتا نبی کو ہوا بھی نہیں کید مفتاد و سوم کہتے ہیں اہل سنت اپنے حدیثوں میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لیلۃ القدر میں نماز صحیح کی فضا ہوئی اور اس جنگل میں ایک شیطان مسلط تھا کہ لوگوں پر اوستے بقول ہندی مسان والدی بس شیطان کا مسلط ہونا آنحضرت معلوم پر ثابت کرتے ہیں یہ طعن انکی اور انکے سامنے سر نہ ہوتی ہو جو انکی کتابوں سے واقف نہیں ہو سکتے نے کافی میں اور ابو جعفر نے تہذیب میں یہ قصہ لیلۃ القدر میں کا سند و طرق متعدد کے ساتھ روایت کیا ہو کہ کید مفتاد و چہارم

یہ آخر بھی اہل سنت پر باذہا ہے کہ یہ لوگ خارجیوں اور حردیوں سے توفیق اور تعدیل کرتے ہیں اور کتب احادیث میں ان سے روایت لاتے ہیں بلکہ بخاری کو کہتے ہیں کہ اس نے اپنی صحیح میں ابن طلحہ سے روایت کی ہے یہ طعن خود ائمہ فاضل اور بہتان ہے صرف محتاج جواب کی نہیں کہ سوا سطلے کہ ہزاروں نسخے ہر کتاب اہل سنت کے شرق سے غرب تک لوگوں کے ہاتھوں میں موجود یہ بھی نہیں کہ تعویذ پارسہ کی طرح صند و قونین میں پڑے ہوں اور علانیہ میں مثل آفتاب روشن کے اونہیں کو کسی روایت ابن طلحہ سے ہے اور خوارج دیکھو اہل سنت تو یہاں تک محتاط ہیں کہ ان کے نزدیک بعض اہلیت اور اہل المومنین نہ تو اوج صحت روایت سے ہیں گوراوی اسکا نیک کردار راست گفتار ہو سوا سطلے جسے حریر بن عثمان کی توثیق کی ہے اسکو انھوں نے غلط رکھا ہے کہ اس نے اسکا ظاہر حال اور صدق مقال دیکھ لیا اور دھوکا کھایا عقیدہ باطنی سے مطلع ہوا کہ وہ دشمنوں جناب میرزا سے تھا اور نہایت بغض رکھتا تھا ابن طلحہ کا حال انکی کتابوں میں دیکھیں کہ اسکا اشقی الاخرین لقب ہے موافق حدیث شریف کے کہ قاتل جناب میرزا کا اشقی الاخرین ہے اور عارف یعنی کوئچین مارنیو الانا قد صالح کا اشقی الاولین غرض ایک قاتل ایسا بد بخت ہے آخرین نہ مانے کے جو بد بخت ہیں اونہیں نہ کوئی ایسا ہوانو کا جسوقت کہ ابن طلحہ نے جناب میرزا کو شہید کیا اور کندہ دوزخ کا بنا بعض حردیوں اسکی تعریف میں شعرا و قصید لکھے اور بڑی تحسین و آفرین کی شعراے اہل سنت نے انکے مقابلے میں کیسے قصید لکھے اور جواب دندان شکن دیے کہ یہ سب اشعار و قصائد استیجاب میں موجود ہیں البتہ بخاری میں روایت مروا آئی ہے جو وجود اسکے کہ وہ بھی جملہ نواصب ہے بلکہ رئیس الکا لیکن مدار روایت بخاری کا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور سند اسکی اپنے ختم ہوتی ہے اگر امام موصوف مروان سے روایت کو بن بخاری کو اس سے احترام کرنا باقی ہوگا اور نیز بخاری نے فقط مروان سے کوئی روایت نہیں کی مسور بن محرز یا اور کسیکو بھی اسکے ساتھ لایا ہی سابق گذرا کہ اگر کوئی منافق یا بدعتی بعض اخبار نقل کرے کہ میں شریک اہل حق کا ہوا اس سے لینا بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے علی الخصوص روایتیں کی ہوئی مروان کی بخاری میں بھی اس حال کے ساتھ جو بیان ہوا دو جگہ سے زیادہ نہیں ایک قصہ جدید میں دوسری قصہ بنی طائف اور بنی ثقیف میں تصویر دونوں جگہ عمل اور عقیدے تعلق نہیں کہتے جنہیں احتیاط واجب ہے صحاح دیگر میں بھی اتنی ہے اور اسی صفت کے ساتھ روایت مروان سے وارد ہے مگر یہ کہ خاص جلیلہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اور شاگرد شیعہ الکا ہے اہل سنت کی کتابوں میں اسکی روایتیں بہت ہیں مگر بعض ناواقف جو اپنے ہمت ناصبی اور خارجی ہونے کی کرتے ہیں انصاف سے بہت دور ہو کر سوا سطلے کہ وہ خاص حوالی یعنی جیلون اور خانہ پرورد ابن عباس سے ہے انکی صحبت کا

میشہ رہنے والا اور بشاکر در شیعہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بالاجل شیعہ اولیٰ اور دوستوں اور مددگاروں جناب میر سید  
 ہین چنانچہ قاضی نور اللہ شہرستری نے بھی اذکر اللہ شیعہ سے شمار کیا ہے پھر کیا ممکن کہ ایسا چیلہ اولگا ہم صحبت اور ہم شہر  
 ہوا اور ان کے عقیدے ایسا دور پڑے کہ تمت ناصبی اور خارجی کی اوسپر ہوا اور ابن عباس باوصف و نیت  
 اوسکے حال کے کہ اس قسم کی صحبتوں میں پوشیدہ رہنا اوسکا محال ہے عادیستہ اپنے پاس سے اوسکو نہ نکالیں اور  
 دوزکرین کی رہفتا و پوچھ کہتے ہیں کہ اہل سنت نماز میں مرہ خاک پر سجدہ نہیں کرتے بس یہ لوگ مشابہ شیطان  
 ہیں کہ اوسنے بھی سجدہ خاک کہ مراد آدم سے ہے مگر کیا اور ملعون ہوا تو کہ تعالیٰ حَلَفْنَاهُ مِنْ تَارٍ وَخَلَقْنَاهُ مِنْ طِينٍ یعنی  
 پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا تو نے اوسکو مٹی سے بعض شعرا انکے اس مضمون کو نظم میں لائے ہیں رباعی  
 اَمْسُكْ دِلْ زَنْتِغَبْ عَلٰی بَاکْ کُرد بایشک تصدیق شاہ لولا کہ دہرہ مرہ نماز کے گذار دینی ہا شیطان رازل سجود ہر خاک کر  
 جواب اس ملعون کا یہ کہ اہل سنت کو خاک پر سجدہ کرنے سے کیا حراز کر اور چیزوں پر بھی جیسے کپڑا اور پتھر حیوانات کا  
 سجدہ کرنا جائز جانتے ہیں اور اخبار مشہورہ میں آیا ہے کہ شیطان نے ملعون ہوئیے قبل کوئی جگہ آسمان وزمین پر  
 نہیں چھوڑی تھی کہ وہ ان سجدہ نہ کیا ہوا اور یہ سب سجدے نامقبول ہوں بدولت ایک سجدہ کرنے کے طرف آدم  
 خاکی کے جو صورت اور پوست گوشت رکھتا تھا پس معلوم ہوا کہ فقط خاک پر سجدہ کرنا پوست اور اوسکے مانند  
 وہ چیز جو خاک سے پیدا ہوئے دوسری صورت ہم پونچھائے اوس سے بچنا اوسکا انجام یہی ہے جو شیطان کا ہوا  
 اور جو کچھ کتب شیعہ میں تحقیر آدم اور بعض نبض حسد انکے اہل بیت نبوی کے ساتھ یا انکار نبوت مروی ومنقول ہے  
 انشاء اللہ تعالیٰ باب نبوت میں ذکر کیے جاویں گے لیکن غور کیا جائے جس شخص کی ترک تعلیم سے شیطان اس درجہ کو پونچھا  
 تحقیر و تذلیل اوسکی اس فرقہ شیعہ کے ساتھ جو تو کیا کیا کر گئی اب انصاف کرنا چاہیے کہ یہ جو اہل سنت کی مشابہت  
 شیطان سے کرتے ہیں بتائیں تو مشابہت کیا ہے اور مشابہ کون ہے اور اشعار جو مذکور ہوئے پہلا شعر تو میں عقیدہ  
 اہل سنت کا ہے دوسرے شعر کا مضمون ناقص ہے کس واسطے کہ شیطان نے خاک پر سجدہ کرنے سے کبھی حراز نہیں کیا بلکہ  
 آدم خاکی کے سجدے سے اگر خیال کر دو تو شیعہ اور سنی دونوں خاک کو سجدہ نہیں کرتے اور انصاف بھی یہ ہے کہ ضرورتاً  
 اگر سجدہ خاک پر جائز ہوا تو خیر ورنہ کیا مناسب کہ نشسنگا اپنی تو واسطے راحت مقعد کے کہ سب اعضا میں ناچیز و متعال  
 نجاست کا ہو مسندون مقیشی زرد دوزی اور نمد و قالین گلگون سے درست کریں اور جب نوبت حضور و مناجات  
 پروردگار کی پونچھی تو خاک لائیں اور اپنے اعضاء بہترین کو کہ سر و چہرہ ہی بمقتضیٰ حدیث اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اَدَمَ  
 عَلٰی صُوْرَتِهٖ بَشَرًا اللہ نے آدم کو یہ کیا اپنی صورت پر اسلیے کہ نظم و صفات و جوہرہ یعنی علم اور قدرت اور نیت

اور دیکھنا اور کلام شل اپنے اسکو چٹا کیا اسکو خاک پر رکھیں حقیقت میں یہ فعل الکا مشاہیر پر مشتملین جاہلیت کے فعل سے کہ حیوانات کی طرح ننگے ہو کے طواف کیجئے تاکہ تھے اور انسانین محبت کے انسان کو عبادت و تعظیم انسان کی طرح چاہیے نہ حیوان کی طرح خاک پر پڑ جائیں بلکہ ہو جائیں اسید اسطے سرور کا مکنا واجب ہو اور کپڑے شرائط نماز سے ٹھہرائے ہین جیسا کہ فرمایا خذُوا زینتکم عندکُم مَّسْجِدَیْہِ یعنی خوب بن سو رکے مسجد و گوجاؤ نہ یہ کہ مہر و خاک پر سجدہ کرو کہ امین بہت سے وہم پیدا ہوتے ہین ایک یہ کہ مہر رکھنا خاصہ کفار و منافقوں کا ہو دوسرے سر خاک پر رکھنا غالباً بر مشعر بحط عمل تیسرے مشاہیر بہت پرستون سے کہ عبادت کی وقت کچھ سانسے رکھ لینے ہین اور علیٰ ہذا القیاس چنانچہ

شعر اہل سنت نے بھی اسکو نظم کیا اور باعی	از بعض حد و مدام و اہل سنت	ہین شیشہ صاف تر از فلک است
بر مہر نماز سیکڑا و شعی	یعنی کہ وہاں مہر پڑ خاک است	دوسرے کہا ہو باعی
تلبیس و تفتیش نہ و رانجام	مہر و دل خیمہ بہت کہ در وقت	از پردہ اخفا بطور انجام
ہمہر بخت و بوج و لا طائل	رافضی راجو بگری بہ سجود	خاک بر سر بود از و حاصل
کہر اواز لوث بغض ناپاک بود	سفلی است اگر چہ بزنہ فلک بود	شیعی در عین اوج معراج نما
پھر کسی نے کہا و قطعہ	ای کا بگری شوم نفاق بغض	کردار نیک ہم صبا و چاک
یعنی غمزہ خویش برابر بجاک کرد	اور کسی کا قول ہو باعی	سنی دل را بیا د حق رستہ کند
شیشے کہ خیمہ بود وقت نماز	دل را بلکوخ خاک و بہت کند	با عی شیشے کہ شیشہ خیمہ است
خاکیکہ شکل مہر در سجدہ نہ	ہر حط عمل طرفہ دلالت دارد	کہید ہفتاد و ششتم

روایتین اپنی نگالی ہوئی جس سے اپنے مذہب کی حقیقت ظاہر ہو اور اہل سنت کا بطلان آوروہ یہ کہ چونکہ مذہب مالکیہ اور ناسیہ مباہلہ کیا فوراً مگر مشہور کرین اونہیں سے ایک یہ بخاشی نے ذکر کی ہو کہ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن قضاہ بن مہران حال ابو عبد اللہ شیخ الطائف نے مناظرہ کیا قاضی موصل کے ساتھ مقدمہ امامت میں روبرو ابن مہمان وہاں کے حاکم رفتہ رفتہ مناظرے نوبت مباہلہ کی پونچھی قاضی نے دوسرے دن کا وعدہ کیا آخر دونوں نے دوسرے دن مباہلہ کیا چنانچہ اپنا ہاتھ ابی مہران کے ہاتھ میں دیا پھر دونوں وٹھ کے مجلس سے چلے گئے قاضی کی عادت ہر روز در دولت امیر بر حاضری تھی جب دور فرماک نہ آیا امیر نے ایک ختم کو بھیج کے حال دریافت کرایا معلوم ہوا کہ جب سے مجلس مباہلہ سے اوٹھ کے گیا ہو تب چڑھی ہو اور وہ ہاتھ جو مباہلہ کیواسطے بڑھایا تھا سوچ گیا اور سیاہ ہو گیا ہو آخر اس کے دوسرے دن مر گیا اور ایسی بہت نقلیں انکے پاس تیار ہین سب فریب و بناوٹ اہل سنت اس قصہ کو نہیں مانتے بلکہ نقل کرتے ہین کہ

یہ مجموعہ بالکبریاں حال تھا آئندہ خدا وقف ہے حقیقۃ الحال سے اٹھا تو تاریخ سے معلوم ہوا کہ یہ ہرانی محال  
 ایک شخص تھا جو شاہ دنیا طلب ہرگز نہ ہو اور بناوٹ کی ہکونہقی ہاگر اس قصہ کو بنا کے اسنے اپنے شیعہ سے  
 روایت کیا ہو کچھ دور نہیں اور شاید قاضی موصل کا مطلقاً منکر امامت حضرت امیر رضا کا ہوا ہو کہ خود فی الفاظ اپنے  
 وجاعت کے ہر کسو اسطے کہ شیعہ سے بھی ثبوت اصل امامت میں متفق ہیں صرف اگے پیچھے امامت میں بحث ہے بل صحت میں  
 مرجعاً قاضی کامباہلے میں سینوں کی انکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہر کسو اسطے کہ موصل کے لوگ اس زمانے میں پڑوس  
 اہل شام کے سب نواصب کے مذہب پر ہو گئے تھے بس یہ احتمال نسبت قاضی کے بہت قریب ہے نہ بیکید ہفتا و دوئم  
 اور انکی روایت بنائی ہوئی ہے یہ کہ شیعہ کو آتش و زرخ لگتی ہی نہیں ہوا اور اسکو ایمہ عظام سے مشہور کرتے ہیں  
 اور بڑے مبالغے اسکی تصحیح میں اور کیا بنایا ہو کہ اس روایت کو راوی نے مرتے وقت روایت کیا ہو اور کہا ہو  
 کہ مرتے وقت جھوٹ بولنا اچھا نہیں من ذلک ما رواہ النجاشی عن الحسن بن علی بن زیاد الوشاء البجلي الکوفي  
 وَكَانَ مَبْنًى مِنْ عِيُونِ الطَّائِفَةِ وَجْهًا مِنْ وَجْهِهِمْ وَهُوَ لَنْ يَنْبَغِيَ لِمَنْ لَصِقَ بِهِ الْخُرَازْمِيَّ احْتِكَابَ  
 الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ دَوَّى عَنْ جَدِّهِ اَبِيكَاسَ قَالَ لَمَّا حَضَرَ تِلْكَ الْوَفَاةُ قَالَ لَنَا اَشْهَدُ اَعْلَيْهِ وَكَيْسَتْ  
 سَاعَةٌ اَلْكَذِبِ هَذِهِ السَّاعَةُ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا يَمُوتُ هَمْدًا يُجِيبُ اللَّهُ وَ  
 رَسُولُهُ وَيَتَوَلَّى الْاَيَمَّةُ فَتَمَسَّهُ النَّارُ ثُمَّ عَادَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ يَمْنَى اَوْ رَوَاتُونَ  
 جو بخاشی نے اس معلے میں کی ہیں ایک یہ کہ حسن بن علی بن زیاد الوشاء البجلي کو فی سے کہ یہ ایک رئیس تھا  
 رئیسوں شیعہ سے اور بڑا نام اور تھا نام اور بنی فوار الیاس صیر فی کائنہ ازین ہر بارون امام رضا علیہ السلام سے کہ اسکی  
 روایت کی اپنے دادے الیاس سے کہا جسوقت کہ اسکی موت آئی کہا میرے گواہ رہو اور یہ وقت جھوٹ بولنے  
 نہیں ہو کہ میں نے امام جعفر صادق ع سے سنا کہ تھے خدا کی قسم نہیں مرنے وہ بندہ جو دوست رکھتا ہو  
 اور اسکی رسول کو اور دوست رکھتا ہو اماموں کو بس ہرگز نہیں لگے گی اسکو آگ اور اسکو وہ بارہ بارہ لوٹا  
 حاصل ترین دفعہ کہا اگر یہ روایت صحیح ہو تو مراد تو لایم سے انکے پیر وہین جو انکے روش اور طریقے پر ہیں جیسے کہ بڑے  
 اولیاء اہل سنت اور عند ایض موافق مدعائے شیعہ کے نہیں ہر جب ہم کہیں کہ مراد ایمہ سے عامی پیشوایان دین ہیں  
 بس خلفائے ثلاثہ بھی انہیں داخل ہیں کید ہفتا و دوئم بعض جھوٹے نہیں سے ایک تصنیف کرتے ہیں اپنے مذہب میں  
 اور انہیں اصول فروع مذہب کی بیان کرتے ہیں اور اس کتاب کو جعفر صادق صبر لگاتے ہیں اور بعض کو لگاتے  
 اصحاب باقر اور اصحاب جعفر پر تو جاہل یقین کر کے اس مذہب کو قبول کر لیں حال انکہ قطعاً تاریخ سے معلوم ہو کہ کوئی



تالیف و تصنیف میں مشغول نہیں ہوئے اور شکوہ امامت بھی اسی بات کو چاہی جو درمختل اور مصنفوں کے  
نشانہ تیر لم ولا سلم و دشمنان کے نہیں مگر صنف فقد استہلک و تحسنہ کہ تصنیف کیا بیشک وہ نشانہ ہے  
کیہ ہفتاد و نو ہم کہتے ہیں اور ارفع چیلہ سرکار بنوی کہ ماجریں سابقین سے تھا اور لڑائیوں میں ہمراہ رکاب  
آنحضرت صلعم کے رہا اکثر دار و فرج نگاہ الکا ہوتا تھا امامیہ سے تھا اور بیعت جناب امیرِ رضے کے کر کے سب لڑائیوں میں  
حاضر رہا تھا گوئی کے بیت المال کا دار و فرج نگاہ الکا ہوتا تھا کہ ذکرہ احمد بن علی النجاشی صلحہ نقد رجال الشیعہ  
من علیہم یعنی جیسا کہ ذکر کیا اسکو احمد بن علی النجاشی نے کہ صاحب نقد رجال شیعہ کا جو او شیعہ کے سوا ان کے  
علما کا اور یہ ایک غریب ہو نہایت نفیحت کر نہ والا اسلیے کہ موت اور ارفع کی باجماع مورخین تھوڑے دنوں قبل شہادت  
عثمان رفسے ہو البتہ اتنی بات صحیح ہے کہ دونوں لڑکے اور ارفع کے عیدہ اللہا و علی ہمراہ رکاب جناب امیرِ رضے کے رہتے  
عبد اللہ کو خدمت نوشت و خواندگی بھی تھی روایتیں اوسکی جناب امیرِ رضے کے کتب اہل سنت میں بت موجود ہیں مگر علی  
اوسکے بھائی کا حال کچھ معلوم نہیں نجاشی نے باپ بیٹوں تینوں کے حق میں محب افز کیا علی بن ابی رافع کو بڑے شاگرد  
جناب امیرِ رضے سے قرار دیا اور ایک کتاب نفقہ میں اوسکی تصنیفات سے جو اپنے مطلب کے موافق ہو ٹھہرائی اور ارفع کو امامیہ  
شاہ کیا اور ایک کتاب سنن و احکام و فقہاء میں کہ موافق امامیہ کے ہو اوس سے منسوب کی حال یہ کہ تاریخ دان تمام چھپے  
اسباط پر ترقی ہیں کہ بعد ہجرت کے سو برس تک کوئی تصنیف اسلام میں واقع نہیں ہوئی اب تاریخ دانی لنگے بڑے بڑے  
علما کی خیال کرنا چاہیے کیہ ہشتاد و نو بعض روایتیں اپنے مذہب کے موافق تاریخ علی بن محمد عدوی ابو الحسن مساطی  
شیعی سے کہ تاریخ طبری کو مختصر کیا اور اوس میں بعض چیزیں بڑھائی ہیں کہ وہ ایک سہل عبارت کے ساتھ مشہور و رائج  
ہوئی ہو نقل کرتے ہیں کہ یہ روایات تاریخ طبری میں ہیں حال لنگہ اہل تاریخ جو طبری کی ہر اوسمیں اولکچھ پتہ نہیں  
اس مختصر جو مذکور ہوئی بہت مورخوں کو دھوکا دیا ہو اہل سنت سے جو اسلئے کہ جو کچھ اوس مختصر میں دیکھتے ہیں  
اوسی کو مل جاتے ہیں کیہ ہشتاد و نو بعض روایا اپنے مذہب کے موافق کسی شخص کی کتاب سے ایسی نقل کرتے  
کہ لوگوں کے خیال میں اہل سنت کی طرح ہیں حال لنگہ بحقیقت ایسا نہیں ہے چنانچہ ابن عقدہ کہ بارودی رافضی اور  
اور ابن قتیبہ کہ بڑا کٹا شیعہ اور خطب خوارزم زیدی غالی تھا اور بعض روایات اون لوگوں سے لاتے ہیں کہ اکثر  
اہل سنت اور کواہی گروہ سے جانتے ہیں حال لنگہ وہ امامیہ ہیں مثل ہشام کلینی کہ اکثر اہل سنت اوسکو اپنے فرقتے سے  
شمار کرتے ہیں اور یہ کہ وہ ایسا نہیں بلکہ نجاشی اوسکو اپنے لوگوں میں لکھتا ہو اور نے واقع بھی یہی کیہ ہشتاد و نو  
اہل سنت کے بعض علماء پر طوفان باندھتے ہیں کہ انھوں نے ارادہ الزام دینے بعض ائمہ عظام اہل بیت کا کیا تھا لیکن

پیش کیا آپ ہی ضعیف و ملزم ہوئے تو لوگوں کو اس عالم بلکہ جمیع علماء اہل سنت سے نفرت ہو جائے اور ایسوی  
 پیروی اور شاگردی کو عار جانیں یہی جنس ہے جو کچھ عیاشی ملایا ہو یا سنا و خود کو ابو حنیفہ نے ابو عبد اللہ سے کہا کہ  
 كَيْفَ تَقْدَرُ سَلِيمَانُ اَلْهَدْيُ هَدِيْنِ بَيْنَ الْيَمِيْنِ كَيْفَ تَقْدَرُ سَلِيمَانُ هَدِيْنِ بَيْنَ الْيَمِيْنِ كَيْفَ تَقْدَرُ سَلِيمَانُ هَدِيْنِ بَيْنَ الْيَمِيْنِ  
 لَا اَنْ اَلْهَدْيُ هَدِيْنِ مَافِي بَطْنٍ لَا دَضْرَ كَا يَرَى اَحَدُ كُوْلِ الدُّهْنِ فَاَلَا تَرَوْنَ دَفْظَ اَبُو حَنِيفَةَ اَلَا اَصْحَابَهُ فَصَحَابَهُ  
 فَقَالَ اَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَا يَصْحَابُكَ قَالَ ظَفَرْتُ بِكَ قَالَ الَّذِي يَرَى مَافِي بَطْنٍ لَا دَضْرَ كَيْفَ كَا يَرَى الْقَوْمُ فِي الشَّرَابِ  
 حَتَّى يَأْخُذُ بِعُنُقِهِ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَا لَعْنَمَانُ مَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اِذَا نَزَلَ الْفَدْرَ عَمِيَ الْبَصَرُ  
 ترجمہ آواسطے کہ بالتحقیق ہر ہر دیکھتا ہو کچھ تہ زمین میں ہو جیسے دیکھتا ہو کوئی تسے روغن شیشے کا سو دیکھا  
 ابو حنیفہ نے اپنے ساتھیوں کی طرف اور ٹھٹھا مارا پھر امام جعفر نے بوجھا کہ کیوں ٹھٹھا مارا کہا تم پر ظفر باب ہو اس واسطے  
 کہ جب وہ زمین کی تہ کی چیز دیکھ لیتا ہو تو بال کیوں نہیں دیکھ لیتا جو اپنی گردن پھنسا تا ہو امام نے کہا اسے نمان  
 کیا نہیں دیکھتا کہ جب تقدیر الہی نازل ہوتی ہو آنگھین اندھی ہو جاتی ہیں اور یہ افرا صریح اور بتان قبیح ہو جبین  
 کچھ شک و شبہ نہیں آواسطے کہ ابو حنیفہ شیعہ کے نزدیک بھی عالم ہیں جاہل نہیں ہیں اور صاحب ثلین و وقار نسفلا  
 وضع سبک گفتار نہ یہ کہ چنگین مارنا اور بڑے لوگوں اور بزرگوں سے گرفت کرنا ممکن نہیں کہ اہل ثلین سے  
 یہ بات وقوع میں آئے اور ہر عاقل جانتا ہو کہ کسی چیز کے دیکھنے سے یہ بات نہیں لازم ہو جاتی کہ اس کے احوال اور  
 غایت کو بھی جان لے اگر ہم ہر جاہل کو زمین پر دیکھے اور صیاد کی غرض سے خبردار نہ ہو کیا بعید وہ دانتے کہ جاہل ہیں  
 ہوتے ہیں اور وہ دانے کہ جلی ہیں ہوتے ہیں ہر ہر کے نزدیک دونوں یکساں ہیں تصور نظر کا نہیں ہو جاہل اور حنبلی  
 دونوں کی علت غائیہ کو جدا جدا جان لینا نظر بازی کو لازم نہیں ہو کہ آواسطے کہ کسی چیز کے دیکھنے سے لازم نہیں آتا  
 کہ اس کی حقیقت کو بھی دریافت کر لے پھر کیا ٹھکانا اس کے منافع اور غایات سے کو دریافت کرنے کا اور ابو حنیفہ ہمیشہ  
 حضرت صادق رضی کی محبت و خدمت کا انخار کرتے رہے اور کہتے تھے کُوْلَا السَّنَدَانِ هَلَاكَ النَّعْمَانِ اگر نہ ہوتے  
 دو برس ضرور مارا پڑتا نعمان یہ بات اونے مشہور ہو چکے ہیں کہ ابو حنیفہ کے دل میں بھی اس قسم کے دعوے  
 گزرے ہوں کہ میں جعفر صادق سے محبت نہ چھوڑوں سو وہ بھی عقلا کے نزدیک بیچ پرچ قابل بحث علماء کے نہیں جیسا کہ  
 تذکورہ اور باجماع مؤرخین طرین کے ثابت کہ جب زید بن علی نے مروانیوں پر خروج کیا ابو حنیفہ نے بارہ ہزار  
 دینار سرخ سے اونکی مدد کی اور کوفہ میں تعریف و توصیف اہل بیت کی کی اور یہ کہ اس وقت میں زید بن علی کی  
 مدد کرنا دین اسلام کی مدد کرنا ہو کہنا شروع کیا بحقیقت یہی باعث تھا کہ نہ تصور عباسی نے انکو قید کیا تھا انکو قتل نہیں

از ہر سے مارا کہ انکو اہل بیت رسول سے محبت و اعتقاد بہت تھا اور جس وقت میں کہ اولاد دینے فوج خراسان  
 اور سیستان میں منصور پر خروج کیا تب بھی یہ لوگوں کو بیعت اور پیروی اونھیں کی تحریر کرتے تھے اور جب  
 منصور نے اسے سوال کیا مَیں أَخَذَتِ الْعِلْمَ يَا نَعْمَانُ کس سے حاصل کیا تو نے علم ای نعمان ابو حنیفہ نے یہی کہا  
 مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ وَعِنِّي عَلِيٌّ وَمِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَحَابِ عَلِيٍّ سے اور علی سے اور اصحاب  
 عبد اللہ رضی بن عباس اور بن عباس رضی سے قصے انکے مناظروں کے جو خارجیوں ناصبیوں کے ساتھ ہوئے ہیں  
 کہ بعض نے انھیں سے ہدایت پائی ہے وہ تقریرات ابو حنیفہ رضی کے مشہور و معروف ہیں از انجملہ یہ روایت صحیحہ  
 انکا ایک حروری پڑوسی تھا نہایت غالی جناب میر رضی کو کافر جانتا تھا ہر چند انھوں نے اسکو ہدایت فرمائی وہ اس  
 اعتقاد و ضیث سے باز نہ آیا نہ انکا کہنا مانا چند روز اس سے ملاقات چھوڑ دی بعد چند روز کے اسکے پاس گئے او  
 تنہائی ہوئی اس پڑوسی ضیث نے ابو حنیفہ رضی سے کہا کیوں آئے کیا کام ہو ابو حنیفہ نے کہا کہ ایک شخص نے تیری  
 لڑکی کے پیغام کو بھیجا کہ وہ کیسا آدمی ہو اور کیا حال اسکا ہو انھوں نے اسکی دولت و شمت اور حسب و نسب  
 اور اخلاق کا بیان کیا اور آخر میں کہا کہ یہ سب خوبیاں تو ہیں مگر ایک عیب بھی ہے کہ یہودی ہے اس پڑوسی نے بہت  
 مہنہ بکاڑا اور گرم ہو کر کہا کہ عجب مرد آدمی ہے تو کہہ مسلمان کو تکلیف یہودی کو لڑکی دینے کی لڑائی ہو تجھ کو اتنا ہوش نہیں کہ  
 مسلمان کی لڑکی یہودی کو کب بونجھتی ہے ابو حنیفہ نے آہستہ کہا اے خواجہ انسا گرم نہو تو کہ ایہ المؤمنین علی رضی کو کافر  
 کہتا ہے میں نے سوچا کہ جب نبی کی لڑکی کافر کو بونجھتی ہے اگر حروری کی لڑکی یہودی کو بونچے تو کیا مضائقہ ہوگا اس  
 حروری نے سر نیچے ڈال لیا اور بعد کچھ دیر کے ابو حنیفہ رضی کے ہاتھوں جو مے اور اپنے مذہب سے توبہ کی اور مخلصوں کو  
 مجبور جناب میر رضی سے ہوا بعد اسد تعالیٰ اس پہلی روایت میں عیاشی غلط و غلط میں پڑا کہ سائل مجبہ حروری تھا  
 اور حسبہ یوحنا وہ عبد اللہ بن عباس رضی اور امین سید ہو کہ قَالَ نَحْنُ الْيَهُودِيُّ لَا يَنْتَابِرُ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ  
 إِذَا بَصَرُوا الْأَرْضَ عَرَفُوا مَسَاحَةَ مَا بَيْنَ الْمَاءِ وَهُوَ لَا يَبْعَثُ شَيْءًا الْفَخْرُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ  
 غَشِيَ الْبَصَرُ كَمَا جَذَرُ حُرُورِي نَعْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَعْنِ تَحْقِيقُ تَوَكُّسًا بِهَذَا جَبْزِ زَمِينٍ كَوْدِي كَيْتَا بِهَذَا بِجَانِ لِيَا بِهَذَا وَفَا صِلَهُ  
 کہ در میان اسکے اور نبی کے ہو اور حال یہ کہ بال کے ایک بال کو بھی نہیں دیکھ سکتا سو کہا ابن عباس نے جب نصیاتی  
 انھیں نہ ہو جاتی ہیں اور اسی قسم سے ہر جو کچھ طبری نے آجملہ میں لکھا اَنَّهُ دَخَلَ أَبُو حَنِيفَةَ الْمَدِينَةَ وَمَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ  
 ابْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا حَنِيفَةَ أَنْ هَهُنَا جَعْفَرُ ابْنِ مُحَمَّدٍ مِنْ عُلَمَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ فَادْهَبْ بِمَا تَقْتَضِي  
 مِنْهُ عُلَمَاءُ فَلَمَّا اتَّبَعُوا إِذَا هُمْ بِأَجْمَعٍ مِنْ شَيْعَةٍ يَنْتَظِرُونَ خُرُوجَهُ فَبَيَّنَّا لَهُمْ كَذَلِكَ إِذْ خَرَجَ غُلَامٌ حَقٌّ

فَقَامَ النَّاسُ حَيْثُ لَمْ يَقَالُوا أَبُو حَنِيفَةَ لَابْنِ مُسْلِمَةَ مِنْ هَذَا الْعِلَامِ فَقَالَ هَذَا ابْنُهُ مُوسَى فَقَالَ لَا حَقِيقَةً  
 بَيْنَ يَاكُورِي شَيْعَةٍ قَالَ مَكَانًا نَقَلَ رِجَالُ ذَلِكَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا فَكَلَّتْهُ نَحْوُ النَّفْتِ إِلَى مُوسَى فَقَالَ يَا عِلَامُ ابْنُ  
 يَصْنَعُ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ فِي مَدِينَتِكَ هَذِهِ فَقَالَ يَتَوَارَى خَلْفَ الْحِجَارِ وَيَتَوَارَى عَيْنَ الْجَارِ وَشَطُوطُ الْكَاهِنِ وَمَسَا  
 الْبُخَارِ لَا يَسْتَقِيلُ الْقَبْلَ وَلَا يَسْتَدْرِي هَاجِمًا يَضَعُ حَيْثُ شَاءَ وَدَاخِلُ هُوَ أَبُو حَنِيفَةَ مَدِينَةِ مَنَ وَارِثُكَ سَاطِعُ عَبْدِ اللَّهِ  
 ابْنِ سَلِيمٍ تَقِي سَوَكَا أَوْ سِئَ أَبُو حَنِيفَةَ بَنِيَانِ جَعْفَرُ صَادِقِ بْنِ عَلِيٍّ أَلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ بَسْ جَلُوتِ وَحَاصِلُ كَرِيمِ اَوْ سَيِّدِ كُجِّهِ عِلْمِ  
 جَبِ دُونِ أَنْ لَمْ يَكُنْ دُكْمِي اِيكْ جَاعَتِ شَيْخُ اِمَامِ سَيِّدِ مَنْظَرِ اَوْنِ كُنْ كُنْ كِي پَسِ اَوْ سَ حَالَتِ مَن كُنْ مَنْظَرِ مِثْلِي تَقِي اِيكْ جَوَانِ  
 نَوْعِ نَكَلِ بَسْ كَهْرُ سِ هُوَ كُنْ سَبْ لَوْ اَوْ سَيَّ اِيكْ اَبْتِ سِ بُو جَعَا اَبُو حَنِيفَةَ نَسْلِي سِ سِ كِي يُو اَن كُونِ كِي كَا يِهْ اَوْ لَكَا بِيَا يِ  
 سَوِي نَامِ بِيَهْ كِي اَمِنْ جَوْمَتَا هُونِ اَوْ سَيَّ اَبْتِيَانِي رُو بُو اَوْ سَيَّ شَيْعِي كِي كَا بَسْ كِي تَوَقُّدِ رَتِ اَسَابَتِ بَرِيَا نِيَا كِي كَا اَبُو حَنِيفَةَ  
 كَمَا تَقِي اَوْ خَالِي مَن اِيَا كِي وَا لَكَا بِيَهْ اَن غَاتِ كِي اَوْ سَيَّ كِي طَرَفِ اَوْ كَمَا اِ سِ طُغْلِ كَمَا نِ جَارِي كِي اَدَمِي حَاجَتِ اَبْنِي  
 تَمَّارِ سِ اِسْ شَهْرِيْنِ جَوْمَدِيْنِي كِي اَمِنْ اَبْتِ كِي دِيَا رُكِي اَوْ بِيَجِي پَاسِ كِي اَدَمِي كِي دِيَكْنِي سِ اَوْ كَنَارِ هِنْدُونِ اَوْ رِ  
 جَنِ جَلُودِ مَن مِيو سِ دَلْتِي هِنِ اَوْ رِ وِشْتِ قَبْلِي كُو نَكْرِ سِ بِيَهْ فَنَافِ حَاجَتِ كِي جِهَانِ جَلِي سِ يِهْ رَوَا يَتِ بِي  
 بَرِ سِ بَرِ جَمُوعِ مَعْصُوبُونِ رَفِضِ سِ هِي صَحِيحِ اَوْ تَنِي كِي اَوْ عِلْمِ شَيْعِي نِي اَبْنِي كِتَابُونِ مَن رَوَا يَتِ كِي اَوْ اَوْ  
 اَهْلِ سَنَتِ نِي بِي نَقْلِ كِي اَوْ سَطُورِ پَرِ اَدَا خَلِ اَبُو حَنِيفَةَ الْمَدِينَةِ زَادَ قَبْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ  
 اَتَى الْوَلَدُ الرِّصَادِي فَبَجَسَ نَيْطَهُ وَخَرُوجَهُ فَخَرَجَ ابْنُهُ مُوسَى وَهُوَ صَغِيرٌ فَقَامَ وَقَرَأَ ثُمَّ قَالَ يَنْ يَصْنَعُ الْعَرَبُ حَاجَتَهُ فِي  
 بَلَدِهِمْ ذَا جَاهَا ذَكَرَ سَابِقًا فَقَالُوا أَبُو حَنِيفَةَ اللَّهُ أَهْلَكُمْ حَيْثُ يُجْعَلُ رُسُلَتُهُ يَعْنِي جَبِ دَاخِلِ هُوَ اَبُو حَنِيفَةَ  
 مَدِينَةِ مَن زِيَارَتِ كِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي بِيَهْ صَادِقِ رَمَكِ كِهْرَانِي اَوْ رِيْطِي مَنْظَرِ اَوْنِ كُنْ كُنْ كِي هِنِ  
 اَوْ لَكَا اِيكْ اَوْ كَا جَوْمَتَا سَا نَخْلَا اَبُو حَنِيفَةَ كَهْرُ سِ هُوَ كُنْ اَوْ رِ عِلْمِ كِي بِيَهْ اَوْ جَعَا كَمَا نِ فَنَافِ حَاجَتِ اَبْنِي پَنِي اَبْتِيَانِي  
 اَوْ كَرِ سِ عَرَبِ كَا اَدَمِي تَمَّارِ سِ شَهْرِيْنِ اَبْسِ جَوَابِ دِيَا اَوْ سِ اَشْكِي نِي اَوْ كُو جِيَا كِي اَوْ رِ كَنَارِ اَوْ رِ اَبُو حَنِيفَةَ نِي كَمَا  
 خَدَا رُبِ جَانَا يِ جَانِ رَسَالَتِ اَبْنِي مَقَرِّ كَرَنَا يِ يَعْنِي وَهْ لَوْ قَابِلِ وِلَا يَتِي مِي هُوْتِي هِنِ اَنَسِ رَوَا يَتِ صَحِيحِي سِ مَعْلُومِ  
 كِي اَبُو حَنِيفَةَ رَحْمَتِي اَن كِي فَمِ ذِكْرِ سِ تَعَجِبِ كِي اَوْ اَطْفَالِ رَسَالَتِ سِ سِجْمِي كِي يَنْ سَوَالِ كِي جِيَا كِي اَطْفَالِ عَلِي خَانِ  
 اَوْ رِ مَن مَن مِي جِي اَن كِي دِي هُو شِي پَرِ فَنِي كُو دِيَكَا اَن كَا اَسْتِحَانِ كَرِي هِنِ اَوْ اَشْرَابِ بُو جَعْتِي هِنِ اَوْ سَطِ كِي هَمِ وَدَا جَا  
 عَلِي خَانِ نُونِ كَا اَوْ رِ حَقِيقَتِ اِسْ سَأَلِ كُو سَوَالِ كَرْنِي سِ يَا تَوْ مَضْبُوطِي اَبْنِي اَشْقَادِ كِي مَنْظُورِ هُو تِي اَبْنِي  
 بَلَنْدِ رَتَبِي اَوْ سِ خَانِدَانِ كِي غِي بَرِ نَارَادِهْ كِي بُرَا يِ دَا اَزَامِ كَا كِي مَشْتَادِ وِ سَوْمِ كِي هِنِ اَوْ خَلِيفَتِ

جنگی امامت حق ہوئی کے اہل سنت قائل ہیں اور کو خود اپنی امامت میں شک و تردد تھا بخلاف حضرت امیر رضا کہ انکو کچھ تردد تھا یہ خوب یقین و بصیرت اپنے حال کو جانتے تھے اور بیرونی یقین کی بترجہ بیرونی شکست اور اس شکست امامت کرنا کو خلیفہ اول سے ایک روایت اپنی وضع کی ہوئی نقل کرتے ہیں کہ مرتے وقت یہ کہتے تھے یا لکھنؤ کنت سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال انصاری فی هذا الامر شیء یعنی ای افسوس میں پوچھ لیتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انصار کا بھی اس خلافت میں کچھ حق ہو شیخ ابن مطہر حلی نے جو یہ کلام موضوع سنا یہی زبان درازی اور بلند آہنگی شہسود کی حتی کہ اپنی سمجھ میں مناظر کے میدان سے گیند ہی لیگیا اہل سنت کہتے ہیں یہ روایت سراسر افتراء اور دلیل افتراء کی یہ کہ خلیفہ اول کو اگر انصار کے مقدمے میں تردد تھا تو بعد اپنے نص امامت کی عمر بن الخطاب پر کیوں کرتے اور نہ ہوتا تو انصار کو وزارت وغیرہ میں تو شریک ضرور کر جلتے اور اگر یہ روایت خلیفہ اول رضے سے صحیح ہوتی تب ہم یہ کہتے کہ مدعا اوں کا یہ تھا کہ کاش انصار کے روبرو آنحضرت سے میں پوچھتا ہوں انصار جواب باصواب اور کا خود آنحضرت سے سن لیتے اور مجھے مکمل ہوتا کہ اب بسبب غیبت کے مکمل ہوئے اور بالفرض مانا کہ اولے صادر ہی ہوتا ہاں جناب امیر رضے سے جو حکم تکمیل اپنی خلافت کی وقت وقوع میں آئی اوس سے بڑھ کے نہیں کہ اسی سبب سے خارجوں اور حوریوں نے بدعت افتراء ہو کے ان پر خروج کیا اور کہا کہ اس شخص کو اگر اپنے اوپر یقین امامت کا ہوتا پناہیت کیوں کرتا جس معلوم ہوا کہ بے نص و بے استحقاق دعوی اس امر بزرگ کا کیا تھا جب چلتا معلوم ہوا تو صلح پر راضی ہو گئے اور پناہیت کی اور یہ بھی ظاہر کہ خلیفہ اول کی نسبت جس بات کو لگاتے ہیں اب تک کسی غیر سے سوائے کذابان روافض کے صادر ہونا اور کا منقول نہیں ہوا مگر صدور پناہیت کا جناب امیر رضے سے ایسا کہ چھپاے چھپتا نہیں علاوہ اسکے خلیفہ اول کے قول پر کوئی مفسدہ نہیں اٹھا کہ واسطے کہ انصار نے پھر دعوی خلافت کا نکلیا اور حضرت امیر سے جو حکم صدور میں آئے بشمار فساد مرتب ہوئے اول یہ کہ خلافت و امامت خاندان اہل بیت نبوت سے نکل گئی جسے قابو پایا کسی نے پھر ان کے واسطے نہ چھوڑی اسی سند سے کہ اگر اس کام میں یہ اپنا کچھ حق سمجھتے پناہیت کیوں کرتے نجلہ ان کے خروج حروریہ کا اور تسلط و اوصاف اور مروانیوں کا ملک شام پر کہ سب پر خلفائے ثلاثہ مہسلط تھے اور راضی ہونا لوگوں کا اور دن کی حکومت پر انکی حکومت چھوڑ کے تمام یہ سب باتیں جناب امیر رضا کے عہد میں ہوئیں کید ہشتاد و چہارم کہتے ہیں بزرگی امیر المؤمنین رضا کی اس سبب کو پوچھی کہ لوگوں کی الوہیت کے قائل ہوئے ہیں کہ ایسا غلو و عقائد کا خلفائے ثلاثہ سے کسی کے حق میں نہیں ہوا اس جناب امیر

افضل اور الباقی بااست و خلافت ہیں خلفائے ثلاثہ سے اور جیسے فوارق عادات یعنی کرامتیں کثرت جناب امیر سے  
 ہوئیں خلفائے ثلاثہ سے نہیں ہوئیں یہ بھی دلیل سببات کی ہے کہ خلافت و امامت حق جناب امیر مدنی کا تھا  
 یہ تقریر مشابہ تقریر نصاریٰ کے ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ جیسا کچھ عقائد بڑھا ہوا لوگوں کا حضرت مسیح کے حق میں ہے وہ علوم  
 اور معجزات و آلاء ان کے حق میں اس قدر غلو لوگوں کو حاصل نہیں ہے اور نیز کرامتیں اور معجزے عظیم جیسے حیات موتی  
 یعنی مروے زندہ کرنا اور لنگڑے کو زخمی اچھے کرنا ہمیشہ حضرت مسیح سے صادر ہوتے رہے نیز آخرا زمان سے اس  
 قسم کی چیزیں صادر نہیں ہوئیں اگر ایک دو بار کوئی واقع ہوئی مشورہ نہیں ہوئی بس وین حضرت مسیح کا حق  
 اور اولی قابل پیروی کے ہے حافل کو ان باتوں کے سننے سے عجیب حیرت ہوتی ہے کہ اس بات سے جو لوگوں نے عقائد  
 الوہیت کا حضرت مسیح و جناب امیر مدنی میں خلاف واقع کیا انکو کیا فضیلت و بزرگی ہوگی اس واسطے کہ اجلان عربی  
 اور لات و منات کو بھی تو یہی عقائد کرتے تھے اور انفاط الوہیت کے اوپر جاری رکھتے تھے اگر ایسے ہی جاہل نابصیر  
 یا اجلان اور انشال اونکے باغوا عبد اللہ بن سبا کے حضرت امیر مدنی کے حق میں عقائد پیدا کریں اور ایسے الفاظ  
 استعمال میں لائیں تو کیا بزرگی ہوئی جاتی ہے اور اگر کسی کو کہ مدار کا بزرگی کا اعتقاد وہام کا لانعام پر ہو تو چاہیے  
 کہ شیخ سد و وزیرین خان اور انشال انکے تمام بزرگوں گذشتہ سے کہ ایسے مقام پر اونکے نام لینا کمال بے ادبی ہے کہ  
 زیادہ افضل اور احق ہو جائیں معاذ اللہ من ذلک اور عجیب علمائے شیعہ سے کہ ایسے عقائد فاسد کو دلیل ایسے بڑے  
 مطالب اصولیہ کی جاتے ہیں چنانچہ ایک نے انہیں سے ایک شعر کہا ہے اور شافعی پر لکھا ہے شعر کہ فی فضل مولانا علی  
 و توحید الشافعی فی الدنیا و الدنیا علی کا ربہ آم فرماتے ہیں اور شافعی مر گیا اور ہوز زمین جا بنا کہ علی ربہ و سکا ہی بارہ و سکا  
 خدا ہے اور شیعہ جو کثرت صدور معجزات کو دلیل فضیلت ٹھہراتے ہیں کہ جس سے معجزے کرامتیں زیادہ ہوں وہی افضل  
 خود شیعہ کے موافق بھی یہ ٹھیک نہیں آتا اس واسطے کہ مہدی سے انکے نزدیک اعتقاد معجزے ہونے والے ہیں کہ اونکے اجداد  
 بزرگوار سے نہیں ہوئے ہیں حالانکہ اس بات سے تفضیل مہدی کی اونکے اجداد پر نہیں ہو سکتی ورنہ فضیلت اونکی  
 جناب امیر پر لازم ملے کہ یہ باطل ہے یا جماع شیعہ و سنی تعجب بڑا ہے کہ شیعہ شاعریہ کہ انکو اعتقاد و عقائد سے جو قائل  
 الوہیت کے ہوئے ہیں وحشت و تماشی ہے بظاہر تو بعض غیبت خاطر کی طرف ان تقریرات اور جوش انکے ہیں غلو  
 الوہیت سے رکھتے ہیں اور بعض انہیں سے اطلاق لفظ الہ اور اعتقاد حلول کو صریح مکروہ و محسوس جان کہ جناب  
 کو سرخنی کہتے ہیں اور انکا قول ہے کہ جو کوئی اس سرخنی کو ظاہر کرے خون اوسکا جائز ہے چنانچہ ایک شاعر نے انکے

بعض شعراے منظوم کیا ہوا یہاں لکھتے ہیں کہ **مَوْنِي الطَّهْرُ حَيْدَرُهُ**، **بَعْدَهُ عِلْمُهُ مِنْ دَوَى الشَّيْبِ**، یعنی  
 مت جاؤ جو کہ میں نے جو عشق چھو کا اختیار کیا ہوا ہے علم اور برتر ہونے الٰہی سب کے سب کو دل شیعہ اپنے کلی معرکہ  
**وَكَا التَّلَذُّلُ فِي الْحَنَاتِ مِيْنِ اَرْبَعٍ**، **مِنْ اَوَّلِي شُعَابَتِ كَسَبِ جَوَاهِرِ اِيك مَرْكَبِ مِيْنِ هَوِي** جو مطلب یہ ہے کہ اوکے سب  
 جنوں سے ملندہ ہوں، **وَكَا التَّلَذُّلُ مِيْنِ اَوَّلِي شُعَابَتِ كَسَبِ جَوَاهِرِ اِيك مَرْكَبِ مِيْنِ هَوِي** اور نہ واسطے غلامی  
 و تش و زنج کے اور نہ امیدوار ہوں کہ آتش و دوزخ سے میرے بچاؤ کے واسطے سفارش کروں، **مَلِكِي عَرَفْتُ هُوَ**  
**السِّرِّ اَخْفِي فَإِنْ هَا زَعَمَ حَلَوُ قَتْلِي دَعَا لِي**، لیکن یہاں میں نے اونکو کہ وہ بھید غرضی ہیں پس اگر ظاہر کرد  
 و سکھ لوگوں کے نزدیک واجب القتل اور واجب التعزیر مٹوں، **يَصِلُ لِي عَنْهُمْ دَعَا لَدَا وَاعِدُ كَالْعَاءِ كَغِيْرِ**  
**عَنْهُ صَاحِبِ الْكَلْبِ**، باز رکھتا ہوں لوگوں کو اون سے وہ مرض جسکی دوا نہیں یعنی جل و دانا دی جیسے پانی کہ اس سے  
 نہ پھیرتا ہو سگ گزیرہ تبض علانکے اسکی تائید میں لاتے ہیں کہ جناب پیغمبر نے اپنا شانہ انکے قدم کے نیچے رکھا چنانچہ  
 قصہ سکا یہ کہ جب آنحضرت فتح مکہ کے دن کہے میں داخل ہوئے بہت بہت اس کے اندر رکھے دیکھے سکھو تو  
 پھینکا مگر ایک بت کہ ایک اونچے طاق پر رکھا تھا آپکا ہاتھ وہاں نہ پونچھا حضرت میرفت کہا کہ میرے شانے پر  
 چڑھ کے اس بت کو بھی توڑ دو اپنے پاس ادب آنحضرت سے فرمایا کہ آپ میرے شانے پر چڑھیں حضرت نے فرمایا  
 کہ تم کو حاکم باریت اوٹھانے کی تنوکی آئیں علم کو کہ چڑھنے میرفت کی آنحضرت کے شانے پر کیا تھی کو سنا غرضی  
 اس واقعے میں درکار ہوا اور حدیث ہجرت میں یعنی جب مکہ سے مدینے کو اونٹنکے ہیں آیا کہ خلیفہ اول ابو بکر صدیق  
 شب ہجرت آنحضرت مسلم کو بیٹھ پراوٹھا کے اور اونٹنوں کے بل جل کے کئی کوس لینگے پورا باؤن زمین پر نہیں  
 تا نقش قدم نہ بنائے جو کفار سرخ لگائیں اس فتح پر کمال قوت ابو بکرؓ اور تحمل باریت کا کیسا ثابت ہوتا ہو بلکہ  
 یہ قصہ کہ جناب میرفت آنحضرت کے شانے پر چڑھ اگر جو روایت کیا گیا اور زبان زعموم بھی ہو لیکن صحیح حدیثوں میں اس  
 بابا نہیں جاتا جو قابل الزام دینے کے ہو جو چھ حدیثوں میں ہو بس اس قدر **هِيَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكُفْبَةَ**  
**اَيَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ ثَلَاثَةِ دَسْتُوْنَ نَعْبًا فَنَحَلَ بِطَعْمِهَا لَعُوْرَ فِي يَدِهِ**، **وَقِيْلُ جَاءَهُ اَتَمُّ وَهُوَ الْبَاطِلُ**  
**لَنْ الْبَاطِلُ كَانَ دَهْوًا فَكَانَتْ يَسْقُطُ اِثَارَةُ يَدِهِ** ترجمہ تحقیق داخل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہے میں فتح کے دن دوا  
 یکہ کہے کے گرد میں ساٹھ بت تھے آپکے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی کہ بت کو چھو کے فرماتے تھے اب حق آیا اور باطل جاگا  
 بیشک باطل جانے والا ہوتا ہو پس بت آپکے ہاتھ کے اشارے پر گر پڑا تھا یہ روایت یوں ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ  
 بجز اشارہ دست مبارک کے کرتے تھے حاجت شانے پر چڑھنے کی تھی حدیث میں حول الہیت و لنگان ہوتا ہو کہ

فتح مکہ کے  
 صحت سے

حدیث ہے

شاید یہ قصد کیے گئے کہ اگر وہ بتو لگا ہوا مذہبوں کے کچھ کو دوسرے وقت جس طور پر کہ روایت کی ہو اس طرح توڑا ہو  
لیکن اہل سنت کی کتابوں میں اس قدر مذکور ہے کہ کچھ کی دیواروں پر جو تصویریں بنائی تھیں ان کو کوپانی سے دھوا  
اور اسارہ بن زید کہ نسبتی زادہ ایک تھا پانی زرم سے لانا تھا آپ دست مبارک سے دھوتے تھے جبے بہت تعداد مجسمہ کی  
پونجی کہ وہ بت تھے حکم فرمایا کہ خانہ کعبہ سے باہر بجائیں چنانچہ صورت حضرت اسماعیلؑ اور ابراہیمؑ کی بھی نکالی کہ ان کے  
ہاتھ میں بانے فال تھے یہ دیکھ کر حضرت سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت خدا کی ہو ان کا فردن پر جانتے ہیں کہ  
ان دونوں بزرگوں نے کبھی یہ کام نہیں کیا ہو جھوٹ ان کے ہاتھ میں قرعے دیے ہیں کید ہشتاد و پنج جسم  
اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ یہ مذہب ابو صفیہؓ اور شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ کا اختیار کرتے ہیں اور مذہب یار کا  
اختیار نہیں کرتے حال آنکہ اہم پیچند وجود سزاوارتر اسکے ہیں اول یہ کہ اہم سب جگہ یارے رسول کے ہیں رسول کے  
گھر میں پرورش پائے ہوئے آپ کے سے قاعدے رسوم شریعت کے سیکھے ہوئے موافق مثل مشور کے اہل البیت ادری  
بما فیہ یعنی گھر والے خوب جانتے ہیں جو کچھ گھر میں ہو دوسرے اہل سنت بھی متبع جانتے ہیں کہ اتباع اہم کا دائرہ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي نَارُ لَوْ كُنْتُ الْغُلَّيْنِ إِنَّ مَسْكَكُمْ بِمَا لَمْ تَصْلَوْا بَعْدِي كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي أَهْلِي بَيْنِي  
وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أَهْلِي بَيْنِي مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَّى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ نُونِي حِينَ تَوَلَّى  
اوپر مسطور ہو چکے ہیں تیسرے علم اور بزرگی اور تقویٰ اور عبادت اہم کے سنی شیعہ دونوں قائل ہیں اور جسکی  
بزرگیان بالاتفاق ہوں وہ اوس سے شایان اور لائق تر ہو جسکی بزرگی میں اختلاف ہو جواب اس کید کا یہ کہ امام  
صرف نائب نبی کا ہی اور نبی صاحب شریعت ہونے صاحب مذہب اس واسطے کہ مذہب نام ایک راہ کا ہے کہ بعض امتیون کو  
فہم شریعت میں کلماتی ہو اور اپنی عقل سے چند قاعدے قرار دیتے ہیں کہ موافق اون قاعدوں کے مسائل شرعیہ  
اوسکے قاعدے لگاتے ہیں اس واسطے ان میں احتمال صواب و خطا کا ہوتا ہے اور جو کہ امام خطا سے معصوم ہے حکم نبی کا  
رکھتا ہے نسبت مذہب کے جمیع صواب و خطا کا احتمال ہے امام کی طرف معقول نہیں ایسی ہی نسبت مذہب کی خدا  
اور جبرئیل اور دیگر ملائکہ اور تمام انبیاء کی طرف کرنا کمال بخیر دی ہو بلکہ فقہاء کو بجا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یقیناً اہل سنت  
اور شافعی رہے فصل ہیں صاحب مذہب نہیں جانتے البتہ ان کے افعال و اقوال کو ماخذ فقہ اور دلائل حکام کا لگتے  
اور ان کو دسید حصول علم شرعی کا جانب غیبی جانتے ہیں بس اتباع فقہاء مذکورین کا اتباع اہم کا ہے کہ انھوں نے  
فقہ اور مذہب اور قاعدے سب حضرات اہم سے لیے ہیں اور ان کو انکی شاگردی کے رتبے کو بونچا یا ہو بس تبع اہم  
اہل سنت کا رتبہ پیغمبر اور صحابہ کا ہے کہ اتباع اولیاء تو مقصود انکا ہے لیکن نسبت مذہب آپ ان کے ساتھ نہیں کرتے

جواب پروردگار عظیم

اور مذہب



اور اگر شیعوں کا اہم حال کھولیں تو یہ بھی اتباعِ اذن کو گونا گوارتے ہیں جو لوگ ایمہ سے ایکو منسوب کرتے ہیں مع دعویٰ اختلافِ علم کے ایمہ سے نہ اتباعِ ایمہ کا بلا واسطہ ہاں انما فرق ہو کہ تابعین اہل سنت اصول و عقائد میں مخالف ایمہ کے تھے کہ ایمہ نے انکو خوش ہو کے بشارت میں دین بخلاف تابعین شیعہ جیسے ہشامین اور اہل طاق اور ابن امین اور شل انکے کہ صریح عقائدِ اصلیہ میں خلافِ ایمہ کے گزے ہیں اور خدا سے تعالیٰ کے جسم و ہاتھ وغیرہ ہونیکے قائل ہیں حضرت ایمہ ان سے برائے ہی کرتے تھے ہیں اور انکے بطلانِ عقائد پر گواہی دی ہو اور مضمری کہا ہو چنانچہ یہ سب مطالب باب سوم و چہارم میں مذکور ہے روایات معتبرہ شیعہ کے نقل کیے جائیں گے ان فرض نفس الامریہ بات ہو کہ منصبِ امام کا اصلاحِ عالم کی ہو یعنی بھلائی ان اور ازالہ فساد یعنی بُرائی ان مسا دنیاس جس فن میں کہ تصور دیکھے او کی تکمیل کرے اور جو نیک روش ہو اور کو اپنے حال پر چھوڑے تا نہ تحصیل حاصل ہو نہ سستی عمل ضروریات میں واقع ہو حضرت ایمہ نے اپنے زمانے میں سب سے اہم مہمات یعنی سب کاموں میں بڑا کام اپنا سلوک و طریقت کو ٹھہرایا تھا اور مقدمہ شریعت کو اپنے یاروں رشید اور مصاحبوں حمید کے ذہن پر حوالے کیا تھا اور آپ متوجہ عبادت اور ریاضت اور درستی باطن اور افکار و وظائف معینہ اور تعلیم و معاون اور ناز و آراستگی اخلاق اور انفاق کرنے فرائد سلوک کے طالبوں پر اور رہنمائی ان کی اور نکالنے حقیقت اور معرفت کی باتیں کلام اللہ تعالیٰ اور کلام رسول صلعم سے ہمیں مشغول رہتے تھے جو کہ اس مشغل کیواسطے خلوت اور عزت ضروری لہذا خلوت و دست و عزت گزین ہوتے تھے التفاتِ استنباط اور اجتماعِ انتہا ایسواسطے باریکیاں اور پوشیدگیان حقیقت و معرفت کی ان سے بہت منقول ہوئیں چنانچہ اہل سنت اپنے سلسلہ قادریہ وغیرہ کی نسبت منحصہ انھیں کی ذاتوں عالیہ سے رکھتے ہیں اور حدیثِ ثقلین یعنی لُتٰی تَادِرُکُ ذٰلِکُمُ الثَّقَلٰیْنِ بھی اشارہ انھیں طریقوں ارشاد سے ہو کہ سواسطے کہ کتاب اللہ و اسطے ظاہر تعلیم شریعت کے کافی ہو اور علم لغت اور اصول جہاں تعلق وضع اور عقل سے ہو نعم شریعت کی امداد کو بہت ہو کسی امام کے ارشاد کی حاجت نہیں اور جو کچھ محتاج تعلیم امام ہو باریکیان سلوک طریقت کی ہیں کہ ظاہر کتاب اللہ سے سمجھی نہیں جاتیں حضرت ایمہ نے بھی ان اشارات کو سمجھ کے باگ توجہ کی اسی امر ضروری کی طرف پھیری ہو اور امرار اول یعنی شریعت کو بطور محل انفاق فرما کے علم و عقل مجتہدین پر چھوڑا ہو اسی سبب سے کوئی تالیف و تصنیف کسی کتاب کی یا کسی علم کے حصول کی اصل نکانا یا فروغ کی فروغ پیدا کرنا کسی امام سے بائی نہیں گئی کہ شیعہ اور سنی دونوں بہر متفق ہیں اگر ایسا ہوتا تو ہر وہابی کیا تھی الکی کتاب یا انکی جمع کیے کسی فن سے سب کام ہی نہ منجھاتے کیسکی حاجت کیا ہوتی بلکہ ایسا ہوا ہو کہ روایات مسائل اور احکام کے بارانِ ایمہ میں تو مستفہر رہے ہیں اور قاعدے استنباط کے جزئیات میں پوشیدہ اور مخفی رہے نہ لایہ

ایسے شخص کی ضرورت ہوئی کہ ان سب روایتوں کو ثبت کرے اور قواعد کا متبع کہے علیہ کرے اور رسم اور زین و شہاد  
ہیٹا کرے آپ معلوم ہوا کہ جیسی کسی مذہب کی نسبت کسی امام کی طرف ہمیں ہر ایسا ہی اتباع امام کا بھی بلا واسطہ ممکن  
نہیں اور وہ واسطہ سولہ مجتہد کے کون ~~ہو~~ <sup>ہو</sup> مقلد کو اتباع شریعت پر نہیں واسطہ کرنا مجتہد سے ضروری اور  
شیعہ میں چند اول مرتبہ اتباع ایک کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن مسائل غیر مخصوصہ ائمہ میں یعنی جبکی صراحت نہیں علماء  
مجتہدین اپنے کو مثل ابن عقیل اور عضایری اور سید مرتضیٰ اور شیخ شہید کو متبع مانتے ہیں اور انہیں کے اقوال پر کوئی  
روایات صحیحہ اخبار میں ایسے ہوں فتوے دیتے ہیں چنانچہ باب فروع میں بطریق نمونہ تھوڑا سا مذکور ہوگا انشاء اللہ  
اور جبکہ رہنمائی اوس مجتہد کے اقوال اوسکے مخالف بعض روایات ایسے ہوں انکے نزدیک جائز ہوئے اس لئے کہ  
اتباع ابو حنیفہ اور شافعی میں کیا گناہ لازم آئے گا اتنی ہی بات تو یہ کہ بعض اقوال کو یہ مخالف بعض روایات ایسے کہ لائق  
مگر اصول و قواعد میں جو باہم متفق ہیں یہ مخالفت کچھ ضرر نہیں کرتی اور نیز اتباع سے خارج نہیں کرتے جیسے کہ محمد بن  
حسن شیبانی اور قاضی ابویوسف رحمہما اللہ اور تابع ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے ہیں اور بہت جگہوں مخالفت انکی اختیار کی ہو  
علیٰ التامیہ مذاہب میں اور ابن الاثیر جزیری صاحب جامع الاصول نے کہ حضرت امام علی بن ہوشی رضا کو مجدد مذہب  
امام کا قرن ثالث یعنی تیسری صدی میں کہا ہے سومرا دوسری یہ کہ امام سید اپنے مذہب مدون کو دوسرے پوچھتے ہیں اور  
اوسوقت میں ماخذ اپنے مذہب کا اوسکو جانتے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ علقمہ تابعین میں اور عبداللہ بن مسعود صحابہ میں  
بانی مہابی مذہب جعفری کے ہوں ہیں یا کہتے ہیں کہ نافع اور زہری قرن تابعین میں اور عبداللہ بن عمر قرن صحابہ میں  
بانی مذہب مالکی کے ہوں ہیں اور یہ بات جو ابن اثیر نے لکھی ہے موافق گمان و اعتقاد امامیہ کے لکھی ہے جیسا کہ ہر مذہب کے  
مجدد و مقلد سب گمان اور اعتقاد اوس مذہب کے لکھا ہے نہ یہ کہ واقعی ایسا ہی ہو کہ سید ہشتاد و ششم علماء انکے  
اہل سنت کی کتابوں سے ایسی روایتیں جنہیں وہم طعن صحابہ رحمہما اللہ اپنی تالیفات میں نقل کرتے ہیں اور ان پر استدلال  
کرتے ہیں کہ دیکھو تمھارے ہی قول سے انکو بابت خلافت کی معلوم نہیں ہوتی اور یہ انکے زعم میں بڑی کید و نیر ہے  
اور فی الواقع اس حیلے سے بہتوں کو راہ حق سے ہٹا دیتے ہیں تفصیل اون اخبار و روایات کی باب مطاعن میں آئیگی  
انشاء اللہ تعالیٰ وہاں معلوم ہوگا کہ وہ اخبار اور روایتیں انکی مدعا کو ہرگز چھوٹی نہیں گئی ہیں کچھ غرض انکی اولئے  
نہیں نکلتی لیکن وہ جواب جو مناسب اس مقام کے ہو اجمالاً یہ کہ اہل سنت کو اگر اسلام دینا چاہتے ہیں تو ضرور یہ کہ انکے تمام  
روایات صحیحہ اعتبار کریں اور جو مناقب اور مدایح صحابہ رضو اور خلفاء انکے ایمان پر اعتراض ہیں وہ بھی پیش نظر  
کر لیں اور جب وہ روایتیں جو انھوں نے لکھیں ہیں اور یہ جو حیلے دی ہیں دونوں قسمین متعارض ہوں تو بوجہ ترجیح

امام کا مذہب

اعظم اصول میں مقرر ہو دفع ہوسکا کہین اور اکثر کٹر اقل اور اظہر کو احسن اور موافق محل اہل اعتقاد و راوی کو اوکی مخالف پر  
حاکم بنائیں پھر بعد تلفیق اور ترجیح اور تصویت کے دیکھیں کیا نتیجہ حاصل ہوتا ہو جو حاصل ہو پس ہی میں مذہب اہل سنت  
ہو نہ کہ یہ رائے تین تھاد کہ اکثر انہیں موضوع وضعا ہین اور بعض اخبار احاد و مفاد روایات جمہوراً و مرعناً مادل اور  
محمول کو محمل صحیح پر یہ تو منظور کہین اور جو متواترات او قطعیات ہین او کو نظر اٹھا کے دیکھیں جس کی عادت اس نے کی ہو  
اور یہ کارگیری افکی ایسی ہو جسے کو کوئی شخص زلات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قرآن مجید سے نکالے مثل *عَلَّمَ اَدَمُ تَرْجَمَ*  
*فَقَوَّیْ* یا سوال حضرت نوح کا اپنے بیٹے کے حق میں بخت نجات اور شارون کو اپنا پروردگار کہنا اور تہون کے توڑنیکی  
نسبت جموٹے ایک بڑے بت پر کرنا یا خلاف اہلکویا ظاہر کرنا کہ یہ سب باتیں حضرت ابراہیم سے ہوئیں اور مارا قبطی کا  
اور داؤد احمی کھینچنا ہارون کا جوہر غیر اور برادر کلان حضرت موسیٰ کے حق میں تحقیق و تامل کہ یہ حضرت موسیٰ سے  
و قوع میں آئے اور کنا حضرت داؤد کا اور یاکو جو رو کے معاملے میں اور علی ہذا القیاس اور یہ کہ کہ قرآن مجید  
مطاعن اور مثالب یعنی عیب بنیا کے برابر اور قطعاً ثابت ہین بسن لوگ قابل نبوت کے نہیں تھے ان باتوں کو نیک جانا  
خلاف قرآن کے کرنا ہو اور یہ شخص بے تیز تانا بچھے یا سمجھے گریہ برنجی کا اسکی آنکھوں پر پڑ جائے کہ نصوص قطعاً متواتر  
بیشمار قرآن سے ملج اور بیان خمیون حال اور مال ان بزرگوار و نکا جو با قرآن میں واقع ہو اور نیز تعریفین انکو  
نہ کیجے اگر کسی قصے یا کسی حکم میں عتاب یا پروردگاری عبرت کیوں اسطے کیا ہوا اور انکو تادیب اور ارشاد فرمایا ہو تو مناقض  
اور معارض اون قطعیات کثیرہ کا نہیں ہو سکتا یا اگر کوئی چاہے کہ آیات مشابہات جو جسمیت اور لوازم جسمیت  
خدا سے تعالیٰ پر دال ہوں اور بیچہ پندلی تک اعضا اور اجزا او سکے ثابت کرے قرآن شریف سے نکالے اور تمام  
انقصانات او سکے حق میں ثابت کرے او سکے کہ جو ان صفات سے موصوف ہو قابل الوہیت اور شان خدائی کے نہیں ہو  
جواب ان جملہ اور سب شہوتکلامی ایک بات ہو جو لکھی جاتی ہو *حَفِظْتَ شَيْئًا وَ عَابَتْ عِنْدَ اَشْيَاءَ* یعنی بجا لی تو نے  
ایک چیز اور جاتی رہیں تجھ سے بہت چیزیں اور یہ کہیر شیخہ کا کس قدر اوس طحد کی حکایت سے مشابہ ہو جو انکار نماز کے  
معاملے میں تمسک اس آیت سے کرتا تھا *يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ* یعنی ای ایمان والو! نہ نزدیک  
تم نماز کے اور جب اوس سے کہا کہ سیاق اور سباق اس آیت کا بھی پڑھو اور مثل *اَقْرَبُوا الصَّلَاةَ* اور *فَلَمَّا نَكَرُ*  
*مِنَ الْمُصَلِّينَ* انکو بھی ملاحظہ کر جواب دیا کہ با تمام قرآن بر کسی نے عمل کیا ہو اگر ایک کلمے پر عمل کریں ہی فہمید  
کہید ہشتاد و ہفتم یہ کہ علما انکے با وجود دعویٰ تاریخ وانی کے حکایتیں موضوعہ متفقہ کہ موافق علم تاریخ کے  
جھوٹ اور بتان ہین اپنے کتب معتمدہ میں درج کرتے ہین اور انہیں ایسی دسی حکایات سے بعض اہمات مسائل

اپنے عقائد کے ثابت کرنے میں ان کذابان حکمتوں میں وہ حکایت ہے کہ انکے سیر اور اخبار والوں نے بنائی ہو اور  
 علمائے ائمہ اپنے صنطن سے جو اخبار والوں پر رکھتے ہیں اوسکو قبول کر لیا اور مان لیا ہے اور فضیلت جناب  
 کی تمام انبیاء اولوالعزم وغیرہم پر کہ انکے اہمات مسائل نبوت سے ہے اور مخفی ملفطون ثلاثہ یہود و نصاری  
 اور مسلمانوں کے اوس سے ثابت کی ہے اور وہ حکایت حلیمہ بنت ذویب عبد اللہ بن حریث سعدیہ کے ہے  
 کہ وہ ایہ آنحضرت کی تعین کہتی ہیں کہ عراق میں حجاج بن یوسف ثقفی پر گرم ہوئیں حجاج نے اونے کہا کہ حلیمہ  
 خلع نے خود تجھ کو میرے پاس بھیج دیا میں تو آپ بلانا چاہتا تھا کہ تجھے بدلalon حلیمہ نے کہا تیری اس شور و شرس اور  
 خشونت کا باعث کیا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ تو علی کو ابو بکر اور عمر پر فضیلت دیتی ہے حلیمہ نے تھوڑی دیر تاخیر  
 سر اٹھایا اور کہا کہ اے حجاج قسم کہ خدا کی میں اپنے امام کو فقط ابو بکر اور عمر ہی پر ترجیح نہیں دیتی ہوں ابو بکر و  
 عمر رضی اللہ عنہما کی ایسی لیاقت کہ ان کے ہم بدلہ ہو سکیں میں تو او کو آدم اور نوح اور ابراہیم اور سلیمان اور موسیٰ  
 اور عیسیٰ سب پر ترجیح دیتی ہوں حجاج نے بہت بڑکڑکھا کہ میں تو تجھے اسی بات میں ناراض تھا کہ تو اس مرد نبی  
 علی کو دو شخص اصحاب نبی پر تفضیل دیتی ہے اب کہ انبیاء اولوالعزم پر بھی ترجیح دیتی ہے دھواں میرے دماغ سے  
 اٹھتا ہے اگر اسکو شہوت کر سکے گی جہاں میں تجھ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا تا اور عبرت پذیر ہوں حلیمہ نے کہا کہ یہ بتا دو  
 تیر کیا ہے اگر تمھیں ظلم و تعدی منظور آئے اور زبردستی مار ڈالنا تو یہ سب بھی حاضر ہے اور طشت بھی موجود ہے دھیر دھیر ہی  
 کیا ہے اور اگر تمھیں اس دعوے پر دلیل چاہتا ہے تو میری طرف کان لگاؤ و متوجہ ہو کے سن تجھ نے کہا کہ اچھا بتا علی کو  
 آدم پر کیا فضیلت ہے جبکہ خدا سے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے حمیر بنایا اور چالیس صبح اوپر اپنی رحمت نازل کی پھر  
 اپنی روح حاضر کیے قالب میں بھونکی بہشت میں رہنے کو جبکہ دی اور فرشتوں سے سجدہ کرا یا حلیمہ نے کہا اس میں  
 کہ آدم کے حق میں فرمایا **عَلَّمَ آدَمَ اسْمَ كُلِّ شَيْءٍ** یعنی نافرمانی کی آدم نے اپنے پروردگار کی سو بہک گیا اور علی کی  
 طاعت اور بندگی کا سورہ ہل اے امین و صف کیا اور **لَا تَلْمِزْهُمْ** اس آیت میں بھی باداے صلوة  
 اور زکوٰۃ موصوف فرمایا آدم کے زمانے سے اسدم تک کون ایسا ہوا جس نے عین نماز میں انگوٹھی وغیرہ چیزات کی ہو  
 حجاج بولا یہ تو تو نے سچ کہا اب یہ بتا کہ نوح پر کیا فضیلت ہے کہ نوح زوجہ علی کی فاطمہ زہرا سیدۃ النساء العالمین تھیں  
 جبکہ نکاح سدرۃ المنتہی کے بیچے گواہی اور شہادت ملائکہ اور سفارت جبرائیل کے بندھا اور زوجہ نوح کی کافہ اور  
 منافقہ تھی جیسا کہ نص قرآنی میں مذکور ہے حجاج جھٹ پڑا جناب نے حلیمہ سے بہت متعجب ہوا اور بعد صدقہ فرمایا  
 لہا کہ اچھا ابراہیم پر کس دلیل سے افضل جانتی ہو کہ ابراہیم نے خدا سے عرض کیا **رَبِّ اَدْنِیْ کَیْفَ ت**



كَانَتْ خَلَّتْ لِلنَّاسِ مَخْذُوفِي وَاصْحَى الْهَائِنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَى آخِرِ الْبَيِّنِ یعنی جس وقت کہ پوچھے گا اللہ تعالیٰ اسے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو اور میری مان دونوں کو معبود جا تو سوا خدا کے اور جب سبائیہ نے جناب امیر رضا کو خدا کہا بگڑ گئے اور انکو جلا وطن کیا اور سیاست فرمائی کہ مشرق مغرب میں شہرت ہو گئی اور بربری الذمگی حاصل ہوئی حجاج نے اسکی بھی تصدیق کی اور نہر اردینار دیکر اسکو خوش کیا اور سالانہ بھی مقرر کر دیا پھر حلیمہ نے کہا کہ حجاج اب دوسرا نکتہ اور سن کہ جب مریم بنت عمران کے درد زہ ہونے لگا بیت المقدس میں تھیں حکم الہی پونچھا جلدی بیان سے جنگل کو نکل جا اور نیچے دشت خشک خرمے کے وضع حمل کر تو بیت المقدس تیسرے نفاس کی آلودگی سے ناپاک نہوا در علی کو کہ فاطمہ بنت اسد تھیں جو درد زہ شروع ہوا حکم الہی آیا کہ کہتے داخل ہوا اور سب گھر کو اس مولود کی تولد سے مشرف کر آب تو ہی انصاف کر کہ ان دونوں مولود میں کون افضل اور اشرف ہو حجاج نے حلیمہ کے حق میں دعاے خیر کی اور بغزت و حرمت رخصت کیا انھی جانا چاہیے کہ یہ حکایت ستر یا بنائی ہوئی اور کذب صریح اور بہتان ظاہر ہو اس واسطے کہ حلیمہ با جلع موخرین زمانہ خلفا تک بھی نہ نہر ابن گز زمان حجاج تک جیتیں تو تھوڑے سے تھوڑی عمر انکی ایک سو چالیس برس کی ہونا چاہیے بلکہ علمائے تاریخ کو اس بات میں اختلاف ہو کہ حلیمہ نے زمانہ بعثت یعنی تقریر نبوت کو بھی پایا ہوا یا نہیں اور یا ان بھی لائیں یا نہیں دوسرے یہ کہ حجاج خونریزی اور قتل خصوصاً شرفا اور سادات اور متوسلان خاندان اہل بیت شہرہ آفاق تھا اور بدترین نواصب جیسی کچھ عداوت اسکو حضرت امیر رضا اور انکی ذریات سے تھی زبان پر خاص عام کے جاری ہو چنانچہ یکجہات اہل سنت کو اسی ہلت میں شہید کیا اور اسکی مجلس میں بے اس کے بلائے کوئی جا نہیں سکتا تھا جو کوئی مصاحب اور نوکر ان سے اس کے سامنے جاتا تھا اپنی جان اور آبرو کے خوف سے لرزتا ہی رہتا تھا انس بن مالک کہ خادم خاص رسول اللہ کے تھے اور اور عمدہ صحابیوں سے جو تھے انکو ذلیل اور حقیر کرتا تھا حسن بصری اور اراوس زلمے کے بزرگوں کو مار ڈالنے کی واسطے کوئی تلاش تھی جو اسے اٹھا رکھی تھلا علین تھا کہ حلیمہ اس خبیثت کے پاس آئیں اور ایسی گفتگو کریں نہ کوئی وجہ لے آئی حجاج کے پاس معلوم ہوتی ہو حجاج کوئی ایسا سخی اور کریم بھی تھا جو سمجھا جاتا کہ حلیمہ اپنی قوم یعنی بنی سعد کی مسکن کہ ملک حجاز کے حوالی طائف میں تھا بامید عطا و جود کے قصد عراق کا حجاج کے پاس کرین اور حجاج سے کیونکر تصور کیا جاسے کہ وہ اس گفتگو پر نہر اردینار دیرے اور سالانہ بھی مقرر کرے کیونکہ وہ بدترین نواصب تھا اور نواصب اپنی دولت اور سلطنت کا قیام ہمیں جلنے تھے کہ جناب امیر رضا کی جناب میں اپنا سہی کالاکرتے رہیں تمہذا با جلع موخرین شیعہ اور سنی کے

کسی نے نقل نہیں کیا کہ حجاج نے اپنے وقتوں سے کسی وقت میں اپنے عقیدہ فاسدہ میں کستی اور نرمی کی ہو یا توبہ کی طرف رجوع ہوا ہو بالاتفاق اپنی آخر عمر تک عداوت حضرت امیرؓ اور ذریات طاہرہ اور سادات کشتی پر جمائی ہوئی الگ نہوا۔ آپ ہم محبتیں اور دلیلین حلیمہ کی جو بڑی آب و تاب سے بیان کہیں ہیں اور محض بیغیرہت سے وجوہ ہونے ساتھ کہ تعداد و فی خواہان طول کی ہر یکیں ہم آجگاہ تیر کا اور تیرنا موافق عدد یاد لانا عشر کے بارہ و چہین لکھیں اول یہ کہ اہل اسلام کے عقیدہ مقررہ کے خلاف ہو بلکہ یہود اور نصاریٰ کے بھی مخالف کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہیں پہنچتا اور دوسرے خلاف نصوص قرآنی کے کہ انبیاء کی تفصیل اور ترجیح تمام مخلوقات پر کی ہو اور اصطفیٰ اور برگزیدگی کے ساتھ چھانٹا اور اختیار فرمایا ہو تیسرے ان مجتہدین لغزشین انبیاء کی گنتائی ہیں اور جناب امیرؓ کے مناقب پر دونوں کو قیاس کیا ہو اور مجاہدوں اور عاملوں حقانہ انبیاء سے سکوت کیا ہو اگر مناقب اور انبیاء کے بزرگیوں کو مناقب اور بزرگیوں امیر المؤمنینؓ کے ساتھ تولیے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تو قابل مسوع ہونیکے ہوتا ورنہ ایسا طریقہ احتجاج کا ہر جگہ جاری ہو سکتا ہی چنانچہ کہنے والا کہہ سکتا ہو کہ پیغمبر آخر الزمان یعنی آنحضرت صلعم کو حق تعالیٰ نے عَبَسَ تَوَلَّى اور لینے فدیہ اسیران بدر اور ترک استغاثہ یعنی انشاء اللہ تعالیٰ نیکے اور نماز جنازہ منافی اور اجازت دیدہ منہ منافقین کے غزوہ تبوک اور جانباری طعیمہ اور او سکے بھائیوں کی کہ ایک یہودی سے جو رسی کے مقدمے میں خنجر رکتے تھے عناب فرمایا اور جناب امیرؓ بلکہ ابوذرؓ اور عمارؓ اور سلمانؓ اور مقدادؓ کی فلاں فلاں آیتوں میں تعریف کی بس یہ سب بھی پیغمبر آخر الزمان سے فضل ہوں مَعَاذَ اللہ من ذلک جو کہتے یہ کہ حضرت آدمؑ بشر کے باپ اور نوع انسان کی جڑ ہیں جو کچھ نیکی اور خوبی انکی اولاد اور نسل سے ظاہر ہوتی ہو حکم باپ ہونے کے اونکے دفتر اعمال میں لکھی جاتی ہو جیسا کہ مقرر ہو اعمال نیک و اولاد کے مان باپ کے دفتر اعمال میں ثبت ہوتے ہیں بشرط ایمان والدین کے پس بزرگی حضرت امیرؓ کی اور نزول سورہ اہل آبی کہ انکی شان میں اور صدقہ دینا انکو بھی کاغذ میں فقیر کو ایک نکتہ ہو یعنی ادنیٰ بزرگی حضرت آدمؑ سے اور اگر اعمال نیک تمامی انبیاء اور اولیاء اور اماموں اور وصیوں کو ہم گنیں سبکو صحیفہ اعمال حضرت آدمؑ اور اونکے نفس نفیس میں مندرج پائین گئے کسو اسطے کہ وہ حقیقت ہم طاعت و بندگی اور توبہ اور شرمندگی کی سب بیداری ہوئی اور لائی ہوئی اور ہمیں کی ہر دین سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلکۃ اَجْوہَا دَاخِرُ مَن عَمِلَ اِلٰی یَوْمِ النِّیَامَۃِ یعنی جس کسی نے ہم ذاتی اسلام میں کسی ہم نیک کی او سکے واسطے ہو اجرا و سکوا اور اجرا و لوگوں کا کہ او سپر عمل کرین قیامت تک پانچویں یہ کہ حضرت نوحؑ اور حضرت امیرؓ کی فضیلت کے

مقلدین میں جو اونٹنی بیہوش کی فضیلت کو سن کر اپنی خوب ظاہر کر کے اگر کسی شخص کی زوجہ دوسرے شخص کی زوجہ پر فضیلت رکھتی ہو تو زوجہ کی فضیلت سے اس شخص کی فضیلت دوسرے شخص پر نہیں ہو جائیگی ویکو تسمیہ زوجہ فرعون کی افضل تھیں زوجہ حضرت نوح اور لوط سے بالاتفاق اور شیعہ کے نزدیک پیغمبر صلعم کے زوجہ جن سے حضرت امیر رمنہ کی زوجہ قطعاً افضل ہیں چھپے یہ کہ حدیث کو تفسیر الغطاء لکھا اُرْدُ دُتْ یَقِیْنُ اَکَ ایک بنائی ہوئی چیز کو کسی کتاب میں سینوں اور شیعہ کے بلندگو نہیں اور اگر ہم اسکو مان بھی لیں تاہم مفید تفضیل نہیں اس سبب کہ امیر المؤمنین نے نفی زیادت یقین کی کہ میں اپنا یقین نہیں بڑھاؤ لنگا اور حضرت ابراہیم نے طلب اطمینان کی تو یقین تو ہو لیکن دیکھنے سے اطمینان بھی ہو جائے اور اطمینان جس یقین سے نہیں ہو یقین اور اطمینان اور اس میں لازم آتا کہ حصول اطمینان سے زیادتی یقین کی ہوتی ہو بلکہ اطمینان ایک حالت ہے شبیبہ بعیان اور قاعدہ معقول کا ٹھکانہ ہے اَلْاَکْبَرُ اَلْاَبْدَانُ لَکُوْنُ رَجُلٍ جَنْسُ الْمَرْئِیْنِ عَلَیْہِ مَعْنٰی یہ کہ زائد ضروری کہ جنس مزید علیہ ہے جو حاصل یہ کہ جب امیر کو رتبہ یقین کا حاصل تھا وہ طالب یقین کے کیوں ہوتے کہ اسی جنس سے زیادہ ہوتا پس تحصیل حاصل بعائدہ تھی اور حضرت ابراہیم کو بھی یقین حاصل تھا جیسا کہ لفظ بی سے ثابت لہذا یہ طالب اطمینان کے ہوسے کہ دوسری قسم ہے جو پھر کیا نقصان اونکی طرف عائد ہوتا ہے ساقون جو کچھ حاضر ہونے جناب امیر رمنہ سے شب معراج میں لکھا ہے خود غیب کے نزدیک صاف نہیں بلکہ مختلف ذیہ و ابن بابویہ قمری کتاب المعراج میں ضمن حدیث طویل کے ابو ذر سے روایت کرتا ہے کہ لَکُوْنُ اَسْمَانٍ بِرِیْغٍ مِیْرُصَلَمَ کَلَامًا اُرْدُ اَحْسَنَ اَلَا اَحْسَنَ خَاقِرٌ عَلَیْنَا مِثْلًا اَلْمَسْکَرُ مَعْنٰی جب تم لوٹ کی زمین پر جاؤ تو علی سے ہمارا سلام کہنا اور نیز اس بابویہ نے اسی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ صحیح ہے کہ حضرت امیر رمنہ شب معراج آنحضرت کے ہمراہ نہ تھے زمین پر رہے لیکن پردہ اور حجاب نظر کے سامنے سے اٹھ گیا تھا جو کچھ کہنے آسمانوں پر جا کر عالم ملکوت کا دیکھا جناب امیر رمنہ نے وہ سب زمین پر رہے دیکھا اور نوادر الحکمۃ والسنن عاربن یاسر اور قطب راوندی نے سیدہ مرقا عارایت کی روایت عَلَیْنَا کَانَ مَعَهُ اَللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ لَیْلَۃَ الْاَشْوٰی وَ اَنْدَرُکَیْ کَلَامًا اَرٰی اَللّٰہَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ لَیْلَۃَ الْاَشْوٰی مَعَهُ عَلٰی رُغْبٰی صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ کے ساتھ تھے شب معراج میں اور مشک دیکھا اونصوح جو کچھ دیکھا ہی صلعم نے اور وہ فون روایتیں انکے نزدیک صحیح ہیں حال آنکہ ہام متناقض اور متضاد آٹھویں یہ کہ ابن حدیث جارود عبدی میں مذکور ہوا کہ قاضی انبیاء ولایت علی بنے کے ساتھ بیعت یعنی پیدا ہوسے ہیں اور معنی تشریح سولے تو لاعلی بننے کے اور کچھ نہیں ہیں چنانچہ قاضی نور اللہ نے اسکی تصریح کی بس ابراہیم کو یہ بات اپنے ابتدا سے نبوت سے حاصل تھی پھر شب معراج میں درخواست تحصیل حاصل کی کرنا اور جو چیز نے پاس موجود ہے جناب یا رب تعالیٰ



مانگنا اسکے کیا معنی بلکہ محض یعنی تو میں جو کچھ خوف حضرت موسیٰ اور فارغ دلی جناب امیر مین ذکر کیا مخالف ہی  
مخالف ہوا اس سے زیادہ کچھ نہیں وجہ یہ کہ حضرت امیر جانتے تھے کہ میں موصیٰ علیہ السلام ہوں اور تابع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھے  
بالا استقلال کچھ عداوت نہیں ہو چکو کیونکہ قتل کرین گے انکو اپنے مارے جانیکا اصلاً خوف تھا اور حضرت نے بھی انکی  
تسکین فرم کے ارشاد کیا تھا اَنْتُمْ لَنْ تَقْتُلُوْا شَيْئًا بِشَيْءٍ وہ ہرگز نہیں ضرر پہنچا سکیں گے بلکہ ذرا بس قول پیغمبر  
ہو انکو ایمان تھا وہ نے انکو اس بات پر آمادہ رکھا کہ بچت ہے اور یہ بھی تھا کہ ابھی تک سبب عداوت کے کہ کاشا کشی  
اور قتل اور قتال ہی باہم ثابت نہیں ہوئے تھے اور اسباب محبت کے کہ قرابتیں قریب اور باس اور لحاظ ریاست  
ابنی طالب کا بھی بحال اور برقرار اور زیر اسباب کا خوف کہ اگر جناب امیر نے ساتھ کچھ برائی کرینگے تو عہدہ و زور عباسی  
اور حجاز اور بجائی کے ضرور بدل لینگے یہ بھی موجود بخلاف حضرت موسیٰ کے کہ انکو اس وقت میں ان باتوں سے کوئی حاصل  
نہی بلکہ گمان غالب یہی تھا کہ انکو اس قتل کے عوض میں مار ڈالیں گے اور مشورے رؤسے قتل کے جو اس کام کی تریب  
اور طے میں ہوتے تھے بروایت معتبر انکے سننے میں آتے تھے نہ کوئی وعدہ حمایت الہی کا شر فرعونوں سے ابھی تک  
انکو پہنچا چنانچہ بعد اسکے جب وعدہ الہی سے مطمئن خاطر ہوئی جیسا کہ فرمایا اَنْتُمْ مَعَكُمْ اَسْمُومٌ وَاَسْرَی بَشِیْکَ  
میں تھا کہ دونوں کے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں اور یہ بھی فرمایا اَنْتُمْ اَوْ مِنْ اَتْبَعُکُمْ اَلْعٰلِیُّوْنَ یعنی  
تم دونوں اور تمھارے پیرو غالب ہونگے بمقابلہ فرعون کے کہ فوجیں اور قوت اور دہریے اسکے معلوم کہ کفار قتل  
اوس سے ایسی نسبت بھی نہیں جیسے ہار اور ایک ننگا تن تھا اپنے ایک بھائی کے ساتھ ڈٹ گئے اور چالیس برس تک  
ایسے بادشاہ کے ساتھ ایک شہر میں رہتے رہے بخلاف حضرت اور بقول شیعہ جہنم میں کہ ابو بکر نے خلافت  
میں نے جھینٹی کہ شیعہ کے نزدیک ابو بکر نے ایک مریض کو بدل تھے ایسا خوف اور ڈر انکے دل میں بیٹھا کہ خلافت کی  
کارامات بھی ہاتھ سے کھو جا حال انکے امامت انکی مثل نبوت حضرت موسیٰ کے خدا کی جانب سے مقرر تھی اور ڈر  
اور نہایت تقیہ کے سبب سے فرض اور واجبات دین کے ترک کیے اور تحریف قرآن اور تبدیل احکام  
شرعیات پر راضی ہو گئے اور نیز زمانہ تکثر میں جن خطاب میں جب دختر والا اختر انکی عمر نے جھینٹی ڈر کے مارے اس  
ننگ و عار ناگوار کو بھی اختیار کر لیا یا وصف اسکے کہ یہ خوف اور اس بھی مجرد عام خیال ضرر کے تھے  
نہ بسبب خطرہ جان کے کہ اس واسطے کہ شیعہ کے نزدیک یہ بات مقرر اور مسلم ہو کہ ہر امام کو اپنے موت کا وقت معلوم  
ہوتا ہے اور اپنے اختیار سے مرنے اور اہل سنت کے یہاں بھی ثابت اور صحیح کہ جب حضرت امیر نے نصب یعنی  
یار ہوئے صحابہ نے عیادت کی واسطے گئے اور عرض کیا کہ اس قصبے میں سوائے گنوار دن مزارعون کے

کوئی نہیں کہ بہتر ہے کہ مدینہ منورہ کو چلیے اگر نفع دیگر ہوئی تو تجیز اور تکفین جیسی چاہیے نہیں ہو سکیں اپنے فرمایا کہ اگر پیغمبر خدا نے میرے قتل کی حقیقت حال سے خبردار کر دیا ہو جب تک وہ وقت نہیں آئیگا نہیں ہو گا اور علی ہذا نقیہ بارہا اسے صورت اپنے شہادت کی تفصیل بلکہ بتعین نام قاتل بھی مروی اور منقول ہے پھر باوجود ایسی معلومات کے انکو ایسا خوف اور ہراس ہو دسویں حضرت سلیمان کے ذکر میں جو بیان کیا تھا کہ یہ طالب جاہ و حشر کے ہوں کہ یہ بات اصل نبوت میں بڑائی پیدا کرتی ہے غالب کہ انکار نبوت حضرت سلیمان کا شیعہ بھی گوارا نہیں کیے گئے اس ضرور کہ اس دعا اور طلب میں کوئی غرض صحیح حضرت سلیمان کو ہوگی اب تنزیہ الانبیاء والایہ کہ کتاب معتبر شیوخ تصنیف سید مرتضیٰ کی ہے دیکھنا اور توجہ میں اسکی سمجھنا چاہیں کہ حاصل انکا جو کچھ اس میں مذکور ہے وہ چند توجہ میں ہیں ایک یہ کہ حضرت سلیمان نے طلب ایسے ملک کی کی کہ معجزہ ہوئی نبوت پر اور شرط معجزے کی یہی ہے کہ دعا اوپر قادر ہو دوسرے غرض انکی طلب ملک و مال سے قائم کرنا عدل اور انصاف اور ارشاد اور ہدایت خلق سے تھی کہ یہ مدعا در صورت اقتدار بادشاہی کے نہایت سہل وجہوں سے میسر ہو سکتا ہے کہ جس قدر اقتدار زیادہ ہو مدد عا کا زیادہ ہو گا تیسرے یہ کہ کلمہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ مراد حاصل و تحین کی امت ہے اور درخواست اس مطلب کی اس واسطے تھی کہ امت پر نبی کا امتیاز رہے امت سے کوئی نئی کی طرح نہو لیکن اس توجہ میں غلط خدشہ ہے کہ اس واسطے کہ صحیح حدیثین گواہ عموم کی ہیں کہ عام درخواست تھی نہ مخصوص بامت اور لفظ لا حول و لا قوۃ الا باللہ بھی نص ہے استغراق میں یعنی کسی زمانے میں کسی کو نہ پونچھے اور بھی یہ توجیہ جب کام آئی کہ ملک موصوف اس صفت سے ہوتا نہ طلب اصل ملک میں ہوا اس واسطے کہ خوب ظاہر ہو امتیازی اور امت کا بہت چیزوں سے ہو سکتا ہے طلب باوجود انکیا کیا ضرورت تھی جو تھے یہ کہ خدائے تعالیٰ نے انکو جتایا ہو گا کہ اس قسم ملک حاصل ہونے میں انکو نہایت نیکی و خوبی دین میں حاصل ہوگی اور کثرت طاعات اور صبر ثبات اور خیرات کرو گے دوسرے کو اگر ایسا ملک حاصل ہو گا اور کچھ حق میں صلح ہو گا بلکہ مانع ہو گا خدا کی طرف متوجہ ہونے اور اشغال و طاعات اور خیرات کا اور مثل ان چار توجیہ مذکور کے اور باتیں بھی اس کتاب میں لکھی ہیں بہر حال یہ امر فضیلت حضرت امیر رضا و مفضولیت حضرت سلیمان کا نہیں ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امیر نے بھی باوجود طلاق دینے دنیا کے طلب خلافت کی فرمائی اور ایسی کوشش اور سعی کی کہ قتل اور قتال مسلمانوں کا واقع ہوا پس اب حکم معلوم ہوا کہ بعض لوگ لیتے بھی خدا کے بندے ہیں کہ دنیا کے طلاق بھی دین اور ملک کی طلب اور تمنا بھی کہیں اور یہ طلب اور تمنا منافی اس طلاق کے نہیں پڑتی اس لیے کہ اس طلب میں انکو محبت جاہ اور مال کی مقصود نہیں ہوتی بلکہ یہ طلب ہوتا ہے کہ قدرت جہاد کی مدد و تائید

حاصل ہوا اور کافروں کی جڑ نکال ڈالیں احکام شریعت روشن کئے جاری کریں بیت المال کی حفاظت ہو اور جو اسکے حقدار ہیں اوپر خرچ کیا جائے سو حضرت سلیمان اور حضرت امیر طلب ملک اور خلافت میں دونوں نسبت ملک کے شریک ہیں اتنا ہی فرق ہے کہ حضرت سلیمان نے اس بات کی خدا سے درخواست کی تلبے اسباب ظاہر مخلوق مسخر ہو جائے جیسا کہ وقوع میں آیا کہ تو کہ تعالیٰ فتحنا لہ الریح یعنی مسخر اور تاجدار کیا ہے جو اس کے حکم میں وہ تو کذائب طین کئی مکتبہ و غواہیں اور وہ شایطین کہ سب معمار اور غوطہ گانہ والے تھے اور حضرت امیر نے اسباب ظاہر کے بد میں کہ وہ جمع کرنا لوگوں کا اور جنگ و قتال ہو طلب فرمائے لیکن میسر نہ ہوا کہ جو کہ حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اسباب ظاہری کی انکی نظر میں کچھ قدر اور وقت نہ ہے اور یہی علین ہے حضرت خداوند تعالیٰ شانہ کا اپنے خاصوں کے ساتھ کہ انکو ہر دقیقہ میں دقائق معاملات سے رہنمائی اور آگاہی کرتا ہے اور انصاف یہ ہے کہ ترک دنیا کا مطلقاً یعنی بالکل دین محمدی میں مطلوب اور مقصود نہیں ہے اگر ترک دنیا سے نفیلت حاصل ہو تو ضرور ہے کہ ہندوستان کے جو کہ اور ریشیان کشمیر اور رہبان عیسائی اور لائبہ چین کے کہ دنیا کو طلاق بات یعنی قطع دیتے ہیں اور ریاضت اور سوکھے روکھے ٹکڑے کھانے کی عادت کہہ لیتے ہیں حضرت سلیمان اور حضرت یوسف سے کہ یہ بھی بادشاہ ہوا ہوسے ہیں افضل ہوں مَعَآذَ اللہ مِنْ ذَٰلِکَ گیا رہوں جو کچھ تفصیل حضرت امیر رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ پر نقل کیا خلاصہ و سکا دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ حضرت امیر نے اپنے خالیاں محبت کو جلا وطن کیا اور تعزیر دی حضرت عیسیٰ نے ایسا نہیں کیا دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ سے باز پرس ہوگی اور یہ محتاج اپنے عذر بیان کرنے کے ہونگے حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے نہ باز پرس ہو نہ حاجت عذر کی لیکن ان دونوں چیزوں میں کلام ہو کیلئے کہ یہ دونوں چیزیں موجب تفصیل امیر رضی اللہ عنہ کی حضرت عیسیٰ پر نہیں ہوتی ہیں لیکن تعزیر اور عدم تعزیر اسکی یہ بنا ہے کہ خالیاں امیر نے کلمات کفر اور اور یہ وہ باتیں انکے سامنے شایع اور مشہور کی تھیں اور خالیاں محبت حضرت عیسیٰ نے اس وقت میں کہ جب یہ آسمان پہ چلے گئے کہ جس حضرت عیسیٰ سے تعزیر انکی نہیں ہو سکتی تھی اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کہہ سکتے تھے بلکہ حضرت امیر مار ڈالنے کی قدرت رکھتے تھے اگر مار ڈالتے تو بالکل ہی یہ شک اور آئینہ شہادت جاتی لیکن جو ہونیوالا یوں ہی تھا جلا وطن کرنے سے پھر انھیں کلمات خبیثہ اور ہدایات قبیحہ کو ان لوگوں نے مدین اور عراق اور تبریز میں لالچ کر دیا اور یہ جو کہا کہ حضرت عیسیٰ باز پرس ہوگی سو قرآن مجید میں ذکر اسکا فرمایا ہے اور باز پرس امیر رضی اللہ عنہ کا کچھ حال معلوم نہیں اور ظاہر کہ نہ جانا اور چیز ہے اور نہ نونا اور چیز ہے مانا کہ بعد حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے کوئی پیغمبر معوث ہوتا اور قرآن نزول فرماتا جیسا کہ بعد حضرت عیسیٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ قرآن ہے اور اس میں صریحاً نفی باز پرس



جلی گئیں اور ویران اختیار کیا اور ایک درخت کی جڑ سے ٹک گئیں اور جبکہ اس حالت میں جنگل کا جانا اور بے پروا  
کسی کے وضع محل کرنا بہت دشوار معلوم ہوا بے اختیار آرزو موت کی کی جیسا کہ فرما با خدا نے فاجاءہا  
الْخَامِسُ الرَّانِي جَذْمُ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا كُنْتُ كَسَيِّئَاتِنِي اَمْنِي لِكَيْلَا مَرِّمْ كُوْدِرْهُ طَرَف  
بڑ درخت کے کہا کیا اچھا ہوتا جو میں مر جاتی قبل اس کیفیت سے اور لوگ مجھ کو بھول جال جاتے اور یہ جو کہا ہے  
کہ فاطمہ بنت اسد مادر جناب امیر مذکور دجی آئی کہ خانہ کعبہ میں جاؤ اور وضع محل کر دنا یہی ہمزہ  
جھوٹ ہوا اس سبب سے کہ کوئی فرقہ اسلامیہ اور غیر اسلامیہ سے قائل اس بات کا نہیں ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو نبوت  
ہوئی حجاج کب سکھو مان لیتا روایت مشہور اسطور پر یہ کہ معمول اہل جاہلیت کا تھا کہ پندہ خون ریب کو دنا  
کعبے کا کھولتے تھے اور زیارت کیواسطے اندر کعبے کے جلتے تھے اسی تاریخ میں تولد حضرت علی کا وقوع میں آیا  
اسواسطے اوس دن کو یوم الاستفلاح اور روزہ مریم کہتے ہیں مشائخون نے اوس دن کے اور ادا اور ادا کا  
مقرر کیے ہیں اور یہ بھی معمول تھا کہ اوس سے دو ایک روز پیشتر عزتین زیارت کرتی تھیں آغا عورتوں کی  
زیارت کے دن فاطمہ بنت اسد نے بھی باوجود تمام ہو جانے مدت محل کے قصد زیارت کا کیا جو کہ سال بھر میں  
یہ ایک دن بڑا کرتا تھا باوصف دشواری حرکت جیسے تھے اکبہ در کعبہ تک پہنچا یا اور دروازہ کعبے کا اوس دن  
قد آدم اونچا تھا چنانچہ اب بھی ویسا ہی ہے لیکن اوس وقت میں زینہ سٹریہیان تھیں عورتوں کو اونکے مرد و حرکت  
عنیف چڑھاتے تھے اب زینہ اوس کا بطور گاڑی بچوں کے بنایا وقت حاجت اوس کو کھینچ کے متصل  
دروازے کعبے کے رکھتے ہیں بس اسی حرکت عنیف میں اونکے دروازہ پیدا ہوا گھنٹن کہ بعد ایک ساعت کے  
تسکین ہو جائیگی زیارت سے کیون محروم رہوں جس کو کہ کعبہ پر آئین طلق بر طلق اسے دروازہ پے در پے ہونے لگا  
اور تولد حضرت امیر کا واقع ہوا اور روایات شیعہ میں دوسرے طور پر دیکھا گیا کہ ابو طالب جب خدمت دروازا  
درازی زمان عدم تولد سے مایوس ہوئے تو اذ کو بنظر حصول شفا اندر کعبے کے داخل کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے  
جھٹ بٹ پیدا ہوئے اس روایت کو شیعہ نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے وَاخْبَرَنِي زَيْنُ الْعَبْدِينِ عَنْ جَدِّهِ  
السَّاعِدِيِّ عَنْ اُمِّ عَمَّارَةَ بِنْتِ عُبَادَةَ السَّاعِدِيِّ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي مَسِيرٍ مِنَ الْعَرَبِ إِلَى قَبْلِ الْوُطَا  
كُنْتُ فَقُلْتُ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَسَدٍ فِي مَسِيرٍ مِنَ الطُّلُقِ وَرَأَتْهَا لَا تَضَعُ ثَمَّ اِنَّهَا خَدِيدَةٌ  
وَجَاءَ بِهَا اِلَى الْكَعْبَةِ فَدَخَلَ بِهَا فَقَالَ اَجْلِسِي عَلَى اِسْمِ اللَّهِ فَجَلَسَتْ وَطَلَقْتُ طَلْعَةً فَوَلَدَتْ غُلَامًا لَطِيفًا  
فَسَمَّاهُ الْوُطَا بِرَ عَلِيًّا ثُمَّ جَمْعُهُ خَدِيٌّ مَجْلُودٌ بِرَ بَنْتُ عَمَلَانَ سَاعِدِيَّةٌ نَسَانُ عَمَّارَةَ بِنْتُ عَمَّارَةَ بِرَ سَاعِدِيَّةٌ بِرَ بَنْتُ

اگر ایک دن بھی میں چند عورتوں میں عرب سے ناگاہ میرے سامنے آئے ابو طالب ٹلگن میں نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ کہا بیشک فاطمہ بیٹی اس کی شدت دروزہ میں مبتلا ہے اور بچہ پیدا نہیں ہوتا ہے پھر ابو طالب نے اوسکا ہاتھ پکڑا اور در کعبہ تک لائے پھر داخل کیا اوسکو کعبہ میں اور کہا خدا کا نام لیکے یہاں بیٹھ سو وہ بیٹھ گئی اور درد ہوا درد شدید پھر جناح پاکیزہ اور نام رکھا اوسکا ابو طالب نے علی اور ادنیٰ بات یہ کہ جب جناح بیمار نہ کی کعبہ میں پیدا ہوئے سے فضیلت انکی حضرت عیسیٰ بن مریم ہوئی تو یہ غیر خدا پر بھی ہوگی کہ سنی و شیعہ سے کوئی اس بات کا قائل نہیں اور بھی تو اریح صحیحہ سے ثابت کہ حکیم بن حزم بن خولید کا کہ جتھجا ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا تھا کعبہ میں پیدا ہوا بس چاہیے کہ یہ بھی افضل ہو حضرت عیسیٰ بلکہ سب پیغمبروں سے اور بڑائی اس بات کی کچھ چھپی نہیں کہ کید ہشتاد و ہشتام تورات معظم سے نقل کرتے ہیں کہ کل شریعتیں جتھہ بن اور ہرنی صاحب شریعت کے بارہ وصی تھے اول شریعت حضرت آدم علیہ السلام کی دوسری حضرت نوح کی تیسری حضرت ابراہیم کی چوتھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچویں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چھٹی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور طاہر حیدر آملی نے محیط اعظم میں تفصیل نام وصیوں کے لکھے ہیں لیکن مجہول اللفظ و المعنی جنکے اعراب ٹھیک نہیں یہ نقل بھی بالکل جھوٹ اور زراہت ہے اور تورات معظمہ میں اسکا پتہ بھی نہیں اور دلیل عقلی اس پر انھیں کا انفرادی کس واسطے کہ اگلے انبیاء نامی اہل زمین پر مبعوث نہیں تھے پھر جتھہ شریعتوں کے حصہ کی کونسی وجہ دوسرے یہ کہ ابھی کارخانہ نبوت کا مقطع نہیں ہوا تھا انفرادی ایک دوسرے کے پیغمبر بھی ہوتے چلے آئے چنانچہ بعد حضرت آدم کے انکے بیٹے شیت اور انکے بعد ادریس شیت کے بیٹے اور بعد حضرت ابراہیم کے حضرت اسحاقؑ پھر حضرت یعقوبؑ پھر حضرت یوسفؑ اور بعد حضرت موسیٰ کے حضرت یوشعؑ پیغمبر تھے پھر حاجت نصب وصیوں کی کیا تھی قیام امر دین کا خود وجود باوجود انبیاء سے حاصل ہوتا تھا اور اگر مراد اوصیاء سے انبیاء ہوں تو بعد کی سب سے باوجود انبیاء ہونیکے اوصیاء کیونکر تصور ہو سکیں گے عَلَی تَقْدِیرِ التَّوْحِیْدِ عَنْ ذٰلِکَ کَلَامٌ یعنی اگر ان سب باتوں کو بچھوڑ دین تب بھی اس نقل سے سوائے عدد بارہ کے کوئی ماحصل ہاتھ نہیں لگتا اور احتمال ہوتا ہے کہ کلاماً نقلتہ رضی عنہ وصیوں میں داخل ہوں بلکہ یہ نہایت ہی لائق وصی ہونیکے ہیں کس واسطے کہ جواد اور فیض کرنا بشہروں اور رثانا کفر اور بنانا مسجدوں اور قائم کرنا منبروں اور رواج دینا شریعت کا پورے پورے طور پر انکے ہاتھوں سے سرانجام ہوا بخلاف حضرت ائمہ کے جنھوں نے تمام عمر گوشہ نشینی اور خلوت گزینی

بسر کی کیسے بنانا کون ہیں کمان ہیں کید ہشتاد و نہم کہتے ہیں کہ اہل سنت منکر بدیہیات اولیہ کے  
 یعنی جو کہ ظاہر دلائل سے ثابت ہیں ہوتے ہیں اور صحت رویت باری تعالیٰ کے قائل ہیں حال آنکہ رویت سنی  
 برہی محال ہے کہ واسطے کہ دیکھنے کے لیے چند شرطیں ہیں کہ بدون ان کے محال اور ان شرطوں کے ساتھ جب  
 اول یہ کہ مرئی مقابل راہی کے ہو یعنی دیکھنے کی چیز دیکھنے والے کے سامنے یا حکم مقابل میں جیسا کہ آئینے میں ہو  
 دوسرے خوب نزدیک ہو تیسرے بہت دور بھی ہو چوتھے حجاب اور کوئی چیز محال نہ چھین ہو یا نہ چھین  
 ایسی جگہ ہو کہ شعاع اس کی اسکو پونچھے نہ اندھیرے اور تاریکی میں چھٹے نہایت لطافت بھی ہو فی الجملہ  
 کثافت رکھتا ہو یا واسطے ہو کہ کوئی نہیں دیکھ سکتا ساتویں مبنائی پسندہ کی نہڑ کی ہو کہ رمی اور رفتوری ہو  
 مرض بصیرت آٹھویں دیکھنے والا قصد دریافت کا بھی کرے اور ظاہر کہ مجموعہ شرطیں خدائے تعالیٰ کے عقین  
 بالا جماع مفقود ہیں جواب اہل سنت کی طرف سے یہ ہے کہ فی الواقع یہ امور شروط رویت کے ہیں لیکن عادیہ  
 اس معنی کو کہ دیکھنا کسی جیسے نہکا بدون ان شرطوں کے عادی اور ستر نہیں ہے یعنی ہمیشہ سے یوں ہی عادت  
 بہ بڑی ہوئی ہے لیکن بطریق غرق عادت بدون ان شرائط کے بھی بہت چیز دیکھ سکتا ہے معذرت کوئی دلیل  
 قائم ہوئی ہے اس بات پر کہ یہ شروط عقلیہ ہیں بدون ان کی کسی چیز کے دیکھنے کو عقل تجویز نہیں کرتی بس  
 معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک عادیات اور اولیات یعنی جو منسوب بعادت ہیں وہ اور جو منسوب بدلائل ہیں  
 وہ دونوں ایک سے ہیں کچھ تفرقہ اور تیز نہیں کہتے اور یہ کام جاہلون کا ہے نہ عالمون اور محققو کا شہر  
 ہندوستانیوں کو دیکھا کہ برف برسنے سے انکار کرتے ہیں واسطے کہ خلاف عادت ہے اور آسمین محال بہتین  
 کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی چیز جمی ہوئی مثل سنگ کے کہ انما زمین ایک کوہستان سے زیادہ ہو کہ سطح آسمان  
 زمین کے پنج میں معلق ٹھہر سکتی ہے اور ریزہ ریزہ ہو کے گرتی ہے اور چاندول کی کھیتی کا ربیع بن انکار کرتے ہیں حال آنکہ  
 سردی و لایتون میں رانج اور شور و آواز یہ کہ خط استوا میں آٹھ فصلیں ہوتی ہیں یہ بھی ان کے نزدیک محالات  
 ہوتے ہیں یہ پیدا ہونا میوہ کا خلاف عادت موسم اپنے ملک کے اکثر جاہلون ہر ملک کے نزدیک یہ بھی ایسی قسم ہے  
 اگر فرض کریں کہ کسی شخص کی ایسی عادت ہو کہ قبل طلوع آفتاب سے سو جاگتا ہے اور بعد غروب کے جاگتا ہے ہرگز نہیں  
 اشیا کا تجویز نہیں کرے گا یعنی جائز نہیں رکھیں گے کہ جو چراغ اور شعل اور شمع اور چاند کی روشنی میں  
 معلوم کر لیں ہیں اس واسطے کہ وہ تو حقیقت دان اور کیفیت شعاع آفتاب سے آشنا ہی نہیں ہے تو  
 یہ جانا ہی نہیں کہ جن چیزوں کی روشنی سے یہ واقف ہوا ہے او کو شعل آفتاب سے کچھ نسبت ہی نہیں ہے

آفتاب کی شعلے میں جس چیز کو کوس بہرے دیکھ سکتا ہو اویسی چیز کو مشعل اور چراغ کی شعلے میں ایک شے کہتے ہیں۔ دیکھ سکتا اور ادب بار ایک بار ایک چیز میں اور مسام ابدان جو شعلے آفتاب میں دکھائی دیتے ہیں ان کو اور وکی شعلے میں دیکھنا ممکن نہیں جبکہ اختلاف روز و شب دنیا اور ولایتوں اور شہروں ایک عالم کا اس حد کو بوجہ خیال کر دو اختلاف دوسرے عالم کا کہ وہ ایک عالم ہی جدا ہو اور ہی زمان اور ہی ملک اس کو سطح نظر سے گرا دینا چاہیے اس کا تو حال یہ کہ جسد شمع اشترت لہذا صلیوہ ہجاء کی عالم آخرت کو کہ بالذات نورانی اور مصداق یوم تبدلہ الشرائع اور یوم الفصل کا ہو سنو کہ گئی تو اس جہان کے دن مقابلے میں اوس دن کے ایک اندھیری کو ٹھہری معلوم ہوں گی دشمن ہو گی زمین اپنے پروردگار کے نور سے دوسری آیت کے معنی جسد جلجلیہ جادین بھید یوم الفصل اسی روز فیصلہ اور حیات اس عالم کی برابر حیات اس عالم کے حکم خواب بہ بیداری کا بیدار ہو گی یعنی جیسے جاگتے ہیں ذرا آنکھ جھپک جاتی ہو اور ملا لگے اور ارواح اور وہ چیزیں کہ بیان دیکھنے کے قابل نہ تھیں جیسے اعمال مخفی اور اخلاق کا انہی یعنی وہ عجیبی عجیبی باتیں جو کاہن کرتے ہیں سب دکھائی دے گی اور آنکھ کے سامنے ہو جائیگی اور روح خیالی تبدیل عالم کے سبب سے ایسا انبساط پیدا کرے گی کہ تمام حواس اوس کے جو کچھ کہ دنیا میں ہیں ہر روز ورجے اس سے قوی تر اور حواس ہو جائیں گے جیسا کہ فرمایا خدا نے تعالیٰ نے فَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَکُمْ اَجْمَعِیْنَ لَوْ کَانَ نُوْا یَعْلَمُوْنَ بیشک آخرت کا گھر حیات وہی ہو اگر یہ لوگ جانتے اور بھر فرمایا اَسْمِعْ ہُمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یَاکُوْنُوْنَ اَیْنِیْ عَجَب خواہوں گے یہ اور عجب بنا جس دن کہ ہمارے سامنے آئیں گے اور فرمایا فَکَشَفْنَا عَنْکُمْ غِطَاءَکُمْ فَبَصَرُکُمُ الْیَوْمَ حَدِیْکُمْ پس دور کیا ہے تجھے پردہ تیرا پس نگاہ تیری اس دین میں تیرے دیکھنے کی اس بات پر کہ یہ امور رویت کے شروط عقلیہ سے نہیں ہیں یہ کہ ہر جگہ سے زیادہ لفظوں قرآنی ناطق ہیں بہات پر خداے تعالیٰ شنو اور بنا ہو کہ سننا اور دیکھنا اور دیکھنا بھی خداے تعالیٰ کو سمیع اور بصیر اور شنو اور بنا کہتے ہیں اور ظاہر ہو کہ بنائی خداے تعالیٰ پر مجموع یہ امور مفقود ہیں اور نقش پذیر ہو نا صورت دیکھی ہوئی کا آنکھ دیکھنے والہ ہیں اور کلنا شمع کا جیسا کہ قاعدہ دیکھنے کا ٹھہرا ہو اس کی جناب میں خیال اور تصور سے خارج ہو اور فلاسفہ نے بھی کہ گرفتار عادتوں اور تعقید عقلیات کے ہیں ان امور کو مشروط رویت نہیں جانا ہوا جس موقع پر کہ دیکھنا روحانیات اور مشاہدہ اور غیاطہ و نگاہ جائز کیا ہو ثابت بن قرہ حرافی کہتا ہو کہ روح زحل کو میرے ساتھ اتصال اور الفت تھی میری برے دشمنوں پر مدد اور اعانت کرتی تھی ایک دن ایسا



واقعہ ہوا کہ میرے حاسدون نے خلیفہ وقت موفی بائع کے سامنے میری شکایت کی کہ تیرے ارٹے مقصد کو بگاڑنا ہی  
 وہ فعل شیعہ پر باعث ہوتا ہے خلیفہ مجھ سے بڑگیا اور ارادہ مار ڈالنے کا کیا میں اس وقت بجز اپنے بستر پر ہوتا تھا ناگاہ  
 وہ روحانیت میرے پاس آئی اور مجھ کو جگا کے صورت واقعہ پر خبردار کیا اور حکم بھائیے کا فرمایا میں ہر اسان گھر سے نکلا  
 اور ایک دوست کے گھر میں داخل ہوا بعد اس خبر کے موفی نے ایک جماعت بطور جوگی کے میرے گھر بھیجی مجھ کو دھونڈنا  
 بتایا پڑوسیوں پر بت تشدد کیا لیکن کچھ سراغ نہ لگا لڑکا میرا کہ سننا تھا گھر ہی میں رہ گیا میرے ساتھ وہ نین نکلا  
 اس کو بھی دھونڈنا پڑا حال آنکہ وہ مردمان جوگی کے ساتھ پھرتا تھا اس کو کوئی نین نہ دیکھتا تھا دوسرے دن وہ  
 روحانیت پھر میرے پاس آئی اور مجھ کو اس ماجہ سے خبر دی میں نے کہا کہ مجھ کو بھی میرے لڑکے کی طرح کیوں نین نہ دیا  
 کہ نہ دیکھتے تو اپنے ہی گھر میں رہتا احسان دوستوں کا کیوں اٹھاتا کہا اسیلاچ تیرا مزج کے مقابلے میں تھا اس سے  
 یہ تجربہ میری خاطر جمع نہ تھی اور تیرے لڑکے کا اسیلاچ غسون سے سالم اوپر مجھ کو اطمینان خاطر تھا اور یہ بھی قول اسکا ہو  
 کہ اگلے فلاسفہ سے بعض نے ایک سرسرمک کیا ہے جو نہایت مقوی بھرہ اسد رجبہ کہ دکنو تارے دکھائی دیتے ہیں  
 اور نہایت دور کی چیزیں ایسی نظر آتی ہیں گو با سامنے رکھی ہیں اور میں نے اس سرے کو تجربہ بنا ایک شخص کے  
 اہل بابل سے آئے ہیں لگا با دہ شخص نقل کرنا تھا کہ مجھ کو سب ستارے کیا سار دیکھا تو بت اپنے اپنے ٹھکانوں میں معلوم  
 ہوتے ہیں اور میری آنکھوں کا نور و جسم کشیدہ دیوار وغیرہ کے پار ہوتا ہے اور میں اس بار کی خبر دیکھتا ہوں بس میں  
 اور قسطنطین تو قاجار کی بطریق تہان گھر میں داخل ہوئے اور وہ شخص بابل سے باہر گھر رہا اندر گھر کے بنے ایک باب  
 لکھنا شروع کی وہ شخص باہر گھر کے وہ کتاب پڑھتا جاتا تھا ہے پہلی دوسری سطر کے اور ہم کاغذ لیتے تھے اور کچھ لکھتے  
 وہ بھی باہر گھر کے ہمارے لکھے ہوئے کی نقل کرتا تھا جب دو نو مقابل کرتے تھے مطابق ہوتا تھا اور اس شخص سے  
 ایک بار قسطنطینی اپنے بھائی کا حال جو بعد ایک مین تھا پوچھا اس نے ذرا ہی نظر ڈالی اور کہا کہ مریض ہے اس وقت  
 اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کو کلاط اس کا درجہ سوم برج ثور و جب تحقیق اور دریافت کیا تو ایسا ہی خطا اب مولانا  
 مرحوم ص فرماتے ہیں کہ بالجمہ جو کوئی یہ جانتا ہے کہ دنیا اور آخرت کے احکام مختلف ہیں اور عموماً قدرت الہی کا مقصد  
 کس بات کو اون باتوں سے جو دوزخ اور بہشت کے معاملے میں دوسرے فرماتے ہیں دور اور بعد میں جانتا اور مقصد  
 برتو جمیع اہل اسلام بلکہ یود اور نصاریٰ تینوں ملت والے متفق اور جمیع مین کہ آخرت میں مومن اور کافر دونوں کو  
 بہشت اور عور اور ولدان دکھائی دینگے اور بہشتی لوگ انہا اپنے ملک خوشنم کی ایسی دیکھینگے جیسے کوئی ابتدا کو  
 دیکھتا ہے باوصف اسکے کہ بعد مسافت در میان میں واقع ہوگا اور پہلی ہی روایت ابن بابوہ سے کتاب المعراج میں

گذرا کہ حضرت امیر مغربین پر دیکھتے تھے جو کچھ آنحضرت صلعم آسمان پر دیکھتے تھے وزیر ابن بابویہ نے کتاب روضہ میں بطریق متعددہ اور سندون معتبرہ کے اور ابو جعفر طوسی نے امالی میں روایت کی ہے کہ ہر مومن بھڑکتی قبر کا رکھا ہوا جناب پیغمبر صلعم اور امیرین اور حسینؑ کو دیکھتا ہے اور نیز قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت خدیجہؑ کو مدت عمل کی تمام ہوئی اور وقت ولادت حضرت فاطمہؑ کا پونچھا دروزہ پیدا ہوا حق تعالیٰ نے حضرت عموؑ اور حضرت ساراؑ اور حضرت مرثمؑ اور آسیہ زین فرعون کو انکے پاس بھیجا کہ خدمت کریں جیسے زندہ عورتیں زندہ عورتوں کی کرتی ہیں پس حضرت خدیجہؑ رضوانہ کو دیکھتیں اور باتیں کرتی تھیں اور نیز صفار کتاب البصائر میں لایا ہے کہ جناب پیغمبر صلعم نے ابو بکرؓ کی آنکھوں پر دست مبارک پھیرا اور ابو بکرؓ نے جعفر طیارؑ اور انکے بار و نکو جو کشتی میں بیٹھے تھے نجاشی کے پاس سے دریائے جہنم میں آتے تھے ایک ایک کو دیکھتے تھے اور شیخ الطائفہ محمد بن نعمان نے کتاب المقالات میں ادعا کیا ہے کہ آثار مذکورہ اور اخبار مستطورہ کا اشارہ اسی کتاب کے لکھے ہوئے سے ہے اور شیعہ کے نزدیک بحد تو اترو پونچھے ہیں کہ یہ گفت و شنید اسی صورت میں ہو کہ اہل سنت رویت مخلوقات اور رویت خالق کو ایک جنس سے نہیں اور متحد الماہیت جانیں لیکن انکے محققون کے کلام میں مذکور ہے کہ رویت خالق کی ایک قسم جدا ہے کہ دنیا میں ہوا ایک دو بار کے سودہ بھی حضرت خاتم الانبیاؑ کو اور کو نصیب نہیں ہوئی اور رویت مخلوقات ایک قسم علیحدہ ہے بسل صورت میں کوئی مشکل نہیں رہتی بالکل بیٹ جاتی ہے کوسو سے کہ اگر ایک قسم شرط ہو گے شرطوں سے تو لازم نہیں آئے گا کہ نوع دوسری بھی شرط ہو اور یہ بیسی علیحدہ اور وہ جو شرطوں کے ساتھ شرط ہو اور میں صحیح ضدیق کہ یہ نوع دوم یہ کہ کہتے ہیں عذاب قبر کا خاص واسطہ اہل سنت اور دیگر فرقوں اسلام کے ہے اور امامیہ کو عالم قبر میں سوائے نعمت اور لذت کے اور کوئی چیز پیش نہیں آئی اگرچہ گنہگار اور فاسق ہوں یہ عقائد انکا محض باطل ہے بدلیل روایات صحیحہ اور آثار صریحہ کہ معتبر کتابوں شیعہ سے روایت کیے گئے اور ثابت ہیں اور عام مسلمانوں گنہگار کے حق میں اور خاص شیعہ کے حقیقین ابن بابویہ قمی عمران بن زید سے روایت کرتا ہے کہ رَاٰی عَبْدَ اللّٰهِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنِّیْ سَمِعْتُ اَنْتَ تَقُوْلُ کُلُّ شَیْعَتٍ فِی الْجَنَّةِ عَلٰی مَا کَانَ مِنْہُمْ قَالَ صَدَقْتُکَ وَاللّٰہُ کَاھُمْ فِی الْجَنَّةِ قَالَ قُلْتُ جَعَلْتُ فَاذَا رَآیْتُ الذُّنُوْبَ کَثِیْرًا صَغَارًا وَکَبَارًا فَقَالَ اَمَّا فِی الْعِیْمَةِ فَاکُلُوْهُمْ فِی الْجَنَّةِ وَشَفَاعَةُ النَّبِیِّ الْمَطَاعِ اَوْ وَصِیِّ النَّبِیِّ وَوَصِیُّ النَّبِیِّ عَلَیْکُمْ فِی النَّارِ قُلْتُ وَمَا الْبَرَّحُ قَالَ الْفُکْرُ مِنْ جِہْنِ مَوْتَرٍ اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ

ترجمہ پوچھا میں نے ابی عبد اللہ یعنی جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ سب شیعیہ ہمارے

داخل جنت میں باوجود اسکے کہ کچھ صادر ہوا ونسے کہا سچ مکتا ہوں میں تجھے خدا کی قسم سب جنت میں ہوں  
 پھر راوی مکتا ہوں نے کہا کہ میں تجھے فدا ہر آئینہ گناہ بہت میں صغیرہ اور کبیرہ پھر کہا لیکن قیامت کو سب  
 جنت میں ہونگے شفاعت پیغمبر صلی اطاعت کرتے ہو یا وصی پیغمبر صلعم کے لیکن قسم ہی خدا کی کہ میں دڑتا ہوں  
 تمہارے حال پر برزخ میں میں نے کہا برزخ کیا ہی کہا قبر تم میں سے کسی کے مرنے کے وقت سے روز قیامت  
 کی رنو دو ویکم کہتے ہیں اہل سنت اہل بیت کے دشمنوں کے دو ستار ہیں اور دشمن کا دوست دشمن ہی  
 کو واسطہ کہ کیوں نے کہا کہ دشمن تین قسم کا ہوتا ہے دشمن اپنا اور دشمن اپنے دوست کا اور دوست اپنے دشمن کا پس اہل سنت  
 بھی دشمن اہل بیت کے ہیں اور یہ بنیاد اس قاعدے پر کہ اہل عقل اور اہل شرع دونوں کے نزدیک مقرر ہے  
 الْحَبُّ لِلْحَبِّ وَالْحَبُّ لِلْحَبِّ وَمَنْعُضٌ لِلْمَنْعُضِ وَالْمَنْعُضُ لِلْمَنْعُضِ وَالْمَنْعُضُ لِلْمَنْعُضِ  
 یعنی جو کوئی دوست اگر کسی شے کا ہو اسکا دوست اہل اسکا دوست اہل اسکا دوست اہل اسکا دوست اہل اسکا دوست  
 دشمن ہی اسکا دوست اسکو دشمن سمجھتا ہے یا یہ اسکو دشمن سمجھے ہوئے ہو اور جبکو جس شے سے دشمنی ہو وہ شخص دوست  
 ہو اسکا جو اس سے دشمنی رکھتا ہو اور اسکا جو اسکا دشمن سمجھا ہو اور دشمن ہی جو اسکا دوست اہل اسکا دوست اہل اسکا دوست  
 یہ دوست سمجھے ہوئے ہیں اس موقع سے معلوم ہوا کہ دوست اور دشمن دونوں عام ہیں دوست دارندہ اور  
 دوست دہشتہ شدہ سے اور دشمن دارندہ اور دشمن دہشتہ شدہ سے جواب طعن اول کا بطریق جمل یہ ہے  
 کہ اہل سنت دشمن خوارج اور نواصب کے ہیں اور نواصب دشمن اہل بیت کے پس اہل سنت دشمن دشمن کے ہوئے  
 اور دشمن دشمن کا دوست ہے پس اہل سنت دوست اہل بیت کے ہوئے اور شیعہ بھی دشمن نواصب اور خوارج کے  
 اور نواصب دوست پیغمبر صلعم کے پس شیعہ دشمن دوست پیغمبر کے ہوئے اور دشمن دوست کا دشمن ہے لاہرم شیعہ  
 دشمن پیغمبر کے ہوئے اور اسی طور پر بہت باتیں کہہ سکتے ہیں دوسرے یہ کہ دوستی اور دشمنی ہر گاہ کہ بالاصالۃ اور بالذات  
 تو مقابلے میں اس کے وہ دوستی اور دشمنی جو بواسطہ اور بعض ہے معتبر نہیں ہے جیسے نامی علاقے اور لگا وجود ذاتی  
 ہیں اور نہ معتبر ہیں جو بالعرض ہیں کہ یہ بمقابلہ ذاتی کے معتبر نہیں مثلاً ایک شخص حقیقی بھائی ایک شخص کا ہے اور ہر  
 شخص کا دشمن اس حقیقی بھائی کا ہو تو اس حقیقی بھائی کو دشمن دوسرے بھائی کا نہیں کہہ سکیں گے ایسے ہی  
 ایک شخص نوکر ایک شخص کا ہے اور اسکا بھائی نوکر اس کے دشمن کا تو اس شخص کو نوکر اس کے دشمن کا نہیں کہیں گے اور  
 علی ہذا القیاس پس اہل سنت جو بالاتر دوست اہل بیت کے ہیں اعتبار خاص انھیں کی دوستی کا ہے اور دشمنی کہ  
 بسبب دوستی ان کے دشمنوں کی آئے بالواسطہ اور بالعرض ہی اس کے مقابلے میں کچھ اسکا اعتبار نہیں حاصل یہ کہ

جو وصف بالعرض ثابت ہوتا ہے ہون اور نکو جب اعتبار کرنا چاہیے کہ بالذات تحقیق نہ ہون اور جب کوئی وصف بالذات تحقیق ہو تو بالعرض کا اعتبار کرنا غیر معقول ہو کہ مابا کذات انوثی ذاکولے من مابا لمض یعنی وہ چیز کہ بالذات ثابت ہو تو ترا وراولی تری اوں چیز سے کہ بالعرض ثابت ہو تیسری وجہ کہ وہ تحقیق ہو یہ کہ دوستی اور دشمنی ذات کی ہر طرح ہی ہو جیسے کہ وہ ذات ہی معقول نہیں اس واسطے کہ منشاء دوستی اور دشمنی کے نہیں ہوتے ہیں مگر صفات و حیثیات ذات ہمارا اگر کسی شخص کو بسبب کسی وصف اور کسی حیثیت کے دوست رکھا تو لازم نہیں آتا کہ تمامی حیثیات اور اوصاف کے ساتھ دوست رکھے اور انفعال دوستی و دشمنی بالواسطے کا جیسی ہوتا ہو کہ اگر کسی حیثیت سے اس کا دوست و دشمن بنے یعنی دوستی یا دشمنی شخص متوسط کی دوست یا دشمن دار نہ بالواسطے کی طرف جیسی نقل کر گئی کہ جس حیثیت سے یہ متوسط دوست یا دشمن ہو رہا ہو اسی حیثیت سے شخص بالواسطے بھی دوست یا دشمن ہو پس اہل سنت جو اہل بیت کے دشمنوں کو دوست رکھتے ہیں اس حیثیت سے یہ دوستی نہیں کہ کہ وہ دشمن اہل بیت کے ہیں تا کوئی غم در لازم آئے جو تھی وجہ کہ وہ بھی تحقیق ہو یہ کہ اہل سنت اس جماعت کو دوست رکھتے ہیں کہ ان کو دشمن اہل بیت کا نہیں جانتے بلکہ دوست اور موافق اعتقاد کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے عقین جو روا ہیں ہیں ان سے ہوتا تر ثابت ہوا کہ یہ جماعت ہمیشہ مداح اور ثنا خوان اور مدد و مددگار دین اور ان کی شریعت کی رہا ہی ہو اور پنجو قتی نماز اور خطبوں اور دعاؤں میں ان پر درود بھیجتے رہے ہیں البتہ شیعوں نے ان کو اپنے زعم میں دشمن اور مخالف ٹھہرایا ہو سوا اعتقاد شیہ سے دشمنی انکی بحقیقت لازم نہیں آتی اور بھلا اہل سنت کہ ایسے ہیں کہ اہل بیت کے دشمنوں کو دوست رکھیں یہ کب ہو سکتا ہو حال آنکہ انکی کتابوں میں دشمنی صریح ہضمون کی موجود کہ من مات و هو بمغضی لای محمد دخل النار وان صلی و صام یعنی جو شخص کہ مر گیا اور حال یہ کہ دشمن تھا آل محمد کا ڈالا جائیگا آگ میں اگرچہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے یہ روایت حاکم اور طبرانی نے اور ابو جری طبرانی میں کہ من ابغض اهل البیت فهو منافق یعنی جو کوئی بغض رکھے اہل بیت سے وہ منافق ہو گا اور بھی طبرانی میں کہ لا یبغضنا اهل البیت احد ولا یجسدنا احد الا نذبحه یوم القیامۃ من الخوض بسياط النار نہیں بغض رکھتا ہو ہمارا کوئی اہل بیت سے اور نہ حسد رکھتا ہو ہمارا کوئی مگر وہی کہ ہانکا جائیگا قیامت کے دن حوض سے کوڑے آگ کے مار مار کے اور حکیم ترمذی نوادر اصول فی اخبار الرسول صلعم میں مقداد بن اسود سے روایت رکھتا ہو کہ فرمایا معرفۃ ال محمد براءۃ من النار ونبی ال محمد جوار علی الصراط والو لا یحی لای محمد امان من العذاب یعنی معرفت آل محمد کے براہت ہو و درخ سے اور محبت آل محمد جوار ہو صراط پر

اور ولایت واسطی آل محمد کے امان پر عذاب سے قاضی کلینی نے بھی کثرتاً در فاضلین شیعہ سے یہ اہل سنت کو محبت  
 صحابہ کبار میں مغذور رکھا اور حکم نبی کا دیا ہو بلکہ انکو محبت صحابہ کا بغیر متوقع ثواب کا کیا ہو اور دلائل اور روایات  
 حضرات ائمہ کے ساتھ اس مطالب کو ثبوت پر نہجایا ہو اب اس موقع پر اسکا حاصل ہم نقل کریں تو یہ کہ بالکلیہ  
 مفصل سے عمدہ شیعوں کی گواہی سے دور ہو جائے جیسا کہ کہا ہے الْحُبُّ وَالْبَغْضَةُ إِذَا كَانَتْ مَبْجُوعًا جَمْعًا  
 وَإِنْ كَانَ الْمُبْغُوبُ مِنْ أَهْلِ النَّكَارِ وَالْمُبْغُوضُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَا عَقْدَ الْحَبْرِ فِي الْأَوَّلِ وَالشَّرِّ فِي الثَّانِي وَإِنْ خَلَطَا  
 فَبِإِعْتِقَادِهِمْ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا رَوَاهُ فِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَحَبَّ  
 لِلَّهِ لَا تَابَهُ اللَّهُ عَلَى حُبِّهِ يَا كَافِرًا وَإِنْ كَانَ الْمُبْغُوضُ فِي عِلْمِ اللَّهِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَبْغَضَ لِلَّهِ تَابَهُ اللَّهُ  
 عَلَى بَغْضِهِ يَا كَافِرًا وَإِنْ كَانَ الْمُبْغُوضُ فِي عِلْمِ اللَّهِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَا يَخْشَى أَنْ هَذَا الْحُبُّ وَالْبَغْضُ رَجَعَ إِلَى  
 مَحَبَّةِ الْقَائِمِ وَالْحَقِيقَةِ دُونَ الشَّخْصِ الْفُرَجِيِّ وَكَذَا الْبَغْضَةُ خُصُوصًا إِذَا كَانَتْ مَحَبَّةَ الْمُبْغُوضِ عَجُوبًا وَ  
 مَبْغُوضًا وَإِنَّمَا سَمِعَ بِصِفَاتِهِ وَخَلْقِهِ وَمِنْ هُنَا يَجْمَعُ تَحْوِيلُ كَثِيرٍ مِنَ الْمُخَالِفِينَ الْمُسْتَصْفِينَ بِمَا الْوَاقِعِينَ  
 فِي عَصْرِ خِلَافَةِ إِمَامِ الْمُتَحَنِّينَ لَا يَمْنَعُنَا صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَإِنْ كُنْهُمْ قَوْمًا أَكْثَرُ هُمْ وَأَمَانَتُهُمْ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ كَمَا  
 رَوَاهُ بِإِسْنَادِهِ الْعَصْبِيُّ عَنْ زَيْنِ عَدِّ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ يَا صَاحِبَ كَلَامِ اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَنْ صَلَّاهُ وَصَامَ  
 اجْتَنَبَ النِّحَامَ وَحَرَّمَ رَعْمَ مَنْ لَا يَصُيبُ لَا يَعْرِفُ فَقَالَ اللَّهُ يَدْخُلُ أُولَئِكَ الْجَنَّةَ رَحْمَتِهِ وَفِي الْحِجَابِ الْوَاقِعِينَ  
 عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَنْ أَخَذَ بِمَا عَلَيْهِ أَهْلُ الْبَقِيَّةِ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ اخْتِلَافٌ وَرَجَعَهُمْ  
 مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ إِلَى اللَّهِ سَلِمُوا بِحَبَابِهِ مِنَ النَّارِ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ وَقَفَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ عَلَيْهِ وَاجِبٌ عَلَيْهِ أَنْ  
 تَوَلَّى قَلْبُهُ مَعْرِفَتَهُ وَكَوَلَاةُ الْأَمْرِ مِنْ أَعْيُنِهِمْ وَمَعْدِنِ الْعِلْمِ أَيْ تَوَلَّى عِنْدَ اللَّهِ سَعِيدٌ وَنَبِيٌّ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ  
 كَلَامِهِ إِنَّمَا النَّاسُ ثَلَاثَةٌ مُؤْمِنٌ يَعْرِفُ حَقَّنًا وَيَسْلِمُ لَنَا وَلَا يَتَرَبَّنَا ذَلِكَ نَاجٍ مَحْبُوبٌ لِلَّهِ وَلَيْ وَنَاصِبٌ  
 لَنَا الْعِدَاؤَةُ يَتَبَرَّءُ مِنَّا وَيُلْقِنَا وَيَسْتَعِيلُ دِمَاءَنَا وَيُجِدُّ حَقَّنًا وَيَدِينُ اللَّهُ تَعَالَى بِالْبَرَاءَةِ مِنَّا فَوَكَا فِيهِ  
 مُشْرِكٌ فَاسِقٌ وَأَمَّا الْفَرَسُ شَرٌّ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ كَيْسَبُ اللَّهِ عَدُوًّا وَيَعْرِفُ عِلْمًا وَكَذَا لَكَ بَشَرٌ مُصِيبٌ عِلْمًا  
 وَرَجُلٌ أَخَذَ بِمَا لَا يَخْتَلِفُ فِيهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ مَا أَسْكَلَ عَلَيْهِ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى مَعَ وَلَا يَتَّبِعُ وَلَا يَأْتِرُبْنَا وَلَا يَتَّوَدِّعُ  
 وَلَا يَعْرِفُ حَقَّنًا نَحْنُ رَجُلَانِ يَكْفُرُ اللَّهُ لَهُ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَدْ أَمْسَلُ وَصِغْتُهُ أَنْ تَحْتَمِلَ مَحْرَمِهِ  
 محبت اور بغض جو خدا کی واسطی سے ہو محبت اور بغض والا جہان کا اگر یہ محبوب و دوزخی اور مبغوض و جنتی ہو نظر سے  
 اعتقاد و خبر جو اول کے ساتھ رکھتا ہو اور اعتقاد و خبر جو دوسرے کے ساتھ ہو اگر یہ خطا کی اون سے اپنے اعتقاد میں اور

بَابُ  
دَوِّمِ

اول اس بات کی وہ ہر جور وایت کی اسے کافی مین باسنا دالی جعفر علیہ السلام سے کہ فرمایا اگر کوئی مرد دوست ہو کسی مرد کا واسطے خدا کے ضرور ثواب لگا خدائے تعالیٰ اوسکو اوس شخص کی محبت کا اگرچہ وہ محبوب خدا کے علم میں دوزخی ہو اور اگر کوئی بغض رکھے کسی سے واسطے خدا کے یہ بھی خدا سے ثواب پائیگا اوس بغض کا اگرچہ وہ مبغوض خدا کے علم میں خبی ہو اور پوشیدہ نہیں ہو کہ یہ عجب اور بغض راجح طرف اوس میں ہے اور حقیقت کے یہ نہ شخص خالص اور ایسا ہی بغض خصوصاً و سوت میں کہ عجب اور مبغض نے اپنے محبوب اور مبغوض کو نہ دیکھا ہو بجز صفات اور اخلاق سننے کے جس یہی موقع ہو کہ نظر اسکے حکم نجات کا کیا جاتا ہو واسطے بہت لوگوں کے مخالفون مغلوب سے خصوصاً وہ لوگ کہ عنده غیبت امام حقیقین میں جو محبت رکھتے ہیں ایہ صلوات اللہ علیہم سے اگرچہ نہیں پہچانتے ہیں قدر انکی اور امت انکی جیسے کہ ولایت کرتی ہو اور سیر روایت جو نقل کی کافی نے باسنا صحیح زرارہ کے الی عبداللہ سے کہ گستاخ راوی کہ امین نے نیک کرے حال خدا سے تعالیٰ بتا تو ہکو اوس شخص کے حال سے کہ نماز پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور بچتا ہو حرام سے اور اچھا ہو تقویٰ اوسکا وان لوگوں سے کہ نہ دشمن ہیں نہ قائل سو کہا ہر آئینہ داخل کر لگا خدا و نکو حجت میں اپنی رحمت سے اور احتجاج طرے میں جو حسن بن علی علیہما السلام سے کہ فرمایا اپنے کلام حقیقین بس جس شخص نے کہ عمل کیا اور سیر جبریل قبلہ میں کہ اوس میں کچھ اختلاف نہیں اور تحقیق مختلفا علم خدا کے حوالے کیا سلامت رہا اور نجات پائی سبب اسکے دوزخ سے اور داخل ہوا بہشت میں اور جبکو توفیق دی خدا نے اور احسان کیا اور سیر اور حجت قائم کی تو اس طور سے کہ روشن کیا اوسکے دل کو ساتھ پہچان والیوں ریاست کے انکے اماموں سے اور پہچانے اس بات کے کہ کان علم کے کون ہو وہ خدا کے نزدیک سعید اور خدا کا دوست ہو چہر کہا ہو بعد اس کلام کے کہ آدمی تین گروہ ہیں مومن کہ پہچانے حق ہمارا اور تابع داری اور پیروی ہماری کرے بس وہ ناجی ہو اور عجب وہ خاص اللہ کا دوست ہو ناصب جو ہماری عداوت قائم کرتا ہو اور دشمنی اور ہم سے بیزار ہو اور لعنت کرتا ہو اور طلال جانتا ہو خون ہمارا اور شکر ہو ہمارے حق کا اور ہم سے بیزار ہو نیکو طاعت خدا کی گنتا ہو اور دین جانتا ہو سو وہ کافر مشرک فاسق ہو سوائے اسکے نہیں ہو کہ کافر مشرک ہو گیا ہو ایسے موقع سے کہ نہیں جانتا ہو جیسا کہ سخت کہتے ہیں اللہ کو زبردستی بے تحقیق ایسے ہی مشرک کرتے ہیں بے تحقیق اور ایک مرد ہو کہ لیلیا اوسنے اوسکو جہنم کچھ اختلاف نہیں اور جو چیز اور سیر شکل پڑی اوسکو اوسنے حوالے خدا کر دیا باوجود دوستی ہماری کے اور نہ پیروی کی ہماری نہ عداوت کی ہم سے اور نہ پہچانا حق ہمارا ہم امید کرتے ہیں کہ بخشے خدا اوسکو اور داخل کرے جنت میں بس یہ مسلمان ضعیف ہو انتہی اگرچہ یہ کلام فاضل کا شی کا ظاہر ہو اور در نظر انکو خلیہ نفیس اور بر مغز معلوم ہوتا ہو لیکن اہل غور اور کھری نظر والوں کے نزدیک اس میں نہایت قصور ہو

اور اصلاح چاہتا ہے لیکن تصور اسکا یہ کہ مطابق ارشاد حضرت امیر کے نہیں ہے کہ واسطے کہ انھوں نے نواصب کو حکم دوزخ اور کفر و فسق کا فرمایا ہے چنانچہ خود کافی سے نقل کی ہو حال آنکہ بعض نواصب بھی بغض اہل بیت کا شد دعویٰ کرتے ہیں تاویل قول امام مدینی اللہ بالبداء و وَمَنَّا اور ہر گاہ بغض اللہ اگرچہ مخالف واقع ہو موجب نجات ہے بلکہ ثواب پھر حکم کفر و فسق نواصب کا کس راہ سے صحیح ہو گا اور نیز کلام میں حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرق فرمایا ہے اور عین جو محبت نلیل و ضعیف رکھتا ہے خاندان نبوت سے اور قدر واقعی انکی نہیں پہچانتا اور اس شخص کو عداوت کرتا ہے اور مطلق جو محبت کی نہیں رکھتا پس اول کو ناجی اور ثانی کو ہالک قرار دیا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ عداوت محبوبان خدا کی کسی طرح عذر پذیر نہیں ہے بیشک مراتب محبت اور تعظیم کے سب مقبول ہیں اور ادنیٰ سے اعلیٰ تک ناجی اور معذور تصور درجہ اعلا سے محبت اور چیز اور عداوت اور چیز اگر قصور سے در گذرین اور صاحب قصو کو معذور رکھیں تو موقع ہے بخلاف عداوت لیکن اصلاح اس کلام کی انشاء اللہ تعالیٰ بارہویں باب میں جو بیان تو لا اور تبرا میں ہے با شباع تمام مذکور ہوگی بیان او مسقدر جو انتظار سامع کوئی الجملہ تسکین بخشے اکتفا کیا جاتا ہے اب بغور سننا چاہیے اصل اسکی یہ ہے کہ محبوبوں اور مبغوضوں میں فرق کرنا اور یہ کہ کون سخی محبوبیت کا ہے اور کون سخی مبغوضیت کا کو دو قسم سمجھنا چاہیے ایک یہ کہ صاحب شریعت سے لقطع اور تواتر ثابت ہوا ہو جیسے فرض ہونا غازا در فتنے کا اور ایسے اعتقاد میں خلاف واقع کو جو محبوب کو مبغوض اور مبغوض کو محبوب بنای معاف شدہ بچا ہے جاننا اور اسکی تاویل باطل اور شبہ فاسد کو نہ سننا چاہیے ورنہ جو کوئی انبیاء کو سبب انکی زلات کے جو لئے صادر ہوئے ہیں اللہ مبغوض کرے یا ابلیس اور فرعون یون اور ایہ الکفر کو سبب اسکے کہ بندگان خدا اور اسکی مخلوق اور مظاہر اسکی صفات سے ہیں محبوب بنائے اور پھر بھی معذور رہے بلکہ ماجور ہو معاذ اللہ من ذلک دوسرے یہ کہ صاحب شریعت سے اس طرح لقطع اور تواتر ثبوت کو نہ بونچا ہو اسی قسم پر کلام حضرت ابو جعفر کو قیاس کرنا چاہیے کہ انھوں نے جو کلام ارشاد الیام جاری فرمایا ہے اسکی بناس بات پر کہ محبت اور بغض جو لہ ہو گا وہ ہر گز اس اعتقاد خلاف کے ساتھ جو ضروریات دین سے ہیں مقرون ہی نہیں ہو گا معتدل اگر تامل کیا جائے تو خود انکے کلام سے تعقید اس اطلاق کی وہاں سے ظاہر ہوتی ہے حمان فرمایا وَدَانَ كَانْ فِي عِلْمِ اللّٰهِ خِلَافًا عِتْقًا کہ واسطے کہ علم پر شیعہ الہی پر حوالہ اسی بات کا راست آتا ہے جو صاحب شریعت سے بالقطع ثابت ہوا اور پس قسم اول مجموعہ میں سے اہل بیت نبوی ہیں کہ فرمایا ہے خداے تعالیٰ نے قُلْ لَا سَأَلُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرْجًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ کہہ تو میں نہیں مانگتا ہوں تم سے کچھ ضروری مگر دوستی اور محبت

قربت والوین اور دوسری جگہ اَنَا بِإِذْنِ اللَّهِ لِيَذْهَبَ عَنْكُمْ الرَّجْسُ أَهْلُ الْبَيْتِ نہیں ارادہ کرتا ہی اللہ کریم  
دور کر دے تھے نجاست اہل بیت اور صحابہ کرام کہ بیت الرضوان میں حاضر تھے اور ہجرت اور نصرت پیغمبر صلعم کی  
بجائے اور بعد رحلت کے لڑائی مرتدین میں قیام کیا تو اللہ تعالیٰ یَجْهَدُكُمْ وَيَجْعَلُكُمْ دُوسْتِ رُكَّهَاتِی اللہ اور دوست  
رکھتے ہیں وہ اسکو اور فرمایا یَجْعَلُكُمْ دُوسْتِ رُكَّهَاتِی اللہ دوست رکھتے ہیں وہ اسکو کہ ہجرت کی اونسے طرف اونکے اور  
فرمایا رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ رَضِیَ ہوا اللہ اونسے اور راضی ہوئے وہ اس سے اور فرمایا لَا تَجْعَلُ فِی قُلُوبِکُمْ  
غِلًّا کَلِّدِیْنَ اَمْنُوْا اور مت کرو تمہارے دلوں میں کھوٹائی واسطے اون لوگوں کے جو ایمان لائے اور منہنجین  
ابلیس لعین اور تمامی کفار و معاندین کہ قولہ تعالیٰ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُذِّبٌ عَدُوٌّ فَاتَّخَذَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حِشْبَةً لِّمَنْ یُّشْرِکُ بِہِ  
تھوار دشمن ہو تم بھی اسکو دشمن کر کے پکڑو اور فرمایا لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ  
وَمَنْ یَّعْمَلْ ذٰلَکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِی شَیْءٍ چاہے کہ نہ اختیار کریں ایماندار کو کافر و نیکو دوست سواے  
ایمان والوں کے اور جو کوئی کر لگایہ کام سونپیں ہوا اللہ سے کسی کام میں اور نیز فرمایا لَا تَتَّخِذُوا مَعَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ  
وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ اَلْاٰخِرَیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْحَدِیْثِ الَّذِیْ رَوٰی عَنْہُ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ اور  
قیامت کے دن پر جو دوست رکھتے ہوں اوس شخص کو جسے نافرمانی کی اللہ اور اسکے رسول کی بس نوبت عداوت  
اہل بیت اور روافض عداوت صحابہ خصوصاً مابرجین اہلین اور انصار سابقین اور اہل بیت رضوان اور قاتلین  
مزدون میں البتہ معذور نہیں ہونگے ہاں اس قسم میں کہ محبوب ہیں اگر کوئی فریق اوندکو اونکی حدتہ سے کٹر جانیں  
یا بعض منصب و مراتب کا جمل و نادانی یا شبہ و تاویل سے انکار کریں یا وصف اصل محبت کے بیشک معذور ہونگے  
جیسے شیعیہ تفضیلیہ یا وہ لوگ کہ منکر امامت حضرت ائمہ کے گذرے ہیں نصین کے مجنون اور دہشتوں سے مثل محمد بن حنفیہ  
اور زید بن علی بن حسین بن علی کہ کلام حضرت امام حسنؑ میں بھی اسی قسم مردم کو معذور فرمایا ہو مثال قسم ثانی کی محبوبین سے  
تمامی صلحائے مومنین خصوصاً صحابہ عامہ اور عرب اور قریش اور قسم ثانی مبنوین سے فاسق اور عاصی اور ظالم اور کاذب لوگ  
کہ محبت اور بغض انکاف شریعت سے باوصاف عامہ معلوم ہوا اور جو باتیں کہ سمجھی ہو ی ہیں اونکے ضمن میں بالکل ثبوت کو  
یونہی چاہئے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک اللہ دوست رکھتا ہو نیک کام والوں کو اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ  
یُحِبُّ الصّٰدِقِیْنَ بیشک اللہ دوست رکھتا ہو سارے والوں کو اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ  
سَبِیْلِہٖ صَفًا کَاَتَتْہُمْ بُنِیَاتٌ مِّنْ مَّوْصُوْحٍ بیشک اللہ دوست رکھتا ہو ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اوسکی راہ میں  
صف ہو کہ کہ گویا وہ ایک دیوار میں رنگے سے بنائی ہوئی اور فرمایا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اور اللہ دوست رکھتا ہو





[illegible]

خبر دی تھی کہ حق تعالیٰ نے جگومیراوصی اور وزیر اور بعد میرے میرا خلیفہ کیا ہے چنانچہ شیخ الشیخ ابو جعفر طوسی سے  
امالی میں یہ روایت ہے کہ باوصف اس بات کے حضرت امیر رضی عنہ معراج میں آپ کے ہمراہ تھے اور لوح محفوظ کو انھوں نے  
بڑھا جیسی کہ صاحب نوا اور الحکمہ نے روایت کی ہے عمار یا سر او قطب راوندی اور بریدہ اسلمی سے اور یقین جانتے  
کہ میری عمر درازی بعد وفات آنحضرت صلی علیہ وسلم تیس برس تک اور امام اور خلیفہ ہو گا اور ابن ابی عمیر جو مار گیا پھر حضرت  
امیر رضی عنہ کو معرکوں اور لڑائیوں میں کس بات کا خوف ہوتا یا بخیرین یہ کہ شیعہ کے نزدیک مقررہ کہ امام اپنے اختیار سے  
مترانی پھر جب معرکوں میں تشریف لیجاتے تھے اور دشمن سے مقابل ہوتے تھے اپنی موت اختیار نہیں کرتے تھے  
اور بدو اختیار کیے موت کا اتنا مجال تھا جس انکو حمل تھا بخلاف ابو بکر کہ بالاجماع یہ درجہ انکو تھا نہ یہ علم لو جو محفوظ  
انکو حاصل جس خوف ظاہری کہ جس شخص کو اپنی جان کا خوف لگا ہوتا میری معرکوں میں گھسنے بیٹھنے سے ضرور  
بیس فی بیش کرتا ہوا اور جو اپنی موت حیات کو یقین جانتا ہوا و سکوبرو انہیں ہوتی جس اس خوف و خطر کے ہوتے  
ابو بکر رضی عنہ سے جو کچھ جان نثاری اور جانبازی اور نصرت دین اور فحل مرتدین میں واقع ہوا نہایت عجیب ہے کہ  
اس سے کمال دلیری اور ثبات قلب و کفا ظاہر تھے جب خود امیر رہنے ابو بکر رضی عنہ کی شجاعت پر گواہی دی ہو پھر  
احتمال انکے جن کا خاطر میں لانا یہ جان لین کہ امیر رضی عنہ کی گواہی کو نامقبول اور رد کرنا ہر راوی محمد بن عقیل بن  
ابی طالب خطیبنا علی قال ایھا الناس من استخج الناس قللت انت یا امیر المؤمنین فقال ذالک ابو بکر من  
الصديق ائمتنا کان يوم ربه وصنعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم العرش قللت من يقوم عندك لا يدع  
اليه احد من المشركين فما قام اليه الا ابو بكر والله كان شاه السيف برأسه فكلما ادنى اليه احدى  
اليه ابو بكر بالسيف روایت ہے محمد بن عقیل بن ابی طالب سے کہ خطاب کیا ہے عائشہ نے اور کہا ای لوگو جانتے ہو  
سب بڑھ کے آدمیوں میں شجاع کون ہے میں نے کہا امیر المؤمنین تم ہی ہو کہ ماہ ابو بکر رضی عنہ صدیق ہے اس واسطے بیشک  
کہ جب ہوا دن بدکار اور بنا یا ہے واسطے رسول صلعم کے ایک جمو پڑہ ساخس پوش پھر میں نے کہا کہ اب بیان آپ کے پاس  
کون کھڑا رہیگا تو مشرکوں سے کیسے آپ کے پاس نہ پہنکنے و پس کوئی نہیں کھڑا ہوا اس واسطے ابو بکر رضی عنہ اس حال سے  
کڑنگی تلوار کے ہوتے آپ کے سر پر کھڑے تھے جو وقت کہ کوئی نزدیک آتا تھا یہ تلوار لیکر متوجہ ہوتے تھے اسکی طرف  
آنے نہیں دیتے تھے نہ توین یہ کہ جب ایک شخص سے معاملات شجاعوں اور دیروں کے اور خوبان مقدمات  
خلافت اور امت کی مثل آفتاب کے روشن اور ظاہر ہوی ہوں پھر احتمال جن کا اوکے حقیقین اور یہ کہ وہ شخص  
قابل ریاست کے تھا کیسا بوجہ او بمعنی یہ یہ تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص میں شمع انخاب میں بیٹھے اور اسکی

سب چیز شیعہ سے ون کو دیکھے اور اسکے ساتھ میں احتمال اس بات کا پیدا کرے کہ جرم آفتاب کا ظلمانی ہی شیعہ  
 اور نور جو اس سے دیکھتا ہوں ایک امر اتفاقی ہو کہ طلوع آفتاب سے مقدار ہو گیا ہو آفتاب کو کچھ حسین دخل میں  
 ہاں جس کسی نے کہ سیر اور غزوات اور فتوحات عراق و شام کی کی ہو وہ یقین جانتا ہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 کمال عزم اور ثبات قلب میں وقت انقلاب عظیم کے اور ہو جو اس ہو جانا اور اپنے ارادے پر ثابت رہنا کوئی دوسرا  
 نتھا جتنا چاقا ضی فاضل نے اپنے رسالات میں جو بادشاہ کی مدح میں لکھے ہیں کہ تمام ملک شام کو تھوڑی دیر میں  
 فرنگیوں کے ہاتھ سے چھینا اور معرکے آراستہ کیے اور قلعہ شکینان کہیں اس عبارت کو لکھا ہو کہ *الْعُرَاكُ*  
*الْحَصِيدُ يَفْقَهُ وَالْفَتْوَحَاتُ الْعُمَرَاءُ وَالْجَبُوشُ الْعُمَانِيَّةُ وَالْجَاهُ الْيَمِينُ دَائِمَةً وَسَطُ* اور سکے میں عزم صدیق  
 اور فتح عزم برغ کی اور لشکر عثمان رضی اللہ عنہ کے اور حملے حیدر رضی اللہ عنہ کے البتہ حضرت امیر سے شجاعت اور قوت بازو اور  
 شمشیر زنی اور نیزہ بازی اور پہلو انوکھا بچھاڑنا اور اپنے ہاتھ سے قتل اور مجروح کرنا اور یہ دلیری دشمنوں کی  
 غول میں گھس جانا جس قدر لسنے زیادہ برہم کی کچھ اصل نہیں منقول ہیں اس قدر اور کسی نہیں ہیں  
 اور جو یہ بات ہمدانی ہر سلاح اور سواری اور نیزہ بازی اور ہمیشہ لڑائیوں میں رہنے اور معرکوں کے تجربوں  
 اور میدانوں کے امتحانوں سے متعلق ہو اصل شجاعت سے کہ صفت قلبی ہو تعلق نہیں رکھتی اور ریاست کبریائی  
 بھی ضرور نہیں اس واسطے کہ حضرت امام سجاد اور بعد اونکے دیگر ائمہ بھی ان چیزوں سے آشنا نہیں ہوئے  
 حال آنکہ بالاجماع تخت امامت کبری کے بھی ہوئے ہیں اور اکثر بادشاہ شجاع دل اور شیر کار گذرے ہیں  
 مثل سکندر اور اورنگ زیب کہ نہ کبھی میدان جنگ میں انکو اپنے ہمسر نے منازل یعنی اوڑنا  
 رٹنے کو اسکا اتفاق پڑا نہ کبھی کسی پہلوان سے فیرت کشتی کی پونجی نہ اس کلام کو انھوں نے اختیار کیا اسکے ساتھ  
 بھی انکی شجاعت میں کچھ شک نہیں ہو اور فرق ان دونوں صفتوں میں یہ ہو کہ شجاعت صفت قلبی ہو اور یہ کہ  
 صفت بدنی اور شجاعت خلقی اور جبلی اور یہ امر عمل کسی آسید واسطے عرف میں بھی اس امر کو پہ گری کہتے ہیں  
 اور شجاعت کو اس سے جدا جانتے ہیں کہ یہ *نود و سوم* ایک گروہ علمائے شیعہ سے مثل ابن مطہر علی اور آج  
 توابع اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ یہ لوگ مجسمہ اور مجرہ ہیں اور یہ طعن انکی محض افتراء اور صرف بہتان و اہل سنت  
 تو مجسمہ اور مجرہ کو کافر ٹھہرایا ہو اور رسلے اور کتا ہیں اونکے رد میں لکھی ہیں ہاں شیعوں کے سردار اور انکے  
 پیشوا اور راویان اخبار بے شبہ مجسمہ گذرے ہیں جیسا کہ مفصل آئینگا انشاء اللہ تعالیٰ اور ایک گروہ پرانہ و نئے  
 مجرہ ہوئے ہیں جیسا کہ کلینی نے کافی میں روایت کیا کہ تسک قول شہرستانی پر کرنا کہ اسنے ایک جماعت کے

اہل سنت سے مجسمہ لکھا اس مقدمے میں روانہ ہیں کہ کس واسطے کہ تجسیم اس گروہ کی اگرچہ خود مرد و جمہور  
 اہل سنت کے ہیں لیکن حق اور واقع سے چند ان دور نہیں اسلئے کہ مرد و انکی جسم سے موجود مستقل ہی بس خطا  
 اتنی کہ اطلاق لفظ جسم کا کرتے ہیں باوصف اسکے کہ ابدالثلثہ سے پاک اور منزه بھی جانتے ہیں اور نیز اور نواز  
 جسم سے چنانچہ جمہور نے انکے کجائے جسم اطلاق وجہ اور تداوین کا جائز رکھا ہے اسکے کہ اعضا اور اجزا اور  
 جو ارج اور بعض اور تجزی کو اعتقاد کریں اور مجسمہ شیعہ جسم کو بمعنی ذوالابدالثلثہ ٹھہر کے ذات باری تعالیٰ پر  
 اطلاق کرتے ہیں اور اعتقاد حقیقت جسمیت کا جو اعضا وغیرہ ہیں کرتے ہیں بعض اسی صورت اور شکل میں  
 بیان کرتے ہیں اور ایسا ہی مذہب اہل سنت کا جو منوسط ہے کہ عین حق ہو گا رُوی عن اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ  
 عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّہُ قَالَ لِحَبِیْرٍ وَلَا تَقْوِیْضُ وَلَکِنَّ اَمْرًا یَنْبَغُ لَیْسَ بِہِ رِوَایَتِ کَیْ غَیْ اَبی عَبْدِ اللّٰہِ  
 علیہ السلام سے تحقیق حال یہ کہ کہا و مضمون نے نہ کچھ جبر نہ کچھ تفویض لیکن ایک امر جو ان دونوں کے درمیان  
 کید نو دو چارم کہتے ہیں اہل سنت نے اپنی کتابوں صحیحین میں روایت کی ہو گئی کہ اَنْتَ عَاشِیۃٌ تَلْعَبُ بِاللِّبْنِ  
 رَفِیْتُہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی حضرت عائشہ گریبان کھیل کرتی تھیں گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 اور نسبت اس امر کی آنحضرت کے گھر میں اور انکی زوجہ کے ساتھ کرنا جو عبادت خانہ یا یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور اس میں وحی  
 نازل ہوتی تھی اور ملاکہ اور حضرت جبریل آتے تھے اور یہ اس میں مہربان بنانے کے کھتی تھیں کسی فبیح اور شنیع بات  
 حال آنکہ خود اہل سنت سے روایت ہے کہ جس گھر میں صورت یا تماثل ہو نماز جائز نہیں ہے اور فرشتہ اس گھر میں نہ آتا  
 اور یہ بھی روایت کی ہے کہ جب خانہ کعبہ میں صورت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دیکھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اونکے نکال دینے کا حکم دیا جواب اس طعن کا یہ ہے کہ یہ بُرائی اور سوت اہل سنت پر آتی تھی کہ اہل سنت نے لفظ تصویر  
 یا تماثل یا صورت کا روایت کیا ہوتا لفظ نبات کا ہے اسکو صورت پر کون لگائے لیتے ہوں نبات کے معنی لڑکیوں کے بھی ہیں  
 نہ یہ کہ اسوقت میں جو گریبان کر کے معروف اور مروج ہیں اونپر قیاس کریں اور اسوقت میں جو نبات راجح تھیں  
 صرف یہ بعد کہ اول ایک گول کپڑا کرتے اسکے درمیان میں دوسرے کپڑے کی ایک بتی سے لپیٹ کے کھتیں تھیں  
 اور اس گول کپڑے کو ادھر ادھر سے گھنچ کے بتی کے نیچے ڈور سے لپیٹتی تھیں کہ وہ بتی مثل سر انسان کے  
 ہو جاتی تھی اور نیچے مثل حد انسان کے بنے اسکے کہ اس میں صورت یا تھہ بانوں یا دیگر اعضا کی ظاہر ہووے  
 پھر اسکو اوڑھنی اوڑھاتی تھیں اور کرتہ پہناتی تھیں بس اس قسم مصنوعات کا نبات نام رکھتی تھیں اور یہ  
 جو اس زمانے خصوص اس ملک میں مروج ہے کہ رعایت باریکیوں تصویر کی کرتے ہیں اور مستاد کار بیان

محل میں لائے ہیں یہ ہرگز اوس زلزلے میں نہ تھیں اور اب بھی اوس بلک میں نہیں چکا کچھ اسی پر کیا موقوف جملہ کھانے پینے پینے ہستے کی چیزوں اور زیور آلات اور فرش وغیرہ میں اوس زمانے کی سادگی اور اس زلزلے کے تکلف میں فرق زمین و آسمان کا ہو مگر ان یہ مصوری کہ اس زلزلے میں ہوتی ہوئی فقہائے اہل سنت کے نزدیک ضرور ممنوع اور غیر مشروع لیکن تصویر یا نام واسطے افادے کی حکمت کے جناب پیغمبر صلیم سے بھی منقول ہوئی ہو اوس موقع پر جہاں ایک خط کے ساتھ انسان کو تصویر کیا اور اہل و اہل کو دو خط دیگے کہ نیکل فرمائی جس یہ کھیل بھی جو عورتوں خرد و سال کی واسطے تجویز ہوا ہو اسکا مدعا بھی یہی ہو کہ امور خانہ داری اور سبایو متنا کبر سے کا اور بھجانا فرش اور رتبہ و زینت دینا مجلس کا یہ کہیں جیسے لوگوں کو سواری کا ٹھکے گھوڑے اور تلوار اور تیر و کمان اور نیزے کی کہ یہ بھی اسی جنس سے ہی بنظر حکمت تجویز کی ہو اسکے ساتھ یہ بات بھی ہو کہ یہ طعن جب اہل سنت کی نظر متوجہ ہوتی کہ بعد حرام ٹھہرنے تصویر اور علم اس بات کے کہ تصویر کے گھر میں فرشتہ نہیں آتا یہ صورتیں رکھی ہوتیں ظاہر ہو کہ یہ قصد ہجرت کے قریب کا ہو اور تصویروں کا ٹھکانا اور صورتوں کا ٹھکانا خانہ کعبہ سے آٹھ برس بعد ہوا ہو ہجرت سے آدھو کا کم کہ قبل حرام ٹھہریسے رائج تھا جیسے شراب پینا حضرت حمزہ کا اور سودینا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محل طعن نہیں ہو سکتا اور خصوص حضرت عائشہ صدیقہ بھی باو وقت میں نو برس کی مکلف بالشرع نہ تھیں تعجب یہ ہو کہ یہاں تو بڑی حمایت زوجہ رسول خدا اور انکے خاندان مبارک کی اپنے طعن سے کہوتا و زینتائی ہو اور اب جو کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و جفصہ رضی اللہ عنہا کے تھیں بناوٹوں سے روایت کرتے ہیں اور زینت کفر اور ارتداد کی پونچھاتے ہیں وہ اس وقت سب بھول گئے ہیں بڑے با انصاف لیکن وہی مثل ہو کہ مراد دو ترافرا موش اور انشاء اللہ تعالیٰ باب مطاعن اور باب بغوات میں مبلغ کثرت انکے اس جنس کا سد سے معرض ثبوت میں لانے جائینگے کسید نو و و حجب اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ یہ لوگ مرکب اس بات کہ میں کہ نسبت بغیرتی اور ناخاطی اور ترک نمی ٹھکرے خود آنحضرت پر کی ہو جس موقع پر کہ عائشہ سے روایت کی ہو انہا قالَتْ کَا بَتْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کَسَبْتُ عَنِّي بِرَدِّہِمْ وَاَنَا اَنْظُرُ مَا لِي اَلْحَبَشَةُ یَلْبَسُوْنَ بِاللَّذَقِ وَاَنْتُمْ اَیُّوْمَ لَیْسَ بِشَکِّ قَصْدِہِ یُو کہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا رسول خدا کو کہ چھپا لیتے تھے جھکوا بنی چادر میں اور میں دیکھتی تھی حبشیوں کو جو کھیتے تھے و حال اور نیزوں سے عید کے دن بس اس روایت میں دیکھنا بازی کا اور بازی کرنا حبشیوں کا عین مسجد میں اور نظر کرنا زوجہ رسول خدا کا نامحرموں پر رسول خدا کی نسبت ثابت ہوتا ہو اور یہ سب باتیں خلاف شرع اور خلاف غیرت کے ہیں حال انکہ خود اہل سنت آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اَلْحَبَشُوْنَ مِنْ غَیْرِتِ سَفَدِ اَنَا

اَعْلَمُكُمْ بِاللَّهِ اَعْلَمُكُمْ بِمَا تَعْبُدُونَ مِمَّا كَرِهَتْ لَكُمْ غَيْرَتُ مِنْ اَوْسٍ سَے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھے  
 زیادہ غیرت والا ہی حال آنکہ اُنے لوگ اسپر راضی نہیں ہوتے ہیں کہ بیبیان الکی نظریہ لوگوں پر دلائل بامتنا  
 ہو و لعب مردوں کا دیکھیں نہ کہ بیغیر صلعم اسکا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں جواب اس طعن کا یہ ساری اونچ اور الای  
 ہوں لوگوں کے واسطے ہی جو تاریخ اور حال ابتدائے اسلام سے جاہل اور نادان قف ہیں اس واسطے کہ یہ قصہ قبل از ول  
 بیت حجاب کا ہو اسوقت میں تمام عورتیں مسلمانوں کی کیا بیبیان کیا لڑکیاں باہر نکلتی تھیں اور خدمت اپنے مردوں  
 غیروں کے سامنے کرتی تھیں چنانچہ روایات متفق علیہا شیعہ اور سنی سے ثابت کہ حضرت فاطمہ زہرا زخم آنحضرت کا  
 ہو جب تک حد میں پہنچا تھا دھو تی تھیں اور داکر تی تھیں اور سہل بن سعد رحمہ اور اصحابیوں نے دیکھا اور نقل کی  
 ملا جرم جرات کہ قبل جرم ٹھہریسے رسول یا زو جہ رسول سے روایت کرین باعث طعن کے کیوں ہوئے ذرا اسی بات کو  
 دیکھو کہ حضرت حمزہ اور ابو طلحہ انصاری شراب پیکرست ہوئے اور لڑے اور اصحابہ بھی کہ یہ بات بطریق صحیح شیعہ  
 اور سنی دونوں فریق سے ثابت اور مروی ہو اور آنحضرت نے بھی دیکھا اور سکوت فرمایا یوں کہ ثبوت منکر کا بھی  
 لازم آتا ہو کہ وہ چیز منکر چیزوں میں داخل ہو دوسرے یہ کہ عائشہ اسوقت میں لڑکی غیر مکلف تھیں اگر تماش  
 مردوں کا لود بازی کی حالت میں دیکھیں خاص کر اس حال میں کہ چھپے ہوئے بھی ہوں جو مرد غیر او کو نہ دیکھے یا نہیں اس  
 کیا بڑی آپیش آتی ہو اور لود لعب حبشیوں کا سپر اور زیروں کے ساتھ تھا کہ واسطے لڑائی کفار اور بطریق شمار آلات  
 ہوا کہ مشق اس نہ کر کرتے تھے گو بظاہر لود لعب تھا لیکن معنی سر اس حرکت اور بلاشبہ آنحضرت بھی اس قسم کے لود لعب  
 حاضر ہوئے ہیں بلکہ بعض اوقات خود بھی شریک ہوئے اور فرمایا کہ ملائکہ بھی اس قسم بازیوں میں حاضر ہوتے ہیں اور  
 یہ جو منقول ہو کہ حضرت عمر رضی نے حبشیوں کو اس لعب پر جھڑکایا اس سبب سے تھا کہ انھوں نے ان حرکات خفیف کو  
 آنحضرت کے مواجہہ میں ایک بے ادبی سے بھی اگر یہ لعب شروع میں تھیں اور سکوت آنحضرت کو یہ قیاس کیا کہ آپ سبب  
 وسعت خلاق کے منع نہیں کرتے ہیں جب خطاب آپکا دَعُوْهُمْ لَعْنُوْهُمْ اَمْ نَقُتِلُ اَمْ نَقُتِلُ اَمْ نَقُتِلُ یعنی چھوڑو ان جشیوں کو  
 لے عمر اپنے کھیل میں اور شغول ہو اسے نبی ارفدہ کے اگلے کان میں پہنچا اوس انکار سے رگ گئے اور خود بھی اس  
 تماشے میں شریک ہوئے اور جانا کہ مرضی مبارک رسول مقبول کی بہتر تکلیف اور وقار اہل فضول سے ہر صرع  
 ازیک سلطان بل پسند دہن سرست + اور تعجب ہو اس گردہ نا انصاف سے کہ اتنی سی بات کو جو قبل تحریر سے ہو بغیر تی  
 اور رتوت منکر پر لگاتے ہیں حال آنکہ خود ائمہ اطہار سے کہ جگر بارے رسول صلعم کے اور حکم رسول امین میں اوزیر معصومین  
 انفسہا منس الامت سے ایسی چیزیں روایت کرتے ہیں کہ زبان مجنون صادق کی اونکے نقل ادبیان سے لڑتی ہو

اور سب سے ہر مسلمان با ایمان کے بال بدن پر کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے جو انکی کتب معتبرہ صحیحہ میں مروی ہیں  
یہ ہیں کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام اپنے یاروں اور شیعوں سے فرماتے تھے اِنَّ خَلْقًا مَّتَّجِعًا رَيْنَا لَنَا وَفَرَحْنَا  
لَكُمْ حَذَلًا بِشَيْءٍ فَدَسْتُمْ حِجْرًا كَرِيْمًا هَارِيًّا كِي دَاسِطَةً هَارِيًّا اور فرمیں انکی حلال ہیں تمہارے واسطے  
اور اسی روایت فاسدہ پر جو بنائی ہوئی ہے انکے علمائے فتویٰ دیا ہے کہ زبان غیبت امام میں کہ جہاد فاسد ہو جاتا ہے  
محس نکل کے اپنے مصارف کو نہیں پونچھتا باقی غنیمت جسے خلط ملط ہو کے سبکو مشکوک کر دیتا ہے چھو کر ان شیعوں پر  
حلال ہیں اب دیدہ عبرت کھول کے اس لفظ شنیع میں تامل کرنا چاہیے کہ کس قدر غیرت سے دور پڑا ہے مقتدا  
صاحب کثر العرفان فی حکام القرآن نے کہ بہت بڑا مفسر وں اس فرقے سے کہ تفسیر آیہ هُوَ لَا يَعْطِيهِ اِنْ كُنْتُمْ  
فَعِلْتُمْ میں لکھا اور تقریر کی اَنَّا لَا كَيْفَانِ مِنْ غَيْرِ الظَّرِّ يَقِي الْمَعْمُودِ بَيْنَ النَّاسِ مَعْنَى اُو بھکی آیت کے  
حضرت لوط کفار سے کہتے ہیں کہ یہ لو کیا ان میری موجود ہیں اگر کرنا چاہتے ہو وہ و سراقول مقداد کا ہے تفسیر  
حضرت لوط میں کہ ارادہ کیا لوط نے لو کیا ان دینے کا خلاف طریق مقرر کی کے کہ لوگوں میں مقرر ہے اور اس  
شنیع کو اوسنے بھی حضرت لوط سے نسبت کیا آخر وہ بھی تو پیغمبر تھے پیغمبروں سے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اراذل اور  
اوباش لوگ ان کا مونے عار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ کثرت خاصہ پیغمبر اور پیغمبر زادے اور اگر کسی کچل میں  
یہ بات گزرے کہ اگرچہ جملہ حال میں نظر جنبیوں پر ڈالنا حرام نہ سی ہے مآلین ننگہ عار کا لاحق ہونا اس سے تو  
جیلی اصحاب طبل لے سلیمہ کا بولا بد قبل درود شرع سے بھی چاہیے تھا کہ پیغمبر اس بات سے منع فرماتے اور تجویز فرماتے  
ہم کہیں گے یہ بات غیر مسلم ہو کہ ہرائی اس مہر کی ذہنوں سلیمہ میں قبل منع کرنے شرع سے پیدا کی ہوئی ہو اس دلیل کے  
مجمع البیان طبری اور نیز دیگر تفسیر وں شیعہ میں وَ اَمَّا اَنْتَ فَاَتَّبِعْهُ فَهَتَكْتِ دَبْسٌ هَذَا اَلْحَقُّ تَحْتَ تَفْسِی  
اس آیت میں موجود ہے کہ حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جسوت کہ وہ فرشتے بصورت مردانہ بصورت  
باس فخرینہ ہوئے ہا تو انکی طرح حضرت ابراہیم کے بیان آئے اور نہ ہر ملائکہ ہونا اور نہ ظاہر ہونا تھا کہ خود اگر انکی حدت  
بیواسطے کھڑی ہوئیں اور فرشتوں کی باتیں سن کر سنسن اور سکڑاؤ میں آئے تو سامنے ہونا عورت کا غیر مردوں کے  
اور بچہ فضیحت و تشم و سکاؤ کی باتوں پر اب یہ کس قدر دروغ غیرت سے ہے جس معلوم ہوا اس بات سے جو عار لاحق ہوتی  
ہے مضبوط ہو لینے ہرائی اس ہر کے ہی یعنی پہلی ہرائی ذہنوں میں آتی ہے تو پیچھے عار لاحق ہوئی ہے اور یہ ہرائی  
قبل درود شرع سے خفی پھر حقوق عار کا کیونکر ہو گا اور کیا کہہ سکتا ہے کوئی رسم بیہودہ اور نصاریٰ اور مجوس اور  
ہندو اور عربان جاہلیت اور کثیرین اور ساسانیوں اور خطا اور خشن اور ترکستان والوں اور حبشیوں



اور زکیمون اور بربریون اور دیگر گروہ مردم ولایتوں مختلفہ میں جو دور دور ہیں کہ عورتوں کو اجنبی لوگوں کی  
 نہیں چھپاتے اور نظر کرنا اور لوگوں کی طرف ہرگز ان فرقوں میں معمول تھا نہ اب ہی آریاب طباطبائی سلمیہ افغانی  
 موجود ہیں کہ ملوک اور مسلمانین اور امرا اور تجار اور سودہ لوگ انکے مسلمانوں کی نسبت زیادہ تر تکبر اور  
 نخوت اور اقتدار والے ہیں اور انکو مقدسہ غیرت اور ناموس داری میں دور دور کھینچتے ہیں خصوصاً فرقہ  
 راجپوت ہندوستان بس اس امر کو قبل درود شرع سے خلاف غیرت کے جانا اور نا حفاظی یعنی بدوشت  
 اور شرکی باتوں سے کتنا اس قسم ہے کہ کوئی خاص عادت والی بات تو بہر اشتباہ خلقی باتوں کا کہہ کہ یہ بڑی  
 کاظمی ناواردت سے ہوا و نیز مسلمانوں میں عادتیں مختلف ہیں ملوک و امرا انکے باوصف کمال اقتدار اور  
 فرط غیرت کے کہ جسکا دعویٰ کرتے ہیں اپنی عورتوں کو کھڑکیوں میں بٹھاتے اور تماشا بھل آوے اور دیا اور ہاتھی کی  
 لڑائی اور توپ اندازے اور اور کھیل مردوں کا تجویز کرتے ہیں نہایت یہ کہ اسکو اسطور پر عمل میں لاتے ہیں  
 کہ نظر مردوں کی اپنی بڑے اور عورتوں کی نظر کا حرام ٹھہرنا اجنبی مردوں پر کہ مسعودت اور کھلانہ  
 ابی تک خیریت میں بالاجل ثابت نہیں اختلاف ہی بعض کہتے ہیں کہ عورت کو مرد اجنبی کا دیکھنا ایسا ہی  
 جیسے مرد عورت غیر کو دیکھے بعض کہتے ہیں نہیں اور اکثر دلیلین شرعیہ اور معاملات اگلے زمانے کی عورتوں  
 خلفاء عباسیہ کے ساتھ اور جائز کرنا سکھنا عورتوں کا جسکو نظر کرنا مردوں اجنبی پر لازم ہی ہو یا قسری  
 اخیر کہ میں بس وہ امر کہ ابھی اسکے حلال حرام ہی ہونے میں اختلاف ہوا و با فرض حرمت ہی مان بجائے تو قسری  
 ٹھہرے اور بنظر بھی صرف بازی اور حرکات مردوں کا دیکھنا نہ انکی ذات اور اشخاص کو اور دیکھنے والی انکی غیر مختلف  
 اور بازی بھی جن نازی محمود سے سطح محل انکا ہوگا اور کوئی اسکو بیجا نہ کہ اور حلال کر دینا فوج جموں کو ملوک کا کہ جنکو  
 اسکو عار جانین اور بدترین برائیوں اور خسر باتوں سے گنیں کہ سطح محل تسلیم قبول ہوگا کہ یہ نو دوشتم  
 اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے صحاح میں لکھا ہی کہ ملک الموت قبض روح کیواسطے موسیٰ علیہ السلام  
 پاس آئے انھوں نے ایک طبایخہ اونکے مارا کہ ایک آنکھ اونکی اندھی ہو گئی حال آنکہ اس قصے میں بہت مخدوشت  
 لازم آتے ہیں اول یہ کہ حضرت موسیٰ راضی قبضے حق تھے دوم یہ کہ وہ بقلے الہی کو کہ وہ جانتے تھے اول سنت  
 خود روایت ہو مَن كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ  
 میسرے یہ کہ ملک الموت اس حد دلیل در عاجز تھے کہ طبایخہ بھی انکا لکھا یا اور آنکھ بھی اندھی کرالی اور اسے کچھ بس  
 نہ جل سکا جو روح قبض کرتے بجمول مطلب لوٹ گئے اور خداے تعالیٰ کے سامنے شکایت لیگئے اور سب باتیں

اختلاف اصول فطرت کے ہیں جواب اس طعن کا یہ کہ حضرت ملک الموت کو قبض ارواح نبی آدم میں دو طریقے ہیں اول  
 طریقہ جو عام مخلوق کے ساتھ جاری ہے کہ جو بچے اور بغیر بچے عوام کے روح قبض کر لیتے ہیں اور نہیں کہتے کہ میں  
 ملک الموت ہوں اگر مجھ کو اذن ہو تو روح قبض کروں دوسرا طریقہ اسکو پیغمبروں کے ساتھ عمل میں لاتے ہیں  
 کہ انکو بجا دیتے ہیں کہ میں ملک الموت ہوں اور انکو اختیار دیتے ہیں چلنے اور رہنے کا اور نذر اذیحتی کالی رتہ  
 یعنی رجوع کر تو اپنے پروردگار کے طرف اذکو پوچھتے ہیں جو کہ انبیا سبب کمال شوق لقاء الہی کے موت کو زندگی پر  
 ترجیح دیتے ہیں ایسے اذن قبض روح کانے چاہتے ہیں بعد حصول اس کے اپنا کام کرتے ہیں پس پہلی دفعہ ملک الموت  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس موافق طریقہ اول کے آئے انھوں نے نہیں جانا کہ یہ ملک الموت ہیں میری روح  
 قبض کرنے آئے ہیں بلکہ انکو صورت بشری میں دیکھ کے گمان کیا کہ باہادار کوئی دشمن ہو میرے مار ڈالنے کو آیا ہے چنانچہ حضرت  
 داؤد اداؤن فرشتوں کو جو جھگڑا باخود ہارتے ہوئے دیوار محراب کے اوپر کے گھس آئے تھے دشمن جان کے ڈر سے تھے اور شور مچایا  
 کہ قصہ اسکا قرآن مجید میں مذکور ہے اور حضرت نے بھی حضرت جبریل کو اعرابی سائل کی صورت میں نہیں پہچانا تھا  
 باوصف اس اختلاف طرز اذ الوصف کے حضرت جبریل کے ساتھ کہ حضرت موسیٰ ملک الموت کے ساتھ ہو چکے ہیں ایک حصہ  
 بھی اسکا نکھٹا اور دفع کرنا دشمن کا واجب جبطح ہو سکا اور سطح و کونو دفع کیا مگر ملک الموت تو انکے رتبہ نبوت اور تراز  
 جناب باری کو خوب جانے ہوئے تھے باوصف نہایت قدرت اور اقتدار کے انکی زیادتی کو سہارے اور لوٹ جا کر  
 حضور میں حضرت پروردگار کے عرض کیا دوسری بار جب انکو اس طور پر جیسا کہ انبیا کے پاس بھیجنا معمول ہے  
 بھیجا اور خبردار کیا حضرت موسیٰ نے قبول کر لیا اور راضی ہو کے اتنی منت چاہی کہ میں انکو زمین مقدس کے نزدیک  
 کروں اب بظرف انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس قصہ میں کونسے خود و شرعی لازم آتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کا وہ  
 پہلی دفعہ تھا اخیر دفعہ تھا پس خلاف وقت موت کا بھی واقع ہوا اور ملک الموت باوصف اقتدار ملکی بہت جگہ  
 ہوتے ہیں اور تعظیم پیش آتے ہیں اور پرواگی مانگتے ہیں جیسا کہ قصہ وفات شریف آنحضرت صلیم میں کہ حضرت  
 امام جعفر صادق سے روایت کیا گیا ہے اور شیخہ دو نو تسلیم کرتے ہیں ثابت ہے وَ لَنَعُوْا قَبْلَ وَ حَسْبُ مَطْلُهَا  
 التَّجَلُّدُ لِلْعَدُوِّ وَ يَنْفَعُ الْاِيْمَانُ مُحَمَّدًا الْاَجْتَرَحْمَةً جیسی بات کسی نے کسی نے ظاہر کرنا چاہی کہ اسنے دشمنوں کے  
 اور برابر سوائے عجز کے سامنے دوستوں کے ہر گاہ کہ حضرت موسیٰ کو یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہ ملک الموت ہیں مگر پروا  
 میری روح قبض کرنے آئے ہیں پھر ناخوشنودی بقضای الہی اور کراہت بلقا اللہ کمانے لازم آجائیگی اب ہم یہ  
 کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے پہلے سے ملک الموت کو ایسی وضع کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا جو حضرت موسیٰ جان لیتے کہ یہ

ملک الموت ہیں بلکہ پروردگار میری جان کھانے آئے ہیں تا یہ حرف و حکایت اور زود مضرب وقوع میں آئے  
اسکی وجہ یہ کہ بہت اسرار ان معاملات کے کہ مقتضای اپنے خاصوں کے ساتھ فرماتا ہے اور او میں بھی یہ کہ ہر ایک کے  
ساتھ بربگ دیگر سلوک کرتا ہے چمنوں ایسے دقیق اور باریک ہیں کہ ذہن ہر کسی کا اونکو نہیں پہنچ سکتا اگر ایک دو نکتے  
کوئی موافق مذاق اور شرب پنے کے حکمت اور کلام اور تصوف اور فقہ یا مبنی بر اصول خود تسنن اور عزال عیسیٰ  
معتبر ہیں اور تشیع سے کھوج لگا کے زبان پر بھی لایا تو واقعی اور نفس الامر کی راہ سے وہ ایسے ہیں جیسے قطرہ اور  
دیر یا اور ذرہ اور صحرا اسواسطے محققین ایسے مجید و کھوار اعظم خدا کے کرتے ہیں اور نہ کہ کوہر خاموشی لگاتے ہیں بالاجا  
عقل اتنا ہی سمجھتی ہے کہ خصوصیت بعض معاملات کی بعض بندوں کے ساتھ ایک سبب ہو کہ اس کے مرتبہ قرب سے  
پیدا ہوتا ہے اور ایک سبب ہی اس کے لطائف روحیہ کے درجے سے اور ایک سبب ہی اقتضائے دورہ سے اور ایک  
سبب ہی اسما و صفات الہی سے کہ ہر بی اس شخص کے ہیں اور علیٰ هذا القیاس تخصیص بعض بندوں کی بعض رنگ و شکل  
اور سمت یا تنگی رزق اور طول یا قصر اجل اسکے بھی سبب ہیں کہ ان میں بعض کو نظر اہل طبیعت اور اطباء کی اور بعض کو  
غور اہل غم اور احکام کی دریافت کرتی ہے لیکن احاطہ کا رضاء خدائی کا سوا ایک اسکی ذات پاک کے کسی سے ممکن  
نہیں ہم اگر اسباب اس قصے کے کہ اس علم کو تاویل الاحادیث کہتے ہیں اور یہ علم نہایت دقیق اور مبنی بر اصول ایک  
ہو یا نہ چھپڑ میں تو وضع اس سلسلے اور اسکے مذاق سے دور پڑ جائیگے اور باعث طول و طال سلسلہ ہو گا کہ یہ خود وہم  
اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے صحاح میں ایک حدیث روایت کی ہے جس سے اسناد شک کی طرف  
پیغمبر زمان صلی اللہ علیہ وسلم اور طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہوتی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا  
کُنْ أَحْسَنَ بِالْإِسْلَامِ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ ارْزُقْنِي كَيْفَ أَخِي الْكُوفِيُّ يَعْنِي مِينَ سُرَّاءَ وَرَشَّكَ كَاهُونَ الْبُرْهَمِ  
علیہ السلام سے جسوقت کہ کہا اونھوں نے اے پروردگار میرے مجھ کو دکھا دے کہ تو کیونکر زندہ کر لیا مرنے کو  
جو اب اس طعن کا اول یہ کہ شیوع نے بھی قصہ حلیمہ سعدیہ اور مناظرہ حجاج میں نسبت شک کے حضرت ابراہیم کی طرف روایت  
کی ہے جیسا کہ سابق گذار اور جب انھوں نے نسبت شک کے خود حضرت ابراہیم کے ساتھ کی ہے تو پھر یہ طعن خصوصیت  
اہل سنت سے نہیں رکھتی بلکہ مشترک ہے ایک پیغمبر کی طرف سے تو اس طعن اور تشنیع میں یہ بھی خریک ہیں وہی انکو  
کفایت کرتی ہے دوسرے یہ کہ معنی حدیث کے نرم قیاس استثنائی سے ہیں کہ اس میں بعض تالی کو استثناء کیا ہوتا ہے فیض مقدم کو تشنیع  
اور غرض رسول خدا کی اس تقریر سے یہ ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں واقع ہوا وَلَٰكِنْ لَّيُطِيعَنَّ قَلْبُكَ اسکو نہیں چاہیے  
کہ یہ شک اور عدم حصول یقین کو بتاتا ہے حاصل تقریر کا یہ کہ اگر ابراہیم کو کچھ شک ہوتا ہو گا بھی ضرور شک ہوتا

اس واسطے کہ ہم شک میں آئے سرادار ترین اور جب ہلکے شک میں ہو ابراہیم کو بھی ضرور شک نہیں ہوگا سوال  
 اول کا نقطہ واسطے ترقی علم یقین کے ساتھ عین یقین کے ہر اور اگر ہم اس کلام کو ظاہر پر قیاس کریں تب بھی شک  
 ہوتا ہے اس لیے کہ شک مقابل یقین کے ہے اور جو یقین کے تین درجے ہیں علم یقین عین یقین حق یقین شک  
 بھی تین مرتبے ہونا چاہیے تب مقابلے ہر مرتبہ یقین کے مرتبہ شک سے واقع ہو جس مراد شک سے یہاں حاصل ہوا  
 عین یقین کا جو مع حصول علم یقین کے اور نہ حاصل ہونا عین یقین کا کچھ نقصان نہیں رکھتا اور کیا ضرور  
 کہ انبیاء عام اور غیبی کو جو کچھ دل دیکھنے کے ہیں بچشم سر دیکھیں کہ شیعہ اور سنی دونوں سے کوئی اسکے وجہ کا  
 قائل نہیں الغرض اس مطلب صحیح کو کہ ہرگز طریق حق سے تجاوز نہیں رکھتا محل طعن ٹھہرایا ہے اور اپنی خبر نہیں  
 کہ کیا کیا حضرات انبیاء اور رسل کے حق میں روایت کیا ہے وہ سب بھول گئے چنانچہ حضور اسما انشاء اللہ تعالیٰ  
 باب نبوت میں ذکر کیا جائیگا تب ان کے اعتقاد کی کیفیت کھلے گی جیسا کہ انکو انبیا کے ساتھ ہر کید و دھوکہ  
 کہتے ہیں کہ اہل سنت سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے حال انکہ انبیا کا بالاتفاق جھوٹ سے  
 پاک ہونا واجب ہے نہیں تو اس بات کی امن نہیں رہی کہ یہ حکم الہی کو جیسا ہوتا ہے دسیا ہی بوجھلتے ہیں اور جب یہ  
 جاتی رہی تو ان کے پیدا ہونے سے جو کچھ غرض تھی وہ بھی نرہی جواب اس طعن کا ہے کہ اس روایت میں لفظ کذب کا تیسرا  
 معنی میں ہے کہ بحسب ظاہر جھوٹ معلوم ہوا اور بحقیقت صحیح ہو جیسا کہ آنحضرت کے خوش طبعیوں میں منقول ہے  
 التَّجَارَةُ لَا تَكُنْ خُلَّتِ الْجَنَّةُ وَرَأَى حَاكِلًا عَلَى ذَلِكَ نَاقَةٌ فَإِنَّ فِي عَيْنَيْكَ ذَوْجًا لَيْسَ خَدًّا وَرِشْلَ انك  
 علی ہذا حضرت امیر سے بھی ایسی تصریحیں بت مروی ہیں حضرت ابراہیم کے بھی تینوں جھوٹ اسی قسم تھے  
 اس واسطے کہ انھوں نے جوابی بی بی کو خوف ایک جباری کے خواہر تیا مراد اس سے اخوة اسلامی رکھی ہے اور یہ جو  
 با وصف صحت اِنِّ سَقِیْتُکُمْ یعنی میں نے دلی ہون اس سے بیزگی اور کدورت روحانی کہ مرض جسمانی سے بڑھ کے ہے  
 ارادہ کی ہے وَفَعَلْتُ لَکُمْ یَوْمَئِذٍ یعنی یہ کام اسے کیا ہے جو ان سب میں بڑا ہے واسطے حیلے اور الزام کفار کے نہیں ہے  
 بلکہ ایک فرضی طور پر کہا ہے بس اطلاق کذب کا ان امور پر جن سبب نکلت اور مشابہت کے ہے اور یہ بھی غلط  
 مصلحت ضروری کے کہ ایک جباری سے آپ کو بچانا تھا حال انکہ ایسے موقع پر جان اندیشہ مال اور جان اور ناموس کا  
 اگر صریح جھوٹ بھی ہو تو وہ بھی حلال ہے کہ تعریضات وہ جو کفار کو الزام دیا اور بتوں کی عبادت کا دیکھنا  
 انوار انکیا یہ تو سب درکنار اون روایات صحیح المضامین کو محل طعن بنانا اور اپنی روایتوں کو کہ صریح دلالت  
 برے بڑے واقعات پر جو بنایا اور رسل کے نسبت لکھے ہیں اور کرتے ہیں بھول جانے پتے سرے کی حیثیاتی ہے

ہم اسکو باب نبوت میں لکھیں گے معلوم ہو جائیگا کہ بعض انبیاء کو تو منکر و محی الہی کا کہتے ہیں بعض کو حسد اور بغض و عناد سے موصوف کرتے ہیں بعض کو گناہ کبیرہ سے منسوب فرماتے ہیں اور نیز انکے عقائد میں موجود کہ اطہار کفر کا کرنا انبیاء پر تفسیر واجب ہے اب ان روایتوں اور اپنے عقیدوں کو ان تعریضات کے روایتوں کے ساتھ تو لیں اور انصاف کو بن کید نو و نہم کہتے ہیں اہل سنت نے اپنے صحاح میں روایت کی ہے کہ ان الشیطان یفتر من ظلی عَصَمَ بِشَکْ شَیْطَانٍ بَاجِلًا ہُوَ عَمَرُکَی بِرَچَہائیں ہے اور اس کلام سے فضیلت عمرؓ کی انبیاء اور رسل پر معلوم ہوتی ہے کہ انبیاء شیطان سے محفوظ نہیں رہے ہیں بلیل بنوص قرآنی در حق حضرت آدم نَوَسَّوَسَ الْبَیْطُ الشَّیْطَانِ پس دوسوہ ڈالاطرف اوکے شیطان نے اور حضرت موسیٰ کے حق میں قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ کیا شیطانی کاموں سے ہے اور حضرت ایوب کے حق میں آتَىٰ مَسْتَبِیَ الشَّیْطَانِ بِضَبٍّ وَ عَذَابٍ بیشک لپٹا بجکو شیطان ساتھ دشمنی اور عذاب کے اور عموماً جمیع انبیاء اور رسولوں کے حق میں وَمَا ارْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ اِلَّا اِذَا اَتَيْنَاكَ الشَّیْطَانُ فَاَنْصُرْ لکھے شیطان نے اسنیتہ الغیۃ لک میں اَلَا یَاٰتِیَ الْاَکْثَرِ اور نہیں بھیجا ہے قبل تجھے رسول اور نہ نبی مگر جسوقت کہ آرزو کی اوئے ڈالاشیطان نے اوکی آرزو میں انتھی سوا اسکے اور آیتیں اور حدیثیں اور حکمے شیطان عمرؓ یا سایہ عمرؓ سے بھاگتا ہے اور انبیاء رسل کو شمار میں نہیں بلکہ انکے دلوں میں تصرف کرتا اور دوسوہ ڈالتا ہے البتہ عمرؓ افضل ہونگے انبیاء سے کہ یہ باطل ہے بالاجماع اور اس طعن کو بہت بڑے مطاعن اہل سنت سے کہتے ہیں اور دانشمند انکے بعد تقریر اس شبہ کی کمال خوشی اور فخر کرتے ہیں اہل سنت نے اس طعن کو کئی طرح جواب دیا ہے اول جواب کہ خیلے دندان شکن ہے کہ ہم شیعوں سے پوچھتے ہیں کہ آیا تم طلواہران آیات اور تسلط شیاطین کے انبیاء پر قائل ہوے یا نہیں اگر قائل ہوے تو تمہیں مذہب اپنا چھوڑ دیا کہ تم عصمت انبیاء اور اماموں کے قائل ہو اور اگر قائل نہیں ہوے اور ان آیتوں اور انکے امثال کی تاویل کر کے عصمت انبیاء کو شیطان سے برقرار رکھتے ہو تو کچھ نقصان انبیاء کو عائد نہیں ہوا حدیہ کہ عمرؓ بھی اس خاصہ میں انبیاء کے شریک ہو گئے اور بعض اولیا بعض فضائل میں شریک انبیاء کے ہو سکتے ہیں اور کوئی محذور لازم نہیں آتا جس اتنا ہی فرق ہے کہ تسلط شیطان کا انبیاء پر متمنع ہے اور انکے مرتبے کو عصمت کہتے ہیں اور اولیا پر ممکن مگر غیر وہ اس سے کہ محفوظ نہ کہتے ہیں اور نص قرآنی صریح دلالت کرتی ہے کہ بعض بندگان خدا بھی تسلط شیطان سے محفوظ ہیں بجز ان شخصیں انبیاء کے جیسا کہ فرمایا اِنَّ عِبَادَیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ بیشک خاص بند میرے نہیں ہوں گا تجھکو اور غیر غلبہ اور فرمایا اَلَا عِجَابٌ اَنَّ مِنْہُمْ الْمُخْلِصِیْنَ مگر بندے تیرے کہ ان میں سے غلام ہیں

بس اگر عمر رضی بھی اوصیٰ عباد میں داخل ہوں کہ سناخذ و عقلی اور شرعی لازم آتا ہے اور یہ عبارت کہ فلان فلان  
 سلسلے سے بھاگتا ہے ایک تمثیل ہے ضرور نہیں کہ ہم اسکو اسکے معنی حقیقی پر قیاس کرین تا بعد سمجھ جائے مدعا یہ ہے کہ  
 شیطان قدرت اونکے بھگانے کی نہیں رکھتا ہے مثال اسکی فعل ضلے تعالیٰ کا قُلْ لَنْ الْمَوْتُ الَّذِي يُتَّقَى مِنْ مِثْلِهِ  
 کہہ تو بیشک موت وہ موت کہ بھگتے ہو تم اوس سے پس بھاگنا بمعنی بچنے کے ہے اور قول خدا تعالیٰ کا جِدَا  
 يُؤَيِّدُ الْتَّائِبِينَ یعنی دیوار کہ چاہتے تھے وہ ٹوٹ جائے جس سے مراد گونا گونا ہے دوسرے اگر شیطان سایہ عمر سے  
 بھاگے اور انبیاء سے مذکورے تو اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ عمر رضی انبیاء سے افضل ہوں دیکھو چوبیساکو تو آل  
 اور باسبان اور راہ مار جب قدر فوج راہ و چکیداروں سے دُرتے ہیں ایسا بادشاہ وقت سے نہیں دُرتے ہواستط  
 کہ بہ لوگ چورون راہ ماروں ہی کے کھونے پر مقرر ہیں ہوا اسکے اور کوئی شغل انکا نہیں ہے بس جیسے کہ داؤن  
 اور بداندیشان انکی کوتوال وغیرہ بھجانتے ہیں بادشاہ وقت کا کہ بہت سا شغل رکھتا ہے اور امور کشیدہ کا اہتمام  
 کرتا ہے اسکو ایسی بھجان اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی ایسے ہی عمر رضی کو منصب حساب کا تھا یعنی باز رکھنا امن و  
 شرعیہ سے بس ارباب منکرات و منافیہ کی اتباع شیطان کے ہیں اولیٰ سے بہت دُرتے تھے بلکہ انکے احتساب سے  
 دریائے نیل بھی ڈر گیا اور انکے حکم سے جاری ہوا اور بھاڑ اور زمین زلزلے سے باز رہے حاصل کلام درناشیطان کا کٹھن  
 یا کسی چیز سے اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ اوس شخص کی تفضیل اوس چیز کے سبب سے اوس چیز پر ہو جائے جسکی فضیلت  
 قطعا ثابت ہو مثلاً اذان اور نماز کہ باجماع فریقین مروی اور صحیح ہے کہ شیطان اذان کی آواز سننے ہی حدت کنان  
 یعنی کہتا موتا بھاگتا ہے مگر نماز میں حاضر ہو کر وسوسے ڈالتا ہے اور بالاجماع ثابت کہ نماز افضل جمیع عبادات مختصہ  
 ہے اور اذان ایک وسیلہ وسیلون نماز سے ہے اور سنت ہے نہ فرض پھر نماز کے ساتھ کب برابر ہو سکتی ہے ایسا ہی حال  
 اور انبیاء کا سمجھنا چاہیے تیسرے انبیاء کلی طور پر مکائد شیطان کے بیان کرتے ہیں اور دروازے اسکے آنکے بند  
 فرماتے ہیں اور عمر رضی اس عقد سے مین جزئیات پر نظر کرتے تھے بڑی ریزہ کاریاں اور خوردہ شناسیاں عمل میں لاتے تھے  
 اور جدا جدا وسیلے دریغ اسکے بھگانے بھگانے کے ڈھونڈتے رہتے تھے جو کہ مدرک حکام کلیات کی عقل ہے اور  
 مدرک اوں معانی کا جو جزئیات سے نکالے جاتے ہیں وہم اور وہم سلطان القوی حاکم وجود انسان کا ہے اس واسطے کہ  
 عقل کو اکثر دبا لیتا ہے اکثر اوقات اکثر لوگوں کی عقل پر غالب آتا ہے اور خوف اور ڈر سے عقل کو کچھ چیز نہیں سمجھتا حتیٰ کہ  
 اسی خوف سے مملکت وجود اور اعضا اور جوارح انسان میں بدون اپنا حکم جاری کیے باز نہیں رہتا خواہ بطور امر  
 خواہ بطور نہی جب تک کہ خود کسی چیز سے نہ ڈرے اور شیطان کا بھی بید اور موافقت وہم کے کوئی کام پیش نہیں جاتا

اگر وہ اسکا قیاس نہ تو سب تہیہ اس کے کاریگری کے مکی ہو جائیں ایسا رہا جسے بیہ فلی کا ہیو ملا جرم شیطان کو  
 جیسا خوف عمرہ اور ان کے امثال کا ہو ایسا انبیاء اور رسل کا کیوں ہوگا بس یہ بات سب نقیض عمرہ یا عمرہ جیسے ہوگی  
 نہیں ہو سکتی بلکہ یہ ہونے والی نکلے عمل اور فعل جزئیہ سے جو چہ ہو سہ اور کھلے ہو سہ انوار انبیاء سے ہیں علیہم السلام  
 والصلوۃ جو تھے یہ کہ حضرت انبیاء کو گو کہ دعوت طاعات کی فرماتے ہیں اور معاصی سے جھڑکتے منع کرتے ہیں عین  
 نعیم بہشت کی دلاتے اور شدائد دوزخ سے ڈراتے ہیں اور یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ اول تو نظر نہیں آتین نظر سے  
 دور بلکہ عقل سے دور دوسرے موعود و اجل یعنی دو نو کا ایک وقت معین ہو کہ وہ روز جزا کیسے جس کا گارانت  
 قوی ہر وہ ان باتوں کو ایسا جانتا ہو جیسے کوئی آنکھ سے دیکھ رہا ہو اور معدون و عید انبیاء پر پورا پورا جاہ و اہر  
 مگر ایسے لوگ کیا اب اور نادر الوجود ہیں اور عمرہ اور ان کے امثال ظاہر دنیا کی رغبت اور خوف سے لوگوں کو  
 رغبت طاعات کی دلاتے ہیں اور معاصی سے روکتے ہیں اور دوسرے اور کڑے مار کا کہہ دیتے ہیں اور غلوئی  
 بھی حال ہی ہو کہ موجود اور جلدی طمانے والی شکر گوشتی میں گئے ہیں اولیٰ ہی چیزوں میں طمع کرتے ہیں اور  
 انہیں سے زیادہ ڈرتے ہیں لہذا شکر شیا طین اور ان کے اتباع کا بہت وصولت عمرہ سے نسبت انبیا کے زیادہ  
 ڈرنا اور لرزنا کا پتہ تھا اس واسطے حضرت امیر نے فرمایا ہو اسلطان یزعم الکفر معاً یزعم القرآن یعنی بتا  
 بندوبست کرتا ہو زیادہ اوس سے کہ بندوبست کرے قرآن اور ہندی فعل شہور ہو مار کے آگے جھوٹ بھاگتا ہو یعنی  
 وہ جن کو آسب زدہ بر تصرف کرنا ہو عزیمت اور حاضریت سے ایسا نہیں ڈرتا جیسا جو دیکھاری سے ڈرتا ہو یا جو  
 یہ طعن کبریٰ جاتی ہو ایک روایت صحیحہ سے کہ وہ حضرت امیر سے منقول ہو اور کتب شیعہ و سنی دونوں میں موجود  
 کہ حضرت امیر سے ان کے یاروں کے مراتب کی نسبت پوچھا اپنے ہر ایک کی تفصیل اور برقیبت بیان فرمائی جب تو  
 حال عمار کی پوچھی فرمایا اذا الذی لکنا کما اللہ عن الشیطان علی لسان نبیکم یعنی وہ شخص ہو کہ نبیہ دہی  
 اسکو خدا نے شیطان سے حمار بنی کی زبان پر پس محفوظ رہنا عمار کا بھی شیطان سے ثابت ہوا اور اوسے تقریر  
 جو سابق اس طعن میں لکھی گئی ہو بیان بھی جاری کرنا چاہیے اور عمار کو بھی انبیاء پر فضیلت دینا چاہیے کہ سوا سطل کہ  
 عمار رضہ اور عمرہ دونوں کا ایک ہی مادہ ہو عمرہ نہ سہی عمار سہی بس اتنا ہی تو فرق ہو کہ عمار اپنی ذات سے محفوظ  
 از شیطان ہیں اور عمرہ باوجود محفوظ ہونیکے شیطان کو ڈرتے بھگاتے ہیں لیکن طاعن کے زعم میں انبیاء کا اتنا زیادہ  
 نہیں جتنا عمار کا البتہ تفصیل عمار نے کی ضرور لازم آتی ہو اس واسطے کہ طاعن نے اوپر آدم ۴ اور موسیٰ ۴ اور یوسف ۴  
 اور دیگر انبیاء ۴ اور رسل سے اکثر کو شیطان سے محفوظ نہیں چھوڑا ہو اور عمار محفوظ ہیں کی صورت مکتے ہیں

الشیطان بندوبست کرنا ہو

الہامی صحت میں روایت ہے کہ بہشت میں بلال آگے آگے حضرت کے تھے اور اپنے انکے جوتیوں کی آواز سنیں بس اس روایت میں تفصیل غلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم آتی ہے اور یہ حدیث بڑھکے ایک بات پر اس طعن میں عجیب ظلم اور تعصب لگا ہے کہ اس واسطے کہ آگے ہونا بلال کا حضرت سے اس قسم کا ہی جیسے دنیا میں حضرت کے آگے آگے چلتے اور پتھر اور خارشخت سے ماہ صاف کرتے جاتے تھے اور ہمیشہ خادمہ لکھائی حال ہی کہ آگے آگے آگے نمودن کے چلتے ہیں ہونچو کہتے جاتے ہیں اور جا نور وغیرہ کو بھی دفع کرتے ہیں اور اسکو کمال ادب جانتے ہیں بلکہ سوادیب پر کہ نمود کو محتاج اس بات کا کہ میں کہ مزاجم چیزیں اسکو دفع کرنا پڑیں اور اچھی پاک صاف خشک لہجہ اور کچھ کھڑکی راہ سے ڈھونڈھنا پڑے دیکھو عام ملوک اور امرا اور اسودوں کی یہی رسم ہوتا تھا جاہلیت میں عربوں جیسے کے مزاج میں سختی اور درشتی تھی وہ اس بات کو ادب سے جانتے تھے اسی سبب انہیں بطریق مثل کشمکش تھا اَللّٰهُ يَتَقَدَّمُ عَلَيْهِمُ الْاَصْحَابُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا سَارُوا وَلِلْبَلَاءِ اَوْ خَاصُّوْا سَيِّلًا اَوْ صَدُوْا اَيْخَلًا یعنی تین موقع میں جہان ان کے اگلے آگے چلتے ہیں جسوقت پھر میں رات میں اور گھسین بانی میں یا مقابل ہوں کسی لشکر سے آگے آگے ہونا بلال کا نہ اس قسم کا کہ کہ جنت میں آپسے پہلے داخل ہوئے نہ اس قسم سے کہ مراتب اور درجات میں آپسے وہاں بڑھ گئے جو موجب تفضیل ہو بالفرض دخول بہشت کا سابق ہی سہی تب بھی موجب تفضیل و بزرگی جب ہوتا کہ بذریعہ ثواب اعمال اور جزائے خیر کے ہوتا اور یوں تو فرشتے قبل بغیروں سے داخل بہشت ہوتے ہیں حضرت اور قبل ہمارے حضرت سے داخل بہشت ہوئے بلکہ الیس بھی قبل خلقت آدم سے بہشت میں جاتا تھا بڑی بزرگی اور تفضیل کی یہ بات ہے کہ بہشت میں بحالت بیداری اپنے جسم کے ساتھ جاسے جیسی کہ صرف آپکو یہ بات حاصل ہوئی نہ روح یا خواب یا استغراق میں جو اسکو خبر ہی اس معاملے سے نہ ہو کہ میں کمان ہوں اور آنحضرت کا یہ حال کہ جب جنت میں آپکو مراتب اور درجات اور مقدار ثواب کی امت کے دکھاتے تھے تو اس شخص کی صورت ظاہر کیا سانسے کر دیتے تھے اور بتا دیتے تھے کہ فلان نے تمہاری امت سے فلان عمل کے سبب سے یہ درجہ پایا ہے اور آنحضرت اور لوگوں کو اس اعمال کے خواص سے مطلع فرمائیں اور بعض اوقات آپ خود صاحب عمل سے پوچھتے تھے کہ میں نے تجھ کو ان مراتب کے ساتھ دیکھا ہے تو کونسی عمل کے وسیلے سے اس مرتبہ کو پہنچا ہے؟ تا اسکو تاکیا ہو کہ ہمیشہ اس عمل کو کیے جاسے اور دوسروں کو رغبت اور حرص پیدا ہو اور ان لوگوں کو مطلق خبر نہیں ہوتی تھی وہ آپ کو بہشت میں دیکھتے تھے اسی قسم سے ہی بلال کا اپنے آگے آگے دیکھنا کہ جب حقیقت حال ہو تو معلوم ہوا کہ یہ تفضیل انکو بخیرہ اوصاف کی برکت سے حاصل ہوئی ہے علیٰ ہذا القیاس بہت سے عورت و مرد کا



اصحاب و صحابیات سے احادیث متعددہ میں نام رکھا ہے کہ فلان کو بہشت میں ایسا دیکھا اور فلان کو ایسا کہ فلان عمل سے اس مرتبے کو پہنچے ہیں اور میں سے رضیاء عورت ابو طلحہ انصاری کی اور حارثہ بن نفعان انصاری ہیں کہ قرأت اولیٰ بہشت میں سے اور معلوم ہوا کہ یہ رتبہ ان کو مان کی خدمت سے حاصل ہوا بطریق تہتمہ حدیث بلال میں ذکر فقر اور ان کی اولاد کا بھی روایت کیا ہے اور اس شکل کے مادہ کو کھویا ہی عنہ۔

اِنَّ اِمَامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَخْلَخْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ حُرَّةَ اَمَامِي قَطَرَتْ فَاِذَا اِبْلَاكُ وَنَظَرْتُ اِلَى اَعْلَاهَا فَاِذَا اَفْقَرُ اَوْ اَمْنِي دَاوُلَا دَهْرًا وَنَظَرْتُ فِي اَسْفَلِهَا فَاِذَا اَهْوَا فَخِيْلَةٌ رَوَيْتُ اَبَا اِمَامَةَ

کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں داخل ہوا جنت میں پھر مٹی میں نے ایک حرکت اپنے سامنے جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ بلال اب پھر میں نے دیکھا اعلیٰ جنت کی طرف تو فقر اور ان کی اولاد نظر پڑی کہ یہی امت کے ہیں اور جب پائین جنت کو دیکھا تو وہاں آسودہ لوگ دکھائی دیے اور اس شبہ کی تقریر میں جو غلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے ہیں کس بلا کا تعصب و عناد اس سے ٹپکتا ہے اور انصاف نہیں کرتے کہ اہل سنت یہ لحاظ ہوتا کہ بلال کا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے تعلق اور لگاؤ اس سبب سے ان کی نبی اور فضائل کا اعتقاد کرتے ہیں تو محمد بن ابو بکر کی طرف کیوں نہوتا ان کی تعریف کیوں نہ کرتے اس واسطے کہ بیٹا باپ سے قریب تر ہے ساتھ اس کے غلام سے ظاہر ہے یونین سمجھتے کہ اہل سنت کے نزدیک بلال کو یہ رتبہ بدولت خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے تو حاصل ہوا ہے اور بہت قوت ایمان و صدق اخلاص اور زنا طاعت کے اس واسطے اس روایت کو تحریریں تحیۃ الوضو پر وارد کیا ہے

نہ فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ میں کی صد و یکم کہتے ہیں کہ اہل سنت کی کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی نَظَرَ حَسْبَةَ يَوْمٍ عَرَفَةِ اِلَى عِيَادِهِ فَبَاكَهَا بِالنَّاسِ عَاكِفَةً وَبِعَمَلِهَا حَاصِلَةً

بیشک اللہ تعالیٰ نے نظر کی عرفہ کے شام کو بندوں کی طرف سو مغز کیا سب لوگوں کو بطور عام اور عمرہ کو بطور خاص اس روایت سے تفصیل عمرہ کی بغیر بھی ہوتی ہے کہ ان کو عوام الناس میں داخل کیا اور عمرہ کو خاص ٹھہرایا اس ضمن میں بھی جو روحنا و بغض و تعصب حد سے بڑھا ہوا ہے اور قیاس کلام کا غیر قیاس کے حد کو پہنچا ہوا اول تو اس کلام میں دلیل ان کی یہ ہے کہ عام لوگوں میں بغیر بھی ہو سکتا ہے کہ مراد اس عاجی ہیں جو حاضر تھے اور اصولیہ قاعدہ ہے کہ متکلم اپنے عموم کلام سے خارج ہوتا ہے دوسرے عموم مخصوص کا سمجھنا یہ ایک بات مشہور اس مانے کے لوگوں کی ہے جو کہتے ہیں فلان عام لوگوں میں ہے فلان خاصوں میں یہ بات اس لفظ سے ہرگز نادر سے عربیت کے ٹھیک نہیں ہوتی اس بات کو وہ سمجھتا ہے جو مطلق نا آشت کلام عربی ہے

بلکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس روز فضیلت حاجیوں کی فرشتوں سے ذکر فرمائی علی العموم اور عمرہ کی فضیلت بیان کی علی الخصوص پس اس حدیث میں فضیلت جمیع حجاج حضار حجۃ الوداع کی ہو البتہ عمرہ کی تخصیص مباحات کے ساتھ فرمائی تا شرف انکا عالم بالا میں ظاہر ہو کہ عالم بالا میں انکی فضیلت کی شہرت تھی اور انکی بزرگی کے معتقد تھے اسوقت میں انکو عمرہ کے حال سے مطلع کیا کہ ایک یا باران بنیہ صلم سے یہ شخص ہو جسکا ایسا رتبہ ہو پس وحقیقت یہ مباحات بسبب بزرگی بنیہ صلم کے ہو کہ رفیع اور باران کے ایسے مرتبے رکھتے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین کہ یہ صد و دوم یہ کہ اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے نسبت انحضرتؐ کو ناجیز اور حقیر بتا میں روایت کی ہیں اور ظلم و ستم روا رکھا ہے کہ ایک موقع پر لائے ہیں حذیفہ سے اللہ صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُوْا لَی سُبْحٰطَہٗ تَوْمَ فَبَاکَ قَائِمًا روایت ہے حذیفہ سے تحقیق حال یہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم پونچھ فاک ریز ایک قوم پر پھر پیشاب کیا کھڑے ہوئے جواب اسکا یہ کہ اہل سنت ہی کے کتب میں حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے مَنْ حَدَّثَنَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُوْا كَانَ یَبُولُ قَائِمًا فَلَا تَصَدُّ فُتُوْکُ مَا كَانَ یَبُولُ اِلَّا قَاعِدًا جو کوئی نقل کرے تھے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے تھے کھڑے ہوئے سو یقین مت کرو اسکا اسواسطہ کہ وہ پیشاب نہیں کرتے تھے مگر بیٹھ کے پس معلوم ہوا کہ عادت شریف ایسی تھی در نہ از دلج سطرات رخ اور اہل بیت رض البتہ خبردار ہوتے اور جو روایت حذیفہ کی ہے یہ بھی صحیح ہے اسواسطہ غرض رجوع کیا طرف روایات دیگر صحابہ کے چنانچہ یہ حدیث ابوہریرہ سے مفسر ملی اور شکل مندرج ہوئی اَخْرَجَ الْحَافِظُ الْکَوْنِیُّ الدِّیْمَقِیُّ عَنْ الْکُوْفِیِّ رَوَّاهُ قَالَ قَالَ اَبَاکَ قَالَ لَمَّا جِئْتُ مَسْکَانَ فِیْ مَاضِیہٗ لَکَ اَلِی حَاکِمٍ اَوْ بِمَقِیِّیْنِ اَبُوہریرہ رضہ سے بیشک حال یہ ہے کہ کما ابوہریرہ نے نہیں پیشاب کیا انھوں نے کھڑے ہوئے مگر اس سب سے کہ اونکے مابض میں زخم تھا مابض ایک رگم ہوا انکے نیچے پس اس سے وجہ قیام کی معلوم ہوئی اور ہر عاقل جاننا ہے کہ حالت صحت اور حالت مرض سے فرق زمین اور آسمان کا ہے جس بات کو کہ حال صحت میں خرم اور خلاف مروت جانتے ہیں حالت بیماری میں اسکو جائز رکھتے ہیں جیسے پانخانہ جو کہ ادھشت میں باوجود قرب مردم کے پھر ناؤر بانوں بجلا دینا عین مجلس کا برین اسواسطہ نص قرآن میں وارہ ہے لَکِیْسَ فِی الْاَبْیَاحِ حَتَّیْ تَمِیْنُ ہر مریض پر کچھ فکلی پس اس گروہ کے تعصب سے تعجب ہوتا ہے کہ اہل سنت کے روایات پر طعن کرتے ہیں باوجود صحیح ہونے انکے محمول کے کہ انکو خود اہل سنت نے تقریر ثنائی اور بیان واقع کے ساتھ لکھا ہے سید مرتضیٰ اور دیگر علماء امامیہ کا اپنے اصول میں یہ قاعدہ ہے اِنَّ الْعَبْرَ مِنْ تَحْدِیْکَ لَکَ مَحَلٌّ فَحَیْثُ لَا یُحَدِّثُ

بیشک روایت جب پایا جائے اسکا کل صحیح تو نہیں رد کرنا چاہیے قابل مان لینے کے ہر اور خود جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں *حَدَّثَنَا جَوَانِبُ النَّكَافِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ كَثْمٍ* اسکے معنی اوپر گزرے اور نہیں شرم آتی ایسی کوئی بات سنا فی غیرت اور خلاف عروت کے نہیں ہوتی جو مذکور نہیں کرتے اور از روئے تفسیر کے کذب اور دروغ انبیاء و اماموں پر نہیں لگاتے تا ان بزرگوں کے قول و فعل سے اعتماد جاتا رہے کید صد و سوم اہل سنت پر طعن ہے کہ انھوں نے پوست سگ پر نماز جائز رکھی ہے جواب اسکا یہ کہ ہاں بیشک حنفیہ کے نزدیک پوست سگ پر جو پیکا یا ہوا ہوا اور رطوبات اسکی دوا اور مصالحوں سے خشک ہو گئی ہو نماز جائز ہو اسواسطے کہ حدیث صحیح متفق علیہ فریقین کی ہے *دَنَا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ كَثْمٍ* پکانا چھڑ پکانا ہی پاک ہونا اسکا ہی اور بھی فرمایا ہے *أَيْقَنَّا أَهَابُ* *يُخَيِّعُ نَقْدَ حَلَكُو بَعْنَى* کسی جانور کا چمڑا ہو جب پکا یا جاتا ہے پاک ہو جاتا ہے اور عقل بھی اسی بات پر ولادت کرتی ہے اسواسطے کہ حرام جانوروں پر مثل شیر اور گرگ اور گرہ کے بحالت زندگی کا جسوقت کہ لپسینہ یا کوئی اور تری مثل اسکے اونکے چمڑے پر نہ ہوا تھہ بھرنے سے نجس نہیں ہوتا بلکہ جناب پیغمبر اور ائمہ اطہار سے اس قسم جانور و نہر ہاتھ پھیرنا نابت ہوا ہے اسواسطے خروخچہ پر متواتر مروی اور بعد مرینکے جو ان کے پوست کو نجس ٹھہرایا ہے اسواسطے کہ رطوبات بدنی اور خون اور چربی اور گوشت سب غلط ملط ہو جاتا ہے اور جب و سکود و اور مصالحوں صاف کیا گیا اور خشک ہو کے اصلی حالت پر ہو گیا تو ایسا ہو گیا جیسے کسی کپڑے پر کوئی نجاست مثل مٹی یا بویغیرہ کے پڑ جائے اور اسکو دھو کر خشک کر لیا جائے ہاں خاک کا چمڑا اس عموم سے خارج ہے اس دلیل سے کہ ان قرآن مجید میں اسکے تمامی اجزائے ناپاک کیا ہو کہ تو تعالیٰ *فَاِنَّهُ رَجَحِي* بیشک وہ پلید ہو گا اور وہی ٹہری اور مغز تک اسکا نجس ہے کس کتا اور خنزیر برابر سمجھنا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید میں شکار سگ کا سلال کیا ہے شیعہ اور سنی سب کھاتے ہیں ظاہر ہے کہ شکار کے وقت اسکا نہر جو محل لعاب ہے شکار کو لگتا ہے جو پوست اور دیگر اعضا کیا رہے اگر سگ اور خنزیر دو کو کا حکم یکساں ہوتا تو شکار کیوں حلال سمجھا جاتا اب معلوم ہو کہ اس مسئلے میں اہل سنت پر طعن کرنا خلاف قرآن اور حدیث کے ہے لہذا ماسیہ کے نزدیک انسان کے سوکھے گہ پرکہ بالا جماع نجس عین ہے اور کسی تدبیر سے پاک نہیں ہوتا اگر کہیں پھیلا ہو تو نماز جائز ہے چنانچہ شیخ علی ارشاد اور ابو القاسم نے شرائع اور ابو جعفر طوسی نے اسکی تصریح کی ہے اور اجماع الکفای کوئی خلاف اس مسئلے نہیں آتا کہ کتے کے چمڑے اور آدمی کی گھڑ دونوں میں قیاس کرنا چاہیے کید صد و چہارم کہتے ہیں سنت جماعت نے شطرنج کھیلنا جائز کیا ہے حال آنکہ وہو لعب خرمین منہ ہے اور بڑائی اسکی

قرآن مجید سے معلوم جواب اس طعن کا یہ کہ خفیفہ اور مالکیہ اور حنابلہ یعنی صلیب تینوں قائل اسکی حرمت کے ہیں اور حدیث میں جنسے اسکا حرام ہونا پایا جاتا ہے روایت کرتے ہیں مگر شافعی کے یہاں دو قول ہیں قول اول کہ رو سے مکروہ مجتہد شریعت اول یہ کہ نماز کا وقت جو اسے اختیار کیا ہے اور میں تاخیر نہ اور سنت وغیرہ آداب نماز کے ادا کرنے میں جلدی نہ کرے اور کوئی ترک نہ کرنے پائے دوسرے بطور رجوع کے نہ تیسرے اور وجاہات بھی ترک نہ کرنے پائیں مثلاً خدمت ضروری مان باپ اور دریافت حال اہل و عیال اور قربا سے ملنا اور مریض کی عیادت کو جانا اور جنازہ لنگا ساتھ دینا چوتھے اس شغل میں جھگڑا اور لڑائی اور جھوٹ اور جھوٹی قسم بھی درمیان میں نہ آنے پائے یا بچوں میں مہرے شطرنج کے بصورت حیوانات نہ ہوں پس اگر ایک بھی ان بچوں شیطون سے نہوگی حرام ہو اگر اسپر اصرار کر لیا کہ یہ ہو جائیگا جیسا کہ احیاء میں ہے دوسرے قول موافق جمہور کے یہ ہے کہ صحیحین الشافعی ائمہ دین علیہم السلام نے تصریح فرمائی کہ نماز میں بے نیازی تسلیم شطرنج بازی کو جو تیزی ذہن اور قابو جنگ و شتمنوں اور حفاظت حیلہ انکے میں داخل تمام یہ بازی بھی حکم بازی صباح میں مثل گھوڑا پھیرنے کے اور تیر نمازی اور نیزہ بازی ایسی بازیوں میں داخل ہو گئے بازی مذموم وہ ہو کہ فوائد دینے سے خالی ہو کہ اس قسم کی کسی بازی کو اہل سنت جائز نہیں رکھتے بخلاف امامیہ کہ عین حالت نماز میں کہ وقت مناجات خالق ارض و سموات کا ہے اور نماز افضل عبادات اور سردا طاعات ایسے وقت میں ذکر اور خصلتوں سے بازی کرنا جائز رکھا ہے چنانچہ ابو جعفر طوسی وغیرہ نے تہذیب اور دیگر کتب میں ذکر کیا ہے کہ وہاں سے نقل کیا گیا انشاء اللہ تعالیٰ کہ یہ صدر و حجب طعن کرتے ہیں کہ اہل سنت نے گانا بجانا جائز کیا ہے حال آنکہ اہل سنت میں حدیثیں بشمار وارد ہیں یہ طعن بھی محض افزا ہے کسو اسطے کہ جملہ راگ بزم اسیر اور آلات موسیقا جملہ چارون مذہب حرام ہے اور بڑے بڑے مشائخ و اولاد صوفیوں نے بھی راگ حرام نہیں سمجھا ہے نہ اسکی رغبت کی اور بلکہ سرگروہ اولیا جنید بغدادی کہتے ہیں اِنَّهُ بَطْلٌ اِنَّهُ بَشَک وہ بڑی بیہودہ چیز ہے اور شیخ نزہ روق فارسی فرماتے ہیں اَلْمَتَاعُ حَرَامٌ کَالْمَيْتَةِ راگ حرام ہے مثل مری ہوئی چیز کے جسکا کھانا ضرورت میں مباح ہے اور اہل سنت کے بزرگوں نے جو سنہا ہے وہ یہ ہے کہ آواز خوب موافق مضمون حال اور وہ بھی ایسے شخص سے جس میں خوف فتنے کا نہ ہو بلکہ خواہش اور عورت جنہیں کہ باعث شہوت ہوں اور اگر تراگ ان لوگوں کا اس قسم سے ہوتا تھا جس میں ذکر جنت اور دوزخ اور شوق دلانا طاعات یا ذکر ہجر و وصل کہ عاشقوں کی حالت سے یہ بیان ہو بابت غلو محبت ہوتا تھا

ایسے راگ کو حرام کہنا مخالف شرع بلکہ مخالف خود انکے اپنے مذہب کے بھی ہو شیخ مقتول نے انکے کتاب لکھ دوس میں  
 ذکر کیا ہو یٰٰکُمْ زَالِغَاتُ الْبَشَرِ وَطَمَّ فِي الْعُرْسِ یعنی جائزہ راگ مع شروط اپنے کے عرس میں اور عجب یہ کہ  
 شروط راگ کے اماسیہ کے نزدیک ایسی چیزیں ہیں کہ بالکل بایک فساد اور غیر مسکن ہیں وَهَوَاتِ الْمُسْمِعِ رَأَا  
 وَلَا يَكُونُ رَجُلًا وَلَا يَكُونُ الشَّعْرُ فِي الْحِجَابِ اور وہ شرطیں یہ ہیں کہ گانوالی عورت ہونہ مرد نہ شعر کی  
 اجموعہ میں ایسا ہی شرح القواعد میں ہے کہ اب یہاں ذرا سوچنا چاہیے کہ راگ عورت کا برائی میں کیسا بڑھکے  
 مرد کے راگ سے ہر کد صد و ششم ایک گروہ انکے بزرگوں سے احمقوں اور بیوقوفوں کو یوں  
 قریب دیتے تھے کہ ایسے اظہار اور دیگر بزرگان دین کے پاس بڑی آمد و رفت رکھتے تھے بار بار انکے مکانوں  
 گھسنا اور بار بار لکھنا تو عام لوگ گمان کریں کہ یہ انکے شاگرد خاص اور بار بار اختصاص ہیں مقدمات اپنے  
 دین کے خوب تحقیق کرتے ہیں اس سبب سے انکی روایتوں کو حضرات معتبر سے سمجھتے ہیں بس ان لوگوں نے  
 اپنے جھوٹ اور باطل باتیں مندرجہ اوپر منتہی کر کے دین و ایمان اکثر عوام کا اس جیلے سے برباد و فنا کیا ہی  
 سرگروہ ان مکاروں اور دغا بازوں کے زمانہ حضرت سجادؑ اور حضرت باقرؑ اور حضرت علیؑ السلام میں شام  
 بہن سالم اور ہشام بن حکم اور احوال طاق اور شبلی اور زید بن جهم ہلانی اور زرارہ بن عین اور حکم بن عتیبہ اور  
 عروہ جہمی ہیں کہ دعویٰ روایت کا ان تینوں امام عالی مقام سے رکھتے ہیں اور ایسی ہی سا اہمال اس گروہ سے  
 جماعت کثیرہ اس جیلے کی راہ چلتے اور دین و ایمان خلأق کا غارت کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ نوبت  
 امام محمد بن حسن ثمدی کی پہنچی کہ یہ متولد ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے پہلے سے ہی دروازہ انکے فن فریب کا  
 کھلا ہوا تھا انکے مرنے کے بعد خوب کھل کھیلے جمہوی جمہوی باتیں اصول و فروع اور اخبار اور مطاعن  
 صحابہ اور خلفاء اور اجماع المؤمنین ازواج مطہرات اور مدارج شیعہ اور ذمہ اہل سنت میں فقر کے فقر و است  
 کہیں حضرات ائمہ ہر وقت اس گروہ سے اپنی برائت اور بیزاری ظاہر فرماتے تھے اور انکے عقائد کو کرتے تھے اور  
 انکی روایتوں سے انکار کرتے تھے اور انکو جھوٹا بتاتے تھے یہ لوگ اور وں سے کہتے تھے کہ یہ سب تعقیب ہی ایک  
 جھپٹاتے ہیں جیسے ہم انکے حال سے واقف ہیں ایسا کوئی نہیں ہے اور اس وسیلے سے عام لوگوں اور مذہب سے  
 جو شر و در و در تھے مثل اہل عراق اور فارس اور قم اور کاشان اور مانند انکے خمس اور اور طرح کی نذر و نیاز  
 حضرات ائمہ کے نام سے لیتے تھے اور رقمے جلی اور مہری آنحضرت کی طرف سے لوگوں کو دکھاتے تھے اور دین کو  
 قلیل قیمت دنیا کے عوض بیچتے تھے یہاں تک کہ ایک مذہب ہو کے صورت پر آ گیا عجب یہ کہ کلینی اور دیگر امامی

کتب صحیحہ میں ایضاً اطار سے مذمت اس گروہ کی نقل بھی کرتے ہیں اور پھر روایات کو ان کے قبلہ اور کبرہ بھی بتاتے ہیں حضرت زید بن عقیلؓ سے انکار کر کے بہت گہرے گہرے جھڑپے رہے تھے کہ ایک دن ہشام احوال سے کہا لَا يَسْتَحِبُّ فِيمَا تَقُولُ عَنْ ابْنِي وَكُفُو بَرِّئَ عَنْهُ حَتَّى هَلَكَ الْأَحْوَالُ لَهُ يَوْمًا إِنَّكَ لَسْتَ بِأَمَانٍ وَإِنَّمَا الْأَمَانُ بَعْدَ بَيْتِكَ أَحْوَاهُ مُحَمَّدٌ فَقَالَ يَا أَحْوَالُ يَسْتَحِبُّ فِيمَا تَقُولُ إِنَّ ابْنِي يَعْلَمُكَ مَسَائِلَ الدِّينِ وَلَا يَعْلَمُنِي وَإِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ حُتْمًا شَدِيدًا كَانَ يَكْرِهُ اللَّفْقَ فَيَجْعَلُهَا قَرْنًا فَيَكْفُفُ لَا يَفْهَمُ عَمَّا يَدُخِّلُهُ النَّاسَ هَذَا لَا يَكُونُ أَبَدًا وَارَوَاهُ الْكَلْبِيُّ وَعَلِيٌّ مِنْ الْأَمَانِيَّةِ نِينَ شَرْمَانًا تَوَاسَّاتٍ مِّنْ كَرْنٍ نَقْلًا کرتا ہی ہمارے باب سے اور حال آنکہ وہ بنو ہاشم میں اس سے یہاں تک کہ کہا احوال نے اونے ایک دن کہ تم امام نہیں ہو اے تمھارے باب کے بعد تمھارے بھائی محمد بن ہاشم کہا ای احوال نین شرمنا ہی تو اس بات سے کہ گناہی تمھارے باپ کے مسائل دین کے جھگڑا کھاتے تھے ایسے ٹکونین سکھاتے تھے اور جگہ نہایت دوست رکھتے تھے قلعے ٹھنڈے کر کے یہ سنہین رکھتے تھے پھر کونین بنیں باز رکھتا کجا ایسی چیز سے جو ڈالے جگہ دوزخ میں بس یہ امر ہرگز نشانی نہیں ہو اور دعا مذہب ماسیہ سے کہ ابکو موسی کاظم سے منسوب کرنا تھا اور حقیقت اخبث زندیقوں سے تھا اور زمانہ ہارون رشید میں اسحاق بن ابراہیم شاعر ہوا ہی کہ ملقب تھا بیک الجن یعنی شیطان کا مرفا منکر صانع اور جنات اور لعنت کا کہ یہ ہاشمیان اس کی سب تاریخوں میں مشہور و معروف ہیں اور محمد شیخ الطائفہ محمد بن محمد بن نعمان نے کہ ان کے نزدیک شیخ سفید کر کے مشہور ہی اور استاد سیدم رضی اور ابو جعفر طوسی اور شاگرد محمد بن بابویہ قومی کا ہی اسے کتاب المناقب میں اس کو فقہا اور اپنے پیشویوں سے گناہی اور بعض نے اسے نفی جعلی اور کتا میں مژور درست کر کے حضرت باقر و صادق اور دیگر اماموں سے نسبت کی ہیں اور نقل کی کہ انھوں نے یہ کتا میں لکھ کے چھپائیں تھیں اور کھوکھوت اور کھوکھوت اور اپنے وقت پر مشہور کر بیکی کی تھی اور ان کتابوں کو سب شیخوں نے سرا و انگوٹ پر کر لیا اور روایتیں جعلی اور کھوکھوت شروع کر دیں کہ مآذوہ الْكَلْبِيُّ عَنْ ابْنِ الْكَلْبِ اور ایک گروہ نے اسے ایک کتاب کو قارب قریبہ یہ ہے نسبت دی ہے جیسے کتابیہ البشائر اباسیہ بعض نے نصرانی ہوئے ہیں کہ دعویٰ محبت اہل بیت کا کر کے شیعوں میں داخل ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم فلان امام کے اصحاب سے ہیں حال آنکہ بنی قوم قبیلہ میں برستور نصرانی رہے کبھی اسلام ظاہر کیا اور نما روزہ اور عبادت اور اذلاع و رسوم میں شریک ان کے رہے متنازع و جدانہوے اور عمر بھر کھانا پینا اور دیگر محال بطور نصرانیوں کے عمل میں لاتے رہے خود شیعوں پر بھی یہ بات چھپی تھی ان سب کو بالیقین جانتے تھے باوصف

یقین کے روایتین اپنے دین و ایمان کی اوس جماعت سے بیدھڑک لیتے ہیں مثل زکریا بن ابراہیم نصرانی کے کہ ابو جعفر طوسی تہذیب میں اوس سے روایت کرتا ہے اور علی ہذا القیاس کید صمد و مفتحم کے بڑی کید و قہر سے تعقیب ہے جس پر ان کے دانشور کا خاتمہ ہے یعنی چھپانا اپنے مذہب باطل کا عاقلموں اور دانشمندان سے اور پیش کرنا اوحقوں اور لوگوں اور عورتوں پر تا عقل و دلے ان کے گمراہی اور جھوٹی باتوں پر مطلع نہوں اور لوٹ بوٹ نہ کر دیں اور حسب انکو کوئی بڑوتا ہے کہ ایمہ کے فلان کتاب میں اسطور پر وارد ہے مخالف تھاری کی ہوئی روایت کے جس سے تہذیب تھارے عقیدے کی ہوتی ہے تو سب سے بہتر جواب انکا تعقیب ہے کہ یہ ایک بڑی اصل ہے ان کے اصول اگر یہ اصل نہ ہوتی ہرگز مذہب انکا سفہنا اور حقا میں بھی صورت رواج کی پنا اور جو انکو بڑا زعم اور گمنڈ ہے اس بات کا کہ ہمنے اپنا مذہب ایمہ اطہار سے حاصل کیا ہے ہم شاگرد خاص خاندان رسول کے ہیں اور یہ بھی سبک یقین جانتے ہیں کہ ان کے مصنفوں کو خود تو ملاقات ایمہ کی حاصل نہیں ہوئی مگر بواسطہ پس ضرور ان کے اور حضرات ایمہ کے درمیان میں واسطے اور راوی اور پیشوا واقع ہوئے ہیں کہ انہی نسبت ایمہ سے کرتے تھے کہ ہمنے اماموں سے مذہب نقل کیا ہے لہذا اب ایسا مناسب معلوم ہوا کہ کچھ ان کے اگلے لوگوں کے احوال سے اس رسالے میں لکھا جائے تو ان کے مذہب کی مضبوطی اور قوت کا حال جو کہتے ہیں کہ ہمنے ایسے بزرگوں سے اخبار کیا کھلیا ہے اس واسطے اس مطلب ہم کے بیان میں ایک باب علیحدہ نقل کیا گیا

## باب سوم در ذکر احوال اسلاف شیعہ

اگرچہ بحث باب اول جہنم ابتدا پیدا ہونے مذہب شیعہ اور شاخ و شاخ ہونے ان کے فرقوں کا بیان کیا گیا ہے مگر ابھی گزری لیکن اس باب میں تفصیل ان کے احوال اور خوبیوں اور بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور بالقصد نظر متوجہ اس مطلب کی طرف کیجاتی ہے اس واسطے کہ نظر قصدی کو نظر ضمنی پر بہت فوقیت ہے اور بحث تفصیلی میں بحث اجمالی سے بڑا تفاوت آب جاننا چاہیے کہ اگلے لوگ اور پیشوا ان شیعوں کے چند طبقہ ہوئے ہیں طبقہ اولی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس مذہب کو بلا واسطہ رئیس المصلین المیسرین سے استفادہ کیا ہے کہ یہ طبقہ منافقین کا ہے جن کے باطن میں تو عداوت اسلام کی تھی اور ظاہر کلمہ اسلام کا پڑھتے تھے تازمرو اہل اسلام میں بھگانے اور باہم بغض اور مخالفت ڈال دینے کی واسطے راہ درآمد کی کھلی ہے پیشوا ان سب کا عبداللہ بن سبا یہودی صنعانی ہے کہ اوسکی ابتدا حال کی تاریخ طبری سے باب اول میں نقل کی گئی اس عبداللہ نے اول تو تفصیل حضرت پیر پھر تکفیر صحابہ و خلفاء اور ان کے مرتد ہونے کی من بعد الوہیت حضرت امیر مکی لوگوں کو دعوت کی اور جیسی

جسکی استعداد دیکھی دیسی ہی اپنے تواب کو بہکایا بھٹکایا بعد اسکے پیشوا ہر فرقے کا مطلقاً فرقہ راہ فنیو نکاح کی یہ طریق  
 پلیہ سینہ ابلیس یہ سے لوگوں کے دلوں میں انکا ڈالا ہوا ہے اگرچہ اکثر اس فرقے کے کفران نعمت عبدالمہد بن سبا  
 کر کے اوسکو بڑائی سے یاد کرتے ہیں اسلئے کہ وہ الوہیت حضرت امیرؑ کا قائل ہوا تھا اور اسی سبب سے اوسکو پیشوا غلام  
 جانتے ہیں لیکن درحقیقت ہیں سب اوسیکے شاگرد اور اوسیکے شہ فیض سے مستفیض کسواسطے کہ انکے جملہ فرقہ بین  
 یہودیت ظاہر اور محسوس ہے اور اخلاق یہودی مخفی و مبسوس مثلاً کذب اور فریب اور بتان ہر گون پر لگانا  
 اور باران رسول صلعم پر لعن کرنا اور کلام اللہ اور کلام رسول کو غیر محل پر حمل کرنا اور اہل حق سے دل میں عداوت  
 رکھنا اور سبب خوف و طمع کے ظاہر اظہار عقل و چالپوسی کا کرنا اتفاق کو اپنا پیشہ کر لینا نقیہ کو اراکان دین  
 گنہارنے فریب در خط جعل کے بنا کر اذ کو پیغمبر صلعم اور مامون سے نسبت دینا اپنی غرضوں اور فائدوں کے خاطر  
 حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا الغرض اسقدر جو ہم نے بیان کیا اندک از بسیار اور غوثہ از خردار ہے اگر کوئی چاہے  
 کہ مفصل انکے حال سے مطلع ہوں سورہ بقرہ سے لیکر سورہ انفال تک بغور فکر دیکھے جو کچھ یہودیوں کے ذکر میں  
 انکے صفات اور اعمال اور اخلاق سے موجود ہے سب کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھے پھر صفات اور اخلاق اور اعمال  
 اس فرقہ رفضہ کو اس اپنے محفوظ داشتہ سے مطابق کرے یقین ہے کہ ہمارا لکنا اوسکو راست درست معلوم ہو  
 اور مطابق التعلل بالتعلل اوسکی زبان سے نکلے یعنی مطابق ہوئے جوئی جوئی سے یہ قول کفش و زردن کا ہے جو جب  
 جو تیان کیساں ہوتی ہیں طبقہ دوم یہ کجاعت ضعیف الایمان منافق قائل حضرت عثمان رضی تاج عبد  
 بن سبا بدگو صحابہ کبار کے تھے اور جو حبث اور بڑایان انہ اسلام میں صادر ہوئی تھیں اور خود ایسے ردوار  
 نہیں تھے کہ بلاد اسلام میں بدو نہ وسیلہ کسی رتبے والیکے برسر سکیں چار دن چار جناب شیر کے لشکر میں گھستے تھے  
 اور ایکو شیعہ آنحضرت کا گئے تھے اور مخلصین اور صادقین کہلاتے تھے بعض انہ اس لالچ میں کہ حکومت اور منصب  
 صوبہ داریوں اور فوجداریوں اور اور کام و شغل بہت المال کے طباہین دامن حضرت امیرؑ کا نہیں چھوڑتے تھے  
 اور باوجود اسکے جانت باطنی انکی وقت پر ظاہر ہوتی رہتی تھی اور نافرمانی جناب امیرؑ کی کرتے تھے ہرگز انکی بات  
 نہیں سنتے تھے اور دعوت قبول کرتے تھے خلاف مروی اہل امام ہر حق کے عمل میں لاتے تھے جب کسی خدمت  
 مقررہ پر مقرر ہوتے ظلم اور خائن مال بندگان خدا میں دست درازیاں کرتے صحابہ کے حق میں اپنی دھوم دھام  
 کے لیے زبان ملوں اور تشنیع کی کھولتے اور یہ جماعت پیشوا راہ فنیو کی ہیں اور اسلاف اور مسلم الثبوت انکے نزدیک  
 کہ نبیا و انبیاء دین و ایمان کی اس طبقے نے انھیں کی روایات اور منقولات پر کھی ہی مانی انکے مذہب کے



یہی فاسق منافق ہیں اکثر روایتیں اس فقرے کی جناب امیرِ رضی سے بوسیلہ انھیں لوگوں کے مین اور سب در آمدان  
 فاسقون منافقون کا تواریخ سے اس طرح ظاہر ہو کر قبل واقعہ حکیم سے سبب غلبہ اور کثرتِ شیعہ اولیٰ یعنی ہمارے  
 اور انصاف کے یہ لوگ لشکرِ حضرت امیرِ مین مغلوبہ و ربیکا رہتے تھے جب واقعہ حکیم کا ظاہر ہوا انکو بھی نظامِ خدا  
 جناب امیرِ رضی سے یا س حاصل ہوئی اور مدت موعودہ خلافت کی بھی جو تیس برس بھی قریب الا انقضائے ہوئے  
 نوبت دو در ملکِ عضو کی نزدیک آئی شیعہ اولیٰ دودنہ الجندل سے کہ موقعِ حکیم کا تھا اس قسم نصرتِ دین  
 یعنی جلال و قتال سے مایوس ہو کے اپنے اپنے وطنوں کو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور ادر و قصبات و دیہات  
 حجاز شریف کے تھے لوٹ گئے اور دوسرے رنگ پر نصرتِ دین کی شروع کی یعنی رواج دینا احکامِ شریعت اور  
 آدابِ طریقت اور روایت اور احادیث اور بیانِ تفسیر قرآن مجید چنانچہ حضرت امیرِ رضی بھی کو نے مین داخل ہوئے  
 اور انھیں شہنشاہ مین توجہ فرمائی جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کی اس وقت مین ہمارے جناب امیرِ رضی کے  
 شیعہ اولیٰ سے صرف ایجابتِ قلیل کہ اکثر لوگ گھر کو نے مین تھے اور کوئی نہ رہا اس گروہ نے میدانِ خالی دکھایا  
 وادنا فرمانیوں کی دی اور حکومت کی باتیں اور یہ ادیان اور طعن و تشنیع ان کے یاروں کے حق مین خواہ  
 زندہ خواہ مردہ شروع کین اور وہ مفسدے جو ان سے صادر ہوئے تھے بسبب ان کے حضرت امیرِ رضی سے  
 الگ بھی نہیں ہو سکتے تھے اور ابھی طمعِ مناصب اور خدمات کے بھی فی الجملہ باقی تھے کہ عراق اور خراسان اور فارس  
 اور اور شہزادہ کے حضرت امیر کے تصرف مین تھے اور جانتے تھے کہ حضرت امیرِ رضی پر غلبہ دشمنوں کا ہو انصار و مدد  
 بہت کم مین لہذا سے بھی دست بردار نہ ہوئے حکومتیں ہماری اور ٹھانیں گے آجی اصل اس وقت مین ان ناجنسوں کی  
 صحبت اور جدائی یا لان و فساد اور دشمن جو شام و مصر اور عرب کے شہروں پر تسلط کر رہے تھے جو حالت  
 امیرِ رضی کی تھی کوئی کتب تواریخ مین دیکھے یقیناً مضمون اس حدیث خاتم النبیین کی تصدیق کرے اَشَدُّ الْبَلَاءِ  
 عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ ثُمَّ لَا مِثْلَ لَکَ اَمَّا فَتَنَاصُحُ حضرت امیرِ رضی کے معاملے اس گروہ سے اور اس گروہ کے حضرت امیرِ رضی کے  
 ساتھ ایسے تھے جیسے یہودیوں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور منافقوں کے آنحضرتِ مسلم کے ساتھ کہ نہ لشکر سے  
 نکلتے تھے نہ تابعداری اور اطاعت کرتے تھے بلکہ ہمیشہ باعثِ وسببِ کدورتِ خاطر اور طالِ دل کہ سوحان  
 روح کا ہر سہتے جو روایتیں اہل سنت کی اہم سے مین کہ تحتِ عداوتِ شیعوں کی انہی کو معتبر نہیں ہیں  
 ناچار ہم کلماتِ حضرت امیرِ رضی کے معتبر کتابوں شیعہ سے نقل کرتے ہیں بشرطِ مصنف اور مؤلف اور کتب کے  
 زید یہ اور امامیہ مین گذرے ہیں دونوں سے مذکور ہوتے ہیں گوشِ تامل اور انصاف سے سمجھا جائے امامِ مؤید

یہ کہ بنی حمزہ زیدی نے اپنی کتاب کے آخرین کراطواق الحامہ فی مباحث الامامہ پر روایت کی سوید بن غفلہ  
 اِنَّ قَاتِلَ مَرْتٍ يَقْتُلُكُمْ يَنْتَقِصُونَ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ فَاَخْبَرْتُ عَلِيًّا وَقُلْتُ لَوْ لَا اَهْمُ مَرْتٍ اِنَّكَ تَضْمُرُ مَا  
 اَعْلَمُوا مَا اَجْعَلُوا عَلِيًّا ذَاكَ مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَبَّأٍ وَكَانَ اَوَّلَ مَا اَنَّهُ ذَاكَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا  
 ثُمَّ خَضَّ اَخَذَ يَدِي وَادْخَلَنِي السَّجْدَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ ثُمَّ قَبَضَ عَلَيَّ خِجْتَهُ وَهِيَ بَيْضَاءُ فَجَعَلَتْ دُمُوعُهُ  
 النَّجْمَ وَنُورَ عَلَيَّ خِجْتَهُ وَجَعَلَ النُّظْمَ لِلْبِقَاعِ حَتَّى اجْتَمَعَ النَّاسُ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَا بَالُ اقْوَامٍ يَذْكُرُونَ اَهْلِي  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَذْكُرُونَ صَاحِبِيهِ وَنَسِيْدِي قُرَيْشٍ وَابَوِي الْمُسْلِمِينَ ذَا اَبَرِي  
 وَمَا يَذْكُرُونَ وَعَلَيْهِ مُعَاذُ اللَّهِ عَصَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِدِّ وَالْوَقَامِ وَالْحَلْدِ ذِكْرُ اللَّهِ بِأَمْرِ رَئِيسِي  
 وَيَقْضِيَانِ وَيُعَاذِقَانِ لَأَبْرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيًّا رَأَيْتُ لَكَ كَيْفَ كَرِهَ كَرَاهِيًّا بَارِعًا مِنْ  
 عَرَفِ الْجَلِي فِي أَمْرِ اللَّهِ فَخُصَّ وَهُوَ هَهُنَا دَاخِرٌ وَالْمُسْلِمُونَ دَاخِلُونَ فَمَا تَجَاوَزَ فِي أَمْرِهِ وَأَسَدٌ قَدْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآمَرَهُ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَوْتِهِ فَخُصَّ عَلَى ذَلِكَ حَقُّ اللَّهِ هُوَ الَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَى النَّمْلَةَ لَا مَرُوفَ  
 يَجِبُ هَهُنَا لَمْ يَكُنْ فَاصِلٌ وَلَا يَنْقُصُهَا إِلَّا شَيْءٌ مَا رُبُّ وَحُبُّهَا قَرِيبَةٌ وَبُغْضُهَا مُرَوِّدٌ إِلَى الْاُخْرِ الْحَدِيثُ تَرْجُمَةً  
 کہ ایک تو میری گزیر ہو کہ حقارت کرتے تھے ابو بکرؓ اور عمرؓ کی سو خبر دی میں نے علیؓ کو اور کہا کہ ضروری بات ہے کہ  
 یہ جو حقارت ان کی ظاہر کرتے ہیں جانتے ہیں کہ تم اس بات کو پوشیدہ کرتے ہو اگرچہ میں نہ کروں تو ان لوگوں نے یہی  
 جرأت کہاں سے پائی اُمین سے ایک عبدالمدین سبائی کہ سب سے پہلے اسی نے اس امر کو ظاہر کیا ہی بس کہا  
 علیؓ نے جھکو تو خدا اس سے پناہ دے اور اون دونوں پر حرم کرے پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کے  
 مسجد میں لائے اور میرے پر چڑھ گئے اور ریش مبارک اپنے ہاتھ میں پکڑ لی کہ وہ سفید تھی پھر آنسو ڈاڑھی پر  
 بہانے لگے اور نگاہ کرنے لگے مکانات مسجد پر یہاں تک کہ جمع ہوئے لوگ پھر خطبہ پڑھا پھر کہا کیا حال ہوا  
 تو کم کا جو ذکر کرتے ہیں دو بجالی اور دو وزیر اور دو رفیق رسول خدا اور دوسرا قریش اور دو پر مسلمانوں کا  
 اور میں اس بات سے بیزار ہوں جو کچھ وہ ذکر کرتے ہیں اور اس بات کی ان کو سنو اور لگا دو نو ساتھی تھے  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بکوشش اور وفا اور سعی در حکم خدا حکم کرتے تھے اور باز رکھتے اور جھکے نہ بتاتے  
 تھے اور سزا دینے تھے کہ آنحضرتؐ کیسی را کے کیسی نہیں سمجھتے تھے کسی کو انکی طرح دوست رکھتے تھے ہوا  
 کہ انکی عادتوں کو حکم اُسی میں خوب خیال کرتے تھے پس فات پائی در انکا لیکر ان دونوں سے راضی تھے  
 اور سب مسلمان بھی راضی اس واسطے کہ اپنے کام اور دستور میں انھوں نے مسلمانوں سے کچھ فرق نہ کیا مصلحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آؤنی حیات میں بھی اور بعد وفات بھی اوی حال پر اوسی حال پر دونوں  
وفات پائی اللہ اون دونوں پر رحمت کرے جو انکو بپاڑے کے درخت کرتا ہو اور جان کو پیدا کیا جو مومن بلند و بالا  
ہو ہی انکا دوست ہو اور دشمن انکا بی نصیب خارج از دین محبت اون دونوں کے قربت ہو اور نصیب اون  
دونوں نکا بیدنی آخر حدیث تک وفی روایہ لعن اللہ من اضمہم کلہم الا الحسن والحسین و سترنی ذلک  
انشاء اللہ تعالیٰ ثم اسئل انی ابن سبائہ سیرۃ الی المداہن وقال لا نسا کین فی بلدنا ابدا ثم جمع  
ایک روایت میں ہر لعنت کرے اللہ اوس شخص پر جو دین سکھے ان دونوں کی طرف سے ہوا کی اور خوبی کے اور تو  
دیکھے گا اسکو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہی پھر آدمی بھیجا ابن سبا کے پاس اور انکا لیا او سکھو جانب مدین  
اور کمالا بھیجا کہ تیسرے ساتھ ایک شہر میں ہرگز نہ سکھو گا اور جب خبر قتل محمد بن ابوبکر رضی جو مصر میں  
واقع ہوا حضرت امیر فرما کو پوچھی عبداللہ بن عباس کو کہ صوبہ دار بصرہ کے تھے نامہ لکھا او میں دفتر کے دفتر  
شکایت اس گروہ بد شعراء کے درج کیے اب ہم اوس نامہ کرامت شمامہ کو بعینہ کتاب نج البلاغت سے  
جو بعد کتاب شدیمون کے نزدیک اس زیادہ کوئی کتاب نہیں ہو جو ایسی صحیح اور موافق ہو نقل کرین تو خوبی او  
بزرگی انکے بزرگوں کی بگو اہی امام معصوم اطہر من الشمس در امین من الاس ہو جائے عبارت لئے کی  
یہ او اما بعد فان مصر اذ فتحت و فتح بن ابی بکر قد استشهد فبذلک الله یختسبہ ولدا ناصحا و عملا کادبا  
وسیفا قاطعا و کذا دافعا و کنت قد خست الناس علی لحاقہ و امر قوم بعیناہ فکل الوعدہ و دعویٰ قہرہ  
و جہد و خود او بکے فیہم کو اپنی کاریہا و منہم المغفل کا ذبا و منہم النقاد خادلا اسأل اللہ تعالیٰ ان ینزل  
لے منہم نہجنا عاجلا فواللہ لو لا کما فی عند لقاء العدو فی الشہادۃ و تو طینۃ نفسی علی النینۃ لا کھنث  
ان لا یلقی مع هؤلاء یوما واحد الا ان یقے ہر ہم ابدا ترجمہ پس تحقیق مصر فتح ہوا اور محمد بن  
ابی بکر شہید ہوے پس خدا سے اوسکے واسطے ہم ثواب کی دعا کرتے ہیں تو کا خیر خواہ کارکن ختمی شمشیر بران  
و ستون بلند کرنا والا میں نے لوگوں کو اوسکی رفاقت میں آمادہ کیا تھا او حکم کیا انکو اوسکی فریادیں کا قبل اوسکے  
اور اس کام کے لیے انکو ظاہر اور پوشیدہ بلایا تھا ابتداء میں مگر بعض نے انکار کرنے والے تھے مگر بہت اور بعض  
جموٹے جیلے کرے والے بعض نے ترک نصرت اور پیچھ رہنے والے سوال کرتا ہوں میں خدا سے کہ جلد ہی مجکو  
انکے ہاتھ سے رہائی دے پرنہا اگر موتی مجکو غربت شہادت کی وقت ملاقات دشمن کے اور طیارہ نہ کھتا ابنی  
جہان کو مرنے پر میری تو یہ آرزو ہو کہ ایک دن بھی اس گروہ کے ساتھ نہ ہوں نہ کبھی انسے ملوں اور نہ جہنم





و عزت حاجت رکھتا ہوں میں ہوں مگر وہ شتر کہم کیا چرواہا اور لگا اس واسطے جب اکٹھے کیے جاتے ہیں  
ایک طرف سے براگندہ ہوتے ہیں دوسری طرف سے اور قسم جو خدا کی جو بڑی آگ لڑائی کی بھڑکانیو لایا تیر  
کیہ کر رہا ہوں دشمن اور تم کیہ نہیں کرتے اور گھسی جاتی ہیں طرفین تمہارے ملک کی اور کو غصہ نہیں آتا دشمن  
تسے غافل نہیں ہوا اور تم اوس سے غافل ہوا اور بھولے ہوئے اور دوسرے خطبے میں فرماتے ہیں مُبِيتٌ  
مِنْ لَا يَبْلُغُ إِذَا أَمَرْتُ وَلَا يَحْبُطُ إِذَا دَعَوْتُ وَلَا آتَاكُمْ مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِ أَوْسَرٍ لَكُمْ وَأَذِينَ تَحْكُمُونَ  
تَحْكُمُونَ قَوْمٌ فِيكُمْ مُسْتَضَرِّحًا وَأَنَا دِيَكُمْ مُنْعَوْنَا فَلَا تَسْمَعُونَالِي قَوْلًا وَلَا تَطِيعُونَ سِرِّي أَمْرًا حَتَّى يَكُونُ  
الْمُؤْمَرُونَ عَوَاقِبَ السَّاءِ فَجَاءَ بِيَدِكُمْ تَارٌ لَا يَبْلُغُ مِنْكُمْ مَرَامٌ دَعَا لَكُمْ لِي نَصْرًا لَكُمْ فِي خَيْرٍ مِمَّا تَحْكُمُونَ  
أَجَلٌ لَا شَرَّ فِيهِ تَنَاقَلْتُمْ تَنَاقَلَ النُّصُلُ لَا بَرَّ تَمَّ خَيْرٌ مِنْكُمْ جُنْدٌ مُتَدَابِرٌ ضَعِيفٌ كَمَا يَسَا قَوْمٌ إِلَى الْوَيْلِ لِمُ يَكُونُ مِنْكُمْ  
مصیبت میں ہوں اونسے کہ میرے فرمان کی اطاعت نہیں کرتے جب میں حکم کرتا ہوں اور نہ قبول  
کرتے ہیں جب دعوت کرتا ہوں اور تمہارے باپ مرین کیا راہ لگتے ہو اپنے پروردگار کی مدد و نصرت میں  
آیا کوئی دین جامع ہو تمہارا اور نہ غیرت ہو کہ آمادہ کرے ملک میں تم میں کھڑا ہوا چلا تا ہوں اور لپکا تا ہوں  
فریادرسیکو سوکھتے ہو تم میری بات اور کہاں ملتے ہو حکم میرا تو یہ کہ پردہ کا مولگا بدانجا میونسے  
کھلبلی ہے چھر تمہارے زور سے کینہ کشی کیونکر ہو سکے اور کیونکر پہنچے تھے کسی مطلب کو قبلابا میں نے ملکوں  
تمہارے بھائیوں کی مدد کو سوگردن ڈال دی تھے جیسے گردن ڈال دیتا ہوں شتر خود روئے اور بوجھل ہو گئے تم  
جیسے بھاری بوجھ بڑا ہوشتر لاغر پشت ریش پر چھر نکلتا ہے ایک لشکر کا ہلی کرتا ہوا ضعف جتنا ہوا  
گویا کہ اوٹکو کوئی مار ڈالے کو لیے جاتا ہوں اور وہ لگتے ہیں اور نہ عزت و طعن یا ران کڈائی میں فسر مایا  
کوداری کا کڈاری لپکا رالفید ووالقیاب المتداعیہ کلا غیظت من جانب ففطنت من جانب آخر وکلا عینک  
منسہ من مناسیر الشکم اعلو کل رجل فملکنا بکوا الحجج الحجاد الضبہ فی حجوہا و الضبی فی وجارہا  
یعنی کہاں تک تمہاری عورتوں نازک بدن ناکندہ کی سی حفاظت کروں اور بڑے میرے کسی کہ ایک طرف سے  
سنا جاتا ہوں دوسری طرف سے پھٹتا ہوں اور جب تمہارے سر پاتا ہوں کوئی سردار سرداران شام سے بند کر لیتا ہوں  
ہر شخص تمسے دروازہ اپنا اور گھس جاتا ہوں جیسے گواہ اپنے سوراخ میں گھس جاتی ہوں اور ہونڈا اپنے بھٹ میں  
اور نہ دوسرے خطبے میں فرمایا من رحمی بکوا فقد رمی یا شمر فی فاضل بکوا واللہ لکن لیک فی البکا حان و لیک  
تحت الذاریات ترجمہ جسکی قسمت میں تم بڑے اوسیر لے لے تیر بڑے بیشک تم قسم ہوا اللہ کی بہت چوہو

نمود کی جگہوں میں اور تھوڑے نشانوں کے نیچے ان خطبوں کو تہما راضی نے بیچ البلاغت میں ذکر کیا اسکے سوا  
اور امامیہ نے بھی اپنی کتابوں میں روایت کی ہے میں اور علی بن موسی بن طاووس سبط محمد بن حسن طوسی سرگروہ  
کہا ہوتا امیر المؤمنین کان یدخل الناس علی منبر الکوفۃ فی الی قتال البغاة فمآجا بہ لاد جلالت  
فتنفس الضعفاء وقال ابن یقیان بیشک امیر المؤمنین بلاتے تھے لوگوں کو باغیوں کی لڑائی کے واسطے کہ اوس  
منبر کو فرمے سو قبول کیا اوسکو مروا دیوں نے پس اپنے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا تم واد میوں کو  
کہاں رکھوں پھر ابن طاووس کتاہر ہو لاء خذ لواء مع اعتقادہم و انظارہم بغرض طاعتہ ولانہ صفا  
الحق و انہ یأخذونہ علی الباطل و کان علیہ السلام یدار یعمو و لکن لا یجد بہ المداۃ فنعاد فذکر ہم  
من ہو لاء یألو منہ فی السجۃ الکوفۃ و یستحقون بہ فخذ یضادی البانی انشد مثلاً عیناً غیرہ الخ  
یخرجہ من اعراضنا استجالت فیس منہم کلہم و دعا علیہم ترجمہ ان لوگوں نے کہ اوں کی رفاقت چھوڑی  
باوجود اپنے اعتقاد اور فرض ہونے طاعت کے کہ بیشک وہ صاحب حق ہیں اور جو لوگ کہ اوس سے جھگڑا  
کرتے ہیں باطل پر ہیں اور وہ علیہ السلام رکھوالی دل کوئی کرتے تھے حال انکہ کچھ فائدہ رکھوالی سے نتھا اور بیشک  
سنا اس گروہ سے ایک جماعت کو کہ تحارت کرتے تھے اوں کی مسجد کو فہ میں اور پھر مارتے تھے اوں کو پھر کربے  
و دون بازو دروازے کے اور پڑھے بسبیل منیل یہ شعر کہ گوارا اور مرغوب ہوے بے آزار غلبہ کر نیوالیکے واسطے  
عزیز کے کہ معشوقہ ہر ہمارے ابرو نے جو کچھ اوسنے حلال جانا پس ناہید ہوے اون سبے اور بد دعا کی  
انکواب مجموع ان خطبوں اور ابن طاووس کی روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر مرنے اس فریق کے  
حق میں جو مدعی ایک شیعیت کے تھے فانکم اسد دینا لکم و ترحا ارشاد فرمایا اور قسم بھی کھائی کہ ہرگز انکو سچا  
نہا نوں گا اور جا بجا انکی نافرمانی اور جھگڑی اور نہ سننے انکے کلام کی وصیت کی اور انکے دیکھنے اور بچانے سے  
بیزار تھے اور ان لوگوں کا سوائے ناخوش اور عکین کرنے اور غصہ اور غضب دلانے بلکہ مسجد میں بجالت  
غیبت غیبت اور تحارت کر نیے اور کچھ شیعوہ نتھا اور تمام شیعہ و سوقت کے اس کام میں شریک تھے اور انکے شہر  
اور نضرین میں داخل سواد وادیوں کے پھر جب اون لوگوں کا جو صدر اول اور قرن فضل اور تیر روی ترکش  
اور گل سرسب اس فریق کے ہیں خود جناب انیر کے وقت میں ایسا حال ہو تو وای بر حال دیگر ان طبقہ سوم  
انکا حال سنو کہ انکے اگلے بزرگوں سے یہ لوگ سید محمدی سبط صفیہ حکیم راہ زہرا امام حسن کے بعد شہادت امیر کے ہفت ہوا  
چالیس ہزار آدمیوں نے اپنے مرنے پر انکی بیعت کر کے معاویہ کی لڑائی پر ترغیب کی اور کوفے سے باہر نکالا

باین نیت فاسدہ کہ انکو مدظلہ ہلاک میں نکالیں چنانچہ آٹھارے راہبین بابت طلب تنخواہ کے انکو آزار دہ خاطر کیا اور ہر طرح قولاً اور فعلاً بے ادبیاں عمل میں لائے یہاں تک کہ مختار نقضی جو ایک شیعہ خاص قرار دیتا تھا مصلے نماز کا قدم مبارک کے نیچے سے نکال لیگیا اور ایک یعیون نے کھنڈ پائے شریف پر مارا اور جب نوبت مقابلے اور لڑائی معاویہ کی پونجھی معاویہ کی طرف راغب ہو کے انکی نصرت و رفاقت چھوڑ دی اور امام بحق اسعد مرکر کے حصارہ دنیا اور آخرت کا جمع کیا حال آنکہ آپکو خاص شیعوں ان امام اور انکے والد علی مقدس سے کہتے تھے اور بنیاد مذہب شیعہ کی نفس پیدا ہوئی اس جماعت کا حال سید مرتضیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیاء والائمہ میں ایسی تفصیل ذکر کیا ہے اور جگہ کہ جہان عذر جناب امام کا مصالحت معاویہ اور چھوڑنے خلافت پر راضی ہو نہ کیا لکھا ہے اور نیز کتاب الفضول امامیہ میں مسطور ہے کہ رئیس انکے چھپے چھپے معاویہ سے خط کتابت رکھتے تھے اور انکو اس حرکت پر آمادہ کرتے اور درغلانے تھے اور لکھتے تھے کہ خبر دار جلدی کر دم امام کو تمھارے حوالے کرے ورنہ اور چند خرمہ و ناپاک کے عوض روسیاهی دنیا اور آخرت کی خریدتے ہیں بلکہ بعضوں کے دلیمن خود امام سے ارادہ کر لیا تھا کہ جملہ فساد اور ارادے انکے امام پر ثبات اور یقین کو پونجھے ہوئے تھے مجبوری مصالحت اور خلافت چھوڑنے پر راضی ہو گئے اور چھوڑ دی یہ ترجمہ خلاصہ عبارت فضول کا کہ کتب معتبرہ امامیہ سے ہے

طبقہ چہارم انکے اگلے بزرگوں سے اکثر شیعہ کو فی ہین جنھون نے سبط رسول جگر گوشہ قبول یعنی امام حسین مقتول کے ساتھ کیا کیا کہ بڑی منت اور زاری کے ساتھ عرضیان اور اخلاصاً نے بھیجے اور پھر انکے ساتھ دعا کی اول تو باعث ہوئے کہ حرم امن مکہ سے کو نہ کو نہ شریف لائے جب آپ قریب پونجھے اور نوبت مقابلہ اور لڑائی دشمنوں اور امتحان صدق و اخلاص کے پونجھے سب چل دیے باوجود کثرت دشمنوں کے انکی مرد اور نصرت سے بیٹھ رہے بلکہ بعض نے بسبب خوف و طمع رفیق دشمنوں کے ہو کے باعث شہادت امام اور انکے رفیقوں کے ہوئے یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بیچ اہل بیت کے پیاس پیاس کر کے مر گئے اور بیبیوں اور ستورات اہل بیت کو بیجا در و دردا جہان میں بھرا یا یہ سب باتیں اسی گروہ کی بیوفائی اور دغا بازی سے ظہور میں آئیں طبقہ پنجم انکے اگلے بزرگوں سے وہ لوگ ہیں کہ جب عراق اور اس کے اور شہروں پر تسلط عثمان کا ہوا یہ لوگ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے پھر گئے اور مختار کی موافقت سے کلمہ محمد بن حنفیہ پڑھنے لگے انکو اپنا امام جانتے تھے حال آنکہ وہ نسل رسول سے نہ تھے نہ انکی امامت کی کوئی وجہ چنانچہ حال اس سلسلے کا سابق مفصل مذکور ہوا آخر یہ کہ اس سلسلے سے بھی نکل کے نبوت مختار اور نزول وحی پر مختار کی







باد صف انکے انکار کے بید حرکت ان دونوں فرقوں سے بہت روایتیں اپنے صحاح میں لاتے ہیں حال آنکہ  
 دونوں فرقوں نے مذہب اپنا بھی انھیں حضرات سے روایت کیا جو بس جھوٹے انکاصریح ثابت ہوا  
 ایک گرومنے انکے اسلاف سے امام وقت ہی کو نجانا تمام عمر فکر و حیرت میں تیر کی اور اس وعید میں داخل ہوئے  
 مَنْ مَاتَ لَمْ يَكُنْ بِمَنْ مَاتَ مَعَهُ مَاتَ عَيْنُهُ بِمَعْنَى جَوَ كُوْنِي مَرَاوِدُو سَنَے اپنے امام وقت کو نہ پہچانا وہ مرا  
 مرنا جاہلیت کا مثل حسن بن ساعدہ دینی فضائل اور عمر بن سعید وغیرہم کہ انکے اخبار کے راوی تھے اور جارود سے  
 بھی کتب صحیحہ میں انکی روایتیں موجود ہیں حال آنکہ مذہب جارود یہ بھی معلوم الکجاعت ہیں انکے بشواریوں سے  
 کہ انھوں نے جھوٹ اختراع کیا اور اوپر مصر ہے ہیں مثل بی عمیر اور ابن المغزہ اور نظیری بعض انے ہیں کہ حضرت  
 صادق نے انکو اپنی مجلس سے نکال دیا اور ہرگز اجازت اپنے پاس آنکی نہ دی مثل ابن مسکان بعض نے انے اپنے  
 جھوٹ کا اقرار کیا جو مثل ابوبصیر بعض انے بدائیہ غالیہ ہیں کہ جمہور شیعہ کے نزدیک ایسا بدابطل جو مثل دارم  
 بن حکم اور زیان بن صلت اور ابن ہلال جمعی اذراہ اور ابن سالم بعض راویوں نے انکے بعض کی تلبیہ کی اور  
 راویوں میں جیسے ہشامین اور صاحب طاق اور شبلی کہ ایک دوسرے کو جھوٹا ٹھہرتے ہیں اور انکے راویوں  
 اخبار اور آثار سے ابن عیاش کہ خود او مسکو اپنے رجال میں کتاب لکھتے ہیں اور اماموں سے روایت کرتے ہیں  
 کہ انھوں نے اسکو جھوٹا بتایا اور ابن بابویہ کہ صاحب رقعہ مزورہ کا متقدمین سے یہ یعنی فریب اور جھٹل  
 رقعہ ممدی کے بنانا تھا اور شریف مرتضیٰ متاخرین سے یہ بھی نشانی دیا دگا سیکمہ کذاب کا جواب یہ دعوے انکے  
 جو مذکور ہوئے باب آئندہ میں دلائل انکے انکی کتب معتبرہ سے نقل کیے جائینگے جس سے انکے علماء جو ترکیب اپنے  
 اسماء الرجال اور احوال بزرگوں سے واقف اور مطلع ہیں ان دعووں سے انکار نہ کر سکیں ان اگر کوئی جاہل  
 فاداف کچھ تردد کرے اوس سے کیا شکایت سو باب آئندہ میں اوسکا تردد بھی جاتا رہیگا انشاء اللہ تعالیٰ  
 اجماع ایک نکتہ ہر نہایت عمدہ جسکو کمال غور سنا چاہیے وہ یہ ہے کہ سارے فرقے شیعوں کے یہ دعویٰ کرتے ہیں  
 کہ ہم نے اہل بیت سے علم حاصل کیے ہیں اور ہر ایک بنا لگا و کسی امام یا امام زادے سے کرتے ہیں اور اصول اور فروع  
 اپنے مذہب کو انھیں سے نسبت دیتے ہیں اسکے ساتھ بعض فرقے انھیں میں سے اپنے بعض فرقوں کو جھوٹا  
 اور گمراہ اور کافر بتاتے ہیں اصول عقائد میں خصوصاً امامت میں ظاہر اور صریح مخالف اور مناقض ایک  
 دوسرے ہیں بس یہ تعض و خلاف انکا عاقل کیواسطے دلیل کافی ان سب فرقوں کی دردنگوئی پر ہو سب  
 جھوٹے ہیں کسواسطے کہ اسقہ تعجید میں مختلف اور روایتیں مناقض ایک گھرے نہیں اوتھہ سکتی ہیں

اور اگر اوسین توضر و کما جیگا کہ بعض لوگ اس گھر کے کتاب در و غلو گراہ کنندہ خلق اللہ کے ہیں جو انجی مختلف  
 باتیں نکالتے ہیں سواؤ کی کذابی در و غلو کی کو نص قرآنی باطل کہی ہر ائمہ کوید اللہ لید ڈھب عکلم الرئس اهل السنۃ  
 و بیطہ کہے ہو تھویدرا یعنی تحقیق الادہ کرنا ہو کہ کہو دے تھے ہر ائی کو اہل بیت اور ایسا پاک  
 کر دے تم کو جو پاک کر دینے کا حق ہو سکا اس نص کے یون بھی حال بزرگان اہل بیت خصوصاً ائمہ کا تاریخون سے  
 یقیناً معلوم ہو کہ بہترین ہندگان خدا و حق پرست اور تابع دین آئین اپنے جد کے رہے ہیں بھلا انسے ہو سکتا  
 کہ جھوٹ بولیں اور ریاست کے خاطر لوگوں کو فریب دین بس معلوم ہوا کہ اہل بیت ان روایتوں اور حکایتوں  
 بری اور بخیر ہیں ان فرقوں نے بالابالایہ مختلف روایتیں اپنے مذہب کی بنائیں ہیں کچھ اصل انکی نہیں ہو  
 کہو لہ نعالی ذلکو کان من عند عیسیٰ بن مریم علیہ السلام لوجہ و ایدہ خیرا کا لکھنا اگر نازل ہوتا قرآن سوا سے خدا کے غیر کے  
 پاس سے ضرور پلٹے وہ اوسین بہت سے اختلاف لاجرم اختلاف روایات دلیل ہو غیر اہل بیت پر اور  
 اہل سنت میں جو اختلاف ہوا اول تو اختلاف اجتہادی ہو کہ اہل سنت زمانہ صحابہ سے زمانہ چارون اماموں تک  
 سکو مجتہد جانتے ہیں اور مجتہد اپنی رائے پر عمل کرتا ہو کہ یہ اختلاف ذاتی و پیدایشی نوع انسان سے ہو نہ اختلاف  
 روایت کہ جھوٹ اور بناوٹ پر گواہی دے دوسرے یہ کہ اختلاف اہل سنت کا بالکل فردع فقہ میں ہو  
 نہ اصول عقائد میں اور جو اختلاف کہ فردع کا بسبب اجتہاد کے ہو دلیل بطلان مذہب نہیں ہو سکتا جیسے  
 مجتہدین امامیہ نے بھی اپنے فقہ مسائل میں اختلاف کیا ہو شلا کوئی شراب کو پاک کوئی ناپاک بتاتے ہیں کوئی  
 گلابی وضو تجویز کرتے ہیں کوئی نہیں کرتے اب ہم وہ بیان کرتے ہیں کہ جو اختلاف اہل بیت میں ہو جسے آپ کو منسب  
 کرتے ہیں اور جنکو ماخذ اپنے علوم کا بتاتے ہیں بس اسکو سننا چاہیے ہر حد کہ باب اول میں یہ بحث بطریق اجمال  
 گذری تاہم تفصیل کا اور ہی رنگ ہوتا ہو غلاہ کہ سرگردہ جملہ فرقوں کے ہیں دراصل سب شاگرد عبداللہ بن سبک  
 ہیں کہ یہ آپ کو شاگرد خاص اور محرم باختصاص حضرت امیر مہ کا جانا تھا مختار یہ اور کیسا نہ حضرت امیر مہ اور  
 حسین مہ اور محمد بن علی اور ابو ہاشم بن محمد بن علی سے مذہب اپنا روایت کرتے ہیں زید بن حضرت امیر مہ اور  
 حسین مہ اور امام زین العابدین مہ اور زید بن علی مہ بن حسین اور زکی بن زید سے باقریہ پانچ آدمیوں یعنی  
 حضرت امیر مہ سے تا امام باقر تا وسیع چھ آدمیوں یہ پانچوں مذکور اور حضرت جعفر صادق مہ تا ایک  
 سات آدمیوں چھ یہ ساتوین اسماعیل بن جعفر قرطہ آٹھ آدمیوں سات یہ آٹھویں محمد بن اسماعیل مطہ  
 بارہ آدمیوں آٹھ مذکور اور محمد بن جعفر اور موسیٰ بن جعفر اور عبداللہ بن جعفر اور اسحاق بن جعفر جاریہ قندویہ

بالکس آدمیوں سے کہ نام انکے باب اول میں مذکور ہوئے بلکہ یہ تاحی بادشاہوں مصر و مغرب کو کہ نسل محمدیہ  
 گذرے ہیں امام جانتے ہیں اور انکے علم و عصمت کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان سب میں محیطی جیسا کہ ابو محمد بن  
 نجم الدین عمارہ بن علی زید المذحجی شاعر مشہور اپنے قصیدہ یسیمیہ ص ۱۱۱ میں فائز بن خافراور اسکے وزیر کمال  
 بن زریک تھا کہتا ہے **سیت اقصیت بالقائز المعصوم معتقدا** + **فقد الجناح والجرالیم فی انفسیم** +  
 یعنی قسم کھاتا ہوں میں فائز معصوم کی درحالیکہ اعتقاد رکھتا ہوں کامیابی اور اجر راستی کا قسم میں اور یہ  
 بادشاہ بھی آپکو معصوم اور عالم علم غیب اور علوم غریبہ کہیا وسیما کہتے تھے چنانچہ تاریخین مصر و مغرب  
 اس پر گواہ ہیں تنذاریہ اٹھارہ آدمی اول انکے امیر رضا اور آخر انکا مستنصر البندامیہ ثنا عشریہ بارہ آدمیوں  
 کہ اول انکے امیر رضا ہیں اور آخر امام محمدی آب خیال کرو مثلاً اگر امامیہ کے اعتقاد کی باتیں کچھ صیل اور وجوہ  
 رکھتی ہوتیں تو حضرت زید رفین علی انکے رؤس الاشہاد علی کو ایسی شدت و غضب سے کیوں اپنی مجلس سے  
 نکال دیتے اور اسکے احوال پر انکار فرماتے بل ایسا ہی دوسرے فرقوں کے اعتقادی باتوں کو سمجھنا چاہیے  
 اور اس بات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر خاندان سب فرقوں نے کتابیں اپنے واسطے بنائی ہیں اور ہر  
 ترتیب دیے ہیں اور ان میں عالم اور فاضل گذرے ہیں بڑے تحریر و تقریر والے لیکن اس ملک میں سولے  
 کتب امامیہ کے اور کوئی کتاب نہیں ہیں نہ بانی جاتی ہیں اور حال انکے علما و امامیہ کا سا جانا چاہیے  
 اور حال علمائے امامیہ اور انکے راویوں کا سابق مذکور ہوا کہ بعض نے مرکب کبیرہ کے ہوئے ہیں جنکی شکایت  
 حضرت امیر رضا فرماتے تھے بعض فاسد المذہب اور دیانت اور محمدیہ بعض مجاہل و ضعیف بعض کنہین  
 اور واضعین بعض وہ لوگ کہ خود ادنیٰ جرح اور تعدیل میں یہ لوگ مختلف ہیں اور دونوں طرفوں سے کوئی طرف  
 انکی مرجع نہ ہوئی بعض راوی خطوط اور رقعات کے جو اصلاً قابل اعتماد نہیں کہ واسطے کہ اپنے خط اور کے  
 خط کی طرح کر لینا ایک بہل بات ہے کچھ مشکل نہیں خصوصاً خط امام غائب کا جسکو اب تک نہ کسی نے دیکھا  
 نہ پہچانا بعض راوی انکے رقعے میں سسلے لکھتے تھے رات کو کسی درخت کے سوراخ میں رکھ آتے تھے صبح کو  
 وہ رقعہ شیعوں کے پاس لاتے تھے کہ اوی رقعے کی سطروں کے درمیان میں جواب اس سسلے کا لکھا ہوتا تھا  
 اور سکو خط امام کا بتاتے اور سب امامیہ و مکتوفین کر لیتے اب ہم انکے علما اور کتابوں ہر فرقے کا جسکا لکھنا اس  
 رسلے میں اہم و ضروریات سے لکھتے ہیں تا وقت نقل کے کسی کتاب یا کسی عالم سے سامع کو شبہ نہ پڑے  
 کہ یہ کتاب یا عالم کونسے فرقے کا ہے شیعہ کے نزدیک اسکا کیا تہذیبی یا بائین روایتیں اسکی معتبر جانتے ہیں

یائینن منجملہ انکے خلاۃ عالم اول انکا عبداللہ بن سبا بعد اسکے ابو کامل اور بنان اور غیرہ مجلی ان دونوں کو  
 حضرت صادق نے نفرین فرمائی اور جھوٹا ٹھہرایا اور فرمایا اَھْمَا یَعْلَمُ یَا بَنَ عَلِیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ وَیَرَوِیَانِ  
 عَمَّا اَلَا تَکَاذِبُبَ معنی اسکے اوپر گزروے اور نصیر اور اسحاق اور غلبا اور زرام اور فضل صیرفی اور سریع  
 اور بزنج اور محمد بن یعقوب و غیرہم مقالات انکے سب مخرجات نہ قابل کہنے کے نہ لایق سننے کے کیسا نیہ انکا  
 اعلم علما کیساں کہ کہ ابو کاشاگر محمد بن علی کا کتنا تھا اسکے بعد ابو کریم ضریرا و اسحاق بن عمر و عبداللہ بن حرب  
 و غیرہم زیدیہ انکا سب بڑھ کے عالم یحییٰ بن زید اور اوریا زید بن علی کے یہ حضرت امیر رضا اور جطین رضا اور یحییٰ  
 اور زید شہید سے بہت روایتیں کرتے ہیں اور ایک انکے اماموں سے ناصر کہ کہ مذہب و مکاشفہ ہر کہتا ہر کہ  
 یائون کو دھوئے بھی اور مسح بھی کرے ایک جل عام سے انکے ہادی ہر جسے بعد شمشہ کے اسمذہب کو رواج دیا  
 انکا بنابر ترضی بھی اس فرقے میں عالم نہ لڑا ہر یہ دونو سادات حسینہ سے تھے ابو زید یہ خالص کہتے تھے  
 ایسے کہ زید یہ غیر خالص دوسری گروہ والے ہیں وہ ابو زید یہ ہی کہتے ہیں انکے انکے مذہب میں فرق ہی  
 انکے علما جبار و بن احمد بن محمد بن سعید سبعی ہمدانی اور ابن عقدہ اور سلیمان اور تبر تومی اور خلف بن  
 عبدالصمد اور نعیم بن ایمان اور یعقوب اور حسین بن صالح اور اخطب حوازمی صاحب مناقب جانا  
 کہ یہ بھی زیدیہ سے ہی ایسے ہی صاحب عقائد الاکیاس اکثر زیدیہ سوائے زیدیہ خالص کے اصول میں تابع  
 معتزلہ کے ہیں مگر مسائل معدودہ مثل امامت اور صاحب الکبیرہ کا فر نعمت فاسق اور فروغ میں تابع ابو صفیر  
 اور بعض تابع شافعی کے لیکن بعض مسائل مثل انکا مسح خفین اسماعیلیہ علما انکے مبارک اور عبداللہ بن  
 یسوم قداح اور غیاث صاحب کتاب البیان اور محمد بن علی برقی اور مقفہ حمدویہ کہ یہ بھی ایک شیعہ اسماعیلیہ کے  
 ہیں اول میں کناہین اور عالم انہیں نہ تھے کسواسطے کہ محمد بن عبداللہ الملقب بمدی کے جوئیں انکا تھا اکشم  
 اہل جازا و مصر و عراق اور شام اسکے دعویٰ شرافت اور سیادت میں تلمذ کرتے تھے اور اسکے سوا  
 اجلات اور شورشیشتون اور سپاہی پیشوں کے اور کوئی ماننے والے نہ تھے حتیٰ کہ اسکی اولاد سے عزیزی نامی جو  
 خلافت کو بوغی تھا جسے کے روز منبر پر خطبہ پڑھنے کو پر مھا وہاں ایک رقبہ یا جیمین یہ بتیں لکھی تھیں ایسا

رَأْسَمِمْ نَسَاءً مُنْكَرًا	بِئْسَ عَلَى الذَّنْبِ فِي الْحَامِ	إِنْ كُنْتَ فِيمَا نَدَى صَلَافًا	فَأَذْهَبَ بَابَعْدَ لَا يَدَارِ
إِنْ تُرَدُّ مَحْفُوقٌ مَا قَلَّتْهُ	فَأَسْمَبُ كَذَا نَفْسُ كَذَا طَالِ	أَوْ دَخَلَ بِنَاوُ النَّسَبِ الْوَجِ	أَوْ دَخَلَ بِنَاوُ النَّسَبِ الْوَجِ
فَلَا أَسْأَبُ بَنِي هَاشِمٍ	بِقَصْرِ عَمَلِ طَالِ	تَرْجَمَهُ مَسْنَاهُ	أَوَّلُ سَبْ غَيْرُ شَهْرٍ جَوَّ طَحَا جَانَا

سید جامع میں اگر تو جو کچھ کہ پڑھتا ہو اور عین سچائی تو ذکر کرنا بیکار بعد چھپے باپ کے یعنی باجوہ بن پشت اپنی بتا  
اور اگر جاہتا ہو تو ثبوت اوس بات کا جو کچھ کہتا ہو تو اوسکو تو نسبت بیان کرہمارے سامنے اپنی مثل آفتاب کے  
یا نہ جیو ٹرسبون کو پڑے میں اور داخل ہو ہمارے ساتھ نسب کشادہ میں پس تحقیق نسب بنی اشتر کے کو تاہ میں  
اس سے کہ طمع کسی طالع کی او کو پونچھے کا لظالم میں لفظ طالع کا جو مذکور کیا ہو اس واسطے کہ طالع باہد خلا  
عباسی سے تھا اوسکے ایام خلافت میں یہ قصہ ہوا تھا اور نسب طالع باہد کا بغداد اور دیگر بلاد اسلام میں  
ایسا مشہور جیسے بہر دن چڑھے کا آفتاب اور جو اسکے ہر چارم میں بحث کر کے کہنا ذکر ابا بعد کلاب الزبج  
اس سبب سے کہ ہر چارم اوسکا ہر ہمدی ہی عبید اللہ بن عبد اللہ اور اسی نسبت سے اگو عبید میں  
کہتے ہیں جب ہمدی کو دعوی ہمدی بن کا پیدا ہوا اور یہ دعوی بے موافقت اسکے کہ اپنے باپ کے نام کو  
حضرت کے پسر بزرگوار کے نام سے نہ موافق کرے جب تک ہونہیں سکتا تھا اس واسطے اسے اپنے باپ کو  
دادا اور دادا کو باپ ٹھہرایا اور اسطور سے نسب اپنا بیان کرنا تھا محمد بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن قاسم  
بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق بعد اسکے جب تسلط اککا دار مصر و مغرب میں تسلیم ہو گیا اور مدت  
ہو گئی بہت لوگ مال و مناصب کی طمع سے اسکے مذہب میں داخل ہوئے پھر علما اور فضلاء اور ابا جعی ہدیہ  
سردار کے علما کا ابو الحسن علی بن نعمان ہو اور ابو عبد اللہ محمد بن نعمان کہ زمانہ معز اور عزیز میں گذرے ہیں  
اور ابو القاسم عبد الغفرنا و حاکم اور عامر بن عبد اللہ روحی اور علی بن محمد بن علی صلحی مستنصر کے وقت میں  
اور منجلہ اون لوگوں کے جو بطمع مال و مرتبہ اسکے مذہب میں داخل ہوئے فقیہ عمارہ یعنی ہر کہ سلطنت عبید بن  
شل اسکے پیدا ہوا یہ ایک شخص بڑا عالم اور فضل والا تھا جب یہ اس مذہب میں آیا تو ایک جماعت کثیر اسکی  
شاگردوں اور توالج سے گمراہ ہو گئی اور شل مشہور صادق آل ابیات اِنَّ الْفَقِيْهَةَ اِذَا خَوِيَ وَ اَلْاَعْمَ  
نَوْمٌ عَوُوْا مَعَهَا فَضَاعَ وَ ضَيَعَا ۝ مِثْلُ السَّيْفِيْنَ اِذَا خَوَتْ فِىْ نَجْةٍ ۝ عَرَفَتْ وَ تَفَرَّقَتْ مَا هُنَاكَ جَمِيْعًا  
ترجمہ تحقیق عالم جب بیراہ ہوتا ہو اور اطاعت بیراہی کی کرتا ہو تو ایک قوم کی قوم اسکے ساتھ بیراہ ہو جاتی ہو  
پس کبھی کھوتا ہو اور درو نگو بھی جیسے کشتی کہ جب پانی میں بیٹھتی ہو تو آپ بھی ڈوبتی ہو اور جو اس میں  
ہوتے ہیں انکو بھی ڈوبتی ہو بالکل اور اولاد ہمدی مذکور سے بھی بعض علما ہوئے ہیں جیسے عزیز باہد کہ اسباب  
اور فاضل اور شاعر تھا اور معز اور حاکم بن معز سوائے انکے اکثر انکے لوگوں سے دعوی علم غیب کا کیا جسکو  
حاکم کہتا تھا کہ طور میں یہ سے ساتھ مناجات اور مکالمہ ہوتا ہو جیسا کہ حضرت موسی سے ہوا تھا اس سے

بار بار طور پر جانتا تھا اور علم کیا بھی جانتا تھا تو ہذا حکم فن کیا میں مشہور کی کتاب الہیال واسکی  
مشہور کتابوں سے ہوا حاصل اچھے لوگ انکے ہڈانی اور غیب شناسی میں موزین کی زبان پر مذکور اور کتب  
تواریخ میں مسطور ہیں لکھا ہے کہ ایکدن عزیز بنبر پر چڑھا وہاں ایک کاغذ دیکھا وہ میں یہ قطعہ مرقوم تھا  
بِأَمْرِ الْوَلِيِّ كَذَلِكَ رَضِينَا بِهِ وَلَيْسَ بِالْكَفَرِ وَالْهَيْأَةِ هِيَ أَنْ كُنْتَ الْحَقِيقَةُ عِلْمٌ غَيْبِيٌّ ۖ فَقُلْ لَنَا كَاتِبٌ الْبَطَاقَةُ  
ترجمہ ظلم و جور پر ہم راضی ہو گئے مگر اسوقت تک کہ کفر و جہالت نہیں تھی اگر تو ایسا ہے کہ تجا کو علم غیب آیا ہے تو  
تو بتا ہمارے لکھنے والا اسوے ہے کا اور یہ حکم ان لوگوں سے رض میں بھی بہت بڑھا ہوا تھا چند لوگ خفیہ سے  
بھیجے تھے کہ چشم بخشین کا حضرت کے قرب سے نکال ڈالیں جب یہ لوگ مدینہ منورہ میں پہنچے ایک علوی کو  
جس کا گھر قریب مسجد اور روضہ مطہرہ کے تھا قریب دیکھ وہاں قسیم ہوئے رات کو نقب لگنے اور کھودنے میں  
مشغول ہوتے تھے یہاں تک کہ نقب قریب جسد مبارک کے پہنچا ناگاہ مدینے میں تاریکی غلیظ پیدا ہوئی  
اور ایک غبار سخت اٹھا اور آمدی چلنا اور بجلی چمکنا شروع ہوئی یہاں تک کہ لوگوں کو اپنے ہلاک کا یقین ہوا  
نجات و خلاص سے مایوسی ہوئی ناچار اس علوی اور اسکے کہنے والوں نے اسیر مدینہ کو انکی کارپردار  
خبر دی پس اسیر نے انکو بڑے قتل کیانی انور وہ تاریکی اور بجلیاں ٹھہر گئیں جیسا کہ اسکو قاضی فاضل  
ابو عبد اللہ منصور سمنانی نے کتاب ہنصار میں ذکر کیا ہے تو زاریہ انکے علما میں سب بڑھ کے حسن صباح حمیری  
بعد اس سے ابو الحسن سلیمان بن محمد جبکہ لقبے اشہ الدین اس صاحب فلاح اسماعیلیہ شیخص شاعر اور  
اور فاضل تھا فن انشائیں اسکے رسلے برج ہیں اوہیں سے ایک نامہ اسکا یہ ہے جو سلطان نور الدین محمود  
بن سلطان علاء الدین شہ زنگی بادشاہ شام و حلب کو جواب نامہ سلطان میں لکھا تھا اسوقت میں کہ صلاح الدین  
بن ایوب نے سلطان کی طرف سے مقرر فرمایا تھا اور مدد یوں کے جنگل سے نکالا تھا اور سلطان نے ہی  
راشد الدین کو کہہ دیا کہ باقی عبید دین سے کہنا تھا تہہ یا نامہ لکھا تھا میں اسکے ہر بہت کا ترجمہ ہر بہت کے ساتھ  
لکھوں ایسے ہی ہر فقرہ کا فقرہ کے ساتھ ابیات بِاللَّهِ جَالٍ لَمْ يَهْلِكْ فَقَدْ ۖ وَمَا كُنْ قَطُّ عَلَى اسْتِغْفَارٍ وَقَدْ  
فریاد اسے لوگو اسکا ہم سے کہ ہوں گے اس خطر اسکا نہیں گذرا ہے ہرگز میرے کان پر بڑا ناو اسکا  
بِأَذْنِ الَّذِي يَقْرَأُ السِّيفَ هَدًى ۖ لَا يَتِيَامُ قَالِمُ حَيَّةٍ حِينَ تَصْرَعُ ۖ اِی وہ شخص کہ ضرب شمشیر سے ہکود ہکا ہکا  
کھڑا رہے ہر بار میرے جس وقت کہ تو اسکو دے قائم تمام الی اِی زَنْ هَدًى ۖ وَ شَمْرَتُكَ لَمْ تَكُنْ لَمْ تَكُنْ  
کھڑا ہو کہ تو باز کے ساتھ اور دمکاتا ہے اسکو اور اس پر دھایا واسطے کشتی شمشیر کفاروں نے



اصْبَحَ يَسْدُكُمْ كَتِفَيْهِ بِاصْبِعِهِ يَكْفِيْكُمْ مَا ذَا يُلَاغِيْ مِنْهُ اصْبِعُهُ صَبَحَ هَوَىٰ اور حال یہ کہ بند کرتا ہو من آدم کی  
 اپنی اونگلی سے یا روکتا ہو اور سکو کیسے ملاقات کرتے ہیں اوس سے اونگلیاں اوسکی یہاں تک شعہ میں  
 فَضْلُهُ بِفَضْلِهِ وَحُجَّتُهُ رَافِعَتُنَا مَا هَدَىٰ نَابَهُ مِنْ قَوْلِهِ وَفَعَلَهُ حُكْمُ كَيْفِ ابْنِ تَقْضِيلِ کے ساتھ اور حال کے ساتھ اور جابا  
 ہکو جو کچھ تمہید کی ہکو اپنے قول اور فعل سے فَعَلَهُ النَّعْبُ مِنْ دُبَابَةٍ تَطْلُقُ بِأَذْنِ فِيلٍ مَبْعُوضَةٍ تَعْدُو فِي التَّائِيلِ  
 پس قسم ہو فیل کی تعب کرتا ہوں میں اوس کبھی سے جو باقی کے کان میں بھنبھناتی ہو اور اوس مجھ سے جو تصویر  
 گنا جانما ہو وَتَذَكَّرْنَا فَالْهَابُ لَكَ قَوْمُ الْخَزْنِ قَدْ خَرُّوا نَاهُو وَمَا كَانَ هَكْمًا حَصْرُونَ ہرگز نہ کسی بڑی بات پہلے تجھے  
 دوسرے قوموں نے سوا ہلاک کیا تھے اونکو اور کوئی مددگار اونکا نہ ہوا اَلْحَقُّ تَذَكَّرُونَ وَلِبَابُ طِلِّ تَضَمُّونَ  
 آیا حق کو تم لغزش دیتے ہو اور باطل کی مدد کرتے ہو وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَنَّهُمْ مُّقْلِبٌ فِيْهِمْ جُلْدِ  
 جانین کے وہ لوگ جو ظلم کرتے ہیں کہ نہ مرج کو رجوع کیے جائیں گے اَقَامَا صَدْرُہٗ تَوَلَّى عَنْ نَضْعِ رَاسِہٖ  
 وَتَلَعًا يَفْلَحُ فِي الْجَبَالِ الرَّاسِہٖ لَکِنَ وہ جو صدر کیا تو نے اوس سے اپنے قول کو یعنی میرا سر کاٹنا اور  
 میرے قلعے کو کھودنا کہ اونچے اونچے پہاڑوں میں ہیں فِتْلَکَ الْاِمَانِیُّ کَاذِبٌ وَحَبْلَاتٌ عَلَیْہِمْ صَائِبٌ  
 ستویہ آرزو میں تیری جھوٹی ورضیالات بیچ پوچھ ہیں فَاَنْ الْجَوَاهِرُ لَا تَزُولُ بِالْاَعْرَاضِ کَمَا اَنَّ الْاَرَاخَ  
 لَا تَضَحُّجُ مِنَ الْاَعْرَاضِ پس بیشک جو ہر نہیں مٹ جاتا ہوا عراض سے جیسے روح نہیں مضحک ہوتی مرضوں کا  
 کَوْنُہُمْ قَوِیٌّ وَضَعِیْفٌ وَدِیْنِیٌّ وَشَرِیْفٌ بِمُزْفَرٍ ہر قوی اور ضعیف اور ادنیٰ اور شریف میں وَارِثٌ  
 عَدُوٌّ اِلَى النَّظَاوِہِ اَلْحُسُوسَاتِ قَدْ عَدَّ لَنَا عَنِ الْبَوَاطِنِ الْمَعْفُوكَاتِ قُلْنَا اَسْوَکَ بِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ  
 اور اگرچہ ہم چھوڑ دین ظاہر اور محسوس باتوں اور باطن اور عقلی چیزوں کو بچھ بھی ہکو پیروی رسول اللہ  
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ہر فی قولہ مَا اُوْدِیْ نَبِیٌّ مِّثْلَ مَا اُوْدِیْتُ یعنی کسی پیغمبر نے ایسی اید یا نبی صبی میں نے  
 تسے پائی وَتَذَكَّرْنَا مِمَّا جَرَىٰ فِیْ عَرَّتِہٖ وَاهْلَبَتْہِ شِیْبَتُہٗ وَرَبِیْہِکُمْ تَمَّ جَانَتْہُ ہو جو کچھ اونکی اولاد اور  
 اہل بیت اور شیعوں پر گذر رہا ہو وَتَحَالَ مَاحَالٌ وَتَلَاہُ مَا ذَا اَلْاَوْرَاجِیْ حَالٌ کچھ بدل نہیں گیا نہ کوئی کام  
 سٹ گیا وَاللہُ اَمَحَدٌ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاَوَّلِ اور اللہ ہی کیواسطے سب تعریفیں ہیں عقبیٰ اور دنیا میں  
 اَدْحَنُ مَظْلُومُونَ لَا ظَالِمُونَ وَمَغْضُوبُونَ لَا غَضَبُونَ اَسُوْقَ مِنْہُمْ مَظْلُومٌ ہین نہ ظالم اور مغضوب  
 نہ غضب کنندہ وَتَلَّ جَاءَ الْخَوْفُ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا اور کہہ آیا حق اور بھگا  
 باطل بیشک باطل حق سے بھاگتا ہو وَتَذَكَّرْنَا مِمَّا ظَاہِرٌ عَلَیْنَا وَکَیْفَ قِتَالِہٖ اَوْرَاقِہٖ جَانَتْہُ ہو ظاہر

حال ہمارا اور کسی ہی لڑائی ہمارے مردوں کی دُعا کرتے ہیں مِنَ الْمَوْتِ وَيَنْقُذُونَ مِنْ حِيَاضِ الْقَوْتِ آورده کہ آرزو رکھتے ہیں موت کی آرزو نزدیک ہوتے ہیں عضون فوت سے فَمَتَمُوا الْمَوْتِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ سو آرزو کرو تم موت کی اگر اپنی بات میں سچے ہو و لکن يَتِمُّوْهُ اَبَدًا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اَللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظَّالِمِيْنَ اور ہرگز نہیں آرزو کریں گے وہ موت کی کبھی اس سبب سے کہ آگے بھیج چکے ہیں ہاتھ اُنکے اور اللہ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو وَفِيْ كُلِّ مَثَلٍ لِّلنَّاسِ اُتْرُوْا وَاَلْبِطُّ هَهُذَا وَنَ بِاللَّسْطِ اَوْ شَلِّطِ اَوْ شَلِّطِ مَشْهُوْرٌ اَيَا بَطُوْمُ كَمَا لَمْ دُرِيَا سَ فَيَتِيْ لِّلْبَآءِ جَلْبَابًا وَتَدْعُ لِّلزَّوْاِیَا اَنْتُوْا بَ اُپْس طیار کرو واسطے بلا کے کوئی چادر اور بہن واسطے مصیبتوں کے لباس وَاَلَكُنْ كَالْبَآحِثِ عَنْ خَنْفِهِ بِطْفَرِهِ اُورست ہوشل اوسکے جسے کریدی موت اپنی اپنے ناحن سے وَاَلْحَاجُّ عَمَارًا اِنْفَهْ بِكَفِّهِ اُورست ہوشل اوسکے کہ کاٹی ناک اپنی اپنے ہاتھ وَاِذَا وَقَفْتَ عَلٰی كِتَابِنَا فُلْنُ مِنْ اَمْرِنَا اِلْمَرْصَادِ اور جب مطلع ہو تو ہمارے نوشتے پر تورہ ہمارے کاروبار سے گھات میں وَمِنْ جِبِلَّتِكَ عَلٰی اَقْصَادِ اور تدریل پر بنی سے مضبوط اُور اَوَّلُ النَّحْلِ وَاَخِرُ الصَّادِ بھریڑھ اول سورہ نحل کا اور آخر سورہ صاد کا ابیات بِمَا نِلْتَ هٰذَا الْمَلِكَ حَتّٰی تَالِيَتْهُ يَوْمَئِذٍ فِيْهِ وَسْمُوْعٌ مَّوْدَعًا ہمسے بانی تو نے یہ سلطنت یہاں تک کہ جڑ پکڑی تیرے گھروں نے اوس میں اور بلند ہوئے ستون اوسکے وَاَصْبَحْتَ تَرْمِيْنَا بِنَبْلٍ قَدْ اسْتَوَيْنَا \* مَعَارِمْهَا فَيُنَادِوْنَا فَيُنَادِوْنَا جَرِيدًا هَلْ يَسْجَعُ حُجْرُ اس حال میں کہ چھینکتا ہے تو ہم پر وہ تیرے تحقیق بہت ہوئی اُنکے جمنے کی جگہ ہم میں اور ہم میں ہواری ہے یہاں تک نامہ تھا انا مسیہ خصوصاً اثناعشریہ اُنکے علما یحییٰ بکثرت ہیں اور مشاہیر قدامت کے قیس بن سلیم بن قیس ہلمی اور ابان اور ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم اور صاحب لطاق اور ابوالاحوص اور علی بن مقصور اور علی بن جعفر اور بنان بن سمعان کہ کنیت اوسکی ابو احمد ہے مشہور بجزری اور ابن ابی عمیر اور عبداللہ بن مغیرہ اور نظیری اور ابوبصیر اور سمجہ بن حکم اور محمد بن فرح الرجمی اور ابراہیم خزازی اور محمد بن حسین اور سلیمان جعفری اور سمجہ بن مسلم اور بکر بن اعین اور زرارہ بن اعین اور ان دونوں کے بیٹے اور سماعہ بن مہران اور علی بن ابی حمزہ اور عیسیٰ اور عثمان اور علی تینوں بنی فضال اور احمد بن محمد بن عبداللہ بن نصرہ البربطی اور یونس بن عبداللہ القمی اور ابوب بن نوح اور حسن بن عیاش بن الجریش اور علی بن مظاہر واسطی اور احمد بن اسحاق اور جابر جعفی اور محمد بن جمہور قمی اور حسین بن سعید اور عبداللہ اور عبید اللہ اور محمد اور عمران اور عبید اللہ

یہ سب بیٹے علی بن ابی شعیبہ کے اور اولاد انکی اور دادے انکے اور اس فرقے میں جو مصنف گذرے ہیں یہ ہیں  
صاحب معالم الاصول فخر المحققین اور محمد بن علی الطرازی اور محمد بن علی الجبای علی ابو الفتح کراچی اور کتبی  
اور حلال الدین حسن بن احمد شیخ اور شیخ مقتول اور محمد بن حسن الصغار اور ابان بن بشیر البغال اور  
عبید بن عبد الرحمن خثعمی اور فضل بن شاذان قمی اور محمد بن یعقوب الکلینی الرازی اور علی بن بابویہ  
قمی و حرس بن علی بن بابویہ قمی اور محمد بن علی بن بابویہ قمی اور یہ قمی غیر اس قمی کا جو کہ بخاری نے  
اوس سے استشہاد کیا ہے روایت حدیث شفاء میں **فَرَضْتُ شَرْطًا لِمَنْ شَرِبَ مِنْهُ عَسَلٌ وَكَيْتُهُ بِنَاءٍ** کتاب  
طب میں اپنے صحیح سے اور کہا ہے **وَرَوَاهُ النَّفِيُّ عَنْ كَيْتٍ عَنْ مُجَاهِدٍ** یعنی روایت کیا اوس کو قمی نے لیث سے  
لیث نے مجاہد سے کس واسطے کہ یہ بابویہ قمی اہل قرن چہارم سے ہے اور لیث اہل قرن دوم سے پھر لیث کو اسنے  
کیونکر دیکھا ہوگا جو اوس سے روایت کی اور اگر رواہ عن لیث کو ارسال اور روایت بالواسطہ پر قیاس کریں  
حال انکہ خلاف مشہور بخاری کے ہے ایسے مقامات میں پھر بھی درست نہیں ہوتا ایسے کہ وفات بخاری کی  
وسط تین صدی میں ہو بس ابن بابویہ اوس سے پیچھے ہے بہت دنوں پھر کیونکر اس سے استشہاد ہو سکتا ہے  
**وَلَيْغَمَ مَا قِيلَ فِي مِلَادِ الْبُخَارِيِّ وَوَفَاتِهِ وَسَنَى عُمُرَهُ وَكَذَلِكَ صِدْقِي وَعَاشَ حَيِّدًا وَأَمَاتَ فِي عُزْبٍ**  
یعنی کیا خوب کسی نے کہا ہے پیدا ہونے اور وفات پانے بخاری اور اسکی عمر کے برسوں میں پیدا کیا گیا  
صدق میں اور زندگی کی ستودہ اور مرافور میں یعنی جسے کہ عدد ہجری صدق اور نور کے ہیں کہ صدق کے  
ایک سو چوراسے ہیں اور نور کے دو سو چھپن پس باسٹھ برس کی عمر ہوئی اس مقام میں بعض کو بزرگان  
متاخر سے عبارت سمعانی کی سمجھنے میں غلطی پڑی ہے ایسا لگان کیا ہے کہ یہ قمی وہی قمی ہے کہ بخاری نے اس  
استشہاد کیا ہے بہرہ کہ بیان عبارت سمعانی کی نقل اور منشاء غلطی بیان کیا جائے **قَالَ السَّعْدَانِيُّ**  
**فِي الْمُسَوِّنِ الرَّقْمِيِّ وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بَابُو يَهُو النَّفِيِّ نَزَلَ بَعْدَ مَا وَحَدَتْ هَاخِرَ أَيْنِهِ**  
**وَكَانَ مِنْ شُيُوعِ الشَّيْعَةِ وَمَشْهُورَ الرَّاغِبَةِ دَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ النَّعَالِي وَيَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ**  
**ابْنِ سَعْدِ النَّفِيِّ اسْتَشْهَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ فِي كِتَابِ الطَّبِّ فَقَالَ فِي حَدِيثِ الشَّفَاءِ فِي ثَلَاثَةِ**  
**شَرَطَاتٍ لِمَنْ شَرِبَ مِنْهُ عَسَلٌ وَكَيْتُهُ بِنَاءٍ وَهَذَا النَّفِيُّ عَنْ كَيْتٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا اسْتِزَادَ النُّعْمَةَ**  
**أَبُو طَاهِرٍ سَعْدَانٍ عَلَيْهِ ابْنِ عِيْسَى النَّفِيُّ صَارَ وَزِيرَ السُّلْطَانِ السَّجْمَانِ مَلِكٍ شَاهِدًا إِلَى آخِرِ مَا قَالَ هَذَا**  
**عِبَادَةُ الْأَسْبَابِ صَرَحَ شَرْحُ الْبُخَارِيِّ بِأَنَّ النَّفِيَّ الَّذِي اسْتَشْهَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ هُوَ يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ**

رابن سعد القصبی کہ ابن بابویہ و الصاحبی نے کتاب النساب کی یہ عطف احمد النسوی بن سببہ  
 واحدہ علی اخری و عطف مکتوبہ بالجرۃ للعل ناسخہ لشمۃ ذلک البعض شہدۃ انکب الکو  
 بالسواد حتی ظن من رواہ ابن بابویہ وان ما بعدہ و هو قولہ استشهد بہ البخاری معاً یعلق  
 بحال ابن بابویہ و الواقع لیس كذلك بل تمت ترجمہ ابن بابویہ الی قولہ روى عنه محمد بن  
 طحمة النعالي وابتدا بقولہ و یعقوب بن عبد اللہ ابن سعد استشهد بہ البخاری فی ترجمہ  
 اخری و کل هذا انشاء من غلط الناسخ و تصرف النسخ اشد تعلیلاً من هذا الفکر والله اعلم  
 عن کل ذلک ترجمہ کما معانی نے ان لوگوں کے مقدمے میں جو نسبت کیے جاتے ہیں طرف قصبہ قم کے اور  
 ابو جعفر نے کہ محمد بن علی بن حسین بابویہ قمی بغداد میں آیا اور اپنے باپ سے حدیث بیان کیں اور یہ بزرگوں  
 شیعہ سے تھا اور رافضیوں میں مشہور روایت کی اوس سے محمد بن طحہ بنالی نے اور یعقوب بن عبد اللہ  
 بن محمد قمی نے کہ استہاد کیا اوس سے بخاری نے اپنے صحیح میں بمقام کتاب الطب بہ کہا حدیث میں ہر الشفاء فی شہ  
 اما آخر حدیث کہ عبارت میں مذکور ہے روایت کیا اسکو قمی نے لیث اور مجاہد اور ابن عباس اور اسامہ  
 ابو طاہر یعنی سعد بن علی بن عیسیٰ قمی سے کہ یہ وزیر سلطان بنجرین ملک شاہ کا تھا جو کہ آخر اوسنے کہا یہ  
 عبارت انساب کی ہو اور تصریح کی ہو شارحین بخاری نے اسطور پر کہ بیشک وہ قمی جس سے بخاری نے  
 استہاد کیا ہے وہ یعقوب بن عبد اللہ بن سعد قمی ہے نہ ابن بابویہ اور ضابطہ تحریر انساب کا یہ ہے کہ ایک  
 دو و منسوبون سے بہ نسبت واحد جو عطف کیا جاتا ہے بواو حرف عطف کے تو وہ دوسری سے لکھی جاتی ہے  
 بشرط یہ کہ لکھنے والیکو اس قسم کے بعض شیعہ ہیں جب تو اوسنے اس و او کو سیاہی سے لکھا یا تاک اوسنے  
 گمان کیا اوس شخص کو جو روایت کی اوسنے اوسکے ابن بابویہ سے اور اس قول کو استہاد بہ البخاری جو باہر  
 اوسکے اس قسم سے گمان کیا کہ متعلق بحال بابویہ ہے اور واقع میں ایسا نہیں ہے بلکہ تمام ہو گیا ترجمہ  
 ابن بابویہ کا اس قول رو سے عنہ محمد بن بابویہ النعالی تک اور شروع ہوا موافق اوسکے قول کے و یعقوب  
 عبد اللہ بن سعد استشهد بہ البخاری ترجمہ دوسرا اور یہ سب باتیں پیدا ہوئیں غلطی ناسخ اور تصرف ناسخ  
 کہ اشد غلط کرنا اس قدر سے اور امیر بچا نیوالا ہی ہر لغزش سے انتہی آج ہم پھر اصل مطلب پر آئے کہ اور  
 علمائے اثنا عشریہ اور انکے مصنفین سے عبد اللہ بن علی صلی ہے اور علی بن مرہ یا ہوازمی اور سالار علی  
 ابراہیم قمی اور ابن بلح اور ابن زہرہ اور ابن ادریس کہ ابیات افتر کی اسکے شافعی پر ہیں جو باب دوم میں گذرے

کہ شاکر کثمت نے اوسکو اس افترا پر دیکر کیا حال انگلیہ زعم میں جھوٹ سے صریح اجتناب کیا ہو اور نیز  
انکے مصنفوں سے حسن کیدری ہو اور عین الدین مصری اور ابن حنبلہ اور حمزہ اور ابو الصلاح اور ابن  
مشرقہ واسطی اور ابن عقیل ہا و بعضا بری اور کشتی اور نجاشی اور ملاحید راکلی اور برقی اور محمد بن حرب برقی  
اکلی اور ابن ہشام دیلمی اور رجب بن رجب بن محمد البرسی الکلی اور ابن شہر آشوب دی ہازند رانی اور مخب الدین  
ابو الحسن علی بن عبد اللہ کہ پوتا علی بن حسین بن بابویہ قتی کا بیٹا و اسطے کے ساتھ اور طبرسی اور محمد بن احمد  
بن یحیی بن عمران اشعری صاحب نوادر الحکمة اور شیخ مفتول اور محمد بن مکی ہا و سعد بن عبد اللہ جسکی کتاب الہدیہ  
اور محمد بن حسن بن ولید اور شیخ ابن بابویہ اور احمد بن مند اور شمس بن میثم الجوافی اور عبد الواحد بن صفی نعمانی اور  
ابو عیسیٰ الوزان اور ابن راوندی اور عیسیٰ اور ابو عبد اللہ محمد بن نعمان لقب شیخ مفید اور عبد الباقی بن معلوم اور سید مر  
اور سید رضی اور ابو جعفر محمد بن حسن طوسی جسکا لقب شیخ الطائفہ ہو اور اسکے نواسے علی بن موسی بن طاووس اور محمد بن طاووس  
اور جمال الدین ابو علی بن حسن بن یوسف بن مطهر علی جو علامہ علی کرے مشہور ہو اور اسکا بیٹا فخر الدین محقق علی جسکا لقب  
اور نصیر الدین بن محمد طوسی مشہور ہو اور ابو القاسم نجم الدین بن سعید صاحب شریعہ اسکا لقب محقق ہو اور تقی الدین  
بن داؤد اور سید الدین محمود محضی اور رضی الدین بن طاووس اور جمال الدین بن طاووس اور اسکا بیٹا غیاث الدین  
اور عبد الجواد علی بن عبد العال اور اسکا داماد میر باقر اور زین الدین مفتول اسکا شاگرد بہاؤ الدین محمد عالمی اور خلیل  
آزادینی شارح مدۃ اترقی مجلسی شارح من لایخضرہ الفقہ اور اسکا بیٹا باقر مجلسی صاحب بحار الانوار اور یہ خاتم مولفوں  
اس فرستے کا ہو اور محمد علیہ اس کردہ کا کہ اگلی جو کچھ مذہبین کا اسکی جانچ پرکھ سے گذر کے کھرے اور کامل عیار ہو گئے ہیں  
لکھنے نزدیک ایسی ہیں جیسے وحی آسمان سے اور تری بلکہ بالفعل اگر انکے مذہب کو مذہب باقر مجلسی سے کہنا جائے  
تو بہت ٹھیک ہو اوس سے کہ قدام و سابقین سے نسبت کیا جائے اور سوان علمائے مذکورین کے اور  
علمائے بھی ہیں جنہوں نے علم دینی میں تکلم نہیں کیا ہو مثل صدر الدین شیرازی اور اخوان حسین خواجہ انسانی اور حبیب  
مشہدی اور ابو القاسم فندرسکی استاد ملا محمود جو بنوری صاحب شمس بازغہ مگر بعض انسے مذہب و کلام میں  
گفت و شنید رکھتے ہیں البتہ اس فرستے نے عوام کے نزدیک کچھ اعتبار پیدا کیا ہو مثل قاضی نوادہ شوسری اور ملا  
عبد اللہ مشہدی صاحب نظار الحقی اور طار فیض واعظ صاحب ابواب الجنان اب جوائے علمائے نامون کی گنتی  
ہم گن چکے لازم ہو کہ انکی کتابوں متحدہ اور مشہور کو بھی گناہ میں کہ علم ان علما کا انھیں کتابوں میں ہو لوٹ پوٹ کے  
انھیں کتابوں نے نقل ہوا خذ کرتے ہیں بدین مراجعت کے متصور نہیں پس اہل جنسے اس فرستے میں اخبار تصنیف کیا ہو

سلیم بن قیس ہلالی ہو کہ کتاب و سنی مستند علیہ نامی گروہ شیعوں کی ہوا و سکو علق نقیض جانتے ہیں مطلق کے معنی  
خون بستہ اور زلو ہندی ہونک اور نہایت خواہش سے بڑی بڑی قیمت کو لینے ہیں حسابائے انکی کوئی کتاب  
نہیں ہے مگر بعض سفیہوں نے انکی مدح حضرت امیرؑ اور بیان علامات الوہیت اور خوارق عادات میں انکے  
اور یہ کہ وہ شہید نہیں ہوئے آسمان پر زندہ تشریف لیکئے اور پھر آسمان سے اترنے کی اور جلوت فی الجہا میں  
کچھ تصنیف اور جمع کیں ہیں خلاصہ انکے تقریر کا جو انکی اپنی تصانیف میں ہے یہ کہ حق تعالیٰ آسمان میں ایک روح  
تھا سو اسنے اول آدم کے قاب میں حلول کیا اور تخت فیہ من دوح کو اس پر قباس کرتے ہیں یعنی پھونکی میں  
آدم میں بعض روح اپنی بعد اوس سے قرآن بعد قرآن اور بطناً بعد بطن انبیا اور اولیاء کے جسموں میں اوتا لیتا ہوا  
جناب میرا ورا وکی ذریات طاہرہ تک پونچھی کیسا نہ انکی بھی کتاب نہیں مگر چند دروغ محمد بن حنفیہ کے  
حال اور خوارق اور کرامات اور لڑائیوں دیووں اور پریوں اور خیر جنوں سے جمع کیے ہیں جبے قصہ میر جعفر  
کہ قصہ گو یوں اور افسانہ خوانوں میں زبان زد ہو رہا ہے اور اسی ضمن میں نصوص حضرت امیرؑ کے اوکی غلطیاں  
اور اوکی اولاد کی خلافت پر بھی ذکر کرتے ہیں زید یہ ابتدای معاملہ میں انکی بھی کوئی کتاب تھی اصول مذہب  
یہ لوگ خوشہ چین معتزلہ کے تھے فروع میں ذلہ بردار حنفیہ کے چند مسائل میں کہ خلاف اصول و فروع ان  
دونوں مذہبوں کے تھے دایمین سینہ بسینہ اپنے امانوں سے لاتے تھے لیکن نہایت قلیل پھر بعض علما نے انکے مسائل فقہ میں  
اجتہاد شروع کیا اور مسائل میں بہت خلاف حنفیہ سے کر کے اپنے مجتہدات کو جمع کیا اور وقت سے تصنیف کتابوں کی  
انہیں بھی مروج ہوئی اور رفتہ رفتہ اصول و فروع میں بہت سی تصنیفات درست کی چنانچہ جملہ کتب فروع سے  
انکی کتاب الاحکام ہو کہ شرفاے بلاد میں اور حجاز میں بائی جاتی ہے اور اصول کی کتاب سے عقیدہ الالباس ہو کہ خوب  
مدلل اور صوبہ و مفصل لکھی ہے شیخ ابراہیم کردی مدنی بطور جرح کے ادب پر شرح لکھی ہے بسو طکہ نام اور سکا بناس  
اور حدیث و اخبار کی بھی کتابیں ہم پونچھائی ہیں جسما علیہ کے قبل دولت عبید میں سے کوئی کتاب نہ تھی  
مگر کتاب البیان باطنیہ جسکا باب اول میں ذکر کیا گیا لیکن بعد خروج ممدی اور قیام اسکی سلطنت اور تسلط اسکی  
اولاد کے مصر و مغرب پر بہت کتابیں انہیں بھی تصنیف ہوئیں اور عمدہ صنف انکا نغان بن محمد بن منصور قاضی  
اونہیں سے ایک کتاب ہے اصول المذاهب اور کتاب لاخبار فی الفقہ اور کتاب الرد علی الخلفین کا میں چاروں  
فقہیوں پر رد کیا ہے ابو ضیفہ اور شافعی اور مالک اور ابن شریح اور کتاب اختلاف الفقہاء اس کتاب میں بزرگ حمزہ  
نفرت مذہب اہل بیت کی کی اور کتاب الانصار فی الفقہاء میں بھی ہی مضمون منظور نظر ہے اور کتاب الباقیہ

اور کتاب ابتداء الدعوة العبدیہ جب سلطنت انکی بگڑی اور تسلط جانا رہا یہ کتابین بھی سب خواب بر باد ہو گئیں اب  
 اور کھانکونی نشان نہیں پایا جاتا مگر ملا عدنان اور بعض نواحی مین مین کہ اس مذہب کے لوگ وہاں مین تھلے اہل سنت  
 بعض مسائل انکے مذہب کے جو فروع و اصول مین مین انکی کتب معتبرہ مصنفہ سے نقل کیے مین بعض اونے نقل  
 کیے جاتے مین تا نمونہ ہو کہ جو مراد انکے سخن کا اوس سے دریافت ہو سکے کہ مین صحیح مین کیوں کہ امام معصوم  
 عَنِ النَّعَاصِيِّ عِنْدَ الْوَلَاةِ قَبْلَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَبْلَهَا وَاجِبٌ فِيهِ رِثَامٌ مَعْصُومٌ مَوْعِظَةٌ مِّنْ وَقْتِ مَارَاتٍ  
 یہ قبل اوس سے اور بعض نے کہا قبل اوس سے اور یہ جی کہتے مین ان نص و امام علی علیہ السلام غلے یقیضہ  
 قَالَ لَكَ فِي نَارِهِمْ لَآئِكٌ عِنْدَ الْمَهْدِ وَيَا لَئِكٌ عِنْدَ الْمَهْدِ قَالَتْ النَّزَارِيَةُ يَحْمِلُ الْوَلَاةَ وَيَلْقَى النَّارَ يَشْكُ  
 نص کی امام نے کسی چیز پر پھراو کی نفیض پر دوسرا حکم ناسخ اول کا ہو مدویہ اور قدما کے نزدیک اور نزاریہ  
 کہتے مین کہ اول پر عمل ہونا ہو اور دوسرا لغو ہو آو کہتے مین کہ جب امام کوئی حکم کہہ ہر مومن اور مومنین پر اوسکی  
 تا بعد اری لازم ہو اگر اوندکے خلاف مرضی ہو مثلاً اگر کسی عورت کو کسی مرد بے عورت کے حوالے کرے یہ عقد و دونوں پر  
 لازم ہو جائے فیغ نہیں کر سکتے ایسے ہی جمیع معاملے بیع اور اجارے کے آو سوا انکے فقہیہ عمار و مینی نے کہ شاعر شہرہ  
 روایت کی کہ سیدہ بیٹی احمد بن جعفر بن احمد صلیحہ کی کمال حسین جمیل ادب و قابلیت اور ظرافت اور نزاکت مین  
 شہرہ تھی بحدیکہ اوسکو اہل مین بقیس اسلام کہتے تھے شوہر اوسکا کم صلیحی بادشاہ مین کہ تھا کاردار الغزو شہر ذی قیل  
 بنایا ہوا اوسکا ہو اتفاقاً بعد وفات اوسکے سب ابن احمد بن مظفر صلیحی ملک مین پرسلط ہوا جا اکر سیدہ کو اپنی جو رو  
 بنائے اس واسطے کہ کمال تسلط اھد استقلال اسکی بادشاہت کا اسم مین تھا اور وہ انکار و امتناع کرتے تھے نہ کہ  
 کہ ارادہ جمال و جمال کا ہوا و دوطرف سے اسباب الامار کا مہیا کیا گیا تاکہ مہاجون نے اسکو مشورہ دیا کہ تم مین  
 خطرہ ہو سہل تدبیر اسکا م کی یہ کہ اس مقدمے مین ایک عرضی مستنصر عبیدی کو کہ مالک مصر کا تھا اور اہل مین  
 اوسوقت مین اوسکی دعوت پر قائم تھے بھیجے تھے ایسا ہی کیا و آدمیون مستعد کو مع نذر و پیشکش لائے  
 مستنصر کے پاس روانہ کیا اور تمام قصہ لکھا مستنصر نے ایک عمار اپنے خواجہ برلویں سے ہمراہ اون دونوں قاصد کو  
 بھیجا وہ خواجہ سر تمام سرداروں اور امارے مین کو اپنے ساتھ لیکے سیدہ مذکورہ کے پاس گیا اور سب کو اوسکے گھر کے  
 دروازہ پر کھڑا کر کے اوس سے کہا کہ امیر المومنین مستنصر نے تجکا امیر الامار ابو حمیر سب ابن احمد بن مظفر کی جو رو  
 اسپر کہ یہ جو کچھ حاضر لایا ہو اور وہ ایک لاکھ دینار نقد اور پچاس ہزار دینار کے جنس تھی یعنی پوشاک اور زیور  
 و آلات اور تحفہ دیا یا اور یہ بھی امیر المومنین نے فرمایا ہو تاکہ ان کو مین لاوا مؤمنینہ اذ اقضتہ اللہ و رولہ

اَمْزَانَ يَكُوْنُ كَهْمُ الْخَيْرِ ثَمِيْنٌ اَمْزَهُوْ مِنْ يَحْيٰى اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَقَدْ ضَلَّ صِلَا مَيْمِنًا يَعْنِيْ نِهْنِ  
الْاُتْقِ بِرْ كَيْسِيْ مَوْمِنٌ كُوْا وِرْ نَهْ كَيْسِيْ مَوْمِنٌ كُوْ جَسُوْقَتْ كَهْ حَكْمُ كِيَا اَلشُّدُوْر اُوْ سَكُوْ رَسُوْلٌ نَهْ كَيْسِيْ كَامُ كَا يَهْ كَهْ هُوَا فَا كُوْ  
اَهْتِيَا رَا بِنَهْ كَامُ سَهْ اُوْر جِسَهْ نَا فَرْمَا نِيْ كِيَا اَلشُّدُوْر اُوْ سَكُوْ رَسُوْلٌ كِيَا سُوْبِيْشِيْكَ بَهْلُكِيَا بَهْكَ جَانَا يَهْ سُرِيْكَ سَتِيْدَهْ  
مُذْكَوْرَهْ نَهْ چَارَ نَا چَارَ بِسَا سَبْنَهْ مَذْهَبُ كَهْ اَسْ عَقْدُ كُوْ مَانُ لِيَا لِيْكَنُ بَاهَمُ مَوَافَقَتْ نَمُوْ كِيَا هَمْشِيْهْ كَهْ دَوْرِيْنُ هِيْنُ  
جِيْسَا كَهْ تَوَارِيْخُ مِيْنُ مُذْكَوْرَهْ اُوْ كِهْتَهْ هِيْنُ كَهْ اِمَامُ كُوْ چَا سَهْ كَهْ حَضْرَتْ مُوسٰى كِيَطْرَحُ جَنَابُ بَارِيْ سَهْ مَكْلَامُ هُوَا  
اُوْر حَاكُمُ عِيْدِيْ اَسْ مَعْلَمَهْ مِيْنُ لِبْنَهْ حَقِّ مِيْنُ اُوْ بَنِيْ اُوْ بَنِيْ دَعُوْ سَهْ كَرْنَا تَحَا اَكْثَرُ كُوْ طُوْرُ بَرَجَانَا تَحَا اُوْر يَهْ كِهْتَهْ هِيْنُ  
كَهْ اِمَامُ كُوْ عِلْمُ غَيْبِ لَازِمُ هُوَا اُوْر يَهْ قَوْلُ اِنْمَا عَشْرَهْ كَا هُوَا اُوْر اُنْكُهْ مَسْأَلُ فَرْوَعِيْ سَهْ يَهْ هُوَا كَهْ لَفْظُ عَلٰى كُوْ دَوْرِيْنُ اَنْ  
دَاخِلُ كَرْنَا نِهْنُ چَلْبَهْ مِثْلًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَسْكَادَا خَلُ كَرْنَا حَرَامُ هُوَا اُوْر رَوَا بَتْ كَرْتَهْ هِيْنُ مَنَ  
فَصَلِّ لِيْكَ وَ لِيْكَ اِيْ اِيْ يَعْطٰى لَوَيْسَلُ شَفَاعَتِيْ يَعْنِيْ جِسَهْ فَضْلُ دُوْا لِيْ جَمِيْنُ اُوْر مِيْرِيْ اَلْ مِيْنُ عَلٰى سَهْ نِهْنُ بَانِيْكَ  
شَفَاعَتْ مِيْرِيْ يَهْ رَوَا بَتْ سَرَسَرُ اَفْزَا وِرْ بَهْتَانُ هُوَا اُوْر كَنَاحُ اَمَّارَهْ عُوْرُ تُوْ كَنَا اِيْكَ مَرْوَسَهْ جَانَزَهْ نَهْ هِيْنُ  
اُوْ مَاسْ اَيْتُ كُوْ سَنَدُ بَرُوْرَهْ هِيْنُ فَا نَكْحُوْ مَا حَا بَ كَلْمُوْ مِيْنُ النِّسَاءِ مَتْنَهْ وَ ثَلَاثُ وَ رُبْعُ يَعْنِيْ يَهْ كِهْ كِسْ  
كَنَاحُ كَرُوْ جُوْ كُوْ خُوْشُ اَنَهْ نَكْحُوْ عُوْرُ تُوْنُ سَهْ دُوْ دَوْرِيْنُ تِيْنُ اُوْر چَارَ چَارِيْهْ كِهْتَهْ هِيْنُ دُوْ دَوْرِيْنُ كَرْنِهْ چَارَ تُوْنُ  
اُوْدِيْنُ تِيْنُ سَهْ چَهْ اُوْر چَارَ چَارَهْ اَمَّهْ بَسْ مَجْمُوْعُ اَمَّارَهْ هُوْ مِيْنُ اِيْكَ فَخْصُ نَهْ اَهْلُ سُنْتُ سَهْ اَسْكُهْ جَوَابِيْنُ  
كَمَا هُوَا كَهْ اِيْكَ عُوْرَتْ سَهْ كَنَاحُ كَرْنِهْنُ تُوْ كَهْ چَهْ شَبَهْ اِيْ نِهْنُ هُوَا بَسْ تَقْدِيْرُ كَلَامُ يَهْ هُوَا نَكْحُوْ مَا طَابَ لَكُمُ مِّنَ النِّسَاءِ  
اَحَادُ وُثْنِيْ وَ ثَلَاثُ وَ رِبَاعُ اَحَادُ يَعْنِيْ اِيْكَ اِيْكَ تُوْ اَسْ حَسَابُ سَهْ مِيْنُ هُوْ مِيْنُ نَهْ اَمَّارَهْ اِنْصَافُ كِيَا بَاتُ هُوَا اُوْ  
بَلَا تَعَصْبُ يَعْنِيْ اِسْ اَيْتُ سَهْ بَهْمُضَا اِيْسِيْ تَحْرِيفُ كَلَامُ اَلّٰهِيْ كِيَا كَرْنَا هُوَا كَهْ جَمِيْنُ كَهْچَا اُوْ نِهْنُ اُوْر اَسْ كِيَا كِتَابُ كِيَا هُوَا  
اُوْ كُوْ كَنَا كَهْلُوْ نَا بَنِيَا هُوَا كَهْ عَرَفَا اُوْر لَعْنَا اُوْر شَرُّا اُوْر عَقْلًا سَبْ طَرَحُ خِلَافُ عَرَفَا اَسْ سَبَبُ كَهْ مِثْلًا كُوْ اِيْ شَخْصُ لِبْنَهْ  
خُذْ مَكْرًا كُوْ اِيْكَ خَانَ يَزَا نَانُ دِيْكَ كِهْ كِهْ كَانُ رُوْ يُوْ كُوْ دُوْ دَوْرِيْنُ تِيْنُ اُوْر چَارَ چَارِيْهْ كِهْ فَقِيْرُ وَ تَقْرِيسُ كِهْ  
اُوْر دَهْ بَا هَرْ خَلْ اَمَّارَهْ اِيْكَ فَقِيْرُ كُوْ دِيْدَهْ اُوْر اَمَّارَهْ دُوْ سَرَهْ كُوْ كُوْ وَ شَخْصُ اِسْ خُذْ مَكْرًا بَرْ غَضَهْ كَرِيْكَ يَا نِهْنُ كِهْ مِيْرُ  
حَكْمُ خِلَافُ تُوْنَهْ كِيُوْنُ كِيَا اُوْر تَامُ عَاقِلُ اُوْر فَيْمُ اِسْ غَضَهْ مِيْنُ اُوْ سَكِيْ خِلَافُ نِهْنُ كُوْ سَكِيْ بَلَكَهْ مُصِيْبُ جَانِيْنُ كَهْ اُوْ  
مَنْعَرَهْ كَهْ لَفْظُ شَتْنِيْ كَلَا اَمَّا اَنْتِيْنُ اَنْتِيْنُ سَهْ هُوَا بَرْدُنُ حَرْفُ عَطْفُ نَا شِيْنُ وَ ثَانِيْنُ سَهْ بَسْ دُوْ بَارَهْ جَوَا شِيْنُ هُوَا تُوْ  
اُوْلُ كِيَا هُوَا كِيَا بَعِيْنَهْ دِهِيْ نَا تُوْ هَمُ تَشْرِيْكَ جَمِيْعُ كَادَنْغُ هُوَا يَعْنِيْ نِهْنُ كَهْ دُوْ كَهْ سَا تَهْ دُوْ اُوْر مَلُوْ اُوْر حَرْفُ عَطْفُ كَا  
جُوْ دَرِيَا نَشْتِيْ اُوْ ثَلَاثُ كَهْ دَلَقُ هُوَا دَلَسْطُ شَرَكُ مَعْطُوْفُ اُوْر مَعْطُوْفُ عَلَيْهِ كَهْ هُوَا طَلْتُ كَنَاحُ مِيْنُ كَهْ دُوْ سَهْ





اونے حکم میں توحال نکاح کا بھی مقید ہوگا اس اعداد کی جمع اور توفیق کے ساتھ اور یہ باطل ہی بالاجماع اور جب  
یہ بات ہو تو یہ بھی ہونا چاہیے کہ کسی فرشتے کا اٹھارہ برس کم نمون بقولہ تعالیٰ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا اَوَّلُ الْخَلْقِ  
مَعْنٰی ذٰلِكَ وَرُبَّیْعَ یَعْنٰی اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا کیے ہیں اور ان فرشتوں میں جو فرشتے کہ رسول ہیں دو دوا اور تین  
اور چار چار بار و والے ہیں اس واسطے کہ آیت شریف میں لفظ الملائکہ علی بالام ہو اور لام مفید معنی استغراق ای  
جميع ملا یک اور عقلا یہ کہ ظاہر صورت یہ تھی کہ فراتے فَاَلَيْکُمْ لَمَّا طَابَ لَکُمُومِنَ النِّسَاءِ مَائِدَۃٌ عَشْرٌ جس مختصر لفظ  
چھوڑ کے غیر مختصر لانا اور طول طویل کرنا یہ تو دسی حرکت ہو جس پر طفل کتب بھی نہیں اور ایسی بات ہو جیسے ایک  
اسماعیلی سے بوجھا کہ تیری ناک کمان ہو وہ اپنا ہاتھ پیچھے کو لگیا اور بڑی شفقت سے گھوما کہ دوسری طرف لایا  
اور ناک پر رکھنے بتایا کہ یہ اس معاذ اللہ ایسی حرکت شنیع نامعقول کی نسبت ذات باری تعالیٰ سے کرنا کہ جسے  
کلام اپنا واسطے ہدایت عام کے نازل فرمایا کہ سدرجہ حماقت ہو اگر کسی جلسہ عام میں کسی شخص سے بوجھن کہ تیری  
کتی عمر ہو اور اٹھارہ برس کی بتائی اسطور سے کہ دو دوا اور تین تین اور چار چار تو یقین ہو کہ ساری مجلس اوپر  
ٹھٹھہ مار لگی اور نہ کسی بعض اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ نکاح فقط نو عورتوں تک جائز ہے یہ اتنا ہی سمجھے ہیں کہ شنی  
اور ثلاث اور رباع ہیں جو او حرف عطف کا آیا ہوا ان تینوں لفظوں کے ساتھ معنی عطف کے ملوث نہیں ہیں  
نہ کچھ درمیان حرف عطف و حرف جمع کے تفرقہ کیا ہو لیکن اسماعیلیہ سے جو فرقہ باطنیہ ہو انکی کتابیں بہت  
انرا بخلہ کتاب لیاں ہو تصنیف غیاث الحال اسکا سابق مذکور ہوا اور کتاب تاول الاخبار اور کتاب التاویلات  
منسوب بناصر خسرو نزاریہ کی بھی بہت کتابیں ہیں مصنف اولنگا ابن جصاح ہو اور نصیر الدین طوسی صاحب  
ہر چند کہ یہ طوسی فرقہ اثنا عشریہ سے ہو لیکن حکم بعض سلاطین نزاریہ کے کتابیں اس مذہب میں تصنیف کی ہیں اور  
جو کہ سلطان جلال الدین اپنے باپ دادا کے مذہب پر تھا اوسنے تمام کتب خانہ اپنے باپ دادا کا جلا ڈالا اور  
بچی بچائیں فتنہ چنگیز یہ میں نیست دنا بدو گوئیں اور خود انکے فرتے بھی ملکہ اماسیون کی سرکار چنگیز یون میں  
اکھس بیٹھ بہت تھی اس واسطے انکے دور دور میں یہ لوگ خوب پھیلے چھوٹے رہے اور مذہب اکلام مروج ہو گیا  
بس وجہ اسکی یہی کہ اس وقت میں اسلام کو ضعف تھا انکو قوت ہو گئی اب ہم امامیہ کی کتابوں کا ذکر کرتے ہیں  
انکی انواع فنون میں کتابیں ہیں کیا کلام اور کیا تفسیر و حدیث اور کیا اصول اور فروع فقہ الغرض تصنیف  
بیشمار ہیں اور بہت کتابیں ہیں لیکن انکے مذہب اور کلام میں اول مصنفات ہشام بن حکم سے ہیں کہ پہلے کتب  
علامہ انکے اسی سے ہیں اور مؤلفات ہشام بن سالم اور مؤلفات محمد بن نعمان صیر فی صاحب الطاق اور مصنفات

ابن جهم طالی اور مصنفات ابوالاحوص علی بن منصور اور مولفات حسین بن سعید اور کتاب فی فضل بن شادان قمی کی  
 کہ اسکی کتابوں سے کتاب القام نہایت مشہور اور انکے نزدیک معتبر اور کتابین ابو عیسیٰ ورائکی اور کتابین بن  
 راوندی اور سیحی کی اور کتاب لیا قوت اور کتابین محمد بن حسن صفار کی مانند بصائر الدرجات وغیرہ کے اور کتاب  
 علی بن مظاہر واسطی کی اور کتاب التوحید علی بن بابویہ کی اور اعتقادات اوسکے کہ اعتقادات صدق کے مشہور  
 اور کتاب التوحید حسین بن علی بن بابویہ کی اور کتاب الشافی مرضی کی امامت میں اور کتاب محمد بن جریر طبری کی  
 امامت میں جسکا نام ایضاً المسترشد ہے اور کتاب تجرید العقاید طوسی کی اور شرح امکی مظهر علی سے اور کتاب الاعین  
 اور نصح الحق اور نصح الکرامت اور باب حادی عشر تیسب اوسی طوسی سے ہیں اور شرح باب حادی عشر کی  
 مقدار سے اور قواعد اور نظم البراہین اور شرح اوسکی اور نصح البراہین اور اسکی شرح اور نصح المسترشدین اور اسکی شرح  
 اور وجاہ الاعتقاد اور اسکی شرح اور کتاب شیم بن یثیم الجعفی اور تقویم اور سوانک اور تفسیر بن پس انا بجمہ بود تفسیر  
 یہ حضرت امام حسن عسکری سے منسوب کرتے ہیں جسکو روایت کیا کہ ابن بابویہ نے باسناد اور اسکے سوا اور دون نے  
 باسناد سے کی ویشی کے اول بیت بھی حضرت امام موصوف اور اورامون سے اس تفسیر میں روایت کرتے ہیں  
 بچانچہ مشہور میں خوب ببطعے ساتھ لکھی ہیں اور تفسیر شامی میں سب مجموعہ موجود ہیں لیکن جو کچھ شیعہ جناب  
 امامون سے روایت کرتے ہیں وہ ہرگز مطابق نہیں اور تفسیر بن پس ابراہیم اور تفسیر مجمع البیان  
 طبری کی اور تفسیر البیان محمد بن حسن طوسی کی اور تفسیر النعمان اور تفسیر العیاشی اور محیط الاعظم فی تفسیر القرآن الکریم  
 حیدر آملی کی اور تفسیر کسر العرفان فی احکام القرآن مقدار کی اور تفسیر الاحکام کہ یہ کسی اور کی ہے لیکن کتب اخباری  
 حدیثین پیغمبر اور اماموں کی پس بقول راوی کہ اسکے ذمہ دار وہی ہیں چاروں کتابین تھیں چاروں مصنف سے کہ اوکو موصول  
 کرتے تھے رفتہ رفتہ وہ سب نسخے ضائع ہو گئے ایک گروہ شیعہ نے خلاصہ اون نسخوں کا کر کے چند نسخے درست کیے ہیں  
 انرا بجمہ ہی کافی محمد بن یعقوب کلینی کی اور تہذیب ابی محمد جعفر بن محمد بن حسن طوسی اور تبصاری باختلاف فیہ من الاخبار  
 یہ بھی اسکی ہے اور کتاب بن الاچھڑ الفقیہ محمد بن علی بن بابویہ قمی کی جو انکے بیان صدوق کے مشہور اور معتبر اور سرسرایر  
 اور ارشاد القلوب ملی کی اور قرب لاسناد اور کتاب مسائل علی بن جعفر کی اور نوادر حسین قمی کی اور جامع ربطی کی اور  
 کتاب المحاسن ربی کی اور کتاب المسائل اور کتاب العلل ابن بابویہ کی اور دماء الاسلام اور کشفہ اور مفتح اور زکاء اور  
 ملفوف اور کتاب العیاشی اور فلاح السائل اور کتاب المناقب یہ سب ابن شہر آشوب سروی فاخر ندائی کی اور علی بن خلیفہ  
 اور مجالس ابن معلم کی اور ارشاد بھی اسکی اور کتاب لروضہ اور کتاب المجالس ابی علی بن ابی جعفر طوسی کی اور وہ اللہ اعلم

ابن خلدو اور کتاب الطرفین طاؤس کی اور کتاب الحاشیہ ابن بابویہ سے اور فقیہ اور مجالس بھی اوسکی اور تنصیر  
 ابن مطہر علی کی اور کتاب انازلناہ فی لیلۃ القدر ابن عیاش کی اور کتاب الخصال کبریٰ کی اور کتاب الجہانگیر  
 ابن عبد اللہ کی اور اعلام الدین دہلی کی اور مجمع البیان اور نصائر الصغیر اور جامع اور کتاب نوادر ابن راوندی  
 اور مجمع البیان اور منتقى الجمان اور کتاب الجراج والمولج یہ بھی ابن راوندی کی ہیں اور کتاب الحاشیہ ابن جعفر  
 طوسی کی اور معانی الاخبار بھی اسکی اور نوادر الحکمۃ اور کتاب رحمۃ اور ثواب الاعمال والخصال ابن بابویہ  
 اور کتاب المعراج بھی اوسکی اور عیون اخبار الرضی بھی اسکی اور جامع الاخبار و الخلاف طوسی کی اور تصبیح  
 بھی اسکی اور کمال الدین اور عیون اور عقاب الامال والامانی اور ہدایہ اور علل الشرائع اور احکام اور  
 احتجاج اور شارق انوار الیقین فی کشف اسرار امیر المومنین اور کتاب اللباب ابن شریفہ دہلی کی بیان  
 یہ بھی ماننا چاہیے کہ اصول حدیث میں اس فتنے کی کوئی کتاب نہ تھی نہ اس فن کے قواعد پر عمل الکاغذ نہ روایت  
 محکم استعان پر جانچتے ہو کھتے تھے اور بڑی سستی اس معاملے میں کرتے تھے مقدمین لکے اگلے دفرون میں  
 جو لکھا پاتے تھے بے تلاش اور جستجو اوسکو مان لیتے تھے الکاگان یہ تھا کہ ہمارے راویوں سے کذب و خطا اور ضیاع  
 و اشتباہ محال ہو جب متاخرین لکے ناقض اور سستی روایات سے مطلع ہوئے اہل سنت سے علم اصول  
 حدیث کا لیکر کمی بیشی بعض قواعد میں کر کے اس فن میں کتابیں بنائی ہیں تا وضع اور دستور اپنے ہاتھ سے  
 بھی نہ بجائے انہیں سے بدایہ فی علم الدرایہ ہو اور اسکی شرح اور تحفۃ القاصدین فی معرفۃ اصطلاح المحدثین  
 ایسی ہی انکے مقدمین کی جرح اور تعدیل میں بھی کوئی کتاب تھی اول تالیفات اس فن سے کتاب کشی ہو  
 نہایت مختصر بعد اسکے کتاب عضایری اور نجاشی اور ابو جعفر طوسی اور جمال الدین بن طاؤس اور کتاب خلاصہ  
 علامہ علی اور ایضاح اسکی اور کتاب نفی الدین حسن بن داؤد کا اس فن میں یہ مبسوط واقع ہوئے ہیں اور  
 اصول فقہ میں معتد اور عمدہ اور ان دونوں کی شرح مشہور ہیں اور مبادی علامہ علی اور شرح اوسکی اور قواعد  
 شیخ مقتول اور اسکی شرح کہ مقدمہ ہے اور زبدۃ الاصول اور اسکی شرح جنہیں فضل عراق و خراسان میں  
 شرح ماژندرانی کی ہو اور ہندوستان میں شرح مولوی احمد اللہ سندیل کی کہ واسطے حصول تقرب اور توسل  
 صفہ جنگ بوانصوغان کے لکھی ہیں لیکن کتب فقہیہ کے سب سے اول فقہ الرضا ہو علیہ السلام اور دوسری قرطبہ  
 اور مبسوط اور سناہ اور منتہی الطلاب و تہذیب اور تذکرۃ الفقہاء یہ سب ابن مطہر علی کی اور مقتدا ابن بابویہ اور مقتضی  
 ابن معلم کی اور کتاب الاشراف اسکی اور مقتضی اور معتبر اور کرام الاخلاق اور کتاب اعلیٰ محمد علی بن ابراہیم کی

اور کفر الغوا انکر اجماع کی اور کتابہ الافعال اور مدنیۃ المسلمین بابو یوسف کی مجلس مجامع کی اور فلاح السائل اور  
مختار فی کتبہ الاموال کی شرح اور الیضاح اور خلاف اور تحریر اور رشاد و زبایع اور اسکی شرح اور غایہ اور قوہ  
اور صبا و مختصر ابن جنید کی اور فتاویٰ محقق اور مذہب ابن منذر و الیضاح القواعد اور منشی اور شرح اور اسکی تخریر  
مارک اور سالک اور سوانحکے اور خلاصہ و مختلف اور معالم اور مجالس ابن بابویہ کی اور دروس اور زکری اور بیان  
شیخ مفتول کی اور بحار الانوار اور مجلسی کی اور بہت کتابیں ہیں کہ ابن بابویہ نے اپنے بزرگوں کا حال اور ان میں ذکر کیا ہے اور کچھ  
کچھ اثر و نشان پیدا نہیں ہے کیسی ہی نجاشی نے جو اپنے رجال کا حال لکھا ہے اور کچھ بھی یہ نہیں لیکن یہ کتابیں جسکے نام  
نہیں ہوئے یہ بیان کے مشہور راج و مستعل میں اور انشربان بھی ملین اور ملتی ہیں فائدہ جانا چاہیے کہ سلسلے  
فن انکے جو کلام اور عقائد اور تفسیر ہیں اخبار کی مدد سے ہیں اور مدار انکا اخبار میں ہے اور بالفعل فن اخبار  
باجملہ اثنا عشر سب کتابیں چار کتابیں نہایت صحیح ہیں کہ انکو اصول اربعہ کہتے ہیں کافی کہ کلینی کے مشہور  
اور ابن ابی عمیر الفقہیہ اور تہذیب اور استبصار اور خوب تصریح کی ہے کہ جو کچھ ان چاروں کتابوں میں ہے وہ اصل  
واجب ہے اور یہ بھی صراحت کی ہے کہ روایت امامی پر بھی عمل واجب ہے بشرطیکہ سوا اسکے اصحاب اخبار ہوں  
چنانچہ ابو جعفر طوسی اور شریف مرتضیٰ اور فخر الدین نے جسکا لقب محقق حلی ہے اسبات سے نص کیا ہے ان دونوں  
کا حدیث کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا چاہیے کہ بہت کام آئیں گے اور کتب اربعہ کی فضیلت میں علما اثنا عشر  
مختلف ہیں بعض کافی کو اصح کہتے ہیں اور ایک من لا یخضر الفقہیہ کو بعض متاخرین نے انکے جسکا کلام متفقین  
ہاتھ بڑھا ہوا ہے نہایت کر کے کہا ہے کہ اصول کی کتابوں میں حسن کتاب کافی کلینی اور تہذیب اور استبصار میں اور  
اور کتاب من لا یخضر الفقہیہ حسن ہے بالکل مدار تمام انکے مذہب کا انہی چار کتاب پر کہ مسائل فقہیہ اور اصول عقاید  
اور مباحث امامت انہی کتابوں سے لیتے ہیں اور انہیں کی طرف رجوع کہتے ہیں اب ان کتابوں کی اسناد اخبار میں  
نظر کرنا چاہیے بیشک ان کتابوں میں روایت مجسمہ یعنی جو خدا تعالیٰ کو صاحب جسم کہتے ہیں مثل ہشام بن احمد  
طاہر کہ وہ روایت اون لوگوں کی کہ حق تعالیٰ کو ازل میں جاہل بتاتے ہیں مثل زرارہ بن ابی نعیم اور بکر بن مرین  
اور احوالین اور سلیمان بن جعفری اور محمد بن مسلم اور سوانحکے اور روایت بعض لوگوں فاسد الذہب کہ معتقد کسی  
امام کے نہتے یا انکرامت امام اپنے وقت کے تھے جیسے بنی فضال اور ابن ہمران اور ابن کثیر اور سوا انکے اور  
روایت بعض وضاعین کی کہ خود یہ بھی انکو وضاع جانتے ہیں جیسے جعفر مرادی اور ابن عیاض اور بعض کلین  
کہ خود انکے نزدیک بھی کتاب ہیں جیسے محمد بن عیسیٰ اور بعض ضعیف اور مجاہل مثل ابن عمار اور ابن سنان اور ابن

اور زید یحییٰ اور بعض مستولہ اہل حبیبہ نقلی اور قاسم خلیفہ اور ابن فرقد اور سوانکے ان سب کی روایتیں ان جملوں  
کتابوں میں موجود ہیں اور سند انکی ختم ہوتی ہے اور ان لوگوں سے کہ خود مرتکب گناہ کبیرہ اور غصب و سرکشی سے  
جیسے لشکر والے جناب ابیہ رضی اللہ عنہما اور ابیہ علیہ السلام اور زید انکار حضرت سبط شیعہ علیہ السلام کے حال انکے کتاب  
کلینی جو اصح ہے روایت ابن عیاش سے کہ باجماع فرقہ وضاع و کذاب ہو بھری ہوئی ہے اور ابیہ جعفر طوسی روایت  
کرتا ہے اور کسی سے جو دعویٰ صحبت امام اور روایت اوس عالی مقام کا رکھتا ہے اور طریفہ کہ اور یار امام عالی مقام  
کے اوسکو جھوٹا بتاتے ہیں کہ کسی وقت اسکو امام سے ملاقات نصیب نہیں ہوئی جیسے ابن مسکان کہ دعویٰ روایت  
حضرت صادق سے رکھتا ہے اور اور یار حضرت صادق کے یہ دعویٰ جھوٹا بتاتے ہیں اور ابیہ جعفر طوسی  
ابن معلوم سے روایت کرتا ہے اور وہ ابن بابویہ سے جو رقبے فریب کے بنایا کرتا تھا بڑا تعجب تو خریف مرتضیٰ سے ہے  
کہ باوصف دانش و عقل کے دعویٰ کیا ہے کہ اخبار ہمارے فرشتے کے حدوتہ کو پونچھے ہیں حال انکے اس فریب  
علمائے اپنی سب کتابوں میں آپ تصریح کی ہے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَدٍّ اَلَيْسَ اَمْتًا لِّعَنِي جوں کوئی  
جھوٹ بولے ہمارے اوپر قصد آپس ہے یہ کہ کلمہ سے وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ دوزخ سے بس کوئی خبر تو اترتی  
نقص علیہم شیخ المقتول فی الدب ایہ اگر کوئی تلاش انکی کتابوں کی کرے تو اوسکو ظاہر ہووے کہ کوئی خبر انکی  
اخبار سے حدیث کو نہیں پونچھی اور ایک دوسرے انکے نہیں بڑھی اگر کیس وقت میں کوئی خبر انکے اخبار سے برآ  
ایک جماعت کے وار بھی ہوئی تو ایک لفظ الفاظ متقاربہ سے نہیں ہے اختلاف الفاظ اور اضطراب اور نکاس طور  
آتا ہے کہ جمع اور تطبیق دشوار پڑ جاتی ہے اور تعدد راویوں کا جب ہر ایک ایک ہی قصہ میں ایسی چیز  
روایت کریں کہ مخالف دوسرے ہو تو قارح صحت خبر کا ہوتا ہے نہ مفید شرت اور اس اختلاف و اضطراب  
ساتھ آخر سند میں مختلف منہی ہوتی ہیں رجال معدودے کہ خود راویوں کو بچر اور تحت کذب طعن کرتے ہیں  
اور ایک تعجب ہونکہ ایک گروہ تو انکے ثقات سے ایک خبر روایت کر کے حکم اوسکی صحت کا کرتے ہیں اور دوسرے  
ثقات جو ہر درجہ انھیں اولین کے ہیں اوسکو موضوع اور مغتری بتاتے ہیں حال انکہ خود وہ جملہ اخبار انکے  
ثابت ہیں مثلاً قرآن شریف کی آیات میں جو کچھ بدل ڈالنے اور ساقط کر دینے سے روایت کو تے ہیں ابن بابویہ  
اون اخبار کو وضعی کہا ہے اور وہی روایتیں اون اسناد صحیحہ کے ساتھ جوائے گمان میں صحیح ہیں کافی کلینی میں  
موجود ایسی ہی خبر لیلۃ القریس اور خبر ذی الیدین پر ابن مطہر علی نے حکم وضع کا لکھا ہے وہ بھی کافی کلینی میں  
موجود اور شیخ ابن بابویہ اور محمد بن حسن صفار نے روایت کی ہے خبر مشاق سے حال انکہ اسناد ہر ایک کے

انکے گمان میں صحیح ہو اور شریف مرتضیٰ انکی وضع میں مبالغہ کرتا ہو بہر حال جو نوبت بیان کی یہاں تک پہنچی کہ نگہ دیات ہو اخبار کا مذکور در میان میں آگیا جو بحقیقت انکے عداد مشرب اور دار مذہب ہیں جنکے ذریعے اور حوالے سے اپنے الزاموں کو مانتے ہیں اور اسی سبب سے انکے اخبار والے دیگر علما پر فخر و امتیاز کرتے ہیں کہ ہمارے اخباروں سے بچے رہتے ہو تو لازم آیا کہ ایک باب مفصل انکے اخبار اور راویوں کے حال کا علیحدہ لکھا جائے اسلئے کہ کلام ضمنی اور محالی سے ایسے مقاموں میں بخوبی تسکین خاطر سننے والیکے نہیں ہوتی جب تک کہ تفصیل اور خاص بیان اوسیکانہو بامداد الاستعانة ومنه التوفيق

### باب چہارم در اقسام اخبار شیعہ و احوال رجال اسانید ایشان

اصول فقہوں خبر کی انکے نزدیک چار ہیں صحیح اور حسن اور موثق اور ضعیف صحیح وہ ہے کہ روایت اوسکی مفصل ہو معصوم کے ساتھ بوسیلہ عدل کسی امام کے پس موافق اس تعریف کے جو خود انہوں نے کی ہو مرسل اور منقطع صحیح میں داخل نہیں ہیں کسواسطے کہ انہیں اتصال نہیں اور رجال یہ کہ اپنے اطلاقات میں مرسل اور منقطع کو صحیح کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں روی ابن عمیر نے صحیح کہا و فی صحیحہ ابن عمیر کذا اور راوی عادل کا بھی اطلاق صحیح میں اعتبار نہیں کرتے اور اس تعریف میں عدل ماخوذ ہو کس روایت مجہول الحال کو بھی صحیح کہتے ہیں جیسے حسین بن ابان کہ وہ مجہول الحال ہے جب پرفض کی ہو حملی نے منشی میں آورقی الدین بن داؤد نے خلاصہ میں کہا ہو کہ طریق الفقہاء الی معاویۃ ابن مسعود و الی عابد بن الاحمر و الی خالد بن الحنفیہ و الی عبد اللہ بن علی صحیح یعنی راہ فقہ کی طرف سے وہ بن مسعود اور طرف عابد حسی اور طرف خالد بن الحنفیہ اور طرف عبد اللہ کے صحیح ہو اور انکا حال یہ کہ پہلے جو تین آدمیوں سے ہیں انے کسی نے کسی کو توثیق و جرح کے ساتھ یا دینین کیا اور جو تھے کی البتہ خود توثیق نہیں کی ہو بلکہ امامی ہونا راوی کا بھی اطلاق صحیح میں انکے نزدیک معتبر نہیں ہو کس عامی قید تعریف سے غفلت اور سستی کی ہو تفصیل اسکی یہ کہ حسن بن سماع کی روایت کو صحیح کہتے ہیں اور حال کہ وہ واقفیت سے تھا کہ وقف میں اسکو پورا پورا تعصب تھا اور جو امام وقت دعویٰ امامت کا کرتا تھا یہ اسکو جھوٹا بتاتا تھا اور نیز صحیح بتاتے ہیں روایت ابان بن عثمان کو کہ افعلی تھا امامت امام وقت اور قائل امامت غیر کا اور صحیح ٹھہرتے ہیں روایت علی بن فضال اور عبد اللہ بن بکر کو حال انکہ وہ نو فاسد الذہب ہیں اور عجب یہ کہ ان باتوں کو بھی علما انکے اپنے رجال کے حال میں لکھتے اور کہتے ہیں اور پھر ایسے لوگوں کی روایات پر توثیق و صحیح بھی کرتے ہیں بالاتفاق ابن مطہر علی خلاصۃ الاقوال میں کہتا ہے علی بن فضال کان فقیہاً

بِالْكُفَّةِ وَفِيهِمْ وَفِيهِمْ وَعَلَيْهِمْ بِالْحَقِّ تَرْتِيبًا مِمَّنْ تَحْتَمِلُ بِنِ فَضَالٍ يَكُ دُشْمَنُهُ كَوْنُهُ مِنْ سَائِلَةِ اَنَكِ  
اور معتقد اور شناسندہ الکاف حدیث میں اور نجاشی کتاب میں کماؤ اَعَدَّ لَهُ عَلَيَّ اَنَّهُ یعنی میں علیہ ہوا میں اوس سے  
مغرض پر پس اخبار اس گروہ کے موافق ان کے قاعدہ کے موافق ہونا چاہیے نہ مجال کہ سوا مسئلے کہ صحیح میں مامی ہونا  
راوی کا شرط ہو محض عدالت کفایت نہیں کرتی ہو اور اوس شخص کی حدیث پر بھی حکم صحت کا کرتے ہیں جس کے  
حقین معصوم نہ بد دعا اور لعنت کی ہو جیسے اَخْرَاكَ اللهُ اور قَاتَلَكَ اللهُ رسوا کرے اوسکو خدا اور لعنت کرے  
اور سپر خدا و مثل ان کلمات کے ارشاد فرمایا اور حکم عقیدہ فاسد کا او سپر کیا اور اپنی بی زاری اور برائت اوس  
ظاہر کی اور صحیح کرتے ہیں روایت اوس شخص کی جسے امام وقت پر جھوٹ جوڑا اور امام نے اوس روایت میں  
اوسکو اپنی طرف سے جھوٹا بتایا اور اوسنے بھی اپنے جھوٹ کا اقرار کیا اور نیز تصحیح کرتے ہیں روایات مجملہ  
مشہرہ صرح کی جو اپنے اعتقاد میں حسبت اور مکان اور حجت خدا تعالیٰ کی واسطے ثابت کہتے ہیں اور اوسکو  
صورت مکمل والا جانتے ہیں اور انکا راوی اسکی صفات کا کرتے ہیں کہ ازل میں یہ صفین اوسین نہ تھیں اب ہوئی ہیں  
کہ یہ سب باتیں موجب کفر کی ہیں بالا جماع اور ظاہر کہ روایت کا فخر کی سموع نہیں ہر جہہ جاسے صحت اور بھی  
حدیث صحیح جاری اوس بات پر جو رتوں میں پائی ہو کہ ان رتوں کو ابن بابویہ فہمی نے ظاہر کیا ہو اور سفیت  
کرتے ہیں اون خطون پر جنکو خطائے کے جانتے ہیں اور اس قسم کی روایت کو اور اپنی روایتوں صحیح الاسناد پر  
ترجیح دیتے ہیں جن پر انکا عمل ہو بلکہ ابن بابویہ نے اسپر نص کی ہر چنانچہ آتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی اطلاق  
صحیح کا کرتے ہیں اوس شخص کی روایتوں پر کہ جسے بعد امام کا ظاہر کیا اور اونکی امانت میں خیانت کی ہو مثل  
ابو بصیر کے کہ اسکا ذکر بھی قریب آتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ اور اطلاق کرتے ہیں خبر کا ذب الاسناد پر کہ راوی نے  
وہ خبر سنی تو ایک شخص سے ہو اور نسبت اوسکے باپ یا دادیے کرنا ہو اور نیز اطلاق کرتے ہیں ایسے  
شخص کی خبر پر کہ بالا جماع مجہول الحال ہو جیسے حسن بن ابان سے کہ ابن مطہر نے منتهی اور مختلف میں اور  
شیخ مفقول نے دروس میں اوسکی خبر کو صحیح بتایا ہو اور بھی اوس شخص کی خبر کہ اوسکو ضعیف ٹھہرایا ہو مثل  
مخبیر بن سنان کہ اوسکو بشدہ ضعیف جانتے ہیں محمد اوسکے اخبار پر اعتماد کرتے ہیں اور صحیح جانتے ہیں روایت  
اوس شخص کی جسے یہ دعویٰ کیا کہ میں ایلچی ہوں امام کا اور اوسکے شیعہ کا اور حال آنکہ نہ کوئی گواہ نہ کوئی دلیل  
ایلچی کرتی بلکہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ میں نے صاحب الامر کو دیکھا ہو اور امامی عدل ہو گو دعویٰ ایلچی کر لیکارے  
یا نکرے اوسکی خبر کو بھی صحیح جانتے ہیں جیسے ابن مہربار اور داؤد و صفری یہ حال تو انکی حدیث صحیح کا ہو جب



اقسام میں اتوی اور اعلیٰ کے آداب سینے دوسری قسم کا جو حسن و کمال کی تعریفوں کی کہ کہ ہوا ماکمل درجہ

الْمَعْصُومُ بِالْمَعْنَى مَدْفُوعٌ عَنْ غَيْرِ نَفْسٍ عَلَى عَدَالَتِهِ ترجمہ یعنی حسن وہ چیز جو جسکی روایت کسی معصوم  
 کی ہوئی ہو بلو واسطہ کسی امامی کے جو موصوف بصراحت پر ہیز گاری کے نبوس بیان لازم آتا ہو کہ مرسل اور منقطع  
 حسن نہوں اور اطلاق حسن کا مرسل اور منقطع پرانکے نزدیک خوب ظاہر اور بھلا ہوا ہو چنانچہ انکے فقہانے تصریح  
 کی کہ روایت زرارہ کی مفسد حج کے معاملے میں جب لوٹے تو حسن ہو باوصف اسکے کہ منقطع ہو اور  
 یہ حادثہ انکے اخبار میں بے نہایت ہو اور اطلاق حسن کا کرتے ہیں اون لوگوں کی روایتوں پر جو اس تعریف کے  
 ساتھ نہیں ہوئے ہیں ابن مطہر کہتا ہو طَرِيقُ الْفَقِيهِ إِلَى مُنْذَرِ بْنِ جَبْرِ حَسَنٌ لِقَاعِ رَافِعِيہ کی بس مندر  
 ابن جبر ہی تک حسن ہو حال آنکہ مندر بن جبر کی کسی اس فرقے سے مدح نہیں کی اور مثل اسکے طَرِيقُ الْفَقِيهِ  
 إِلَى نَازِئِينَ بْنِ زَيْدٍ یعنی ماہ سند فقیہ کی اور سیس بن زید تک ہو اور روایات واقفہ کو کہ امامی نہونا انکا  
 اظہر من الشمس ہو بھی حسن کہتے ہیں جیسے طَرِيقُ الْفَقِيهِ إِلَى سَاعَةِ بْنِ مَهْرَانَ مَعَ آتِهِ وَاتَّقِ رَافِعِہ کی  
 سماعہ بن مہران تک ہو باوجود واقفی ہونے اوںکی کے آب موثق کہ اوںکو قوی بھی کہتے ہیں بس تعریف اوںکی  
 یہ ہو ما داخل فی طَرِيقِہ مَن لَفَّ الْأَصْحَابُ عَلَى تَوْثِيقِہ مَعَ فَسَادِ حَبِيدَہ مَعَ مَا فِي الطَّرِيقِ عَنِ الضَّعِيفِ تَرْجِی  
 موثق وہ چیز ہو کہ داخل ہو اوںکی سند میں وہ شخص جسکی تصریح کی ہو علمانے کہ یہ معتد ہو باوجود اسکے کہ اوںکی  
 اتفاقا میں بری ہو مگر ضعف سے سند اوںکی سلاست ہو بیان بھی انکو خط واقع ہو ابس اطلاق موثق کا  
 ضعیف ہو کرتے ہیں جیسے وہ خبر جسکو سکونی نے ابی عبد اللہ اور امیر المؤمنین رضی سے روایت کی کہ غفر ربانی  
 اوںکو موثق کہا ہو حال آنکہ ضعیف ہو باجماع اس فرقے کے اور نیز روایت نوح بن دراج اور ناحیہ بن عمار  
 صعیبادی اور احمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری پر اطلاق قوی کا کرتے ہیں حال یہ کہ ہیں تو یسب اما یوں کے  
 لیکن نہ مدوح نہ مذموم اب ضعیف کی تعریف یہ ہو کہ مَا اشْتَمَلَ طَرِيقُہ عَلَى عِلْمٍ مَوْجِبٍ بِالْفُسْخِ وَنَحْوِہِ اَوْ مَحْمُولِ  
 الْحَالِ یعنی ضعیف وہ ہو کہ شامل ہو سند اوںکی کسی ایسے شخص سے جو بدکاری کے ساتھ تہمت کیا گیا ہو  
 اور مثل بدکاری کے جو کچھ ہو یا مجمل الحال اور یہ دیکھو کہ عمل صحیح پرانکے نزدیک واجب ہو بے اختلاف اور  
 بعض موقعون پر اپنے گمان میں روایت تو صحیح کرتے ہیں لیکن اوںپر عمل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ شاذ ہو باوصف  
 اسکے کہ وہ مؤید ہو اور اظہر کی کہ وہ صحیح ہیں جیسے روایت کی بعد بن ابی خلف نے ابی الحسن کاظم علیہ السلام  
 اور کہا سَأَلْتُهُ عَنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ وَجَدْتُهُ قَالَ لَيْدَةُ الشُّدُسِ وَالْبَاقِي لَيْدَاتُ الْبَنَاتِ تَرْجِی بُو جھامین نے اونسے



المام نے دعوت کی جہاد دلو سے انکار کیا ہوا اب اس موقع پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ اکثر علماء شیعہ کے اگلے زمانے میں اپنے اصحاب کی مرویات پر عمل کرتے تھے بلاتحقیق و تفتیش اور نیز رجال اہل سناد کا ہرگز انہیں ن تھا اور کوئی کتاب اہل مذکر احوال رجال اور جرح و تعدیل میں تھی اور یہ حالت انہیں بہت دنوں رہی تو یہ ہوا کہ کئی نے سند چارہ میں تقریباً ایک کتاب اہل سناد رجال اور احوال راویوں میں تصنیف کی اور وہ کتاب بہت مختصر تھی دیکھئے و انکو اس سے حیرت و تشویش ہوتی تھی اس واسطے کہ خبرین تو باہم جھگڑتے ہوئی جرح اور تعدیل میں وارد کین لیکن ترجیح ایک کی دوسرے پر میسر نہ ہوئی اس سبب سے حال انکے رجال کا مشتبہ ہوا بعد اسکے حضاری نے فسقا کلام کیا پھر غاشی اور ابو جعفر طوسی نے جرح اور تعدیل میں کتابیں لکھیں اور رجال الدین بن طاووس اور ابن مطہر اور تقی الدین بن داؤد نے بھی ہر قدر میں دفتر سیاہ کیے لیکن ان سب سے بھی توجیہ جھگڑوں میں اور قیاس سے ہی اور غفلت ہی کی ترجیح کیسی کہ دونوں طرفوں سے ایک پر دلیل قوی کے ساتھ میسر نہ ہوئی اس واسطے صاحب دہا نے انصاف کے اہل تقلید سے جرح اور تعدیل کے مقدمہ میں منع کیا ہوا اور کہا کہ اکثر حکاموں میں انکے نزدیک تعدیل ایسی چیز کے ساتھ حاصل ہوتی ہے کہ ہرگز قابل تعدیل کے نہیں چنانچہ اہل کتابیں دیکھنی خصوصاً خلاصہ الاقوال کہ خلاصہ انکے بڑے بڑے دفتر و علم رجال کا ہوا ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں ابھی تک انکو جزو احوال اپنے رجال کا صاف و شریع نہیں ہوا اور شتباہ رفع نہیں ہوا اور تعجب یہ کہ انکے علمای رجال نے اکثر اسکو تصحیف کیا ہے اس سبب سے حال خبر کا مشتبہ ہو گیا مثلاً ابو نصیر بنون کو بابو بصیر بن ہاشمی موصدہ اور ہاشمی مصلح و حاکم کو ہاشمی معجب و حاکمی سے بدل کر کے بنا حاکم کیا ہے پھر انکو مقبول الروایۃ اور غیر مقبول الروایۃ کیونکر تمیز ہوا اور سب میں ابن مطہر رئیس الصحیفین ہوا اسے بہت نام تصحیف کر ڈالے پس جو کوئی ہمارے قول کی صداقت اور اس حال کی شہادت کا خواہان ہو جا ہے کہ خلاصہ الاقوال ایک طرف رکھے اور ایضاً الاشتباہ ایک طرف رکھے اور اختلاف جو ان دونوں میں بڑے ہیں دیکھے تو عجائب قدرت الہی کا تماشا نظر آئے تقی الدین بن داؤد نے اس خط و نشان کا مشتبہ ہو کے ہر ایک کی جگہ جگہ خطا بکری ہوا اور اپنے گمان کے موافق اصلاح کی تاہم بہت جگہ جگہ گرفت ہو گئی باقی رہے اصل یہ کہ اخبار میں انکے بڑے فاضل اور کامل ہوئے ہیں ع وَ لَنْ یُضِلَّ الْعُقَلَاءُ دَمَا یُعِیْدُ لَکُمُ یَعْنِی حطار ہرگز درست نہیں کر سکتا جسکو زمانے نے خراب کیا تعین مفرق اور متفق کا انہیں ہرگز رواج ن تھا ایسا بہت ہے کہ مثلاً ایک راوی دوسرے راوی کے ساتھ اپنے نام اور باپ کے نام سے شریک متفق ہوا اور اخبار میں انکے وہی نام مشترک بلا تیز کسی علامت کے جس سے دونوں میں مفرق ہو جائے ذکر کرتے ہیں

پس ثقہ اور غیر ثقہ مشتبہ ہو جاتے ہیں اور مقبول الروایۃ اور مردود الروایۃ ایک لباس سے سر نکالتے ہیں مثلاً  
تمام اخبار میں انکے محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں مطلقاً بلا قید اور یہ نام مشترک چار آدمیوں میں ہو کر دو  
انہیں سے انکے نزدیک ثقہ ہیں محمد بن قیس لاسدی کئی اسکی کنیت ابی نصر ہو اور محمد بن قیس الجعفی کئی کہ اسکی  
کنیت ہو ابی عبداللہ اور ایک شخص ممدوح غیر توثیق ہو اور محمد بن قیس اسدی مولیٰ بنی نصر کا اور ایک شخص  
ضعیف نہایت اور محمد بن قیس حبشکی کنیت ابی احمد اور ابن بابویہ اسی شخص اخیر سے بہت روایت کرتا ہوا  
اور مطلق تھے نیز پس لوگوں کو التباس واقع ہوتا ہوا اور شیخ الطائفۃ ابو جعفر طوسی بھی اس غفلت و سستی میں  
شیخ المغفلین ہو اور او را لوگ بھی بدستور عمل کرتے ہیں ان سببوں سے روایتیں انکی خود انکے نزدیک بھی  
قابل اعتماد نہیں رہیں ہیں اور کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ کوئی خبر موثق تو وارد ہوتی ہو مگر یہ عمل نہیں کرتے  
اس سبب کہ موثق کو جیسے سکوتی نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی اور کہا قال امیر المؤمنین  
عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَلِيُّ لَا تَقْضِ لِحَدٍّ شَيْءٌ تَدْعُوهُ وَآيَةً لِلَّهِ لَا تَقْضِي  
يَعْلَى اللَّهُ عَلَى يَدَيْكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ غَرِبَتْ وَكَأَنَّكَ يَا عَلِيُّ تَقْضِي فَرَمَا امیر المؤمنین  
کہ بھیجا مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا ای علی جب تک کہ دعوت اسلام کی نہ کرے تب تک کسی سے  
مت لڑا اور قسم ہو خدا کی یہ کہ ہدایت کہے خدا تیرے ہاتھ پر کسی مرد کو کہ بتبر ہوگا اور اس چیز سے کہ طلوع کیا آفتاب کے اوپر  
یا غروب کیا اور تو اسکا مولیٰ ہوگا ای علی بس یہ خبر موثق ہر اس پر عمل نہیں کرتے اس واسطے کہ موثق ہو اور روایت  
ضعیف پر عمل کرتے ہیں حال آگاہ بالاجماع انکے نزدیک بھی ضعیف موثق سے نیچے درجہ میں ہوا اسکی مثال میں  
یہ خبر ہو کہ روایت کی عبید بن زرارہ نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الصَّبِيِّ جُحَاصِ بْنِ حَكْلٍ  
يَتَوَارَثَانِ فَقَالَ لَنْ يَكُنَا أَبَوَاهُ مَا زَوْجَاهُمَا هَرَبِيْهُ يَوْجَاهُ لِيْ اَوْ نَصِيْهُ سَبِيْهُ جوصبیہ سے راجع کیا جاوے آیا یہ  
دونوں باہم وارث ہوتے ہیں سو فرمایا البتہ ہر گاہ کہ دونوں کے باپ نے نکاح کیا ہو اور یہ خبر بالجمع اس فریقے ضعیف ہو  
لَا يَنْفِي طَرَفَهُ الْقَاسِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَهُوَ عَجْمُؤُ الْعَدْلَةِ یعنی اس واسطے کہ اسکی سند میں قاسم بن سلیمان ہو  
اور اسکی پرزیرگاری معلوم نہیں اور حال آنکہ سب علما انکے اس پر عمل کرتے ہیں پہلے ہم کہہ چکے ہیں کہ شیخ الطائفۃ نے  
اسمقہ میں بڑی وسعت کی ہو اور عمل ہر حدیث ضعیف پر جائز بلکہ واجب گناہ ہو اور اس بات پر دلیل لایا ہو خبر  
عَمْرٍاءُ فِي حَنْطَلَةٍ فِي الثَّغَا حَصْبِيْنَ مِنْ أَصْحَابِهِمْ وَكَأَمْرٍاءُ بِالْجُوعِ إِلَى حَنْطَلَةٍ مِنْهُمْ یعنی خبر عمر بن حنظلہ کی منہا صحابین  
اور انکے صحابہ اور انکے حکم سے کہ ایک مرد کی طرف رجوع ہوے اور نہ یہ خبر معمول بہ ہو نہ تو انکے نزدیک

حَالُ الْبُكَشْمَةِ الضَّعِيفِ بِكَوْنِ فِي طَرِيقِهِ مَحْضٌ بِنِ عَيْشِهِ وَكَأَوَّلُ بَنِ حَصْبَيْنِ ضَعِيفَيْنِ جِدًّا وَكَمَّا وَ بَنِ  
 حَظَّالٍ لَمْ يَنْصَحْ فِيهِ شَيْءٌ لِيْلِي دَلَا جَحْجَحِ اسواسطے کہ بیشک او کی سند میں محمد بن عیسیٰ اور داؤد بن جحسین ہیں  
 اور وہ دونوں راوی نہایت ضعیف ہیں اور عمر بن خطلمہ کی کسی نے تصریح اعتبار اور غیر اعتبار کی نہیں کی ہے اور  
 ایسی خبر کو مقبول المثل نام رکھا ہے اور ایسی خبر میں ان کے بیان حد احصا سے زیادہ ہیں پھر باوصف اس قدر سخت  
 ترک عمل ہوئیں کی کیا وجہ اور عجیب ترین کہ کلینی میں روایت صریح موجود ہے حضرت ابو عبد اللہ سے کہ مر اسیل کے  
 عمل کو منع کیا ہے جیسے نقل اس کی قریب آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور خود انھوں نے تعریف صحیح اور حسن میں  
 اتصال سند کا شرط کیا ہے پھر مر اسیل ابن ابی عمیر رطل واجب جانتے ہیں اور دعویٰ یہ کہ یہ ابن ابی عمیر  
 اور سال نہیں کرتا ہے مگر نفقات سے کہ دعویٰ بلا دلیل ہے چنانچہ صاحب بشری شارح ذکر ہی نے اس معاملے میں اپنے  
 جمہور سے جھگڑا کیا ہے اور نظیری اور عبد اللہ بن مغیرہ کے مر اسیل پر بھی عمل واجب جانتے ہیں کہ ان دونوں کا حال  
 جلدی معلوم ہو جائیگا اور پھر شیخ الطائفہ اور اسکے تابع پچھلے لوگ اضطراب کو خبر پر عمل کرنے میں قانع نہیں  
 گنتے ہیں وہو ما اختلف رواۃ کا اور الراوی الواحد متناہا اسناد آراوی مَرَّةً عَلَى وَجْهِ وَ مَرَّةً عَلَى وَجْهِ خَرَجَتْ  
 لَكُمِنْ غَيْرِ تَرْجِيحٍ لِحَدِيثِهِ لَكُلِّ لَكُلِّ اور اضطراب وہ ہے کہ مختلف ہو روایت یا راوی واحد حدیث اور اسناد میں  
 کہ روایت کی اسنے ایک مرتبہ ایک وجہ پر دوبارہ مخالف اس کے اور دونوں سے کسی کو ایک دوسرے پر  
 ترجیح نہیں دی اور حال یہ کہ اضطراب مانع عمل کا ہے ظاہر از روی عقل کے اسواسطے کہ طرفین متخالفین پر  
 اکٹھا عمل کرنا ممکن نہیں ہے اور ترجیح بلا مرجح بھی محال چنانچہ اکثر اصولیین ان کے ہی اقرار و انعتی اضطراب کا  
 کرتے ہیں اور اخباریین ان کے بھی اجماع رکھتے ہیں اسناد پر کہ جو چیز بخطائے موجود ہو اس کو ترجیح ہے اور اس چیز پر  
 جس کی باسناد صحیح روایت کی گئی ہو اگر باہم متعارض ہوں نَصَّ عَلَيْهِ ابْنُ بَابُوِيَهٗ وَعَمَلٌ بِالْمُخْتَلَفِ وَنَاصٍ  
 دَوَّاهُ الْكُلِّيُّ بِإِسْنَادٍ لِّصَحِيحِهِ یعنی تصریح کی ہے اس پر ابن بابویہ نے اور عمل کرنا خط پر سوائے اس کے  
 ہے کہ روایت کی کلینی نے باسناد صحیح ظاہر ہوا ہے کہ ثابت ہونا اس بات کا کہ یہ خطا امام کا ہے بہت دشوار پس  
 احکام شرعیہ کو کہ مقدمہ دین و ایمان کا ہے اس قسم شہادت پر ثابت کرنا عقل اور دینداری سے دور ہے اور  
 غلاۃ سے جماعت کثیر نے وضع کرنا حدیثوں کا جائز رکھا ہے اور حدیثین پر شمار واسطے نصرت اپنے مذہب کے  
 وضع کی ہیں مثل ابو الخطاب اور یونس بن ملیحان اور یزید بن صالح کہ ان کی تصریح کی ہے صاحب مختلفا تھا  
 فی اصطلاح الحدیثین نے اور جملہ غلاۃ اور واضعان حدیث سے بنان محمدی کہ شیوخ امامیہ سے ہے اور

محمد بن ابی ندین محض تھا اور غیرہ بن سعید سنجی کا ان کا کوئی سحر اذکار یا جملہ عمدتاتھے کہنے میں جادوگر اور درو فگو قتل کے اور دونوں نے  
 خالد بن عبد اللہ نسری نے اور جلیا یوں دونوں کو آگ میں اور تھے وہ دونوں ایسے کہ جب کوئی تجویز تجویز  
 کرتے تھے اسی وقت اس کے لیے حدیث بنا لیتے تھے اور عبد اللہ بن میمون قراح سے بھی انکی کتابوں میں روایتیں  
 بہت ہیں اول معاملہ الاصول تبرکاً چند حدیث اسکی روایت میں لایا ہو اور احوال اسکا سابق مفصل گذرا  
 کہ خاص زندیق اور زراہو نا تھا اسکے رجال میں باطنیہ اسماعیلیہ فرامطہ بہت پائے جاتے ہیں اور جو لوگ  
 کہ میشوا اور مقتدا انکے ہیں اگر تفصیل اونکی لکھی جائے تو ایک دفتر طویل چاہیے لیکن بیان بطور نمونے کے  
 کچھ ذکر کیا جاتا ہو قاضی نور اللہ شوستری احوال زرارہ بن اعمین شیبانی کو نے میں میزان ذہبی سے  
 نقل کرتا ہو اور اسپر سکوت کرتا ہو سر ادرارۃ بن اعمین الشیبانی الکوفی احوال حران یند قاضی یعنی زرارہ بن  
 اعمین شیبانی کو فی بحالی حران کا رافضی ہو قال العقیلی فی الضعفاء حدیثاً یحیی بن اسمعیل قال حدیثنا  
 ینید بن خالد الثقفی قال حدیثنا عبد اللہ بن خالد الصمیدی عن ابی الصباح عن سر ادرارۃ بن اعمین  
 عن محمد بن علی بن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لا یغسلک احد غیرک ترجمہ  
 کہا عقیلی نے کہ قوم ضعیف سے ہو حدیث کی جیسے یحیی بن اسماعیل نے کہا اوسے کہ حدیث کی مجھ سے زید بن خالد  
 ثقفی نے اسے کہا کہ حدیث کی مجھ سے عبد اللہ بن خالد صیدی نے ابی صلیح سے اور اسے زرارہ بن اعمین سے  
 اور محمد بن علی بن عباس سے کہ کہا اوسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی علی نہ غسل دے مجھ کو کوئی سوا سے  
 حدیثاً یحیی قال حدیثنا ابی قال حدیثنا سعد بن منصور قال حدیثنا ابی النعمان قال  
 یحیی فلینبئ سر ادرارۃ بن اعمین بالفادسیۃ فقال ان لی الیک حاجۃ وعظمہا فقلت ما ہی فقال  
 اذ اقیئت جعفر بن محمد وافرأہ منی السلام وسلہ ان یخبرنی ان من اهل النار من اهل الجنة فاکثر  
 ذلک علیہ فقال لی انہ یعلم ذلک فلما اقیئت جعفر بن محمد اخبرنی بالذی کان منہ فقال هو  
 من اهل النار فقلت من ابن عمی انہ من اهل النار فقال من اعتقواہ الباطل اتی ترجمہ ذکر کیا مجھ سے یحیی نے  
 اوسے کہا کہ ذکر کیا مجھ سے میرے باپ نے اوسے کہا سعد بن منصور نے اوسے کہا سمان نے  
 اوسے کہا کہ میں نے حج کیا پھر مجھ کو ملا زرارہ بن اعمین قاسمہ میں سوا سے کہا کہ بیشک میری تجھ سے ایک  
 حاجت ہو اور بہت بظہیم اسکی کی پھر میں نے یوحنا وہ کہا حاجت ہو کہا جس وقت کہ تو جعفر بن محمد سے

واقعات کہتے تو ان سے میرا سلام کم اور پوچھ یہ کہ تباہی وہ محجوب کہ میں دوزخی ہوں یا بہشتی ہوں میں نے اس بات پر انکار کیا کہ وہ کیا جاوین کہنا مجھ سے کہ بیشک وہ جانتے ہیں اسکو پھر جب میں طاقی ہوا جعفر بن محمد سے کہا میں نے ان سے جو کچھ کہا تھا پس کہا انھوں نے کہ وہ دوزخوں سے ہیں نے پوچھا کہ تم نے کہاں سے جانا کہ وہ دوزخی ہیں کہا اس کے اعتقاد باطل سے انتھی اور قاضی نور اللہ شوستری نے لکھا ہے کہ زرارہ کے چار بھائی اور تھے عمران عبدالملک بکیر عبدالرحمن اور زرارہ کے دو اہل کے تھے حسن اور حسین اور عمران کے دو بیٹے عمرہ اور محمد عبدالملک کا ایک بیٹا عیسیٰ بکیر کے پانچ بیٹے عبداللہ نجم عبدالجید عبدالاعلیٰ عمرو موافق قول قاضی کے سب اعتقاد زرارہ کا رکھتے تھے اور نیز قاضی نور اللہ نے جابر بن یزید جعفی کوئی کے حال میں عصابری سے نقل کی ہے کہ اس نے کہا جابر نقضی فی نفسہ مگر روایتیں جو اس سے کی ہیں اکثر ضعیف ہیں اور نیز قاضی نے اس کے احوال میں لکھا کہ بعد شہادت حضرت امام باقرؑ کے اس نے لوگوں پر ظاہر کیا کہ حضرت امام نے اپنی زمانہ حیات میں دو کتابیں حدیث کی مجکو دی تھیں ایک کی نسبت فرمایا کہ زائرہ بنی اسینک روایت مت کرنا اگر کر لگا تو تجھ پر لعنت ہو بعد ان کے زمانے کی روایت کرنا اور دوسری نسبت فرمایا کہ اسکی کبھی روایت مت کیجیو چون اس عہد کو بہت چھپایا آخر مضبوط و تحمل نموس کا بیٹ میں درو ہو گیا تو میں ایک بیابان جنگل میں گیا جہاں کسی کا گز نہ تھا اور اس کتاب کے روایت کی تب اس مرض سے چھوٹا اب اس دوسری کتاب کو جسکو ظاہر کرنا کی اجازت ہو لوگوں پر ظاہر کرنا ہوں اور یہ بھی قاضی لکھتا ہے کہ بعد اسے جانے ولید بلید کے کہ امی زائرہ بنی اسینہ کا باقی تھا جابر مذکور سوچتا گیا اور روایت شروع کی پس خلاف حکم کے کرنے سے ضرور سختی لعنت خدا کا ہوا ہو گا اور ہر گاہ کہ یہ کلام پر آشوب ہو گیا کہ ذلک احوال ماننے رجال کا درمیان میں آیا تو لازم ہوا کہ انکی کتابوں سے احوال بعض انکے راویوں کا نقل کیا جائے اول جانا چاہیے کہ شیعوں کے ہر فرقے کو یہ دعویٰ ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے صحیح و معتبر ہے موجب روایات اہل بیت کے اور جو کچھ غیر کے پاس ہے سب باطل اور افتراء ہے اور یہ بات کہ ایک دوسرے کو جھوٹا آپس میں ٹھہرانا ابتداء سے انتہا تک عادت قدیمی انکی جو بس امان کذب کی تو انکے جمیع روایتوں سے جاتی رہی کوئی سچی نہیں اور زیدہ اور اسماعیلہ اور امامیہ جو آپس میں جھگڑا کرتے ہیں مشہور و معروف ہے اور عجیب یہ کہ امامیہ کے قدامتہ اگر سلسلہ اسناد اخبار میں کا اوپر تمام ہوتا ہی جیسے ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم جو اہل حق اور صاحب لطاق یہ خود آپس میں ایک دوسرے کو سخت جھوٹا اور منکر بتاتے ہیں اور ایک دوسرے کی روایتوں کو حوائجہ ثلاثہ یعنی سجادہ اور فہرہ اور صادق علیہم السلام سے کرتے ہیں جھوٹا ٹھہراتے ہیں اور باہر کہ نسبت کفر و کفری کی کرتے ہیں چنانچہ

ہشام بن حکم کی ایک تصنیف ہے جو ایقہ اور صاحب الطاق کے رد میں اسکا ذکر نجاشی نے کیا ہے۔ بس  
تمامی اخبار انکے دائرہ اعتبار سے نکل گئے اور اس جھگڑے کی بحث پایہ صحت سے ساقط ہے اور شیخ امیر المومنین  
کا حال سابق گذرا کہ سب کے سب مرتب کبیرہ کے تھے اور امام وقت کی نافرمانی پر مجھے ہوسے اور انھوں نے انکو  
قسم قسم کے رنج پونچھائے ہیں اور جھوٹا سمجھا ہے ہرگز انکے قول کی تصدیق نہیں کی بعض نے اسے مدحین کی  
جھوٹ کے معاویہ اور زید سے خط کتابت کی اور دین بچ کے دنیا خریدی جس ظاہر کو کوئی اپنے امانت کے ساتھ  
اس قسم کا ہوا و سکو اخذ دین کا ٹھکانا اور مشیو الاسلام کا جاننا اور اسکی روایات پر اعتبار لانا کو کس بات پر  
عمل کرنا ہے اسکے سوا جھگڑے اور خلاف اور اضطراب روایت انکے اخبار میں اوس ہی جھسکا پلا سہ نہیں  
معلوم ہوتا جیسا کہ مطالعہ من لایحضرہ الفقہ اور استبصار سے واضح ہوتا ہے کبھی کوئی عاقل اس قسم مخالف  
اور تعارض اور اضطراب میں دو طرف سے کسی ایک طرف غل نہیں کر سکتا شیخ الطائفہ لکھا اقرار کرنا ہے کہ  
جن اخبار کو کہ یہ دستاویز مہر تے ہیں ان میں ضعیف اور مجہول بلکہ کتاب اور وضاع موجود ہیں ہر گاہ کہ یہ سب  
بائین زمین نشین ہو گئیں تو اب تفصیل پر کان لگانا چاہئیں جعفر بن محمد بن عیسیٰ بن شاذان القوری  
المکبئی بابی عبد اللہ وصاح و کذاب روای عنہ نقلاً عنہم قال النجاشی کان ابو عبد اللہ ضعیفاً فی  
الحديث وقال احمد بن الحسن یضع الحديث وصوف یروی عن النجاشی وسمعت من قال کایس  
المدھب وقد روی عنہ ابو جعفر الطوسی شیخ الطائفہ و اعتماد علیہ روایتہ ترجمہ جعفر بن محمد بن عیسیٰ بن شاذان القوری  
جسکی کنیت ابی عبد اللہ تھی بڑا حدیث بنانے والا اور نہایت جھوٹا یہ روایت کی ہے اوس سے انکے نقایہ  
چنانچہ نجاشی کا قول ہے کہ ابو عبد اللہ حدیث میں ضعیف ہے اور کہا احمد بن حسین نے کہ وہ بنالیتا ہے اور نہایت  
تیز رو ہے روایت کرتا ہے مجہولوں سے اور سنائیں نے اوس شخص کو کہ کہا اسے وہ فاسد الذہب ہے اور حال یہ  
تحقیق روایت کی اوس سے ابو جعفر طوسی شیخ الطائفہ نے اور اعتماد کیا اوسکی روایت پر ولحسن بن عیسیٰ  
بن الجریش الرازی عن جعفر الثالث ضعیف جداً لکتابہ لکنا فی لیلۃ القدر وھو کتاب روای فیہ  
الحديث مضطرب لکنا طوطی عنہ لکبیرۃ عداۃ احادیث وکتابہ عنہم من اصبح الصحیح  
ترجمہ اور حسن بن عیاش بن بریش رازی نے روایت کی جعفر ثانی سے کہ وہ نہایت ضعیف ہے اور اسکی  
ایک کتاب ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور وہ ایسی کتاب ہے جس میں لکھی ہیں حدیثیں مضطرب لالفاظ اور حال  
یہ کہ تحقیق روایت اوس سے لکھنی نے گنتی کی حدیثیں اور کتاب وکی انکے نزدیک اصح صحاح سے ہے



وَعَلَىٰ بَنِي حَسَّانَ وَهُوَ وَصَّاحُ قَالَ النَّجَّاشِيُّ ضَعِيفٌ جَدًّا أَذْكُرُكَ بَعْضُ أَهْلِ بَنِي النَّجَّاشِ وَفَاسِدٌ  
 الْإِسْلَامُ فَادْلُهُ كَتَبْتُ تَفْسِيرَ الْبَاطِنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الْكَلْبِيُّ وَصَحَّحَهُ تَرْجَمَهُ عَلِيُّ بْنُ حَسَّانٍ بِإِسْنَادٍ  
 كَمَا نَجَّاشِي نَعْيَ ضَعِيفٌ هُوَ أَوْ ذَكَرَ كَمَا يَرَوْنَ سَكَرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 أَيْكَ كِتَابُ هُوَ تَفْسِيرُ الْبَاطِنِ كَمَا بِالْأَكْلِ كَذَبُ يَرَوْنَ بَاطِنًا هُوَ أَوْ ذَكَرَ كَمَا يَرَوْنَ سَكَرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 ابْنُ عِيْسَى قَالَ نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ وَهُوَ كَذَّابٌ رَوَى عَنْهُ أَبُو عُمَرَ الْكَلْبِيُّ وَغَيْرُهُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى كَمَا نَصَرَ بَنِي  
 كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ بَنِي حَسَّانٍ هُوَ مُحَمَّدٌ رَوَى عَنْهُ ابْنُ عِيْسَى وَابْنُ عَمْرٍو كُشَى نَعْيَ أَوْ سَوَّادُ كَسَى أَوْ رَعْبَةُ بْنُ الْكَلْبِيِّ الْهَاشِمِيُّ  
 قَالَ النَّجَّاشِيُّ عَمْرُو بْنُ حَسَّانٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَضَعُ الْحَدِيثَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ نَقَاهُ كَلْبِيُّ بْنُ عَمْرِو بْنِ فَضَالٍ وَغَيْرُهُ  
 وَرَوَى عَنْهُمْ الْكَلْبِيُّ وَابْنُ بَابُوَيْهٍ وَنَحْوُهُمْ كَمِنْ الْحَسَنِ الطُّوسِيِّ أَوْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَبْرِاشَمِيِّ كَمَا نَجَّاشِي نَعْيَ كَرِهَ  
 كِي هُوَ سَبْرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ اسْطُورَ بِرَ كَرِهَ يَرَوْنَ بَاطِنًا هُوَ أَوْ ذَكَرَ كَمَا يَرَوْنَ سَكَرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 جَيْسَ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَضَالٍ أَوْ سَوَّادُ كَسَى أَوْ رَعْبَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ فَضَالٍ وَغَيْرُهُ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 أَوْ سَابِقُ مِثَالِيْنِ أَوْ رَوَى عَنْهُ مَعْصُورُ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ ذَكَرَ كَمَا يَرَوْنَ سَكَرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 صَرَحَ بِهَتَانِ أَمَامُونِ بِكَرَتِ تَحَى أَوْ حَضَرَتِ أَمَامُ عَلِيٍّ رَضَانِ اسْ بِهَتَانِ بِرَ كَرِهَ يَرَوْنَ بَاطِنًا هُوَ أَوْ ذَكَرَ كَمَا يَرَوْنَ سَكَرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 تَابِ أَجْبَارِيْنِ كِي تَوَسَّيْ جَاعَتِ هُوَ لَكِنْ سَائِلُ فَتَيِّمِيْنِ جَوْجَاهِيلِ أَوْ ضَعْفَانِ كَلْبِيْنِ أَجْبَارِ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 أَلَكُوْتَسَكِ هُوَ أَوْ كِي حَرْدُ نَهَائِيْتِ نَهِيْنِ بِطَرَقِيْ نُوْذُ دُوْنِ قَسْمِ سَ جَزْدُ نَامِ لِيْ جَالَتِ هِيْنِ تَبَسُّ ضَعْفَانِ وَغَيْرُهُ  
 هِيْنِ أَبْرَاهِيْمُ بْنُ صَالِحٍ الْخَاطِيْ أَوْ أَبُو إِسْحَاقٍ أَوْ حَسَنُ بْنُ سَهْلٍ الْوُفَلِيُّ أَوْ حَسَنُ بْنُ وَاشِدٍ طِفَادِيْ أَوْ سَمَاعِيلُ  
 بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبَانَ الْكَلْبِيُّ أَوْ سَمَاعِيلُ بْنُ يَسَارٍ الْهَاشِمِيُّ أَوْ حَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَنْقَرِيْ أَوْ جَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَشِجِيُّ أَوْ  
 يَحْيَى بْنُ ضَعْفِ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ ذَكَرَ كَمَا يَرَوْنَ سَكَرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 شَيْخُ الطَّائِفَةِ أَوْ عَمْرُو بْنُ شَمْرَةَ أَوْ رَوَى عَنْهُ كِي أَوْ سَ الْجَاعَتِ نَعْيَ طُوسِيْ وَغَيْرُهُ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 أَوْ بَعْضُ ابْنِ جَعْفَرِ طُوسِيْ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَانَ أَوْ رَوَى عَنْهُ كِي أَوْ سَ ابْنِ جَعْفَرِ وَغَيْرُهُ أَوْ رَوَى عَنْهُ كِي أَوْ سَ ابْنِ جَعْفَرِ وَغَيْرُهُ  
 رَوَى عَنْهُ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ ذَكَرَ كَمَا يَرَوْنَ سَكَرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 حَالُ أَلَكُوْتَسَكِ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ ذَكَرَ كَمَا يَرَوْنَ سَكَرَ بَعْضُ عُلَمَاءَ كَرِهَ ذَلِكَ فَاسِدٌ لِّلْإِسْلَامِ فَاسِدٌ هُوَ أَوْ  
 صَالِحُ بْنُ حَمَّادٍ أَوْ مِيْمَةُ كِي كُنِيْتِ أَبُو خَيْمَةٍ هُوَ أَوْ رَعْبَةُ بْنُ مَيْسَرَةَ أَوْ رَعْبَةُ بْنُ مَيْسَرَةَ أَوْ رَعْبَةُ بْنُ مَيْسَرَةَ  
 قِيْسُ أَوْ رَوَى عَنْهُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى أَوْ رَوَى عَنْهُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى أَوْ رَوَى عَنْهُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى أَوْ رَوَى عَنْهُ

در اسماعیل بن زیاد و کوفی اور وہب بن وہب اور حسین بن عبیدہ اور آرجاعین بن سہمار کہ علماء ان کے حدیث  
 ی ہیں خصوصاً جرح اور تعدیل کے مثل نجاشی اور عضا بری اور حلی خلاصہ میں اور تقی الدین بن داؤد سبکی  
 سب ان سبکی تضعیف و توہین پر اجماع کرتے ہیں اور متفق ہیں لیکن اخبار میں نے اپنے صحاح میں زیاد  
 کی بھر دی ہیں اور فقہان کے انھیں روایتوں پر حجت قائم کرتے ہیں اور مسائل فقہیہ بلکہ اعتقادیہ کو بھی ان  
 روایتوں سے ثبوت پہنچاتے ہیں اب سے مجاہل انکی کثرت کی کچھ حد نہیں مثلاً حسن بن ابان کہ اسکی خبر کو  
 صحاح میں گنتے ہیں اور ابن مطہر نے مختلف اور منتهی میں اور شیخ مقبول نے دروس میں اسکی جہالت پر  
 نص کی ہے اور قاسم بن سلیمان اور عمرو بن خطلدہ و دون مجہول ہیں جیسا کہ آگے گذرا اور عمر بن ابان اور حسین بن  
 اور ابن ابی العلاء و نو مجہول الاسم و اسمی ہیں اور عباس بن عمر و قحطی اور فضل بن سکین اور علی بن عقبہ بن قیس بن  
 سمعان اور ہاشم بن ابی عمار حسینی اور بشیر بن یسار الیساری اور موسیٰ بن جعفر اور فضل بن سکرہ اور زیاد یامان  
 اور سعید بن زید اور عبدالرحمن بن ابی ہشام اور یحییٰ بن ابی بکر اور فلیح بن زید اور محمد بن سہیل اور عبداللہ بن زید  
 اور غالب بن عثمان اور ابی حبیب الاسدی اور ابی سعید المکاری اور رکان بن فرقد اور حسن غفلیسی اور قاسم بن  
 خزنا و صالح سعدی اور علی بن دوئل اور حسن بن علی بن ابراہیم اور ابراہیم بن محمد اور حسن بن علی اور ابن اسحاق  
 الطحوی اور عثمان بن عبد الملک اور عثمان بن عبداللہ اور عیسیٰ بن عمرو اور مولیٰ الانصار اور ربیع بن محمد سلمی  
 اور علی بن سعد السعدی اور محمد بن یوسف بن ابراہیم اور محمود بن میمون اور جعفر بن سوید بن جعفر بن کلاب  
 فقیہ کا و کلہم مع جماعہ اُخری لا تکاد تخطی قَد دَوِی عَنْهُمْ شَيْئٌ حَمَّ كَعْبَةَ بْنِ اَبِرَاهِيمَ  
 اَوَانِدِ اَبِرَاهِيمَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْکَلْبَنِيِّ وَ ابْنِ بَابُوِيَه وَ ابْنِ جَعْفَرِ الطُّوسِيِّ وَ شَيْخِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُقْبِلِ الْمَقْبِلِ  
 فِي صَحَائِهِمْ اَلَّذِي جَبَّ اَعْلَى بِمَا فِيهَا مِنْ تَدْلِيهِمْ وَ زَعَمُوا اَنَّهَا لَوْ جَبَّ اَعْلَى لَقَطِيعُ نَقَرٍ عَلَى اَفْئَادِ الْوُفْقَةِ وَ الطُّوسِيِّ وَ اَلْحَمْدُ  
 ترجمہ پس بالکل یہ لوگ مجہول ہیں مع دوسری جماعت کے جنکا احصائیں ہو سکتا اور حال یہ ہے کہ تحقیق روایات کی  
 اونے انکے بزرگوں نے جیسے علی بن ابراہیم اور یثیابہ و نکا ابراہیم اور محمد بن یعقوب کلینی اور ابن بابویہ اور ابی جعفر طوسی  
 اور انکے استاد ابی عبداللہ نے جسکا لقب ہے سعید اپنے صحیحوں میں ایسی صحیحین جنکا عمل واجب کیا ہے جو کچھ انھیں  
 اونکے جہتہ دون نے اور گمان کیا انھوں نے کہ وہ موجب ہوتی ہیں علم یقینی کی یعنی علم یقینی اور سہرہ واجب ہوتا ہے  
 پہنچانے تصریح کی ہے اور سہرہ قضی اور طوسی اور علی نے اور عجب یہ کہ اہل خبر انکے ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں  
 اور اس جماعت کو علمای رجال انکے کاذب ٹھہرتے ہیں روایت میں از روی تاریخ کے مثل عبد اللہ بن

مَسْكَانَ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عِدَّةً أَحَادِيثًا وَهَذَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ وَكَانِي زَابَنِي بَابُ  
 فِي الْفَيْهِيَّةِ وَأَبُو جَعْفَرٍ فِي التَّهْدِيبِ عَلَيْهِمْ وَقَالَ النُّجَاشِيُّ لَمْ يَثْبُتْ أَنَّهُ رَوَى عَنْ كِلَيْهِمَا اللَّهُ شَيْئًا هَذَا  
 مِنْ أُمُورِ الْمُشْهُورَةِ عِنْدَ الْأَمَامِيَّةِ وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى الَّذِي يَرَوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ  
 وَغَيْرِهِ قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْكُتُبُ تَصْرُفُ صَبَاحٍ يَقُولُ لَنْ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى أَصْغَرُ فِي النَّاسِ مِنْ أَنْ يَرَوَى عَنْ  
 مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ مِثْلَ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى بْنُ عَمِيْدٍ بْنُ يَفْطِينِ حَكَى مُحَمَّدُ بْنُ يَاقُوبَ الْقُمِّيُّ عَنْ ابْنِ أَوَّلِيْدٍ أَنَّهُ  
 قَالَ مَا تَقَرَّرَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ كَتَبَهُ لَا يَصْنَعُ عَلَيْهِ وَمِثْلُ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى  
 بْنُ عَمْرِانَ الْأَشْعَرِيُّ الْقُمِّيُّ لَعَنَ فِيهِ النُّجَاشِيَّ وَغَيْرُهُ وَقَالَ الْوَلَّاءَةُ يَرَوَى عَنِ الضُّعَفَاءِ وَكَأَيُّهَا عَنِ أَخَذَ  
 وَيَعْتَمِدُ الْمُرْسِلَ تَرْجُمَهُ شِئْ أَوْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَكَانَ كَمَا رَوَيْتَ كَيْنَ أَوْ سَابِي عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ حَدِيثَيْنِ  
 كَمَا لَيَا إِذَا وَكُنُو مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ كَافِي مِّنْ أَوْرَابِ بَابُوهِ نَفْسِيَّةِ أَوْ أَبُو جَعْفَرٍ تَهْدِيبِ مِّنْ أَوْ سَابِي الْأَنْكَالِ أَوْ رَجَائِي كَتَابِهِ  
 كَمَا نَحْنُ ثَابِتٌ هُوَ يَرِيبُ بَاتٌ كَمَا أَوْ سَابِي رَوَيْتَ كِي هُوَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ كُوْنِي خَيْرُ كَمَا يَرِيبُ أَمَامِيَّةِ مِّنْ شُهُورِهِ أَوْ رَسْمِ  
 هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى جَسَنَ رَوَيْتَ كِي هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَغَيْرُهُ كَمَا أَبُو عَمْرٍو كَشَى نَظَرَ صَبَاحٍ كَمَا تَعَاهَدُ مِّنْ عَيْسَى  
 كَمَا لَمْ مِّنْ هُوَ سَبَاتٌ سَمِعَ كَرَوَيْتَ كَمَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَوْ رَسْمِ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى بْنُ عَمِيْدٍ بْنُ يَفْطِينِ حَكَى  
 مُحَمَّدُ بْنُ يَاقُوبَ قُمِيٌّ نَعْنَى ابْنِ وَلِيدٍ سَمِعَ كَمَا رَوَيْتَ كَمَا جَمِيْنٌ وَهَذَا هُوَ أَسْمِيْنُ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى حَدِيثِ يُونُسَ هُوَ  
 أَوْ لَكَا أَوْ سَابِي أَوْ سَكُو كَمَا نَحْنُ اَعْمَاوُ كَمَا جَاتَا أَوْ سَابِي هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرِانَ الْأَشْعَرِيُّ الْقُمِّيُّ وَهُوَ  
 كَمَا أَوْ سَكُو هَمِيْنُ نَجَاشِيٍّ وَغَيْرُهُ نَظَرَ طَعْنِ كِي أَوْ كَمَا أَوْ نَحْنُ نَعْنَى كَرَوَيْتَ كَمَا هُوَ ضَعْفَاءُ أَوْ بِرَوَانِيْنِ كَرَتَا  
 كَمَا سَمِعَ كَرَفَتَ كَرَكَا أَوْ سَمِعَ قَصْدًا مَّرْسِلِ كِي أَوْ بَعْضُ رَاوِيٍّ مُّقْبِرَانِ اَرْسَالِ كَرَتَ هِنَ  
 اَسْنَادِيْنِ جَسِيْنِ اَبِي عَمِيْرٍ أَوْ نَظِيْرِي أَوْ عَبْدِ اللَّهِ أَوْ رَابِعِيْنِ مَغِيْرِهِ حَالِ اَنَّهُ اَرْسَالِ كَرَتَا اَنَّهُ نَزْدِيْكَ  
 كَبِيْرُهُ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكَلْبِيُّ وَغَيْرُهُ مِّنْ اَخْبَارِيْنِ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ اَنَّهُ قَالَ اَيُّكُمْ وَكَانَ اَبُو اَلْمُنْثَرِجِ  
 قَبْلَ وَمَا اَلَكُلُّ اَبُو اَلْمُنْثَرِجِ قَالَ اَنْ يُّجْعَلَ نَافِلُ اَلْحَدِيْثِ مَقْرَأَةً وَتَرَوِيْهِ عَنِ الَّذِي حَدَّثَكَ عَنْ تَرْجُمِهِ  
 رَوَيْتَ كِي مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكَلْبِيُّ وَغَيْرُهُ اَهْلُ اَخْبَارٍ سَمِعَ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ كَمَا يَرِيبُ اَمَامِيَّةِ مِّنْ شُهُورِهِ أَوْ رَسْمِ  
 اَشْخَافِيْنِ بَهْلِيٍّ هِنَ كَمَا لَكَا كَمَا هُوَ جَهْوُ اَشْخَافِيْنِ بَهْلِيٍّ هُوَ كَمَا يَرِيبُ اَمَامِيَّةِ مِّنْ شُهُورِهِ أَوْ رَسْمِ  
 جَهْوُ دَسَ تَوَاوَسْكَو اَوْ رَوَيْتَ كَمَا اَوْ سَكُو اَوْ شَخْصٍ سَمِعَ حَدِيثِ كِي هُوَ كَلُو اَوْ سَمِعَ اَوْ رَاوِيٍّ  
 مَعْتَبَرٍ اَبِي جَمَاعَتِ كَبِيْرِيْنِ كَمَا اَمَامَتِ اَمَامِ وَقْتُ كَمَا قَائِلٌ نَحْنُ اَوْ اَنَّهُ اَمَامَتِ كَا كَرَتَ تَحْتَهُ بَلْكَ نَفْضِ وَخَادِ

کہتے تھے چنانچہ جمہور شیعہ امامیہ کے نزدیک یہ عقیدہ اولکا صحیح اور ثابت ہے کہ اوس گروہ سے تھاحسن  
 ابن محمد بن سمامہ ابو محمد کندی صیرفی قاتلہ کان یحاذی الخوف ویتعصب یعنی پس بیشک تھا وہ  
 دشمنی رکھتا تھا وقف میں اور تعصب کرتا تھا اور حسن بن ابی سعید ہاشم بن حبان المکاری ابو عبد اللہ  
 اور حسین بن مہران بن محمد بن ابی نصر سکونی اور احمد بن محمد البطاحی جسرہ کی طاطری کر کے مشہور تھا  
 اور صفوان بن یحییٰ ابی محمد البجلی اور عثمان بن عیسیٰ ابی حمزہ عامری روایں مولای بنی روا اس وغیر ہم  
 اور جیسے جارود یہ اور اقطعیہ مثل احمد بن محمد بن سعید سبعی ہمدانی اور حسن بن علی بن فضال اور عبد اللہ بن مکہ  
 بن امین شیبانی اور عمرو بن سعید ابی الحسن مدائنی اور سوانکے اور تمام ان لوگوں سے انکی صحاح میں روایں  
 موجود ہیں اور شیخ مقتول نے ذکر کیا کہ حضرت صادق نے عبد اللہ بن سکان کو اپنے پاس  
 آنے سے منع کیا اور یہ لوگ انکی روایت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے ابو جعفر طوسی اپنی عدہ میں لکھتا ہے کہ  
 الْفُسُوقُ بِأَعْمَالِ الْجَوَاحِرِ لَيْسَ بِمَنْبِغٍ فِي الرِّوَايَةِ یعنی بدکاریاں اعضا کی مانع قبول روایت کے نہیں ہیں  
 اور تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض کافر نصرانی مذہب سے بھی روایت حدیث کی کہتے ہیں اور اوسکو باران  
 ائمہ سے شمار کرتے ہیں مثل زکریا بن ابراہیم نصرانی کے کہ طوسی نے اوس سے روایت کی ہے اور اوروں نے بھی اور  
 یہ بھی ہے کہ انکے اخبار میں اپنے بزرگوں کی کتابوں سے روایت کرتے ہیں اور اوس کتاب میں نسبت اوس روایت کی  
 ائمہ کے ساتھ موجود نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ بحقیقت نسبت ان روایتوں کی امام جعفر اور امام ابو عبد اللہ سے  
 ثابت اور درست ہے لیکن ہمارے بزرگوں نے چھپایا ہے اور نام اماموں کا نہیں لکھا اس سبب کہ اوسوقت میں  
 نہایت اشد ضرورت تھی اور جب وہ بزرگ ہمارے مر گئے تو یہ کتابیں ہکلو پو خچیں بننے قرینوں سے  
 معلوم کیا کہ یہ سب حدیثیں اماموں کی ہیں اس موقع پر عقل کو کام فرمانا چاہیے اور وثوق انکی روایتوں کا معلوم کرنا  
 چاہیے مَا رَوَاهُ الْكَلْبِيُّ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَهْلِ بَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ شَبَّوْهُ لَوْ غَيْرَهُ وَالْأَخْبَارُ هَلْ تَقِيْمُ الْعَنْتَنَةُ  
 مِنْ هَذَا الْفَيْبِلِ مثال اوسکی وہ چیز ہے کہ روایت کیا اوسکو کلینی نے شمار انکے یاروں یعنی محمد بن ابی خالد  
 شبّوہ وغیرہ سے اور اکثر حدیثیں انکی ہیں جنہیں عن عن ہوتا ہے اسی قسم سے ہیں اور جو لوگ کہ انہیں جھوٹے  
 مشہور ہیں انہیں بہت روایتیں کرتے ہیں بیکہ انکے نصف اخبار کو اس قسم سے کہہ سکتے ہیں معذرتاً  
 سردار اور ثقاة رجال سے کہتے ہیں جیسے ابو بصیر کہ جو تھا کی کہی اسکی روایتوں سے بھری ہے اور غوثی اس  
 روایت کرتا ہے کہ قَالَ كُنْتُ أَسْمَعُ الْكَلْبِيَّ مِنَ الصَّادِقِ وَأَدْوِيَهُ عَنْ أَبِيهِ وَأَسْمَعُهُ عَنْ أَبِيهِ وَأَدْوِيَهُ عَنْ أَبِيهِ

بیشک حال یہ کہ مین وہ ہون جو سننا تھا حدیث کو حضرت صادق سے اور روایت کرنا تھا او سکواون کے  
 باپ سے اور سننا تھا مین او کے باپ سے اور روایت کرنا تھا اونے اور یہ ابو بصیر وہی ہے جسے بھی حضرت  
 امام کا باوجود منع کر کے ظاہر کر دیا اور اس حدیث میں کہ شیعوں کی کتابوں میں وہ بھی کہ ہرگز لائق ذکر کے  
 تھا فاعل اور شائع ہو اور انکی زبانوں نالایق پر جاری رہی ابن ابویہ عنہ قال قلت لابی عبد اللہ  
 أخبرنی عن اشوع ورجل کلیراہ المؤمنون یوم القیمۃ کل نعم وقد ردنا قبل یوم القیمۃ قلت من  
 قال جین قال الکتب برکتکم تسکت ساعۃ ثم قال ان المؤمنین یرونہ فی اللہ ان قبل یوم القیمۃ الکتب تراہ  
 فی وقتک هذا قال ابو بصیر قلت لہ جعلت فداک فاذک فحدثنا عنک فحدثنا لہ ترجمہ روایت کی ہے  
 ابن ابویہ نے اوس سے کہا کہ مین نے ابی عبد اللہ سے کہ خبر دے مجھ کو اللہ غالب بزرگ سے آیا دیکھینگے  
 مسلمان او سکوا قیامت کے دن کہا البتہ اور ہر آئینہ دیکھا ہو او کو قبل قیامت سے مین نے بوجھاک کہا  
 جسوقت کہ الکتب برکتکم کہا ہو پھر خاموش ہوے تھوڑی دیر پھر کہا بیشک مومن دیکھتے ہن او سکوا دنیا میں  
 قبل قیامت سے کیا تو نہیں دیکھتا ہو او سکوا پہن اسوقت مین کہا ابو بصیر نے مین نے اونے کہا کہ مین تم پر  
 اس حدیث سے تمھاری اور دو کو خبر دون سو گمان میں اور اسکا بیٹا کہ محمد بن ابی بصیر وہی ہے کی  
 مافرمانی کے حسین غلف شیعہ اپنے پدر بزرگوار کا اور دوسری کلینی عنہ کہ قال دفع الی ابو الحسن مصحفاً قال  
 فیہ ففقتہ وقرأت فیہ لکن فوجہت فیہ سبعین رجلاً من قریش باسمائہم واسماء ابائہم ترجمہ  
 روایت کی ہے کلینی نے اوس سے کہ ہر آئینہ دیکھا او نے دیا مجھ کو ابوالحسن نے قرآن اور کہا کہ او سکوا دیکھو موت مگر  
 مین نے او سکوا کھولا اور سورہ لم یکن او مین سے پڑھی سو باغیہ مین نے او مین سے ستر آدمی قریش سے نام نہا  
 مع نام باپوں کے اور نیز سابق گذار کہ جب تلاش و جستجو انکی کتب اخبار سے کی جاتی ہے تو اکثر اخبار انکے امادہ ہن  
 متواتر اور مشہور پائے نہیں جاتے چہرہ احد بھی اکثر ضعیف کہ او مین کو صحاح مین گئے ہن اور بعض متون  
 او علی ہذا القیاس حسان بھی انکے اکثر ضعیف ہن اور خود انکے گمان مین ضعیف پس صحیح اور حسن خود  
 انکے گمان کے موافق انکی کتابوں مین موجود نہیں ہن اور جو صحیح اور حسن ہن محض معنومات عقلیہ کا ہن  
 او لکنا خارج مین پیدا نہیں ہوتا جو نقص علی ذلک منہم صاحب الایۃ یعنی تصریح کی اس بات پر  
 او مین سے صاحب ہدایہ نے اور تا شاید کہ با انہم ضعاف و موثق بھی آپس مین مخالف اور متعارض اور  
 مضطرب لاسناد اور متن شیخ ابو جعفر نے جس طور پر کہ تطبیق اور جمع انکی کی ہے یا ترجیح دی کہ مین اہل تحقیق

اور ترقیق کا ہی طریق نمونہ ایک نکتہ ہم ذکر کرتے ہیں اسی پر قیاس کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ بہت روایتوں میں آیا ہے کہ وضو والا اور یعنی گلاب کے درست ہو اور بہت میں ہے کہ درست نہیں ہے شیخ ابو جعفر کہتا ہے کہ صحیح بھی ہے کہ درست نہیں ہے اور جس روایت میں کہ درست کہا ہے مراد ما نا اور وہ ہے وہ یا انی جو حسین بھول ڈالے ہوں نہ گلاب مصطلح اسی اصل ان حساب کے ساتھ جو مذکور ہو میں روایتیں انکی خود انکے زعم کے موافق قابل تسک اور اعتبار کے نہیں ہیں اور اس بات کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں کہ مخالفین کے مقابلے میں سراوٹھا سکین یہ حال تو انکی اون روایتوں کا ہے جو بسند ظاہر کشف اندہ ظاہرین کشفونین سے تحقیق جنگی ذاتین عالی غیر مختلف فیہ اور بے شبہ تحقیق کہ انکو سب سے دیکھا اور لوگ ان سے ملاقات کرتے تھے اور انکی باتیں سنتے تھے اور وہ روایتیں جو صاحب الزمان سے ہیں اور کمال حال سوا دل تو تولد اولکا باتفاق امامیہ ثابت نہیں ہے بعض ان سے منکر انکے تولد کے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن بن علی عسکری نے عقبہ کو نہیں چھوڑا وہم الجعفریۃ لا یموتون یا مامنا جعفر بن علی علیہ السلام بعد وفات الحسن بن علی علیہ السلام گری یعنی وہ جعفر یہ ہیں اس واسطے کہ تحقیق وہ قائل ہوئے ہیں ساتھ امامت جعفر بن علی ہادی کے بعد وفات حسن عسکری کے اور ایک گروہ جو اون بزرگوار کے ہونی کا اقرار کرتے ہیں اکثر انکی بقا و حیات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ بچنے میں اونکی وفات ہو گئی اور جو کہ انکو بے برونغ بو بختا ہے ہیں اونکے باہم بھی اختلاف ہے فقہیل مات فی الصلوۃ فجاءہ ذقیل قتیل یعنی بعض کہتے ہیں کہ ناگمان موت سے نماز میں مر گئے بعض کہتے ہیں مارے گئے اور جو لوگ کہ او کو زندہ جانتے ہیں وقت غیبت میں انکے مختلف ہیں بعض دوسو چھپن بعض دوسو چھٹھ یا چھبائسٹھ کہتے ہیں پھر انکی غیبت کے مکان میں بھی اختلاف فاحش ہے تفقات انکے محمد بن یعقوب کلینی اور انکے تابع جمہور شیعہ متقدمین کہتے ہیں لا یعلمون ذلک الا الاحاد الشیعۃ یعنی نہیں جانتا ہے اسکو مگر کوئی کوئی شیعہ پس یہ بات بھی نہایت پریشانی اور تباہی میں ہے کہ اس واسطے کہ مقطع او منتہا انکی سند کے ایک جماعت ہیں جنھوں نے آپکو سفیر یعنی اہلبی قرار دیا ہے غیبت صغریٰ میں کہ او کی مدت چوبیس برس ہیں چنانچہ اول سفر اسے ابو عمر عثمان بن سعید اور پھر اسکا اردکا ابو جعفر محمد بن عثمان کہ سترہ میں مرا ہو چھ بعد اس سے ابو القاسم حسین بن روح کہ شعبان سترہ میں مرا بعد اسکے علی بن محمد کہ او کو خاتم السفر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب اسکے بعد غیبت کبریٰ ظاہر ہوئی سلسلہ سفارت کا منقطع ہو گیا اور ظاہر ہو چنے دعویٰ سفارت کیا دوسرے نے او کی سفارت پر گواہی نہیں دی فقط دعویٰ ہی کرتا رہا بدون گواہ باجماع اہل شیعہ کہ سب

اوہی سفارت پر متفق رہے ظاہر ہے کہ محبت جاہ و عزت کی ہر فرد بشر کو ہی دہی ایسے دعوتے کرتی ہے اور ہر گاہ کہ دعویٰ بے دلیل سموع ہوا اور کوئی مانع بھی نہ ہو تب تو باب دعویٰ کا نہایت ہی فراغ ہو جاتا ہے اور طریقہ کہ جو سیلہ سفر کے خواہ اوہ کو یہ منصب حاصل ہو خواہ نہ صرف دعویٰ سفارت کا کہ اسے اور صاحب الامر کے روایت لائے تو خاص اسی روایت پر فرائض نہیں ہی بلکہ جو کہی دعویٰ انجناب کے دیکھنے کا کہ اسے اوہی روایت سے معتبر جانتے ہیں اور واجباً مقبول سمجھتے ہیں چنانچہ ابو ہاشم داؤد بن ابی قاسم جعفری اور محمد بن علی بن ہلال اور احمد بن اسحاق اور ابی ہیم بن مہر بار اور محمد بن ابراہیم اور اور جاعت جو دعویٰ کرتے تھے کہ ہننے صاحب امر کو دیکھا ہے روایتیں عجیب و غریب ان جناب سے لائے ہیں اور انھوں نے کوئی احتمال و شک نہ کر کے سب کو سرانگہی نہ کر دیا اب چاہیے کہ اہل دعویٰ اور اصحاب بلند پروازی اس قصے سے عبرت پذیر ہوں کہ واسطے کا اول بن اسقندار دعویٰ اقصیٰ اور تحصیل امن کا خطا اور دروغ سے کیا اور ارضین آفتون کے لیے۔ امام کا مقرر کرنا خدا پر چاہتا اور عصمت اور فضیلت اور نص جلی متواتر و انکی امامت پر شرط کن آخر یہ ہوا کہ ایسے احتمالات مہمومہ اور سہل اور سست باتوں پر مقدمات عمدہ دین میں اعتبار و تمسک کیا اور بے دلیل و بے تحقیق ہر کسی گدھے کی آواز پر فریفتہ ہو گئے مثل مشہور ایسے ہی لوگوں پر صادق آتی ہے قُرْمِنْ الْمُطَرِّدِ وَقَفَتْ تَحْتَ الْمِيزَابِ یعنی بھاگا مینہ سے اور کھڑا ہوا نیچے پر نالے کے اور تعجب سنو کہ روایت میں صاحب الامر کے اسقدر پر بھی کفایت نہیں بلکہ ثقات نے انکے روایت رفوئی کی ہے کچھ تو سفیر دن کے ذریعے سے رقعے مسائل کے بھیجے اور نکاح جواب آیا اور بعض ہو واسطے سفیر دن کے اور جو ابھی تک ابھی گریب المیون کے کبوتروں کے بازوؤں پر ہوا اگر انکے ہاتھ جواب رقعے کا آئے کس طرح محل اعتماد ہو گا اور جو کچھ ہو سیلہ المیون کے ہے اور نکاح حال نے بھی بدتر ہے لیکن وہ رقعے جو سفیر دن کے ذریعے سے اور نکاح جواب پر بھیجے انکے پاس بہت ہیں مینہ کا دفعہ عَلِيُّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ دُرَّجٍ مِّنَ السَّفَرَةِ عَلَى يَدِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنْ يُوصَلَ لَهُ رُقْعَةٌ إِلَى صَاحِبِ الْأَمْرِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رُقْعَةً زَعَمَ أَنَّهَا جَوَابُ صَاحِبِ الْأَمْرِ لَهُ تَرْجُمَةً لِبَعْضِ أَوْسٍ مِنْ رُوحِ بَسْمِ کہ دی علی بن حسین بن روح کو ایک نے المیون سے علی بن جعفر بن اسود کے ہاتھ اس واسطے کہ اس رقعے کو صاحب امر یعنی امام ہمدی علیہ السلام کے پاس پہنچاے سو بھیجا اسے رقعہ اس کے پاس کہ گمان کیا کہ مینہ کا یہ جواب صاحب امر کا ہے کہ اس کے واسطے آیا ہے وَمِنْهَا دُكَاةٌ مِّنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَاجَّاجِ ابْنِ مَالِكٍ الْخِزْمِيِّ ابْنِ جَعْفَرٍ النَّخَّاشِيِّ أَبُو جَعْفَرٍ النَّخَّاشِيُّ صَاحِبِ الْأَمْرِ دَنَا لَهُ سَائِلٌ

فِي ابواب التَّوْبَةِ وَقَالَ قَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ وَقَفْتُ عَلَى هَذِهِ الْمَسَائِلِ فِي أَصْلِهَا وَالتَّوْبَةِ  
بَيْنَ الشُّطْرَيْنِ فَكُنَّا نَلْقَى الْأَجَابَةَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطُّوسِي فِي كِتَابِ التَّيْمَنَةِ وَكِتَابِ الْأَخْبَارِ  
تَرْجُمَهُ أَوْ بَعْضُ رِوَايَةِ رَفَعَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ جَامِعِ بْنِ مَالِكِ غَمَيْرِي أَلِي جَعْفَرِ قُمِي  
كَمَا نَجَاشِي نَعْنِي أَوْ جَعْفَرِ قُمِي كَاتِبُ الْوِجْدَانِ صَاحِبُ الْمَرْكَازِ أَوْ لَوْ جَعْلِي أَوْ سَيِّدِي مَقْدَمُهُ شَرِيعَتِ بْنِ  
أَوْ كَمَا مَجْلُودِ أَحْمَدِ بْنِ حُسَيْنِ نَعْنِي وَاقِفُ دَوَامِ بْنِ مَسْلُوكِ كِي صِلِ بْنِ أَوْ دَسْطُ سَطْرُونِ كِي دَرْمِيَانِ  
تَحْتِ أَوْ ذَكَرَ كِيَانِ جَوَابُ كُنَا مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنِ طُوسِي نَعْنِي ابْنِي كِتَابِ حِينَهُ أَوْ كِتَابِ احْتِجَاجِ مِينَ دَمِيَانِ قَاعِ  
أَلِي الْعَبَّاسِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ الْحَمِيرِيِّ الْقَبِي شَيْخِ الْقُطَيْبِينَ وَوَجْهَهُمْ تَرْجُمَهُ أَوْ بَعْضُ رِوَايَةِ  
أَلِي عَبَّاسِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ غَمَيْرِي قُمِي سَعْنِي كُنَا شَيْخِ أَوْ سَرْدَارِ وَفِيهَا قَاعِ أَحْيَا الْحُسَيْنِ  
وَدَقَّاعِ أَحْيَا أَحْمَدَ بْنَ مَنُونِ بَهَايُونِ كُو دَعْوِي تَحَا كُنَا كِتَابِ صَاحِبِ امْرِ رَكْعَتِي هِنِ أَوْ رَاجِحِ  
مَسْئَلَةِ شَرِيعَتِ كِي تَحْقِيقِ كَرْتِي هِنِ أَوْ جَوَابِ مَسَائِلِ كَانِكِي پَاسِ أَوْ كِي طَرَفِ سَعْنِي جِيسَا كُنَا شَيْخِ غَمِيرِ  
ذَكَرَ كِيَا أَوْ رَاجِحِ عَبَّاسِ مَذْكُورِ نَعْنِي ابْنِ كِتَابِ ان رَقُونِ كِي جَمْعِ كَرِ كِي قَرَبِ لَاسَا دَالِي صَاحِبِ الْأَمْرِ وَكَانَامِ  
رَكْعَا وَفِيهَا قَاعِ هَلِي بَنِي سَلِيمَانَ بْنِ الْجَهْمِ بْنِ بَكِيرِ بْنِ عَيْنِ ابْنِ الْحُسَيْنِ الرَّازِي قَالَ النُّجَاشِي كَانَ  
لَهُ إِفْصَالٌ بِصَاحِبِ الْأَمْرِ وَخَرَجَتْ إِلَيْهِ تَوْبِعَاتٌ أَوْ بَعْضُ أَوْ رَقُونِ سَعْنِي هِنِ هَلِي بَنِي سَلِيمَانَ  
بَنِي جَهْمِ بْنِ بَكِيرِ بْنِ عَيْنِ ابْنِ الْحُسَيْنِ الرَّازِي كِي كُنَا شَيْخِ نَعْنِي أَوْ سَكُونِ سَوْنِ كِي صَاحِبِ امْرِ أَوْ سَخْلِي هِنِ  
أَوْ سَكِي طَرَفِ دَسْطُ أَوْ جَوَابِ سَطْرُونِ كِي كُنَا هِنِ نَعْنِي مُحَمَّدِ بْنِ عَلِي بْنِ حُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابُورِ قُمِي كِي هِنِ كَرِ  
جَوَابِ كِي سَا تَحَا وَكُنَا ظَاهِرِ كِيَا هُوَ أَوْ كِي مِينَ كُوِي مَسْئَلَةِ مَسَائِلِ سَعْنِي لَكُنَا تَحَا أَوْ شَهْرِ قَمِ سَعْنِي جَوَابِ كِي رَحْتِ هُوَ  
أَوْ سَكِي سَوْرَا خِ هِنِ رَكْعَا تَحَا كِيَا رَاتِ دِنِ رَكْعَا رَهْتَا تَحَا پُجَرَا وَسَيِّدِي مَنُونِ هِنِ جَوَابِ أَوْ سَكَا لَكُنَا جَانَا تَحَا  
دَوْرِ سَعْنِي رَا تَحَا أَوْ كُنَا تَوْبِعَاتِ صَاحِبِ امْرِ أَوْ رَامَا مُونَ كُنَا شَرِيعَتِ كَا جَوَابِ شَيْخُونِ كِي سَوَالَاتِ مِينَ  
جَوَابِ لَكُنَا هِنِ أَوْ رَا كُنَا زَعْمِ مِينَ أَوْ كُنَا لَكُنَا هُوَا يَا كِيَا مَرَجِ هُوَا تَامِ مَرِيَا تِ صَحِيحِي الْأَسَانِيدِ جَوَابِ كِيَا تَحَا  
لَكُنَا كِيَا قَالَ ابْنُ بَابُورِ فِي الْفَقِيهِ بَعْدَ مَا ذَكَرَ تَوْبِعَاتِ التَّوْبِعَاتِ الْوَارِدَاتِ مِنَ النَّاجِيَةِ الْمُقَدَّسَةِ  
فِي بَابِ الرَّحْلِ يَوْصِي إِلَى جَلِيلِ هَذَا التَّوْبِعِ عِنْدِي بِحِطِّ ابْنِ مُحَمَّدِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِي وَكِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ  
يَعْقُوبَ الْكَلْبِيِّ رَوَاهُ جَلَدَاتِ ذَلِكَ التَّوْبِعِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذَكَرَ الْمَدِينَتِ ثُمَّ قَالَ  
لَا أَفْقُ هَذَا السُّؤَالَ لَقِي مَالِغِي بِحِطِّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِي تَرْجُمَهُ كَمَا ابْنُ بَابُورِ نَعْنِي هِنِ بَعْدَ أَوْ سَعْنِي كِي ذَكَرَ كِيَا



ایک توفیق کو توفیقات سے جو وارد ہوئیں جانب مقدمہ سے ایک دم کے مقدمے میں کہ وصیت کرے دوم مذکور  
یہ توفیق میرے پاس ہے حسن بن علی کی اور محمد بن یعقوب کلینی سے روایت خلاف اس توفیق کے یہ صادق  
علیہ السلام ہے اور وہ حدیث بیان کی پھر کہا میں اس حدیث پر فتویٰ نہیں دیتا بلکہ خط حسن بن علی پر فتوے  
دیتا ہوں جو میرے پاس ہے یہاں عاقل کو غور کرنا چاہیے کہ کیونکر ثابت ہوا کہ یہ خط امام کا ہے مع آق الخ  
بشبه الخ خط اس بات کے ساتھ کہ ایک کا خط مشابہ دوسرے کے خط کے ہوتا ہے محمد اجل اور تبلیغ میں  
حد در حد مروج اکثرت پر جعلیوں اور طبعیوں نے کسی شخص کے خط کی صورت خط لکھنے اور اسکے سامنے  
کیا ہے اور اسے اصلاً تیز کر کے اسکو اپنا ہی لکھا بتایا ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ زمانہ بعید گزرا ہو اور  
ایسے بزرگوں گذشتہ کے خطوط کسی نے عمر بھر میں بطور تبرک ایک دو بار دیکھے ہوں تو ایک دو بار دیکھتے  
پھر بچان اور تیز اس خط کی اور خطوں سے کیونکر حاصل ہو سکتی ہے تو یہی دیکھو کہ اب جان کہیں خط کو فی  
دیکھتے ہیں لوگ ہی کہتے ہیں کہ یہ خط جناب امیر کا ہے اور کوئی وجہ بچان و امتیاز کی حاصل نہیں ہوتی پھر  
خاص کہ خط صاحب الامر کا کہ کسی نے انکو نہیں دیکھا اب ہمیشہ اس خط کو دیکھنا جسے بچان و شناخت  
موقوف ہے سوا ایک دفعہ بھی نصیب نہیں پھر ان احتمالات بعیدہ دور از کار پر اپنے دین کے احکام ثابت کرنا  
کیسی حماقت اور بیوقوفی ہے اور بے شبہ و سواس و جنون بلکہ اس مدت تک کہ فیست امام کو قریب ہزار برس  
گذرے معتقدان کی حیات کا ہونا یہ بھی اسی قسم سے ہے سواسطے کہ اس زمانے میں اتنی بڑی عمر ہونا غرض انسان کا  
محالات سے ہے بلکہ خلاف عادت اگر عمر حضرت نوح اور لقمان بن عاد یا اور انکے امثال پر قیاس کو کے حکم  
کرے تو کمال بیوقوفی اس فرقے کی ہے سواسطے کہ اگر غرض اس قیاس سے بیان امکان اور حجت عقلی کا ہے  
تو بالکل مفید نہیں اسلئے کہ امکان سے کس نے انکار کیا اور کون کرتا ہے اور اگر بیان عادت ہونے اس طول عمر کا  
تو صحیح نہیں سواسطے کہ کرامات اور نادریا تو نہ پر قیاس نہیں ہو سکتا اور ہر گاہ کہ اختلاف سرشت اور پیدائش  
اور زمان و مکان کو بھی اوسمیں دخل ہو پھر کیونکر سبکو ایک صورت پر قیاس کر سکتے ہیں اور یہ ایسا ہے کہ کوئی  
ولایت کرم سیر کو سر دیر ہو یا اسوقت کے لوگوں کو قوم عاد پر یا جاڑے کے موسم کو گرمی کے موسم پر قیاس کر  
کہ اوس زمانے میں طول عمر ایک عادی امر تھا حضرت نوح کی بطریق قدرت سے زیادہ تر ہو گئی افسوس تو  
سو برس یا ایک سو بیس برس بھی ایسے ہیں جیسی عمر حضرت نوح اور لقمان بن عاد یا کی کہ انکی دعا قبول ہو  
بطور کرامات اتنی عمر لقمان کی ہوئی اور یہ ضرور نہیں کہ کوئی کرامت کسی پیغمبر یا کسی مسلمان سے ظہور میں آئی ہو

ہمارے پیغمبر صلعم پاس بہت کے اماموں سے بھی وہ ظہور میں آئی ورنہ عمر ہمارے پیغمبر صلعم کی بھی عمر حضرت نوح  
اور قہمان بن عاد یا سے کم نہوتی اور حضرت خضر اور حضرت الیاس اگر انکی طول عمر صحیح ہو تو وہ بھی اس  
امت اور اس دورے سے علیحدہ ہیں بلکہ حکم ملائکہ میں داخل نہ انے کسیکو سرکار نہ انے کوئی احکام دین اور  
اصول شریعت کے حاصل کرتا ہو نہ کسی حادثوں اور واقفوں میں کسیکو انکی طرف رجوع کرنا ضرور لازم  
اگر پوشیدہ اپنی عمر بسر کرتے ہیں تو کیا پروا اور اندیشہ بخلاف امام وقت جسکے تعلق کار و بار امت کے اور  
احکام شریعت ہوتے ہیں اور پونہچا نامرونی اور قائم کرنا خدا و تعزیرات اور جمیع اور جامعین اور راستگی  
شکر اور لڑائی ان لڑنا کافروں اور دشمنان دین سے یہ سب امر او سکی تدبیر و ہدایت سے لگے ہوتے ہیں اور  
طرف یہ کہ وہ کسیکو نظر ہی نہ آئے نہ کوئی اوسکا ٹھکانا جانے نہ آواز نہ اور لوگ مزیسے او پیر جھوٹ لگایا کرتے  
اور جعلی خط و دستخط بنائیں اور ضلالت و گمراہی میں پڑیں وہ کیسا امام خدا پناہ دے اس کجمنی اور  
بد اعتقاد ایسے یہ تو وہ مثل ہر کہ کہیں فلانے کو بادشاہ نے قاضی شہر کیا ہو اور حکم یہ دیا کہ لوگوں کی نظر سے  
چھپا رہے نہ اپنی صورت کسیکو دکھائے نہ کسی کو اپنی آواز نہ انے مکان اپنا بتائے تا لوگ اوسکو نہ جانا  
نہ اوس تک پونہچ سکین غور کی جاہر کہ یہ معاملہ کس قدر دانائی سے دور نادانی سے نزدیک ہے اور تسک  
اس فرے کا اس مقدمے یعنی عمر صاحب الامر میں ایسا ہو جو ابو مسرہ بلخی اور ابو ریحان بیرونی اور اثنائہ اللہ  
مصری وابن شادان اور سیحی اور دیگر اہل بخوم نے لکھا ہے کہ اگر مولود دون سے کوئی مولود ایسے وقت پیدا ہو  
کہ اسوقت قرآن الکریم یعنی سب سیارے ایک برج میں اور طالع ایک دو خانہ زحل سے ہو یا مشتری سے اور  
ہیلاج آفتاب کا دن میں اور ماہتاب کاشب میں کہ دونو دلیل عمر کی ہیں اور جسے متحیرہ کہ سوائے شمس و قمر کے  
پانچ سیارے ہیں تو تہہ الحال او تا دین ناظر ہوں ہیلاج یا کہ خدا بنظر تو در ممکن ہے کہ یہ مولود بقدر سنو ات قرآن  
الکریم زندہ رہے کہ فوتے اسی برس سال شمسی کے ہوتے ہیں اور اگر اسباب فلکیہ دلالت اسکی غیر برکین تو اسکا  
زیادہ یا کم زندہ رہے یہ تسک باطل اور محض بیفائدہ ہے اسواسطے کہ اول تو ہذیان سرائی بخومیون کو امور  
اعتقاد و بد شرعیہ میں دخل دینا نہایت بیدینی کی بات ہے دوسرے ان بخومیون نے بھی اس صورت میں صرف  
امکان ثابت کیا ہے اور کہا کہ ممکن ہے نہ قطعی اور زیادتی اور کمی کا بھی نظر اور سببیون فلکیہ کے احتمال رکھا ہے  
ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ امکان سے کوئی انکار نہیں کرتا ہے لیکن ہر ممکن کو واقعی جاننا یہ اصل مادہ مایعینو لیا کا  
تیسرے اگر ان سب باتوں کو مان بھی لیا جائے تب بھی ولادت حضرت امام صاحب الامر کی ہر وقت میں

واقع نہیں ہوئی باجماع مؤرخین اور شہادت کتب موالید لاکہ مثل اعلام الوری وغیرہ کے تفصیل اس اجمال کی یہ کہ وقت ولادت امام محمدی میں اختلاف ہو کہ دو قول لکھے ہیں ایک یہ کہ تولد انکا شب برات ۱۳۳۰ھ میں بعد گزرنے چند ماہ کے قرن اصغر سے کہ رابع تھا قرن اکبر سے جو قوس میں واقع ہوا اور طالع بست و پنجم تھا سلطان سے اور زحل بارہویں دقیقہ میں درجہ ہشتم قوس سے ایسا ہی مشتری جو بیت تھا اور مریخ جو تیسویں دقیقہ میں بنیویں درجہ جوزا سے اور شمس اٹھائیسویں درجے میں درجہ رابع اسد سے اور زہرہ ستائیسویں درجے میں جوزا سے اور عطارد اڑتیسویں دقیقہ میں درجہ رابع اسد سے اور قمر تیرہویں دقیقہ میں درجہ تیسویں دلو سے اور راس اونسٹھویں دقیقہ میں درجے ستائیسویں حمل سے اور زنبار اونسٹھویں دقیقہ میں اٹھائیسویں درجے میزان سے دوسرا قول یہ کہ ولادت انکی وقت صبح ستائیسویں شعبان سنہ مذکور میں ہوئی اور طالع ستائیسویں دقیقہ میں پچیسویں درجہ سرطان سے تھا اور زحل اٹھارہویں دقیقہ میں بنیویں درجے عقرب سے ایسا ہی مشتری اور مریخ جو تیسویں دقیقہ میں درجہ ہشتم حمل سے اور شمس دقیقہ اڑتیسویں درجے اسد سے اور زہرہ شترہویں دقیقہ میں پچیسویں درجہ جوزا سے اور قمر تیرہویں دقیقہ میں تیسویں درجے دلو سے کس ان دونوں قولوں سے معلوم ہوا کہ دلائل فلکیہ انکی طول عمر یہ دلات نہیں کرتی تھیں بلکہ برخلاف اسکے کہ یہ بات احکام نجوم جاننے والوں پر ان دونوں نجومیوں روشن ہو نہ پیدائش انکی قریب قرآن اکبر کے واقع ہوئی اور سوان دو قول کے میلاد امام صاحب الامر میں اور کوئی قول منقول و مروی نہیں بخلاف نوح علیہ السلام کہ انکی پیدائش باجماع مؤرخین اور نجومیوں کے نزدیک تحویل قرآن اکبر کے ہوا اور دلائل فلکیہ انکی طول عمر یہ دلات واضح کرتی تھیں چنانچہ منجمین نے انکے زائچہ و لاگوں شرح میں ذکر کیا ہوا اسکے سوا دلیلین قطعی عقلی خاص موافق اصول مذہب انجیر شیعہ کے قائم ہیں جو عقائد طول بقا صاحب الامر کو باطل کرتی ہیں کسواسطے کہ اگر انکو زندہ کہیں اور وہ زندہ ہوں تو لازم آتا ہیہ امر شیعہ و متبع کہ حضرت باری تعالیٰ تارک واجب کا ہو کسواسطے کہ انکو جو البتہ ریاست اور تصرف امت کے کا ہو تھے مقبول اہل دنیا کیا بلکہ اہل دنیا کے دنوں کو ان سے ایسا منتظر کیا کہ وجہ انکے قتل و ایذا کے ہو گئے یہاں تک کہ ایسی چھینے چھپائی کی نوبت پہنچی اور ظالم اور کافرا و فاجرا و غیر سلاطینے بس وجہ تعالیٰ نے امر صلح کو کہ اوسکے ذمے واجب تھا ترک فرمایا اور یہ بھی لازم آتا ہیہ کہ احتمالی فاعل قبیح کا ہو اسلئے کہ ایسے شخص کے ہوتے جو قابلیت ریاست اور برتری سرداری کے رکھتا ہو اوس شخص کو جو اصلاً بوقابلت کی نہ رکھتا ہو

ملک و سلطنت پر تصرف دیدینا کیسی بڑی بات ہے اور بھی کسی شخص کو امامت دینا اور پھر اس کو حکم چھپ رہے گا دینا اور لوگوں کو تکلیف میں ڈالنا کہ اس غائب چھپے ہوئے سے کہ سوا اس کے نام کے اور کچھ نہیں جانتے احکام اپنے دین کے تحتیں کریں اور معاملات دنیوی میں کس سے رجوع لائیں اور تقسیم ملک اور غنائم اور درستی لشکر اور فتح شہروں اور جنگ و صلح میں کسی صواب دیر عمل کریں کتنی بڑی تکلیف کی بات جس کا تحمل نہیں ہو سکتا یہ ایسی بات کی ہے کہ کین جبریل کو تھارا امام کیا مسائل شرعیہ اس سے پوچھو اور مصالح دنیوی ہرگز یکجہاں اس کے مست کر دو کتنی بڑی تکلیف کی بات ہے اور عاقل کے نزدیک ان دونوں میں کیا فرق دونوں کو تکلیف مالا یطاق جانتا ہے اور وقوع تکلیف مالا یطاق کا بالاجماع محال معذالیہ امام کا مقرر کرنا بھی عبت ہو گا کس واسطے کہ فوائد امامت کے اصلاً اس کے ہونی سے حاصل نہ گئے اگر کوئی دفتر عقائید یا نقاب کرے اور عقائد امامت کا قائل ہو تو کیونکر کوئی اس کے مذہب کا بطلان کر سکیگا وَالْحَقُّ قَبِيحٌ قَبِيحٌ نَفِيَةٌ عَنِ الْبَارِئِ عِنْدَ الشَّيْعَةِ یعنی عبت قبیح ہے واجب ہے مٹا دینا اس کا اللہ کی طرف سے نزدیک شیعہ کے اسی اصل دلیلین باطل کرنے کے اس خیال فاسد کی گنتی شمار سے زیادہ ہیں مگر اس میدان سے باگ کیت قلم کی پھیر کے اپنا مطلب لکھیں اس کو تو بچے بھی باطل کر سکتے ہیں اور یہ بات ہے کہ بعض راوی ان کے ایسی چیز روایت کرتے ہیں کہ براہین قطعی عقلی کی رو سے وہ محال ہے اور یہ ایسے راوی قدر نہیں کرتے بلکہ روایت اس کی مقبول رکھتے ہیں مثلاً ابوبصیر کہ حضرت صادق سے دعویٰ الودھت روایت کرتا ہے اور سکومانتے ہیں اب جو حال اخبار اور رجال شیعہ سے بطور نمونہ کے خارج ہوئے لازم ہوا کہ باقی دلائل میں بھی ان کے کچھ کلام اجمالی شروع کریں تا ناظر کو ان کے دلائل میں بصیرت حاصل ہو کلی طور پر ان کے استدلال کا فساد معلوم کرے اور جزئیات دلائل کو ان کے اس کھلی کسوٹی پر لگاے اور اس مطلب کو خاتمہ الباب اور فذلک الحساب مٹھرایا گیا

تمتہ الباب در دلائل شیعہ جاننا چاہیے کہ اقسام دلیل ان کے نزدیک چار ہیں کتاب اور خبر اور اجماع اور عقل کتاب کہ قرآن مجید ہوا ان کے زعم میں قابل استدلال کے نہیں ہوا اس کے اعتبار اس کے قرآن ہونے پر حاصل نہیں ہو سکتا البتہ جب ہوتا کہ کسی امام معصوم کے درمیان سے ملتا پونچتا اور وہ قرآن جو آئمہ سے پونچا ہے وہ ان کے ہاتھ میں موجود نہیں اور یہ جو قرآن ہوا ان کے زعم میں آئمہ نے اس کو معتبر نہیں جانتا ہے اور قابل استدلال و دستاویز کے نہیں گنا چنانچہ کلینی وغیرہ ان کی کتب

معتبر سے نقل کیا جائیگا اور یہ مطلب چند وجوہوں سے ثابت ہوا اول یہ کہ کچھ اہل کفر امامیہ اپنے اماموں سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قرآن جو نازل ہوا تھا اوسمیں کلموں کو اپنے ٹھکانوں سے بدل دیا ہوا اور آیتیں بلکہ سورتیں بھی ساقط کر دیں ہیں اور ترتیب بھی متغیر ہو گئی اور اب جو کچھ موجود ہے قرآن عثمان کا ہے کہ اس نسخے اور اسکے لکھے اطراف عالم میں مشہور کر دیے اور جو کوئی قرآن منزل یعنی نازل شدہ اصل ترتیب اور وضع کو بڑھتا تھا اوسکو مار دھاڑ کرتے تھے یہاں تک کہ چار ناچار تمام جاہلین اسی قرآن پر اجماع کر لیا جس یہ قرآن قابل سند و استدلال کے نہیں ہے اور نظم و الفاظ اوسکے اور عام و خاص اوسکے محل عتقاد نہیں ہیں کیونکہ جائز ہے کہ یہ احکام جو اس قرآن میں موجود ہیں کل یہ احکام یا اکثر انکے منسوخ ہوں اور آیتوں اور سورتوں سے جو ساقط کر دی گئی ہیں یا مخصوص ہوں آیتوں اور سورتوں مسقطہ سے دوسری وجہ یہ کہ نقل کرینوالے اس قرآن کے بلاشبہ ایسے ہیں جیسے نقل کرینوالے توریت و انجیل کے کہ بعض اہل نفاق تھے مثل عظمای صحابہؓ اور کبراجو اسے ہیں اور بعض اہل جبنی چہرے بانیین کریمؑ دینا طلب دین فروش مثل عوام صحابہؓ جنھوں نے مال و مناصب کے لالچ سے بیروی اپنے رئیسوں کی آواز دین سے پھر گئے سواچار یا چنڈ آدمیوں کے اور سنت پیغمبر صلعم کو جواب دیا اور انکے خاندان سے عداوت اور دشمنی اختیار کی اور انکی کتاب کو تحریف اور انکے خطاب کو تغیر کر ڈالا مثلاً بجائے **مِنَ الْمُرَافِقِ** **اِلَى الْمُرَافِقِ** بنا دیا اور بجائے **اَمَّا هٰذِهِ فَهِيَ الْكِتَابُ الَّذِي مَنَعَكُمْ** کہے **اَمَّا هٰذِهِ فَهِيَ الْكِتَابُ الَّذِي مَنَعَكُمْ** لکھ دیا اور علی ہذا القیاس جیسا کہ دھامنی قریش میں کہ اوسکو قنوت جناب امیرؓ اور متواتر جانتے ہیں مذکور بعض لوگ اس عاصی باب ثانی میں گذر ابس جیسا کہ توریت اور انجیل پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور عقیدہ اور عمل نہیں لینا چاہیے ایسے ہی اس قرآن پر جو موجود ہے تسک نہیں کرنا چاہیے اور جیسے کہ احکام انکے منسوخ ہوئے قرآن مجید سے ایسی ہی اس قرآن سے بھی بہت چیزیں نسخ ہوئی ہیں مگر ناسخ کو سوا اماموں کے کوئی نہیں جانتا تیسری وجہ یہ کہ نبوت نزول قرآن اور اوسکے مجرہ ہونے بلکہ نبوت نبوت پیغمبر صلعم کا موقوفہ ہوا سبب یہ کہ اول نقل کرینوالوں کا صدق ثابت ہوا اور جبکہ نقل کرینوالے نبوت پیغمبر صلعم کے ایسی جماعت ہیں جنھوں نے اپنی غرض فاسد سے اس نص کو جو روبرو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے فرمائی تھی چھپا ڈالا اور کسی رقت جانتا ظاہر کیا یہاں تک کہ حق خاندان نبوت کا تلف ہو گیا اور اصل بزرگ دین کی کہ ہم پہلو نبوت کے ہی یعنی امامت کوٹ بوٹ ہو گئی ایسے لوگوں کی نقل پر کیا اعتماد کیا جائے غرض فاسد کے سبب سے یہ سب تو طے باندھے ہیں

کہ فلان شخص نبی تھا جس نے لایا اور قرآن اور سب نازل ہوا اور تمام بلغاؤ اسکے مقابلے سے عاجز ہوئے اور واقعہ پر  
کچھ بھی نہیں بس کتاب کا تو یہ حال لیکن خبر اسکا حال مفصل اس باب میں گذرا اور تازہ یہ ہے کہ جو کچھ  
ناقل چاہیے اور ناقل خبر کے یا شیعہ ہیں یا غیر شیعہ غیر شیعہ تو یوں بھی معتبر نہیں اس واسطے کہ صدر اول کے  
ایسے جنکی سندین مقطوع ہیں ایسے کہ مترادف اور منافق اور محرف خدا کی کتاب اور دشمن خاندان رسول خدا کے  
ہوئے ہیں اب رہے شیعہ ان کی کیفیت کہ اصل امامت اور تعین و شمار اماموں میں خود باہم انکے اختلاف  
فاش ہو اور ثبوت کسی قول کا انکے اقوال سے سوا خبر کے ہونا نہیں اس واسطے کہ کتاب اللہ ان باتوں سے  
ایسے طور پر کہ مخالف کو الزام دیکے ساکت ہو اب رہا ثبوت خبر اور اسکی حجت ہونی کیا یہ پھر موقوف اسی  
قول پر ہوگا جس کا ثبوت خبر سے متعلق ہو بسبب سکوت کتاب کے اس صورت میں دور صریح لازم ایسا کہ  
قول کا ثبوت خبر سے اور خبر کا ثبوت قول سے اور یہ باطل ہے اور یہ بھی ہے کہ حجت ہونا خبر کا اسی سبب ہے کہ  
وہ قول کسی معصوم کا ہو یا بواسطہ کسی معصوم کے دوسرے معصوم سے پونجا اور عصمت شخص معین کی بھی خبر ہو  
ثابت ہونی ہو نہ کتاب سے بوجہ سکوت کتاب اور عجز عقل کے رہا معجزہ اول تو صدور اسکا شخص معین سے نہیں اور  
بر تقدیر صدور وہ موقوف خبر کو واسطے کہ ہر سیکو اتفاق معجزہ دیکھنے کا نہیں پڑتا ہے اور ہر اجماع اور معین بھی  
معصوم کے داخل ہونی کی حجت لگی ہے اور پھر اس اجماع کو غائبین پر نقل کرنا بھی خبر درکار ہے اور عصمت شخص  
معین کی بھی اسکی خبر یا اس خبر سے جو دوسرے معصوم سے پونجی ہو ثابت کرنا یہ بھی دور صریح ہے اور نیز  
حجت ہونا خبر کا موقوف ثبوت نبی اور امامت امام پر ہے اور ہر گاہ کہ اصل ہی ثابت نہ ہو پھر فرع کیونکر ثابت ہو  
حاصل کلام شیعہ کے نزدیک تو اثر خود دائرہ اعتبار سے گرا ہوا ہے اس واسطے کہ کماں واقعہ کا عدد تواتر سے منظور  
آیا اور خطما وغیرہ واقعہ کا بھی ایسا ہی ہے جیسا کماں واقعہ کا رہیں جنبار احاد خود بالا جماع اس قسم مطالب میں  
معتبر نہیں ہیں بس استدلال بخبر ممکن نہیں اب رہا اجماع اسکا باطل ہونا تو نہایت ہی ظاہر ہے اس واسطے کہ  
اجماع تو بعد ثبوت ثبوت اور شرع کے ہے اور جب ثبوت اور شرع نہیں ثابت ہو سکتی اجماع کیونکر ثابت ہو اور  
یہ بھی ہے کہ حجت ہونا اجماع کا انکے نزدیک بالاصالت ثابت نہیں بلکہ اس سبب سے ہے کہ قول معصوم کا بھی  
اوسکے ضمن میں ہونا ہو سکا حال یہ کہ ابھی تک معصوم کے ہونے اور اوسکے تعین ہونے میں کہ کون شخص ہے  
اور نقل قول کی انہیں بحث و نقیض ہے جلی جاتی ہے اور وہ اجماع جو صدر اول اور ثانی کا ہے یعنی قبل پید ہونے  
اختلاف سے بہت میں خود معتبر نہیں اس واسطے کہ اس وقت میں اجماع کیا خلافت ابو بکر اور عمر اور حرام ٹھہراتے

متحدہ اور تحریف کتاب اللہ اور منع میراث پیغمبر اور امام برحق کو حق سے کھودینے اور غضب تعلقات  
خاندان رسول پر اور بعد اسکے جب اختلاف بہت میں پیدا ہوا اور فرقے مختلف آپس میں بھٹ گئے پھر  
اجماع کو ٹکڑے تصور کیا جائے خصوصاً وہ مسائل جن میں خلاف ہو کہ احتیاج استدلال اور ثبات حجت کا ہیں  
لوگوں میں منحصر ہو اور نیز داخل ہونا معصوم کا اجماع میں اور موافقت اسکے قول کی تمام امت کے قول سے  
ثابت نہیں ہوتی مگر اخبار سے اور اخبار کا حال جیسا کچھ دی روشن کہ کیے اوس میں جھگڑے ہیں اور تساقط اور  
ضعف اور سستی اور بھی نقل اجماع کی ہر سلسلہ خلافیہ میں خاص ایک ایسا امر ہو کہ شذی نہیں اور علمائے  
بلکہ اثنا عشریہ کو بالخصوص اس نقل میں باہم کذاب اور تجاہد و تبعض ان سے نقل اجماع اپنے فریق کی کرتے ہیں  
اور دوسرے اس کی تکذیب کرتے ہیں اور انکار رکھتے ہیں اور جب اجماع ایک فرقے کا امامیہ سے کہ ایک فرقہ  
شیعہ سے ہیں اور ایک فرقہ امت سے خود ان کے اپنی نقل سے ثابت نہ تو ہوا اجماع جمیع امت کا ثابت کرنا کس طرح  
متصور ہو تم اسکو چند مثالوں میں روشن کریں گے صاحب سبیل السلام الی معالم الاسلام کہ عمدہ علماء  
اثنا عشریہ سے ہر شرح حدیث عقل میں تقریباً کہتا ہے کہ کلامہ شیخ ابو الفتح الکراچی کے فی کثر القوائد یدل علی  
اجماع الامامیۃ علی البدل او انہ من خصایصہم وانکرا سائر الفرق کلام الامامۃ الخلیفۃ فی النہایۃ  
والتمذیب وکشف الحق یدل علی الامامۃ اری فی الانکسار یعنی کلام شیخ ابوالفتح کہ جللی کا  
کثر القوائد میں دلالت کرتا ہے اجماع امامیہ پر اور بردا کے اور تحقیق بیشک وہ باحضانہ اوتنے سے ہوا اور انکار  
کیا اسکا سبب فرقہ نے اور کلام علامہ حلی کا نہایت اور تمذیب اور کشف الحق میں دلالت کرتا ہے اصرار انکار  
اور شیخ شہید ثانی کہ ان کے اجلہ علماء سے ہر فصل متصل رکھتا ہے و سببات میں کہ شیخ انکا بہت جگہوں میں مدعی  
اجماع فرمے گا ہوا ہے حال انکہ خود وہی دوسری جگہوں میں مخالف اسکے ایک اس فصل سے ہم بھی ذکر کرتے ہیں  
قال فصل فیما یشتمل علی مسائل ادعی الشیخہ لاجماعہم فیہا مع انہ نفسہ خالف فیہا ادعی لاجماعہ  
فیہا اردنا ہا بالنسبۃ لآ ان یعتقد القفیفۃ بدعی لاجماعہ فقد وقع فیہ الخطأ والنجار  
کتبتہ امری کل واحد من الفقہاء سیمنا من الشیخہ والرقضی فیہا ادعی فیہ لاجماعہ من کتاب  
الکراج دعوہ فی الخلاف لاجماعہ لآ ان الکتابۃ اذا سلمت انقضت عدلہا قبل ان یشیلم  
الزوج فیفسخ النکاح وقال فی ہایۃ دینی کتاب لاخبار لا یشیلم النکاح ہما ہما ہما  
کہا فصل ہر اس چیز میں کہ شتمل ہے مسائل پر مدعی کیا ہے ابو جعفر نے اتفاق کا اون مسائل میں باوجود اسکے

ذات خود مخالفت کی ہر حکم میں اس چیز کے جمین دعویٰ اجماع کا کیا لائے ہم اسکو واسطے خبردار کر نیک  
 خبردار نہیں اعتبار کرتا ہر نفعیہ دعویٰ اتفاق کا پس تحقیق واقع ہوئی اور جمین خطا اور مجاز بہت ہر ایک  
 فقہائے خصوصاً شیخ مرتضیٰ سے پس جو کچھ دعویٰ کیا ہو اجماع کا کتاب نکاح سے دعویٰ اسکا اور خلاف  
 اجماع کا اس بات پر کہ عورت کتاب یہ جو وقت کہ مسلمان ہو جاوے اور گذر جائے عدت اسکی اس سے پہلے  
 کہ شوہر اسکا مسلمان ہو نسخ ہو جاتا ہر نکاح اسکا اور کیا ہو نہایہ اور کتاب اخبار میں نہیں نسخ  
 ہوتا ہر نکاح اور دونوں میں اور سیطرہ ہر باب میں الباب فقہ سے مکذیب شیخ وسید کی کرتے ہیں  
 اور یہ رسالہ بہت بڑا ہر قریب سو مسئلے کے بلکہ زیادہ اس میں مندرج ہیں اور معتبر آج عقل کا یہ حال ہے  
 کہ تمسک اس پر یا شرعیات میں ہر یا غیر شرعیات میں لیکن شرعیات میں ہر اگر اس فرقے کے نزدیک قابل تمسک  
 نہیں ہر کسو واسطے کہ جزئیہ دہی سے منکر قیاس کے ہیں اسکو حجت نہیں جانتے اور غیر شرعیات میں موقوف  
 اس بات پر کہ خالی ہوا نیز شش ہم اور الفت اور عادت اور احتراز موخفا سے ترتیب صورت و اشکال میں  
 لیکن یہ بات بدون ارشاد امام کے حاصل نہیں ہو سکتی کسو واسطے کہ ہر فرقہ انسان کا خاصہ ہے کہ اپنی عقل  
 بہت چیزوں کو ثابت کرتا ہے اور بہت چیزوں کو منکر ہوتا ہے اور انکے اصول و فروع میں ایک دوسری  
 مخالفت کرتے ہیں اور اپنی عقل سے ترجیح نہیں دے سکتے اگر ترجیح دین تو وہی مخالف اور نزاحم ترجیح میں بھی  
 ثابت ہوگا پس لایا کہ سوائے عقل کے کوئی حاکم اور کوئی مرجع ہو کہ دونوں جانب ایک کو صواب ٹھہرائے  
 دوسرے کو خطا اور اس قسم کا مرجع سوائے نبی اور امام کے نہیں ہو سکتا اور ہر گاہ ثبوت نبوت اور امامت کا کہ  
 موقوف علیہ عقل کا ہے جزو توقف میں ہر تمسک عقل پر بھی محل اعتقاد نہیں ہے اور اسکے ساتھ یہ کہ بیان کلام  
 دلائل شرعیہ میں ہے اور امور شرع کے صرف عقل سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کسو واسطے کہ عقل مفصل شش  
 اول امور شرعیہ سے عاجز ہے بالاجماع البتہ جو عقل کہ شریعت سے مدد پائی ہوئی ہے اور اصل اس حکم کی  
 اسنے شائع سے لی ہو تو دوسری چیز کو اس پر قیاس کر سکتے ہیں لیکن جب اس فرقے کے نزدیک قیاس ہی بطلان  
 تو مطلقا امور شرعیہ میں عقل کو دخل نہیں رہا خاص کر جب قواعد و کلیات شرع میں بھی تردد و اضطراب ہو  
 تو عقل کس چیز میں کام آئے ثَبِتِ النِّعَاشِ اَوَّلًا ثُمَّ انْفَشَ یعنی ثابت کر عرش کو اول پھر نفش و نگار بنا  
 فائدہ جلیلہ جاننا چاہیے کہ تمامی دلائل عقلیہ موافق اعتقاد بدہیات کے قائم ہوتے ہیں پھر اگر کوئی  
 زورہ انکار بدہیات کا اختیار کرے جیسے سفسطائی کہ اَلْوَحْدُ يَضْفُفُ الْاِثْنَيْنِ وَالْثَلَاثُ وَالْاَوَّلُ اثْبَاتُ



كَيْفَ يَجْعَلَانِ وَلَا يَرْتَفِعَانِ وَلَيَحْصُرُوا وَاحِدًا لَا يَكُونُ فِيْ اَنْ وَاحِدٍ فِيْ مَكَانَيْنِ وَالْغَائِبُ عَنِ الْحَوَاسِ  
 لَيْسَ لَهُ حُكْمُ الْحَاضِرِ مَا كَيْسَتُنِيْ بِاَيْمِ الشَّيْ لَا يَكُونُ عَيْنُ ذَٰلِكَ الشَّيْءِ اَوْ اِذَا سَمِعْتُ قِسْمَ كِيْ اَوْ بَاتِنِ كَمَا وَكَلَّ  
 انکار کرین تو کوئی مطلب دلائل عقلیہ سے انکے سامنے ثابت نہیں کر سکتا معنی عربی کے یہ کہ ایک نصف  
 دو کا ہو اور مونا نہ مونا دو نو باہم ضد ہیں کہ نہ دو نو لکھے ہو سکتے ہیں نہ دو ہو سکتے ہیں اور ایک جسم ایک وقت میں  
 دو مکانوں میں نہیں ہو سکتا اور جو چیز کہ حواس سے علیحدہ ہو اور سپر حکم موجود کا نہیں ہو سکتا اور جو چیز کسی  
 شے کے نام سے کہلاتی ہو ذات اوس شے کی نہیں ہو سکتی فقط اور ایسے ہی شرع کی دلیلوں اور دین کے مقدمات  
 قیام ملت حنیفیہ کے ثبوت پر یہ کہ زمانہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے اس وقت تک تمام دینوں میں پلیت  
 مانی ہوئی ہو اور اصول اوسکے وہ ہیں جسیر اہل ملت متفق ہیں اور وہ یہ کہ اِنَّ الْعِبَادَ وَاحِدًا وَاِنَّ  
 رَّسُلَ الْوَسْلِ دِيْظُهُمُ الْمَحْجَرَةُ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ رُسُلُ اللّٰهِ اِلَّا الْخَلْقِ مَعْصُومُونَ عَنِ الْكَلْبِ وَالْخِيَانَةِ فِي  
 التَّبْلِيغِ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحْكَمُ اَمَّا تَكْلِيْفَتُهُ عَلٰى عِبَادِهِ يُجَارِيْ هَآؤُلَاءِ اَيُّوْمَ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ  
 بِالْحَقِّ وَالْثَارِ تَرْجَمَ بِشَيْكِ مَعْصُودِ اِيكِ هِيْ اَوْ بِشَيْكِ وَهِيْ جَعَلَتْ اِيْ بِغَيْرِ دُنْ كُوْ اَوْ بِشَيْكِ  
 کرتا ہو معجزے اور بیشک فرشتے خدا کے بھیجے ہوئے بغیر دُن کے پاس آتے ہیں پاک ہیں جھوٹ اور خبیث  
 حکم کے پونچھانے میں اور بیشک خدا کیواسطے حکم ہیں جنکی تکلیف بندوں پر رکھی گئی ہو اور اوسکے موافق وہ انکو  
 بدلہ دیتا ہو اور اوسکے فے ہر قیامت کے دن مخلوق کا پیدا کرنا اور بھیلانا بشت اور دوزخ میں گزرتا بشت  
 اصول وقواعد حنیفیہ کا بطور مشیہ کے ممکن نہیں پھر کسی مطلب کا مطالب دینیہ سے دلائل ثابت کرنا انکے  
 نزدیک ممکن نہیں پس اس تمہید سے ثابت ہوا کہ یہ فتنے سو فسطائیہ دین کے ہیں آب تفضیل اور توضیح اس  
 اجمال و ابہام کی یہ ہو کہ یہ لوگ نبوت حضرت خاتم الانبیا کو جس سے کہ یہ اصول وقواعد نکلتے ہیں اس ہت کی طرف  
 جناب امیر رضا اور ائمہ اطہار سے روایت کرتے ہیں اور یہی قطعی معلوم کہ خاص انھین سے روایت نہیں کرتے  
 مگر اور دن کے درمیان کے ساتھ اور درمیان رکھنا انکے حال معلوم کہ خود بھی انکو جھوٹا ٹھہراتے ہیں اور متم  
 کرتے ہیں اور واقعی انکے درمیان یوں نے جیسے کہ خاتم الانبیا سے نبوت کی روایت کی ہو ایسے ہی جسم اور صورت  
 ہونے خدا تعالیٰ کے بھی روایت کی ہو اور صریح جھوٹ جوڑا ہو تھا اسکے یہ بھی ہو کہ یہ درمیان کی روایت  
 شرایط امت اور تعین اماموں کی باہم مختلف اور معارض ہیں اس حد تک کہ مطابقت انکی ہرگز ممکن نہیں  
 پس جھوٹ بعض ان لوگوں کا جسکا کچھ تعین نہیں مہتین حاصل اور تو اترا ایسے جھوٹے کا ذبوت کا کسی غرض

فاسد کے سبب سے کسی افراد کو شہرت دی ہو جیسا کہ مقدمہ خلافت قرن اول میں ظاہر کیا کچھ اعتبار نہیں ہو  
 سوائے چار صحابی یا چھ صحابی کے انکے نزدیک کوئی قابل اعتبار نہیں ہو اور تو ان چار یا چھ آدمیوں کا  
 معلوم کہ مطلق نہیں ہو اور بالفرض اگر تو اتنے بھی مان لیا جائے کہ ہوا ہوتا ہم خبر چار یا چھ آدمیوں کی اس قسم کے  
 معاملات میں جنکو عقل بعید جان رہی ہو بلکہ بعض جگہوں پر مطلق محال اور معدوم سمجھتی ہو کس طرح فائدہ  
 یقین کا دیگی اور سوائے چار چھ کے اور سب صحابہ انکے نزدیک مترادف خارج از دین اور عرض فاسد والے  
 اور دروغ گو اور جھوٹے گز رہے ہیں اس واسطے شیعہ نے روایت نہیں کرتے روئے سلیم بن قیس اہل لائی  
 فی کتاب فالتی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عباس عن امیر المؤمنین وغیر واحد عن الصادق  
 العتباتی ائتدوا بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اربعة افس فی رواية عن صادق صلی اللہ علیہ وسلم  
 یعنی روایت کی سلیم بن قیس اہل لائی نے کتاب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ابن عباس سے اور جھوٹے  
 امیر المؤمنین رضی سے اور سوائے ایک کے صادق رضی سے کہ بیشک صحابہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب مرتد ہو گئے  
 سوا چار آدمیوں کے اور ایک روایت میں ہو صادق رضی سے سوا چھ کے پس جو کچھ کہ اس گروہ نے جو انکے  
 زعم میں مرتد ہیں دعوی رسالت اور موافق دعوی کے اظہار معجزوں کا اور نزول قرآن اور عاجز ہو جانا  
 بلغا کا اسکے جھگڑوں میں اور احوال جنت و دوزخ کے اور تکلیفات شرعیہ اور نازل ہونا وحی اور ملائکہ  
 بلکہ بیان نبوت اگلے نبیوں اور انکی دعوت کا جو توحید کے ساتھ عبادات میں تھے اور منع کرنا شرک سے  
 اس عبادت میں روایت کرتے ہیں سب مردود ہیں کس واسطے یہ خبر ایسے گروہ کی ہو جنہوں نے  
 اتفاق کیا خلاف وصیت پیغمبر صلعم پر جو رو برو ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں کے بڑی تاکید و کن  
 ساتھ فرمائے تھے علی الخصوص کہ روایت اس گروہ کی بھی خود شیعہ کے نزدیک متواتر نہ تھی اور فرقہ  
 نزدیک جو ہرنگ و س جماعت کے ہیں متواتر ہوئی اور اگر صرف اسکی شہرت اور اسکے پھیل جانے پر  
 اور قرن میں یا بعد اس قرن کے اکتفا کیجائے تو کمال بے احتیاطی دین میں لازم آئے کہ اس واسطے  
 کہ خود اس قرن اور یا بعد اسکے اور قرون میں سب بالکل مخالفت امر و نہی پیغمبر پر کیا نہ تھی ہو اور  
 قرآن کو تحریف کیا اور احکام جو خدا تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے تھے ان قرون میں ایسے مشہور ہوئے  
 اور پھیلے کہ اصل شریعت سے بھی سب مشہور تر ہو گئے مثلاً پائون دھونا وضو میں کہ یہ ایک معاملہ ہی ہو  
 حادث کثیر الوقوع کہ پانچون وقت بید و بے شمار لوگوں نے دیکھا ہو یا وصف اسکے سب نے بغلط

روایت کی ہو اور ایسے ہی مسیح موزوں کا اور اس قسم کی یقین کہ ادن قرون کے رئیسوں نے اپنی طرف سے پیدا کیں ہیں اور رواج دین اور نکو برابر احکام اصلیکہ شریعت کے جانا ہی متلاست تراویح اور عزت متہ اور سوا اسکے پس اس جماعت بیدین و بیباک سے کیا بعد کا اتفاق کر لیا ہوا امر ثبوت اور نزول وحی اور ملائکہ اور ذکر بہشت و دوزخ پر لوگوں کے دل لے کر اور غبت دلانے کو اور تواتر سے ادسوقت فائدہ یقین کا ہوتا ہے کہ اہل تواتر کی کوئی غرض فاسد در میان میں نہ رہا غرضیں مجید و بیشمار موجود ہیں آئیے کہ احتمال ہے کہ چند لوگ انہیں سے منشا اور روایت اس دعویٰ اور صدور معجزہ کے کسی غرض کی واسطے ہوئے ہوں اور اگر سب لوگ لالچ کے مارے موافق اور مدعا میں بنے ہوں اور انکی باتیں قبول کر کے مشہور کر دیں ہوں اور عجیبی احتمال ہے کہ کچھ کچھ کانہوں اور بخومیوں سے سنا تھا کہ ایک شخص قریش میں ایسا پیدا ہوا کہ ملک روم میں گئے اور خزانہ ہتھیا را اسکے ہاتھ آئے اور وہ ادلا و عبد مناف سے ہون فلان نام اسکا اور فلان اسکے باپ کا بس ہر مغلس کو خیال فائدہ شکنی کا و سکی پیروی میں پیدا ہوا ہوا اور ہر صاحب سیف کی خاطر میں گذرا کہ ہر عورتیں سفید پوست نازک بدن ایران کی ملیں گئیں اولئے لذت اوتھائیں گے اور ہر دینا پرست کو سیر کسری کے باغوں اور گلگشت قزوين اور شیراز اور بود و باش قیصر کے محلوں کی دامن گیر طبیعت کی ہوئی ہوگی اور یہود سے بھی کسی جماعت نے ان فتوحات کو جانکر بموجب اخبار و کتب قدیمہ اپنی کے کوئی نص توریت سے موافق مدعا کے نکال دی ہوگی اور قصے اور اخبار بعبارت بلیغہ اسکے واسطے درست کر دیے ہوں اسکے ساتھ کہ ابھی ثبوت نزول توریت اور وقوع قصوں انبیاء کا خود ہوا ہے اور دار و گیر میں ہے تو یہودی موافقت اور ناموافقت سے کیا حاصل ہوتا ہے اور کیا کھویا جاتا ہے حاصل یہ کہ پہلے عرب کے جاہلون نے ان غرضوں کے سبب سے اتباع کیا ہو پھر اور لوگوں کو غلطی پر غلطی پڑی اور دنیا کی طمع اور مستلزمات نفسانی سے بے درپے پیروی اس بڑے غول عرب کی لازم جانی تو رفتہ رفتہ ایک صورت دین و مذہب کی ہو گئی چنانچہ اکثر امور شرعیہ میں زعم شیعہ اسی قسم کی رواد واقع ہو مثلاً جو کچھ تواتر غسل جلیں میں شیعہ کہتے ہیں یہی شیعین احتمالات کی انکے ہیں کہ مذکور ہوئیں بلکہ اس موقع پر زیادہ تر اور قوی تر کسو اسطے کہ پانوں کا دھونا نسبت مسیح پانوں کے ایک مشقت اور کلفت کی چیز کو پس اس مشقت اور کلفت کو اختیار کرنا اور اسیکو شہرت دینا بظاہر کوئی فائدہ دنیا کا ہمیں معلوم نہیں ہوتا بخلاف امر ثبوت کے کہ مقدمہ ریاست عام کا جو نہایت دلچسپ اور خاطر نشین ہے

اور موقع طمع اور حرص کا جسکے واسطے ہزاروں بلکہ لاکھوں جانیں اپنی کھوتے ہیں اگر ایک کلمہ اور ایک روایت پر اجماع کر لیں کیا عجب آور مدگار انکے جھوٹ کی یہ بات بھی ہوئی کہ جب کسی نے انسے جھگڑا کیا اور مرنے کو مستعد ہوا خواری اور ٹھائی اور خراب و تباہ ہوا عوام خصوصاً اون لوگوں کو جو پچھلے زمانے میں پیدا ہوئے اس سبب سے اعتقاد مانگے لوگوں کے حقیقت روایت پر زیادہ ہوا جیسا کہ شیعیہ خلافت خلفائے ثلاثہ کے معاملے میں اور شہرت ہو جانا اور سکا اور اس زمانیکے لوگوں میں جس سے اہل سنت کے پچھلے لوگوں کے اعتقاد کو قوت ہو گئی اسی قسم کے احتمالات رکھتے ہیں اور اگر تو اترا اس قسم کے لوگوں کا فائدہ بخش علم قطعی کا ہو تو چاہیے کہ تو اترا ہو دکا بھی کہ ان لوگوں سے بہت بڑھ کے تحریف کتاب و سنن و کتب اور مخالفت انبیاء اور انکی وصیتیں مٹانے میں تھے واسطے نایدین موسیٰ علیہ السلام کے فائدہ بخش یقین کی ہوں کہ واسطے کہ اسکا بھی نص صریح حضرت موسیٰ سے ہوا تر نفل کہ میں جنانچہ فرمایا شریعتی مؤید کا ماد امتی السموات والارض یعنی میری شریعت کو بیشکی ہو جب تک آسمان و زمین ہیں و تعظیم التبت مؤید کا ماد امتی السموات والارض اور تعظیم سچ کے دن کی ہمیشہ رہی جب تک آسمان اور زمین ہو اور ایسا ہی ہوا تر نصاریٰ کا کہ نص صریح حضرت عیسیٰ کے خدا کے بیٹے ہونے پر اور ان رسالۃ ابن البشر قد ختمت قبل مجئہ روایت کرتے ہیں اور یہ قرآن تحریف کیا ہوا جو اس گروہ کے ہاتھ میں ہوا ایسا ہی جیسے توریت و انجیل عربی جمین سے بہت آیتیں اور بہت سورتیں گرا دیں ہیں اور کلمے اس کے بدل ڈالے ہیں اور ترتیب تغیر کر دی ہے پس اگر اس قرآن متواتر کذائی پر تمسک جائز ہو انجیل پر بھی جائز ہو گا اور انجیل مرقس میں کہ انجیل ثانی ہے صحاح ثانی سے یہ نص موجود ہے اور چاروں انجیلین انکے نزدیک متواتر ہیں قال عرس رجل اشجاراً فادخله وبنى حوالہما الجدران وحفر فیہما بئر وبنى علیہما یوناناً فلما کلمت عمارۃ البستان اودعه عند الزارع وسافر الی بلد آخر واکام ہما فلما کان ان یتعجب الناس ان ارسل عبداً من عبیدہ الی الزارع لیساً انما رۃ فلما جاء واد ان یأخذ مراً ضربوه وارسلوه خائباً ثم ارسل عبداً اخر فادوہ و ضربوه وادموہ و شتموه وادسہ ثم ارسل فقتلوه فکان یُرسل عبیدہ کا تثری فیضربون بعضهم ویقتلون بعضهم وکان لہ ابن واحد یحبہ وکثر لکن لہ ولد سواہ قال سئل الیہم فلما رۃ الکفار قال بعضهم لبعض ہذا الذی یرث بعد البتۃ فہلوانقتلہ ویرث البستان فوموا علیہ فقتلوه فلاحرم یضرب علیہ صاحب الحائط ویرث الیہم ویرث عرس الیہم ویرث عرس الیہم ویرث عرس الیہم

ترجمہ کیا ایک شخص نے اپنی زمین میں درخت لگائے اور اس کے گرد دیواریں قائم کیں اور کنواں بھی اوس میں  
 کھودا اور ایک مکان بھی بنایا پھر جب تمام ہو گئی عمارت باغ کی مزارعوں کے سپرد کر کے آپ کسی اور شہر کو سفر  
 کر گیا اور وہاں رہنا اختیار کیا جب میوہ کپنے کا وقت آیا اپنے غلاموں سے ایک غلام بھیجا اور مزارعوں کے پاس  
 تاسیوہ وہاں سے لائے انھوں نے اس غلام کو مارا اور میوہ نہیں لینے دیا اور محصول مطلب اوسکو مالک  
 باغ کے پاس بھیجا اوس مالک نے پھر اور ایک غلام بھیجا ان مزارعوں نے اوسکو بھی مارا اور لٹو لٹان کر دیا  
 اور سر اوسکا توڑ ڈالا پھر اوستے اور غلام بھیجا اوسکو انھوں نے جان سے مار ڈالا عرض حال یہ تھا کہ مالک  
 برابر اپنے غلام انکے پاس بھیجے جاتا تھا اور یہ بعض کو زد و ضرب کرتے رہے اور بعض کو مار ڈالتے رہے اب  
 اوس مالک کا ایک لڑکا تھا نہایت پیارا اور عزیز اور سوا اس لڑکے کے اور لڑکا تھا اوسکو انکے پاس بھیجا  
 جب ان کافروں نے اس لڑکے کو دیکھا تو بعض نے بعض سے کہا کہ یہی ہی جو بعد مالک کے باغ کا وارث  
 بنے گا اوسکو مار ڈالیں اور زمین وارث باغ کے بن جائیں تبس اوس پر حملہ کیا اور اوسکو مار ڈالا اس کے سطر ج  
 صاحب باغ کا غضبناک و خشکین ہو گا ضرور غصہ ہو کر انکی طرف رجوع کرے گا اور باغ کو اسے چھیننے کے انکو ہلاک  
 کرے گا اور باغ اور روں کے قبضہ میں رکھیں گے اب اس موقع سے معلوم ہوا کہ اصول مذہب میں ثبوت  
 ملت صغیہ کا کہ راہ اوسکی قبول کرنا ثبوت خاتم الانبیاء کا ہر بدون بیروی اہل سنت کے ممکن نہیں اوسط  
 کہ انھوں نے اصول اپنے دین کے لگائے ہیں جماعت صحابہ سے مثلاً عشرہ مبشرہ اور عباد اللہ اربعہ اور کثرین  
 اور دیگر اہل بدو اہل بیعت رضوان اور مجاہدین اولین کہ حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں انکے صدق و صلاح  
 گواہی دی کہ قَوْلِهِ تَعَالٰی اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ یعنی وہ لوگ سچے ہیں اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحٰنَہٗ وَّلَاۤیَہٗ  
 مَعَاہُ اَشِدُّ اَعْلٰی اَلْکُفَّارِ اَنَا خَرَّ اَیْتِ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ کہ انکے ساتھ ہیں نہایت  
 سختی کرنے والے ہیں کافروں پر آخر ایت تک اور بہت آیتوں میں انکی نسبت کلمے خوشنودی و رضامندی کے  
 ارشاد فرمائے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَہٗ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اِلَیْہِ عَصِیْتَ لَکُم مِّنْ اٰیٰتٍ یَّعْنٰی  
 تحقیق راضی ہوا اللہ ایمان والوں سے جسوقت کہ بیعت کرتے تھے وہ نیچے درخت کے اور سوا اسکے اور آئینہ  
 رضامندی کی پھر جب اہل سنت نے قرآن و حدیث میں یہ نصوص انکے حق میں نہ تو انکے حال کی وجہی جستجو اور  
 تلاش کی معلوم ہوا کہ ایک ایک ان میں سے سچے اعتقاد والے اور نہایت محبت اور رُوح والے ہوسے ہیں  
 اور کسی طرح ترقی شریعت عزائم تصور نہیں کیا اور احکام روشن ملت صغیہ میں مطلق چکنی چٹری ملحق نہیں بنائے

کتاب خدا کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا اور خدا کے دین کی حفاظت و حمایت کو اپنی جان اور اپنے دم سے زیادہ جانے تھے رسول مقبول کی سنتوں کی اپنی عالون میں جہانگیر ممکن تھا نفیوت کرتے تھے اور عبادتوں کو زیادہ سمجھتے تھے اور عوام صحابہ بھی انکی صحبت کی برکت اور خوف سیاست سے اسی جہاں لوہا چلن پر تھے اور تابعین انکے احسان بھی بتائیں صحبت انکے کہ انکے نورون کے عکس اپنہ پڑے تھے انھیں کے سلوک و طریق پر تھے اور ایسے ہی قرنا بعد قرن یعنی صدیوں اور یہ فرمان برداری و پیروی جو یہ لوگ پیغمبر کی کرتے تھے عرض خاص یہی تھی کہ حق ظاہر ہو نہ یہ کہ نفع کی لالچ اور ضرر کے بچاؤ سے بلکہ جو کوئی سرداران عرب سے داغ الفت مولف القلوب یعنی حضرت سے داغدار تھا کیسا ہی رئیس قوم اور سردار کہنے کا ہوتا اور کسی تحقیر اور اہانت کرتے تھے مثلاً ابوسفیان اور قرع بن حابس نے مجلس میں خلیفہ دوم کے باوصف اسکے کہ بڑی ریاست رکھتے تھے بڑی ذلتیں اور ٹھانی ہیں اور صف نعال میں جگہ بائی اور فقیر اور مسکین اور غلام اور کم حاصل انکے صدر مجلس ہوتے تھے جیسے سبیب اور عمار اور جب اقتدار و حکومت اور ملک و سلطنت کا ہوتا تھا تو ابون اور قریبون کو نہیں دیتے تھے مگر جسکو دیکھتے تھے کہ قدم اسکا اسلام میں مستحکم ہو اور اسحضرت صلعم صحبت اور رفاقت میں بشدت و کثرت رہا اس قسم کے منصب و مکودیتے تھے اور اسبات کا لحاظ رکھتے تھے اور اکثر یہ لوگ بعد بڑی بڑی لڑائیوں اور مارے جلنے بزرگون اور قریبون اور آڑے رہنے کفر پر اور دیکھنے معجزات تو یہ کہ ایمان لائے ہیں ورنہ جیسا کہ کہا ہے کہ کاهنون اور بخوبیوں اور اہل کتاب کے کہنے پر بطبع مال و مناصب کے ایمان لائے تھے اگر یہ ہوتا تو پہلے ہی پہلے میں مسلمان ہو جاتے مدتوں تک پیغمبر کے کاموں کو ابتر کر کے عداوت میں نہ بسر کرتے اور جب انھیں کی نفس دروایت سے دعوی نبوت اور ظہور مجرت اور نزول قرآن اور عاجز ہونا فیضیون بلیغوں کا اسکے جھکڑے میں ثابت ہوا تو یقین حاصل ہوا کہ فی الواقع ایسا ہی تھا اور ثبوت انکے سچا و صلاح کا موافق گواہی قرآن اور رسول کے ایسا دو نہیں رہا کہ کچھ کھٹکا لازم آئے بلکہ بطور تاکید اعتقاد اور مزید یقین کے اور درجہ جہاں کے حال کے کافی ہے اس بات میں کہ اعتقاد کیا جائے کہ خبر انکی صحیح ہے اور متواترات انکے سچے اور پیروی انکے طریقے کی اور لازم پکڑنا انکے طریقے اور راہ کا شیعہ قرآن یا حدیث یا اجماع پر تنسک کرین تو اس صورت میں انہر ضرور لازم آتا ہے کہ گویا اپنے شیعہ بن سے انھوں نے نزل کیا اور انہی کی مذہب اہل سنت کی لازم پکڑی جس اگر نہ تو انکے تمسکات جو کچھ ہیں ایسے ہو جائیں گے جیسے بانی کا نقش یاد ہو کاسبت کی چاک جو بانی کی طہریح

معلوم ہوتی ہے حقیقت اور بے ثبات تیس ظاہر ہو کہ کوئی دلیل انکے دلائل سے اصل شیعیت کے واسطے درست نہیں ہوتی اور جبکہ دامن اہل سنت کا پکڑا اور اس قرآن اور ملت ضعیفہ کے قائل ہوے تو ضرور وہی کہ سب امور متواترہ میں انکے مثلاً جیسے آنحضرت نے شدت بیماری میں امامت ابو بکرؓ کے سپرد کی اور فضائل و مناقب و نیکے بیان فرمائے اور بانوں دھونے اور مسح موزہ کے کہ قرآن اور اصول سے متواتر ثابت ہو سب کا قائل ہونا اور ماننا چاہیے ورنہ ایک حکم بے اصل لازم آئیگا جس طرح ایسا ہی کہ روئی تو اور کسی کی کھانا اور شکر دوسرے کا بجالانا کیسی بے لطفی کی بات ہے و ہر بیت و جہ و منہ بادہ لے رہا ہے کہ فرغمیست و دشمن می بودن ہر رنگ مستان ز رستن و آب لازم ہے کہ اس فائدے کو کوئی بیفائدہ سمجھے کہ نہایت مفید ہے اگلے بابوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنا انکے مذہب شیع کی اون روایتوں پر جو یاران ائمہ نے ائمہ سے کہیں اور یا روکھا حال معلوم کہ اکثر اونہیں دروغ گو تھے کہ خود اماموں نے انکو جھوٹا ٹھہرایا ہے ایسا کوئی امام نہیں ہوا کہ جسکے بارون کی تکذیب امام لاحق نے نہ کی ہو دلیل اسکی یہ کہ انہیں کے بعض اس امام کی امامت کے قائل نہیں ہوئے دوسری امامت کے حقد تھے یا قائل اس بات کے کہ ابھی امام کے پیدا ہونے میں توقف ہو یا فلان امام پر امامت منقطع ہو گئی مگر انکو ایسا حسن ظن اونکے بارون پر ہے کہ کیسی ہی تکذیب کئے امام لاحق یا سابق کر دین لیکن یہ تو اوںکو جو بھجی نہیں گئے جسکی روایتوں پر پورا پورا اعتقاد رکھتے ہیں پھر کیا یا حضرت کے اماموں کے بارون سے تاثیر صحبت میں کم ہیں جو انہر حسن ظن نہیں کرتے اور انکی روایتیں نہیں مانتے حدیہ کہ بعض روایتیں اماموں سے مخالف روایت صحابہ کے خاص مقدمات متعلقہ امامت میں انکو پونجی ہوں اور صحابہ رضہ کے صدق میں انکو شبہ پیدا ہوا ہو لیکن جبکہ یہ مخالفت ہر امام کے اصحاب میں جاری ہے اور یہ شبہ اون سب میں بھی موجود اسکے ساتھ بھی اونکی روایتیں مانی گئیں پھر صحابہ کی روایت کے حق میں کوئی چیز مانع ماننے کے ہوگی و مَا هَذَا إِلَّا أَنْتَصَبَ الْمُحْضَرُ وَالْعِنَادُ الْحَقُّ يَعْنِي نَهْنِ هِيَ مَكْرُ تَعَصُّبُ مُحْضَرُ وَ بَعْضُ خَالِصٍ وَ رَجَابِ رَسُولِ مَقْبُولِ كِي تَحْقِيقِ اِدْرَا اِنْتِ اُونْ كِي تَاثِيْرِ صَحْبَتِ كِي صَحَابَه رَضِ كِي حَقِّ مِيْنِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ حَالِ اَنكُهْ خُودِ اِيْمِهْ نِيْ عَذْرَ اسْ مَخَالِفَتِ كَا بِيَانِ فَرْمَا يَ اَوْ صَحَابَه كُو صَدَقْ سِيْ مَوْصُوفِ كِيَا هُوْ كَا نَكِيْ صَحْلَحْ سِيْ ثَابِتِ هِيْ اَوْ رِيْ رُوِيْ لِيْكِيْنِ بِرُوْهْ تَعَصُّبِيْ اَنكُو اَنْدَهَا بَهْرَ اَكْرَهْ جِيْ مِيْنِ كِتَابِ اَنْكُو اَنِيْ اَكْتَلِيْنِيْ فِيْ بَابِ اِخْتِلَافِ الْحَدِيْثِ بِحَدَّثِ اَلَا سَنَدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ حَازِمٍ قَالَ قُلْتُ لَأَكُو عَبْدُ اللَّهِ مَا بَالِيْ اَسْأَلُكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَيُجِيبُنِيْ فِيْهَا بِالْجَوَابِ ثُمَّ يُجِيبُكَ غَيْرِيْ فَيُجِيبُهُ فِيْهَا بِالْجَوَابِ اَخَرُ فَقَالَ اَنَا

يُحِبُّ النَّاسَ عَلَى الزِّيَادَةِ وَالنَّفْصَانِ قَالَ قُلْتُ فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَحَبِّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 صَدَقُوا عَلَى مُحَمَّدٍ مَكَدَبُوا قَالَ بَلْ صَدَقُوا قَالَ قُلْتُ فَمَا بَالُهُمْ اُخْتَلَفُوا فَقَالَ أَمَا تَعْلَمُونَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِي  
 عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَيُجِيبُهُ فَيُهَا بِالْجَوَابِ ثُمَّ يَجِيبُهُ بَعْدَ ذَلِكَ  
 بِمَا يَشْتَهُ ذَلِكَ فَسَمِعْتُ أَحَادِيثَ بَعْضُهَا يُحَدِّثُ لَهَا سَنَادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ  
 قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا بَالُ أَتْوَاكُم يَرُدُّونَ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَلَا تَتَّبِعُونَ مَا لَكِذِبٍ فَيَجِبُ مِنْكُمْ خِلَافُهُ قَالَ إِنَّ الْحَدِيثَ يَشْتَهُ كَمَا يَشْتَهُ الْفَرَاغُ

ترجمہ کتاب کلینی سے ہر باب اختلاف حدیث میں مع دور کرنے اسناد کے منصور  
 ابن حازم سے کہا کہ میں نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے کہ کیا حال ہو تمہارا کہ میں پوچھتا ہوں  
 تم سے ایک مسئلہ سو جواب دیتے ہو تم مجھ کو ایک حال پر پھر آتا ہو تمہارے پاس دوسرا شخص  
 سو جواب دیتے ہو تم اس کو دوسرے طور پر تو کہا کہ بیشک ہم جواب دیتے ہیں لوگو کو  
 بیشی و کمی پر کہا اس نے پوچھا میں نے مجھ کو خبر دو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ سچ کہا ہو  
 او انھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یا جھوٹ کہا بلکہ سچ کہا ہو انھوں نے پھر میں نے پوچھا کیا سبب جو انھوں نے  
 اختلاف کیا ہو کیا سبب کہ کوئی شخص آتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور پوچھتا تھا اور  
 کوئی مسئلہ سو جواب دیتے تھے اس کو ایک جواب پھر جواب دیتے تھے بعد اسکے پہلے جواب کو نسخ کر کے  
 نسخ کرتی تھیں حدیثیں بعض کو بعض آوری بھی بخلاف اسناد محمد بن مسلم سے ہو ابی عبد اللہ سے کہا کہ میں نے  
 اس کا کیا حال ہو کہ بہت قویں روایت کرتی ہیں فلان فلان شخص سے زلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور اوپر جھوٹ کی کوئی تمت نہیں کرنا اور تم سے اونکا خلاف ظاہر ہوتا ہو کہا بیشک حدیثیں منسوخ  
 ہوتی ہیں جیسا کہ نسخ ہوتا ہو قرآن میں انتہی فائدہ اُخْرٰی اَجَلٌ مِنَ الْاَوَّلٰی وَلَقَدْ نَاھَا سَعَادَتِ  
 الدَّارِیْنِ فِی شَرْحِ حَدِیْثِ الثَّقَلِیْنِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَجْعَلْهَا مَعَ الْاَبْوَابِ الْحَمْسَةِ الَّتِیْ بَعَثَ اِلَیْهَا رَسَالَهُ عَلَیْھِمْ  
 ترجمہ فائدہ دوسرا ہو کہ پہلے سے بڑھ کر اس کا لقب ہمنے رکھا سعادت دارین اس میں بیان ہو حدیث  
 ثقلین کا پس جو کوئی چاہے مٹا لے اس کو ایک رسالہ علیہ ابواب پنجگانہ سے کہ بعد اسکے میں جانا چاہیے کہ یہ حدیث  
 باتفاق شیعہ اور سنی کے ثابت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنِّیْ نَارُ کُرْیٰ فِیْ لَوْ الثَّقَلِیْنِ کَانَ  
 تَصَدَّقْتُ بِھَا لَنْ تَصْلُوْا بَعْدَیْ اَحَدُھَا اَعْظَمُ مِنْ الْاُخْرِیْ کتاب اللہ و عترتہ اہلبیت علیہم السلام





جس طرح لوگ پڑھتے ہیں تا وقتیکہ بیاہون امام ہمدی اور جب امام ہمدی پیدا ہو لین تب پڑھ کتاب  
کو اس کے طریقے پر وروی الکلیبہ وغیرہ عن المحکم بن عتبہ انا قال قرأ علی بن الحسین و ما ارسلنا من  
قبلك من رسول ولا نبی الا محمد قال وكان علی بن ابی طالب محدثا یعنی روایت کی کلینی وغیرہ  
حکم بن عتبہ سے کہ ہر آیت اسے کہا کہ پڑھا علی بن حسین نے بعد لفظ نبی کے محدث زیادہ کر کے اور محدث  
بمعنی صاحب امام اور کہا کہ وہ محدث یعنی صاحب امام علی بن ابی طالب ہیں وروی عن محمد بن  
الحکم اہلانی وغیرہ عن ابی عبد اللہ انما ہی ابی من امة لیس کلام اللہ بل کلمت عن موضعہ  
والمزل ائمہ ائمتہ من ائمتہ سے روایت کی محمد بن جهم ہانی وغیرہ سے اور اسے ابو عبد اللہ  
کہ ہر آیت جماعت اس کی بالاتر جماعت سے یہ کلام الہی نہیں ہی بلکہ بدلایا ہوا ہے طور سے اور جو نازل ہوا ہی  
وہ یہ ہی امام ہیں کہ وہ پاک ترین تمھارے اماموں سے اور یہ بھی نزدیک انکے ثابت اور مقرر ہوا و مشہور  
کہ بعض سورتیں بالکل ساقط کر دالین میں مثل سورۃ الولایۃ اور بعض سورتوں سے اکثر اس کا جیسے سورۃ  
الاحزاب فاذا كانت مثل سورۃ الانعام کہ اس سورۃ سے جو کچھ فضیلت اہل بیت اور احکام  
امامت سے تھا ساقط کیا ہوا اور لفظ ویکل قبل ان لا تحزن ان الله معنا سے ساقط کیا ہوا  
لفظ عن ولا یؤیکل عن اس آیت کے بعد سے وقفوا هؤلاء هم مستولون یعنی کھڑے کیے جائینگے  
وہ بیشک پوچھے جائینگے ولایت علی سے اور ویکل ہو اُمیت بعد اس آیت سے خیر من الف شکر یعنی  
لیلۃ القدر بہتری نزار مینوں سے خرابی ہو بنی امیہ کو اور یعلی بن ابیطالب اس آیت کے بعد سے  
کفے الله المؤمنین القتال یعنی کفایت کرنا ہوا اللہ مومنوں سے اور انیکو ساتھ علی بن ابی طالب کے اور  
ال محمد اس لفظ سے وسیع لفظ الذین ظلموا ال محمد ائی منقلب یتقلبون یعنی جلدی دیکھینگے  
وہ لوگ کہ ظلم کیا اور خون نے آل محمد پر کونے مرجع کو رجوع ہوتے ہیں اور لفظ علی بعد ذلک قوم ہادی  
یعنی واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنے والے علی ہیں ذکر کل ذلک ابن شہر آشوب المازندانی رانی  
کے کتاب المناہل کہ ذکر کیا ہوا یہ سب ابن شہر آشوب مازندانی نے اپنی کتاب مناقب میں اور ایسے ہی  
بہت کلمے اور آیتیں بشمار لکھی ہیں جس اب انکے نزدیک قرآن مجید محفوظ اور توریت و انجیل میں  
کچھ فرق نہ تھا اور ان تینوں پر تمسک کرنیکی کوئی وجہ نہیں کہ واسطے کہ محرف اور بدل اور منسوخ بنا سخ  
مجمول ہیں جس کتاب اللہ کی تو یہ کیفیت سنی اب عزت رسول کا یہ حال ہے کہ باجماع اہل لغت عزت

کسی شخص کی اوسکو کہتے ہیں جو اسکے اقارب ہوں اور یہ شیعہ نسبت بعض عمرت انکار کرتے ہیں جیسے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم بیٹیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بعض کو داخل عمرت نہیں گنتے جیسے حضرت عباس چچا آپ کے اور اولاد ان کی اور جیسے زبیر رضی اللہ عنہ آپ کے بھو بھی کے بیٹے اور اکثر اولاد حضرت زبیر کو بھی دشمن جانتے ہیں اور بڑا کہتے ہیں مثلاً زید بن علی بن حسین کہ بڑے عالم اور متقی اور پرہیزگار تھے کہ مر دہو یا ہاتھ سے شہید ہوئے اور ان کے بیٹے یحییٰ بن زید کے بھی دشمن ہیں اور ایسے ہی ابراہیم بن موسیٰ کاظم اور جعفر بن موسیٰ کاظم کو کہ ان کا کتاب لقب کیا ہو حال آنکہ وہ ازکیا اولیا اللہ سے تھے کہ بایزید بسطامی نے انھیں سے راہ طریقت کی پائی ہو اور یہ غلط ہو کہ بایزید مرید جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے تھے اور جعفر بن علی کو بھی کہ بھائی امام حسن عسکری کے تھے لقب بلذاب کیا ہو اور حسن بن حسن مثنی کو اور ان کے بیٹے عبداللہ محض کو اور ان کے بیٹے محمد کہ لقب بہ نفس زکیہ ہیں مرتدا ور کافر گنتے ہیں اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا بن محمد باقر اور محمد بن عبداللہ بن حسین بن حسن اور محمد بن قاسم بن حسن اور یحییٰ بن عمر کہ زید بن علی بن حسین کے پوتوں سے ہیں ان سب کو کافر اور مرتد جانتے ہیں اور جماعت سادات حسنیہ اور حسینیہ کو کہ قائل امامت و بزرگی زید بن علی کے ہیں مگر اہ جانتے ہیں حال آنکہ کتابیں نسبوں کی اور تواریخ سادات کی صریح دلالت کرتی ہو اسباب کہ اکثر اہل بیت حسنی اور حسینی مقتدر امامت زید بن علی اور فضیلت ان بزرگوار کے ہوئی ہیں اور جماعہ سب اثنا عشر یہ ان بزرگواروں کے حق میں اعتقاد کفر اور مردود اور ہمیشہ داخل رہے دوزخ کا کہتے ہیں جیسا کہ باب معاد میں ان کی کتابوں سے نقل کیا جائیگا اور وجہ بھی اس کی ظاہر ہو کہ منکر امامت ایک امام کا ان کے نزدیک مثل منکر نبوت ایک نبی کے کافر ہو والکافر ہونے کا فریضہ یعنی کافر ہمیشہ اگ میں رہیگا اور حال آنکہ یہ سب بزرگوار یعنی شیعہ منکر امامت امام اپنے وقت بلکہ ائمہ باضیین کے رہے ہیں ایک گروہ قلیل ثنائیہ یہ راہ ہو کہ مثل حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو لوگ ہیں اعراف میں رہینگے بعض کا یہ قول ہو کہ بعد عذاب شدید اپنے اجداد کی شفاعت سے نجات پائینگے اور دو قول رلیک و مردود و مقبول ہیں موافق ان کے قواعد و اصول کے وہی قول اول ہو اس واسطے کہ شفاعت کفار کی بالاجماع مقبول نہیں ہو نہ اعراف دارالخلد اسکے ساتھ یہ کہ رہنا انکا اعراف میں اسکے کوئی وجہ نہیں کہ اس واسطے کہ یہ سب منکر امامت کے تھے اور منکر امامت کے کافر پھر کافر اعراف میں کیونکر ہو سکتے ہیں اور باوصف اسکے روایت کرتے ہیں کہ حُبُّ عَلَیٍّ لَا یَخْلُقُ الْإِنْسَانَ یعنی دوستدار علی کا دوزخی نہیں ہوگا بس جن لوگوں کو دوزخی بناتے ہیں

اونکی دوستداری میں حضرت علی کے ساتھ کچھ شبہ نہیں اب خیال کیا جائے کہ نواصب اور خوارج تو  
اہانت اور خفت اماموں کی بیان کرتے ہی تھے مگر اس فرقہ شیعہ کے نواصب کی سیر دکھی جائے کہ کس قدر  
بزرگون اور اونکے جگر پاروں اور بھائیوں کی کس حد اہانت اور خفت ظاہر کرتے ہیں اور چند شخص محدو  
اہل بیت سے ہیں کہ وہ دوازدہ امام اور بعضے اقارب درپردہ ہزاروں عیب اور برائیاں اونپر لگاتے ہیں  
کہ نواصب و خوارج ایسے کب لگا سکتے ہیں یہ اونسے بہت بڑھے ہوئے ہیں سچ کسی نے کہا ہی  
دشمن دانا با زندان دوست بد چنانچہ تفصیل ان عیب اور برائیوں کی انھیں کی کتابوں و رفاہیوں سے ایسی  
روشن ہی جیسے دوپہر کا سورج یہاں ہر چند کفریات انکے بطور نمونہ رزخوار لکھے جاتے ہیں اول یہ کہ  
کتے ہیں امام وقت صاحب عصر و زمان یعنی مہدی احمد زامداد و بزر دل اور ڈرنے و دکنے والا ہے کہ تھوڑی  
جماعت کے خوف سے ہزار برس ہمے جو چھپا ہوا ہے اور نہیں نکلتا باوصف اسکے کہ دولت و سلطنت عباسیہ  
درہم برہم ہو گئی اور جنگیزہ کا غلبہ ہوا کہ وہ بعد مسلمان ہونیکے نہایت محب اہل بیت کے تھے بلکہ بعض نے  
مذہب شیعہ اختیار کیا تھا اور نیز تسلط صفویہ کا عراقین اور خراسان پر ہوا کہ یہ لوگ بھی معاون شیعہ کے  
اور یہ حکمین مردم خیز اس گروہ کی ہوئیں اور سلاطین دکن اور گکالہ اور پورب میں بھی یہ مذہب خوب مروج  
ہوا اور ہندوستان میں اس فرقے کے لوگ بڑے بڑے امیر و وزیر ہوئے پھر صاحب عصر کا کیوں نہیں ظاہر ہوتا  
اور اطمینان ملی او سکوا حاصل نہیں ہوتا و وہ یہ کہ تمام کتابوں میں انکی حضرت جعفر صادق سے روایت  
کہ فرمایا مآئین الشیعۃ ضمتہ جائزنا لکنا و فرماتے ہیں لکھو یعنی اس گروہ شیعوں کے ہماری جھوکریوں کی  
خدمت تو ہمارے واسطے ہے اور فرمیں اونکی تمہارے واسطے ہیں اللہ اللہ کس قسم کا ہتان انکے نفوس  
خشیتنے ایسے جناب پاک کی نسبت روا رکھا ہے اور سہل جانا ہی سوم یہ کہ اکثر حضرات کی نسبت کہتے ہیں  
کہ وہ فرماتے تھے حضرت ام کلثوم جو بیٹی حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کی ہیں انکے حق میں کہ حضرت عمرؓ  
انکا نکاح ہوا تھا اذکذا لکھتے ہیں غصب مثلاً یعنی یہ پہلی فسح ہے کہ چھینی گئی ہے جسے سبحان اللہ کیسا  
کلمہ ہے جو انکی زبان سے نکلتا ہے ہم تو جانتے ہیں کہ کچھ دور نہیں جو آسمان گر پڑے اور زمین بھٹ جائے  
اول تو حقین اونکے جو سیدہ پاک اور جگر گوشہ رسول اور قبول کی ہیں کسی فحش اور بے ادبی ہے اور کسی  
پلید بات و امن پاک میں اون ظاہرہ مطہرہ کے باز دھتے ہیں دوسرے حضرت امیر اور حضرت حسین کی  
کیسی بے حفاظی اور بے ناموسی ثابت کرتے ہیں اور حضرت صادق رضی اللہ عنہما ان اون کلمات کا نکالتے ہیں

سومین تو اونکی گیسو بھیجی اور بنی قری کا اعتقاد کر رہے ہیں ایسی لفظوں کو بزرگ زبان پر نہیں لاتے خصوصاً  
 ذکر ایسے عضو سطور الاسم کا اور وہ بھی اپنے اقارب کیا معنی اپنے بزرگوں کا کہ بدترین شہد سے بھی ایسی بات  
 سہسے نہیں نکالتے ہنر دہلی کے بازار میں لوگوں کو دکھا کر ایک وقتیں قندہار کے چٹھاؤں نے کہ آیکو  
 درانی کہلاتے تھے دہلی میں انکی بہت عورتوں کو بے ناموس کیا تھا مگر ان بازار یوں نے کبھی اس فعل کا  
 ذکر بھی نہیں کیا اور زبان پر نہیں لائے نہ لاتے ہیں بلکہ بڑی عار رکھتے ہیں اور یہ احتمال یہودہ کہ جگر گوشہ  
 رسول کے معاملے میں اس ختم کا فعل واقع ہوا اگرچہ جبراً اور کرہا ہی سہی تاہم کام کسی مسلمان کا نہیں لالچ  
 بلا قوتہ الابا لہ چہا رم کہتے ہیں کہ حضرات اہل کیاں اور بنین اپنے کافروں فاجروں کے زنی میں دیکھتے  
 جیسے حضرت سکینہ کہ نکاح میں مصعب بن زبیر کے تھیں اور علی ہذا القیاس اور قریب کی عورتوں کو کافروں  
 اور ناصبیوں کے نکاح میں دیا ہوتا ہے جو کتا بن کہ اسباب سادات کی ہیں اونکے درمیان میں مفصل  
 اسکی شرح ہو چم حضرت جعفر صادق رضی کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ قرآن مجید کو زمین پر پٹک دیا  
 اور اہانت کی آوروہ طعن جواب میں مسعود نے حضرت عثمان پر صحف جلا دینے کے معاملے میں کی ہو بعینہ  
 حضرت صادق رضی پر ثابت کہتے ہیں رَوَى الْكَلْبِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَلَالِيِّ عَنِ الصَّادِقِ أَنَّهُ قَرَأَ  
 وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَقَصَّصْتُ عَنْهُمْ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَأَ تَاتَخَذُونَ آيَاتَكُمْ دَخَالًا بَيْنَكُمْ وَأَنْ تَكُونَ آيَاتُهُ  
 هِيَ آيَاتُ مَنْ آمَنَ لَكُمْ فَقُلْتُ جَعَلْتُ فِدَاكَ آيَةً قَالَ آيَ وَاللَّهِ قُلْتُ إِنَّمَا يَفْقَهُ الْآبِيُّ قَالَ مَا آبِيُّ وَآبِيُّ  
 بَيْدٍ فَطَرَحَهَا إِيَّاهُ تَرَجَمَ رَوَايَتُ كِي الْكَلْبِيِّ فِي زَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَلَالِيِّ سَ وَأَوَّاهُ صَادِق  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ سَ بِشَيْكٍ أَوْضَحُونَ فِي طَرَحَاتِ هُوَ تَمَّ أَوْسَ عَوْرَتِ كِي طَرَحَ كِي تَوَّاهُ أَوْسَ سَوْتِ أَتَابَعَهُ رَوَى  
 كَلْبِيُّ كَلْبِي بِكَرْتِ هُوَ تَمَّ ابْنِي قَسْمُو كُو مَوْجِبِ ضَلِّ دَرْمِيَانِ أَتَابَعَهُ كِي هُوَ تَمَّ أَمَامُ كِي وَهَ بَاكِيَزَه تَمَّ بِنِ تَحَا سَ  
 أَمَامُونَ سَ بِسَ كَمَا مِينَ سَ كَمِينَ قَرْبَانِ كِيَا جَاؤُنَ تَمَّ بِرَأْسِهِ هُوَ كَمَا هَانِ خَذَا كِي قَسْمُ كِي كَمَا مِينَ سَ سَوَا سَكِ  
 نِينَ كِي كِي بَرَّهَا جَانَاؤِ أَرْبِي أَوْ كِيَاؤِ أَرْبِي أَوْ رَا شَارَه كِيَاؤِ سَنَ سَانِ أَوْ سَكِ بِسَ دَلَّ يَاؤِ سَنَ أَوْ سَكِ  
 أَرْوَسَ أَهَانَتِ كِي غَرَضِ اس سَ يَہ كِي رَاؤِ كَمَا ہ كِي حضرت صادق نے بجائے آیتہ ہ ابی میں  
 آیتہ کے آیتہ ہی اگلی میں آیتہ کو بڑھا ہوا ششم وہ بات جو خلاف ایمان اور مخالف ملاقات سونج  
 ہو اوسکو نسبت اماموں کے ثابت کرتے ہیں نبض جناب امیر رضی اور چاہتے ہیں کہ ابی گواہی سے اماموں کے  
 ایمان میں ختمہ دالین آوروہ نقیہ ہو چنانچہ کہتے ہیں کہ حضرات ائمہ نے باوصف عدم خوف ہلاک عمر بھر

تقیہ کیا ہو یعنی حق چھپایا ہو اور باطل ظاہر کیا ہو حال آنکہ حضرت امیر سے نص تو اس ترجیح البلاغت میں موجود قال علیہ السلام علامۃ الایمان ان تؤخر الصدق حیث یطرق علی الکردب حیث یفعل قال یعنی فرمایا جناب امیر نے نشانی ایمان کی یہ ہے کہ پسند کرے تو سچ کو اس موقع پر جہاں نقصان پہنچے سچ سے اور جھوٹ سے نفع پہنچے ہفتہم بعض آیات قرآن کی تفسیر کو ایہ سے نسبت کرتے ہیں کہ ہرگز موافق قواعد عربیت اور نحویت کے وہ معنی اونکے ٹھیک نہیں بیٹھے مانسنے والوں پر انکے ناواقفیت و لاعلمی قواعد نحو پر ثابت ہو اور بعض تفسیریں ایسی جو فعل ربط کلام اور باعث خرابی نظم اور انتشار معنی و اور ابتری سیاق کلام پر متضمن ہیں وہ بھی ان سے نسبت کرتے ہیں تا لوگوں کو انکے کمال علم سے براعت و ہوجاہ ہشتہم یہ کہتے ہیں کہ امام جہاد سے منع فرماتے تھے اور قرآن مجید میں جیسی کچھ ناکید و قلعہ جہاد کی ہو ہر طفل مکنت جانتا ہو پس نقلین میں مخالفت ڈالتے ہیں کہ قرآن یوں کہے امام یوں کہیں حال آنکہ تئمہ حدیث نقلین میں یہ عبارت بھی روایت کی ہو کہ یقیناً کا حشر یو علی الخوض یعنی ہرگز جدا نہیں ہونگے یہ دونو نقلین جب تک کہ میرے پاس آدین عوض پر آب اس عبارت سے صریح یہ فائدہ حاصل ہوتا ہو کہ پیغمبر نے ایک کسوٹی اقوال اور مذاہب عشرہ طاہرہ کے پہچانے کی ہلکو عنایت کی ہو کہ جب لوگ عشرہ پر جھوٹ اور افترا کر کے اس قسم کی باتیں اونکی طرف سے ہمارے سامنے کریں اور ہم اون مفسرین کی روایتیں سنیں تو ہم ان کو قرآن کے سامنے پیش کریں جسکو قرآن قبول کرے وہ صحیح ہو اور جسکو قرآن جھوٹا بتائے افترا اور بہتان ہو اور جو قرآن کو اپنے عشرہ کے اقوال و مذاہب جانچے کو کسوٹی بتایا یہ وجہ کہ قرآن محفوظ دستور کی کسوٹی ہونیکے لائق تر ہو عشرہ طاہرہ سے اس واسطے کہ عشرہ کو یکم بشریت موت و حیات بھی ہو اور یہ بھی کہ کبھی کسی جگہ موجود کسی جگہ سے غائب کہیں سے دور کہیں سے نزدیک اور سوال اسکے اور امور لاحقہ گویا کبھی جھوٹ اور افترا جوڑ نیکیں ہیں بخلاف قرآن کہ بسبب شہرت اور قوت ہر کسی کے سامنے ہر وقت اور ہر مکان میں موجود اور حفظ الہی میں محفوظ کیا گیا الباطل من ہدیکہ ولا من خلیفہ تدریجاً من حکم حیدر یعنی نہیں ٹپک سکتا ہو پاس اسکے جھوٹ سامنے اسکے سے اور نہ پیچھے اسکے سے یہ نازل کیا ہوا داناراستہ کا تعریف کیے ہوے سے یعنی خدا تعالیٰ انہم کہتے ہیں انہوں نے نہ طلاق عورت کے ساتھ جماع جائز رکھا ہو کہ درحقیقت یہ زمانہ جائز نہا ہو معاذ اللہ من ذلک اور ذکر اور خصیوں سے بازی کرنا میں نماز میں بھی ایہ سے کرتے ہیں حاشا ہو من ذلک

اول خود مانا عظم اکان دین او میں اس قسم کی بازی دوسری اس بازی میں کوئی لطافت نہ ہو یا نہ ہو  
 کہتے ہیں کہ ایہ نے بخش کپڑے جو نجاست غلیظ سے آلودہ ہوں اونکے ساتھ بھی نماز جائز رکھی ہو نکالے  
 جَزَاءُ لَهُمْ عَنْ ذَلِكَ دوازدهم جانور مردے کا بچہ کھانا یہ بھی او کی طرف لگاتے ہیں حاشا ہم عن ذلک  
 سیزدهم بوس وکنا عورت کے ساتھ عین نماز میں نسبت ایہ کے ظاہر کرتے ہیں اور روایتیں منقولہ انہی  
 ان سب مسائل میں جو ان کی کتابوں میں ہیں باب فروع میں آئینکے چہار دہم وجابت دین عام لوگوں  
 خاص عورتوں کو سکھانے سے ایہ نے منع فرمایا یہ بہتان بھی کرتے ہیں رد سے شیعہ الطائفة عن  
 ابراہیم بن حرقال سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَلَوِي فِيمَا بَرَى النَّاسُ عَلَيْهَا غَسَلَ قُلَّ  
 لَعْمَ لَا تُحْدِثُ تَوَلُّونَ فَيُغْفَرُ لَهُ عِلَّةٌ ترجمہ روایت کی ابو جعفر طوسی نے ادیم بن حر سے کہا پوچھا میں نے  
 ابوعبداللہ سے اس عورت کا مسئلہ جو دیکھے خواب میں جیسے دیکھتا ہو سو نوا لاکہ او پر غسل ہو کہا ہو اور  
 کہا عورتوں سے یہ بات مت کہو کہ انکو ایک بہانہ ہو جائیگا اس صورت میں لازم آتا ہو کہ جناب ایہ حالت  
 غسل میں نماز پڑھنے پر راضی ہو گئے کہ یہ کفر ہو بالاتفاق اور ایسے ہی رضا بالکفر بھی کفر ہو بالاتفاق  
 معاذ اللہ من ذلک اور یہ بھی ہو کہ مکلفات شرعیہ جبکا جاننا واجب ہو اسکے بنانے پر راضی ہو گئے  
 وَهُوَ مُنَاقِضٌ لِمَنْ تَصَبَّحَ مَامَاةً فَاحِجٌ فِي اسْتِحْقَاقِهَا صَادِقٌ لِلْعَدَاوَةِ وَالْمَوَدَّةِ یعنی یہ امر خلاف نصب است کہ  
 او عیب پیدا کریں والاشقاق امامت میں اور قطع کریں والاعدالت اور مروت کا اور اس سے بدتر اور صریح ہم قدر  
 میں روایت صاحب الحاسن کی ہو کہ کاظم علیہ السلام سے نقل کی ڈَالُ لَا تَقْلُوا هَذَا الْخَلْقَ اَصْلُوحُ يَنْهَمُ یعنی  
 کہ کاظم علیہ السلام نے مت سکھاؤ ان لوگوں کو قواعد انکے دین کے سچان اللہ یہ کیسی روایت بد اور حکایت  
 خبیث ہو کہ ایہ کہ بظرف نسبت کرتے ہیں جب یہی تعلیم دین کو منع فرما رہے گے تو اور کون تعلیم دین کی کر لگایا  
 جو کھڑا کعبہ بخیز دیا یا نہ مسلمانی پانزدہم کہتے ہیں کہ ایہ نے احکام الہی پر عمل نہیں کیا خصوصاً حضرت باقر  
 اور صادق علیہما السلام ترک تقیہ کرتے تھے حالانکہ خود حضرت صادق سے روایت کرتے ہیں التَّقِيَةُ  
 دِينَ اَبَائِي یعنی تقیہ ہمارے باپ دادا کا دین ہو پھر ان حضرات نے اپنے اباے کرام کے دین میں کیا تقیہ  
 پائی جو اسکو ترک کیا شانزدہم مخالفت نص صریح کتاب اللہ کی امان کی طرف نسبت کرتے ہیں  
 تا تعلین میں مخالفت واقع ہوا اور لوگوں کو امر دین میں حیران کرین چنانچہ کہتے ہیں کہ ایہ نے زرو سیم  
 سبکو میں زکوۃ واجب نہیں جانی ہو اور خود بھی نہیں دی ہو معاذ اللہ جاتے ہیں کہ ان حضرات کو اس کی

وعید میں داخل کرین والَّذِينَ يَلْمِزُونَكَ بِمَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ سَيَسْأَلُ اللَّهُ عَمَّا كَانُكُمْ  
 کا لاکرے معنی آیت کے یہ اور دلوگ جو جمع کرتے ہیں سونا چاندی اور زمین خرچ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں  
 ہفتہم کہتے ہیں باپ اور بیٹے اور اور اقارب کے مرنے میں کپڑے پھاڑنا اور گرہ بان چاک کرنا مردوں اور  
 عورتوں کا حضرات ایمہ نے جائز رکھا ہے معاذ اللہ ایسے خاصوں کو مصیرون اور روئے پٹنے والوں میں داخل  
 کرتے ہیں اور بشارات قرآنی سے جو صابروں کے حق میں وارد ہوئے ہیں ان سے خارج کرتے ہیں اور لیس  
 مِمَّا مِنْ شَقِّ الْجَبُوتِ کے وعید میں شامل یعنی نہیں ہے جسے وہ شخص کہ چاک کرے کرہاں ہیز و ہم  
 خصوصیت قصاص کی سوائے اندھے کے کہ خلاف حکم قرآن کے و اما من کی نسبت نسبت کرتے ہیں کہ یہ نصیر  
 اونسے ہونے پر وہم کہتے ہیں کہ اگر کسی کا فرضی نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہو تو اوسمیں حضرات ایمہ حکم استرقاق کا  
 کرتے ہیں یعنی اوسکی اولاد کو غلام کر لینا حال آنکہ محض خلاف قاعدہ شریع کے ہو لکن ذرا سے کچھ اور  
 یعنی بوجھ اوٹھانیکا کوئی بوجھ اوٹھانیا لوبوجھ دوسرے لکھا جائے وَالَّذِينَ يَخْرِجُونَ عَنِ الْاَرْضِ وَالَّذِينَ يَخْرِجُونَ  
 جَاءَ عَنْ قَوْلِهِ شَيْئًا یعنی کام نہ اوسے کوئی باپ اپنے بیٹے کے اور نہ بیٹا کام آئے لہذا باپ کے کچھ  
 پس اگر اس قسم کا بدلہ لینا شرع میں جائز ہو تو شریعت محمدی اور تورہ جنگیز خانی میں کیا فرق ہوگا اور جو کافر  
 حربی کی اولاد کا استرقاق جائز ہو اوس سے امید محاربہ کی ہو اور قرب جواراہل حرب میں ہو ذمی قاتل کی  
 اولاد کا کہ نہ مستعد حرب کے ہیں نہ داخل سواد اہل حرب پھر کس طرح استرقاق درست ہوگا کہ صریح عہد کی  
 ہو اور ہر دین و ملت کے مخالف ہوا سطلے کو فاسے عہد کو سبب واجب جانا ہو اور نیز مخالف حکم مسلمان کہ  
 النَّفْسُ بِالنَّفْسِ فرمایا ہو یعنی عوض شخص کے شخص بستم حضرت ایمہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو  
 حضرت عمر بن قتل ہوئے کہ انکے ذمہ میں نوین ربیع الاول کی ہو اوس روز سے تین روز تک کیسے ہی گناہ  
 صغیرہ یا کبیرہ کرے کیسے ذمہ نہیں لکھے جاتے ہیں خیال کیا جائے کہ اس صورت میں کیسا کفر و معاصی کا مباح  
 ٹھہرا دینا نسبت ایمہ کے تجویز کیا ہو بستم و یکم کہتے ہیں کہ جس بانی سے کہ استنجا کیا ہو اوس بانی کو بیٹھ  
 اور اور حاجتوں اور طہارت کے خرچ میں لایا گیا ایمہ نے جائز رکھا ہو کمان وہ طہین طاہرین کمان یہ  
 جواز بخمس بستم و دوم حضرت ایمہ سے نقل کرتے ہیں کہ امت مرحومہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ امت  
 ملعونہ ہے دَوَاهُ الصَّيْرِ عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی یہ روایت کی ہو صیر فی نے ابی عبد اللہ  
 علیہ السلام سے اور بعض روایتوں میں تشبیہ بہت مصطفویہ کی خنازیر سے کی ہو روایت حضرت صادق



کَلَامًا الْكَلْبِيَّةِ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَيْسَ كَيْه رَوَايَتِ كَلْبِيْنِ نَعْنِي جَعْفَرِ عَلِي السَّلَامُ كِي هُوَ اَوْ رَضِيَ قُرْآنُ سَ  
خَيْرًا اَمَّيَّةً يَفْنِي بَهْتَرِيْنِ اَمْتِ اسْكُو خَطَابِ دِيَا هُوَ اَوْ رَاوْنَكِي حَقِيْنِ فَرْمَا يَا كَذَلِكْ لَكَ جَعَلَكُمُ امَّةً وَسَطًا  
الْحَاصِلُ غَرَضُ اسْ كَرُو دِي يِه هُوَ كُ تَقْلِيْنِ مِيْنِ مَخَالِفَتِ بَرْ جَلَسَ تُو سِرْ شَعْتَه دِيْنِ شَرِيْعَتِ كَا مِهْمُ بَرْ جَلَسَ نَعْنِي  
كِتَابِ اللّٰهِ بَرَا كُرُو كُوِي تَمَسْكُ كَرَسَ تُو اَوْ سِيْمِيْنِ اَوْ عَا تَحْرِيفِ اَوْ زِيَادَتِيْ اَوْ رُكْمِيْ اَوْ تَغْيِيْرُ وَرْتَبِيْلِ كَا لِيَا هُوَ  
تَا وَه تُو يُوْنِ اَبَر مَوْ جَلَسَ اَوْ رَا كُرُو كُوِي عَرَبِيْ تَمَسْكُ كَرَسَ تُو اَوْ نُو كَا فَرَا وَر مَرْتَبِيْنِ مَهْمُرَاتِ مِيْنِ اَوْ بَعْضِ  
رَوَا يَتُوْنِ كُو مَخَالِفِ كِتَابِ اللّٰهِ كِي بَعْضُ سَ نَقْلِ كَرَتَ مِيْنِ اَسِيْمِيْنِ مِيْ شَكْلِ بَرْ جَلَسَ اَبَرِيْ مَخْلُوْقِ خُدَا كِي مَثَلِ  
بِهَامُ اَوْ رُو جُو بَا يِه كِي جُو كَسِيْ قِيْدِ مِيْنِ مَقْيِدِ نَمِيْنِ جُو جَا مِيْنِ سُو كِيَا كَرِيْنِ تَصْرِيْحِ فَرْمَاتَ مِيْنِ كَبِ اسْ فَا ئِدَهْ جَلَسَ  
اَقْرَبُ سَ فَا رَغْ هُوَ سَ ذِيْلِ فَا ئِدَهْ كِي اسْ سَ بَ هِيْ نَغِيْسِ اَوْ رَعْمَدَهْ هُوَ اسْكُو بَ هِيْ بَا نِ كَرَتَ مِيْنِ ذِيْلِ لَهْمَا  
جَا نَا جَلَسَ كِي جُو كُ مَچْهَرَا اَنَكِي پَشِيْوَا اُوْنِ نَعْنِي حَضْرَتِ اِيْمَدَ سَ رَوَا يَتِ كِيَا هُوَ اَوْ رَا سْكُو اَقْوَالِ اَوْ اَفْعَالِ عَمْرَتِ طَاهِرَهْ  
اَقْرَارِ كِي تَمَسْكُ كِيَا هُوَ اَنْحِيْنِ اَمَامُوْنِ كِي فَرْزَنْدُوْنِ اَوْ رَجَا يُوْنِ اَوْ رَجَا نَا دُوْنِ نَعْنِي اَوْ سْكُو جُھُوْطِ مَهْمُرَا هُوَ اَوْ  
مَكْذِيْبِ كِي هُوَ اَوْ رَمِ عَاقِلِ جَا نَتَا يِهْ كِي قَوْلِ اَوْ رَضِيَ كِي شَخْصِ كِي جَيْسَ كَيْه اَوْ سْكِي فَرْزَنْدُوْنِ اَوْ رَجَا يُوْنِ اَوْ رَشْتِ  
كَلْبِيْ وَ اَلُوْنِ بَرْ طَاهِرْ هُوَ مِيْنِ دُو سَرِ بَرْ جُو كَسِيْ كَسِيْ اَوْ سْكِي مَحَبَّتِ مِيْنِ پُوْنَجِيْ كَبِ طَاهِرْ هُوَ مِيْنِ اَسْوَا سَطِ كِي  
فَرْزَنْدِ اَوْ قَارِبِ اَوْ سْكِي مِ شَرِبِ اَوْ رَا يِيْنِ وَ طَرِيقِيْ مِيْنِ اَوْ سْكِي مَنَابِتِ دَا مِ هُوَ مِيْنِ اَوْ رِيْ رَدِ مَكْذِيْبِ اَنَكِي كِتَابُوْنِ  
بَرْ رَوَا يَتِ صَحِيْحِ مَوْ جُو دَبْطُوْرُ نَوْنَهْ مِ اِيْكِ دُو سْكِي ذَكْرِ كَرَتَ مِيْنِ تَا دَلِيْلِ وَ اَضَحِ هُوْنِ اَنَكِي جُھُوْطِيْ رَوَا يَتُوْنِ بَرْ حَضْرَتِ  
زِيَدِ شَيْدِيْ مِ كِي جَلْمِ فَرْزَنْدَانِ حَضْرَتِ اِمَامِ سَ جَادِ طِي السَّلَامُ سَ مِيْنِ اَوْ رَزِيْدِ وَ تَقْوِيْ اَوْ رَعْلَمُ اَوْ رَزِيْرُ كِي مِيْنِ مَعْرُوْفِ  
اَوْ رَمَتَا زَا نْخُوْنِ نَعْنِي خُوْدِ حَضْرَتِ اِمَامِ شُجَا دَكِي يَارُو كِي بَهْتِ مَكْذِيْبِ كِي هُوَ اَوْ رَسَا اُلِ مِيْنِ نَهَا يَتِ كَرَاهِيْ مَهْمُرَا هُوَ  
جَيْسَ سَلْمَ تَفْضِيْلِ اِيْمِ بَرَا نَبِيَا عَلِيْهِمُ السَّلَامُ نَعْنِي اَمَامُوْنِ كُو اَنْبِيَا رِضَا يَتِ دِيْنِيْ مِيْنِ اَوْ رَسَلْمَ سَبْتِ خَلْفَا يَتِ شَرِ  
اَوْ رَشِيْرُ اَكْرَا نَالِيْ سَبْتِ بَعْضِيْ وَ شَنَا مِ لِيْكِيْنِ بَا نِ پَرِ سَلْمَ اَمَتِ كَا كَرَا سَ نَقَرِيْ كِي نَزْدِيْكِ رَا سِ الْمَسْأَلِ هُوَ  
بَا نِ كَرِيْنِ اَسْوَا سَطِ كِي پَرِ سَلْمَ اَنَكِي بَا نِ مَوَاتِرَاتِ اَوْ رَا جَا مَعِيَاتِ اِلِ بَيْتِ سَ هُوَ پَسِ جَا يِه كِي عِلْمِ اسْ كِي  
بِرَا يِكِ كُو اسْ خَا نْدَانِ عَالِي شَانِ سَ پُوْرِيْ پُوْرِيْ وَ جِهْ كِي سَا تَحْمُ مَوْ دُوِيْ الْكَلْبِيَّةِ عَنْ اَمَانَ قَالَ اَخْبَرْتَنِيْ  
اَلَا حُوْلُ اِنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ بَعَثَ اِلَيْهِ وَهُوَ مُخْتَفٍ فَاَنْتَبَهَ فَقَالَ يَا اَبَا جَعْفَرٍ مَا تَقُوْلُ اِنْ طَرَفَكَ كَمَا دُرِيْ مَا  
اَخْبَرْتَنِيْ مَعَهُ قَالَ لَا تَقُوْلُ لَه اِنْ كَانَ هُوَ اَبَاكَ اَوْ اَخَا لَهْ خَرَجْتُ مَعَهُ فَقَالَ لِيْ اَزِيْلُ اِنْ اَخْرَجْتُمْ فَاجَاهِلُ لَكُمْ  
الْقَوْمُ فَاخْرَجْتُمْنِيْ فَقُلْتُ لَا اَفْعَلُ جَلَيْتُ فَاِنَّكَ فَقَالَ اَتَرَعْبُ بِنَفْسِكَ عَنْ نَفْسِيْ فَقُلْتُ اِنَّمَا هِيَ

نَفْسٍ وَاحِدَةٍ قَاتِلٌ كَانَ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ حُجَّةٌ فَالْتَفَتَ عَنْكَ وَالْمَارِجُ مَعَكَ سَوَاءٌ فَقَالَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ  
كَدْتُ أَجْلِسُ مَعَ إِيَّانِي فِي الْمَوْتِ فَيُلْقِيَنِي الْبُضْعَةُ السَّمِينَةُ وَيَبْزُدُ اللَّفْعَةُ حَتَّى تَبْزُدَ شَفَقَةُ عَلَيَّ  
وَلَمْ يَشْفُقْ عَلَيَّ خَيْرَ النَّارِ إِذَا أَخْبَرَ لَوْ لَمْ يَخْبُرْنِي قَالَ فَقُلْتُ مَا كَانَ عَلَيْكَ أَنْ لَا تَقْبَلَ فَنَدَخُلُ النَّاسُ  
أَخْبَرَنِي قَاتِلٌ قَبْلُ نَجْوَتْ وَإِنْ لَمْ أَقْبَلْ لَمْ أَكُنْ أَنْ كَدَخُلُ النَّارَ تَرْجُمُهُ رَدَايْتُ كَيْفَ لَيْسَ بَانَ سَ كَمَا وَسَّ  
خبر دی مجھ کو احوال نے کہ بیشک زید بن علی نے میرے پاس آدمی بھیجا اور حال یہ کہ وہ چھپے ہوئے تھے کہ پھر گیا  
اونکے پاس اور کہا اے ابو جعفر کیا کہتے ہو اگر ناگمان پونچھے تمہارے پاس ہے کوئی خروج کرینو الا تو یا تم  
اوسکے ساتھ خروج کرو گے کہا نہیں پھر کہا میں نے اگر مردہ شخص باپ یا بہائی تمہارا تو میں اوسکے ساتھ  
خروج کروں کہ ما میرا ارادہ ہے کہ میں خروج کروں اور جہاد کروں اس قوم پر پس تو خروج کر میرے ساتھ  
پس کہا میں نے میں نہیں کرتا ہوں تجھ سے قربان کیا جاؤں کہا آیا چاہتا ہے تو اپنے نفس کو میرے نفس کے  
چھوڑ دینے پر پھر کہا میں نے سوا اسکے نہیں کہ ایک جان ہے پھر اگر ہو واسطے خدا کے کوئی حجت زمین پر تو ہے  
الک ہو بیٹھنے والا اور خروج کرینو الا تمہارے ساتھ ہاں ہی پھر کہا اے ابو جعفر میں اپنے باپ کے ساتھ خوانی  
بیٹھتا ہوں سو وہ میرے منہ میں دیتا ہے گوشت کا ٹکڑا فرما اور ٹھنڈا کرتا ہے میرے واسطے لقمہ یا ٹکڑا کہ جو  
ٹھنڈا ہو جائے بسبب شفقت کے اور شفقت کی مجھ پر گرمی دوزخ سے جبکہ خبر دی تجھ کو اور خبر نہ دی مجھ کو کہا  
پس کہا میں نے ڈرا اس بات سے کہ تو قبول کرے پس داخل دوزخ ہوا اور مجھ کو خبر دی کہ اگر میں مان لوں گا  
نجات پاؤں گا اور نا لوں گا تو دوزخ میں داخل ہوں کی پروا نہیں کرتا یہ روایت دلیل صریح ہے اس بات پر  
کہ زید شہید نے احوال کی تعین امامت پر محمد باقر کی تکذیب کی اب دوسری روایت حضرت امام جعفر صادق کی  
کہ فرزند قائم مقام محمد باقر کے تھے سنا چاہیے اور ناسل کرنا چاہیے کہ مطابق کلام زید شہید کے ہے یا موافق قول  
احول دو میں کے قاضی نور اللہ نے مجالس المؤمنین میں فضیل بن یسار کے احوال میں امالی شیخ ابن بابویہ سے  
نقل کی ہے بروایت فضیل کہ کہا کہ زید بن علی کی لڑائی میں جو طاعنیان لشکر ہشام سے ہوئی تھی میں اونسکے ساتھ  
اور جب زید شہید ہو گئے تو مدینہ لو گیا اور حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں پہنچا اپنے مجھے پوچھا کہ یہ  
فضیل اہل شام کی لڑائی میں میرے چچا کے ساتھ تو تھا میں نے کہا ہاں تھا پھر مجھے پوچھا کہ تو نے کتنے آدمی اس  
مارے میں نے کہا چھ آدمی پھر فرمایا کہ ایسا نہ کہ تجھ کو ان لوگوں کے خون حلال ہونے میں کچھ شک ہو میں نے کہا  
کہ اگر مجھ کو شک ہوتا تو میں اذکومارتا ہی کیون اس وقت میں نے سنا کہ اپنے فرمایا اشرک علی اللہ فی ذلک الذم علیہ

وَاللّٰهُ زَكِيٌّ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ أَصْحَابُهُ شَهِدَ لَهُ مِثْلُ مَا مَضَىٰ عَلَىٰ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَصْحَابُهُ تَمَنَّىٰ بِلَفْظِهِ تَرْجُمَهُ  
 شَرِیک کرے بلکہ خدا ان خونوین قسم ہو خدا کی کہ زید میرے چچا تھے وہ اور یا راؤ کے شہید ہیں مثل اوس  
 ماجری کے جو گذرا علی بن ابیطالب پر اور ان کے اصحاب پر تمام ہوا بلفظ خود اس کلام ناطق بحق امام جعفر  
 میں جو شبہ واقع ہوئی قابل غور کے ہو کہ حال امام زید کا باعتبار حضرت صادق کے حضرت امیر کے  
 حال سے ہمرتبہ تھا اور ایک ہی باپ سے پس زید اپنے جمیع معتقدات میں حق پر ہونگے کہ خروج بالاصا  
 کیانہ کسی نیابت سے نہیں تو حکم شہادت اور شبہ بحال حضرت امیر کسطح ٹھیک بڑ لگیا اور کی روایت میں  
 جو احوال نے بیہودہ لگا ہوا اور سب بیوفائی کا پیدا کیا ہو بالکل پوچھ دیمین ہی بچند وجوہ اول یہ کہ مصون  
 حضرت ابراہیم پر تبرک صلح لازم آتا ہو کہ انھوں نے اپنے باپ کو نصیحت کی اور دعوت اسلام لیکن انھوں نے  
 نمانا اور کفر اختیار کر کے دوزخی ہوئے پس دعوت نکڑا ہی صلح تھا بالفرض اگر شبہ حضرت ابراہیم کے  
 حقین اس بات کو ناہین کس واسطے کہ یہ معتقد ان کے ایمان کے ہیں تو ہم کہیں گے کہ اگر جنھوں نے انکو بالان  
 اور بجائے ان کے باپ کے تھے چنانچہ آیات قرآنی میں جا بجا انکو باپ لکھا بتایا ہوا ان کے حق میں یہ ظلم وجفا  
 کب روا تھا جو ترک صلح کیا اور ایسے ہی عام انبیاء نے اپنے رشتہ داروں اور کہنے کو دعوت کی اور انھوں نے  
 قبول نہ کی جیسے ابولہب اور اسکے گروہ والے پس انبیاء نے ان کے حقین حیف اور ظلم اور قطع رحم کیا ہوگا بلکہ  
 خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے حاشا عن ذلک یعنی دور ہیں وہ اس بات سے کہ سب حیات ابدیہ امت کے ہیں  
 اور امت پر ان باپ سے زیادہ تر مہربان بلکہ رَحْمَةً لِّمَنْ يَعْلَمُ بِهَا وَاصف اسکے کہ مصلحت نہ مقرر کرنے  
 امام میں سمجھے اور سکوت فرمایا چنانچہ ملا عبداللہ شندی نے اظہار الحق میں لکھا ہر خلیفہ سے قَالَ  
 قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ لَا اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَصَيِّمُوهُ عَالِيًّا بَيْنَكُمْ وَلَكِنْ مَا حَلَّ لَكُمْ وَحْدًا  
 فَصَدَّقُوهُ وَمَا أَفَرُّكُمْ لَكُمْ حَبْدُ اللَّهِ فَافَرُّوْهُ لِيَعْنِي لِمَا عَدَلَ لَدُنْهُ لَمْ يُوْجِہَا لَوْ كُنْ لَمْ يَأْخُذْ بِالسُّلْطَانِ  
 اپنے کوئی خلیفہ اپنا کیا فرمایا اگر میں خلیفہ کروں تو پھر اور تم اس کی نافرمانی کرو تو عذاب کیے جاؤ لیکن جو کچھ  
 بیان کرے خلیفہ اسکو سچ جانو اور جو کچھ بڑھے عبداللہ تمھارے سامنے اسکو بڑھوانتی پھر خدا جانے  
 کہ آخر میں کیا ہوا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی امامت پر حکم صریح فرمایا اور کسی نے قبول نہ کیا اور تمام یا اپنے جو  
 تینیس برس بعد چالیس برس نبوت کے ٹھیک کر پائے تھے اور ائین اسلام کے سکھائے تھے ایک ظلم  
 ہلاک بدین ڈال دینے اور سکود دوزخی کر دیا اور ان کی بیرو میں تمام ہت گرا ہوئی اور ورطہ ضلالت میں پڑی

دوسرے یہ کہ علم اصول واجبات امامت سے جو جہل زمین کیونکر عذر ہو گا اور اگر انکے یعنی نزدیک کے بدر بزرگوار سے  
انکوں اصل حتمی سے مطلع کیا تھا یہ بے اطلاعی کیا کا رآمد ہوگی آخر دوزخی ہوئے علیٰ الخصوص کہ نزدیک جہل سیف  
بھی نہ ہے بلکہ منکرات امام محمد باقر اور مدعی اپنی امامت کے تھے اور اگر اس قسم کا جہل بھی عذر ہو تو بڑے بڑے  
صحابہ رضہ بلکہ تمام نواصب بھی ناجی ٹھہریں گے کس واسطے کہ انکو بھی انصوص امامت حضرت امیر رضی کی بطریق  
تواتر اور قطع اور سالم جھگڑوں سے نہیں پونجھی تھیں وَقَدْ رَوَى الْكَلْبِيُّ فِي خَبَرٍ طَوِيلٍ عَنْ مَقْرَنٍ عَنْ أَبِي  
عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَنَا وَعَرَفْنَا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا مَنْ لَگَرْنَا وَاللَّيْلَانَا  
ترجمہ بیشک روایت کی کلینی نے خبر طویل میں مقرن سے اور اسے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے نہیں داخل ہوگا  
جنت میں مگر جسکو ہم پہانتے ہیں اور وہ ہکویچا نسا ہی اور نہیں داخل ہو گا دوزخ میں مگر وہ شخص جسے ہمکو  
نہیں جانا اور نہ ہم نے اسکو جانا تیسرے یہ کہ مقولہ زید اور مذہب و لکنا یہ ہو کہ انکے باپ نے انکو خبر نہ دی  
کہ جہان میں کوئی امام بھی چاہے کہ صاحب اس ریاست کبریٰ کا ہو اور زمین میں حجت الہی نہ یہ کہ فقط تعین  
امام بھی بتا دیتے یا لگتی اماموں کی بیان نفرمانی بس اول امر کے بیان کرنے میں اصلا خوف عدم قبول کتنا تھا  
لاجرم جواب احوال کا مثل اس کے دیدہ و دین کے خطاب خطا ہو کس واسطے کہ انکے بدر بزرگوار نے نشانیاں  
امام کی بوجہ کلی او کو نہیں بتائیں تا خود بخود جان لیتے کہ فلاں شخص امام ہو میں نہیں ہوں حال آنکہ اشاعت  
نزدیک خواص اور نشانیاں امام کی ظاہر ہیں مثلاً ختنہ کردہ اور ناف بریدہ پیدا ہونا اور سوا اسکے اور  
زیدان نشانوں سے خالی اور عاری تھے جو تھے جب امام نائب نبی کا ہی تو او سپر فرض ہو کہ ہر مکلف کو  
ضروریات دین سے آگاہ کر دے جو کوئی ہو یہ پورا پورا لطف ہو اس موقع پر شفقت پوری اور محبت فرزند  
کام نہیں آتی اور فرق کرنا اقربا اور غیرو میں ہنگام تبلیغ احکام شان نبوت اور امامت کے نہیں ہو بلکہ اقربا  
غیروں کی نسبت زیادہ تر دُراے دھمکائے کہا قَوْلُ تَعَالَى وَابْتَغُوا الْيُسْرَىٰ وَأَذِدْهُمُ يُسْرَىٰ تِلْكَ الْأَمْثَلُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى  
لَتَنْفِذَ أَمْرَ الْقَهْرِيِّ دَمْنٌ حَوْكًا تَعْنِي دُرًا تَوَافِقُ نَزْدِيكَ كَقَبْ وَالدُّوْنُ كَوْدٍ دَسْرِكِي مَعْنَى تَاكُ دُرَّاسٍ وَه  
اہل کہ اور اسکے گرد نواح والوں کو پانچویں شیعہ کے نزدیک مقررات سے ہو کہ امامت اماموں اشاعت  
کی بترتب و تعین نام ہر ایک کے منصوص حضرت پیغمبر بلکہ منزل جانب خدا سے ہو پھر قبول قول بدرکایہا  
کیا داخل تھا چاہے تھا کہ نص پیغمبر کو بتا دیتے تو جیسے اور احکام دین او انھوں نے قبول کیے اور ایسا  
لائے تھے اسکو بھی قبول کر لیتے چھٹے یہ کہ اسکی کیا حاجت تھی کہ باپ انکو یہ نص بتا دیتے یہ تو تمام عالم میں

مشہور اور متواتر تھے خصوصاً اہل بیت میں کیسے پھیلے ہوئے اور شایع کہ ہر ایک چھو کر ہی گھر کی اوسکی تلاوت کرتی ہوگی اور پڑھتی پڑھاتی ہوگی جیسے کئی رکعتوں کی اور وقت نماز کے کس واسطے کہ تعلیم امام پر مسائل خفیہ موقوف ہوتے ہیں نہ لصوص متواترہ جلیلا و تمام ملت و مذہب میں یہ بات جاری ہو کہ لوگوں کو اول سن تیز میں مابین مسائل دین کے کھاتی ہیں یہ مسئلہ کہ سب مسئلوں سے بڑھکے تھا حضرت سجاد نے کیونکر اپنے فرزند زید و بلند سے چھپایا یا تصویرت میں کہ حضرت زید با اتفاق سنی اور شیعہ ان کے فرزند ان سعادتمند سے تھے اور ہمیشہ ان کی ملازمت میں حاضر و رہنے بدر بزرگوار کے جلال و جہن پر زندگی کرتے تھے اس حال میں ان کو خوف رد و تکذیب کا ایسے فرزند سعادتمند کیا تھا ساتویں یہ کہ حضرت سجاد نے اگر یہ مسئلہ زید سے نکھا تو کیا فائدہ ہوا آخر امام وقت نے داؤد کو اپنی طرف دعوت کی ہوگی اور انھوں نے رد و قبول دعوت کا کیا ہوگا پھر انھوں نے جو داؤد کو خبردار کیا تو کیا فائدہ ہوا وہی اندیشہ رد و قبول کا تو موجود ہوا حضرت ایماہیسی حرکتوں لنواور بیفائدہ سے پاک ہیں بعض شیعہ موقوف اس خبردار کرنے کو قیاس کرتے ہیں قصہ خواب یوسف علیہ السلام اور منع کرنے حضرت یعقوب پر کہ اور بھائیوں سے یہ خواب نہ کہنا تا ان کی رگ حسد کی نہ جنبش کرے اور روپے ایذا نہوں اور یہ قیاس صریح فاسد ہی اس واسطے کہ مع الفارق ہی یعنی خواب کا بیان کرنا نہ حضرت یوسف پر واجب تھا نہ حضرت یعقوب پر نہ اصول دین سے تھا نہ مسائل شرعیہ سے محض ایک بشارت تھی حضرت یوسف کے حق میں جس سے بزرگی حضرت یوسف کی جانی جاتی تھی اور اظہار بشارت کا ذمہ انہی کے لازم نہیں ہی بلکہ بہت موقعوں پر اوس منع فرمایا ہی کس واسطے کہ اس سے غرور ہو جاتا ہی صاحب بشارت کو اور اوس کے شریکوں کو حسد ہوتا ہی صحیح حدیث ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْ لَا اَنْ تَبْطُرَ قُرَيْشٌ لَّكَخَبَرٌ هُمْ اِلَيْهَا يَحْتَسِبُونَ عِنْدَ اللَّهِ یعنی اگر اترانجاتے قریش تو ضرور خبر دیتا میں ان کو اوسکی جو تہذیب اور لگاؤ کے نزدیک اور نیز بعد اسکے کہ کلمہ گوینو کو جنھوں نے کلمہ باعقاد صحیح پڑھا ہی بشارت داخل جنت ہونیکے لئے تھے آنحضرت نے معاذ بن جبل کو منع کیا لَا تَبْشِّرُ الْكَافِرَ بِشَيْءٍ كَلِمَاتٍ اَلَيْسَ بِشَارَتٍ مَت دے لوگوں کو کہ بھروسہ کر لینے وہ اس پر اور ثبوت نبوت حضرت یوسف کا اس خواب پر موقوف تھا بخلاف امامت ایماہو ہونیوالی ہون آئندہ کو وہ نص امامت حال پر موقوف ہی اور جو لوگ مکلف بالشرع ہیں ان کو بدو ن جملہ علم و سکامحال حاصل کلام حالت تمسک اس گرد کی عترت طاہرہ کے ساتھ یہ ہی جیسے کہ ظاہر و باہر ہو ہی اور کتاب





اور صفات اوسکے ثابت ہیں جیسے کہ اوسکے نام اوسکی ذات پر اطلاق کیے جاتے ہیں اور تمام امامیہ کہتے ہیں کہ وہ تعالیٰ شانہ کوئی صفات نہیں رکھتا البتہ اس قسم کے اسمائے شتہ اوسکی ذات پر اطلاق کر سکتے ہیں پس کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حتیٰ ہوا و سمیع اور بصیر ہوا و قدیر اور قوی اور نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اوسکو حیات ہو اور علم ہو اور قدرت ہو اور اوسکو سمیع ہو اور بصیر ہو اور باوصف اس عقیدہ خلاف معقول کے مخالفت ثقلین کی بھی رکھتے ہیں لیکن کتاب پس بہت آیتیں ان صفات کو ثابت کرتی ہیں قرآن تعالیٰ وَكَانَ يُحْيِي الْمَيُتَّينَ وَيَشْفِي الْعَمَىٰ اور نہیں احاطہ کر سکتے ہیں وہ کسی چیز کو اوسکے علم سے آفر فرمایا اِنَّهٗ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ یعنی نازل کیا اوسنے اوسکو اپنے علم کے ساتھ لیکن عترت پس پنج البلاغت میں حضرت امیر کے خطبوں میں جا جا انصفتو نکا ذکر ہو مثل عَرَفْدَ كَرِهَهُ وَ وَسَّعَ سَمْعُكَ لِمَا يَشَاءُ یعنی غالب ہو قدرت اوسکی اور فرخ کیا اوسنے سننا آوازوں کا اور امید بھی بتواتر اثبات صفات کا روایت کیا گیا ہے عقیدہ ششم صفات ذاتیہ حق تعالیٰ کے قدیم ہیں وہ ہمیشہ اوس صفات کے ساتھ موصوف ہیں پس کیسوقت وہ اوسے جاہل اور عاجز نہ ہو گا زرارہ بن اعین اور بکر بن اعین اور سلیمان بن جعفری اور محمد بن مسلم کہ بیشوا اور تقدار امامیہ کے ہیں اور انکے اخبار کے راوی بھی سختی کہ امامیہ انکو عیون الطائفہ اور وجوہ الطائفہ کہتے ہیں انکا اعتقاد یہ ہو کہ حق تعالیٰ انزل میں نہ عالم تھا نہ سمیع نہ بصیر یعنی سننے دیکھنے والا نہیں کہ بدستور ساری مخلوقات کے علم اور سمیع اور بصیر اپنے واسطے بھی پیدا کیے تب عالم اور سمیع اور بصیر ہوا مخالفت اس عقیدہ کے کتاب اللہ سے خود اظہر من الشمس ہو کہ جا بجا وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا تھا اللہ علیم و حکیم اور عَزَّوَجَلَّ احکما اور عزیز و حکیم اور سَمِيعًا بَصِيْرًا اور تھا سمیع و بصیر واقع ہو اور مخالفت عترہ طاہرہ کی قُلْ لَا رَءَاۤءَ الْکَلْبِیْنَ مَعَنَا اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ شَیْءٌ مَّعَ غَیْبٍ وَلَمْ یَنْزِلْ عَلَیْہِ اَدْوٰی الْکَلْبِیِّیْنَ وَجَمَعَ اٰخَرُ مِنْ اَلَا مَا مِیۡتَہٗ لِطَرَفٍ مُّتَعَدِّدٍ عَنْ اَیۡمَۃٍ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اَنَّهُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ یَنْزِلْ عَلَیْہِا سَمِیۡعًا بَصِیْرًا مَّعِیۡہِ رَکَّہُ کہ روایت کیا اسکو کلینی نے ابی جعفر علیہ السلام سے اور بیشک اودھون نے کہا تھا اللہ اور نہیں تھی کوئی چیز سوا اوسکے اور ہمیشہ وہ عالم و دانہ ہو روایت کی کلینی اور ایک دوسری جماعت نے امامیہ سے بطریق متعدد اماموں علیہم السلام سے کہ بیشک امام کہتے تھے تحقیق اللہ عز و جل عالم اور سمیع اور بصیر ہو عقیدہ ہفتم یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر مختار ہو جو کچھ کرتا ہی اپنے اختیار اور ارادے سے کرتا ہی اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر مختار نہیں ہو جسوقت جو چیز اوسکو عزیز اور مرغوب ہوتی ہے بے اختیار موجود ہو جاتی ہے جیسے شعلہ آفتاب سے حاصل ہوتی ہے یہ عقیدہ بھی انکا مخالف ثقلین ہو کتاب اللہ میں ہے





الْبَيْتِ الْحَرَامِ فِيمَا تَأْتِيهِ الشُّهُرُ الْحَرَامُ وَهَذَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ  
وَمَا فِي الْأَرْضِ یعنی اللہ تعالیٰ نے کعبہ اور شہر حرام اور ہدی اور قلیلہ کو نشان اپنا بنایا ہو تاکہ تمھاری  
مصلحتوں اور مضرتوں کو تم سے دفع کرے اور کھینچے کہ وہ مصلحتیں اور مضرتیں اسکو قبل وقوع سے  
معلوم تھیں تا جنانو تم کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہو اللہ سب جانتا ہو ولا یسر لہ فی  
کتاب مبین یعنی کوئی تراو خشک نہیں ہو جو کتاب مبین میں نواکم غلبت الروم فی ادنی الارض  
وہم من بعد غلبہم سبغلبون یعنی غالب کیجائیں گی روم ادنی زمین میں اور وہ بعد غلبہ انکی کے جلد ہی  
غالب کئے جائیں گے اور یہ خبر غلبہ روم کی فارس پر قبل وقوع سے ہو و نادای اظہب انجنت و نادای  
اخذب الناکر اور پکارین گے اصحاب جنت کے اور پکارینگے اصحاب دوزخ کے جا بجا قرآن مجید میں  
خبر ہو کلام جنیتوں اور دوزخیوں اور انکی حالات سے سوا اسکے مصحف فاطمہ خود بھرا ہوا ہو خبروں  
امورات آئندہ اور انکے نشانوں سے اور پیغمبر صلعم اور اہل بیت سے بتواتر بوجہی کہ انھوں نے وقایع آئندہ  
کا خبرین دین ہیں اور علامتین فتنوں کی ظاہری ہیں اور ظاہر ہو کہ علم انکا ماخوذ وحی اور الہام سے تھا جو  
جانب خدا سے تعالیٰ سے ہوا اور جو کچھ یہ فریق اون آیتوں پر جو دلالت حدوث علم الہی پر کرتی ہیں تمسک کرتے ہیں  
وقت ثابت ہونے اون اشیا کے مثلاً یَعْلَمُ الصَّابِرُونَ جانتا ہو سہانہ المون کو او مثل اسکے یا جو آیتیں لان متجان  
اور اختیار پر کرتی ہیں جیسے یَسْبُغُونَ مَاءًا ثَمَّ لَا أَزْمَلُ وہ تمکو اوس بات میں جو آتی ہو تمکو یا یَسْبُغُونَ مَاءًا ثَمَّ لَا  
تَاکُمُ اَزْمَلُ وہ تمکو کون تم سے زیادہ حسن عمل والا ہی سب فاسد ہو سکتا ہے مراد اس علم سے کشف حال اور خبر خارج کا  
منظور ہو بمعنی حقیقی اسواسطے کہ ایجا ذکر کا بدون علم اوس شر کے محالات عقلیہ سے ہی قولہ تعالیٰ اَلْیَقِیْنَمْ  
مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِيرُ کیا نہیں جانتا ہو وہ کسے پیدا کیا اور حال آنکہ وہ باریک بین اور خبردار  
اور خالفت عسرت کی یہ جبکہ روایت کی دونو فریق اہل سنت و شیعہ نے امیر المومنین سے اِنَّہُ قَالَ  
وَاللّٰہُ لَمْ یَجْعَلْ وَلَمْ یَتَعَلَّمْ اَحَاظَ بِالْاَشْیَاءِ عَلَمًا فَلَمْ یَرُدَّ دِکْوُهَا عَلَمًا عَلَیْہَا قَبْلَ اَنْ  
تَلُوْنَهَا عَلَیْہَا بَعْدَ تَلْوِیْہَا بِشَکِّ شَانِ یہ ہو کہ فرمایا جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ نادان نہیں ہو  
نہ کسی کا سکھایا ہو ای محیط ہو جمیع اشیا پر از دے علم کے پھر زیادہ بنایا انکے موجود ہونیکے جسے  
کوئی علم اوسکے علم نے یعنی جیسا علم اسکو اون چیزوں کے پیدا ہونے سے پہلے تھا ویسا ہی پیدا ہو سکے  
رباعض پورا پورا علم تھا وروی علیُّ بن ابراہیم القمی عن اَیُّوبَ عَنِ النَّبِیِّ عَنْ مَنْصُورٍ بِحَدَّثِهِ عَنْ

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُهُ هَلْ یَكُونُ شَیْءٌ اِلَیَّوَمَ لَعَلَّكَ فِی عِلْمِ اللّٰهِ بِالْاَمْسِ قَالَ لَا مَرْنِ  
 وَ اَلْخَرَّ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ قُلْتُ اَرَأَيْتَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَانُ اِلَیَّوَمَ الْقِیَامَةِ اَلِیْسَ فِی عِلْمِ اللّٰهِ بِالْاَمْسِ قَالَ لَا  
 قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَ اِلَیَّوَمَ اَنْ یَخْلُقَ مِنْ صَحَاحِ الْاَخْبَارِ تَرْجُمَهُ رَوَايَتُ كِی عَلِیُّ بْنُ اَبِی اَیْمٍ قُمِی لَیْلَ اَشْنَا عَشْرِیَہ سے تھا  
 منصور بن حازم اور اوسنے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے کہا منصور نے کہ میں نے جو حجاب ابی عبد اللہ سے  
 کیا واقع ہوتی ہو کئی چیز ایسی بھی کہ کل اللہ کے علم میں تھی اور راجح واقع ہوئی کہا نہیں جو کوئی یہ بات کہے  
 خدا و سکور سو کہے پھر میں نے اونسے کہا کہ یہ تم نے دیکھا کہ جو چیز قیامت تک ہو وہ کل خدا کے علم میں تھی  
 کہا البتہ قبل پیدا ہونے مخلوق سے اور سوا اسکے اور انھیں کے صحاح اخبار سے ہیں اور اس حدیث میں لفظ  
 اخذہ اللہ اس دعا کی بد کو خیال کرنا چاہیے کہ کس قدر خوف و ہول اس سے ظاہر ہو اور علمائے معتبر کے  
 اس دعا معصوم سے مطلق نہیں ڈرتے اور اس عقیدہ خبیثہ کو اپنے واسطے پسند کرتے ہیں اور اسکے ساتھ  
 دعویٰ عسرت کے قول پر تمسک کا کثرت کلمۃ تَخَرُّجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اَنْ یَقُولُوْنَ اَلَا کَذِبًا بَیِّنًا بَیِّنًا  
 بات ہو جو انکے منہ سے نکلتی ہی نہیں کہتے ہیں وہ مگر جھوٹ عقیدہ و ہم قرآن مجید اللہ کا کلام ہی نہیں  
 تحریف اور کمی بیشی کو کچھ دخل نہیں ہوا انہو کا اثناعشر یہ جو فرقہ امامیہ سے ہیں کہتے ہیں کہ آج کے دن قرآن  
 جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو بالکل قرآن نہیں ہو بلکہ اسمین بعض الفاظ لوگوں کے داخل کیے ہوئے ہیں اور  
 نہ پورا قرآن ہو جو پیغمبر پر نازل ہوا اور انکے حین حیات باقی تھا بلکہ بہت آیتیں اوس سے ساقط کر دیں ہیں  
 کہ اس معاملے میں روایتیں کلینی کی جو ہشام بن سالم اور محمد بن جہم ہلائی سے ہیں سابق مذکور ہوئیں اُس  
 عقیدے میں بھی مخالفت کتاب اللہ کے صریح کیا بلکہ اصح ہو جیسا کہ قول خدا تعالیٰ کا بیان کیا جاتا ہے  
 لَا یَاۡتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیِّنٍ بَیِّنٍ یَّذِیۡکُمْ مِنْ خَلْفِہِ یعنی نہیں پہنچتا ہو اور سکوا بطل سنا منے سے نہ پیچھے سے نہ پہلے  
 مِنْ خَلْفِہِ جَمِیۡدٍ اَوْ تَنْزِیۡلٍ ہر حکیم حمید سے وَاَنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاَنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنی ہمیں میں  
 کہ ہم نے یہ ذکر نازل کیا اور ہمیں اسکی حفاظت کرنے والے ہیں خیال کیا جائے جس چیز کی حفاظت خدا تعالیٰ  
 کرے اوس میں تغیر تبدل کو دخل ہو سکتا ہو اور یہ بھی ہو کہ بونجی ناقراں کا جیسا کہ اوپر تھا ویسے ہی  
 نوے پیغمبر کے وجہ تھا یَاۡیَہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنۡزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاَنْ لَّکُمْ فَعَلٌ فَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ  
 اسی رسول بونجی تو جیسا نازل کیا گیا ہو تجھے تیرے پروردگار سے اور اگر نہیں کر لگا تو تو نے نہیں بونجیا  
 رسالت کو اور سب اس بات کو یقین جانتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان ہوتا تھا اول او سکوا قرآن سکھایا جاتا تھا

پھر دوسری تعلیم کجاتی تھی حتیٰ کہ آپکے سلسلے ہزاروں آدمیوں نے قرآن سیکھ لیا تھا چنانچہ بعض ائمہ یونین  
 ستر ستر آدمی قاری شیعہ ہوسے ہیں بعد اسکے آج تک ہزاروں مسلمان شیعہ اور یہاں تک اسکی تلاوت کو عظیم قدر دیا  
 جاتے ہیں اور صبح و شام اور نصف شب نماز اور غیر نماز میں اسکو پڑھا کرتے ہیں اور پہلے ہر ایک کے کو قرآن  
 پڑھاتے ہیں قرآن شریف کلینی اور تہذیب نہین پر کہ تفسیر کی راہ سے کچھ خانہ میں صندوق مقفل میں چھپا  
 اور نہائی کی وقت غیروں سے ڈرتے کہ نہایت کہ ایسا نہ کوئی تورانی آجائے اور دیکھ جائے ایک دے صفیہ اسکے  
 بچہ اچھپا کے دیکھ لے پھر جب ایسی کتابوں میں الحاق و تفسیر پیش نہین جاتا تو قرآن میں کیونکر ہو سکتا ہو  
 اب عسرت کے مخالفت اس عقیدے یہ کہ تمام روایتوں امامہ میں موجود ہے کہ جملہ اہل بیت ہی قرآن  
 پڑھتے تھے اور عام و خاص کے ساتھ اسکے وجود پر تمسک کرتے تھے اور اسی سے گواہی جاتے تھے اور  
 ایسی آیتوں کی تفسیر کرتے تھے وہ تفسیر کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی تفسیر ہے آج کل ہندوؤں و کونوں اور  
 کینڈوں اور خاویوں اور اہل و عیال کو جو تعلیم فرماتے تھے وہ یہی قرآن پر آئینہ پڑھنے کا نماز میں حکم کرتے  
 اور انھیں باتوں پر غور کر کے شیخ ابن بابویہ اپنی کتاب الاعتقادات میں اس عقیدہ کا ذبہ سے دست دراز  
 ہوا اور فارغ خطی دی اسی سبب سے اسکو صدوق کہتے ہیں عقیدہ یا زدم ہم یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحب ارادہ  
 اور ارادہ اسکا قدیم ازل میں اوسنے ہر چیز کا ارادہ کیا اور اسکو اپنے وقت پر مقرر کیا کہ آگے بھیجے  
 ہونیکے اوسین گنجائش نہین ہو پس ہر چیز موافق اوس ارادے کے اپنے وقت پر پیدا ہوتی ہے سابق  
 گذار کہ شیعہ اسماعیلیہ منکر محض ارادے کے ہیں کہتے ہیں کہ جو کچھ خداے تعالیٰ سے صادر ہوتا ہے خود اسکی  
 ذات کو لازم ہے جیسے آگ کی گرمی اور آفتاب کی شمع لیکن تمام قرآن اس عقیدہ فاسدہ کے رد میں  
 کفایت کرتا ہے اور تمامی امامیہ اور آٹھوں فرقے زیدیہ کے جنکے القاب باب اول میں مذکور ہوئے ارادہ  
 خداے تعالیٰ کو حادث جانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ارادہ اسکا عام نہین ہے تمامی کائنات میں بہت موجود  
 ایسے ہیں کہ ارادے اسکے موجود ہو جاتے ہیں مثلاً شرواقت اور کفر و معصیت اور اس عقیدے کے  
 رد میں بھی ہزاروں آیتیں قرآنی موجود ہیں وَمَنْ يُؤْمِرِ اللَّهُ فَيُتَنَبَّهْ فَلْيُؤْمِنْ لَهُ مِنَ اللَّهِ تَتَبَّاهُ وَكَوْنُوا  
 الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّهِ أَنْ يُظَاهِرَكُمْ لِيُفْضِلَكُمْ وَهُوَ يَكْفُرُ بِكُمْ لَكُمْ فِي الْبَيْتِ وَالْكَافِرِينَ يَكْفُرُ بِكُمْ لَكُمْ فِي الْبَيْتِ  
 کوئی چیز اور وہ لوگ کہ نہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ یا کہ کرنے اسکے دل کو کباب اگر پاک کرنے و لون سے مراد پاک  
 تو ناقض لازم آوے اس آیت کا وَمَنْ يُؤْمِرِ اللَّهُ فَيُتَنَبَّهْ فَلْيُؤْمِنْ لَهُ مِنَ اللَّهِ تَتَبَّاهُ وَكَوْنُوا

اس آیت سنان کان لکھ یریدان یعوبیکم نہیں ہوا اللہ کہ ارادہ کرے اونکے ہکانیکہ انما یرید اللہ  
 ان یعدبہم فی الدنیا سو اسکے نہیں ہوا کہ ارادہ کرے اللہ انکے عذاب کا دنیا میں وَاِذَا ارَادُ نَا انْ  
 تُهْلِكَ فَرَّیْہُ جِسْمُوت کہ ارادہ کیا منے ہلاک کرنے کسی موضع کا مَرَّیْنَا اللہ یُعْطِلُہُ جِسْمُوت  
 چاہتا ہوا اللہ کہ راہی اور سکوا وَاَعْلَمُوْا انَّ اللہ یَحْمِلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہِ جَانُوْبِشَاک اللہ حائل ہو جاتا ہے  
 در میان آدمی اور دل آدمی کے سو اونکے اور بہت آیتیں جبکہ احصا ممکن نہیں ایسے ہی قول عسرت کے بھی  
 تَکْذِیْبِ اس عقیدہ کی کرتے ہیں رَوٰی الْکَلْبِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَعْقُوبٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی الْحُسَیْنِ الرِّصَالَتِ بَعْضُ اصْحَابِنَا  
 یَقُوْلُ بِالْجَبْرِ بَعْضُهُمْ یَقُوْلُ بِالْاِسْتِطَاعَةِ فَقَالَ لِي الْکُتُبُ بِسْمِ اللہ الْوَحْدَنِ الْوَحْدِیْمِ رَوَا یَتِ الْکَلْبِیُّ  
 محمد بن نصیر سے کہا کہ میں نے ابی حسن رضائے کر بعض یا رسیے کہتے ہیں بجبر اور بعض باستطاعت پس  
 کہا مجھے لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم قال علی بن الحسین قال اللہ تعالیٰ یَمْسِیْنِیْ کُنْتُ اَنْتَ تَاْخِرُ  
 فرمایا ہوا خدا تعالیٰ نے میری خواہش سے تو موجود ہوا اور رَوٰی الْکَلْبِیُّ عَنْ سَلِیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِی عَبْدِ اللہ  
 عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اللہ تعالیٰ اِذَا ارَادَ یُعْبِدُ خَیْرًا نَّکَتَ فِی قَلْبِہِ نَکْتَةً مِّنْ نُّوْرِ فَوْقَ مَسَامِعِ قَلْبِہِ وَکُلُّ رَیْءٍ مَّلَکًا  
 یُسَبِّحُہُ وَاِذَا ارَادَ اللہ یُعْبِدُ سُوْءًا نَّکَتَ فِی قَلْبِہِ نَکْتَةً سُوْدَاً وَسَمِعَ مَسَامِعِ قَلْبِہِ وَکُلُّ رَیْءٍ شَیْطَانٌ یُّعْبِلُہُ  
 تا آخر روایت کی کلینی نے سلیمان بن خالد اور اسے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے بیشک جب ارادہ کرتا ہوا اللہ  
 کسی بندے کے ساتھ نیکی کا ڈالنا ہوا اسکے دل میں نکتہ نور کا اور کھول دیتا ہوا اسکے دل کے کان اور مقرر  
 کرتا ہوا ایک فرشتہ کہ مضبوط رکھے اور سکوا اور جب ارادہ کرتا ہوا اللہ بندے کے ساتھ بُرائی کا ڈالنا ہوا وہ  
 اسکے دل میں ایک نکتہ سیاہ اور بند کر دیتا ہوا اسکے دل کے کان اور مقرر کرتا ہوا اوپر شیطان کہ لکھ  
 کرے اور سکوا پھر اسکے بعد پڑھی یہ آیت فَمَنْ یُّرِیدُ اللہ اَنْ یَّجْعِلَ مِنْہُ سَبْعَ صَدْرٍ مُّطَاعٍ مِّنْ یُّرِیدُ اَنْ  
 یُّضِلُّہُ یَجْعَلْ صَدْرَہُ ضَیْقًا حَرَجًا یعنی جس شخص کو اللہ ہدایت کرنا چاہتا ہوا کھول دیتا ہوا سینہ اور کا  
 واسطے اسلام کے اور جب کو ارادہ کرتا ہوا کہ لکھ کر دیتا ہوا سینہ اور سکا تنگ و سخت و رَوٰی الْکَلْبِیُّ  
 وَصَاحِبُ الرِّجَالِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اِبْرٰہِیْمَ اَلْہَا شَیْءٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُسَیْنِ مُوسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ لَا یَلُوْنُ شَیْءٌ  
 اِلَّا مَا شَاءَ اللہ وَاَرَادَ رَوَا یَتِ الْکَلْبِیُّ اور صاحب الریحاسن نے علی بن ابراہیم ہاشمی سے کہا سننا میں نے  
 ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام سے کہتے تھے وہ نہیں موجود ہوتی ہوا کوئی شے مگر جو مجھ چاہا ہوا اللہ اور ارادہ  
 و رَوٰی الْکَلْبِیُّ عَنْ الْفَرِّجِ بْنِ زَیْدٍ اَلْجَرَجَانِیِّ عَنْ اَبِی الْحُسَیْنِ مَا یَنْصُرُ عَلٰی لَدُنْ لَرَادَ الْعَبْدُ لَا یُعْطِلُہُ اللہ

سواء کانت ارادة عزم او ارادة حلق روایت کی کلینی نے فتح بن زید جرجانی اور اسے ابی الحسن سے روایت کی  
 کہ صریح حکم یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیشک ارادہ بندے کا ارادہ خدایہ غالب نہیں ہے برابر ہے کہ ہووے وہ ارادہ عزمی  
 یا جزمی و ایضاً وی الکلی فی مع ثبوت بن عبد اللہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ما یخص علی ان الله  
 تعالیٰ یؤید مصلاة بعض عباده و ارادة حلقہ ما سبغ فی انشاء الله تعالیٰ اور یہی روایت کی کلینی نے  
 ثابت بن عبد اللہ اور اسے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے کہ صریح معلوم ہوتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے  
 مگر اہی کا بعض بندے کے واسطے ارادہ حقیقی جیسا کہ قریب آیت انشاء اللہ تعالیٰ اور یہی معنی ثابت بن سعید  
 مثل ذلک یعنی ثابت ابن سعید سے بھی اس قسم کی روایتیں ہیں اور اس مسئلہ کی بہت شاخیں ہیں اور ان  
 شاخوں سے یہ کہ امامیہ تو بالکل اور آٹھون فتح زید کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم نہیں کرتا مگر اس چیز کے ساتھ  
 کہ ارادہ اوس کا کرتا ہے اور منع نہیں کرتا مگر اوس چیز سے کہ ارادہ اوس کا نہیں رکھتا حال آنکہ یہ بھی مخالف  
 نقلیں ہے چنانچہ کتاب اللہ میں ہو کہ لو ارادوا الخروج کعدو و لہ عدا و لکن کرہ الله ان یعلمهم  
 فنبطهم و قتل اعدو مع القاعدین یعنی اگر ارادہ کرتے وہ خروج کا البتہ موجود کرتے وہ کوئی سامان  
 لیکن ناپسند رکھا خدا نے لگتا او لگنا پس اپنی جگہ پر رکھا او نہوا و حکم ہوا بیٹھو بیٹھنے والے کے ساتھ پس ارادہ  
 خروج اس جماعت کا تھا کہ واسطے کہ اسے کہ اسے خدا ارادے کی برادر بلاشبہ مامور بخروج تھے و الاطلاعت  
 و عتاب کی کیا وجہ و قولہ تعالیٰ یؤید الله ان لا یجعل لهم حظاً فی الاخراج ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ نہ ٹھہرائے  
 ان کے واسطے کچھ حصہ آخرت میں حال آنکہ مومرا یا ان تھے اور عام مشیت ایمان کا فروں میں سیکڑوں  
 آیتیں قرآن میں موجود ہیں اس کے ساتھ کہ مامور یا ان تھے لیکن عترت فقد نوا و عدا و لکن الشیعہ  
 ما یضاد ذلک و یخالفہ یحییٰ کمال فیہ التاویل و لا لا انکار عن ذلک ما روی الذہبی فی  
 التحلیس و الکلی فی الکافی عن علی بن ابیہم الهاشمی قد سبق نقلہ و منہا ما رواہ الکلی عن  
 الحسن بن عبد الرحمن الجمالی عن ابی الحسن موسیٰ بن جعفر انہ قال انما یتکون لاسیما و ارادہ  
 و مشیت و منہا ما رواہ الکلی و علیہ من عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ انہ قال امر الله  
 و لم یشاء و شاء و لم یامر امر ابلیس الشیطان الا دماً و شاء ان لا یسجد و لم یسجد و لم یسجد و لم یسجد  
 عن اکل الشجر و شاء ان یاکل و لم یسجد و لم یسجد و لم یسجد و لم یسجد و لم یسجد و لم یسجد و لم یسجد  
 او سبابت میں کہ زمین دو لو اس کی بابت مشیت کہ زمین نہ مجال تاویل کی ہے اور نہ انکار کی پس اچھین میں سے

روایت برقیکی جو محاسن بن اور کلینی کی کافی بن علی بن ابراہیم ہاشمی سے جسکی کیفیت اوپر گزری اور  
 او نہیں سے روایت کلینی کی جو حسن بن عبد الرحمن صفانی کی ابو الحسن موسیٰ بن جعفر سے تحقیق حال یہ ہے کہ کہا  
 اسنے سوال کے نہیں ہے کہ موجود ہوتے ہیں اشیاء و سکی ارادے اور خواہش سے اور او نہیں روایتوں سے ہے  
 روایت کلینی وغیرہ کی عبد اللہ بن سنان ابی عبد اللہ سے کہ بیشک شان یہ ہے کہ کہا او خون نے حکم کیا اسنے  
 اور حال یہ کہ نہیں چاہا اور چاہا اسنے اور حال یہ کہ حکم نہیں کیا حکم کیا ابلیس کو آدم کے سجدہ کرنے کا اور چاہا  
 کہ سجدہ نہ کرے اگر چاہتا تو وہ سجدہ کرتا اور منع کیا آدم کو گندم کھانیسے اور چاہا یہ کہ کھائے اگر چاہتا تو وہ  
 نہیں کھاتے اور او نہیں شاخون سے یہ ہے کہ امامیہ اور آٹھون فرقے زید کے کہتے ہیں کہ بعض ارادہ کی ہوئی بات  
 خداے تعالیٰ کی واقع نہیں ہوتی ہیں اور ارادہ کی ہوئی شیطان علیہ اللعن کی واقع ہوتی ہیں اور آدم  
 کافرون کی اور کیسا نہ بھی اس عقیدے میں انکے شریک ہیں اور اہل سنت کہتے ہیں کہ لا تَقْرَأُ تِلْكَ دَسْرَةً  
 لِّكَ بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی نہیں ہوتا ہے کوئی ذرہ مگر حکم خدا سے اور مخالف ارادے خداے تعالیٰ کے ارادہ کسی شے کا  
 پیش نہیں جاتا نہ واقع ہوتا ہے مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ جو کچھ چاہتا ہے اللہ وہ ہوتا ہے اور  
 جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا اس موقع پر مذہب امامیہ اور زید یہ ماخوذ مذہب زندیقوں مجوس سے ہے کہ قائل  
 خالق خیر و شر کے ہیں جنکو نیردان اور اہرمن کہتے ہیں اور معاملات عالم کو جدا جدا ہر ایک کی طرف نسبت  
 کرتے ہیں اور کبھی ایک کو غالب دوسرے کو مغلوب اعتقاد کرتے ہیں تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ طُغُو الْكِبَرِ اور  
 او نہیں شاخون سے یہ ہے کہ امامیہ اور آٹھون فرقے زید کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے ایسی چیز  
 کہ جانتا ہے ہون ہر نہیں محاذ اللہ یہ اعتقاد مستلزم مغایرت خداے تعالیٰ کا ہے جو اسکے جناب پاک میں  
 کرتے ہیں تَعَالَى عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ طُغُو الْكِبَرِ اور برتری والا اور انھیں  
 شاخون سے یہ ہے فرق تائید زید کے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اپنے بعض بندوں کی ہدایت کا اور شیطان  
 اور مغوی بنی آدم کے او سکوا گراہ کر دیتے ہیں اور ارادہ الہی مقابلے میں اون ملائین کے پیش نہیں جاتا نہ  
 کتاب وَمَنْ يُجِدْ فِي اللَّهِ مِمْلَأَةً مِنْ مُضِلٍّ جَسَكُوْهُ هِدَايَتِ كَرَسِ اللَّهِ او سکوا کوئی گراہ کر نہو الا نہیں او کو جو چاہتا ہے  
 اور قول عترت کے جیسی روایت کلینی کی عَنْ تَابِثِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي جَبَلٍ اللَّهُ خَلِيْلُ سَلَامٍ قَالَ يَا بَنِي مَلَكُ  
 وَلِلنَّاسِ كَقَوْلِ النَّاسِ لَا تَقُولُوا الْحَمْدَ لِلَّهِ اِلَّا اَمْرًا لَهُ وَاللَّهُ لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَوَاتِ وَاَهْلَ الْأَرْضِ اجْتَمَعُوا عَلَى اَنْ  
 يَّحْمَدُوا عَبْدًا يَرْبِي اللَّهُ ضَلَالَةً مَا اسْتَطَاعُوا اَنْ يَّحْمَدُوْهُ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَوَاتِ وَاَهْلَ الْأَرْضِ

[illegible]



ابن طبیان اور حسن بن عبد الرحمن حانی سے مثل اسکے مع سندوں مختلفہ کے اور سالیہ کہتے ہیں کہ ایک جسم ہر  
بصورت انسان چہرہ اور اکھ ناک کان اور ہاتھ پاؤں سب ثابت کرتے ہیں اور جو اس جسم بھی اور بال سیاہ  
ہیں گوش تک دوی الکلینی عن محمد بن القریح الزنجی ان ہشام بن الحکیم یقول ان الله جسم  
وان ہشام بن سالم یقول انہ صوره آجوف الی السرة والباقی صمد روایت کی کلینی نے محمد بن زنجی سے  
تحقیق ہشام بن حکم کتابہو بشک اللہ تعالیٰ جسم ہو اور تحقیق ہشام بن سالم کتابہو بشک وہ ایک صورت  
خالی ہو ناف تک اور باقی ٹھوس ہو جیسا کہ کتابہو جو البقی صاحب لطاق لوریہ برحقیدہ ماسیکاہو باوصف اسکے  
کہ اسکے سپہین مخالفت کلی نقلیں سے رکھتا ہو لیکن کتاب سے کقولہ تعالیٰ کیس کملہ شیء نہیں ہر مثل اسکے  
کوئی شرا و ترست سے قلما روی عن امیر المؤمنین فی خطبہ انہ قال لا یوصف شیء من الانجاء ولا  
بالنجاء ولا اعضاء ولا فی فہم البلاغۃ وکلما روی الکلینی عن ابو جعفر بن محمد بن ابراہیم الخزاز و محمد بن  
الحسن قالوا دخلنا علی ابی الحسن الرضا وقلنا ان ہشام بن سالم وصاحب لطاق والمیثقی  
یقولون انہ تعالیٰ آجوف الی السرة والباقی صمد فخر اللہ ساجد امام قال سبحانک کیف طاع عنہم انفسہم ان  
لشہود بعد ان اللہم لا اصفک الا ما وصفتہ بنفسک ولا استعماک بحلک انت اهل کل حیدر فلا تحلہ  
مع القوم الظالمین ترجمہ ابن کراہ کہ روایت کی امیر المؤمنین سے ایک خطبے میں بشکال یہ کہ فرمایا انھوں نے نہیں  
وصف کیا جاتا ہو کسی چیز کے ساتھ اجزائے اور نہ ساتھ ہاتھ پاؤں اور اعضا کے جیسا کہ نج البلاغت میں ہو اور  
جیسے کہ روایت کی کلینی نے ابراہیم بن محمد خزاسی سے اور محمد بن حسین نے یہ کہ ان دونوں نے کہا کہ گئے ہم ابی حسن  
کے پاس اور ہم نے کہا کہ بشک ہشام بن سالم اور صاحب لطاق اور میثقی کہتے ہیں کہ بشک اللہ تعالیٰ خالی ہو  
ناف تک اور باقی ٹھوس جیگر پڑے اللہ کی واسطے سجدے میں بعد اسکے کہا یا کہ ہو تو کسی طاعت کی فکی انکے  
انفسوں اس بات میں کہ تجکو تشبہ دی تیری غیر سے بارخدا یا میں تیرا وصف نہیں کرتا ہوں مگر اس چیز کے ساتھ  
کہ تو نے اپنی ذات کا آب وصف کیا ہو اور میں تیری شبیہ خلق سے نہیں کرتا ہوں تو ہی سزاوار بر خوبی کا ہر پس  
مت ہر محکو ساتھی قوم عالمہ لکوا ولما رواہ الکلینی ایضا عن الحسن بن عبد الرحمن النعمانی قال قلت لابی الحسن  
الکاظم ان ہشام بن حکم یزعم ان الله جسم قال قالہ اللہ ما علمک ان الجسم محدد ومعاد اللہ وکبر الی اللہ  
عن هذا القول دما رواہ الکلینی ایضا فی کتاب التوحید من الکافی عن محمد بن القریح الزنجی قال کتبت  
لی ابی الحسن اسال عمن قال ہشام بن الحسن فی الجسم و ہشام بن سالم فی الصورة فکتبت

دَعَا عَنْكَ حَتَّى دَخَلَ الْخَبْرَانِ وَاسْتَعَدَّ بِالْهَدْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ لَيْسَ الْقَوْلُ مَا كَالْهَشَامَانِ مَرْجُومًا وَبَسْبَاسَاتٍ  
 کہ روایت کیا اوسکو کلینی نے بھی حسن بن عبد الرحمن جانی سے کہ کما میں نے ابی حسن کاظم سے بیشک ہشام بن حکم  
 گمان کرتا ہے کہ تحقیق اللہ جسم ہے فرمایا مارے اوسکو اللہ کیونکر جانا اللہ جسم محمد و پیغمبر خدا کی بناہ میں بہت چاہتا ہے  
 اللہ سے بسبب اس قول کے اور واسطے اوسبات کے کہ روایت کیا اوسکو کلینی نے بھی کافی کی کتاب توحید میں  
 محمد بن فرج زنجی سے کہ کما اوسنے نامہ لکھا ابی الحسن کو کہ سوال کرتا ہوں میں اوسبات سے کہ کسی ہشام  
 بن حکم نے معللے میں جسم ہونے خدا کے اور ہشام بن سالم نے صورت ہونے میں خدا کے بس لکھا اوسنے  
 دو کر کہ ایسے حیرت جبران کی اور بناہ ڈھونڈا اللہ کی شیطان سے نہیں ہے یہ بات جو کچھ کہا دو ہشام بن  
 عقیدہ سیر و ہم یہ کہ حق تعالیٰ کا کوئی مکان نہیں ہے نہ اوسکے لیے کوئی جہت تحت و فوق سے متصور  
 چنانچہ یہی مذہب اہل سنت اور جماعت کا ہے حکمیا امامیہ سے اور یونسیہ کہتے ہیں کہ مکان اوسکا عرش ہے  
 حکمیکے نزدیک ماس عرش یعنی فرش کی طرح عرش کو چٹا ہوا ہے بیچ میں فرعیہ نہیں ہے اور عرش اور وہ دونوں  
 برابر ہیں لغرض اوس سے زیادہ نہ وہ عرش سے زیادہ یونسیہ کہتے ہیں کہ وہ عرش پر ایسا بیٹھا ہے جیسے  
 کوئی تخت پر بیٹھا ہو **وَاللَّهُ يَقُودُ وَيَقْدِرُ عَلَيْكَ بِيَشْكُ** وہ کھڑ ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے اور حرکت کرتا ہے  
 اوس پر اور اوسکو فرشتے اٹھاتے ہیں حال آنکہ وہ فرشتوں سے قوی تر اور ہرگز نہ ہرگز نہ کسی کائنات کے  
**يَكُنْ لَهُ جَلَاءٌ وَهُوَ أَعْلَمُ وَأَقْوَى مِنْهُمْ** اور سالمیہ اور شیطانیاہ و یونسیہ کہتے ہیں کہ مکان اوسکا آسمان میں ہے  
 مگر معین نہیں ایک مکان سے دوسرے مکان کو جاتا آتا ہے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر چڑھتا  
 اور ترائی بیٹھتا اٹھتا ہے اور حرکت و سکون کرتا ہے و ربیعہ کہتے ہیں کہ رہنے کی جگہ تو اوسکی آسمان ہے لیکن  
 ایام بہار میں لالہ زار اور گلزار اور فگوفون کی سیر کو زمین پر اور ترائی بھر آسمان پر چڑھتا ہے جیسے ہانگیر  
 بادشاہ کہ اوسکے رہنے کی جگہ تو اگر تھا اور ہر سال سیر ہا کشمیر کو جاتا تھا بس مخالفت کتاب اور عترت کی  
 اس خرافات سے ظاہر نہیں کہ **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ** نہیں ہے مثل اوسکے کوئی چیز و قدرتی ہے **عَنِ امْرِئِيٍّ لِّمُؤْمِنِينَ فِي بَعْضِ**  
**خُطْبَةٍ لِّإِي مَكَانٍ فَيُجَوِّدُ عَلَيْهِمْ لَا يُقَالُ وَقَالَ فِي خُطْبَةٍ أُخْرَى لَا يَزِيدُ الْاَوْهَامَ بِالْحَدِّ وَدَوَّلَ كَلَامًا وَ**  
**اَيْضًا فِي خُطْبَةٍ أُخْرَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَشْغُلُهُ عَنِ شَأْنٍ عَنْ شَأْنٍ لَا يَجُودُ مَكَانٌ كُلُّ ذَلِكَ**  
 مکرور و غیر مکرور ہے تحقیق روایت کی امیر المؤمنین سے بعض خطبے میں نہیں ہے کسی مکان میں تاجائز ہو  
 اوس پر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور دوسرے خطبے میں فرمایا نہیں اندازہ کر سکتے ہیں اوسکو اوہام

حدود و حرکات کے ساتھ اور بھی دوسرے خطبے میں فرمایا نہیں مشغول کر سکتا ہی اور سکو ایک حال سے دوسرے  
 حال کو اور نہ اٹھا سکتا ہی اور سکو کوئی مکان یہ سب بیخ البلاغت میں مذکور ہیں اور جنت کے مسئلے میں بھی  
 حکمیہ اور سالمیہ اور شیطانیہ اور شیمیہ مامیہ سے جنت فوق کی ثابت کرتے ہیں اس واسطے کہ مکان اور جنت  
 ثابت کیا ہو فَإِنَّ الْعَرْشَ وَالسَّمَوَاتِ كُلَّهَا فِي جِهَةِ الْفَوْقِ پس تحقیق عرش اور آسمان سب جانب فوق  
 کے ہیں مگر جس وقت کہ آسمان دنیا پر اور تر تا ہی تو فرشتے اوپر کے اور عرش و کرسی کے اٹھانے والے اور جنت کے  
 رہنے والے یعنی حور و ولدان یہ سب اس سے اوپر ہوتے ہیں پس سالمیہ اور شیطانیہ اور شیمیہ کے نزدیک کائنات  
 اون اوپر والوں کی نسبت تحت میں پڑتا ہی لیکن زمین پر رہنے والوں کی نسبت ہمیشہ فوق میں ہی اور ربیبیہ کے  
 نزدیک اور ان کے سوا کوئی جنت معین نہیں کبھی اوپر پھرتا ہی کبھی نیچے اور بیخ البلاغت میں کہ باجماع مشیہ  
 متواتر ہو امیر المؤمنین سے روایت کی گئی ہو لَا يَخْدُ بَأْسُ اور جیسے نفی مکان کی لیکن نفی جنت کے بھی  
 کی گئی ہو كَانَتْ الْجَهَنَّمَ اطْرَافُ الْأَمْكِنَةِ وَحُدُودُهَا اس واسطے کہ بیشک جنتین طرفین مکان کی ہیں  
 اور حدین اون کی ہیں فرقہ اثنا عشریہ ان خرافات کو شک البتہ کچھ مانتا سمیٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ باتیں  
 اور اور فرما سب ہمارے نزدیک سب مردود ہیں بلکہ الزام دینے کے موقع پر انکا ذکر کیوں کر ناچاہیے فی الواقع  
 ہی تو یہی لیکن جب کلام کل فرقوں مشیہ کے ساتھ ہی اور یہ فرقہ بلاشبہ فرقہ مامیہ سے ہیں گو اثنا عشریہ نہوں  
 چنانچہ اہل سنت کی خدمت میں اثنا عشریہ کے یہ التماس بھی ہو کہ کیوں جی تنے اسد ہیکے لوگو کو توحید کا طعنوں  
 اور مقدمہ امامت میں اپنا پیشوا بنا رکھا ہی اور انھیں کی باتوں پر بالکل تمھارا اعتماد ہی اور ان کے جملہ نقل و حکایات  
 کو ملتے ہو پھر کیا بات ہی جو باری تعالیٰ کی توحید میں روایتیں ان بزرگواروں کی ایک جو بھر روانہ نہیں رکھتے  
 حال آنکہ اس مذہب کے لوگوں نے ان روایتوں عقائد کو بھی اماموں سے روایت کیا ہی کچھ اپنی تھیلی سے  
 نہیں نکالا ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر اس واسطے ان باتوں سے منہ جراتے اور پھر جلتے ہو کہ اماموں نے ان باتوں کو  
 جھوٹ ٹھہرایا ہی تو مطاعن اور مقدمہ امامت کو بھی تو جھوٹ ٹھہرایا ہی اب حد درجہ اس معاملے میں یہ بات  
 کہنے کی ہو کہ ان روایتوں کو جو اماموں نے جھوٹ ٹھہرایا ہی تو ان کی تکذیب کی اور شیعوں نے بھی روایت کی ہو اور  
 مطاعن اور مقدمہ امامت کی تکذیب کو جو اماموں سے روایت کرتے ہیں وہ صرف اہل سنت ہیں تسویہ تو ایک عقلی بات  
 ہو کہ جسے کسی بزرگ سے اپنی کسی چیز کی روایت کی ہو خود وہ اسکو جھوٹ ٹھہرائی ہو ہرگز روایت نہیں کر لیتا مثلاً  
 حکمیہ و سالمیہ و شیمیہ و روایتیں جسم و صورت کی حضرات امیہ سے روایت کرتے ہیں پھر آپ ہی اسکی تکذیب میں

روایت کیونکر کر گئے سیطرح تمام جماعت امامیہ کی اپنے غرضوں یا غلط فہمیوں سے مطاعن صحابہ اور مقدمہ امامت حضرت ائمہ سے روایت کرتے ہیں ان سے اس بات کی توقع کہ اون روایتوں کی تکذیب میں کوئی روایت کو بنام عبد از عقل ہو یا اگر امتحان ان کے جھوٹ سچ کا منظور نظر اہل عقل کے ہو تو روایتیں دوسرے فریق کی دیکھیں کسوا کہ ہمیشہ سے عقلا کی عادت بھی یوں ہی چلی آئی ہے کہ جب کسی خبر کا امتحان کرتے ہیں تو اس سے روایت خلاف اس کے پوچھتے ہیں کہ شاید وہ اپنی سخن پروری کرتا ہو اور سب تعلق اغراض کے اپنی بات براؤ گیا ہو اور جب کو حاضر اس معاملے کا سمجھتے ہیں ان سے دریافت کرتے ہیں جب مقدمہ دنیا میں ایسی تحقیق کرتے ہیں دین کے مقدمے کو کب سل چھوڑنا چاہیے علاوہ اسکے یہ بھی ہے کہ جماعت شیعوں نے بھی رفتہ رفتہ مطاعن صحابہ اور مقدمہ امامت میں خلاف اپنے اعتقاد کی باتوں کے اور روایتوں کی روایتیں کیں ہیں کہ باب مطاعن اور امامت میں عرض کجا اینگی چنانچہ جھوٹوں کا قاعدہ ہے کہ جب ان سے قصداً اور خاص کسی روایت کو پوچھو تو فوراً انکار و انحراف کرتے ہیں اور پھر کسی موقع پر اسی روایت کو اور کسی طرز تقریر میں ادا کرتے ہیں جو جھوٹا اور کو بنائے تب ظاہر ہو جاتی ہے کہ اب دوسرا التماس اہل سنت کا یہ ہے کہ جب حضرت ائمہ نے ایک جماعت کی ان سے تکذیب فرمائی ہے کیہ ایسی بد دعائیں اور کومش کی کہ فرمایا قَاتِلُوا اللَّهَ مَارِدُ اَلِ اَوْ سَكُو اللّٰهَ وَ اَلْخِزَاةُ اللّٰهُ اُوْرِ سَوَا كِرِ اَوْ سَكُو اللّٰهَ وَ كَا تَجْعَلُنِي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ مَتَّعْهُمُ اَوْ هَلْ كُوسَا تَهْتَدُ قَوْم ظَالِمُ كَ وَ اَسْتَعِذُّ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پناہ مانگ اللہ سے شیطان مردود سے اور اور مثل ان بد دعائوں اور کومشوں کی پھر ان کی روایتیں کتب دین و ایمان میں لانا اور ان پر اعتماد کرنا بتائیے تو ان کو کس قسم کا سمجھا جائے اگر اثنا عشریہ کے دین یہ گزرے کہ اہل سنت جو حضرات ائمہ سے روایت کرتے ہیں ان میں ہلکوں کا نفیہ ائمہ کا ہر واقعی وہی ہیں جو بیان امامیہ کا ہے اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اول تو ثبوت نقیہ اماموں کا ابھی تک مقام امتحان میں ہے کس واسطے کہ نقیہ اماموں کا سوا ان لوگوں کسی نے روایت نہیں کیا پس انھیں کی روایتوں پر انھیں کی روایتوں کی توجیہ کا کچھ لطف نہیں عقلمند خوب جانتے ہیں دوسرے یہ کہ نقیہ کو کس وجہ سے ترجیح دی جائے اماموں کا نقیہ ان کے ساتھ تھا یا اہل سنت کے ساتھ اگر ترجیح نقیہ کی بھی انھیں کی روایت سے ہے تو وہی آتش در کا سہ ہے اور جو دوسری دلیل کے ساتھ ہے تو بیان کرنا چاہیے چو کہ یہ مقام تقریبی ہے زیادہ اس سے طول دینا مناسب نہ جانکر اصل مقصد کے بیان میں رجوع کجا ہی ہے جانا چاہیے کہ یہ دو عقیدے جو مذکور ہوئے ان سے بہت شاخیں نکلتی ہیں کہ ہر شرح مخالف عقلمین کے ہر اذہن سے یہ کہ لَٰهُ تَعَالٰی لَیْسَ مِثْلُ شَيْءٍ قَالُوا یَتَرُکُّ ذَا تَهُ تَعَالٰی مِنْ اَحْزَانِ مَقَادِیْرِہِ فِی الْخَاصِ کَالْاَرَاِسِ



مقصود سالکین کا اس اتحاد سے دو باتوں سے ایک بات ہے نہ اتحاد حقیقی اول چپ جان اور مست جانانانہ کا  
یعنی یہ سمجھنا کہ مین ہوں بندہ کا نزد یک ظہور نور تجلی کے جیسے نور چراغ کی جو حالت قرب میں ظہور نور  
آفتاب کے ہوتی ہے اور عارض ہونا اس حالت کا اور ظہور نور تجلی کا قرآن مجید سے اور اقوال عترت سے  
خوب ظاہر ہے کہ تَجَلَّى رُؤْيُہُ لِيَجْعَلَ لَكَ نَصْرًا مِّنْ سِمْيَہِ مَا يَآئِدُ النَّاسَ لَمْ يَكُنْ فِي رُؤْيَاہِ  
اوسکی نے پہاڑ پر کر دیا اوسکو دھا کر رہا اور گر کر پڑے موسیٰ ہیوش و نور تعالیٰ کَلَّمَكَ جَاہَا فَكَرَىٰ اَنْ يُّوَدَّكَ  
مَنْ فِي النَّارِ و مَنْ حَقَّ لَهَا و سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر گاہ کہ آیا وہ  
اوسکے پاس نہ لایا گیا یہ بکرت رکھتا ہے جو کوئی آگ میں ہے اور جو اوسکے آس پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ  
کہ صاحب سارے جہان کا ہے اور اقوال عترت طاہرہ سے قول حضرت صادق کا فخر طبع میں ابو بصیر کے دفی  
روایت کلینی کے جو سابق گذرے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ مِنْہِمْ یُرْوٰی فِی الدُّنْیَا قُلُوبُہُمْ فِی الْیَوْمِ الْقِیَامَةِ اَلَسْتَ تَلٰہُ  
فِی وَحْیِکَ ہٰذَا بِنِیِّ بَشَکْ و من دیکھتے ہیں اوسکو دنیا میں قبل روز قیامت سے کیا تو نہیں دیکھتا ہے  
اوسکو اس وقت میں اور اس بات کو شیخ ابن فارض مصری علیہ الرحمۃ نے اپنے ابیات میں واضح کیا ہے اور کہا ہے  
ابیات و کلام حدیث و فی القلوب  
رَوٰیہُ فِی النَّفْلِ غَیْبٌ ضَعِیْفٌ یُعْذِرُ بِحُجَّتِ الْعَبْدِ بَعْدَ تَقَرُّبِ  
اِلَیْہِ نَفْلٌ اِذَا دَاخَلَ فِیْضِہٖ وَ مَخْصُصٌ سُبْحَہٗ اِلٰی اَشَارَہٗ وَاَضْمُ یَكُنْتُ لَہٗ سَمْعًا کُنْتُ اِلَیْہِ وَ الطَّہْرِ  
ترجمہ آئی ہے حدیث میرے اتحاد میں کہ ثابت ہے روایت اوسکی نفل میں ضعیف نہیں ہے اشارہ کرتے ہیں طرف  
دوست رکھنے بندے کے بعد قرب دھونڈنے کے طرف خدا کے بسبب عبارت نفل اور ادا کرنے فرض کے  
اور موقع تنبیہ کے اشارے ظاہر ہیں بدین لفظ کہ مین ہو جاتا ہوں اوس شخص کے واسطے گوش کہ واضح ہو  
مثل روشنی دو پھر کے آورہ حدیث صحیح قدسی جس کا پہلے مصرع میں اشارہ ہے یہ ہے اَلَا قَوْلُ عَبْدِ مَنَظُورٍ  
اَلِیَّ بِالتَّوَاظُلِ اَحْبَبْتُہُ فَاِذَا اَحْبَبْتُہُ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِنِیِّ وَ بَصَرَہُ الَّذِیْ  
یُبْصِرُہٗ وَ دِیْنُہٗ الَّذِیْ یَطْلُعُ بِہٖ وَاِجْلَہُ الَّذِیْ یَنْفِخُ بِہٖا یعنی ہمیشہ بندہ میرا تقرب دھونڈے میرا ساتھ  
نفلوں کے یہاں تک کہ دوست رکھوں مین اوسکو پھر جبکہ مین اوسکو دوست رکھوں گا ہو جاؤں گا مین اوسکے  
ہو کان کہ سنیں گا وہ ساتھ میرے اور مینائی کہ دیکھے گا وہ اوسکے ساتھ اور ایسے ہاتھ کہ چمکے گا وہ اوسکے ساتھ  
اور ایسے پاؤں کہ چلے گا وہ اوسکے ساتھ دوسرے یہ کہ اگر کوئی آئینہ ذات حق کا جائے اور اوسکے مظاہرے ایک  
منظر سمجھے اسطور پر کہ بعض احکام ظاہر کے منظر سے منسوب ہوتے ہیں اور نیز بالعکس لیکن جو وصف کہ نزاہت







هَذَا لَا يُصْرِحُ بِإِثْبَاتِ الْوُحْدَانِ وَلَا يُصَفِّ بِأَنْوَاعِ الْخَلْقِ بِيَشَاطِلِ بِهِ كَمَا بَيَّنَّا وَأَمَّا مَنْ كَلَّمَ  
 نَ كَسِي سَ پید ہوا تو دوسریکا شریک ہو اور نہ کوئی اوس سے پیدا ہونا وارث چھوڑے اور آپ مر جاے  
 اور نہ آنکھ سے دیکھتا ہو اور نہ اندازہ کیا جاتا ہو کسی مکان سے اور نہ وصف کیا جاتا ہو زوجہ کے ساتھ ہو  
 نہ پیدا کرتا ہو یا تھکنا ہون سے وَقَالَ الْبَصَالِيُّ عَنْ الْحَاذِلِ بْنِ الْأَسَدِ وَطَهْرٌ عَنْ مَلَاةِ النَّسَاءِ وَبُحْی كَمَا بَرَّكَ  
 اختیار کرنے بیٹوں سے اور پاک پر نشان عورتوں سے اور چھٹا عشرہ سے خواجہ نصیر موسیٰ اور صاحبانِ  
 قائل ہوئے ہیں اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ میں صفت لذت عقلیہ کی ہو اور دستاویز ان کے قیاس غالب پر شائبہ  
 یعنی سید کیے چیز کو دیکھے ہو سے پر قیاس کر لینا اور یہ بھی مخالف کتابِ عترۃ کے ہے کتاب جیسا فرمایا خدا کی قسم  
 لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ نہیں ہو مثل اوس کے کوئی جز اور عترۃ جیسے روایت ہے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے نبی البلاغت میں  
 اَللّٰهُ هُوَ الْوَحْدُ الْحَقُّ الْمُبِينُ لَا يَتَنَبَّغُ الْعُقُولُ تَحْدِيدَهُ فَيَكُونُ مُشْتَبِهًا وَلَا يُقَعِّعُ عَلَيْهِمْ وَهَامُ فَيَكُونُ مُشْتَبِهًا  
 بیشک شان یہ ہے کہ فرمایا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ودا اللہ بادشاہ ہوا در حق ہو اور ظاہر نہیں ہو بخجتی ہیں عقلیں اوس کی  
 تحدید کر کہ ہو وہ مستبہ اور نہیں واقع ہوتے ہیں اوس پر اوہام کہ ہو وہ ممثل اور بھی نبی البلاغت میں ہے  
 امیر المؤمنین علیہ السلام سے اِنَّهُ قَالَ مَا وَحَّدَهُ مَنْ كَيْفَهُ وَلَا يَأْتِيهِ مَعْنَى مِنْ شَيْءٍ بیشک فرمایا اوہوں نے  
 توحید حاصل نہ کی خدا کی اوست کہ کیفیت بیان کی اوست اوس کی اور نہ اوس کو مجھے شبہ ہے اور کلینی میں امام  
 موسیٰ رضا سے ہے يَسْتَحْبِبُّكَ كَيْفَ ظَلَمْتَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَكْفُرُوا بِكَ لَيْتِي بَاكَ اَوْ تَكْفُرُوا بِمَنْ رَاضِي هُوَ مِنْ  
 نفس اوس کے اس بات پر کہ مشابہ کرتے ہیں وہ تجکو تیری مخلوق سے اور اس میں ہر ابراہیم علیہ السلام سے رَبَّنَا  
 قَالَ اِنَّ اللَّهَ لَا يَمْثِلُ شَيْءٌ بیشک شان یہ ہے کہ فرمایا اوہوں نے تحقیق اللہ نہیں مشابہ ہو سکتا ہے  
 کسی چیز سے عقیدہ ہفتہ ہم یہ کہ اللہ تعالیٰ کو باجائز نہیں ہو کہ سوا اس کے حاصل ہو کہ وہ ہو کہ حق تھا  
 ایک چیز کا ارادہ فرمائے مصلحت دوسری چیز میں ظاہر ہو کہ قبل اس سے ظاہر تھی پس ارادہ اول کو نسخ کرے  
 اور دوسریکا ارادہ کرے اس بات سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالیٰ نا عاقبت اندیش ہو اور انجام کام کو کمونین جاننا  
 تَعَالَى اللَّهُ عَنِ الْفِكْرِ الْكَيْدِ تَبَرُّوا الشَّدَائِنَ سَبِّحُوا بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَنِ السُّجُودِ وَالْأَزْوَاجِ وَرَسَالِهِمْ أَوْ رَسَالِهِمْ  
 اور اور گروہ امامیہ ت جیسے مالک جنی اور دارم بن حکم اور ریان بن مصلحت اور سوا ان کے باجوہ زیر کرتے ہیں  
 اور سکی حضرات ائمہ سے روایت کرتے ہیں فِي الْكَلْبِيِّ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَعْيُنٍ عَنِ أَحَدِهِمَا قَالَ مَا عِنْدَ اللَّهِ  
 عِشْرَتُ الْبَدَائِعِ هُتَامُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَا عَظَّمَ اللَّهُ عِشْرَتُ الْبَدَائِعِ وَوَعْدُ الْبَدَائِعِ الْبَدَائِعِ



بِأَيِّهِ تَقُولُ لَكَ يَحْيَىٰ لَوْلَا مَا يَسْأَلُكَ وَيُنَبِّئُكَ وَمَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي هِشَامٍ فِي تَقْسِيمِهِ قَوْلُهُ تَعَالَى تَعَالَيْتَ  
الرُّومُ وَمَا رَوَاهُ الصَّدُوقُ فِي عَيْمَارِ أَخْبَارِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَرَابَةَ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحَى إِلَيَّ مِنْ أَمِيَّتِهِمْ لِمَا  
رَوَاهُ صَاحِبُ الْكَلْبِ فِي بَابِ أَنَّ الصَّدَقَةَ تُلْغِي الْبَلَاءَ مِنْ كَيْدِ الْكَافِرِ فَصَحَّ إِلَيْهِمْ حَيْثُ رَوَاهُ  
ذُو الْأَعْيَانِ فِي الْجَعْسِ الْحَامِسِ السَّبْعِينَ مِنْ قِصَّةِ مُرُورِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْمٍ مُجْلِبِينَ مَعَهُ رَوَاهُ الْإِسْكَانِيُّ  
فِي قِصَصِ الْأَنْبِيَاءِ فِي لُجَّارِ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنِ الصَّاحِبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ رَمْلًا كَانَ يَفْرَحُ فِي شَجَرَةٍ كَانَ يُجْلِي  
بِأَشْيَارِهَا أَذْرَكَ الْفَخَّارَ فَمَلَأَ الْفَخَّارَ فَشَقَّ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ اللَّهُ تَعَالَى فَقَالَ سَأَلْتَنِي قَالَ فَافْرَحَ الْوَرِثَانُ  
وَحَدَّثَ الْبُحْلُ مَعَهُ لِيَعْنَتَهُ فَصَعِدَ الشَّجَرَةَ وَفَرَّضَ لَهُ سَائِلٌ فَانْطَهَاهُ لِحَدِّ الرَّغِيْبِ ثُمَّ صَعِدَ فَلَخَذَ الْفَخَّارَ  
فَنَسَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى لَمَّا تَعَقَّدَ تَدَلَّى بِأَجْمَعِهَا عَلَى دَفْعِ الْبَلَاءِ فِي الْخَبَرِ بِرَحْمَةٍ كَادُوا سِرْدَانِي الْأَخْبَارِ وَتُصَرِّحُ كِي طَبَرِي سَي  
اَوْسَكِي مَنَعَ سَي اَوْرِجُ كُجْه كِه رَوَايَتِ كِي كَانِي اِدرَامَالِي مِيَن صَدُوقِ نِي اَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَي اَوْنَكِي فَرَمَانِي كِي مَوَافِقِي كِي اِگَر  
نَهْوِي آيَتِ كِتَابِ اللَّهِ مِيَن ضَرُورِ بَرْدِي تَا مِيَن تَكْوَاوَسَاتِ كِي جَوِهُوتِي قِيَامَتِ تَكِ اَوْ رَا رَا دِه اَوْ سَي آيَتِ سَي اِس  
آيَتِ كَا هِي جَسْكَ تَرْجَمِه يِه هِي مُشَادِي تَا هِي لَه جَوِجْه جَا هِي تَا هِي اَوْ رِجُوطِ هِي تَا هِي ثَابِتِ رَكْنَتَا هِي اَوْدِ جَوِجْه رَوَايَتِ كِي  
عَلِي بِنِ اِبْرَاهِيْمِ نِي اَلْمُعَلِّتِ الرُّومِ كِي تَقْسِيْمِ مِيَن اَوْرِجُ كُجْه رَوَايَتِ كِي صَدُوقِ نِي عِيْمُونِ اَخْبَارِ مِيَن اِمَامِ رِضَا  
كِه فَرَمَا يَا اَوْخُونِ نِي خَبَرِي جُكُو مِيَرِ سَي بَابِ نِي اِيْنِي بَابِ دَاوَا عَلَيْهِ السَّلَامُ كِه خَتِيْقِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي  
فَرَمَا يَا بِيْشِكِ اللَّهُ تَعَالَى وَهِي كَرْتَا هِي طَرَفِ كِي سِي بَنِي كِي اِيْنِي بَنِيُوْنَ سَي اَلْمُجْجْه رَوَايَتِ كِي صَاْحِبِ كَانِي سَي  
اِسْ حَدِيْثِ كِي مَعْدِي مِيَن كِه بِيْشِكِ مَعْدِي دَفْعِ كَرْتَا هِي بَلَا كُو كِتَابِ زَكَاةِ سَي قِصَّةِ يَهُودِي مِيَن اَوْرِجُ كُجْه رَوَايَتِ كِي  
اِمَالِي مِيَن مَجْلِسِ مِجْمَعِيُوْرِيْنَ مِيَن قِصَّةِ مُرُورِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَي قَوْمِ مُجْلِبِيْنَ كِي سَاْتَه اَوْرِجُ كُجْه كِه رَوَايَتِ كِي اَوْسُكُوْرَاوْدِي  
خَصَصِ لَا نِيَا مِيَن اَخْبَارِ بَنِي اِسْرَءِيلَ مِيَن صَادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَي بِيْشِكِ اِيَكِ مَرِغِ تَهَا كِي بَجِي دِي تَهَا اِيَكِ خَرْتِ بَر  
اَوْ اِيَكِ خَفْصِ تَهَا كِه اَوْسِ دَرِخْتِ كِي بَاسِ اَمَا تَهَا جَبِ بَجِي جَوَانِ هُوْتِي تَهِي تَوَاوُكُو بَرِ لِيَا تَهَا اِلْعِي دُو نُوْنِ بَجِي  
سُوْشَكَايَتِ كِي اَوْسِ مَرِغِ نِي خَدَا سَي تَقَالِي كِي خُصُوْرِ مِيَن فَرَمَا يَا كِه حَلْدِي كَفَايَتِ كِه رُوْكَانِيْنَ جُكُو كَمَا پَرِ جَوَزِ تَهِي  
اَوْ رِ مَرِغِ اَوْ رِ هِي شَخْصِ پَرِ اِيَا اَوْ رِ اَوْسَكِي بَاسِ دُو رُوْثِيَانِ تَهِيْنَ سُوْجُرْ هَا دَرِخْتِ پَرِ اَسْمِيْنَ اِيَكِ سَائِلِ اَوْسَكِي سَبْ  
اَكْبَا اَوْ مِيَن سَي اِيَكِ رُوْثِي اَوْسُكُو دِي هِي جُرْ هَا دَرِخْتِ پَرِ اَوْ رِ بَرِ لِيَا بَجِي تَيْسِ سَلَامَتِ رَكْحَا اَوْسُكُو اللَّهُ تَعَالَى  
اِسْ سَبْكَ كَرْتَا سَي تَقُو دِيَا حَاسِ وَدَالَتِ كَرْتِي اِيْنِي يِه سَبْ رَوَايَتِيْنَ بَرِ اِدرَا خَبَارِ يِه اَوْ رِ يِه بِيْجَانِنَا جَا يِه

که متاخرین امامیہ نے ہر ایک کے قول ہر کو علم مخزون الہی سے تخصیص کی ہے اور کہا ہے مَا لِلَّهِ الْإِنْبِيَاءُ  
 أَفْقَاهُ اللَّهُ إِلَى الْمَلَائِكَةِ فَتَرَى أَهْلَ الْبَيْتِ فَلَا يَدْعُوهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُكَلِّبَ أُولَئِكَ سِرَّهُمْ وَلَا عُلُوهَ عِلْمِهِ  
 کہ و لا اوسکو اللہ تعالیٰ نے طرف ملا لکھ کے پھر طرف اہل بیت کے اوس میں کچھ بدنام نہیں ہے اور زمین پر اللہ کے حکم  
 بنائے اپنے دوستوں کو اور صاحب رسالہ علم الہدی کا کہ ان میں ہر محقق ہو یعنی نظام الدین بیہزار اس شخص میں  
 انکو جو بتاتا ہے اور کہتا ہے وَكَفَىٰ عَذَابَكَ إِنَّ مَا أَقْلَنَّا هُمْ مِنْهُ لَمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ قَوْلِهِ لَوْلَا أَنَّهُ  
 هَمَّا أَقْلَنَاهُ مِنْ الْكَافِرِ فِي قِصَّةِ الْيَهُودِيِّ وَغَيْرِ الْإِمَامِ فِي قِصَّةِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا رَوَاهُ الْإِمَامُ صَاحِبُ الْكَافِي  
 وَكِتَابُ الْتَاخِرِ فِي بَابِ الْوَلَاةِ فِي قِصَّةِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْإِمَامُ سَائِدُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَهَذَا مَوْجِبُ الْحَاجَةِ مِنْهُ  
 قَالَ لَهُمْ لَوْ طَارَ رَسُولٌ بِخَبْرٍ أَمَرَكُمْ بِهِ لَقَالُوا أَمْرًا نَأْخُذُ بِهِ بِالسَّحَرِ قَالَ فَلَا إِلَاهَ إِلَّا اللَّهُ فَحَاجَتُهُ قَالُوا وَمَا  
 حَاجَتُكَ قَالَ تَلَفَضْتُمْ السَّاحِرَ فَإِنَّ لَهَا أَنْ يَنْدَفِعَ عَنْكُمْ لَوْ تَرَجَمْتُمْ بِمِنْ بَرَشِيدِهِ هِيَ تَجْمَعُ مِثْلَ جَوْجِ نَقْلِ كَمَا  
 اوسکو جسے امیر المؤمنین علیہ السلام سے اونکے قول لَوْلَا أَنَّهُ سے آخر تک اور جو کچھ کہ نقل کیا جسے اوسکو کافی  
 قصہ یہودی میں اور مالی سے قصہ عیسیٰ علیہ السلام میں اور وہ چیز کہ روایت کیا اوسکو صاحب کافی نے بھی  
 کتاب کمال باب لوط میں درمیان اوس حدیث کے کہ روایت کی اسے باسناد ابی جعفر کے کہ ان موقع میں  
 ضرورت اوسکے بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہما فرشتوں سے حضرت لوط نے اسی رسولوں میں سے پروردگار کو  
 کیا حکم دیا ہر حکم میرے پروردگار نے ان لوگوں کے معاملے میں کہما فرشتوں نے کہ حکم دیا ہے حکم اس بات کا  
 کہ پڑیں ہم اور نکو صبح کی وقت کہما لوط نے سیری تم سے ایک حاجت ہے فرشتوں نے پوچھا کیا حاجت ہے لوط نے کہا  
 انکو اسی وقت پکڑو میں دڑتا ہوں ایسا نہوا اللہ تعالیٰ کو انکے حق میں بدامنی ماں کا نام ہے مَا يَكُنْ لَكَ فِي  
 فِي بَابِ جَدِّ عِيسَى مِنَ الْإِسْلَامِ مِنْ كِتَابِ الْبَصِيْقَةِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَوْلُ الْمَلَائِكَةِ لِلنَّبِيِّينَ الْخَلْقِ الْكَلْبَاءِ عَلَيْهِ  
 فَضْلِي وَخَلِّدْ رِجَالَهُمْ فِي دَارِ شَرِّ طَائِفَةِ النَّبِيِّينَ فِي مَا تَكُنْ تَبَابِ تَرْجُمُهُ اور بھی وہ امر کہ روایت کیا  
 اوسکو صاحب کافی نے مقدمہ ہر پیدائش انسان میں کتاب حقیقہ سے بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْنِ  
 دُونِ فَرَشْتُونَ سے جو بناتے ہیں انسان کو لکھو تم اس پر میرا حکم اور میری تقدیر اور حکم جاری میرا اور شرط اوس میں  
 میرے واسطے ہر ایک کو جو کچھ تم کہتے ہو وہاں دَاوُدُ الصُّدُوقُ بِأَمْرِهِ شَارَعَ الْحَسَنَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْمَطْلُوعَةِ قَالُوا  
 فَغُلَّتِ الرِّجَالُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللَّهُ بِرُؤُسِهِمْ يَوْمَ تَأْتِي الْحَرْبُ قَالَ تَعَالَى وَنَسْتَحْدِثُكَ وَنَسْتَحْدِثُكَ  
 بِهِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا أَدْحَلُوا أَمْرًا مِنْ لَقْدُسَةِ اللَّهِ لَكُنْ أَلَا يَهْدِي فَادْخُلُوا هَذَا دَخَلَ بَنُو الْإِسْلَامِ

وَقَالَ عِمْرَانُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَدُ أَنْ يَهْبِ لِي عَلَامَاتِي سَيَنْفِي هَذَا وَشَكَّرْتُ لَهُ هَذَا فَغَابَ فَقَوْلُهُ  
 أَهْلُ نَهْ مَرِيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مُنَافٍ لِذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ لَمَّا قَدْ كَذَبَ فِيهَا النَّبِيُّ وَعِيسَى  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشَكَرَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْبَرَاءَةِ تَرْجُمَهُ اور وہ چیز کو روایت کیا اور سکودوق نے حسن بن  
 محمد بن ابی طلحہ کے اسناد سے کہا وہ سنے کہ کہا میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہ آتا ہی میرے پاس رسول اللہ  
 ایک چیز کے ساتھ پھر آتا ہی بر خلاف اسکے فرمایا ایسا ہی ہو اگر تو چاہے تو اسمعاطی میں کوئی حدیث جھگڑنا  
 اور اگر چاہے تو کوئی آیت تیرے سامنے لاؤں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اور وہ یہ کہ فرمایا خداے تعالیٰ نے  
 بنی اسرائیل سے داخل ہوا روض مقدسہ میں کہ وہ خداے تعالیٰ نے تمہارے نام پر لکھی ہو سودا داخل نہوے  
 وہ وہاں اور داخل ہوئے انکے بیٹوں کے بیٹے اور کہا عمران نے بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ کیا ہے  
 بیضا عطا فرمائے گا اسی سال اور اسی مہینے میں پھر غائب ہو گیا اور جہاں وہ عورت نے مریم علیہا السلام کو  
 یہ سب خلاف سکے ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ نے جھوٹا بنایا اس قصہ میں بنی اور عیسیٰ علیہ السلام کو اور  
 شرط کیا فرشتوں پر بد حاصل کلام تمام روایتوں شیعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بدل کے تین معنی ہیں بداد و علم و ہوا  
 اَنْ يَظْهَرَ لَكَ خِلَافٌ مَا تَعْلَمُ اور وہ یہ کہ ظاہر ہو خلاف اوس چیز کے جو جانی اسے اور بداد و ارادہ  
 وَهُوَ اَنْ يَظْهَرَ لَكَ صَوَابٌ عَلَى خِلَافٍ مَا ارَادَ اور وہ یہ کہ ظاہر ہوا و سکودوا ب بر خلاف و حجت  
 کہ ارادہ کیا اسے اور بداد و ارادہ وَهُوَ اَنْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ تَحْتَ اَمْرٍ يَنْهَى بَعْدَ خِلَافٍ ذَلِكَ اور وہ یہ کہ حکم کرے  
 کسی چیز کو پھر حکم کرے کسی چیز کو بعد اسکے بخلاف اس چیز کے اور تنوین معنی یہ ہے فرقہ خلا پر بد جائز کرتے ہیں  
 اور پچھلے معنی جو مشتبہ نسخ ہیں انکی نسبت اہل سنت سے کر کے کہتے ہیں کہ انھوں نے بد جائز رکھا ہے پہلے معنی  
 شیعہ اپنے عرف میں بداد و اخبار کہتے ہیں دوسرے کو بداد و تکلیف اور یہاں ایک دقیقہ ہو  
 نہایت باریک اور وہ یہ کہ بداد و تکلیف کو اکثر اہل سنت جائز نہیں رکھتے کہ وہ معنی منافی نسخ کے ہیں اب  
 تحقیق اس مقالہ کی یہ کہ جب ایسی شرطیں جمع ہوں کہ جسے نسخ منع ہو تو بالاتفاق شیعہ اور سنی کے نسخ جائز  
 نہیں ہوتا اور وہ شرطیں اہل سنت کے نزدیک چار ہیں اتحاد الفعل اور اتحاد الوجه اور اتحاد الوقت اور اتحاد  
 المكلف اور جو کچھ مجوزین اس نسخ نے قصہ فوج اسماعیل علیہ السلام کو دنا ویز عطا کیا ہے تبدیل سے میندی کی مرد  
 اس واسطے کہ یہاں نسخ تھا بلکہ اقامۃ البذل عند النجس واقع ہوا یعنی قائم کرنا بدل کا  
 وقت مجوز کے اصل سے اس واسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ انکا مقدمہ ورتھا چھری چلانے اور چھریاؤں

پانہ سے سب کچھ عمل میں لائے لیکن جو کہ بطور خرقہ حادث صلابت جلد اسماعیل علیہ السلام میں پیدا ہوئی تھی  
 کلٹنے معلوم اور رگون گردن سے عاجز ہوئے حق تعالیٰ نے عجز او کا دیکھ کے بدل اسماعیل علیہ السلام کے  
 سینہ ڈھا بھیجا اور اس قافۃ البدل مقام صل کو نسخ نہیں کہہ سکتے ہیں جیسے تیم وضو کے بدل میں نسخ وضو کا  
 نہیں ہوا ایسے ہی نسخ پیاس وقت نماز کا شب معراج میں کہ او کا خطاب محض پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا  
 اور امت کو اب تک خبر نہیں پھر تکلیف ان کے حق میں او کی بیشک ثابت تھی لیکن شیعوں کے متفقون نے انکس ط  
 اور بڑھائی ہے اور باوصف جمع ہونے چارون شرطوں کے نسخ کو جائز گئے ہیں اور یہی میں معنی بدار تکلیف کے  
 کما قال صاحب حکم اھدی و تمن بقول البداء فی التکلیف اما یمتنع اذا اجتمع مع الشر فطلعا بفسخ  
 المذکور بشرط خامس و ہوان ینکون حسن التکلیف و لا کم مسبباً عن مصلحتہ فالتی لا یلزم ان  
 بہ و اما اذا کان حسن لا کم مصلحتہ عائدۃ الی کم نفسیہ فلا یمتنع البداء فاما ادا البداء لیسوا عندنا  
 ملایم جمع فیہ الا ربعة دون الخامس لکن اطلاق البداء علیہ فحازا کلا وقع لہ بعد النصوص المتواترۃ  
 عن العترة الطاہرة علیہم السلام و اذا انقضت الشرائط الخمسة فلا ریب فی امتناع البداء کما افلناہ عن  
 الشیخ عبد الغنی ترجمہ کیا علم الہدیٰ نے ہم کہتے ہیں تکلیف میں تمن، جو جبکہ جمع ہو چار شرطوں مذکور کے ساتھ پانچون  
 شرط جو مذکور ہوئی اور وہ یہ کہ خوبی ہو تکلیف میں اور حکم پیدا کرینا اور اس مصلحت سے کہ رائج ہر طرف  
 اس شخص محکوم بہ کے لیکن جب خوبی ہو حکم کی اور اس مصلحت کی واسطے کہ جمع ہر طرف خود حکم کندہ کی پس  
 منع نہیں ہے بدار بس مراد اس بد سے کہ جائز ہے ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جمع ہوں اور میں چار شرطیں سوا  
 شرط پنجم کے اور ہوا اطلاق بلا کا اور سپر مجازا اور کچھ شر نہیں ہے اس بات کی بعد نصوص متواترہ عترت  
 طاہرہ علیہم السلام کے اور جبکہ جمع ہوں پانچون شرطیں تو کچھ شبہ نہیں ہے امتناع بد میں جیسا کہ افضل کیا  
 ہے اسے اسکو شہید سے انتہی اب یہاں معلوم ہوا کہ بداء در تکلیف کو بدار ارادات لازم ہے کہ واسطے  
 کہ اگر کوئی مصلحت ہے تو تازہ کہ ارادہ نیکینی ہو کسی امر کو پھر بداء در تکلیف کیسے ہوگا اور بدار ارادہ کو بدار علم  
 لازم ہو کہ واسطے کہ ارادہ خلاف معلوم کے محال ہے تو پس جہت کہ علم میں تیسرہ ہوگا ارادے میں کس طرح ہوگا  
 پس امامیہ و معنی کو کہ بداء در تکلیف و بدار ارادہ ہے مسلم رکھتے ہیں اور میں اول سے کہ بداء علم ہر انکار  
 ہوتے ہیں کہ ٹھیک نہیں ہوتا اور اس کے کو نہیں چلتا اور بھی معلوم ہوا کہ تمسک انکس اثبات بد میں مع نسخ  
 حکم کے اسطور پر کہ تبدیل حکم اول کا ساتھ حکم ثانی کے یا بسبب کسی مصلحت کے ہے کہ ظاہر ہوئی اور پہلے

ظاہر تھی یا تھی اول صورت میں مدعا حاصل ہو دوسری صورت میں لزوم عبث برپا ہو کسواسطے کہ نسخ میں تبدیل مصلح مکلفین کی ہو موافق اوقات کے نہ ظہور مصلحت غیر ظاہرہ کا حضرت حق سبحانہ تعالیٰ پر اور تغیر اور تبدیلی حکم کا محض نسبت ہمارے ہی جو عقیدہ انان غائز نادانی کے ہیں اور نہیں تو خداے تعالیٰ کے نزدیک ہر حکم کی ایک میعاد اور ایک وقت ہو کہ وہ اس میعاد اور وقت تک باقی ہو وَتَجِدُوا اللَّهَ مَابَذَاؤُهُ وَتُبْتَ اس آیت کے محذو ثبات سے مراد محو گناہ اور اثبات توبہ ہر اعمال کی کتابوں میں یا مراد محو فاسد اور اثبات ہمنوال چیزوں کا صحف ملاکہ میں نہ جو اثبات اپنے علم میں بدین دلیل کہ آخر آیت میں فرمایا اَوْ وَعِدْنَا اَوَّلُ الْكِتَابِ یعنی اس کے پاس ہر جز کتاب کی اور جو حدیثیں کہ اسمقدمے میں امامون سے روایت کرتے ہیں سب بنائی ہوئی اور دل کی جوڑی ہوئی ہیں راوی او کے سخت جھوٹی بات بنانے والے ہیں ایسوں کی باتیں مقابل دلائل قطعی عقلی کے کیونکر سنا جا سبیں علی الخصوص کہ نصوص صریح متواتر امامون سے بھی ثبوت اس بات کا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم محیطی اور کوئی چیز خارج چیز دان سے ایسی نہیں جسکو قبل ہونے سے اور بعد ہونے کے برابر نہ جانتا ہو چنانچہ سابق بھی ذکر اسکا گذرا اور طرفہ یہ کہ شیخ صدوق انکا اپنی کتاب التوحید میں اس آیت کے وَبِكَ لَمْ يَصْرِفْ اِلَهًا لَمْ يَكُنْ لَهَا يَتَّخِذُكَ اس مطلب پر استدلال کرتا ہے یعنی ظاہر ہونی واسطے اونکے وہ چیز کہ نہیں جانتے تھے وہ ایسے موقعوں سے خوش فہمی انکے بڑے بڑے علما کی ظاہر ہوتی ہے کہ ہر گاہ کہ کتاب اللہ میں کہ تنہا مذہم سارے مخلوق کی ہو اس قسم کی غلط فہمیاں انکی ہیں امامون کے کلام میں کہ متعدد ہیں اور ضابطہ کیسوں اور صندوق میں انکے بند کہ کیسوں میں دکھاتے کیا کرینگے اور اگر اس مقام پر کیسے دل میں گزرے کہ یہ روایتیں شیعہ کے امامون سے نقل کہیں ہیں موافق اوکے صحیح بخاری میں بھی حدیث اترے اور ابیہ صاو اعمیٰ میں لائے ہیں کہ بَكَ اللَّهُ اَنْ يَنْتَظِرَ اَسْكَو اهل سنت کس چیز پر قیاس کرتے ہیں انکے جواب میں ہم کہینگے کہ اگر یہ لفظ محفوظ ہیں صحیح بخاری میں اور اہل سنت کے نزدیک بھی یہ روایتیں صحیح ہیں تو محمول ہیں معنی مجاز پر کسواسطے کہ افعال خداے تعالیٰ کے عالم میں دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہے کہ سب دنیا کے ہر طرف سے اونکے ہونے کا اتفاق کرتے ہیں دوسری قسم وہ سبب اوکے ہونیکے ثابت نہیں ہوئے بلکہ موانع موجود ہیں بس قسم ثانی میں لفظ استعمال فرمایا ہو بنا برہستعارہ اور تشبیہ کے گویا یہ حالت تشبیہ بحالت بڑا ہی اور اسی ایک لفظ میں یہ مجاز وارد نہیں ہوا صدق لفظ احادیث و آثار میں موجود ہیں کہ محمول اس قسم مجازات پر جو مثلاً آسمان اور ابتلاؤ و شمسک اور تردد کہ معنی حقیقی اونکے قطعاً مراد نہیں ہیں اور تمام آئین صفاتی مثل وجہ اور بدین اور اصابع

اور یمن اور سوا اسکے انھیں معافی مجاز پر محمول ہیں اور بعض آثار میں امامون نے بد استعمال کیا ہے نسبت بغیر  
 بندگان حال نگہ فی الحقیقہ بد انہیں ہے جیسے قصہ عمران کا کہ واسطے نذرانی زوہ کے کہ کچھ اپنے بیٹ میں  
 تھا اور سکوا و نھون نے محر کیا تھا لفظ وَعَدَی رَبِّیْ عَلَیْہَا لَکُمَا اور ایسی آیت ہر آیت کہ کَتَبَ اللہ لکھتے ہیں مرا  
 خلافت بنی اسرائیل سے ہے نہ حاضران سے فقط اور خطاب ملکین میں وَاسْتَخَرْتُکَ الْبَدَ اُیْمَ نسبت علم ملکین کے  
 اور ایسا ہی لفظ سَاَلْتُکَ میں کوئی وقت معین نہیں فرمایا ہے بلکہ وہ وہ کنایت کا تھا کہ اس میں ایک دفعہ  
 اور بھی اس کو دستیاب ہوا جیسے بغیر کو خواب میں دکھلایا کہ سوچو ہم میں داخل ہونگے اور آنحضرت صلعم اور شیخ  
 نے فرمایا کہ اس سال داخل ہونگے حال نگہ یہ ارادہ کیا ہوا تھا اس طرح شان میں برہندوں کے لفظ سَاَلْتُکَ  
 عجبت سمجھی ہو تو کیا عجب پس اس کے علم میں بدامانہ واقع اور نفس الامتین اور علی ہذا القیاس اور روایتوں میں  
 بھی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مراد کیا ہے عقیدہ ہمسوہم یہ کہ حق تعالیٰ اپنے بند و نمین کسی کے کفر اور  
 ضلالت پر خوش نہیں ہوتا ہے قَالَ اللہ تعالیٰ وَکَلَّیْمُہِیْ اِیْعَادِہُ الْکُفْرَ مِنْ رَاضِیْ ہُو تاجی بندوں سے کہ میں  
 اثنا عشر یہ کہتے ہیں کہ سوائے شیعہ کے اور وکی ضلالت و گمراہی پر خفتعالی راضی ہے اور حضرات ائمہ  
 انہی گمراہی پر خوش ہیں رَوَیْ صَاحِبُ الْمَحَاسِنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَوْسٰی الْکَاطِبُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اللہ تعالیٰ قَالَ  
 لَا صَاحِبَ اِیْمَ لَا تَعْلَمُوْہَا اَنْ تَخْلُقَ اَصْوَالٌ یَفْہِمُوْہَا اَصْوَالُہُمْ صَاحِبُہُمْ صَاحِبُہُمْ صَاحِبُہُمْ صَاحِبُہُمْ صَاحِبُہُمْ صَاحِبُہُمْ  
 معارف نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پیشکش ہے کہ فرمایا و نھون نے اپنے یاروں سے مت سکھاؤ تم اس  
 مخلوق کو حصول اپنے دین کے اور پسند کرو واسطے ان کے اس چیز سے کہ پسند کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے  
 یعنی گمراہی اگر یہ روایت صحیح ہے تو اہل سنت کے ایک بڑی بشارت تھاتی ہے کہ موافق مرضی خدا کے زندگی  
 کہتے ہیں احمد بن علی ذلک رضامندی خدا تعالیٰ کی کہ نہایت متمنی اہل دین کے ہے بلکہ اسی حضرات ائمہ کے  
 اُکھوا حاصل ہے لیکن علمائے شیعہ کو چاہیے کہ اس روایت کو جھوٹا ٹھہرائیں جیسے کہ روایت تجسیم اور صورت کہ  
 جھوٹا ٹھہرایا ہے اس واسطے کہ مخالفانہ دلائل قطعی اور اصول شرعی کے ہے اور غرض امامت کی خلاف ورزی  
 و جویہ اصالح اور لطف کے متنافی اور کھودنے والے بنیادانہ قاعدہ مقرر کے کہ اَللّٰہُ تَعَالٰی لَا یُزِیْلُ التَّوْحِیْدَ  
 وَ اَلْقِیَاسُ وَ اَلْکَلْمُ وَ اَلْمَعَاہِیْ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ارادہ کرتا ہے بدین اور ربائیون اور کفر اور گناہوں کا  
 عقیدہ نوزد ہم یہ کہ خفتعالی کے ذمے کوئی چیز واجب نہیں ہے چنانچہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے اور انہا  
 شیعہ متفق لفظ میں کہ بہت چیزیں موافق حکم عقل کے ذمے تعالیٰ کے واجب ہیں پس عقل شرعی غالب







[illegible]

اور اصلاح اصحاب رسول اور امت کے حقین یہ تھا کہ برخلاف حضرت صدیق بنو کے نہ برخلاف حضرت امیر فرما کے حکم صریح فرماتا تا یہ لوگ برخلاف او سکے نہ چلتے سوا اسکے کتاب مجید میں فرمایا ہو یا اللہ یمن علیکم ان هذا لکرم لا یمان بلکہ اللہ احسان کرتا ہو تم پر کہ ہدایت کرتا ہو ایمان کی پس اگر ہدایت ایمان کی او سکے ذمہ واجب ہوتی تو احسان کیون جتنا اس واسطے کہ اداسے واجب میں احسان نہیں ہوتا اگر کوئی شخص فرض کیا ادا کرے اور فرض خواہ ادا ہی فرض میں احسان رکھے بیشک یہ شخص مطعون خلافی ہوگا اور اما میا اور کیسانہ اور اٹھون فرتے زید یہ کہتے ہیں کہ اعواض یعنی بدلے خداے تعالیٰ کے فے واجب ہیں یعنی جب خداے تعالیٰ کسی بندے پر اپنے بندوں کے کچھ دیکھ بھیجتا ہو یا نقصان مالی یا بدی تو او سکے کسی منفعت کے ساتھ منافع سے تقویت کرتا ہو اور کسی مصلحت کے واسطے مثلاً زکوٰۃ اور صدقہ نظر کا یا ایسی چیز بھیجتا عام جو کسب بندہ سے لگاؤ نہ رکھتی ہو یا سبب جگہ دینے حیوان غیر عاقل کے مثلاً درندے اور سانپ بچھو پس فے خداے تعالیٰ کے واجب ہو کہ کوئی نفع مستحق خالی تنظیم سے او سکودے اور یہ عقیدہ بعد دریافت علاقہ ملکیت اور ملکیت کے باطل محض ہو جانا ہو چنانچہ عوض کو اس وقت میں واجب جانا چاہیے کہ جب بندہ ملک غیر کی ہو اور میں خداے تعالیٰ تصرف کرے اور ہر گاہ کہ او سکے غیر کو کوئی ملکیت نہیں ہو تو پھر کیا اور درحقیقت نعیم بہشت اور رنگارنگ کی لذتیں او سکی یہ محض فضل او سکا ہو اس واسطے کہ اگر کوئی ساری عمر طاعت اور عبادت میں صرف کرے ایک نعمت کا شکر او سکی نعمتون خفیہ سے ہرگز نہ بجالا سکے نہ کہ عوض کہ او سے کوئی مستحق ہو اور اس بات کو اس کے مکتب کے جنھوں اول ہی دیا جہ گلستان کا پڑھا ہو خوب سمجھتے ہیں نہ کہ علما اور فضلاء اور احادیث ائمہ سے بھی یہ بات بتواتر شیعہ کو بوجھی اور ثابت ہوئی شیخ ابو یوسف بن ابوالوید القسیمی نے طریق صحیحہ عن ابی الحسن علیہ السلام اذ کان یدعوہ لذلک علیہ یحییٰ عیرتک وعظمتک وجلالک لو انی منذ ابدت فطرتی من اول الذکر عبدتک وادخلوہ ربوبیتک شعرة فی کل طرفة عین سمر مذ لا بد یحییٰ الخاری وکثر جمعین لکن مقتصرانی بلوغ شکر احی نعمة من نعمک ولو انی کریت معادن جدد الذنبا شتانی وحرثت ارضها اشعار عینی ویکبت من خشیتک مثل تجو السماء والارض ماء صیدا لکان ذلک قلبا لمن ینیر ما یحب من فی حقک علی ولو انک اھی عدلنی بعد ذلک بعدا لحدائی جمعین و عظمت لئلا اخلق وجسمی ومارت بجمہم واجبا فما منی حق لا یکون فی النار معک عیونہ لکن لکن جمہم حطب سوائی لکان بعد ذلک علی قلبی لہم کثیرا استوجب من عقوبتک رحمہم ہدایت کی شیخ ابن ابی قحیف نے فرمایا

بطریق صحیح علی بن حسین علیہ السلام سے کہ بیشک وہ دعائے مانگتے تھے اس نعل کے ساتھ کہ اگلی قسم ہر تیری عزت اور عظمت اور طلال کی اگر میں جب سے کہ شروع کی تو نے پیدائش میری اوس اول زمانے سے عبادت کرتا میں ہمیشہ  
 ہمیشہ تیری ربوبیت کی ہر بال کے ساتھ ہر ایک مارنے میں ابد سرحد تک تمام مخلوق کی حمد اور شکر کے ساتھ  
 تا ہم مقصر ہی ہو گا اور تیری ادنیٰ نعمت کی حد شکر کو نہ پونچھ سکا اور اگر کھودوں میں کھانے کو ہے کی جو دنیا  
 میں اپنے دانتوں سے اور جو توں دنیا بھر کی زمین اپنی پلکوں سے اور روؤں تیرے خوف سے مثل دریاؤں  
 آسمان وزمین کے خون اور ریم ہرگز یہ سب باتیں ایک ادنیٰ ہیں اوس سے جس قدر کہ واجب ہو ایفا تیرے حق کا  
 سمجھو اور اگر اسے معبود میرے عذاب کرے تو مجھ کو بعد اسکے ساتھ عذاب تمام ظالمین کے اور بڑھادے تو درج  
 کیواسطے میری خلقت اور جسم کو اور بھردے تو جہنم اور اس کے طبقوں کو مجھے یہاں تک کہ کیسے معذب ہوں کیا  
 اویں ٹھکانا نہ ہے سوا میرے اور سوا میرے کوئی ایندھن دوزخ کا نہ بیشک یہ سب باتیں میرے واسطے بہت ہی  
 تھوڑی ہو گی جس کے میں لائق ہوں تیرے عذاب سے وَفِي نَجْمِ الْبَلَدَةِ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَا  
 كَلَيْلًا مَنْ خَيْرٌ مِنْ هَذِهِ الْأَمْرِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ فَمَا يَأْنِينُ مِنْ جَاهَتَا هُوَ بَشَرٌ مِنْ أَهْلِ عَذَابِ اللَّهِ  
 عقیدہ بستم یہ کہ جو کچھ بندے یا اور حیوانات سے صادر ہوتا ہو خواہ خیر خواہ شر خواہ کفر و ایمان خواہ طاعت  
 و معصیت یہ سب خدا سے تعالیٰ کا پیدا اور ایجاد کیا ہوا ہے جسے کو اس کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے التکبیر  
 اور عمل اور مکا بنے سے ہوتا ہے کہ اسی اپنے کسب و عمل کی بدولت جزا پاتا ہے یہ مذہب اہل سنت کا ہے کیسا نہیں  
 امامیہ اور فرقہ ثانیہ زیدیہ مخالف اس عقیدے کہتے ہیں کہ بندہ افعال اپنے آپ پیدا کرتا ہے اور حق تعالیٰ کو  
 اقوال و افعال ارادہ بندہ کیا بلکہ طیب و راہبائیم اور حشرات اور تمامی حیوانات کے افعال و اقوال میں جو بارادہ  
 کرتے ہیں کچھ دخل نہیں ہے اور یہ عقیدہ ان مخالف کتاب اور عترت کے ہے چنانچہ کتاب میں ہے وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ  
 ثُمَّ أَنْعَمَ عَلَيْكُمْ وَنَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ مِنْهَا خَلْقًا كَثِيرًا ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ أَنْعَمَ عَلَيْكُمْ وَنَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ مِنْهَا خَلْقًا كَثِيرًا ۝  
 دیکھتے ہیں وہ طرف برزخوں کے کہ گھیرے گئے ہیں وہ اس جو آسمان میں کہ نہیں چکل مارے ہوئے ہے  
 ذلکو کوئی سوا اللہ کے اَلَمْ يَزِدْكَ إِلَى الطَّيْرِ قُوَّةً فَتَقِيضَ مِنْهَا يُنْسِكُمْ ۝ اَلَا تَرَوْنَ كَيْفَ يُفْقِضُ مِنْهَا يُنْسِكُمْ ۝ اَلَا تَرَوْنَ كَيْفَ يُفْقِضُ مِنْهَا يُنْسِكُمْ ۝  
 ہیں وہ طرف برزخوں کے کہ ان کے سر پر میں صف کھینچے ہوئے کون دلوں سے اور دبائے ہوئے ہے اور کو  
 سوا سے خدا سے تعالیٰ کے لیکن عترت فضلہ دین الہامیہ باجماعہم عن ائمتہم اِنَّا اَعْمَالُ اَعْمَالِ خَلْقٍ وَهُوَ

ﷲ تعالیٰ ذکر نکالے اور ابواب شریعہ العبدۃ وغیرہ یعنی پس تحقیق روایت کی کل امامیوں نے اماموں  
 بیشک افعال بندوں کے پیدا کیے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیا ان روایتوں کو شارح عمدہ وغیرہ  
 اس مسئلہ میں صریح اپنے زعم کی رو سے مخالف اماموں کے اسکا اعتقاد ہی اور سوای چند باتوں کی گواہی کے  
 دوسری جگہ انکو پناہ اور فرہین کہتے ہیں اگر پیدا کرنا والا افعال بندوں کا خدا تعالیٰ ہو تو معاملہ ثواب و عذاب  
 اور جزا کا سب باطل ہو جائیگا کس واسطے کہ جب انکو اپنے افعال میں کچھ دخل نہیں ہو تو ایسے شخص کو جسکا دوس  
 فعل میں دخل نہ ہو عذاب کرنا صریح ظلم ہی اہل سنت کہتے ہیں کہ ہم موافق روایات و اصول شیعہ کے معاملہ  
 ثواب و عذاب و جزا کا باوصف اسکے کہ خالق افعال بندوں کا محتسب ہی ہو و وطریق پر اماموں سے ثابت  
 کیے دیتے ہیں اول طریق یہ کہ جزا ہر کیسے فعلوں کی مطابق علم اور اندازہ الہی کے ہی ہر کیسے تھیں مثلاً  
 خدا تعالیٰ کے علم میں ثابت ہو کہ اگر انکے فعل و عمل انہیں چھوڑ دوں اور ان عرضوں کا پیدا کرنا انھیں  
 سپرد کروں تو فلاں طاعت پیدا کرے فلاں معصیت فلاں ایمان اور فلاں کفر اور گواہ اس اپنے علم اور  
 انداز کیا علم میں اپنے بندوں کے بھی قائم کر دیا ہو کہ وہ میل و خواہش نفس کی ہی پس میل مومنین کا طرف  
 ایمان کے ہی اور میل کافروں کا طرف کفر کے اور میل طاعت والوں کا طرف طاعت کے اور بدکاروں کا طرف  
 بدکاری کے اور ہر کوئی اپنے دل میں اسکو سب سے بہتر سمجھتا ہی جسکو خدا تعالیٰ اسکے ہاتھ سے ظاہر کیا چاہتا  
 پس بدلائیک و بدکاسبب علم الہی کے انکے ایجاد پر پیدا کرنا افعال کا انکے سپرد ہونا تاہم یہ خالق اپنے افعال کے  
 اگر حقیقہ نہ ہونگے تو خلق تقدیری میں شبہ ہی نہیں آسواسطے کہ اگر کافر کو قدرت پیدا کرنے افعال کی دیتے کفر کو  
 پیدا کرتا اور اگر مومن کو قدرت اسکام کی دیتے ایمان کو پیدا کرتا اور علیٰ ہذا القیاس تمامی افعال و اقوال میں آور بدلائیک  
 موافق اپنے علم کے کیسے حق میں شیعہ کے نزدیک ظلم نہیں ہی آسواسطے کہ امامیہ کے نزدیک بلا توقع جزا اطفال  
 کفار کی سیطوبہ ہر مردی انہی بالوہ عن عبد اللہ بن یحییٰ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام عن  
 اطفال المشرکین یموتون قبل ان یبلغوا الجنۃ قال اللہ علیہم کما کانت اعمارہم ینزلون مداخل ابائہم  
 روایت کی ابن بابویہ نے عبد اللہ بن عثمان سے کہا میں نے جو چاہا بعد از علیہ السلام سے اطفال مشرکین کے معاملے سے  
 کہ مر گئے وہ قبل بالغ ہونیسے فرمایا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی کہ بالغ ہوتے تو کیا کرتے پس داخل ہونگے وہیں جہنم  
 نیکہ مان باپ داخل ہونگے و مرقی و عبد ابن و عبد عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال و لا یصلون  
 فی النار وایت کی وہ بن وہب اپنے باپ سے اور اسنے بھی ابی عبد اللہ سے بیشک شان یہ ہو کہ کہا اولاد

کافروں کی دوزخ میں داخل ہوگی پھر جب عذاب غیر مکلف اگر کو نکاح اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ  
کافراور گنہگار تھے اور یہ بھی نہیں کہ کوئی گواہ اس علم کا رغبت نفس اور خواہش دل سے پایا جائے ظلم نہیں ہے  
تو عذاب کرنا بند کیا اس کے فعل پر کہ موافق امام سے اور خواہش کے اس فعل کو پیدا کرتا ہے بدنیہ وجہ کہ اگر قدرت یا  
توضوہ اس کو پیدا کرے کیونکہ ظلم ہوگا چنانچہ کتب شیعہ میں حضرات ائمہ سے یہ وجہ خوب تصریح اور روشن کی ہوئی  
ہے رَوَى الْكَلْبِيُّ وَأَبْنُ بَابُوَيْهٍ وَآخَرُونَ عَنْهُمْ عَنْ أَبِي حَمَلَةَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ لِبَعْضِ عِبَادِهِ سَعِيدًا وَبَعْضًا  
سَقِيمًا يَعْلَمُهُ جَمَاعَةٌ لَوْ لَعَمِلُوا رَوَايَتِ الْكَلْبِيِّ وَأَبْنِ بَابُوَيْهٍ وَأُورِ لَوْ كُونِ فِي أَوَّلِيْنَ كَ الْأَمْرِ  
بیشک اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو پیدا کیا سعید اور بعض بندوں کو پیدا کیا شقی بسبب اون افعال کے  
کہ کرتے ہیں وہ اب لفظ کا نوا میں تامل کرنا چاہیے کہ صریح فائدہ معنی فرض اور تقدیر کا کرتا ہے وَرَوَى الْكَلْبِيُّ  
وَعَبِيدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَالِسًا  
فَسَأَلَهُ سَائِلٌ فَقَالَ جَعَلْتُ فِدَا اللَّهِ يَا أَبَنُ رَسُولِ اللَّهِ مَنْ آتَى نَحْنُ الشَّعَاءَ بِأَهْلِ الْمُعْصِيَةِ حَتَّى حَكَمَ لَهُمُ الْعَذَابَ  
عَلَى عَمَلِهِمْ فِي عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنَّهُ السَّائِلُ عِلْمُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقُومُ لَهُ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِهِ بِحُجَّتِهِ فَلَا حَكَمَ  
بِذَلِكَ وَهَبَ لِأَهْلِ مُحَبَّتِهِ الْقُوَّةَ عَلَى طَاعَتِهِ وَوَضَعَ عَنْهُمْ نَقْلَ الْعَمَلِ بِحَقِيقَتِهِ مَا هُمْ أَهْلُهُ وَوَضَعَ  
لِأَهْلِ الْمُعْصِيَةِ الْقُوَّةَ عَلَى مَعْصِيَتِهِمْ يُسَبِّحُونَ عَلَيْهِ وَفِيهِمْ وَمَعَهُمْ طَاعَةُ الْقَبُولِ مِنْهُ فَوَاقِفُ مَا سَبَقَ  
لَهُمْ فِي سَلَامَةٍ نَدَايَ وَلَمْ يَفْعَلُوا بَلَّوْا أَحَاكِمًا يُخَيِّمُهُمْ مِنْ عَذَابِهِ لَأَنَّ عَلَيْهِ أُولَى حَقِيقَةِ التَّصَلُّقِ وَهُوَ  
مَعْنَى سَلَامَةٍ مَا شَاءَ وَهُوَ سِرٌّ رَوَايَتِ الْكَلْبِيِّ وَغَيْرُهُ بِنِ بَصِيرٍ كَيْ شَيْك كَمَا أَوْسَى مِنْ يَمِينًا حَسَلَتِ أَبُو عَبْدِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ كَسَوْجُو حَجَّاءُ نَسَى اِيَك بُوَحْجَنِي وَلَسَلَنِي بِس كَمَا سَائِلِي نَسِي جَمِيرِي بَانِ اِيَا بِنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَمَا نَسِي بُوَحْجَنِي وَنَسِي  
اَهْلِ مَعْصِيَتِ كُوْجُو حَكَمِ عَذَابِ كَا هُوَا نَسِي حَقِي مِيْن اَنَسِي عَمَلِ سَي كَا اللّٰهُ تَعَالٰى كَيْ عِلْمِ مِيْن اِي سَوْفَر مَآيَا اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
اِي سَائِلِ عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَا نَسِي قَايَمِ هُو سَكُنَا اِي كُوْنِي اَوْ سَكُنَا فَا تَسَي اَوْ سَكُنَا اَدَا كَرْنِي مِيْن اَوْ كُوْنِي سَب  
اَوْ سَكُنَا بَانِ مِيْن نَسِي اَنَا بَسِي هَر كَا كَيْ حَكَمِ كَرْتَا اِي مَوْجِبِ اَوْ سَكُنَا كَا نَسِي حَكَمِ وَاَلِي كُوْتِ بِنِي طَاعَتِ  
اَوْ اِي تَخَالِيفَتَا اِي اَوْ سَكُنَا بُوَحْجَمَلِ كَا بَسَبِ حَقِيْقَتِ اَوْ سَكُنَا كَيْ كَا اَوْ سَكُنَا لَانِي مِيْن اَوْ نَسِي اِي اَهْلِ كُنَا كُو  
قُوْتِ مَعْصِيَتِ كِي مَوْافِقِ اِيْنِي عِلْمِ سَابِقِ كَيْ كَا دِه عِلْمِ اَنَسِي حَمِيْنِ مِيْن اِي اَوْ اِيْزَار كُنَا اِي اَنَسِي طَاعَتِ مَقْبُوْلِ  
اَوْ سَكُنَا عَمَلِ سَي بَسِي مَوْافِقِ بَرْتِي مِيْن اَوْ سَكُنَا جِيْرِي سَي جُو سَابِقِ اَنَسِي حَقِي عِلْمِ خُذَا تَعَالٰى مِيْن اَوْ نَسِي قُدْرَتِ  
اَوْ سَكُنَا مِيْن كَر بَا اَلَا مِيْن اِيْسِي حَالَتِ كَا نَسَاتِ دَس اَكُوَا دَسَكِي عَذَابِ سَي اَسُو اَسَلِي كَيْ عِلْمِ اَوْ سَكُنَا اُولِي اِي سَاكُنَا

حقیقت تصدیق کی بس یہی بین اوس بات کے کہ جو کچھ اوسنے چاہا یا اور یہ اوسکا بھید ہی  
وَرَوَى الْكَلْبِيُّ عَنْ مَنْصُورٍ بْنِ جَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّعَادَةَ وَالشَّقَاةَ  
فَقَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ فَمَنْ خَلَقَهُ سَعِيدًا لَمْ يَبْغُضْهُ أَبَدًا وَلَنْ يَمُوتَ بِغَضِّ عَمَلِهِ وَإِنْ خَلَقَهُ شَقِيحًا لَمْ يَحْبِبْهُ  
أَبَدًا وَإِنْ خَلَقَ صَالِحًا أَحَبَّهُ عَمَلُهُ رَوَايَتُ الْكَلْبِيِّ عَنْ مَنْصُورٍ بْنِ جَازِمٍ وَأَوْسَى ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ تَحْفِيزِ شَانِ  
يَهِي بِكَ فَرِيَا بَا وَنَحْنُ فِي بَيْتِكَ اللَّهُ نَسِيْدُ الْبِغَاةِ سَعَادَاتُ أَوْ شَقَاةِ كَوْفَلِ بِيْدَا كَرْنِ بِنِ بِنُفُوقِ كَسِ سَوِ مَسْكَو  
بِيْدَا كِيَا اَوْ سَعِيْدَا وَسَكُو كَجِي مَبْغُوضِ نَمِيْنِ رَكْهَتَا اِوْ اَوْرَا كِرْ جِي بَرَسِ كَامِ كَرَسِ اَوْرِ بِنُضِّ رَكْهَةِ اَوْ سَكِ كَامِ سَ اَوْرَا  
بِيْدَا كِيَا اِوْ اَوْ سَكُو شَقِي بِرْ كَرْدُوسْتِ اَوْ سَكُو زَكْهَةِ كَا اَوْرَا كِرْ جِي عَمَلِ كَرَسِ وَهْ صَالِحِ كَرْدُوسْتِ رَكْهَةِ اَوْ سَكِ عَمَلِ كُو اَوْرَا كِرْ  
اِسْ اِيَسِي عَمَلِ بِيْدَا كَرْنِ بِرْ كَرْدُ مَوَافِي خَوَاشِشِ بِنْدَسِ كَسِ وَاقِعِ بُوَسْتِ بِنِ جَزَا دِيَا ظَلَمِ بِرْ تُو جَلَبَسِ كَرْدِ اَوْ سَكِ نَفْسِ كَرْدِ  
بِيْدَا كَرْنَا اَوْرَا سَكُو قُوْتِ دِيَا اَوْرَا بِرْ شَيْطَانِ كَامِ سَلَطِ كَرْنَا اَوْرَا بِرْ زَكْهَتِ الطَّافِ اَوْرَا طَاعَتِ قَبُولِ سَ يَهِي  
اَوْ سَكِ حَقِّ مِيْنِ ظَلَمِ مَوْحَالِ اَنَّهُ رَوَايَتُ مَذْكُورِ هَمِيْنِ وَوَهَبَ لَهُ قُوْتَهُ لِمَعْصِيَةٍ وَمَعَ هَذَا طَاعَةُ الْعُقُولِ  
وَالْمَقْدُورِ اِنْ يَأْتُواكَ لَا تَجْبِرْهُمْ صَرِيحِ وَاقِعِ اِوْ اَوْرَا بِرْ اَكْلِي رَوَايَتُوْنِ مِيْنِ حَضْرَتِ ابُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَ  
وَارِدِ اِوْرَا اَنَّهُ قَالَ اِذَا ارَادَ اللَّهُ يُعْبِدُ سَوْءَ سَمَاعٍ تَلْبِيَةٍ وَوَكَلِيَّةٍ شَيْطَانِيَّةٍ اَبْضَلُهُ اَوْ ظَاهِرِ كَرْدِ مَسْأَلَةِ  
جَوْبِ دِيَسِ كِيَا جَاتَا اِوْ بِرْ دَهْضَطِ اَوْ رُطْبِي اِوْ طَرَفِ فَعَلِ مَعْصِيَتِ كَسِ قُدْرَتِ طَاعَتِ وَبِنْدِي كِيَا نَمِيْنِ رَكْهَتَا طَرَفِي دُوْمِ  
يَكِرْ جَزَا عَمَلِ بِرْ نَمِيْنِ اِوْ جَتَبَكِ كَرْدِ دَخَلِ بِنْدَسِ كَيْطَرَفِ سَ اَوْ سَكَامِ مِيْنِ نَهَوْبِكِرْ جَزَا سَمِيْلِ دِلِ اَوْ خَوَاشِشِ نَفْسِ بِرْ اِوْ كَرْدِ  
اِوْ عَمَلِ كَسِ سَا تَهْمِ كِيَا اِوْ اِوْ جَا بِرْ نِيَكِ اِوْ جَا بِرْ بَدِ سَوَا سَطِ سَوُوْنِ سِيَانِ اَوْرَا كَرَا اَوْ كُو مَوَافِ رَكْهَتَا اِوْ اِسْ سَبَبِ  
اَكِرْ جِي اِنْ حَالَاتِ اِيعْنِي سَوُوْنِ سِيَانِ وَاَكْرَاهِيْنِ صَدُورِ اَفْعَالِ فَرْكَانِ دِيَسِ بُوَسْتَا اِوْ مَكْرُجُو كَمِيْلِ دُخَوَاشِشِ كَسِ تَهْمِ  
نَمِيْنِ اِوْ مَوَافِ اِوْ اَوْ رَنِيْتِ خِيُوْشِرْ بِرْ جَزَا دِيَتِيَسِ بِنِ كُو عَمَلِ نَهَوْبِي الْكَافِي الْكَلْبِيُّ عَنْ اَبِي سَكُوْنِي عَنْ اَبِي حَبِيْبٍ اَللَّهُ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِمِنْ خَيْرٍ مِنْ عَمَلِهِ وَبَيْنَهُ الْكَافِرُ وَالْمُؤْمِنُ اَللَّهُمَّ  
اِوْ سَكُوْنِي سَ اَوْرَا سَنِي رَوَايَتِ كِيَا اَبِي عَبْدِ اللَّهِ سَ كَرَا اَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَ فَرِيَا بِرْ اَسْوَلِ اَللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ نَ كَرْنِيْتِ مَوْمِنِ كِيَا بِرْ تَهْمِ اَوْ سَكِ عَمَلِ سَ اَوْ رَنِيْتِ كَا فَرَكِي بِرْ تَهْمِ اَوْ سَكِ عَمَلِ سَ اَوْ رَنِيْتِ اَوْ رَنِيْتِ نِيْتِ  
عَمَلِ كِيَا بِرْ كَرْدِ جَزَا كَا اَوْرَا بِرْ اَوْ فِيْهِ اَيُّضًا عَنْ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ لَمَوْمِنٍ  
الْفَقِيرُ لَيَقُولُ يَا رَبِّ اَرْزُقْنِي حَتَّى اَفْعَلَ كَذَا وَكَذَا اَمِنْ اَلْبَرِّ وَوَجْهٍ اَلْخَيْرِ فَاِذَا عَلِمَ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَلِكَ مِنْهُ  
بَعَثَ فِيْهِ كَتَبًا اَللَّهُمَّ اِنْ لَّا خَيْرَ فَرِيَا اَبِي حَبِيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْرَا بِرْ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَ





وارد ہوتا ہے جس شیعہ کو بھی فکر اس جواب کی کرنا چاہیے کہ اس مسئلے کا ظاہر بالافتاق جملہ داعیہ اور ارادے  
 بلکہ سبب صدور کے کیا قدرت کیا قوت کیا حواس کیا جوارح یا ننگ کہ خود وجود ذات بندے کا  
 کہ اصل حصول ان افعال و اعمال کا ہر سبب پیدا کیا ہوا خدا کا ہے بند کیواسین کچھ دخل نہیں اور تحقیق مقام کی یہی  
 کہ جب بواسطہ اختیار کے کوئی فعل ہو تو وہ فعل اختیاری ہے خدا ضرار و التجا سے کلگیا اور مورد تعریف  
 اور ٹھکانا ثواب و عذاب کا ہوا اور اختیار کا اپنے اختیار میں ہونا ضرور نہیں بلکہ محال اس واسطے کہ تسلسل  
 لازم آتا ہے اور جبکہ ظاہر میں کیسواہی قدرت معلوم نہیں ہوتی کہ اپنے غیر میں اختیار پیدا کر دے تو عقل کو  
 قیاس سے سمجھنا اس بات کا بہت دشوار ہے لیکن بعد اوس کے کہ آلودگیان اوہام اور گرفتاری ماہولیات کی صفایا  
 حاصل کرتی ہے تو جزم کرتی ہے کہ اختیار بہ فعل کی موقوف وجود اختیار پر ہے نہ ایجا فعل نہ ایجا اختیار پر نہ  
 کیسکا غلام بھاگنا چاہتا ہے اور ایک شخص نے اوسکو بھٹکا کے یا اور کسی وجہ سے اوسکے خواہش دلی پر مطلع  
 ہو کے اوسکو اٹھا کے اوسکے مقصد کو پونچھا یا یہ بھاگنا غلام کا البتہ عند العقل منسوب بعلام ہوگا اگرچہ  
 دوسرے ساتھ دینے سے ہوا لیکن خواہش قلبی غلام سے ہے اب فرق اعتقاد اہل سنت اور شیعہ میں یہ ہے کہ  
 کہ اہل سنت اختیار بندے کو دو نو طرف سے گھرا ہوا فعل الہی سے جلتے ہیں جب فوقانی سے سبب پیدا کرنے  
 اختیار اور ارادے اور خواہش اور میل نفس کے اور جانب تختانے سے ساتھ پیدا کرنے فعل کے اور شیعہ اوسکے  
 اختیار کو جانب فوقانی سے ساتھ فعل الہی کے اعتقاد کرتے ہیں نہ جانب تحتانی سے اوسکے ہیں کہ پیدا کرنا فعل کا  
 اوسکا کام ہے اور انجنگہ عاقل کو غور کرنا چاہیے کہ جب جانب فوقانی اختیار دوسرے قبضے میں ہوا تو جبر لازم آیا اور  
 وہی مشکل محلے جزا اور ثواب و عذاب میں پیدا ہوئے پھر مفت ظاہری امر عقلیہ کو حاکم محال ہوئے نہ ایجا کے  
 مخلوق سے ہے ہاتھ سے کھودینا اور اوسی شیطانی انہا و ہند میں غوطہ کھانا کو نسا لطفہ کھتا ہے اور سابق بروایت حسن  
 والیکہ کہ بتی ہے اور بروایت کلینی منقول ہوا عن ابی الحسن الطحطاوی کہ قال لا یقول شیئاً الا ما شاء اللہ والامام  
 یعنی ابی حسن کا ظم سے ہے بیشک حال یہ ہے کہ فرمایا اوہ خون نے نہیں ہوتی کہ کوئی چیز بدون چاہے اور ارادے  
 اللہ کے اور تعجب ہے علما شیعہ امامیہ سے کہ آیات صریحہ قرآن کو چھوڑ کے اور اخبار صحیحہ ائمہ میں پشت پھینک کے  
 ایک شاعر جاہل کے قول پر تمسک کیا ہے اور اپنے اس اعتقاد میں مصداق اس آیت کریمہ کے ہوئے ہیں وَلِلّٰهِ  
 نَسِیْهُمْ لَعَاوَنَ اور شاعر پیروی کرتے ہیں او کی غادی و سرودی الشریف المصنف فی التفرع الذریعہ اللہ  
 عن ابی عبید قال احصلہ رقیۃ و ذوالرسمۃ عندہ لالی بن ابی بردۃ فقال لہ و اللہ ما خص طائر

فَخَوَّاهُ لَمْ يَمْنَعْ مِنْهُمُ الْإِصْطِصَاءُ مِنَ اللَّهِ وَقَدَّرَهُ فَقَالَ لَهُ ذُو الرِّمَّةِ وَاللَّهُ مَا قَدَّرَ اللَّهُ عَلَى الذِّئْبِ أَنْ يَكُونَ  
حُلُوبُهُ عِيَالًا لِحَبْرَاءِ اللَّهِ قَالَ رُؤْيَاهُ فَقَدَّرَهُ إِلَيْهِ أَكَلُهُ هَذَا أَكْذَبُ عَلَى الذِّئْبِ فَقَالَ ذُو الرِّمَّةِ الْكَذِبُ  
عَلَى الذِّئْبِ خَيْرٌ مِنْ كَذِبِ عَلَى رَبِّ الذِّئْبِ قَالَ لِلرَّقِصِيِّ هَذَا الْخَبَرُ مِنْ رِجَالِي قَوْلُهُ بِالْعَدْلِ لِمُحْتَاجِهِ عَلَيْهِ وَتَضَرُّهُ  
الْكَلَامُ الرَّقِصِيُّ ترجمہ روایت کی شریف مرتضیٰ نے غراور درمیں قوری سے اور دستہ ابی عبیدہ سے کہ جھگڑا کیا رو بہ اور فوہا  
نے کہ دونوں شاعر تھے سانسے ہلال بن ابی بردہ کے سو کہا رو بہ نے قسم یہ خدا کی بیچا ہا کسی پستہ نے زمین میں کوئی خانہ و نرسا  
کسی درندہ سے کوئی غار کو خدائے حکم اور اس کی تقدیر پھر کہا اس سے ذورمہ نے قسم یہ خدا کی تقدیر یہ نہیں ہے  
بھیٹے پر کہ تیری بکریاں جو ہمسایہ کیے جو کدو دو دھرتی میں کھائے کہا رو بہ نے آیا پھر اپنی قدرت سے کھایا اور کو جو  
بھیٹے پر پھر کہا ذورمہ نے جھوٹ بھڑپے پر ستر ہوا اس جھوٹ سے جو پروردگار بھڑپے پر کیا جائے کہا مرتضیٰ نے حینہ  
صریح ہے اور اس قابل کہ او کو عدل سمجھا جائے اور سچیت پڑی جائے اس منہب میں کہ اس مذہب کو مدللے تمام ہوا  
کلام مرتضیٰ کا یہاں عاقل کو اہل کرنا چاہیے کہ ان کے علم کے کلام ذوالریمہ کو کہ سراسر وہی اور بالکل لغو پوچ ہے قبول کیے  
اس زبان سرلی میں اس کی تحسین و افزین فرمائی ہے یہ نہیں جانتے کہ ذوالریمہ شاعر بدوی کو ان مطالب دقیقہ سے کیا تھا  
کہ شخصیات ہنگامہ ناس نہیں جانا اور ایسے شخص کو ایسے مسائل اعتقادیہ میں اپنا پیشوانا اہل دین کے کب لائق ہے حالانکہ  
کلام بھی اس کا مایہ منتخل اور معنی ہے کہ کسٹ کہ بھڑپے کا قوت گوشت بڑھتا اور اس کو قوت شکار کی دینا اور ایسے قوی و نجو  
کو ایسے ضعیف پر غالب کرنا اور ارادہ مار ڈالنے اور زخمی کرنے کو سفند کا اسکے دل میں دالنا بجز قوت حرکت دوزنہ کی اور سین  
پیدا کرنا یہ کس کا کام ہے اور یہ باتیں موافق قواعد شیعہ کے ظلم صریح ہے اور کیا یہی خوب ہے کہ ہر شعر قل للذی یدعی  
فی العلل فلسفۃ بمحضت شینا و عابت عندک شیاء یعنی کہ اس شخص سے جو دعویٰ کرنا ہے علم میں فلسفی یعنی  
محقق کہ سیکھی تو نے الہیہ اور جاتی رہیں تجھے بہت چیزیں پھر روایت کی شریف مرتضیٰ نے تمہی اسحاق بن سوسہ  
قَالَ اُسْدُ ذُو الرِّمَّةِ شَعْرَ عَيْنَانِ قَالَ اللَّهُ كَوْنَا فَكَانَتْ + فَعَوَّلَانِ بِالْأَلْبَابِ اَيَقْعَلُ اُتَحْمَرُ + فَقُلْتُ  
نَعُو لِكِنْ خَبَرُ الْكَوْنِ هَلْ كَوْنُخْتُ اَوْ نَحْنُ اَتَحْمَرُ اَلْعَيْنَانِ فَعَوَّلَانِ قَوْصُفْهُمَا بِذَلِكَ قَالَ الْمُرْصِفُ اَقَا حَرُّ  
ذُو الرِّمَّةِ هَذَا الْكَلَامُ مِنَ الْقَوْلِ بِخِلَافِ الْعَدْلِ اِنْتِی کلامہ ترجمہ کہا ہوا ذوالریمہ نے میرے سانسے یہ شعر اور  
دوا تمہیں ہیں کہ فرمایا خدا نے اس کا ہو جانا پس ہو گئیں دونوں ایسی کہ اکثر کرتی ہیں عقول میں جیسے تاثیر کرتی ہیں  
پس میں نے کہ اگر عقول کہ اس واسطے کہ عقول کی ہے سو کہا ذوالریمہ اگر لوٹھا ہوا حاجب بھی قابل تو نہ ہو تا میں بھی کہا ہوتا  
عقول صوفی کیا ہو میں نے دونوں کو اس لفظ سے اس بات پر مرتضیٰ نے کہا کہ بجا ذوالریمہ سے آقا بل ہوسے کلام خلا

عدل سے تمام ہوا کلام اور اس کا عجیب و غریب مرتضیٰ سے کہ اس کلام ذوالمرتبے سے اس عقیدے کو سمجھا حالانکہ  
 غرض ذوالمرتبے کی یہ ہر اگر لفظ فعلین کو خبر کان کی بنانا تو شوق کلام یہ ہوتی کہ حق تعالیٰ نے معشوق کی دو آنکھیں خان  
 اور جا دو گراو عقل ربا عاشق کی پیدا کیں اور یہ معنی مجلو مقصود نہیں ہیں در صورتیکہ کان کو تمامہ لایا ہون اور دونوں کو  
 جو صفت عینان کی بنایا ساق کلام کا بالاصلات واسطے ثابت کرنے فتائی اور ساحری اور عقل ربائی دو چشم  
 معشوق کی ہوئی کہ یہ بات میرے مقصود سے ہے اور مرتبہ عالی رکھتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ معشوق کی  
 دونوں آنکھیں اس بنس کی ہیں کہ حق تعالیٰ نے او کو اپنی قدرت خاص اور اپنے حکم تکوین سے پیدا کیا اس واسطے  
 کہ ما دو کو ایسی استعداد مہی جسے ایسی آنکھیں پیدا ہو تیں اور مصورہ قدرت کی القایسے نقش کا نہیں رکھتی تھی  
 اب دیکھو شریف مرتضیٰ کو کہ یہ کس جنگل میں بڑا ہے یہاں سے شعر فہمی عالم بالاک معلوم ہوتی ہے اور اسے از خلاف عدل  
 تو اور صورت میں بھی مجسمہ ظاہر حاصل تھا اس واسطے کہ فتنہ اور ساحری کو منسوب ہو جفت تعالیٰ نہیں کیا معشوق کی  
 آنکھوں کی طرف نسبت کی ہے جو کوئی ساحر اور فتنان ہوا و سکوا ساحر اور فتنان بنانا کسی شخص کے نزدیک خلاف  
 عدل نہیں ہے اگر خلاف عدل ہے تو محروم و فتنہ کرنا ہے اور اگر نظر دقیق سے دیکھیں تو در صورت رفع کے بھی موافق  
 معنی کے خلاف عدل کے ہے جو ان کے اعتقاد میں ہے اس واسطے کہ کوئی شخص عقلا سے نہیں کہتا ہے کہ شراب خالق  
 اسکار کی ہے اور چشم معشوق کی خالق عشق و جنون کی عاشق کے دل میں اور موافق ہے مجسمہ شریف مرتضیٰ کے  
 چاہے کہ خمر اور چشم معشوق بھی خالق بعض اعراض کے ہوں کہ ایک قسم ہے موجودات عالم تہ اور شریک ہے  
 کے ہوں باوصف اسکے کہ امامیہ بھی حیوانات میں اشراک کرتے ہیں نہ جادات میں اور کلام شاعر کا سنی ہر بابا  
 نہ لادہ معنی حقیقی کا ہر چند یہ کلام شریف مرتضیٰ کا یہاں نقل کرنا اور اوپر رد و قدح کرنا بظاہر فضول معلوم ہوتا ہے  
 لیکن غرض ہماری آگاہ کرنا ہے ان بزرگوں کی قوت دشمنی اور دقیقہ فہمی پر کہ ایک بروے کے شعر کے معنی میں  
 کیسے دست بر سر او باد گل ہوے ہیں اور باوصف ان تقریروں کے جو ہنسی کھیل لڑکوں اور بچوں کے ہیں  
 تمام گروہ شیعہ امامیہ نے انکا علم الہدی لقب کیا ہے اور اپنے دین و ایمان کی بنیاد انکی مصلحت پر رکھی ہے جو حقیقت  
 یہ عقیدہ انکا نکالا ہوا مجوسیوں زندقہ سے ہے کہ خالق شرف و قبا ج کا غیر مردان کو جانتے ہیں اور اسکو شریک کو  
 کرتے ہیں ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ مجوسی ایک سے زیادہ کو شریک نہیں کرتے نہ اس پر انکا اعتقاد ہے اور یہ ہر مرتبہ  
 اور ہر سگ اور خزا پاک کو شریک قدرت جناب باریکا خلق اور ایجاد میں جانتے ہیں معاذ اللہ من ذلک چنانچہ  
 فرقہ مغوضہ جو شیعہ ہے اس بات کے قائل ہیں کہ محمد صلعم اور علی رض خلقت دنیا میں خداے تعالیٰ کے شریک ہیں



ہیں مہمود خاص ہوں نہیں ہر کوئی مہمود سوا میرے میں نے پیدا کیا مخلوق کو اور پیدا کیا خیر کو اور جاری کیا اس کو جسکے ہاتھ سے چاہا بس خوشا حال اس کا کہ جسکے ہاتھ سے اس کو کوئی خیر کو جاری کیا اور میں ہی ہوں خاص نہیں ہر کوئی مہمود سوا میرے میں ہی نے پیدا کیا مخلوق کو اور پیدا کیا بری کو اور جاری کیا اس کے ہاتھ سے جس کو ارادہ اور خرابی ہو اور شخص کو کہ جسکے ہاتھ سے بری جاری کی و رَوَى عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ أَبُو الْحَسَنِ الْمُتَمِيمُ صَلَاحُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُؤَمِّلُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَبِّمَا عَزَّ وَجَلَّ أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَرَوَى الْكَلْبِيُّ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ فِي بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا خَلَقْتُ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ فَطُوبَى لِمَنْ أَجَرَهُ عَلَى يَدِ الْخَيْرِ وَبَلَاءِ لِمَنْ أَجَرْتَهُ عَلَى يَدِ الشَّرِّ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ عَنْ الْأَحْبَابِ الصَّحَابِ الْمُرُوءَةِ فِي كِتَابِهِ الْمُتَمِيمِ الَّتِي تَعُدُّ مِنْهَا أَحَدُ الْكُتُبِ

ان روایتوں میں حضرت امیر اس مضمون کو کتب ہادی اور کلام اسی سے نقل فرماتے ہیں اور یہ سب فرقے امامیہ اور کیسانہ جہم پوشی کر کے کہتے ہیں کہ شر اور صفا اور کفر اور فسق پیدا کیا ہوا ابلیس اور بنی آدم اور بنی جان کا ہر کاش اتنی ہی بات پر قناعت کرتے یہ تو عامی خیرات اور طاعات اور خوبیوں کو بھی اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور خداے تعالیٰ کو ان کاموں میں دخل نہیں دیتے سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانُ عِظِيمٌ پاک ہر تو یہ بہتان بڑا اور ان کے علماء اور دانشمندان نے ان اخبارات کے تاویلوں میں نہایت ہاتھ پاؤں مارے ہیں لیکن اس کنارے پر نہیں پہنچے جو کندہ مخالفت عترت سے نجات پاجائیں اب بعض اہل محققین کا کلام نقل کروں تو لوگوں کو بصیرت انکی خوش فہمی کی حاصل ہو کہتے ہیں کہ مراد خیر سے وہ خیر کو کہ مناسب طبع ہو اور شر سے وہ جو منافطریع کے ہونہ ایمان و کفر نہ طاعت و معصیت جم کہتے ہیں اول تو صریح باقی کلام رد کرنا یہ کہ فرمایا فَطُوبَى لِمَنْ أَجَرْتَهُ عَلَى يَدِ الشَّرِّ اَلْخَيْرِ وَوَيْلٌ لِمَنْ أَجَرْتَهُ عَلَى يَدِ الشَّرِّ یہ خیر و شر لوگوں کے ہاتھ سے کیونکر جاری ہوگی اور اگر جاری ہونا بھی تصور کیا جائے تو طوبی اور ویل کی اس خیر و شر میں کیا معنی ہونگے اگر کوئی عورت شکیلہ جمیلہ کسی کے گھر میں دیکھنے میں آئے اور طبیعت کو خوش اور ملائم معلوم ہو خدائے تعالیٰ کے نزدیک صاحب خانہ کو حالت خوش کیون حاصل ہوگی اور اگر کوئی حبشی دیو صورت سرس کار بادشاہی میں نظر پڑ جائے ویل و ہلاک خدا کے نزدیک اوس بادشاہ کو کیونکر نصیب ہوگی دوسرے یہ کہ گناہ دو قسم ملائم طبع اور منافطریع مثلاً زنا کسی عورت صاحب جمال یا غنچہ دلال کے ساتھ کہ ملائم طبع ہو اور لواطت کسی حبشی دیو صورت مکروہ شکل کے ساتھ منافطریع ایسی ہی طاعات بھی ان دو قسم سے باہر ہونگے چنانچہ وضو اور غسل



باطل کرے اگر بحث اور محکمہ اور توبہ انشاء فعل میں ہو نہیں جواب حضرات ایہ کہ اس توجہ میں اپنے خود ایک کلام  
نہایت میں معاذ اللہ من ذلک اور اسکے ساتھ یہ بھی ہو کہ اگر اس توفیق کی نفی کی جائے تو بھی علت بحث و تفسیر  
خالی نہیں اور وہی بات پھر سامنے موجود کہ **لَا تَعْدِلُ مِنْ ذَلِكَ** فرمایا ظاہر ہو کہ اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو حرام  
اد اسکے قتل کا رکھتا ہو طوق زنجیر کر کے کسی مجرمین بند کرے اور دوسرا آدمی اس کا طوق و زنجیر دو کر کے دروازہ چھوڑ  
کھول دے اور ایک چھری بھی اس کے ہاتھ میں دے اور ایک ظلام بھی اپنا اس کی مدد کو تعین کر دے اور بیٹے  
آدمی کے قتل پر اس کو تحریر کرے پس اس کام میں اس شخص ثانی کا صریح ظلم شخص اول پر ہوگا اور ان سب باتوں کو  
بھی جائز و جب بھی تو اہل سنت کے ہاتھ میں روایتیں صریح شیعوں کی کتابوں سے موجود ہیں کہ مادہ تاویلی کو  
بڑی مینا سے نکالے پھینکے دیتی ہیں انہیں سے ایک روایت صاحب فصول کی ہے جو امامیہ سے ہے اور فصول میں  
نفل کی ہے اور صحیح ٹھہرایا ہے **عَنْ اَبِيهِمْ ابْنِ عِيَّاشٍ رَأَى النَّبِيَّ قَالَ سَأَلَ رَجُلًا رَضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيَكْفِيكَ  
اللَّهُ الْعِبَادَةَ لَا يَطِيعُونَ فَقَالَ مُوَاعِدٌ مِنْ ذَلِكَ قُلْ فَيَقْدِرُونَ عَلَى الْفِعْلِ كَمَا يَرِيدُونَ قَالَ فَهَذَا مِنْ ذَلِكَ**  
ابراہیم بن عیاش سے روایت ہے بیشک حال یہ ہے کہ اس نے پوچھا ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام سے  
کیا تکلیف دیتا ہے اللہ بندوں کو جسکی وہ طاقت نہیں رکھتے سو فرمایا کہ وہ بڑا عادل ہے اس سے کہا ساکن نے  
کہ بندے قادر ہیں اپنے فعل پر جیسا کہ چاہیں فرمایا وہ اس سے عاجز تر ہیں اس حدیث میں صریح نفی قدرت کی  
فرمائی اور انہیں روایتوں سے روایت نشر الدرر کی ہے **سَأَلَ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ  
السَّلَامُ فِي الْمَجْلِسِ لَمَّا كُنُوا فَقَالَ يَا اَيُّهَا الْحَسَنُ خَلِّقْ مَجْبُورُونَ قَالَ اللَّهُ اَعَدَلُ اَنْ مَجْبُورٌ شَعْرٌ لِعِذَابٍ قَالَ فَمَطْلُوقٌ**  
**قَالَ اللَّهُ اَحْكَمُ مِنْ اَنْ يَهْلَ عَذَابٌ وَلَيْكَلَهُ اِلَى نَفْسِهِ** پوچھا فضل بن سهل نے علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے مامون رشیدی  
مجلس میں سو کہا امی ابو الحسن خلق مجبور ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نہایت عادل ہے اس سے کہ جبر کرے پھر عذاب کرے  
پوچھا پھر کیا اپنے اختیار میں ہیں فرمایا خدا بڑا حاکم ہے اس بات سے کہ مہل چھوڑ دے اپنے بندے کو بطور اپنے  
نفس کے آئسوس انکے دشمن ایک ذرہ بھی عقل سلیم کو کام نہیں لاتے اور نظر غور سے نہیں دیکھتے ہیں کہ بدی  
قدرت دیکھے پھر عذاب کرنا ظلم ہو یا نہیں اور فعل پیدا کرنے اور قدرت فعل کے پیدا کرنے میں کچھ فرق ہو یا نہیں  
اگر کوئی بدیقین جانتا ہے کہ زید دشمن عمرو کا ہے اور مصمم زادہ اس کے مار ڈالنے کا رکھتا ہے اور اس کام کے لیے ایک ہتھیار  
جانتا ہے مگر ملنا نہیں اگر تلوار یا چھری لمبے تو بیشک مار ڈالے ان سب باتوں کو جان کے ایک تلوار اور سکو دیر  
کہ اسے عمرو کو مار ڈالنا بیشک عمرو کے حق میں اسے ظلم صریح کیا جب مخالفت انکے عقیدے کی حضرات ایہ کہ



عقیدے از روی کتب معتبرہ انھیں کے ایسی ثابت ہوئی کہ اس سے زیادہ اور کیا ہوگی پس وہ لقب اور خطاب  
 کہ حضور حضرت سے سب اس مخالفت کے انکو عنایت ہوئے ہیں وہ بھی انکے کتب معتبرہ سے سنا جاتا ہے اور ایک  
 اور روایت اور بھی کلام ارشاد التیام حضرت سے نظر یہ تصریح بجالاتا ضرور ہو رہی محمد بن بابویہ القمی  
 فی کتاب التوحید باسناد صحیح عن ابی عبد اللہ علیہ السلام کہ قال الفکر یہ فحوس هذه الامم اراہ وان  
 یصفوا اللہ بعدہ فانہم جوہر من سلطانہ و فیہم نزلت هذه الایۃ یومئذ یجوبون فی نار علی وجوہہم ذوقوا  
 من سقر انما لک شیء خلقناہم بقدر روایت کی محمد بن بابویہ قمی نے کتاب توحید میں باسناد صحیح ابی عبد اللہ علیہ  
 السلام ہشک حال یہ جو قدر یہ مجوس اس بہت کے ہیں چاہتے ہیں کہ وصف کریں خدا کا عدل کے ساتھ پس خارج کیا  
 انھوں نے اسکو یعنی اللہ تعالیٰ کو حکومت سے اور انکے عقین نازل ہوئی یہ آیت جس دن کہ کد بڑے چلے گئے وہ  
 انہ کے بل و فرخ میں کیسے ہم اب جھکو عذاب ووزخ کا جسے ہر چیز کو یاد کیا جو انداز سے وروی الکلینی  
 عن ابن بصیر قال قلت لابی عبد اللہ شاء و اراد و قدر و قضیہ قال نعم قلت و احب قال لا روایت کی  
 الکلینی نے ابن بصیر سے کہا کہ میں نے ابی عبد اللہ سے کہ خدا تعالیٰ نے چاہا اور ارادہ کیا اور مقدر کیا اور جاری  
 فرمایا ہاں پھر میں نے کہا کہ اچھا ہی جانا فرمایا نہیں عقیدہ ہست و کیم یہ کہ بندے کو اتصال مکانی اور  
 قرب جسمانی خدا تعالیٰ سے ممکن نہیں اور قرب جو یہاں خیال کیا جاتا ہو وہ درجہ اور منزلت اور مضامین  
 اور خوشنودی ہو اس سے زیادہ نہیں چنانچہ یہ مذہب اہل سنت کا ہے اور احباب صحیحین جو عترت طاہرہ سے  
 بروایات شیعہ رعایت کی گئیں گذر انفی مکان اور اس اتصال کی انھوں نے کی ہو لیکن اکثر فرماتے اماسیہ قرب مکانی  
 اور ظاہری کے قائل ہیں اور معراج کو ایسا قیاس کرتے ہیں جیسے کسی کی کسی سے ملاقات جسمانی ہوتی ہے  
 کہ روای ابن بابویہ فی کتاب المعراج عن عمران بن اعین عن ابی جعفر علیہ السلام کہ قال فی نفسہ قولہ تعالیٰ ثم  
 خلق فندقی اذن اللہ عزوجل ببیتہ فلم یکن یبہ ونبیہ الا فقص من لولوی فیہ فراس یلا لولوی من ذہب  
 فاکراہ صورۃ فیقل یا محمد اعرف هذه الصورۃ قال نعم هذه صودۃ علی بن ابی طالب روایت کی  
 بابویہ نے کتاب معراج میں عمران بن اعین اور اسے جعفر علیہ السلام سے ہشک شان یہ ہے کہ اس نے تفسیر  
 اس قول خدا تعالیٰ کے جو فرمایا خدا تعالیٰ نے دنا فندقی یعنی نزدیک کیا اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو  
 سوختا و صیان خدا تعالیٰ اور نبی کے مگر ایک بجزہ اور اس میں ایک فرش تھا چمکتا ہوا سونے کا پھر دکھائی  
 انہی کو ایک صورت پھر کہا کیا محمد ہیانتے ہو اس صورت کو کہا ہاں یہ صورت علی بن ابی طالب کی ہی

[illegible]

فَقُلْتُ أَخْبَرَنِي عَنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ يَرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ نَعَمْ لَئِنْ عَرَفْتُمْ ذَلِكَ لَمِنْ الْخَبَرِ كَمَا يَوْمَ حَمِيرٍ  
 ابو عبد اللہ کو سو کہا میں نے خبر سے کہو اللہ عزوجل سے کیا دیکھینگے اوسکو مومن قیامت کے دن کہا ہاں سوائے  
 اس حدیث کے اور حدیثوں تک اور طرفہ یہ کہ رویت کو کلام الہی اور ایمہ میں حاصل ہو جائے علم یقینی پر قیاس کے  
 اور حال یہ کہ کتاب اللہ میں لفظ نظر متعدی بالی واقع ہے کہ جب ہرگز سوائے رویت حقیقی کے احتمال نہیں ہوتا اور  
 کلام ایمہ میں لفظ رویت کا جواب سا لکھن میں رویت قیامت سے ہے اور حصول علم یقینی سے کوئی سوال ہی کیوں کرتا  
 اور خصوصیت حصول علم یقینی کی روز قیامت پر کیا ہو مگر دنیا میں کیا مومنین کو علم یقینی اوسکی ذات و صفات کا حاصل  
 نہیں ہوا بل سنت کے نزدیک خود حاصل کرنا علم یقینی اوسکی ذات و صفات کا ضروریات ایمان سے ہے اگرچہ شیعوں کو حاصل نہ  
 ہو کہ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى نَفْسِهِ لَيْقِنِي آدَمِي اِنِّے اور ہر کسی کو قیاس کرتا ہے اور کہنے حق میں بھی یہ گمان فاسد کہتے ہیں تو کیا

### بابت ششم در بحث نبوت و ایمان بانبیاء علیہم الصلوٰت والسلام

سابق گذرا کہ امامیہ کے نزدیک مکلف کرنا بند و نکاح امر و نہی کے ساتھ خداے تعالیٰ پر واجبات سے ہے اور  
 ظاہر کہ تکلیف ہد و ن پیدا کرنے انبیاء کے نہیں ہوتی ہے پس پیدا کرنا انبیاء کا بھی انکے نزدیک ذمہ خداے تعالیٰ  
 واجب ہوا اور اس عقیدے میں جیسے ظلال و فساد ہیں ظاہر اور ہودہاں کس واسطے کہ کوئی چیز خداے تعالیٰ پر واجب  
 اور مرتبہ الوہیت اور ربوبیت کا شایان اسکے نہیں البتہ تکلیف دینا اور پیغمبروں کا پیدا کرنا یہ ضرور واقع ہوتا ہے  
 لیکن یہ محض بمقتضای کرم و فضل کے ہے اگر کرے عنایت ہے اور اگر نکرے شکایت کیا ہے اور یہی مذہب اہل سنت  
 اور اگر پیدا کرنا پیغمبروں کا واجب ہوتا اللہ تعالیٰ بہت سی آیتیں اسباب میں نازل کر کے مقام امتنان اور احسان  
 بیان میں مذکور نہ فرمانا کس واسطے کہ واجب کا ادا کرنا موجب احسان کا نہیں ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ  
 عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ اِسْتِغْنَاءً عَنْهُمْ وَهُمْ كَانُوا مُشْرِكِينَ  
 پیغمبروں کو اور حضرت ابراہیم دعا پیدا کرنے رسول کی نکرے اپنی اولاد کے حقین کس واسطے کہ جب ایک شی کو واقع ہونا  
 خود ہے واجب ہو رہا ہے پھر اوسکی دعا یعنی ہر جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیل صلوٰت اللہ کی حکایت میں فرمایا اِنَّا جَعَلْنَا  
 اِبْرٰهٖمَ اِمَامًا وَنَبِيًّا وَبَعَثْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ اِسْتِغْنَاءً عَنْهُمْ وَهُمْ كَانُوا مُشْرِكِينَ  
 یوں ہے کہ کوئی زمانہ نبی یا نبی کے وہی سے جو قائم مقام اسکے ہو خالی ہونا نہیں چاہیے اور نبی یا وصی کے پیدا کرنے  
 خداے تعالیٰ کے ذمہ واجب جلتے ہیں اور جو شیعوں کے اسما علیہ سے ہیں نبی اور وصی دونوں کا ہونا ایک نہایت  
 واجب جلتے ہیں چنانچہ باب دل میں جان ذکر انکے مذہب کا کیا ہے گذرا اور فضلیہ اور مجلسیہ ہر زمانے میں پیدا ہونا

بنی کا واجب جانتے ہیں اور نبوت کا منقطع ہونا نہیں سمجھتے چنانچہ یہ بھی گذر ادرال سنت ان سب سے کسی چیز کو واجب نہیں جانتے یہ عقیدہ بھی شیعہ کا مخالف کتاب در معزز کے ہو لیکن کتاب پس بہت آیتیں دلاتی ہیں اوس زلزلے فترت پر جو خالی نبوت اور آثار نبوت سے اگر آویز آیتیں ایسی ہیں جو دلالت کرتی ہیں ختم نبوت پر جیسے قرآن مجید میں ہے وَلَٰكِنْ تَسْأَلُ اللَّهَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ يَكْفِيكَ رِسُولَ اللَّهِ كَيْفَ لَا يُهْدُونَكَ اللَّهُ لِمَا لَمْ يَجْعَلْ لَكَ قُلُوبًا وَلَا أَعْيُنًا تُبْصِرُ بِهَا وَالْحَقُّ مَعَ الْمُصْلِحِينَ

روحانی انجیل صحاح جو دھوین میں قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحَوَارِثِيِّ وَأَطْلَبْتُ الْكَلْبَ مِنْ بَنِي كَنْعَانَ وَيُعْطِيكُمْ كَذَابًا فَلْيَطْلُبُوا مَعَكُمْ ذَاهِمًا إِلَى الْكَافِرِ فرمایا حضرت عیسیٰ نے حواریوں سے اور میں مانگو نگاہ اپنے باپ سے تمہارے واسطے تو بخشنے اور عطا کرے تکوناً قلیط تار ہے تمہارے ساتھ ہمیشہ بدریکہ اور فارقلیط لغت عبرانی میں بمعنی روح حق اور تعین کے ہے اور نام بقی ہمارے پیغمبر صلعم کا اور ایک جماعت جو یہود اور نصاریٰ سے ملان ہوئے ہیں اونھوں نے اس بات پر گواہی دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل کے پہلے نبی تھے اور ایک کتاب ردّ نصاریٰ میں لکھی ہے بہت آیتیں توریت کی اور عبارت انجیل کی ہمارے پیغمبر کی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہور کے خبریں جو اسے بڑی تحسین لایا ہے اور لوں کتاب میں اکھا ذکر کیا ہے اور خدا کا یہ اسم مقدس میں جسے زیادہ ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتے امامیہ عقیدے میں بھی اسی بات پر تسک کیے ہوئے ہیں کہ لطف وجہ ہر کس یہ معاملہ بھی داخل لطف ہے چنانچہ خداوند اس اصل کاساتئ گذرا اسکے ٹوٹنے کی حاجت نہیں اور اسماعیلیہ اس مسئلے میں نکات شعر یہ مسروقہ کے ساتھ جو فلاسفہ نے چرائے ہیں تسک کرتے ہیں اور کہتے ہیں جیسے عالم علوی میں ایک عقل ہے کامل کلی اور ایک نفس ہے ناقصہ کلیہ کہ جس سے سب ہونیوالی چیزیں جنمیں جیسا کہ یہاں اوپر گذرا ایسے ہی جاہے کہ عالم سفلی میں بھی کوئی عقل ہو کامل کلی اور نفس ہو ناقص کلی بس رسول کی نسبت شرع مقرر کرنے میں ایسی ہی جیسے عقل کامل کی ہے پیدائش عالم میں اور نسبت وحی کی ہی مقرر کرنے میں ایسی جیسے نفس ناقصہ کلیہ کی ہے ایجاد میں اور جیسے حرکت انداک کی موافق حرکت دینے عقل اور نفس کے ہر حرکت نفوس انسانہ کی بھی طرف نجات اور کامل کرنے درجن کے موافق حرکت میں رسول اور اسکے وحی کے ہر اسی فیاس پر ہر وقت اور ہر زمانے میں یہ دو خلق عقل و نفس عالم سفلی میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور عاقل خوب جاننا ہو کہ بالکل خرافات ادہام اور مخرجات طعیفہ کے خام ہیں اپنے دل سے پیدا لیکن ہیں درہ عقل و نفس کا عالم علوی میں ہونا تک ثابت ہے اور کہنے مانا ہی پھر عالم سفلی کو اس بات پر جو عالم علوی میں شامل کرنا تک واجب اور لازم ہے اور حضرت امیر المؤمنین سے صفت آوردین متواتر شیعوں کی کتابوں میں یہ عبارت موجود ہے وَاللَّهِ الَّذِي هُوَ الْمَوْحِدُ الْحَقُّ وَدَاعِلُهُمْ كُلٌّ لَا يَعْلَمُ بِالْمُنْتَهَى فِي الْغَيْبِ

مَنْ لَفَّ حَوْلَكَ وَلَوْ كَفَى بِكَ نَفْسٌ عَلَى نَفْسٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ لَكَ أَلَيْسَ مَا سَبَقَ بِأَرْضَايَا بَرَابَرَ كَرْنِ وَسَلِ زَمِينِ كَسِ  
اور بہ ستون ستون مینے والے بلند یوں کے کہ اپنی بہترین رحمتوں اور افضل ترین برکتوں کو محمد اپنے بندے پر  
اور اپنے رسول پر کہ ختم کرنے والا اس چیز کا ہے جو پہلے سے تھی اور بعض خطبوں میں بھی جو شیعہ کے نزدیک متواتر ہیں  
وَارِدٌ فِي كِتَابِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي رِوَايَةِ الرُّسُلِ وَطَوَّلَ الْحَجَّةَ بَيْنَ الْكَلَامِ إِلَى أَنْ قَالَ وَآمَنَ بِحُجَّتِهِ وَخَالِعَ رُسُلِهِ وَفَتَنَ  
وَجَنَّتْ وَكَذَبَ بِرُفْقَتِهِ نَبِيًّا وَكَوْبَعًا قَطْعًا مَوْنِيكِي بَغِيرُونَ سِے اور ترجمانے غفلت کے امتوں میں یہاں تک کہ  
کہا اور انھوں نے امانت اور حکم خدا سے اور خاتم اس کے بغیر دن کے اور شہادت مینے والے خدا کی رحمت سے اور  
ڈرانے والے اس کے عذاب سے اس خطبے سے جیسا کہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے وقوع فرزت بھی ثابت ہوتا ہے اور  
معنی فرزت کے یہی کہ نہ نبی ہو نہ قائم مقام اس کا اور اگر فرزت کے معنی میں محض نونانی کا منظور رکھیں تو لازم  
آئیگا کہ زمانہ حضرت امیرؑ کا بھی بعد زمانہ آنحضرت معلوم کے زمانہ فرزت کا کھڑے عقیدہ دوم یہ کہ انبیاء  
مخلوق میں بہترین اور سوائے نبی کے اور کوئی برابری کے قرب و منزلت میں عند اللہ نہیں ہو سکتا نہ کہ نبی سے  
کوئی افضل ہو جائے کہ تمام فرق اہل اسلام کا یہی مذہب ہے سوائے امامیہ کے کہ انکو اس مسئلے میں بہت ترخص  
مگر اتنی بات پر سب متفق ہیں کہ حضرت امیرؑ سوائے انبیاء اولوالعزم کے سب برافضل ہیں لیکن پیغمبر آخر زمان  
افضل نہیں ہیں بعض نے انھیں سے اولوالعزموں کے حین توقف کیا ہے ان ہی متوقفین سے ابن مطہر علی بھی ہے  
بعضے حضرت امیرؑ کو ان کے برابر جانتے ہیں زید نے احمق سے یہی بہت ہی بڑا درامہ یہ پر کیا ہے اور روایتین  
متواترہ اعلیٰ اس پر نص کرتی ہیں مَنْ قَالَ لَنَا اِمَامًا مِنْ اَلَا اِنَّمَا اَفْضَلُ مِنْ اَلَا نَبِيًّا فَهُوَ خَالِفٌ لِي كَمَا كُنْتُ  
ایک امام مامون سے افضل انبیاء سے سو وہ ہلاک ہوئے اور ایہ ثلاثہ یعنی حضرت امیرؑ اور شیطین  
اپنی کتابوں میں نقل کی ہے اہل سنت کو ثبوت اس مطلب کی واسطے حاجت اقوال عترت کی نہیں ہے لیکن جو اس  
رسالے میں ان تمام حسابات کا ذکر کتب امامیہ کے بھی روایتیں کہنے ہیں اس واسطے کچھ قوائد لکھا جا سے  
رَوَى الْكَلْبِيُّ عَنْ هُشَاوَةَ الْحَوَلِ بْنِ عَبْدِ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّ اَلَا نَبِيًّا اَفْضَلُ مِنْ اَلَا نَبِيًّا وَانْ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ فَهُوَ  
فَضْلٌ رَوَيْتُ كِي كَلْبِي نَحْشَلَمِ اَحْمَلِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ سِے بیشک انبیاء افضل ہیں امامون سے اور بیشک جسے کہا  
سوائے سو وہ مکرر ہو رَوَى اِبْنُ بَابُوَيْهٍ عَنْ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا يَفْضَلُ عَلَيَّ اَنَّ اَلَا نَبِيًّا اَفْضَلُ مِنْ اَلَا نَبِيًّا  
اللَّهُ مِنْ عَلِيٍّ كَمَا جَعَلَ اَنْتَ اَلَا نَبِيًّا رَوَيْتُ كِي اِبْنِ بَابُوَيْهٍ عَنْ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِے جو کچھ تصریح کی گئی ہے اس بات پر بیشک  
محبوب تر میں خداے تعالیٰ کے اے علیؑ رہے جیسا کہ آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ لیکن مخالف اس عقیدے کی

کتاب شدت الظہر من الشمس اور ابن من اللہ اس کے واسطے کہ تمام قرآن دلالت کرتا ہو ان کے برگزیدہ اور حیدر  
 ہونے پر سارے جہان سے اور عقل بھی صریح اس بات کو بتاتی ہے کہ نبی کو واجب الطاعت کرنا اور وحی اور وحی کی طرف  
 بھیجنا اور اس کو مختار امر و نہی کا کرنا اور حاکم مطلق ٹھہرانا اور امام کو نائب اور تابع اور اس کا بنا نا بغیر فضیلت نبی کے امام پر  
 کب ہو سکتا ہے اور جب یہ بات ہر نبی کے عقین موجود ہے ہر امام کے حق میں مفقود یعنی کوئی امام کسی نبی سے افضل  
 نہیں ہو سکتا اور حال یہ کہ مذہب امامیہ کا تمام اماموں کے حق میں یہی ہے کہ تمام انبیاء سے افضل ہیں اور تقدیم نبیوں کی  
 فضلیت اور شہیدوں اور صالحین پر نصوص قرآنی سے جا بجا ثابت ہے جو خدا اس عقیدے پر دلالت کرتے ہیں  
 اور ہمیشہ قاعدہ امامیہ کا یہی ہے کہ فروغ میں اس قدر بالغہ اور علو کرتے ہیں کہ اصول کو کوٹ پوٹ کر دیتے ہیں چنانچہ  
 اکیسائے میں اسی جانب داری بندوں کا لحاظ رکھا ہے کہ قائل وجوب صلح اور وجوب لطف کے ہوسے ہیں اور ان کا  
 بندوں اور شر و قباحت کے پیدا ہونے کی نسبت جو بندوں سے ظہور کرتی ہیں بندوں کی طرف کی ہے اور مرتبہ ربوبیت  
 اور اکیسائے کو گڈ بڈ کر دیا ہے اور توحید باری تعالیٰ اور عام قنوت کو اس کی اور اس کی بی نیازی کو اس کے عمل سے باطل کیا ہے  
 ایسی ہی امامت کی شرطوں میں کہ بالاتفاق نیابت نبوت کی ہے اور فروغ اس کی اماموں کی مرجع اور مناقب میں ہر  
 اور اس کی ہے کہ نصب نبوت کو دلیل اور حقیر کر دیا ہے اور استیاض جناب امیر رضا اور ان کی اولاد پاک میں کہ یہ بھی ایک شعبہ  
 ایمان اور شریعت کے شیعوں سے اس قدر علو کیا ہے کہ ایمان جو انبیاء کے ساتھ رکھتے تھے وہ بھی ہاتھ سے کوٹ بیٹھے اور حقیر  
 و تذلیل انبیاء کی اپنی لازم ہوئی حال انکہ آپ ہی کہتے ہیں کہ امامت نیابت نبوت کی ہے پس خوب ظاہر ہے کہ مرتبہ انبیاء کا مرتبہ  
 اصل کو نہیں پونچھتا نہ اس سے اوپر ہو سکتا ہے اور جب ہر انکو دستاویز ہے وہ چند شہادت ہیں جو چند اخبار سے انکو پیدا  
 ہوسے ہیں کہ پیشوائے دُفرون میں لکھتے ہیں اور ان کے بموجب حکم کر گئے ہیں چنانچہ اول میں ان روایتوں اور حال ان کے  
 رجال کا اور کیفیت حکم و صحت اخبار کی جو ان کے علم سے صادر ہوئی ہے ناظرین اس سلسلے کو مفصل معلوم ہوا ہے وہ  
 اس کے ساتھ حجت کرنا اور اس کو حجت میں لانا موافق قاعدہ اصولیہ کے ٹھیک نہیں ہوتا اس واسطے کہ باجماع قطعی  
 قبل ظہور مخالف کے معارض ہیں پس قول بظاہر ان روایتوں کے رد انہیں کے بلکہ تادل کرنا چاہیے اور اور  
 روایتوں کے ساتھ بھی معارض ہیں مثل روایتوں کلینی کے جو زید بن علی سے کی ہے اور ابن بابویہ کی جو صادق سے ہے  
 اور خبر واحد اگر باہم معارض ہو تو ظنی ہے اور اصول اعتقادات میں اس کو مستاد و دستاویز نہیں سمجھنا چاہیے  
 بلکہ محققین شیعہ امامیہ کے نزدیک کہ ابن زہرہ اور ابن ادریس اور ابن البرج اور شریف مرقی ہیں اور ان کے  
 الزمہ ان کے اس کو قابل احتجاج نہیں جانتے اور متاخرین نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اور اس واسطے اخبار واحد کو

دلائل میں شمار نہیں کیا ہو بلکہ روئسکا واجب جانا ہو خصوصاً ان باتوں میں جو متغایہ ہیں قال ابن المظہر  
الحلی فی مبادی اوصول فی علم الاصول ان خبر الواحد لا یفصل عن علم الاصول لانه لا یفصل عن  
تاکید علیہ وجب ردہ کہ ابن مظہر علی نے کتاب مبادی اوصول فی علم الاصول میں بیشک خبر واحد جیسے مضمون  
کسی عقائد کو اور اسکے لیے دلیل بنائی جائیں کہ جس سے وہ عقائد اختیار کیا جاتے تو وجہ ہو کہ روئسکا اور ظاہر ہو کہ  
مضمون ان روایاتوں کا دلائل قطعیہ میں موجود نہیں ہو بلکہ ظلال اسکے موجود ہو اور قطع نظر اسکے وہ روایتیں حالات  
معاہرہ میں نہیں کرتیں نہ اپنے بطور نمونہ ان شبہات و روایات سے نقل کرتے ہیں اور ان روایتوں کے حالات کے وجہ میں جو  
انخلا کئے مدعا میں ہو اسکو بیان کرتے ہیں اول یہ کہ ایہ علم میں انبیاء سے منسل تھے پس میں بھی منسل ہوئے کہ سوا سطر  
کہ خداے تعالیٰ فرمایا ہو قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کھ تو نہیں برابر ہوئے ہر وہ لوگ کہ جانتے  
ہوئے و وہ لوگ کہ نہیں جانتے ہیں وقد سردی لراؤدی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان اللہ تعالیٰ انزل  
من الرسل علی الانبیاء بالعلم ورسالتک علمہم وفضلنا علیہم وعلّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا  
یکلمون وعلّمنا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتلی قولہ تعالیٰ بیشک روایت کی راوندی ابی عبد اللہ  
علیہ السلام سے فرمایا بیشک فضیلت دی اللہ تعالیٰ نے اولوا العزمون کو جو رسولوں سے ہیں اور نبیوں پر سبب علم کے  
اور میراث دی ہو علم اولوا العزمون کی اور فضیلت دی ہو انبیاء پر اور سکھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ چیز  
کہ نہیں جانتے تھے انبیاء اور علم دیا ہو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور پڑھا فرمایا ہو اخذی تعالیٰ کا قل ھل یستوی  
الذین یعلمون والذین لا یعلمون جواب اس شبہ کا یہ ہو کہ یہ خبر اس صورت میں کہ پہلے صحت اسکی ان بجائے تولد  
کرتی جزئیات پر کہ ایمہ کی زیادتی علم کی سمجھی جاتی ہو اور یہ جانا جاتا ہو کہ علوم مرسلین کے بالکل انکو حاصل تھے کہ سوا سطر  
کہ متاخرین علم متقدم کے ناظر اور اطلاع یافتہ ہوتے ہیں کوئی شخص جو زمانہ متاخر میں ہوتا ہو علمائے سابقین سے  
بالاشبہ تمام علم ان علمائے احاطہ کرتا ہو بخلاف علمای وقت یا متقدم کہ احاطہ انکا علوم معاصرین اور متاخرین پر  
صورت نہیں ہو سکتا اور اس فضیلت جزئی سے فضیلت کلی علم میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی چہ جائے دیگر صفات  
آب اس بات کو ایک مثال دیکر بخوبی کھول دین مثلاً کوئی نحو رس زانے کا مسائل کا فیور لباب و روافی  
اور تصانیف ابن الکث بن ہشام اور ازہری وغیرہ علمای نحو کو کہ سابق گذرے ہیں احاطہ کرے بے شبہ علم او سکھ  
مسائل نخومین علمائے مذکورین سے ہر ایک کے علم پر زیادہ ہو گا کہ سوا سطر کہ ہر ایک نے ان مسائل پر بجز متخرج  
اور وکے ہوئے اور ورون کی طبیعتیں نکتہ زاید کر گئے اُپر تو واقعہ نمونے اور مقرر ہو کہ الصناعات انصافاً

تَشْكَا قُلُوبَ بَنِي إِسْرَءِيلَ لِمَعْنَى عِلْمِ نَبِيِّنَ كَامِلٍ هُوَ تَمِيزٌ بَيْنَ مَكْرُوبٍ سَبَبٍ يُوْخِجُهُ مَكْرُوبٌ كَيْفَ كَرِهَ وَأَمَّا اسْمُ نَحْوِي فَخِي ان سبب پر  
 اطلاع پائی ہو یا وصف اسکے بھی ترتیب اس نحوی کا مثل ان علماء کے ہرگز نہیں ہو سکتا پھر افضلیت کیسی سواسطے کہ  
 رسوخ علم میں اہل تقویٰ نظر اور غور اور فکر اور مسائل کو انکے دلائل سے پہچاننا اور ٹھکانا ہر وقت کا دریافت کرنا اور  
 مسئلے کی درجہ و تہ و تالیف اور پیر و پی کلام عرب کی نکالنا یہی صالت تفضیل کی جو بالکل انکو معلوم کر لینا اور  
 عبور ہو جانا کہ تعمق اور فکر اس عبور کو کب پونچھتا ہو علیٰ ہذا القیاس اس زمانے کی منطقی کو نہیں کہنا چاہیے  
 کہ ارسطو اور ابن نصر فارابی اور ابو علی بن سینا سے بڑھ گیا ہو اور اپنے غالب ہو حال آنکہ جو کچھ انھوں نے نکالا ہو ان  
 سب سے مطلع ہو بلکہ انھیں سے ہر ایک کو ایسا حاصل تھا ایک لڑکا عرض سیفی پڑھا ہو اخیل بن محمد پر قاتل مین  
 بڑھ چکے نہیں ہو سکتا اور مانا ہے یون ہی سہی تب بھی تو کثرت علم سے کثرت ثواب کی نہیں ہو سکتی جو عند اللہ تبارک و تعالیٰ  
 کثرت علم نہیں تو تفضیل حضرت خضر کی حضرت موسیٰ پر لازم آئے کہ بالاجماع یہ خلاف ہو یہ بھی سمجھنا مالیک کثرت علم  
 کی کہ موجب کثرت ثواب ہو وہ وہ علم جو سپرد اعتقاد اور عمل کا ہو نہ علوم زائدہ اور یہی علم مراد ہو آیہ کریمہ میں  
 قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اور ہر نبی کو وہ علم جو مدار اعتقاد و عمل پر اچھی وجہ سے  
 حاصل تھا اگر کچھ زیادتی اور تفضیل امامون یا اور علماء کو ہوگی تو اور علمون میں ہوگی اس معام کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ  
 علم ہر نبی کا اچھی طرح حاصل نہ ہوتا تو بیان اور پونچھانے احکام الہی سے کیونکر عمدہ برا ہو سکتے اور انکے پیدا کرنے سے  
 کیا غرض حاصل ہوتی شہدہ و مسمک کرنے ہر بیت حسن بن کبش پر جوابی ذر سے کی ہو قَالَ نَظَرْتُ النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَقَالَ هَذَا خَيْرٌ لَّكَ وَلِإِيْنٍ وَلَا خَيْرَ مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَلَا الْأَرْضِ  
 کہا دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف علی بن ابی طالب کے اور کہا کہ یہ بہترین اولین آخرین کا ہر اہل سموات  
 اور زمینوں سے اور بھی اسی حسن بن کبش نے ابی وائل عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہو قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيَّ خَيْرٌ مِنَ النَّبِيِّينَ مَنْ أَبَى فَقَدْ كَفَرَ جَوَابُ انکا یہ کہ یہ روایتیں اس  
 جنس سے ہیں کہ امامیہ انکی روایتوں پر منفرد ہیں اور حالت انکے راویوں کی اس قسم کی ہو کہ سابق روشن ہو چکی  
 اور اسکے ساتھ خود امامیہ کے نزدیک یہ دونوں خبریں اترہ اعتبار سے گری ہوئی ہیں اور ٹھیک سند نہیں کھینچ  
 کس واسطے کہ حسن بن کبش اور انکے بعد جو راوی ہیں سب جہول و ضعیف ہیں جیسے کہ انکے علمائے تفریح کی ہو  
 اور باوجود اسکے مدعا پر حجتی بھی نہیں ہیں کس واسطے کہ تخصیص سوا انبیا کے مثل ان عمومات کے کلام رسول میں  
 شائع اور ذائع ہو اگر ایک جگہ ذکر نہ کی تو اور جگہوں پر قیاس کر کے اسکو منظور و ملحوظ کرینگے اور عام مخصوص



انجنت نہیں ہوتا یا حجت ظنی ہو کہ کچھ اعتبار نہیں اور اعتقادات میں ہر سگنا المؤمنون فی الاشخاص لکن  
 المؤمنون المؤمنون فی الاوقات یعنی مان لیا ہئے عموم اشخاص میں لیکن نہیں ملتے ہیں ہم عموم اوقات میں  
 کسواسطے کہ یہ عام بہتر ہونا حضرت امیرؓ کو حیات پیغمبر صلعم اپنے میں بیشبہ حاصل تھا کہ اس میں کچھ جھگڑا ہی  
 اس سبب سے پیغمبر صلعم حضرت امیرؓ سے افضل تھے اور اولین اور آخرین کہنے سے جملہ بشر میں داخل پس مراد  
 بغیر اس وقت سے ہو کر اور مراد اولین و آخرین سے اولین اور آخرین اوصوف کے ہیں جیسے کہ کما ہو صحیح  
 عند اهل السنة لا نه افضل البشر في زمان خلافته ولا اخذ من ولا ذواع یعنی صحیح ہوا اہل سنت کے نزدیک  
 اسواسطے کہ جناب امیرؓ اپنے زمانہ خلافت میں افضل البشر ہیں اور اس میں کچھ خوف ہو نہ کچھ جھگڑا بیشبہ معلوم  
 تمسک کرتے ہیں روایت بر سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف الاشعری القمی کے کہ کتاب تفصا میں ابی جعفر علیہ السلام  
 روایت کی کہ اور روایت محمد بن یعقوب کلینی پر جو کافی میں ابی عبد اللہ علیہ السلام سے کی ہوا تھا قال انی نفسی بقرۃ  
 تعالیٰ قالی الروح من امر ربی ھو خلقی اعظم من جبریل و میکائیل کم یکن مع احد من مضی عن محمد و ھو مع  
 الامۃ یوقھم و یفسدھم بشک کما اون دونون نے قل الروح ہر ربی اس آیت کی تفسیر میں کہ روح ایک  
 خلق پر نذر گزر جبریل و میکائیل سے کہ اور جو گزرے ہیں اون میں سے کسی کے ساتھ یہ خل نہیں ہوے ہیں سوا محمد کے  
 اور وہ ساتھ اماموں کے ہو کہ توفیق دیتی ہو ان کو اور مضبوط رکھتی ہو ان کو جواب یہ کہ اول تو خود اس حدیث کی سند  
 ہشام بن سالم واقع ہو اور حال اس کا معلوم کہ مجسم حص اور ملعون حضرت امہ کا تھا اور سند حدیث میں  
 دوسرا ابو بصیر پر جس نے آپؐ فرار اپنے جھوٹ کا کیا ہو حضرت امہ پر اور ان کا بھید ظاہر کر دینے کا اچھا ہئے مان کی صحت  
 اس کی لیکن خواص شیخ کا منافی عصمت پیغمبر اور امہ کا ہو کسواسطے کہ محتاج اتالیق اور مودب کا وہ ہوتا ہو کہ خود  
 معصوم نہوا سیواسطے فرشتے محتاج اتالیق کے نہیں ہیں پس اس امر میں نقصان ظاہر نبیائے سابق سے جناب  
 پیغمبر صلعم اور امیہؓ کو حاصل ہوتا ہو کہ وہ کمال عصمت رکھتے تھے خود بخود موفی اور مسد تھے اور جناب  
 پیغمبر صلعم اور امیہؓ کو احتیاج ایسے اتالیق کی تھی کہ ہر وقت ان کو خبردار کرتا رہے اور راہ راست پر لایا کرے  
 اور خدا بچاے اس با محال فاسد سے اور نیز ہم پوچھتے ہیں کہ ہونا روح کا ہمراہ پیغمبر کے شرط ہو یا نہیں تو فرشتے  
 ایک شے اختیار کرنا چاہیے اگر شرط ہو تو انبیا اگلے کہ ان کے ساتھ روح نخی غیر معصوم ہوے اور یہ بالاجماع  
 باطل ہو اور اگر شرط نہیں ہو تو پیغمبر صلعم اور امیہؓ معصوم نہ ہونگے اور یہ بھی بالاتفاق باطل ہے  
 کسواسطے کہ محتاج ہوے انالقی روح کے اور تفضیل انبیا کی پیغمبر صلعم اور امیہؓ پر لازم آئی کہ وہ سب بدون

مصاحبت روح کے معصوم تھے اور یہ سب بمصاحبت روح کے معصوم ہوئے اسمقام پر غلامانہ بن باہو  
 کیا ہو کر اپنی کتاب اغصا دین چلا چلا کے گارہا ہی ان اللہ لکھنؤ خلقاً فضلاً من محمدی وکلمہ وھو لکھنؤ  
 احبنا اللہ وان اللہ یحبہم اکثر من غیرہم وان اللہ یحبہم اکثر من غیرہم وان اللہ یحبہم اکثر من غیرہم وان اللہ یحبہم اکثر من غیرہم  
 پیدا نہیں کیا ہو کسی مخلوق کو بزرگتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انا مومن سے اور یہ لوگ دوست ترین دوست  
 خدا کے ہیں اور بیشک اللہ دوست رکھتا ہی انکو زیادہ انکے غیر سے اور بیشک اللہ دوست رکھتا ہی انکو زیادہ  
 اپنے مخلوق اور پیدا نش سے پھر خود انھیں حضرت نے کتاب امالی میں روایت صحیح ایک خبر طویل کے ضمن میں کہ  
 متضمن قصہ نکاح ہونے حضرت زہراؑ کے حضرت امیرؑ کے ساتھ ہی حضرت صادقؑ اور انکے آبا سے روایت  
 کی کہ ان اللہ تعالیٰ قال یسکناں الجنۃ من الملائکہ والرسول ومن فیہا الالہی تر وحت محبہ لیس  
 لیس من احب الرجال الی بعد النبیین بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت کے رہنے والوں یعنی ملائکہ اور پیغمبروں کی  
 ارواح سے اور جو کوئی اوسین تھے خبر دار ہو میں نے نکاح باندھا اوسکا جو ب عورتوں میں میرے نزدیک  
 دوست تر ہی اوس شخص سے جو دوست تر ہو سب مردوں میں مجھ کو بعد پیغمبرؑ ان کے ہیں یہ روایت صحیح آگاہ  
 کر رہی ہے اس بات پر کہ انبیاء محبوب ترین خدا کے نزدیک حضرت امیرؑ سے اور غازی ابن بابویہ کی  
 اس مناقض صریح اور فیج میں جو دونوں روایتوں میں ہر سوا اسکے اور کیا ہو کہ دروغ کو حافظہ نہیں ہوتا  
 اور اس قسم کے تناقض اور تضاد کبھی کبھی کہتے ہیں کبھی کچھ انکے مذہبوں اور ولیوں میں سے ہاؤن تک  
 بھرے ہیں اور سبکا استاد اس علت میں یہ شیخ ابن بابویہ ہی اسی مسئلہ نامحن فیہ یعنی جسکا ذکر ہم کر رہے ہیں  
 ایک مثال واسطے اس مناقض کے نقل کریں تو کلام اس سچ میں جہنمی نہ معلوم ہو مثلاً تمام امامیہ دعویٰ کرتے ہیں  
 کہ حضرت امیرؑ اعراف باللہ تھے سب پیغمبروں سے یعنی سب سے زیادہ خدا کے پیچھے والے سوا سب پیغمبر اپنے رتبے  
 اور شیخ ابن بابویہ اس مقدمے میں روایت رکھتا ہی عبد اللہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انہ قال  
 یعلیٰ علی اللہ عنہ باعلی ماعرف اللہ الا انا وانت وکلمتہ فی اللہ وکلمتہ فی اللہ وکلمتہ فی اللہ وکلمتہ فی اللہ  
 حال یہ ہو کر فرمایا انحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم نے اعلیٰ علی نہیں بچا نا ہو خدا کو کسی نے میرے اور میرے سوا اور نہیں بچا نا ہو  
 سوا اللہ کے کسی اور نہیں بچا نا ہو مجھ کو کسی سوا اللہ کے میرے اور میرے خود ہی شیخ ابن بابویہ کتاب المراج میں ایک خبر طویل کے  
 ضمن میں ابو ذرؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ قال لما عرفت فی الی اللہ موافقاً حیاتی مکرکۃ کل سائرہ وسلم  
 علی وقالوا لا ارجعت الی الارض واقرا اہلنا السلام واحملہ ان شئنا انہ یحملہ فقلت اھم کیا

مَلَائِكَةٍ رَّبِّيَ عَلَّ تَعْرِفُوهُ تَتَلَوْنَ الْقُرْآنَ لَعَلَّكُمْ تُرْجَعُونَ إِلَىٰ الْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۚ فَمَنْ نَزَّلْنَاهُ مِنْ سَمَاءٍ مَّوَدَّعَةٍ ۖ فَزَيَّاكَ أَنْ تُصَلِّيَ صَلَاةَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 جسوقت کہ معراج ہوئی مجھ کو طرف آسمانوں کے آئے میرے پاس فرشتے سب آسمانوں کے اور مجھ کو سلام کیا  
 اور کہا جب آپ لوٹ کے زمین کی طرف جائیں تو ہمارا سلام علی رضے سے کہنا اور بتا دینا کہ ہمارا شوق تمھاری طرف  
 بہت بڑھا ہوا ہے پھر میں نے کہا کہ اے میرے پروردگار کے فرشتے تو آیات مجھ کو پہچانتے ہو جیسا کہ پہچانا چاہتے  
 تھا کیون نہیں ہم تم کو پہچانتے ہیں غرض آخر حدیث تک آج اس روایت سے صریح ظاہر ہوا کہ ہر آسمان کے فرشتے  
 پیغمبر صلعم اور امیر المؤمنین کو جیسا کہ پہچانا چاہیے ویسا پہچانتے تھے پس اس میں جو دو جگہ حصر واقع ہوا جیسے کہ  
 تمسک ہے باطل محض ہو گیا آج بھی شیخ ابن بابویہ کو سوا عذر مقرر ہی کے کچھ نہیں بن بڑیگا اور یہی خبر پہلی صریح  
 اس بات کو بتاتی ہے کہ انبیاء و رسل کو اصل معرفت خدا کی جیسا کہ ظاہر ہوا یا حق معرفت خدا کا جیسا کہ وہ مراد ہوا  
 تھا اور جب کہ معرفت خدا کی جیسی چاہیے ویسی حاصل نمود کہ قابل رسالت اور نبوت کے ہوگا اور یہ بھی ہے  
 کہ خبر مذکور اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ حق معرفت کا ائمہ اطہار مثل حسین علیہما السلام اور ان کے بعد کسی کو حاصل تھا  
 سو یہ انہیں کے مذہب کے خلاف ہے جب حال ان شبہات کا جو انکو تفصیل ائمہ میں انبیاء پر ہی بطور نمونہ معلوم ہو  
 اب ضرور ہوا کہ لائق اس رسالہ مختصر کے وہ باتیں کہ انکو نہایت درجہ بالائے تفصیل ائمہ اور تحفیر اور اہانت انبیاء  
 پر بیان کرین تا ایمان والے اس فرقے کے ہمنشین اور صاحب ت کے سبب قیامت کے دن انبیاء کے سامنے  
 شرمندہ نہ ہوں اور حضرت ائمہ اور دیگر اولیاء اور صلحائے ہمت کہ انکی بزرگی کے عقیدہ میں صلاعت ال سے نہ نکلیجائیں  
 پس جملہ ادون غلو سے جو حق ائمہ اور تحفیر انبیاء علیہم السلام میں انکو بہین غلو اول یہ ہے کہ یہ پیدائش انبیاء کی تفصیل  
 ائمہ کے ہے مقصود بالذات پیدائش ائمہ کی تھی اور یہ بات ایسی ہے جیسے صلی کو طفیلی نائب کا ٹھہرائیں اور کہیں  
 کہ صلی اس واسطے مقرر کیا گیا تھا کہ نائب مقرر ہو اور یہ خلاف عقل کے ہے اور اس مقدمے میں انھوں نے شیخ مفید کی  
 روایت کو دستاویز بنایا ہے یعنی محمد بن نعمان کہ اوستاد شریف مرتضیٰ اور شیخ ابو جعفر طوسی کا ہے عن  
 مُحَمَّدِ بْنِ الْحَقِيقَةِ قَالَ قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا سَبِيلَ لَكَ أَنْبِيَاءُ وَ  
 أَنْتَ سَيِّدُهُمْ وَصِيَّهُمْ لَوْ لَا أَنَا لَمْ يَخْلُقْ اللَّهُ الْجَنَّةَ يَا عَلِيُّ وَكَهْلًا لَكَلَّةٌ وَكَهْلًا لَكَلَّةٌ وَكَهْلًا لَكَلَّةٌ وَكَهْلًا لَكَلَّةٌ  
 کہا انھوں نے کہ فرمایا امیر المؤمنین نے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے میں سردار انبیاء کا ہوں  
 اور تو سردار وصیاء کا اگر تم نہ ہوتے تو نہ پیدا کرتا اللہ جنت کو امی علی رض اور نہ عرشوں اور نہ نبیوں کو اور نہ  
 علی مشہد فقریات قوم سے ہے اس واسطے کہ مفہوم لولا میں کہ امتناع ال ایک شے کا واسطے امتناع ال سے غم کے نہ ہوا

بیان توقف اور احتیاج نفی ثانی کے واسطے اول کی ضرورت ہی در نہ ترتیب امتناع دوسرے کی امتناع اول پر معقول نہیں ہے اور یہ خوب ظاہر ہے کہ بیان موقوف ہونا وجود جمیع انبیاء کا آنحضرت صلعم اور امیرِ مہم کے وجود پر صریح الانتفا ہے اور اگر کچھ توقف بھی ہوگا تو نسبت آباء و ارحام اور ان پیغمبروں کے ہوگا کہ داخل سلسلہ نسب کے ہیں اور وہ بھی بعنوان ابوت نہ بعنوان نبوت کو واسطے کہ جائز ہے کہ وہ گروہ پیدا ہوں کہ نسل اونے جاری ہو اور پیغمبر ہوں اور ملائکہ و جنت میں خود اسقدر بھی خیال نہیں کیا جاتا ہی بار خدا با سوا اسکے اور کیا ہو کر فرشتے انکی محافظت پر مقرر ہوں یا انکی مدد اور نصرت کریں اور اعمال گھنیں اور جنت سے بھی یہی کہ مواضع انکے مسکن کے ہوں اور انکے متعلقوں کے پس معلوم ہوا کہ اگر یہ خبر صحیح بھی ہوتی تو مراد اس سے اس کے معنی حقیقی نہوتے بلکہ غرض محض بیان عنایت حضرت حق کی ہے آپنے حق اور حضرت امیرِ مہم کے کھتین اور یہ کہ ہدایت خلق اور ارشاد مخلوق بطریق ظاہر و باطن کہ ان دونوں سے ظاہر کی ماخذ تمام یا راہ اصحاب آنحضرت صلعم کے ہیں اور باطن کے مصدر جناب امیرِ مہم کو واسطے کہ اکثر طریقوں اور سلسلوں کی راہ اور انما حضرت امیر کے ساتھ ہوا زیادہ جمیع انبیاء اور اوصیاء ہوں ولے تو یہ بات مستلزم تفضیل جناب امیرِ مہم کے فقط انبیاء پر نہیں ہو سکتی کو واسطے کہ تفضیل مجموعہ انبیاء کی دوسرے شیلے کے مجموعہ پر مستلزم تفضیل احاد کی احاد پر بھی نہیں ہے نہ کہ تفضیل احاد کی مجموعہ پر غلو و دہم یہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ اور انبیاء سے حمد لیا ولایت ائمہ اور انکی اطاعت پر یہ بات بھی صریح خلاف عقل کے ہے کو واسطے جان بوجہ کے کہ انبیاء زائد ائمہ میں نہونگے ان سے حمد لینا محض عبث ہے غرض حمد لینے سے مدد اور اعانت اور انکی تعریف کرنا اور مدح کا عالم میں پھیلا نا ہے اور جب زمانہ ایک نہیں تو عہد کس کام آئیگا اور جو حضرت کی نعت بیان کر نیکا حمد انبیاء سے لیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے یا سب سے ہے کہ احکام صریح نبوت آنجناب اور تعریفین شامل کی کتب آسمانی میں صریح اور نازل تھیں اور اہل کتاب کا ہونا وقت اظہار ان نصوص کے مقطوع ہے پس انبیاء سے حمد لیا گیا تا ان احکام و نصوص کو بخوبی بہت کے سمجھا وین اور بوجہ نجات دین اور امتیون سے بھی حمد لیا کہ وہ سالہا سال ان نصوص کو بی تغیر و تبدل یاد رکھیں اور وقت حاجت کے ظاہر کیا کریں تجلایں امامت ائمہ کہ نہ کتب انبیاء میں نازل ہوئی نہ لکھے امتون میں ولج نہ ہوا اسکے اظہار کی حاجت پڑی اس واسطے کہ امامت نص پیغمبر سے ثابت ہوتی ہے اور جبکہ امامت نیابت پیغمبر کی ہے اور اہل کتاب کو امامت کے مقدمے میں مراجعت بھی واقع نہیں ہوئی کہ یہ نائب لوٹ کے آئیگا تو اونس کے کہنے کا اعتبار کیا ہوتا اگر امامت کے مقدمے میں عہد و بیان کرنا منظور ہوتا اور ضرورت سمجھا جاتا تو ضرورت تھا



دوسرے وقت میں بطور بد کے جیسی مصلحت دیکھی ہوگی ویسی مقرر کی ہوگی اور ایک روایت اور کہ خاطر خواہ اس گروہ کے ہر شیخ ابن بابویہ کے انبان میں بانی جاتی ہے کہ وہی ابوبوبہ فی خیر طویل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما أسرى به وکله ربه قال بعد کلام انک رسولی الی حلفی وان علیا ولی امیر المؤمنین اخذت ميثاق النبیین وملائکتی وجميع خلقی یوکلایته روایت کی ابن بابویہ ایک لبنی خبر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انھوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشک حال یہ ہو کہ جب حراج ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے باتیں کیں تو فرمایا بعد کلام کے بیشک تو میرا رسول میری مخلوق پر ہے اور بیشک علی ولی امیر المؤمنین میں نے عہد لیا ہے نبیوں اور اپنے فرشتوں سے اور ساری مخلوق سے اور سکی ولایت پر اور احوال صفار اور ابن بابویہ اور ان کے رجال خصوصاً محمد بن مسلم وغیرہ کا جیسا کچھ ہر روشن ہے اور ان اخبار کے الفاظ کی رکالت گواہ عادل ہے ان کے کذب و افتراء اور اس کے ساتھ خدا کے فضل سے اہل سنت کی اس بات کی حاجت بھی نہیں رہی کہ توہین اور تضعیف ان روایتوں کی اور تاویل اور توجیہ ان مفہومات کی کریں کہ سوسطہ کہ شریف مرتضیٰ نے کہ بزعم شیوخ مقلب بعلم الہدیٰ ہے کہ کتاب در غرر میں اپنے اس لقب صحیح ہو نیلے طر خبر ميثاق کی تکذیب میں خوب مبالغہ کیا ہے اور اس بات پر جزم کیا ہے کہ یہ وضعی اور افتراء ہیں و کفی اللہ المؤمنین القیت ال یعنی بس ہوا اللہ مؤمنین کو لڑائی میں غلو سوم یہ کہ تہذیب نے اقتباس نور کا ائمہ سے کیا ہے اور انھیں بزرگواروں کے آثار پر قدم رکھا ہے اور کچھ عقل میں نہیں آنا کہ اگلا کیونکہ بچلے کے قدم پر قدم رکھنا اور اوس سے اقتباس نور کا اگر احوال ائمہ کا انکو وحی اور الہام سے معلوم ہوتا تھا تو اصالۃ کیوں نہیں انکو تعلیم طریقت کی بیودہ طول کرنا کیا ضرورت تھا کہ فلاں لوگ اس قسم کے کام کرینگے تم اونکی پیروی کرنا مختصر یہ تھا کہ فلاں فلاں طاعت بجالاؤ اور ہر عاقل جانتا ہے کہ پیروی آثار اور اقتباس انوار کی سزاوار وہ ہوتا ہے کہ بچان راہ نجات اور وصول بدرجات کے بیواسطہ اور کو عنایت نہ کی ہو اور جبکہ خود ان پر وحی نازل ہوتی تھی اور خدا سے کلام کرتے تھے اور کتابیں اور احکام بلا واسطہ ان پر نازل ہوتی تھیں تو انکو اتباع اپنے غیر کا کرنا کیا ضرورت تھا اور نیز از روی تواریخ و اخبار صحیحہ شریعہ کے ثابت ہے کہ کسی نبی نے نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور اورعبادت اور معاملات مطابق شریعتوں نجم الدین ابوالقاسم یا جامع عباسی عاملی کے کہ اس گروہ کے زعم میں آئین اور طریقہ ائمہ کا ہی نہیں ذکر کیا نہ اونکی امت میں اس طریق کا رواج تھا پھر یہی آثار ائمہ کی انبیاء سے کیا معنی اس غلو میں بھی وہی انبان شیخ ابن بابویہ کی تمسک ہے کہ فی الشیخ و غیرہ میں لکھا صلی اللہ علیہ وسلم یوکلای

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَخْلُوْعًا مِّنْ مَّا صُوِّرَتْهُ اَمْرًا بِاللّٰهِ مِنْ تَوْحِيْدٍ وَتَوَحُّدٍ اَلْكِتَابُ وَتَسْوَادُ الْاَكْبَرِ بِاَبِي الْوَلَدِ  
 وَسَاتِيْ كَوْنًا مِّنْ الْحَسَابِ فَيُطَى الطَّامَّةُ الْكُبْرَى وَتُعَلِّمُ الْمَلَائِكَةَ فَقِيْمَ الشَّامِ الْاَعْظَمُ وَفِيْمَا الدُّبُوْرُ وَالْوَلَدُ  
 وَالْكَرْمُ مَعْنَى مِّنْ الدُّهْدَى اَوِ الْعَرَّةُ الْوَلْفَى اَلَا يَبْلُغُ كَانُوْا يَفْتَسِمُوْنَ مِنَ الْوَارِثَا وَيَقْنُوْنَ اَنَّا رَاوِ سَيَطْرُجُ حُجَّةُ  
 اَللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ السَّيْفُ الْمَسْلُوْلُ اِيْلَهُمُ الْحَقِّ رَوَايَتِ كِي شَيْخٍ وَغَيْرُوْنَ اَمَامِيْسَ بَعِيْ بَشِكْ حَالِ يَهْرُ كَرَبَا اَوَسْتِ  
 سَا تَحْضَرُ خَطَا بِيْ مُحَمَّدٍ بِنِ حَسَنِ عَسْكَرِيْ كَيْ جَمِيْعِهِ صَوْرَتِ اَوْسَلِيْ تَحِيْ بِنَاءُ مَا كُنَّا مَهْمُوْنَ مِيْنِ خُدَا سَ اَوْسِ قَوْمِ سَ  
 جَمْعُوْنَ نَ سَا قَطُ كَلِمَا اَيَاتِ حِكْمَاتِ قُرْآنِ كُو اَوْ رَجُلَا يَارِبِ الْاَرْبَابِ اَوْ رَسُوْلِيْ اَوْ رَسَاتِيْ كُو ثَرِ قِيَامَتِ كُو اَوْ  
 آتَشِ دُوْرُخِ كُو كَرَامِيْ بَرِيْ اَفْتِ هُو اَوْ نِعْمَتِ خَا رِ مَتَقِيُوْنَ كُو سَوَامِ مِيْنِ بَلَدِيْ بَرِ كُتْرُ اَوْ رَهْمِ مِيْنِ نَبُوْتِ اَوْ رُوْلَا  
 اَوْ رِ بَرِ كِيْ هُو اَوْ رَهْمِ مِيْنِ نِشَانِ هِدَايَتِ كَ اَوْ رِ دَسْتَاوِيْزِ مَضْبُوْطَا وَا رِنِيَا نُوْرِيْتِ تَحِيْ هَمِيْسَ اَوْ رِ حَلِيْتِ تَحِيْ هَمَا سَ  
 قَدَمِ بَرَا وِرْقَرِيْبِ ظَا هِرْ هُو كِيْ حِجَّتِ خُدَا كِيْ خَلْقِ بَرَا وِرْ نِگِيْ تَلُوَا رِ سَطْعِ اَطْحَارِ حَقِّ كَ يَ عِبَارَتِ ظَا هِرْ اَخْتِرَاعِ  
 صَا بِ رَقْعِ مَزُوْرَ كَا هُو كَرَامِيْسَ دِلِ سَ بِنَا بِيْ هُو اَوْ رِ حَضَرَتِ اَمَامِ حَسَنِ عَسْكَرِيْ كَ نَامِ لَكُمِيْ كَرَامِيْسَ اَوْنِكِيْ لَكُمِيْ كَرَامِيْسَ  
 اَوْ رَا سِ فَرَسِيْ نَ هَرْ جَلْبَ سَنَا كَ خُطْفَلَانِ اَمَامِ كَا هُو بَ تَا لِ اَوْ سِ بَرِ اَعْمَادِ كَر لِيَا اَوْ اَمُوْرِ دِيْنِيْهِ كُو اَوْ سَ سَ نَخْلَا اَتَنَا  
 نَهِيْنِ سُوْجِيْتِ كَ جَلِ اَوْ رِ بَا سِ خُطُوْنَ مِيْنِ رَا جِ هُوْ خُصُوْصًا اُوْنِ بَرِ رُوْغُوْنَ كَ خُطُوْنَ مِيْنِ كَ نَزْخُوْدُ وِ مَوْجُوْدِيْنِ  
 كَ اِبْنِ خُطُوْ كُو بِيْجَا بِيْنِ اَوْ رِ جُھُوْمَا بِنَا يِيْنِ نَزْ لُوْگُوْنَ كُو سَبَبِ كِيَا بِيْ كَ مَهَارَتِ اَوْ رِ بِيْجَانِ اُوْنِكِ خُطُوْنَ كِيْ حَا  
 هُو اَوْ رِ عَجَبِ شَيْخِ اَبْنِ بَا بُوِيْ سَ كَ كِتَابِ لَاعْتِقَادَاتِ مِيْنِ كَا رُھِيْ كَا رُھِيْ شَمِيْنِ لَكُمِيْ هِيْنِ اَوْ رِ سَخْتِ قَسْمِ كَحَا كَ كَمَا  
 كَرَامِ لِ سَنَتِ هَمِيْرِ بِنْتَانِ كَرْتِ هِيْنِ هَرْ كُزْ قَا بِلِ تَحْرِيفِ كِتَابِ اَللّٰهِ اَوْ رِ اسْقَا طَا وِسَلِيْ سُوْرَتُوْنَ اَوْ رِ آيَتُوْنَ كَ  
 نَهِيْنِ هِيْنِ بَھَرِ اَسْ خَبِرِ مَوْضُوْعِ كُو كَرَامِ لِ اَوْ سَكَا هِيْ مَضْمُوْنِ هُو اِبْنِيْ كِتَابِ مِيْنِ رَوَايَتِ كِيَا بِيَا نِ هِيْ وَھِيْ غَا  
 مَقْرُورِيْ اَلْمِيْ يَادُ كَرَامَا جَابِيْ كَ كَرُوْغُوْ كُو حَا فِظْ نَهِيْنِ هُو تَا عَلُوْ چَا رَمِ يَ كِتَ بِيْنِ اِنْبِيَا بِيْسِ رُوْحَضَرَتِ اَمِيْرِ  
 هَمِيْ نِگَ اَوْ رِيْ اَكْ اَكْ اَبْنِيَا كَ جَلِيْنِ كَ قِيَامَتِ كَ دِلِ اَوْ رَا سَاتِ كِيْ دَسْتَاوِيْزِ رَوَايَتِ مُحَمَّدِيْنِ يَعْقُوْبِ كَلِيْسِيْ  
 هُو كَا فِيْ مِيْنِ اَبِيْ صَا مَتِ اَلْحَلَا نِيْ كِيْ اَبِيْ جَعْفَرِ سَ قَالِ قَالِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يَفْقَدُ مَعْنَى اَلَا اَحْمَدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 كَمَا فَرَا بَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيْ نَ نَهِيْنِ بِشِيْرُوْ هُو كَا مِيْرُ كُوْنِيْ سَوَا اَحْمَدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَ اَوْ رِ نِيْزِ رَوَايَتِ فَضَلِ بِنِ  
 شَا دَا نِ كِيْ كِتَابِ لِقَا ئِمِ مِيْنِ صَا لِحِ بِنِ حَمْرَ اَوْ رِ حَسَنِ بِنِ عَبْدِ اللّٰهِ كِيْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ سَ قَالِ قَالِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ هُو كِيْ  
 مِنْبَرِ الْكُوْنَةِ وَمَا يَفْقَدُ مَعْنَى اَلَا اَحْمَدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ اِنْ رَجَعِيْمَ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّسُلُ وَالرُّوْحُ خَلْفَنَا  
 كَمَا فَرَا بَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ نَ دَرَا خَا لِيْ كَ كُوْنِ كَ مِنْبَرِ بَرْتِ نَهِيْنِ بِشِيْرُوْ هُو كَا مِيْرُ كُوْنِيْ سَوَا اَحْمَدُ كَ حَمِيْرِيْ كَالِ نَلِ بِنِ

اللہ کی اونپر اور سلام اوسکا اونپر اور بیشک سب فرشتے اور رسول اور روح میرے پیچھے ہونگے اور سوا  
ان دو اشک کے اور بھی بہت روایتیں مضمون میں بنائی ہیں لیکن سب اختراع اور افراط ہے اگر کیوں انبیاء سے  
زیادہ درجہ ہوتا بیشک قرآن مجید میں اوسکی تعظیم اور توقیر اور ایمان کی حسب منصب اوسکی دعوت  
فرمائی جاتی جیسا کہ انبیاء کے حق میں یہ طرح عمل میں آیا والا ترک لطف کا لازم آتا ہے کہ مکلفین کو ایسے  
شخص کے حال سے جو ایسا درجہ رکھتا ہو خبر نہوا اور مطلق انکو خبر نہ دیں اور یہ لوگ بجز عین ایمان اوسکے  
مرتبہ پر نہ لائیں اور اوسکی تعظیم و توقیر میں قصور کریں اور ان اخبار احاد کو سوا چند کذابوں کے کوئی نہیں  
جاننا ایسے مطالب عمدہ میں کہ گویا اہمات عقاید میں کیونکہ کافی ہو سکتے ہیں اور الزام حجت کا مکلفین پر  
ایسے کیوں پوست خانہ بربک ہو سکتا ہے غلو و تحجب ہم یہ کہ درجہ حضرت امیر اور ائمہ کا بالاتر درجہ  
انبیاء سے ہے قیامت کے دن سوا خاتم النبیین کے شیخ ابن بابویہ اس مقدمہ میں بھی روایتیں کہتے ہیں  
فِي الْمَعَالِي الْأَخْبَارِ عَنْ جَالِدِ بْنِ رَيْزِدٍ عَنْ أَبِي مَرْثُومٍ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ أَنَا كُودُ الْقِيَامَةِ عَلَى الْأَرْحَابِ الرَّبْعَةِ دُونَ دَجْرِ النَّبِيِّ  
وَأَمَّا الْأَنْبِيَاءُ وَالرُّسُلُ فَدُونَ مَا عَلَى الْمَرَاتِي مَعَالِي الْأَخْبَارِ مِنْ هَذَا خَالِدِ بْنِ رَيْزِدٍ سَ كَ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ  
نصف اللہ نے فرمایا میں قیامت کے دن بلند درجہ پر ہو گا۔ نیچے درجہ نبی آنحضرت کے لیکن انبیاء اور رسول  
پس ہم سے نیچے زمین پر ہونگے وَفِي الْأَمَامَةِ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَدِّهِ الْأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قَالَ سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّيْ  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاعِي أَنْتَ بَنِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَنْتَ أَقْرَبُ بِالْخَلْقِ إِلَى كُودِ الْقِيَامَةِ فِي الْمُؤْتَفِقِ بَيْنَ يَدَيِ الْخَلْقِ  
اور امامی میں ہے ابی عبد اللہ سے اور انکے دادا امیر المؤمنین سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے  
ای علی تم میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں اور تو قریب تر اور مخلوق سے ہے قیامت تک جبکہ کھڑے نہ ہیں  
سلسلے خدا سے تعالیٰ کے وَرَوَى سَعْدُ بْنُ الْكَرْبَعِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ قَالَ لَهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نُصِبَ لَكَ مِنْ عِلِّيِّ بْنِ الْحَارِثِيِّ بْنِ الْعَرَبِيِّ بْنِ الْعَرَبِيِّ بْنِ  
يَدِيهِ وَيُنْصَبُ لِعَلِيٍّ كُرْسِيُّ الْأَجَانِبِ أَكْرَمَ إِلَى عِلِّيٍّ لَكَ مِنَ الْأَخْبَارِ الْمَنْصُوعَةِ الْمُضَوَّعَةِ فِي كُتُبِهِمْ وَآيَاتِهِمْ  
اربعین میں ابی صالح سے اور اسنے سلمان فارسی سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشک جبریل  
کہ اونسے جب کہ ہو گا دن قیامت کا قائم کیا جائیگا ایک منبر تمھارے واسطے وہاں طرف عرش کے اور او  
نبیوں کیواسطے بائیں طرف عرش کے اور سنا اوسکے رکھی جائیگی علی کیواسطے ایک کرسی تمھاری طرف  
ازراہ تعظیم و ہر گئی علی کے فقط اور سوائے انکے اور اخبار نباء ہوے اور لگائے ہوے انکی انکی کتابوں میں



حضرت مولانا فرماتے ہیں اول تو یہ خبریں صحیح نہیں اور مانا کہ صحیح ہی ہیں تو اصل مدعا میں کہ نبوت نصیحت  
 امام بخاری نے کیا فائدہ فائدہ تو ان اخبار کا یہ ہے کہ بعض موعظین اور خطبوں پر بطیفیل بیروی و احاط  
 حضرت خاتم الانبیاء کے بعض آل اطہار کو عامی مخلوق پر تقدم ہوگا اور سب بڑھ کے ہونگے پس اس تقدم سے  
 کہ طیفیل بیروی کے ہوگا تفضیل لازم نہیں آتی ہے کس واسطے کہ فرقہ مصطفویہ با اتفاق ثابت ہے کہ سب امتوں سے  
 پہلے بہشت میں داخل ہوگا اور یہ بھی ہے کہ ہر نبی اپنی امت کے ساتھ ہوگا تو بل صراط کی راہ تنگ سے اور کو  
 نکالے پس اس امت کو سب انبیاء سے پہلے برکت بیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنت میں داخل ہونا  
 نصیب ہوگا اور با اتفاق اور بالاجماع تمام لوگ اس امت کے انبیاء سے افضل نہیں ہیں پس اس بات کو  
 موجب تفضیل کا جاننا نہ موافق عقل کے ہے نہ شرع کے نہ عرف کے یہ تو ایسا ہے کہ مثلاً قلعبادشاہی کے  
 دروازے میں گھسنے کے وقت ایک امیر کے خادم خدمتگار اپنے امیر کی بیروی کے سبب دوسرے امیر پر  
 مقدم ہوں تو انکی تقدیم سے تفضیل ان خادموں کی دوسرے امیر پر نہیں لازم آتی عقیدہ سوم یہ ہے  
 کہ انبیاء گناہ سے معصوم ہیں اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے لیکن اسکے ساتھ ایک تفضیل ہے کہ کلام اللہ  
 اور حدیثوں سے سمجھی جاتی ہے کہ گناہ کبیرہ اور صغیرہ عمداً اور قصداً سے تو معصوم ہیں لیکن بہوا صغیرہ اسے  
 صادر ہوتے ہیں کہ اسکو زلت کہتے ہیں جسکی ہندی ہے یا نون ڈگنا نا اور یہ صغیرہ اس صورت پرانے صا  
 ہوتا ہے کہ مثلاً قصد کسی طاعت یا مباح شے کا کیا اور اسکے قرب پاس ہی کوئی گناہ بھی لگا ہوا ہے اور اس  
 گناہ میں اتفاقاً بڑے گناہ یا ایسا ہی جیسے کوئی راہ گیر راہ چسلا جاتا ہے اور اس راہ کے ساتھ بیٹھ  
 یا کیچر ط لگی ہو اور اس سے ٹھوکر کھائے یا پاؤں پھسل گیا اسی سبب اسکو زلت کہتے ہیں اور یہ  
 اہل سنت کہتے ہیں کہ وہ صغیرہ بھی کہ جس سے ناجیزی اور خست طبع کی پائی جاتی ہے مثلاً ایک جبر الینا یا  
 حق سے ایک دانہ کم کرنا یا بیغرون سے یہ صغیرہ بھی بطریق سہو کے صادر نہیں ہوتا اگر ایسا ہو تو لوگ اسے  
 نفرت کریں اور بیروی سے منفرد ہوں اور جو عرض کہ انبیاء کے پیدا کرنے سے ہوا عین انقض لازم آئے اور  
 ٹوٹ جلتا ہے اور سچ ہے کہ انکو جو مرتبہ نبوت کا دیا گیا ہے اور پیدا کیا ہے اسکا فائدہ مقتضی اسی بات کا ہے  
 کہ یہ بزرگوار صاحب صحت اور معصوم ہوں کی وجہ سے اول یہ کہ اگر انبیاء سے گناہ عمداً صادر ہوں  
 اور امت کو حکم ہو انکی بیروی کا جیسا کہ فرمایا قل لَنْ كُنْتُمْ نَجْوَنَ لِلّٰهِ فَاسْتَعِزُّوْا بِیْ یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ ہم  
 اللہ کے محبوب ہوں تو میری بیروی کرو تم اور حال یہ کہ خود لوگوں کو گناہ اور معاصی سے باز رکھتے ہیں

اور روکنے میں جب گناہ عمر اکبرین تو انکی دعوت دین میں قوی اور فعلی تفاقض لازم آئے اور بظان قول کے فعل نکاح ہو ورم یہ کہ اگر انبیاء گناہ کریں تو مجاہدیت یہ کہ انکو اشد عذاب کیا جائے اِذَا اَذَقْنَا لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ فَجَعَلْنَا لَهُمُ الْآثَانَ وَجَعَلْنَا لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مِّنْ يَّامٍ مِّنْ يَّامَاتٍ مِّنْكَ يَوْمَ يَخْلُفُكَ عَنْ يَّتَنَبَّهْ يَوْمَ يَكُنُ لِمَنْ يَّكْفُرُ لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفٰكِرِ وَجَعَلْنَا لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مِّنْ يَّامٍ مِّنْ يَّامَاتٍ مِّنْكَ يَوْمَ يَخْلُفُكَ عَنْ يَّتَنَبَّهْ يَوْمَ يَكُنُ لِمَنْ يَّكْفُرُ لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفٰكِرِ وَجَعَلْنَا لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مِّنْ يَّامٍ مِّنْ يَّامَاتٍ مِّنْكَ يَوْمَ يَخْلُفُكَ عَنْ يَّتَنَبَّهْ يَوْمَ يَكُنُ لِمَنْ يَّكْفُرُ لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفٰكِرِ

ضعیفین پھر معذب ہونا انکا اور خاص اشد عذاب سے برعکس اور خلاف منصب نبوت کے ہر کسواسطے کہ نبی نوشفع امت کا اور گواہ انکے نبی مدعی کا ہو اور جب خود وہ اپنے کام میں در ماند ہو گیا تو شفاعت کسکی کرے اور گواہی کسکی دے سو ہم یہ کہ اگر انبیاء گناہ کرتے تو ایسے ہوتے جیسے سلاطین جابر کہ اور ون کو تو زجر اور تنبیہ کو تے ہیں فیلسد اور فاحش باتون اور کامون پر اور آپ وہی باتین در وہی کام کرتے ہیں اور یہ بات ضرور ولابد ہو کہ انبیاء ایسے پادشاہون سے جو ظالم و جابرین ممتاز و جدا ہوں آواسطے کہ یہ بھی پادشاہ معنوی ہیں چہا رم یہ کہ اگر گناہ کریں تو سزاواریند اور امانت اور عذاب کے ہوں اور حال یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہِیَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُکْفُرُوْنَ اللّٰهُ وَدَسُوْا لَهُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ فِی الدُّنْیَا وَآٰخِرَةِ وَآَعَدَ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا بَیْشَکَّ وَہ لوگ کہ انداوتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو لعنت ہو اللہ کی اُپہر دنیا و آخرت میں در طیار ہر اسکے واسطے عذاب ذلت کا چہ جسم یہ کہ اگر گناہ انکے امت پٹا ہر ہوں تو انسے کنیا ئین اور اطاعت انکی امت کی نظر سے گر جائے بلکہ اس صورت میں انکی نبوت کی تصدیق نہ کریں جھوٹا ٹھہرائیں اور کہیں کہ اگر یہ اپنی خبر دینے میں جو خدا کے وعدہ و وعید یعنی بہشت و دوزخ عذاب ثواب کے ٹھکوساتے اور دیتے ہیں سچے ہوتے تو اب کیوں ایسے فعل اختیار کرتے ایک فرقہ یعفور یا امیہ سے ہو وہ انبیاء سے صدور گناہون کا تجویز کرتے ہیں صراحتہ اور جو کہ یہ صراحتہ کہتے ہیں باقی امامیہ پردے میں بھی راگ گاتے ہیں کہ امور شنیعہ اور برے گناہون کے اپنی کتابون میں انسے روایتین کی ہیں چنانچہ جلدی وہ روایتین تمھارے کان میں پونچھنکی انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ چہا رم یہ کہ انبیاء جھوٹ بولنے اور بہتان کرنے سے مطلق معصوم ہیں خواہ عمدہ خواہ سہوہ خواہ نبوت سے پہلے خواہ نبوت کے بعد آما میہ کہتے ہیں کہ جھوٹ انبیاء پر جائز بلکہ واجب ہو ازراہ تقیہ کے اور حضرت ابراہیم کے قول پر جو فرمایا تھا اِنِّیْ سَقِیْرٌ مِّنْ مِّمِّنْ یَّمَارُہُوْنَ اور کفار کی عید میں یہ مہر کر کے شریک نہیں ہوتے تھے اسی پر عمل کرتے ہیں اور حال یہ کہ اگر جھوٹ جائز ہو تو انبیاء پر ازروقی تقیہ کے تو مضبوطی و اعتماد انکے اقوال پر بگرنہ نہی اور انکا بنی کرنا ناقص ہو جائے اور تقیہ انبیاء پر جائز نہیں ہو اگر جائز ہو تو خدا کے تعالیٰ کے احکام پونچھانے کی کون صورت ہو کسواسطے کہ ابتدا میں کہ کوئی مرد گار و معین انکا نہیں ہوتا حاجت تقیہ کی بہت

ہوتی ہو اور جب اسوقت میں یہ حکم الہی کے خلاف ظاہر کریں اور لوگوں کی ایذا سے ڈریں پھر حکم الہی کو بیکسر مٹا  
 ہو اور جلدی تحقیق اس مسئلے کی اپنے موقع پر آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو کچھ حدیث میں وارد ہوا ہو کہ لَسَّ  
 الْكَذِبُ اِبْرَاهِيْمَ ؑ اَلَا ثَلَاثُ كَذَبَاتٍ یعنی نہیں جھوٹ بولا ابراہیم نے مگر تین جھوٹ باتیں وہ یہاں تعقیقی  
 جھوٹ سے مراد نہیں ہے بلکہ تعریضات کہ نسبت سمجھ سہی سامع کے مشابہہ کذب ہوتی ہیں اور طریق مشاکلت  
 کے کذب نام رکھا ہے کہ دوسرے باب میں تحقیق اسکی گزری عقیدہ پنجم یہ کہ انبیاء کو سچا بناوا جبات ایمان کا  
 قبل ہی ہوئے سے اور بعد اس سے ضرور ہو کسواسطے کہ جب سکون نہیں جائیں گے تو انکے عقاید میں جہل ہوگی  
 اور یہ باعث کفر اور زندقہ بن کا ہے خدا کی پناہ کہ انبیاء کو اس قسم کی جہل بیشک احکام شرعی بتوئی انکو بدین  
 وروود وحی خدا کے علم حاصل نہیں ہوتا یہ نہ سوال کے چنانچہ اسی علم کے معاملے میں فرمایا ہو تو لا تعالیٰ وَكَلَّمَكَ  
 مَالِكُ تَكَوِّنُ تَعْلَمُ تَبَيَّنَ سَكَّهًا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ سَوَاقٍ سَمِعَ سَمْعًا سَمِعَ سَمْعًا سَمِعَ سَمْعًا  
 پراکھٹے اور متفق ہیں اور جا بجا انبیاء کے حق میں مضمون قرآنی صریح اس مدعا پر دلیل ہیں جیسا کہ فرمایا وَكَلَّمَكَ  
 اٰتَيْنَاكَ حُكْمًا وَعِلْمًا اور ہر ایک کو دیا ہم علم اور حکمت اور اٰتَيْنَاكَ اَلْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخُطَابَ یعنی دیا ہمیں اسکو حکمت اور فصل خطاب  
 اور رسوائے اور مضمون قرآنی فصل خطاب کے معنی حق سے باطل جدا کرنے والا اور بعض ٹھکانوں میں فی کونی  
 اور رسول ہونے اور وحی اور نازل ہونے خدا کی کتاب کا بعد اس مضمون سے واقع ہوا ہے اور بھی ایمان کے  
 حق میں ہے اسکے کہ وحی اور نبوت رکھتے ہوں لفظ حکمت کا فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ علم قبل وحی اور نبوت  
 سے بھی حاصل ہوتا ہے تاہم یہ کہتے ہیں کہ انبیاء کو اصول عقائد کا سچا بنا وقت نبی ہونے بلکہ وقت مناجات  
 اور کلام کے کہ یہ وقت انکے بلند مراتب قرب کا جناب خداوندی سے ہے حاصل نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے  
 اعتقاد باطل سے اپنی پناہ میں رکھے اور اس بات کو بتاتا ہے وہ قول جسکی روایت کی محمد بن بابویہ قمی نے  
 عیون میں اخبار امام موسیٰ ضا علیہ السلام سے اور کتاب توحید میں علی بن موسیٰ رضا سے جنھوں نے اپنے  
 آبا سے امیر المومنین علی تک روایت کی ہے اور محمد بن یعقوب کلینی نے ابی جعفر سے کافی میں اور روایت ہے  
 اَنَّ مُوسٰی بْنَ عِمْرَانَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَیْهِ سَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَقَالَ یَا رَبِّ اَبْعِدْ اَنْتَ  
 مِنِّیْ فَاَنَادَیْكَ اَمَّ قَرِیْبٌ فَاُنَا جِئْتُكَ تَرَوُّهُ تَحْقِیْقُ مُوسٰی بنِ عِمْرَانَ نے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام  
 اُبیر نازل ہوں اللہ تعالیٰ سے پوچھا سو کہا اسی میرے پروردگار آیا تو مجھے دور ہے کہ میں تجھ کو بخیر یا بیکار

کہ میں اپنا راز مجھے کہوں فقط پس یہ خبر میری اس بات کو بتاتی ہے کہ حضرت موسیٰ کو اس وقت تک کہ حالت نہایت  
 اور ہم کلامی تھی خدا تعالیٰ کا قرب و بعد مکان سے پاک ہونا معلوم تھا اور حقیقت اس خبر کی یہ ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک اعرابی جاہل نے آکر سوال کیا تھا کہ یا مُحَمَّدُ ابَعِدْنَا رَبَّنَا فَنَقْدِ نِيرَ  
 اَمِّ قَرْنَيْبٍ فَتَنَّا جَنِيْدَیْنِی اُمِّ مُحَمَّدٍ کیا دور ہو رہا سوچا کرتا ہو تو اسکو یا نزدیک ہو کہ مناجات کرتا ہو تو  
 اُس سے جناب رسالت مآب نے اُس اعرابی ناسمجھ کے جواب میں تامل کیا اور سوچے کہ اگر دوری اور نزدیکی  
 مکانی دونوں کی نہیں کرتا ہوں تو یہ بدوی جاہل کہ گرفتار و مقید اپنے وہم و حواس کا ہو یا تعالیٰ کے  
 منوئے پر گمان کر لیا اس واسطے کہ وہم ہی حکم کرتا ہو بدین وجہ کہ کُلُّ مَوْجُوْدٍ اِذَا قَنِسَ اِلٰی مَوْجُوْدٍ اٰخَرٍ فَاَقَا  
 بَعِيْدٌ مِنْهُ اَوْ قَرِيْبٌ ترجمہ ہر موجود کو جب قیاس کیا جائیگا دوسرے موجود کی طرف تو وہ یا اُس سے  
 بعید ہو گا یا قریب اور خالی ہونا موجود کا مکان اور جہت اور قرب و بعد سے ایسا نہیں سمجھتا ہی اور یقین  
 کرتا ہی اس درمیان میں حق تعالیٰ خود متکفل جواب کا ہوا اور آ یہ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ  
 نازل ہوئی یعنی جب پوچھیں تجھے بندے میرے مجھے سو بیشک میں قریب ہوں اور اس آیت میں اشارہ  
 ایک باریکی کا ہوا کہ جب بعد مکانے دور ہوا تو ظاہر ہو قرب حاصل ہو اگر قرب مکانی نہ ہو کس واسطے کہ جو کچھ  
 قرب مکانی سے حاصل ہوتا ہو بسبب جاتے رہنے بعد مکانی کے وہی بیان بھی حاصل ہو اس دلیل سے کہ فرمایا  
 اُجِیْبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا نِیْسَ یہ ارشاد ہدایت نظام سطر جمیع صفات کمال اور ناقص کا ہر وجہ  
 انکے الفاظ و کلمات کا اطلاق اُسکے جناب پاک میں کرنا بسبب منوئے انوشت کے اور اسی سے ہی خدان اور  
 بشاش ہونا بسبب انتقامی رنج و گریہ کی ایسی ہی حیا بسبب منوئے وقاحت و پیشمری کے ایسے ہی صبر و شکیبائی  
 بسبب منوئے جزع اور بصبری کے اور اسی قیاس پر اگرچہ حقیقی معانی ان الفاظ کی بھی جیسے کہ ذکر کرتا اور  
 بشاشی اور حیا اور صبر ہوا اسکی ذات میں ثابت نہیں ہیں اور یہ طریق ہدایت خداوند پاک ہی کہ جو لوگ گرفتار  
 اوہام کے ہیں انکے بھی موافق انکے معلومات و موہرات کی تسلی کر دیتا ہے اور معقولات کی طرف ترقی کی  
 تکلیف نہیں دیتا ہے وہ کہان معقولات میں سرگردان ہوتا ہی یہاں تک کہ ایک کینرے سے اسی بات پر بحث  
 کی کہ اُسے مکان عالی اُسکے لیے تجویز کیا جانا چہ اُس سے پوچھا اَیْنَ اللّٰهُ یعنی اللہ کہاں ہو فَقَالَ کَیْ فَلَیْسَ  
 یعنی اُسے کہا آسمان میں اسی تھہ اعرابی کو حضرت ائمہ نے بیان فرمایا ہو مگر اس فرقے کے جو رجال ہیں انکی  
 قوت حافظہ کی یہ خوبی کہ بجائے اعرابی کے نام ایک پیغمبر کا جو اوال الغرم پیغمبروں سے تھے لیدیا اور گمراہی کے

لکھنؤ میں گرہ پڑے اور اہل سنت کے جو رجال تھے انکو یہ قصہ جیسا کا تیسرا یاد تھا ویسا ہی روایت کیا اور ایسے ہی فرقہ بین کی روایتوں میں اور اہل سنت کی روایتوں میں اور اسی قسم کے غلط قبیح سے سرخ لگانا چاہیے کہ دعائیں قریش اور اور برائے یوں صحابہ میں اور اسی قسم کے نام والہاب تبدیل و تغیر اور شامل و صفات میں تخریف کر کے کہانے کہانے کی پونچھائی ہوئی اور یہ سب باتیں اس فرقے کی سبب سہل نکاری اور جہل لگانے اور بخونی کے ہیں اور روایات دین میں کہ ہر کس نامکس سے علم دین کو انہر کیا ہو کبھی کسوی امتحان پر نہ لگا یا تو کھرا کھوٹا چھٹ جاتا خالص غیر خالص جدا ہو جاتا اور اسی قسم کی ایک روایت حضرت یونس کے حق میں رکھتے ہیں سر وی انکلیکینی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان یونس کان یقول فی شکوہ اتراک معذنی وقد عفرتک لک فی التراب ونجی اتراک معذنی وقد اظمتک لک فی احری اتراک معذنی وقد اسفرتک لک لیک اتراک معذنی وقد اجتنبتک المعاصی قال فاوحی اللہ الیک ان ارفع راسک فانی غیر معذیک فقال ان قلت لا اعد بک ثم عدت بنی کان ما ذا اللہ عبدک وانت سرتی فاوحی اللہ عز وجل ارفع راسک فانی غیر معذیک وانی اذا وعدت وعدا اوفیت یہ ترجمہ روایت کی کلینی نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے کہ بیشک یونس کہتے تھے سجدے میں کہ آیا تو دیکھتا ہو مجھ کو کہ عذاب کر لیا اور حال یہ ہو کہ میں نے اپنے منہ کو تیرے واسطے زمین میں خاک آلودہ کیا ہو یعنی تیرے سامنے منہ اپنا خاک بھری ملا ہو آیا دیکھتا ہو تو کہ عذاب کر لیا مجھ کو اور حال یہ کہ میں تیرے واسطے دو پہر یوں میں پیاسا رہا ہوں آیا دیکھتا ہو تو کہ عذاب کر لیا مجھ کو ایسے حال میں کہ تیرے واسطے میں راتوں کو جاگتا رہا ہوں آیا دیکھتا ہو تو کہ عذاب کر لیا مجھ کو رات حالیکہ میں تیرے واسطے گناہوں سے بچتا رہا ہوں کہا پھر وحی بھیجی خدا نے یونس کی طرف کہ اپنے سر کو اٹھا میں تجھ کو عذاب نہیں کروں گا تب کہا یونس نے تو کہتا ہو عذاب نہیں کروں گا تجھ کو اور پھر تو نے مجھ کو عذاب کیا تو میں کیا کروں گا کسو واسطے کہ میں آخرت پر اندہ ہوں اور تو میرا پروردگار میرا کیا بنس ہو پھر وحی بھیجی خدا غالب بزرگ نے کہ سر اپنا اٹھا میں تجھ کو عذاب نہیں کروں گا اور میں جب وعدہ کرتا ہوں پورا کرتا ہوں اور اس خبر صحیح سے دو باتیں معلوم ہونیں ایک تو یہ کہ حضرت یونس کو معلوم تھا کہ وعدہ خلاف کرنا بہت بُری بات ہو اور منجملہ نفاق کی نشانیوں سے اور حضرت باری تعالیٰ نے انہوں سے پاک ہو دوسرے یہ بات کہ وجوب عدل

انکو معلوم تھا یعنی غیبا صی کی سزا باطل ہو اس واسطے کہ عاصی سزاوار سزا کے ہوتے ہیں نہ غیر عاصی نہیں تو حضرت یونس سزا سے کیونکر ڈرتے اور اگر حضرت یونس اس مسئلہ اعتقادی میں بھی جاہل ہوتے مثل پہلے مسئلے کے تو جناب باری تعالیٰ سے جواب آنا تھا کہ مجھ کو سزا مطیع کی جائز نہیں جو محض وعدے پر حوالہ نہ فرماتے الحال یہ خبر بلاشبہ اس فرقے کے جو رجال مفتری ہیں انکی مفتریات سے ہو کہ خود انکے زعم میں اسکا مضمون و لیلون قطعی سے باطل و نامسموع ہو اور انکی روایتوں کا یہی حال ہو لٰیطَلَّادِہَا مِنْہَا عَلَیْہَا شَوَہِدٌ تَبَیَّنَ اَنْ رَوَاۤیَتُوْنَ کَے باطل ہونے پر خود انھیں سے گواہ موجود عقیدہ ششم انبیا معصوم ہیں وہ گناہ اُسے صادر ہی نہیں ہوتا کہ موت انکی اُس ہلاک پر ہوا آمیسہ کو اس عقیدے میں خلاف ہو اور بعض انبیاء کے حق میں اسکو روایت کرتے ہیں سَوٰی النُّکْلِیْنِ عَنْ اَبْنِ اَبْنِ یَعْفُوْرَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ وَهُوَ رَافِعٌ بِیَدِہِ اِلَی السَّمَاءِ سَرَّ لَا یُکَلِّمُنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرَفَۃَ عَیْنٍ اَبَدًا اَوْ لَا اَقْلَ مِنْ ذٰلِکَ فَتَمَّا کَانَ بِاسْتِخْرَۃٍ مِنْ اَنْ یَّحْکُمَ سَالِطٌ مِّنْ جَانِبِ الْحَبِیْتِ شَمَّ اَقْبَلَ عَلَیَّ فَقَالَ یَا اَبْنِ اَبْنِ یَعْفُوْرَ اَنْ یُّوَسِّلَ بَنِ مَثْنٰی وَکَلَّہُ اللّٰہُ اِلٰی نَفْسِہِ اَقْلَ مِنْ طَرَفَۃَ عَیْنٍ فَاَحَدَتْ ذٰلِکَ کُلْتُ مَبْلَکَ بِہِ کَفَرًا اَصْلَحَکَ اللّٰہُ فَقَالَ لَا وَلٰکِنَّ الْمَوْتَ عَلٰی تِلْکَ الْحَالِ کَانَ هَلَاکًا مَرْمَہً رَوَاۤیَتُ کُلِّیْنِ اَبْنِ ابْنِ یَعْفُوْرَ سے کہہا اُس نے میں نے سنا ابا عبد اللہ سے کہ کہتے تھے وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے لمبے پروردگار میرے مجھ کو میرے نفس کی طرف کبھی ایک پلک مارنے کو بھی مت چھوڑ اور نہ پلک مارنے سے کم بس اس بات کے کہتے ہی فوراً آنسو اُڑان سے داڑھی کی طرف بہنے لگے پھر متوجہ ہوئے مجھے اور کہا اے ابن ابی یعفور بیشک یونس بن مثنیٰ کو چھوڑو یا خدا تعالیٰ نے اُسکے نفس کی طرف پل بھر کے وقفے سے بھی کمتر کو پس پیدا ہوا وہ ابتلا یہ سنکر میں نے کہا کہ خدا انکو نیکی دے کیا اس سبب سے کفر کو پونچھے کہ نہیں لیکن مرنا اُس حالت پر ہلاک تھا اب جانتا چاہیے کہ حضرت یونس کے مقدسے میں جو کچھ نص قرآن سے ظاہر ہوتا ہو فقط کتابی ہو کہ حضرت یونس بے حکم پروردگار کے اپنی قوم کو چھوڑ کے چلے گئے تھے اسی بات سے اپنے عتاب ہوا دوسرے یہ تھا کہ اپنی قوم کے حق میں بددعا کرنے میں جلدی کی اور انکی ایذا کی سختیاں اُٹھانے اور ظاہر ہو کہ یہ دونوں گناہ نہیں ہیں پھر کہ یہ دیکھ کر ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ حضرت یونس کے نزدیک قوی قرینے قائم ہو گئے تھے کہ یہ ایمان نہ لائیں گے اس واسطے بددعا کی اور انکے نہ معذب ہونے کا حال بھی اپنے کھل گیا تھا اس سے بھی ڈرے کہ اب مجھ کو سخت ایذا پہنچائیں گے اور صریح جھوٹا ٹھہرائیں گے کہ تیرے دوسرے کے موافق وقوع میں نہ آیا تاچار بجا کہ

چلے گئے اور منظر حکم پر وردگار کے نہ ہونے پر جو کہ مصلیٰ بنیاد کا نہایت عالی ہو بس اس قدر انکو عتاب شدید ہوا اور  
 تادیب و رہنمائی فرمائی چنانچہ اگر اب بھی کوئی شخص غلام یا نوکر کو عامل کر کے کسی گانن میں بھیجے اور کہہ دے  
 کہ اگر زمیندار اور مزارع گانن کے تجھے سرکشی کریں اور تیری طاعت تانین تو محبو کہہ دو کہ ایک فوج حضور سے  
 اس گانن کے غارت کو بھیجیو گا اور وہ نوکر یا غلام اس گانن کو گیا اور مقدور بھر رعایا کی تسلی اور مالک کی طرف  
 رغبت دلانے اور اسکی سزا سے ڈرانے میں کوشش کی لیکن وہ لوگ ہرگز مطیع نہ ہوئے اور احکام مالک کے نہ مانے  
 بلکہ عامل کے کہہ پے ایذا ہوئے اور انکو مسخرہ بنایا اور عامل نے اشتہار حکم اپنے خاوند کا نکلیا اور عرضی بدی و خواہست  
 مرد اس فوج کے جسکا وعدہ تھا بھیجی اور خداوند نے بھی حسب وعدہ فوج عظیم رخصت کی زمیندار جب قصد فوج  
 سے مطلع ہوئے انھوں نے غیظ ایک کیل اپنا مالک کے دربار میں بھیج کر توبہ استغفار اور بہت سی مذمت ظاہر کی  
 اور قول قرار کیا کہ آئندہ اس کے حکم سے تجا و نہ کریں گے اور اس غلام و نوکر کو ان باتوں پر کچھ بھی اطلاع نہیں ہو کہ  
 مالک کا فوج اسکی آئی ہوئی ناست دیر سے لوٹ گئی اور گانن کو صحیح سالم چھوڑ گئی اس غلام یا نوکر نے جب یہ حالت  
 دیکھی اور حقیقت حال سے اسکو کچھ اطلاع نہ تھی بے اس کے کہ حکم خاوند کا پونچے اپنی جان کے خون سے جلدی اس  
 گانن کے گرد فوج سے بھاگ کر چلا گیا تو اس صورت میں اس غلام یا نوکر کو عاصی یا نافرمانہ دار یا متخالف اپنے  
 خاوند کا نہیں کہہ سکتے ہیں البتہ تنا ضرور ہو کہ اگر یہ غلام یا نوکر صبر کرتا اور انھیں لوگوں میں رہتا تو اس کے  
 وسیلے سے جو توبہ استغفار کرتے انھیں صورت کام کی اس سے بہتر ہوتی اور از روئے تواریخ اور روایتوں  
 تفسیر کے کوئی امر سوائے ان دو چیز کے منہوم نہیں ہوتا کہ حضرت یونس سے وقوع میں آیا ہوا اور قرآن مجید میں کہ  
 فَتَقَرَّبَ اِلَيْهِ نَقْدَرٌ مَّرْعِيًّا وَارْتَدَّ رُوْحُهُ فَاَتَتْهُ نَفْسُهُ قَدْ رَسَتْ فَاَتَتْهُ نَفْسُهُ قَدْ رَسَتْ  
 آیت میں توبہ تعالیٰ اِنْ اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ز قدرت سے یعنی اللہ تعالیٰ جسکا چاہتا ہو  
 رزق فراخ کرتا ہو جسکا چاہتا ہو تنگ کرتا ہو اسی طرح نہ تقدیر ماخوذ ہو قدرت سے تا فساد عقیدہ حضرت  
 یونس کا ثابت ہوا اور دلیل صریح اس پر یہ ہو کہ بعد اس عبارت کے فرمایا فَتَقَرَّبَ اِلَيْهِ نَقْدَرٌ مَّرْعِيًّا  
 اسنے ظلمات میں اور اس دعا و اند کو قدرت کے معنی پر تفریع کرنا ہرگز درست نہیں ہوتا ہوئی گمان کیا اسنے  
 کہ ہم انکو تنگ نہیں کریں گے عتاب میں بس توبہ کی اوپنے کیے ہوئے سے استغفار لایا یا امید قبول اور اس کی یہ کہ  
 آخر میں حواقر اپنے ظلم کے ساتھ کیا جیسا کہ کہا ہوا اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ یعنی بیشک میں ظالموں سے  
 ہوں واسطے شکست کی نفس اور عمر و زاری کے ہو بارگاہ خداوندی میں کہ تھوڑی خطا کو بہت جاننا شیوہ

مطیع بندو کما یزوا اسوا سطر کے ترک اولی کا بھی انبیاء کے حق میں حکم معصیت اور ظلم کا رکھتا ہے نہ عوام الناس کے حق میں عقیدہ ہفتم یہ کہ حضرت آدم ابو البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بعض سے اور خدا تعالیٰ کے نافرمانی پر اصرار کرنے سے پاک یہ مذہب اہل سنت کا ہو جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے ثُمَّ اجْتَبَاكَ وَسَبَّهَ قَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدَىٰ قَلْبَكَ اَدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ قَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ اَدَمَ وَفَوْحًا وَالْاَبْرَاهِيْمَ وَالْعِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ انا سید انکے حق میں کہ سب کے ابوالابا ہیں نہایت بری نافرمانی ان عمل میں لاتے ہیں اور کمال بے ادبی کرتے ہیں اور انکو حسد اور بغض اور تمام خصلتوں ناپسندیدہ سے موصوف کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر مصر جانتے ہیں جو کچھ ابلیس کو نسبت حضرت آدم کے پیش آیا کہ حسد کے امر سجدہ کو قبول کیا اور خدا کے عہد کو انکے حق میں ترک کیا اور ملعون ابدی ہوا یہ سب حضرت آدم کے حق میں نسبت ائمہ اطہار کے ثابت کہتے ہیں کہ انھوں نے حسد اٹھا کیا اور انکے عہد ولایت کا اقرار نہ کیا اور خدا کا عہد جو انکے حق میں یعنی ائمہ کے تھا ترک کیا چنانچہ حق تعالیٰ نے ان پر غضب کیا اور ہمیشہ غضب الہی میں رہے خدا ان باتوں سے بڑا دے ساوی محمد بن باکوبہ فی عیون اخبار الرضا عن عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّهُ قَالَ اِنَّ اَدَمَ لَمَّا اَكْرَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِاَسْجَادِ الْمَلَائِكَةِ لَهُ وَادْخَالِهِ الْجَنَّةِ قَالَ فِي نَفْسِهِ اَنَا اَكْرَمُ اَنْخَلِقُ فَنَاحِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اِرْقَعْ مَرَاتِفَ اَدَمَ يَا اَدَمُ فَانْظُرْ اِلَيْ سَاقِ عَرَشِي فَرَقَعَهَا اَدَمُ سَاسَهُ فَوَجَدَ فِيهِ مَكْنُوبًا رَوَايَتِ كِي مُحَمَّدِ بْنِ بَابُو يَهْ فِي عِيُونِ خَبَارِ الرِّضَا فِي عَلِيِّ بْنِ مُوسَى ضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ بِيَشِ شَانِ يَهْ بِرُكَمَا اَسْنَهْ كَرِ بِيَشِ جَبْ بَزْرُكِي وَدِي اِنَّهُ تَعَالَى لَهْ اَدَمُ كُو فَرَشْتُو كِي سَجْدُوْنِ اَوْ جَنَّتِ مِيْنِ بَحِيْجِيْنَهْ سَهْ تُو اَدَمَ لَهْ بِلْنَهْ دِلِ مِيْنِ كَمَا كَرِ مِيْنِ بَهْرِيْنِ مَخْلُوْقِ كَا هُوْنِ پَسِ نَدَا كِي اَنْكُو خُذَا عَزَّ وَجَلَّ لَهْ كَرِ اَدَمَ اِنْسَارُ رُحَا اُو رِيْرِي سَاقِ عَرَشِ كِي طَرَفِ نَظَرِ كَرِ پَسِ اَدَمَ لَهْ سَرُ مَظَايَا اُو رِ اَسْمِيْنِ لُكَمَا هُوَا يَا اِلَهَ الْاَلَا اَللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللَّهِ عَلِيٌّ وَاِيُّ اللَّهِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذَوْ جَنَّتِهِ فَاهْمَتُهُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدُ الشَّبَابِ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَقَالَ اَدَمُ يَا رَبِّ مِمَّنْ هُوَا فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَا اَعْرَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ وَهُمْ خَيْرُ مَنْكَ وَمِنْ جَمِيْعِ خَلْقِي وَكُلُوْا مِنْ مَا خَلَقْتُكُمْ وَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّاسَ وَلَا السَّمَاءَ وَلَا الْاَرْضَ يَا اَدَمُ اِنَّ سَطْرُ الْيَهُمِّ بِعَيْنِ الْحَسَدِ فَاجْرِجْكَ عَنْ جَوَارِي فَظَلَّ الْيَهُمِّ بِعَيْنِ الْحَسَدِ فَسَلَطَ عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ حَتَّى اَكَلَ عَنِ الشَّجَرَةِ اَلَّتِي نَهَى اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا تَرْجُمَهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللَّهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ الدَّاسِرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ



اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہان کی عورتوں کی اور حسن اور حسین سرور جو جنوں اہل جنت کے  
 سوا کما آدم نے اسے میرے پردہ و گاریہ کون گروہین فرمایا اللہ عزوجل نے یہ مہین تو میری اولاد سے مگر مجھے  
 بہترین اور تمام مخلوق سے اگر یہ نہ ہوتے زمین ٹکڑی پیدا کرتا اور نہ جنت اور دوزخ اور آسمان و زمین کو  
 پس خبردار انکی طرف حسد کی نظر سے نہ لکھنا نین ٹکڑی اپنے پڑوس سے نکال دوں گا لیکن آدم نے نظر حسد  
 سے انکو دیکھا سو اللہ تعالیٰ نے آدم پر شیطان کو مسلط کیا یہاں تک کہ انھوں نے کھالیا وہ درخت جبکہ اللہ تعالیٰ  
 نے منع کیا تھا و ایضا روی بن بابویہ فی معانی الاخبار عن الفضل ابن عمر عن ابی عبد اللہ  
 قال لما أَسْكَنَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ وَوَجَّهًا الْجَنَّةَ قَالَ لَهُمَا كَلَّا مِنْهَا رَعْدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا  
 هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ فَنَظَرَ إِلَى مَنْزِلَةِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالحَسَنِ  
 وَالحُسَيْنِ وَالْآثِمَةَ مِنْ بَعْدِهِمْ فَوَجَّهًا مَا أَشْرَفَ الْمَنَازِلِ مِنْ مَنَازِلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَبَّنَا  
 لِمَنْ هَذِهِ الْمَنْزِلَةُ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ارْفَعُوا رُؤُوسَكُمْ إِلَى سَاقِ عَرْشِي فَتَرَوْهُمُ وَسَهْمًا  
 فَوَجَّهًا أَسْمَاءَ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالحَسَنَ وَالحُسَيْنَ وَالْآثِمَةَ مَكْنُوبَةً عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ  
 بِمُؤَدِّ مِنْ نُورٍ لَا يَبْغَا رَجُلٌ حَبْلًا لَهُ فَقَالَ يَا رَبَّنَا مَا أَكْرَمَ هَذِهِ الْمَنْزِلَةَ عَلَيْكَ وَمَا أَحَبَّهُمْ  
 إِلَيْكَ وَمَا أَشْرَفَهُمْ لَدَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ لَوْ كَانَتْ هُمْ مَا خَلَقْتُكُمْ أَهْلًا عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ  
 أَمْنًا عَلَى سِتْرِي يَا كَمَا إِنَّ نَظَرَ إِلَيْهِمْ بِعَيْنِ الْحَسَدِ وَيَمْنًا مَنْزِلَتُهُمْ عِنْدِي وَحَبْلُهُمْ  
 مِنْ كَرَامَتِي فَقَدْ دَخَلَ مِنْ ذَلِكَ فِي تَهْنِئَةٍ وَعِصْيَانِي فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ فَوَسَّسَ إِلَيْهِمَا  
 الشَّيْطَانُ نَذْلَهُمَا بِمُؤَدِّ وَحَبْلَهُمَا عَلَى كَعْبَتِي مَنْزِلَتُهُمْ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ بِعَيْنِ الْحَسَدِ فَخَذَّ لَا  
 لِذَلِكَ مَرَّةً وَجَمَّةً وَرَبِّهِ رَوَايَتِ ابْنِ أَبِي بَابُورٍ فِي مَعَانِي الْأَخْبَارِ مِنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ أَوْ سَنَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
 كَمَا جَبَّ رَكْعَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَآدَمَ وَأَوَّلِي زَوْجِهِ كُوجَنَتِ مِينَ كَمَا دُونُونِ سَ كَمَا وَجَنَتِ مِينَ جَوَ كُوجَنَتِ جَاوِ  
 بَغْرَاغَتِ مَگر اِس درخت کے پاس نہ جاتو اگر جاؤ گے تو ظالموں سے ہو گے پھر نظر کی دوزخوں محمد اور علی اور  
 فاطمہ اور حسن اور حسین اور اماموں کے مقاموں کی طرف وہ امام جو بعد انکے ہو گے سود و وزن سے اولی  
 مقامات کو بہترین مقامات سے پایا جو اہل جنت کے واسطے تھے پس کما دوزخوں نے اسے پردہ و گاریہ ہا رہے یہ  
 مقام کس کے واسطے ہیں تب فرمایا خدا عزوجل نے اپنا ذرا سر اٹھاؤ دوزخوں میرے ساق عرش کی طرف جو  
 اٹھایا انھوں نے سراپا جس دوزخوں نے نام محمد اور علی اور سوا انکے جو روایت میں مذکور ہیں پائے عرش پر

لکھا ہوا اور پاک پھر ہندو کا راجہ جلال سے پایا پس کہا اور بھاسا کس لیے طاسیہ مرحومہ نزدیک سے  
 محبوب ہیں مگر وہ شہجو اور طرح خرافت ہو اکی تیرے سامنے فرمایا خدا تیرا ہی ہے کہ یہ وہ ہیں کہ اگر یہ نہ ہوتے  
 تو میں تم کو پیدا نہ کرتا یہ گروہ خرافتی میرے علم کے ہیں اور امانت دار میرے بھید کے پس مجھے بچتے رہیو تم دونوں  
 اس بات میں کہ دیکھو انکو حسد کی آنکھ سے اور تمنا کرو انکے مرتبے کی میرے پاس ہے کہ تمکو ملے اور انکے مرتبے کی میرے  
 گرامی رکھنے سے انکو اسوقت میں داخل ہو گے اس سبب سے میرے منہ اور نافرمانی میں اور ہو گے ظالموں کے  
 پس دوسو سٹالا شیطان نے انکی طرف اور کھینچا فریب کی جانب اور آئادہ کیا انکو اس گروہ کے مقام کی تمنا پر اور  
 دیکھا انکی طرف بچپنم حسد پس مخدول ہوئے اس سبب سے اب عاقل کو ان دونوں خبر کے مضمون میں تامل کرنا چاہیے  
 کہ حضرت آدم کے حق میں کیسی امانت اور تحقیق ہو کس واسطے کہ حسد طلق مذمومات اور قبیاح سے ہر باتفاق تمامی  
 اہل مل و خل کے خصوصاً حسد کرنا بزرگوں لحد نیک بندوں خدا کا اور جملہ کیرہ گناہوں میں ایک بڑا گناہ کبیرہ ہے  
 سو ان سب کو حضرت آدم کی طرف نسبت کرتے ہیں خاص کر بعد بڑی تقیید اور تاکید حضرت جناب باری کے پس  
 انکے مذہبوں میں حضرت آدم اور ابلیس میں کچھ فرق نہیں ہو جو کچھ ابلیس نے آدم کے ساتھ کیا آدم اپنی اولاد  
 امجاد کے ساتھ عمل میں لائے بلکہ آدم کا کام ابلیس کے کام سے بھی بدتر ہوا کس واسطے کہ ابلیس کو آدم سے کچھ  
 علاقہ تھا اور آدم کو ان بزرگواروں سے علاقہ بدتری اور پسری کا تھا پس قطع رحم قریب لازم آیا اور اولاد پر  
 حسد کرنا ایسے پیغمبر سے کہ سب پیغمبروں سے اول و قبلہ فرشتوں کے اور رتھ و ملے جنت کے تھے ان سے منسوب  
 ہوا حال کچھ جکی فطرت خدا نے سلامت کی ہو ایسا امر کے بھی محالات عادیہ سے ہی چھ جائے کہ ایسے پیغمبر معاذ اللہ  
 من ذلک یہ معاملہ تو حضرت آدم کا امامیہ مذہب میں حق العباد میں ہو لیکن حق اللہ میں جو انکا معاملہ ہوا ان کے  
 نزدیک اسکو دوسری روایت سے بیان کرتے ہیں رسولی محمد بن القنار عن ابی جعفر قال اللہ  
 تعالیٰ لا آدم و ذریئہ اخرجہا من صلیہ الکت یر تکبہ و هذا محمد رسول اللہ و علیہ  
 امیر المؤمنین و اوصیائہ من بعدہ و کلا کما فی و ان الصمدی انتقم بہ من اعدائہ  
 و اکتب بہ طوعاً و کرہاً قالوا افرزنا و شہدنا و آدم لم یفر و لم یکن لہ عنہم علی کو قرار بہ  
 ترجمہ روایت کی محمد بن صفار نے ابی جعفر سے کہا اللہ تعالیٰ نے آدم اور انکی اولاد سے جو نکالے تھے انکے  
 پشت سے آیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں اور یہ محمد رسول خدا کا اور علی امیر المؤمنین اور وصی اسکے بعد  
 اسکے حاکم میرے حکم کے اور بیشک مدعی الایکام میرے دشمنوں سے اور میں عبارت کیا جاؤں گا بسبب اسکے

سے سب سے پہلے اقرار کیا اور گواہ ہو اور آدم نے اقرار کیا اور نہ انکا قصہ تھا اسکے اقرار پر جس  
 زمین صریح کفر حضرت آدم علیہ السلام کا اشد انواع کفر یہ جو کفر مجبور ہی لازم آیا اور کافر ٹھہرانا ایسے پیغمبر کو  
 کہ جسے حق تعالیٰ نے اپنے نام سے پیدا کیا ہو اور روح حاصل نہی ائین بھونکی ہو اور اسکے حق میں جھٹلایا ہو  
 اِنَّ اللّٰهَ اَصْلَحُ اَدَمَ یعنی اللہ نے برگزیدہ آدم کو اور ملائکوں سے اُسے سجدہ کرایا ہو کفر دین کی جان سے  
 دور ہو البتہ شریف مرتضیٰ کو کچھ حجت اسلام کی جوش میں آئی اپنی کتاب میں جسکا نام غرر دررہو الحاکم خرمشاق  
 سے کیا اور وضع اور اختراع کا حکم اس پر کیا کہ بنالی ہو اور اسے کالی ہو اسی سبب ابن صفار و شیخ نے  
 اُسکو دائرۃ ایمان سے نکالا ہے شکر خدا کا اور تعجب ہو اس فرقے سے کہ قرآن مجید کے نظم میں تامل نہیں کرتے اور  
 نہیں سوچتے کہ قرآن میں محض کھالینے ایک درخت کو محل عتاب آدم ٹھہرایا ہو کہ وہ بھی باتفاق اور اجماع گناہ  
 کبیرہ نہیں ہو اگر یہ امور جو انکی روایات میں ہیں واقع ہوئے ہوتے تو انھیں امور کو محل عتاب ٹھہراتے اور انھیں سے  
 خبردار کرتے تا ابو بکر غفرمناں انھیں کے بھی انکھیں ٹھلپا تین اور عبرت ہوتی اور اس قسم کے قبائح سے بچتے جیسے  
 کہ انکے اعتقاد میں ہیں اور یہ تو ایسا ہی کہ کسی شخص نے کسی شخص کے بیٹے کو مار ڈالا ہو اور اسکے عمدہ فرمان سے  
 انکا کیا ہو اور اسکے گھر کے درخت سے چند دانے میوے کے بے اجازت اُسکی توڑ کے کھالیے ہوں وہ شخص  
 غصے کے وقت میں اور سب گناہوں کو تو ایک کنارہ رکھے اور چھوڑ دے محض میوے کے دانے کھالینے پر شور  
 کرے اور اور باتوں کا اصلاً ذکر نہ کرے بس یہ بات باوجود عقل کامل کے برگزیدہ مقصود نہیں ہو اور ایک روایت  
 حرک عہد کی اور حضرت آدم پر امامیہ سے ہو کہ انکی کتابوں میں لکھی دیکھی گئی سَوٰی الصَّفَارِ الْمَذْكُوْرَةِ  
 تَوَلَّیْہِ تَعَالٰی وَلَمَّا عٰہِدْنَا اِلٰی اَدَمَ قَالَ عٰہِدَ اللّٰہُ اِلٰی اَدَمَ فِیْ حَمْدِہٖ وَاَلَا یُحْمَدُ مِنْ بَعْدِہٖ فَتَرَکَ  
 اَوَّلَہُمْ یُکْنٰہُ عَنْہُمْ اَنْہُمْ هٰکِنَ تَرْجُمَہُ روایت کی ہو صفار مذکور نے قول خداوند تعالیٰ میں یعنی وَلَقَدْ  
 اٰتٰہُمَا اِلٰہِی اَدَمَ مِّنْ کَمَلِہِ کَمَا تَحٰذٰہُمَا اِلٰہِی اَدَمَ کے محمد اور اماموں کی شان میں جو بعد محمد کے میں  
 پس ترک کیا آدم نے اور نہ تھا اُسکا قصد اس بات پر کہ یہ لوگ ایسے ہی ہیں اور اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ صفار ایک شخص  
 تھا علیج مجوس سے کہ اسکے دادا کا نام فرج تھا اور وہ آپ کو غلاموں موسیٰ بن عیسیٰ اشعری سے کہتا تھا بعد  
 اسلام بھی خباثت مجوس سنی اسکی اصل و نسل میں باقی رہی حدیہ کہ شیعہ بن کو چھپاتے تھے اور دلیل صریح  
 اس بات پر یہ ہے کہ ابن صفار وہ روایتیں اماموں سے لاتا ہے کہ وہ روایتیں درحقیقت خود اماموں کے حق میں  
 قبح کرتی ہیں جیسے کہ یہ خبر میں مذکور ہو میں کھواسے کہ یہود اور نصاریٰ اور مسلمان دونوں گروہوں کے طوائف

اور شریف لوگ حضرت ابوالبشر کی بزرگی اور کرامت اور بزرگی کی انکی ساری مخلوق پر جو خدا تعالیٰ نے ایک ہر ایک پر  
 واجام رکھتے ہیں اور جب ایسی روایتیں ہاموں سے جہاں میں پھیلائی گئی تمام لوگ انکی امامت کے حق ہونے کیا معنی  
 بلکہ انکی بی دہانت سے بد اعتقاد ہو جائیں گے اور نفرت کرینگے اور بڑی بلا اسلام میں پڑ جائے گی اور دعاؤں  
 کا رد و محسوس کے دونوں کی خوب پوری ہوگی لیکن خدا کا شکر ہو کہ اہل سنت انکے خباثت پر مطلع ہو گئے ہیں اور ہر پہن  
 انکی ایک ایک گراوین ہیں اور حریف کے پیٹھ پر اون کی طرح الگ کر دین میں مگر شیعوں کی شیطان نے راہی کر  
 کہ سپہ روان شیوخ گراہی کا کر کے انکے دین و ایمان کو مبنی روایات ان بدوینوں کا بنایا ہو اور انھوں نے اپنے  
 ایمان کو ان ابلیس ٹینوں کی راہ متابعت میں کھویا ہو وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ يَعْنِي جسکو اللہ  
 ہر کا تا ہو اسکا کوئی ہدایت کر نہوالا نہیں ہو عقیدہ ہر شتم کہ کسی نبی نے رسالت سے استغنا نہیں کیا  
 اور کوئی اولے حکم آئی میں عزیز نہیں لایا یہی مذہب اہل سنت کا ہو اما یہ کہتے ہیں کہ بعض الواعزم پیغمبروں سے  
 ایسے ہیں جنھوں نے رسالت سے معافی چاہی ہو اور سبیل و رٹالنے کی باتیں پیش کی ہیں اور مذر کیے ہیں کہ  
 انھیں سے ایک حضرت موسیٰ بن کہ جب تکو خدا سے تعالیٰ نے بذات خود دیو اسط کسی ور کے نافرمانی اور ارشاد  
 کیا کہ اَنْتَ الْقَوْمُ الظَّالِمِينَ کہ آ قوم ظالم قوم فرعون پر انھوں نے جواب میں کہا کہ مجبور اس کام سے معاف  
 رکھ اسواسطے کہ میں در تاجوں مجبور تھا بنائیں اور میں انکی قیل و قال سے ناراض ہوں اور میری زبان  
 بھی ہر کلاتی ہو اچھی طرح فقرہ مطلب کی نہیں کر سکتی اور میں انکا تقصیر وار بھی ہوں کہ ایک کو ان میں سے  
 مار ڈالا ہو ایسا سوا اسکے عوض میں مجبور مار ڈالیں پس ہارون کو کہ میرا بھائی ہو رسالت دے اور مجبور معاف کر  
 اور اس مصنوع کو قرآن کی آیتوں سے نکالتے ہیں در کلام آئی سے سمجھتے ہیں حال آنکہ رسالت سے معافی  
 چاہنے کے ضمن میں رد و حجاب کا ہو جس سے نافرمانی حکم خدا تعالیٰ کی لازم آتی ہو اور بے اطاعتی اور انبیاء اس  
 امر سے معصوم ہیں اور یہ کہ آیات قرآنی میں کوئی جگہ دستاویز تمسک کی نہیں ہو بلکہ وہی آیتیں عند التال  
 انکا انھیں کو الزام دیتی ہیں کہ سوا اسکے کہ کلام حضرت موسیٰ سے کہ مجبور اس رسالت سے معاف رکھ اور میرے  
 بدلے ہارون کو رسالت دے اصلاً قرآن کی آیتوں میں منقول نہیں ہو یہ سب خوش فہمی اس فقرہ فہم کی ہو البتہ  
 نکرذیب قوم فرعون اور یہ کہ میں ادوی رسالت کرنے نپاؤں پہلے ہی سے مجبور مار ڈالیں اور ونگنگی اور کوتاہ دہانی  
 اپنی بسبب ہر کلائے کے یہ ضروری بیان فرمائی ہو تو کبھی اس بیان سے مقصود معافی چاہنا اور محبت اٹھانا  
 نہ تھا بلکہ مدد چاہنا اطاعت حکم پر اور تمہید عذر طلب معین میں ہو اور یہ خود معین دلیل قبول رسالت کی ہو

جیسے بادشاہ کسی شخص کو کسی مہم پر تعین کرے اور وہ شخص اپنے رفیقوں کی قلت اور کمزورت و شکوت و تمنون کی بیان کرے یا صنف عال یا بسبب ل و مثال کے ذکر کرے بس غرض اسکی یہ ہوتی ہو کہ حضور بادشاہ کے اس کے ساتھ مساعدا ہو اور سردار عمدہ مع فوج شالیہ اس کے مددگار اس کے ساتھ معین کیے جائیں گے پس یہ کلام صریح قبول پر دلالت کرتا ہے اور رفع پر اور تفسیر میں اس آیت کی واجتعلیٰ و ذینا قمن اھلنا کھاؤن اھلی اشد ذیہ اذری و اشرکہ فی اھرنی مبہم وارد ہوا یعنی کرو میرے واسطے کوئی وزیر میرے کنبے سے ہارون میرا بھائی ہو اسی سے مضبوطا کرو میری پشت کو اور اسی کو شریک کرو میرے کام میں جس غرض انکی شریک کرنا اپنے بھائی کا تھا اور رسالت میں نہ اپنے اوپر سے مثال کے ہارون بڑا ناوا ایسے ہی ہیں آخاف ان یکلذہ یون و تارہون مجکو جھوٹا بنائیں اور آخاف ان یقتلون یعنی نہ تارہون کہ مجکو مار ڈالیں آری سب محض اس واسطے تھا کہ بلا کا دفع ہونا چاہتے تھے اور جانب خدا سے حفظ کا اپنے واسطے کھینچنا چاہتے تھے نہ دفع اس منصب عالی کا اپنی ذات سے خدا پناہ دے ایسی ہری سمجھو اور بدگمانی سے خصوصاً انہما کے حق میں اور وہ انہما کے رسولوں میں الوالعزم بن عقیدہ ہنسم یہ کہ مبعوث الی الخ کا فہم عنہما محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب تھے صلی اللہ علیہ وسلم یا جسد پر وزیر میں نہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب اور حضرت جبریل امین خدا کے ہیں وحی پر انہی طرف سے ان کے پاس وحی نہیں لائے اور کو رسالت میں خیانت نہیں کی اور سو و خطا سے بھی معصوم ہیں اس امور عظام میں بس اس رسالت میں بھی غلطی نہیں کی اور شہداء انکو واقع ہوا غرابیہ کہ سابق حال نکا بابل میں گزارنا مخالفت اس عقیدے کے ہیں اور جبریل کو لعنت کرتے ہیں ایسے موقع پر بصوص قرآنی اور اخبار ائمہ اہل بیت کے الانا واسطے ثبوت دعویٰ کے خالی سماجت و زشتی سے ہمیں ہو اور ایسے ساتھ یہ کہ جھگڑنے والے کو بھی ساکت نہیں کرتے ہیں کہ واسطے کہ جب تمت جبریل پر ہو قرآن اور فریعتین جو سب چیز اعتبار سے گر گئیں اور اہل بیت کو کیا وہ مخالفت منصفانہ وادیکہ کا انکو اٹنے شرف حاصل ہوا ہو کیونکہ کہیں گے ناچار اس موقع پر توریث و انجیل سے نقل لانا چاہیے کہ غرابیہ بھی اتنے معتقد پیش بندے جبریل کے نہیں ہیں کہ ان کتابوں میں بھی لعنت محمد کے درج کر دینے کا آخر مجکو اٹنے سو کار ہونے والا ہوا اور اگر یہ احتمال بھی پیدا کریں تو وحی حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی اکثر جو واسطے جبریل کے بھی تھی خصوصاً توریث کہ ایک دفعہ پیر بلا واسطہ کسی کے طور میں عنایت ہوئی تھی زبرجد کی تختیوں پر لکھی ہوئی کہ وہ ان دخل جبریل کا نہیں ہو سکتا تھا فی التورۃ

فِي السَّمَاءِ الرَّابِعِ مِنْهُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ هَاجَرَ تِلْكَ وَيَكُونُ مِنْ وَلَدِهَا مَنْ يَدْعُوهُ قَوْلُ الْحَنِيفِ  
 وَبَيْدَهُ الْجَمِيعُ مَبْسُوطًا إِلَيْهِ بِالْحُشُوعِ تَرْجُمَهُ تَوْرَتِ كَاجُو حَتَّى سَفَرُوا أَسْمِينَ بِكَ فَرَمَا اللَّهُ تَعَالَى  
 ابراہیم سے کہ بیشک ماجر سے اولاد ہوگی اور اسکی اولاد سے ایک شخص ہوگا کہ ہاتھ اسکا سبک ہاتھ سے  
 بالا ہو اور اسکی طرف سبکا ہاتھ عجز کا بڑھا ہوا ہو اور کتاب تورت کہ یہ عبارت جہین کی ہو یہود کے  
 پاس ہوا اہل اسلام کو اُس پر قابو نہیں ہونے جبریل کو اُس میں تصرف لَآنَ إِلَيْهِمْ كَانُوا يَمُودُونَ جَبْرِيلُ  
 یعنی یہود جبریل کو دشمن رکھتے ہیں اور ظاہر ہو کہ اولاد ماجر سے ایسا کوئی شخص جسکا ہاتھ سبک بالا  
 ہوا ہو اور اسکے ہم عصر عجز و زاری کے ساتھ اسکے حضور میں رجوع ہوئے ہوں کسی وقت میں اوقات  
 سولے محمد بن عبداللہ کے نہیں ہوا ہو اور علی بن ابی طالب یہ تو خلافاً فی الزمان من مغلوب اور غالب اور  
 مغضوب و مظلوم رہی اور جب نوبت انکے خلاف کی ہو پھر وہ خشوع کے معاویہ انکے ساتھ عمل میں لائے اور  
 اور باغی و خراج کچھ چھپا نہیں ہر فی السَّمَاءِ الْخَامِسِ مِنْهُ يَا مُوسَى إِنِّي مُقِيمٌ لِسِتِّ اِسْمَاعِيلَ  
 بَنِيَّاهُ مِنْ بَنِي آخِرِهِمْ وَآخِرِي قَوْلِي فِي قَبْلِهِ وَيَقُولُ لَهُمْ مَا أَمَرْتُ بِهِ تَرْجُمَهُ اور اسکے باخچین  
 سفر میں ہو کہ ای موسیٰ میں بنی اسماعیل میں ایک پیغمبر پیدا کروں گا اپنے گھر سے کہ روان کرے گا ان کو اور  
 روان کروں گا میں کلام اپنا اسکے منہ میں تاکہ اسے جو کچھ حکم کروں میں اسکو اور اس قسم کا نبی ضرور  
 بنی اسماعیل سے پیدا ہو اور علی بن ابی طالب نے کبھی مرا لکی نہ پونہ پانہ کلام خدا کا ان کے ذہن میں  
 آیا بلکہ خود پیغمبر وقت کے تابع رہے اور آپ کو شاگرد اُنکا جانا تا بس وہ بنی نہیں ہر مگر محمد بن عبداللہ  
 وَفِي الْاِنْجِيلِ وَفِي السَّحَابِ الرَّابِعِ عَشَرَ مِنْ اِنْجِيلِ يُوْحَنَّا اَنَا فَارَقْلِيْطَرُ وَرُوحُ الْقُدُسِ الَّذِي  
 يُرْسِلُهُ اِلَيَّ بِاسْمِي هُوَ يُعَلِّمُكُمْ وَيُنْعَلِكُمْ وَبِجَمِيعِ الْاَشْيَاءِ وَهُوَ يَدْكُرُكُمْ مَا قُلْتُهُ لَكُمْ تَرْجُمَهُ  
 اور انجیل میں ہی صحاح چودھویں میں یوحنا کے انجیل سے ایا فارقلیطر روح القدس وہ روح القدس  
 کہ بھیجتا ہو وہ اسکو پاس میرے نام پر وہ تعلیم کریگا تمکو اور خشیکہ تمکو سب چیزیں اور وہ یاد دلائیگا  
 تمکو جو کچھ میں نے کہا ہے وَفِي الْاِنْجِيلِ يُوْحَنَّا اَيْضًا فِي السَّحَابِ السَّادِسِ مِنْهُ اَلَيْكُمُ قَوْلُ لَكُمْ  
 اَلَا اَنْ حَقًّا وَبَقِيَّتًا اَنْ اِطْلَاقِي عَنْكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ فَاِنْ لَمْ اَنْطَلِقْ اِلَى اَبِي لَمْ يَأْتِكُمْ فَارَقْلِيْطَرُ  
 وَانِ اِطْلَقْتُ اَرْسَلْتُ بِهِ اِلَيْكُمْ فَاِذَا مَا جَاءَ هُوَ يُعْبِدُ اَهْلَ لَعَالِكُمْ وَيُؤَيِّدُ نِيْهُمْ وَيُؤَيِّدُهُمْ  
 وَيُؤَيِّدُهُمْ عَلَى الْخَطِيئَةِ وَالْبَرِّ وَمِنْهُ اَيْضًا اَنْ لِيْ كَلَامًا كَثِيرًا اُرِيدُ اَنْ اَقُولَهُ لَكُمْ وَلَكِنْ



فرد واحد میں ہو گئے تھے آسیہ واسطے وقت ظہور اس مای جناب کے ان صفتوں کو آپر منطبق بلکہ نہیں منحصر ہوا کہ  
تھوڑے سی اطاعت میں داخل ہوئے اور بعض نے وعدہ نصرت و امداد کا وقت پر مصمم کیا لیکن قضا و قدر نے  
پیش قدمی کی کہ وہ جماعت بنو زوق نصرت نہ آنے پایا تھا کہ دارالقرار کو چلے گئے اور پیدا ہونے کے وقت جو  
علامتیں ظہور میں آئیں اور باتیں کرنا پھر وں اور درختوں کا اندر خبر دینا کا ہنوں کا اور ہاتھوں کی آواز آوا  
چلا نا بتوں اور خیالین کا ایسے ہی وقت بنی ہوئے کے جو کچھ وقوع میں آیا سب سے جملہ احتمالات کو مسدود کیا پھر ظہور  
موجرون اور قبولیت دعاؤں اور امداد کا اور وہ نصرت جو پے درپے جناب آئی سے انگو اور انکی اتباع کو پہنچو  
رہی اور برکات اور انوار کہ اُسے عالم میں پھیلے اور باقی رہے سب دلیل انی انکی تخصیص کی ہوئی اور اس سب کو  
جانے دو احتمال غلط اور اشتباہ کا جبریل کے حق میں اسوقت وہم و خیال کیا جاتا کہ مدار ارسال وحی اور تعین  
موجی الیہ یعنی جسکی طرف وحی کی گئی محض صورت بنا دینے پر ہوتا اور اُس کے ساتھ میں ذکر نام و نشان و تعریفوں  
اور شمائ کا نہوتا اور خداوند تعالیٰ کچھ تبارک اس غلط اور آگاہی اس اشتباہ کا نہ کر سکتا جس پر سب شوق  
مہریتہ البطلان ہیں ظاہران و دلیلوں سے انکا عقیدہ باطل ہو اور اس کے ساتھ یہ بھی ہو کہ مشابہت صورت  
کی درمیان آنحضرت اور جناب میر کے بتواتر اخبار مجربین شیعہ اور غیر شیعہ سے کہ حلیہ و لون بزرگون کا روایت  
کیا ہو باطل و بے اصل ہو اگر غرابیہ اور زبابیہ بطریق خرافات کے اسکا ادعا کرین گوتے کی کائین کائین  
انکھی کی بھن بھن سے جو کسی کو پسند نہیں بلکہ مار کے اڑا دیتے ہیں زیادہ نہیں ہوگا عقیدہ و دھم یہ کہ  
حضرت خاتم النبیین ہیں کائناتی بھائی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو تمام فریق اسلامیہ اسی کے قائل ہیں  
لیکن چند فرقہ شیعہ سے جیسے خطابیہ سحر یہ منصور یہ استمافیہ مفضلہ سبعیہ کہ بر ملا مخالف اس عقیدے  
کے ہیں چنانچہ بابا دل حسین ذکر انکے مذاہب کا ہو گذرا اور امامیہ ہر چند بظاہر ختم نبوت کا اقرار کرتے  
ہیں لیکن در پردہ نبوت ائمہ کے قائل ہیں یا کہ ائمہ کو بہتر اور بزرگتر انبیا سے گنتے ہیں جیسا کہ اسی باب  
میں مفصل گذرا اور امر تحلیل و تحریم یعنی حلال و حرام ٹھہرانیکا کہ خلاصہ نبوت بلکہ بالاتر نبوت سے ہو سکی  
سہرگی بھی واسطے ائمہ کے ثابت کرتے ہیں اور معنی میں منکر ختم نبوت کے ہیں قلات کرتا ہو اسپر وہ قول کہ  
روایت کی اسکی حسین بن محمد بن جہور القمی نے نو اور میں عن محمد بن سنان عن جعفر قال کنت  
عندہ و اخرجتہ اختلافاً للقیعة فقال یا محمد ان الله تعالى لم يرزل مسفراً ماداً لوعده ان  
نمخلق محمد و علیاً و فاطمہ و الحسن و الحسین نمکتوا الف دھراً فخلق الاشیاء



وَأَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَاجْعَلِي طَاعَتَهُمْ عَلَيْهَا وَفَوْضَ أُمُورِهِمْ إِلَيْهِمْ بِحُلُوتِ  
مَا كَانَتْهُمْ وَيُخَيَّرُ مَنْ مَآئِشَاءُ تَرْجُمَهُ كَمَا كَانَتْ جَعْفَرُكَ بِاسْمِهَا پھر میں نے غیب سے باتیں شروع کر  
کیں اور ان کے اختلاف سے بس کہا امی محمد بن سنان بیشک خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی تنہا لوحِ حدایت پھر  
پیدا کیا مجھ اور علیٰ اور فاطمہ اور حسین کو پھر توقف کیا ہزاروں پھر پیدا کیا میں اور چیزیں اور دکھائی انکو  
پیدا بیش ان چیزوں کی اور جاری کی طاعت اس گروہ کی اور مخلوق کے کام انکے سپرد کیے جو چاہیں  
انپر حلال کریں جو چاہیں حرام کریں وَ مَا رَوَاهُ الْكَلْبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنِ الْمَيْثَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ سَمِعْتُ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى آدَبَ رَسُولَهُ حَتَّى قَوْمَهُ عَلَى مَا رَادَ نَحْمُ قَوْضَ إِلَيْهِ دِيَّةً  
فَقَالَ مَا أَنْكُرُ الرَّسُولَ لَعْنَدُوهُ وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَإِنَّهُوَ قَوْمًا قَوْضَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى رَسُولِهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَوْضَهُ إِلَيْنَا تَرْجُمَهُ اور وہ چیز کہ روایت کی اسکی کلینی نے محمد بن  
حسن المیثمی سے اور اسے ابی عبد اللہ سے کہا سنا میں نے کہ کہتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو  
ادب سکھا یا یا انکے کہ سنہا لانا کو جس طور پر کہ چاہا پھر انکو اپنا دین سپرد کیا اور فرمایا جو کچھ تمکو رسول کے  
اسکو لو اور جس سے باز رکھے اس سے باز رہو بس جو کچھ حوالے کیا خدا تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کو سب  
ہمارے حوالے کیا اور یہ دونوں روایتیں بنائی ہوئی اور جھوٹی ہیں اسواسطے کہ حسین بن محمد بن عیون نے  
روایت کرتا ہے اور حرا سئل کو زیادہ اپنی کتابوں میں لاتا ہے قَالَ لَتَجَايَنَنَّ ذَكَرَهُ أَصْحَابُنَا بِذَلِكَ  
یعنی غماشی نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب ابونحسین بن محمد کو اسی صفت پر موصوف کیا ہے اور محمد بن حسن میثمی  
مجموعہ سے ہے کہ یا ان نہیں رکھتا اسکا کیوں اعتبار کیا جائے اگر بیان اسکا اعتبار کریں تو اسکی تحسین یعنی  
خدا تعالیٰ کو صاحب جسم ٹھہرنے پر اعتبار کریں کہ یہ روایت بھی ائمہ ہی سے کرتا ہے اور تحسین کو بھی مان لیں  
اور حال یہ کہ اول تو پیغمبر ہی کو دین تفویض کر دینے میں کلام ہے سو رہے اور لوگ مذہب صحیح یہ ہے کہ  
تشریح پیغمبر کی سپرد نہیں ہوتی یعنی مخلوق میں خود راہین نکالنا کسواسطے کہ منصب پیغمبری منصب رسالت  
اور الٰہی گری ہونے نیابت اور نہ شرکت کا رضاءِ خدائی میں خدا تعالیٰ جو کچھ حرام و حلال فرماتا ہے پیغمبر  
اسکو پہنچاتا ہے اپنی طرف سے کچھ اختیار نہیں اور اگر امر دین پیغمبر کے سپرد ہوتا تو انکو عتاب کیوں ہوتا  
حال آنکہ بہت موقعوں پر مشافہہ بدر کے قیدیوں سے لینے اور تحریم مارہ بطیہ اور آؤن دینے منافقین  
تخلف غزوہ تبوک پر اور رسول کے انکے عتاب شدید واقع ہوا اور جو بعض جگہوں میں آنحضرت نے کسی

حکم کے اٹھانے بیان میں بتقریب سوال کسی سائل یا واقعہ کی فی الفور بے اشتراک روحی استثنایاً تخصیص فرمائی ہو  
 طے لاکہ لا ذخر فی شئ من شئنا کی ہوا جیسے بخبر عنک ولا یجوز عنک احد بکذلک فی شئ تخصیص کی ہی  
 یعنی نفایت کرتا ہی تجھے اور بعد تیرے کسی سے کفایت نہیں کرتا ہی یعنی نہ کہ ایک برس کی قربانی میں اور نہ مثلاً  
 لو قلت نغم لوجبت یعنی اگر میں نغم کہتا واجب ہو جاتی وہ اور قائلین بقول فیض کے انکے ساتھ و تاویز و مؤیدین  
 تو یہ حقیقت میں باب بقول فیض سے بہن نہیں بلکہ قبیل اجتہاد سے بہن کہ نوح فی العموم یا قیاس نفی کے طور پر استنباط  
 اس حکم کا فرماتے تھے اور تشفی سائل کی کرتے تھے اور اجتہاد نبی کا امت کے حق میں لازم کرنے والا اعلیٰ کا جو بس  
 اس قسم کی بقول فیض کا کہ قواعد کلیہ شرعیہ سے استنباط حکم کا کر کے فتویٰ دے کچھ ڈر نہیں ہو کہ تمام مجتہد اس میں  
 شریک ہیں اگر ہم مان لیں کہ پیغمبر کو بقول فیض امور دین کا واقع ہوا تھا جیسا کہ مذہب مرجع ہو تو ائمہ کو اس  
 منصب میں شریک کرنا خلاف اجماع کے ہو اور اگر یہ نہ ہوتا تو چاہیے تھا کہ جو روایتیں ائمہ سے ہیں اور جو پیغمبر سے  
 سب عمل میں برابر ہوئیں چاہیے چہر عمل کریں کس واسطے کہ ہر ایک ان میں سے صاحب شرع ہو اور اس صورت  
 میں جو روایتیں متعارضہ ہیں ان میں موافق کرنے کی حاجت نہ ہوتی اور ارتکاب تکلفات کا ان میں نہ کرنے یا یہ ہوتا کہ  
 جو روایتیں ائمہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں ان میں سے کسی پر عمل جائز نہ ہوتا کس واسطے کہ ہر ایک نے اپنے  
 مصلحت کسی قوم یا کسی شخص کسی زمانے کی رعایتیں کر کے تشریع کی ہو اور وہ مصالح امتیعی مستور ہیں تو  
 دوسری جگہ بھی موافق ان مصلحتوں کے احکام مختلف جاری کریں پس بیکاری احکام شرع کے لازم آئے  
 واللہ اعلم کلہا باطلہ عندنا ماصیۃ ایضاً فکلنا المذموم یعنی کل لوازم امامیہ کے نزدیک بھی  
 باطل ہیں پس واسطیج ملزوم اور یہ بھی ہو کہ اگر بقول فیض مردین کے پیغمبر اور امام کو سہوتی تو ضرور ان کو اجتہاد  
 کرنا چاہیے جو ان حکم میں توجہ کچھ اولیٰ اور ارجح ہو اسکو قرار دین اور حال یہ کہ شیعہ امامیہ کے نزدیک نبی اور  
 امام کو اجتہاد جائز نہیں ہو اور یہ بھی ہو کہ کل ائمہ روایت حلال و حرام کی اپنے آبا سے کرتے ہیں اور جب ائمہ  
 ہر منصب بقول فیض کا ہو تو روایت کی کوئی وجہ نہیں الحاصل یہ ایک اہل فاسد ہو کہ مستلزم بہت فسادوں کی  
 ہو اور اسکے ساتھ متضمن انکار ختم نبوت کی و حقیقت اور سب امامیہ اسکے قائل نہیں عقیدہ یا زوہم  
 یکہ معراج حق ہو اور مخصوص ہو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور کوئی شخص انکے معاصرے ملکوت  
 میں و آسمان کے دیکھنے میں شریک انکا نہ تھا بس یہی ہو مذہب اہل سنت کا ثابت ہو نصوص کتاب و  
 عزت سے قولہ تعالیٰ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَرَّایْ بِعَبْدٍ ہٰکِلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

پاک جو وہ کوئی کر لیکھا اپنے بندے کو مسجد حرام سے طرف مسجد اقصیٰ کے اور قول پر خدا بزرگ کا وَلَقَدْ سَأَلْنَا  
 نَزْلَةَ الْوَحْيِ لَقَدْ رَأَيْنَا آيَاتٍ سَيِّئَةٍ الْكَذَّبِيْنَ تَكُ اور قول عزت کے قصہ معراج کے بیان میں کتب امامیہ  
 میں حد تو اترو کو پونچھے ہیں اُنکا نقل کرنا موجب طوالت کا ہو اس عقیدے میں بھی اکثر فرقے شیعہ کے مخالفت  
 رکھتے ہیں اساماعیلیہ اور معتزلیہ اور ذمئہ اصل معراج کا انکار کرتے ہیں و شبہات فلسفیانہ اور استبعادات یعنی بعید  
 جانا نا عادیہ سرعت حرکت اور بھٹنے آسمان پر متسک کرتے ہیں لکھنو کو ایسی جلدی آئے جانے میں ہوئی اور کو فکر  
 آسمان پھٹ گئے اور حال یہ کہ نص قرآنی اسکے خلاف ناظر ہو لیکن حرکت کی سرعت تو بلیغیت کے تحت کے حق میں  
 کہ ایک لمحہ میں زمین سے شام میں پونچھا سورہ نمل میں مخصوص ہوا و مرجع ظاہر لیکن آسمان کا پھٹ جانا نا سہر  
 تو آیات بشارت مرجع دلالت کرتی ہیں تو کہ تعالیٰ اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ دونوں کے معنی  
 جس وقت کہ آسمان پھٹ جائیگا اور خرقی توجہ لازم آئے کہ آسمان کے دیوار سے نکلون اور نبوت دروازہ نکلا  
 کہ راہین چڑھنے اُترنے ملا نکلا اور ارواح کی ہیں آسمان میں تینوں مذہبوں کی جمع علیہ میں یعنی تینوں  
 مذہب کے متفق علیہ تہجد اصول اسلامیہ کا کیا کہنا اور منصوریہ خصوصیت معراج کا آنحضرت پر انکار کرتے  
 ہیں اور کہتے ہیں کہ ابو منصور عجمی نے اپنے جسم سمیت بیداری میں آسمان پر صعود کیا اور خدا سے باتیں کیں  
 اور دیکھا اور خدا نے تعالیٰ آئے اسکے سر پر ہاتھ پیرا کہ یہ پہلے باب میں گذرا اور یہ ابو منصور عجمی وہی گاسے کا  
 پچھڑہ جو جسکو حضرت جعفر علیہ السلام نے مرد و کر کے نکلوا دیا تھا اور جھوٹا ٹھہرایا تھا اسوقت سے اسنے  
 دعویٰ امامت کا کیا اور ہستان باندھے اور امامیہ اس مسئلے میں مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت امیر  
 معراج میں شریک تھے جناب پیغمبر کے ساتھ بعض کہتے ہیں جو کچھ حضرت نے عرش پر دیکھا حضرت امیر  
 نے زمین پر دیکھا سبحان اللہ جہاں جبریل جیسے مقرب کو گنجائش رفاقت کی نہ کسی بشر کی کیا طاقت  
 کہ وہ شریک منصب میں جناب کا ہو سکے اور اگر زمین میں دیکھنا جو کچھ عرش پر دیکھا ممکن ہوتا تو پیغمبر  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مفت شفقت اس سفر طویل کی کیوں دیتے معاذ اللہ شاید انکی بد بصیرت کو تو نہ دیتی تھی  
 یا عارضہ شب کو ریکھا تھا کہ یہ دور سے نہیں دیکھ سکتے تھے اور اس فرقے کا متسک روایت ابن بابویہ پر ہو  
 فِيْ كِتَابِ الْمَعْرَاجِ فِيْ خَبَرٍ طَوِيْلٍ اِنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيْ لَيْلَةِ الْمَعْرَاجِ فِي الْاَرْضِ وَلَكِنَّهُ سَأَلَ مِنْ  
 مَلَكُوتِ السَّمَاءِ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُمَهُ كِتَابُ الْمَعْرَاجِ فِيْ بَعْضِ خَبَرِ طَوِيْلٍ كے  
 بیشک شب معراج علی زمین میں تھے لیکن حال یہ ہو کہ دیکھا انھوں نے ملکوت آسمان سے جو کچھ دیکھا



کرنا اور جنت راحت بدن کی ہر تکلیفات شرمیہ سے آورد و رخ مشفقون کی تکلیفین اٹھانا اور غطا ہر پر عمل کرنا اور قراطمیہ و باطنیہ بھی اس قسم کے خرافات اور ہذیانات بہت رکھتے ہیں در غطا ہر کے عمل کے دشمن ہیں آسیہ اسطے انھوں نے حاجیوں کو حرم میں قتل کیا اور انکا مال لوٹا اور حجاز و کھود کے لے گئے اور اور خاک ریزوں خاک کو ذر پڑا دیا اور یہ سب مباح ہونے حرام اور حرام چیزوں کے قائل ہیں برقیہ اکثر انکار کرتے ہیں اور لعن کرتے ہیں در باطنیہ کہتے ہیں کہ صوم و صلوة اور حج و زکوٰۃ یہ سب خلفائے ثلاثہ نے پیدا کیے ہوئے ہیں در بنائے ہوئے اور روزے ماہ رمضان کے بدعت عمر کی ہی اور خطا یہ اور منصور یہ اور معمر یہ اور جناب یہ کہتے ہیں کہ فرائض مذکورہ شریعت میں ان مردوں کے نام ہیں جسکی دوستی کا ہلکوکم دیا ہوا اور محرمات نام ان مردوں کا ہو چنے دشمنی کا حکم ہوا ہو منصور یہ زرامیہ جنت کو امام سے تاویل کرتے ہیں اور دوزخ کو اُسکے دشمنوں سے جیسے ابو بکر اور عمر مسمیہ کہتے ہیں جنت نعم دینا اور دوزخ آلام دینا اور دنیا کو فنا نہیں ہوگی اور زماہ مطہج باللہ میں ان فرقوں کو باوصف ایسے شعور کے غلبہ اور خوب تسلط حاصل ہوا اور ایک عالم کو انھوں نے گمراہ کیا تو عاقلوں کو عبرت ہوا آخر خلف تیغ انتقام ترکوں چنگیزیہ کے ہوئے اور انکے ساتھ کیلے سوکھے بہت بل گئے قرۃ تالی و اتقوا فتنۃ لا تصیب بدن الذین ظلموا منکم خاصۃ عقیدہ سیز و ہم یہ کہ حق تعالیٰ نے بعد خاتم النبیین کے فرشتے گوسی پریم رسالت نہیں بھیجا اور وحی نازل نہیں ہوئی اگرچہ بغیر معائنہ اور مشاہدہ کے ہو بلکہ بحد و سماع و صوت کے آتایہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر کو یہ منصب تھا اور انکے پاس وحی آتی تھی اور فرق در میان وحی رسول اور وحی امیر کے یہ تھا کہ رسول فرشتے کو دیکھتے تھے امیر آواز انکی سنتے تھے صورت نہیں دیکھتے تھے و وحی الکلینی فی کافی عن الشیخ ابی علی بن ابی طالب کان محمد نیا و هو الذی یُرسل اللہ الیکہ الملائکۃ فی کل مہ و یسمیہ الصوۃ و لا یزعمی الصوۃ ترجمہ روایت کی کلینی نے کافی میں سجاد بیشک علی ابن ابی طالب تھے محدث اور محدث وہ شخص ہو کہ خدائے تعالیٰ اُسکے پاس فرشتہ بھیجتا ہو پس کلام کرتا ہو وہ اُس سے اور وہ سنتا ہو آواز مگر صورت نہیں دیکھتا اور یہ سب اس قوم کی جھوٹ اور بتان بندی سے ہو اور اسکے ساتھ دوسری روایتوں کے مناقض جو ائمہ سے انکی کتابوں میں موجود ہیں آئین سے یہ کہ حضرت پیغمبر نے فرمایا ایہا الناس لکم نبی بعدی من النبۃ و لا المبعثرات یعنی امی لوگو میرے بعد نبوت باقی نہیں ہو مگر مبشرات آزا بخلہ یہ کہ باری تعالیٰ نے ایک کتاب نازل کی جسپر سونے کی

مہرین کی تعین پیغمبر پر اور آپ نے جناب امیر کو پوچھا ہے اور امیر نے حضرت امام حسن اور علیہ السلام ہی مہدی  
 ملک اور ہر سابق لاجن کو وصیت کرنا ہر ایک ایک مہر کو اسکی چٹرائے اور اس کے مضمون پر عمل کرے جس  
 علم انہ کا دہی کتاب جو اب خیال کرو جیسا حال ہو تو حاجت فرشتہ بھیجے اور آواز سنوئے کی کیوں پڑے  
 اور بحث کا رضاء آئی میں محال ہو اور ایک گروہ امامیہ سے اوامہ مصحف فاطمہ کا کرتے ہیں اور کہتے ہیں  
 کہ بعد رحلت جناب پیغمبر کے حضرت زہرا کو وحی آتی تھی کہ اسکو حضرت امیر نے جمع کر کے مصحف فاطمہ رکھا  
 تھا اور اکثر وقایع آیت اور فتون اس امت کے آئین مذکور ہیں اور امام اُمّی مصحف کی رو سے غیب کی  
 خبر دہر مطلع ہوتے تھے اور ہوتے ہیں اور فراریہ جو شدید سے ہیں اور عادی کا طرف مختار ثقفی کے جسکا حال  
 باب اول میں گذرا کرتے ہیں اور سبعیہ اسماعیلیہ سے اور مفسدہ اور مغیرہ اور بکلیہ صریحا مدعی نبوت اور  
 نزول ہونے وحی کے اپنے پیشواؤں پر ہیں جیسا کہ باب اول میں گذرا عقیدہ چہارم یہ کہ کلیضین شریعہ  
 بعد وفات پیغمبر کے مرتفع ہوئیں اور نہ ننگی عمر یہ اور منصور یہ اور حمیرہ فرقون اسماعیلیہ سے جمیع کلیضات  
 شرعی کا اسقاط تجویز کرتے ہیں بلکہ امام وقت کے چنانچہ ابو الخطاب نے کہ اسکا نام سمر ہر تامل کلیضات  
 کو اپنے تابعین سے اسقاط کیا اور تاملی محرمات کو حلال کر دیا اور ترک فرائض کا حکم کیا اور منصور کہتے ہیں  
 کہ جو کوئی امام وقت سے ملاقی ہو اُس سے ساری کلیضین ساقط ہو جاتی ہیں خود بخود جو چاہے کرتا رہے  
 کسواسطے کہ جنت عبارت امام سے ہو اور جب جنت کو پہونچ جاتا ہو کوئی تکلیف باقی نہیں رہتی اور  
 حمیرہ کہتے ہیں کہ حکم شریعت کا موقوف بحجہ وقت ہو یعنی امام وقت اسقاط تکلیف اور کمی بیشی کرنا سب  
 اُس کے ماتحتین جو حسن بن ہادی بن برار بن سنفر کہ ہجرت سے بائچون قرن یعنی صدی میں گذرا ہو اسکو  
 حجت وقت ہانتے تھے اُس نے اسقاط تکلیف شرعیہ کہ مصلحت وقت ہاں کہ سب محرمات اور حرام چیز دن کو  
 حلال کر دیا اور فرائض کو ترک کر دیا عقیدہ پانزدہم یہ کہ امام کو نہیں پہونچتا ہو کہ کوئی احکام شرعیہ  
 کو رد و تبدیل کرے آشنا عشرہ بلکہ تمام امامیہ اور حمیرہ کی یہ راہ ہو کہ امام جمیع احکام کو منسوخ کر سکتا ہو اور  
 یہ عقیدہ انکاخات ظاہر عقل کے ہو کسواسطے کہ امام پیغمبر کا نائب ہو احکام شریعت کے رواج دینے اور  
 سکھانے میں اسکو اگر تغیر تبدیل احکام میں دخل ہو تو مناقض اور مخالف پیغمبر کے ہو وہ نائب اسکا کیونکر  
 ہو گا اور ظاہر ہے کہ امام بلکہ نبی شایع نہیں ہو بحقیقہ شایع حقتعالی ہو قول تعالیٰ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ  
 مَا وَصَّ بِهِ نُوْحًا اِلٰہِ وَكُلَّ جَنَّاتٍ مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَا جَاہًا جَاہًا لِّكُلِّ لَوْكُنْ كَسَبَ مِنْ كُنْ اَنْبِیَیْ عَمَلٍ

حاجز کو حرام ٹھہرایا اور کھانے کی چیزوں کو اور دینیہ کو حلال ٹھہرایا اور مثال کے عام طور پر کہ اور لوگ بھی اس میں شامل ہیں عتاب قرآن مجید میں وارد ہیں بالخصوص جس جب نبی کو آپ ہی آپ کسی حکم کا نسخ نہیں پہنچتا ہو تو امام کو یہ منصب کیونکر حاصل ہو سکتا ہو کہ گویا خدائی میں شرکت ہو نہ نہایت نبوت میں ورتسک اثنا عشر کا بھی اس مقدمے میں ان چند روایت پر ہو کہ اختراع اور ہتھان نمہ پر کیا ہے **سُئِلَ عَنْ رَأْيِ مُحَمَّدِ بْنِ بَابُوْنٍ الْقُمِّيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَخْبَانُ الْكَافِرِ وَأَجْرُ الْكَافِرِ فِي الْكَافِرِ كَمَا يَخْلُقُ الْإِنْسَانَ بِالْأَعْيُنِ عَامَّةً فَلَوْ قَدْ قَامَ قَائِمٌ أَهْلُ الْبَيْتِ وَرِثَ الْآخِرَ مِنَ الَّذِينَ أَخْبَانَهُمَا فِي الْكَافِرِ وَلَكِنْ يُورِثُ الْآخِرَ مِنَ الْكَافِرِ أُولَئِكَ أُولَئِكَ** اسی سے جو دور روایت کہ روایت می محمد بابویہ قمی نے ابی عبد اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ نے بروز ازل عقد برادری کا ارواحون کے درمیان میں باندھا دو ہزار برس پہلے اجسام پیدا کر کے سے کہ اگر کوئی حاکم پیدا ہوا اہل بیت سے وارث کرے بھائی کو ان شخصوں سے کہ عقد برادری ہوا جو دونوں کا روز ازل میں اور وارث نہ کرے بھائی کو کہ ولادت سے ہو صحیح دلیل اس روایت کی کذب پر یہ ہو کہ تکالیف شریعہ جب عام لوگوں پر ہیں تو چاہیے یہ کہ علامات ظاہری اور امور جبلی سے لپٹے ہوئے ہوں جیسے تولد اور نکاح اور قربت کہ علم بشری اسکے دریافت میں پہنچ سکے اور برادری ازلی کہ یہ معیت معین کے ساتھ ہو اور مکان اسکا امان ہو اور تعداد ان اخوان کی کہ کتنے ہیں اور مراتب انکی برادری میں کہ موافق اسکے بعض پر بعض کی ترجیح کیجائے اور ضعیف کو قوی سے محبوب کر سکیں کتنی ہی وجہیں ہوں مگر کسی وجہ سے عقل نہیں پاسکتی ورنہ اصل امام کی ہر فرد میں ڈھونڈھنا دشوار پس معاملہ میراث کا بیکار ہو جائے مال لوگوں کے بیت المال میں ضبط ہوں

### باب ہفتم در امامت

جانتا چاہیے کہ اول مسائل خلافیہ اسباب کے یہ ہیں کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ مکلفین کے ذمے واجب ہو کہ کسی شخص کو اپنے بیچ میں سے رئیس کریں اور انکی پیروی ان باتوں میں جو موافق شرع کے ہیں لازم جانیں اور اسکے امور مشرورہ میں مدد و معاون رہیں کہ واسطہ کہ انسان کی جبلی بات ہو کہ ہر فرقہ کے لوگ اپنے واسطے ایک رئیس مقرر کرتے ہیں لیکن شارع نے اوصاف رئیس کے اور شرطیں اور لوازم اسکے بیان کیے اس واسطے کہ جب نصب رئیس کا مطابق ان شرائط اور لوازم کے واقع ہوگا تو بے اغظامی و فساد ریاست سے محفوظ رہیں گے اور یہی آئین شریعت کا ہو کہ امور جلیلیہ انسان میں تعین و تخصیص کو

اپنے ذمے نہیں لیتے اور اسکے متصدی نہیں ہوتے بلکہ پوری پوری وجہ سے اوصاف شرائط اور لوازم ان امور کے تجسے صلاح عالم اور حفظ انتظام ہوسکے بیان کر دیتے ہیں اور تعین و تخصیص کو صا حبا متعین کی عقل کے حوالے کر دیتے ہیں خواہ وہ ایک آدمی ہو خواہ ایک جماعت ہو مثلاً نکاح کے امر میں اوصاف منکوحہ کے ایسے ایسے ہونا چاہیے اور شرائط نکاح کے کہ شہادت اور کفارت اور عمر اور ولایت ہر اور لوازم اس عقد کے کہ نان و نفقہ اور رہنے کی جگہ اور امور دین بیان فرمائی ہیں اور اس سے کچھ تعرض نہیں کیا کہ منکوحات کا تعین فرمایا ہو کہ فلان عورت فلان مرد سے اور فلان مرد فلان عورت سے نکاح کرے علیٰ ہذا القیاس تمامی معاملات بلکہ معاملات دین میں فرمایا ہو فاسئلوا اهلک الذکر ان کنتم کا تعلمون یعنی پوچھ لو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے ہو اور تعین مجتہدین اور علما کا کیا ہے یا ان اگر کسی کو حضور پیغمبر میں قابلیت ریاست کبریٰ کی یا منصب فتویٰ اور اجتہاد کا حاصل ہو اور پیغمبر کو بطریق وحی یا از روئے فرست اور تنبیح کے قرینے حصول سننات کے معلوم ہوئے اور اس مرتبے میں استحقاق اُسکا بیان فرمایا تو علیٰ نور ہوا جیسا کہ خلفائے اربعہ اور بعض صحابہ کے حق میں واقع ہوا اور امامیہ کہتے ہیں کہ عام کے واسطے رئیس مقرر کرنا ذمے خدا کے واجب ہے حال آنکہ انبیاء میں گزرا کہ واجب ہونا کسی چیز کا ذمے خدا کے محض مجبئی ہے بلکہ کسی چیز کو اُسپر واجب کرنا خلاف شان الوہیت اور ربوبیت کے ہے اور مکلفین کے کام یعنی قائم کرنا حدود و اور جہاد اعدا کا اور درستی لشکروں کی اور بانٹنا غنیمتوں کا اور خمس کا اور جاری کرنا احکام کا اور اس کے سب متعلق رئیس عام سے ہے پس چاہیے کہ نصب کرنا مکلفین پر واجب ہو کہ واسطے کہ مقدمہ اُسپر واجب ہوتا ہے جس کے ذمے واجب ہونہ دوسرے پر مثلاً و فتوا اور ستر عورت اور استقبال قبلے کا اور پاکیزہ ہونا کپڑوں کا اور جگہ کا سب ذمے نمازی کے ہے نہ ذمے خدا کے پس نصب کرنا امام کا کہ بہت سے واجبات کا مقدمہ ہے اور وہ واجبات سب مکلفین کے ذمے ہیں نہ مکلفین کے واجب ہو گا نہ ذمے خدا کے بلکہ تباہ غور کرنے سے معلوم کر سکتے ہیں کہ نصب امام کا حاجب خدا سے بہت سے مفاسد پر متضمن ہے کہ واسطے رائیں مخلوق کی مختلف اور خواہشیں کئے نفوس کی جدا جدا پس تعین ایک شخص بلکہ چند شخص کا تمام عالم کے واسطے ہر زمانے بقایا دنیائیں سبب و موجب فتنے اٹھانے اور کثرت ہرج مرج اور بیکاری اور امامت اور غلبہ متغلبین اور خمول و رفقہ ان اشتغال بلکہ معرض ہلاکت ہیں انکا دانا اور ہمیشہ خائف اور محتفی ہونے ان لوگوں کا ہے چنانچہ جن لوگوں کے



حق میں یہ لوگ اعتقاد امت کا رکھتے ہیں انکے حق میں اسی قسم کا معاملہ واقع ہوا جس نصبامام کو لطف  
 کہنا اور خدا کے ذمے واجب جاننا ایسی بات ہو کہ عقل سرسری انکو یقین نہیں کرتی اور بعد امل کے تجویز  
 نہیں کرتی اور اگر نصبامام کا لطف ہو تو اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہو کہ امام کے واسطے تائید اور انکار و طلبہ  
 اور ذلت مخالفین اور معاندین کی بھی ہمراہ ہو تب تک تو جو مفاسد کہ مذکور ہوئے سب دست بگریبان ہیں اور  
 جواب تائید اور انکار ہرگز نہیں ہو لطف ہونا صریح مخالف عقل کے ہو اور جو بعض علماء امامی نے اس بات کے  
 جواب میں کہا ہو کہ وجود امام کا ایک لطف ہو اور نصرت انکی اور نصرت دنیا انکو دوسرا لطف ہو اور نصرت  
 ہونا انکہ کا بسبب فساد لوگوں کے ہو کہ انہ کو اس مرتبہ میں ڈرتے دھمکاتے تھے کہ انھوں نے جان کے  
 خوف سے امت سے کنارہ کیا تا آنکہ رفتہ رفتہ امام وقت نے غیبت کبریٰ اختیار کی ایسی کہ اسکا نام ہی ہو  
 کہ میں نشان ظاہر نہیں اور جب مدعا کے بندوں نے بسبب اپنی بد اختیار می کے ترک کی ہو تو خدا کے ذمے کوئی  
 قیامت لازم آتی ہو اور چھپنا اور نہایت سنت و طریقہ انبیاء و اوصیاء کا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی غار  
 میں کفاس کے خوف سے چھپے تھے اس جواب میں سراسر غفلت اور سہم پوشی ہو ان باتوں سے جو اعتراض میں  
 اخذ کیے گئے ہیں اس واسطے کہ معترف تو کہنا ہو کہ وجود امام کا بشرط نصرت اور نصرت کے لطف ہو اور بدون نصرت  
 و نصرت کے بڑے بڑے فساد کبیر پر مستقمن تو اب جواب دینے والے کے ذمے یہ ہو کہ ان مفاسد کو دفع کرے  
 نہیں تو ہرزہ سرا کی کرنا ہو اور اس جواب میں دفع مفاسد سے مطلق غرض نہیں کہی اور یہ جو جواب  
 دینے والے نے کہا کہ بندوں نے انکی نصرت ترک کی ہو یہ بھی غیر مسلم ہو کہ واسطے کہ کسی شخص نے اہل سنت اور شیعوں  
 کے مورخوں سے خصوصاً تزیہ اور واقفہ اور ناوسیہ اور اقطبیہ نے نہیں لکھا اور ذکر نہیں کیا کہ کسی پادشاہوں  
 اور سلاطین سے امام وقت کو ڈرایا ہو اور نیز وہ ڈرانا کہ جس سے امام وقت چھپ جائے مار ڈالنے سے ڈرانا ہو  
 سو ائمہ کے حق میں یہ بھی موجب چھپ رہنے بلکہ سبب خون کا نہیں اس واسطے کہ ائمہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں  
 اور جب موت انکے اختیار میں ہو تو پھر مار ڈالنے کے خوف کی کوئی وجہ نہیں چنانچہ یہ قاعدہ کلینی نے کافی میں  
 بہت روایتوں سے ثابت کیا ہو اور اسکے واسطے ایک باب علیحدہ کا نکٹھا ہو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ائمہ بغیر حکم  
 اسی کے کچھ نہیں کرتے ہیں بس ضرور ہو کہ انکا چھپنا بھی امر الہی سے ہو گا اور جب اختفا امر الہی سے ہو  
 اور وہ بھی ہزار برس کو پونہ سچا اور مدین کا ان اس حدود ہم ہم ہو کہ ہرگز اصلاح پذیر نہ ہو پھر لطف کی  
 کیا گنجائش آج یہ بھی ہم کہیں گے کہ اگر انکو اختفا یعنی چھپ جانا امر الہی کے ساتھ واجب ہو تو جو انبیاء

اور کیا کہ معفی اور پوشیدہ نہ ہوئے وہ تارک واجب کے ہوئے جیسے حضرت زکریا اور یحییٰ اور امام حسین علیہم السلام کہ معاذ اللہ من ذلک اور اگر واجب نہ ہو بلکہ مندوب یا مباح ہو تو لازم آتا ہو کہ جو اگر وہ پوشیدہ ہو گئے اور چھپ رہے انھوں نے مندوب و مباح کے واسطے ترک واجب کا کیا کہ وہ تبلیغ احکام اور اقامت دین ہو تو یہ پہلے سے بھی بدتر ہو اور اگر یہ کہیں کہ حکم الہی مختلف آئے تارکوں کے حق میں بطریق مذنب یا اباحت کے اور چھپنے والوں کے حق میں وجوب اور فرضیت کے تو لازم آئے کہ حق تعالیٰ نے ترک اصل کیا وہ فرضوں سے ایک کے حق میں سو یہ بھی باطل ہر شیعہ کے نزدیک و یہ بھی ہم کہیں گے کہ چھپ جانا اگر خوف قتل سے ہو تو قتل موجب خون کا ائمہ کے حق میں نہیں ہوتا ہر اس واسطے کہ اوپر گذرا اَنِّ لَکَ اَمَّةٌ یَعْمُوْنُوْنَ بِاِخْتِیَارٍ ہَمَّ یعنی امام اپنے اختیار سے مرستے ہیں اور اگر سبب یا بدن کے ہو تو لازم آتا ہو کہ ائمہ نے عبادت مجاہدہ اور صبر و مشقت سے جس کا اجر بہت بڑا اور عظیم ہو کر یہی اس واسطے کہ اذیت و مشقت خدا کی راہ میں اٹھانا بڑا اجر رکھتا ہو اور مجاہدین کے بڑے بڑے درجے مسلم الثبوت ہیں نہ کہ ائمہ کہ جلد بندگان خدایہ سے بزرگتر ہیں عبادت بھی انکی سب آدمیوں سے ہر مقدسے میں اعلیٰ اور کاملتر خصوصاً صاحب الزمان کے چھپ جانے کی تو اصلاً کوئی وجہ نہیں کہ اس واسطے کہ وہ یقین جانتا ہو کہ میں جب تک حضرت عیسیٰ میں مریم آسمان سے نہیں اترتے زندہ ہوں محکوم کوئی شخص نہیں مار سکتا اور میں مالک شرق و غرب زمین کا ہوں گا پھر کس سبب سے طعن و تشنیع اور ڈر لے اور جھٹلانے مخالفوں سے ڈرتا ہو اور کیوں نہیں بڑا دعوت کرتا ہو تو انکی ایذا کی مشقت اٹھائے اور کیوں اگلے اماموں کی مخالفت کرتا ہو خصوصاً امام حسین صابر کی کہ اُنکو ظالمون فاجروں نے حد سے زیادہ ڈرایا بلکہ نوبت قتل و خون کی پہنچائی وہ نہ دے اَمَّا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ جہالائے یعنی حکم کیا معروف کے ساتھ اور منع کیا بدی سے حال آنکہ اُنکو نہ اپنا طول عمر معلوم تھا نہ اپنا تسلط معلوم تھا محض ادا کرنا واجب کا اور خوشنودی خدا کی ڈھونڈنا تھا کہ بدن در مال و زنا موس سبب پناہ خدا میں شمار کر دیا اور جو کچھ شریف مرتضیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیاء والائمہ میں ان باتوں کے قیام پر کہ بہت قریب بعقل ہیں آگاہ ہو کر کہا ہو کہ صاحب زمان اور اسکے آباءے کرام میں فرق ہو کہ اس صاحب زمان کی طرف اشارہ اس بات کا ہو کہ وہ ہمدی قائم ہو اور صاحب سیف و سنان اور قہر کرنے والا اعدا پر اور بلا لینے والا مخالفین سے اور ان کے ملک و دولت کو کھودینے والا پس اسکو یہ خوف ایسا ہو کہ یہ خوف اور روں کو نہ تھا یہ قول اسکا ایسا ہی جیسے دیوانوں کا کہنا اور خرافات و اہیوں کی اس واسطے کہ اسکو جواب دے

اپنے ارے جانیکا خوف نہیں چنانچہ کسی باریہ بات گذری اور انکو خوب معلوم ہو کہ محکو کوئی نہیں بار سکیگا اور میں ملاقات عیسیٰ بن مریم کی کرونگا اور میں اُنکی نماز کی امامت کرونگا اور دجال سے لڑونگا اور لوگوں کو خدا کی عبادت میں طوعاً اور کرہاً جھکاؤنگا اور واجبی بدلا اپنے دشمنوں اور اپنے بہلائیے لونگا بعد اس سے خود بخود حقت الالف سے مردنگا یعنی اپنی موت پس اتنی موجبات امن و اطمینان کو خیال میں نہیں لاتا ہی اور باعث خوف کے کہ موہوم ہیں پیش نظر کیے ہوئے ہو حال آنکہ وہ بواعث بھی خلاف واقع ہیں کسواسطے کہ صاحب الزمان کو کہ امام ہو البتہ علم مآکان و مآیکون کا حاصل ہوگا یعنی جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہو گا اور اقل یہ کہ اس غیبت میں کسی کی زبان سے جو شیعہ سے اُسکے پاس پہونچتا ہو سنا ہو گا کہ جو اُسکے مخالف ہیں اُسکے مہدی بن کو ہزار برس سے قبل بلکہ زیادہ اس سے ہرگز نہیں مانیں گے کسواسطے کہ مخالفوں کے نزدیک یہ مانی ہوئی باتوں سے جو کہ طور آیات قیامت کا بارہ سے ہجری گذر جانے کے بعد ہو گا بعد اس کے علامتیں قیامت کی شروع ہونگی اور مخالفین کہتے ہیں کہ مہدی شروع صدی میں ظہور کرے گا نہ اوسط میں نہ قریب خراج عیسیٰ بن مریم کے نہ فاصلے کے ساتھ اور اُسکے سر پر ابر کا سایہ ہو گا نہ مردابہ سر میں رکا کا اور اُسکے خروج کی جگہ حرم شریف کہ نہ سرمن راسے اور چالیس برس کی عمر میں دعویٰ امامت کا کرے گا نہ حالت لڑکپن اور بڑھاپے میں جس اگر آیات و علامات میں خلاف کر کے مکل آئے اور کسی وقت میں اوقات سے لوگوں کو مثل علماء اور مشائخ کی دعوت دین اور احکام شریعت کی کرے اور خرق عادات و معجزات دکھائے یقین ہو کہ کوئی متعزلس اُس کے حال کا نہ ہو گا لا اقل شیعہ کہ دل و جان سے خوابان ہیں کہ یہ دن نصیب ہونہ لستہ مراوین مانگتے ہیں اور یہ بھی خبر پونجی ہوگی کہ باقریہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مہدی موعود باقریہ اور تادیہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مہدی موعود جعفر صادق ہر اور محطوریہ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن جعفر ہر اور یہ دعویٰ تمام امت میں مشہور اور پہیلے ہوئے ہیں مگر کوئی شخص ان بزرگواروں سے کسیکی مہدویت کے نیچے نہیں پڑا نہ ڈرایا اُنکو کیوں ڈرتے اور سید محمد جوہری نے ہندوستان میں چلا چلا کے دعویٰ ہندو کا کیا اور جماعت کثیر نے افغانوں دکن اور راجپوتانہ نے اپنا مہدویہ لقب کیا اور اتباع سید محمد کا کیا کسی نے اُنکو قتل و سیاست کی خصوصاً جب سنہ ہزار ہجری ختم ہوئے اور خاقین و خراسان میں تسلط صفویہ کا پیدا ہوا اور دکن میں بہمنیہ اور عادل شاہیہ کا کہ نہایت درجے کا غلبہ

سنہ ۱۲۰۰  
ہجری  
۱۱۰۰  
۱۰۰۰  
۹۰۰  
۸۰۰  
۷۰۰  
۶۰۰  
۵۰۰  
۴۰۰  
۳۰۰  
۲۰۰  
۱۰۰  
۰

سید جوہر

شعبہ بن مین رکھتے تھے ہم پہنچا آور بند اور سدا اور جنگا لے مین اسوقت مین کہ سلطنت جاگیر پڑا  
 کی تھی مگر حقیقت مین نور جہان بگم اور اسکے اقربا سلطنت کرتے تھے اور سب عراق و خراسان کے  
 لوگوں سے تھے وزیر اور امرا اور صوبدار اسی مذہب مین غلو تمام رکھتے تھے اسوقت کو کہوں کچھ دیا  
 اور خرچ نفرا یا اور اپنے دوستوں کو صرف ماورا النہر کے خاوند اور قیصرہ روم کے وہم سے  
 فوائد اور لطف سے محروم رکھا انکو کیا ضرورت تھا کہ پہلے ہی کو درختارا اور سمرقند یا اسلام بول مین  
 ظہور اپنا کرے جہاں ان لوگوں کا خوف ہوا ایسے ملک وسیع و وسیع کیا تھوڑے تھے اور یہ جو زمین  
 مرتضیٰ نے ذکر کیا کہ ابتدا مین اپنے دوستوں پر ظاہر تھا دشمنوں سے چھپا تھا اور جب اسکی تلاش کا  
 حکم شدید ہوا دوست اور دشمن سب چھپ گیا اس واسطے کہ نادان دوست اسکو ظاہر نہ کر دیں دشمنوں کو  
 نہ ورغلامین یہ ایسی بات ہو کہ جو لوگ فن تواریخ سے واقف نہیں مین انکو دھوکا دے لے اور جو اسے  
 جو اس فن سے واقف مین وہ تو اسکو مسخرہ بناتے مین ٹھٹھے اڑاتے مین کسی مورخ نے اپنی  
 تاریخ مین نہیں لکھا کہ ایک نے بھی تلاش مین محمد بن حسن عسکری کی جاسوسی کی ہوا اور گھروں  
 مین گھسے ہوں یا اس زمانے مین مخلوق کی زبان پر انکی تلاش کا حرف بھی بغداد یا سرمن را  
 مین آیا ہو یا خلیفہ اور امرا اور ملوک جو اس زمانے کے تھے یہ دغدغہ انکے خاطر مین گذر ہو سکا  
 علما اثنا عشریہ کے کہ جب ان بزرگ کے چھپ جانے کی توجیہ ڈھونڈتے مین تو ایسے احتمال ہوہوم  
 ذکر کرتے مین کوئی اس امر سے واقف نہیں ہو بلکہ اب تک زروے تو اسے یہ بھی ثابت نہیں ہوا  
 کہ امام حسن عسکری کے گھر مین ایسا ایسا لڑکا پیدا ہوا لوگ اسکو مہدی موعود جاکر اسکے قتل اور  
 ایذا کے درپے ہوئے حاشا وکلا اور اسی کے ساتھ کہ انکی غیبت سے غیبت کبریٰ بعد شتر و چند سال  
 کے واقع ہوئی کہ اس مدت مین خلفا اور ملوک و امرا اسوقت کے سب جاتے رہے اور منقطع ہو گئے  
 اور طغتمین لوٹ پوٹ ہو گئیں اور کونسا عاقل یقین کر لیا کہ چار پانچ برس کے بچے نے دعویٰ  
 امامت کا کیا ہو اور موافق دعوے کے معجزے ظاہر کئے ہوں اور ملوک و امرا اسوقت کے اسکو  
 جٹھلا اور ڈرا کے درپے ایذا ہوئے ہوں جا بجا جاسوس تعین کیے ہوں اور ایک دوسرے کو اس کام  
 کی وصیت کی ہو یہاں تک کہ ہر مین اور قرن گذر جائیں مگر پھر بھی ان ملوک اور خلفا کے جانشینوں نے  
 اسکی تلاش سے ہاتھ نہ اٹھایا ہو بلکہ شدت طلب و تجسس کے عمل مین لائے ہوں ایسی صورت مین عذر

نہ صرف ان کے خلاف

وہاں ان

ترجمہ محمد بن محمد

چسپ جانے اور نصیبت کبریٰ کی سمجھ ہوتی ہیں اور پھر بھی اُس زمانے میں کہ کوئی طالبِ یدِ اسرارِ امام  
 عالی مقام کا منتہا جیسے کہ زمانہ دولتِ صفویہ کا بلکہ چھوٹے سے بڑے تک سب جان و دل سے مشتاق و دیدار  
 اُس عالی مقدار کے ہوں اور جان و مال بنا اُس محبوب و لہما کے مقدم ہا یوں پر نثار کرین اور سب ایک بان  
 ہو کے نالہ اور شیون اور فریاد و فغان کرین کہ اے امام زمان ہمارے فریاد کو پہنچ اور ہکو اپنے دیدار سے  
 مشرف کر اور وہ جماعت کثرت اور عدد میں زیادہ ریگ بیابان اور برگ درختوں سے ہوں پھر خند و لباش  
 تو رانیہ اور رومیہ کے وہم سے ایسی نامردی جتنا ہرگز انکو ظاہر نہ کرنا بلکہ روز بروز گذشتہ سے زیادہ تر چھپنے  
 اور مخفی ہونے میں کوشش کرنا خلاف منصبِ امامت کے جسکی سراسر بنیاد شجاعت اور دیرِ ی پر ہر ہوگی  
 باوجود اسکے کہ اصلا خوف جان نہیں رکھتا اور طولِ عمری اپنی اسکو قطعاً معلوم ہوا اور بھی امام کو علم  
 صاگان اور کایکون کا اثنا عشریہ کے نزدیک ضروری ہو پس اسقدر اشتیاق شیعہوں کے فرقوں کا بلا  
 عرافین اور خراسان اور ہند اور سندھ خصوصاً بلادِ پورب اور بنگالہ اور دکن اور کھٹواؤ فیض آباد میں  
 مفصل معلوم ہوگا اور مقدار کثرت افواج اور پلٹنوں اور ساختگی انکے ساتھ فرنگیوں اور توپخانے  
 اور آلات حرب و ضرب کہ معتقد اور مخلص اسکے رکھتے ہیں یہ بھی اُس ظاہر اور باوصف ان سب مراتب کے  
 آپ کو چھپانا اس وہم سے کہ ایسا ہنوم زام ظہرِ حرم کی طرح کوئی دغا سے قصدِ یر سے مار ڈالنے کا کرے سو  
 مجبور ہرگز نارسلیگا کہ مقدر نہیں ہو کس بات پر قیاس کیا جائے اور ہر امت اور ہر دین میں صالح اور انبیا  
 اور اوصیا گذرے ہیں اور مخالف اور معاند لوگ انکی ایذا کے پیچھے بڑے رہے بلکہ انکی ناموس کا ہتک اور  
 نقصان بدن اور ضایع کرنا چاہا کیا انھوں نے بلا کشتی اور روضائے الہی اختیار کر کے صبر کو اپنی ہمت  
 کے سامنے رکھا اور چہینا مخفی ہونا بجا گنا اختیار کیا قولِ تعالیٰ وَكَانَ مِنْ جُنْحِي قَاتِلَ مَعَهُ سَرِيحُونَ  
 كَثِيرٌ قَمَا وَهُنَا لَمَّا آصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُصَابِرِينَ  
 ترجمہ بہت پیغمبر تھے کہ جہاد کیا انکے ساتھ بہت سے خدا طلبوں نے پس جو کچھ اپنی راہِ خدا میں پڑا اُس سے  
 سُست نہ ہوئے نہ ضعیف ہوئے نہ التجا کی اور اشد دوست رکھتا ہو صبر کرنے والوں کو اور اس حال میں کہ انکی  
 موت انکے اختیار میں نہ تھی نہ اپنی طولِ عمر اور غلبہ اور تسلط کا آخر کار میں انکو یقین تھا اور عجیب سوئے  
 ایک یہ ہو کہ کل شیعہ حزن حضرت صدیق اکبر کو کہ وہ اس خیال سے تھا کہ مبادا کفار کے ہاتھ سے نفیس  
 جنابِ پیغمبر کو کچھ ایذا و ضرر پہنچے اور ابھی بشارت وَاللَّهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ سمجھائے رہے گا

عاجز و ناتوان

تجلی و لوگوں سے اصلاً انکے کان میں نہ پہنچی تھی انکے محل طعن میں اخذ کر کے دلیل لگے مہین کی نظر لائی  
 ہو اور اس خون شدید کو کہ اپنے مراتب میں مدبر مہین سے بھی بے طرف ہو گیا بزم خود امام زمان  
 میں ثابت کرتے ہیں مگر اس سے خبر نہیں کہ ہم کیا کہتے ہیں حزن اور چیز ہو اور خوف اور چیز اور مہین  
 اور چیز اور سو امان دونوں کے قال ابن المظہر *لَحْلُ الْجَبَانِ لَا يَسْتَحِقُّ بِإِلَا مَا مَاتَ تَرْجُمَةً كَمَا ابْنُ*  
*مَطَرٍ حَلَّى لَمْ يَزَلْ يَنْهَى عَنْ اسْتِحْقَاقِ رُكُوتِهَا بِإِمَامَتِ كَافِي الْوَأَقْعِ أَلَيْسَ هِيَ بَرَكَا سَوَاطِلُ كَمَا مَقَامُ الْمَلِكِ*  
*أُسْ مِنْ حَاصِلِ نَهْيِهِ هُوَ لَيْكِنْ حَزِينٌ بَلْكَهَ خَائِفٌ كَوْحِي اسْتِحْقَاقِ إِمَامَتِهِ سَدَّ دَوْرَ بَحْيِكُنَا ابْنِي هِيَ بَانُو بَر*  
*كَلْهَاطِي مَارَنا هُوَ رَوَى الْأَخْبَارُ يُؤْنِ كُلُّهُمْ مِنْ كَلَامِ مَاتِيَةٍ عَنْ ابْنِ حَمَزَةَ التَّمِيمِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ*  
*عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ أَبُو حَمَزَةَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ كُنْتُ مُكْتَبًا عَلَى الْحَاظِلِ وَأَنَا حَزِينٌ*  
*مُسْتَقِلٌّ إِذَا دَخَلَ عَلِيٌّ رَجُلٌ حَسَنَ الثِّيَابِ طَلَبَ لِي الرَّيْحَةَ فَفَطَرَنِي وَنَجَّيَنِي قَالَ مَا سَبَبُ*  
*حُزْنِكَ قُلْتُ أَتَخَوَّفُ مِنْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ فَتَعَمَّكَ ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيُّ هَلْ سَرَّيْتَ أَحَدًا*  
*خَافَ اللَّهُ فَلَكَ نَجِيحٌ قُلْتُ لَا قَالَ يَا عَلِيُّ هَلْ سَرَّيْتَ أَحَدًا سَأَلَ اللَّهُ فَلَكَ يُعْطَى قُلْتُ لَا*  
*ثُمَّ نَظَرْتُ فَلَكَ أَمْرِي فَلَدِمْتُ أَحَدًا فَهَبْتُ مِنْ ذَلِكَ إِذَا قَالَ الْقَائِلُ اسْمُ صَوْتُهُ*  
*وَلَا أَمْرِي شَخْصَهُ يَقُولُ يَا عَلِيُّ هَذَا الْخَضِرُ تَرْجُمَهُ رَوَيْتُ كِي بَرَكَا خَبَارِ بَنِي لَمْ أَمْسِيهِ كِي*  
 ابی حمزہ شمالی سے اور اُس نے علی بن حسین علیہما السلام سے کہا ابو حمزہ نے کہ کیا مجھے علی بن حسین نے  
 کر میں تکیہ لگائے تھا ایک دیوار پر اور محزون اور متفکر تھا ناگاہ میرے پاس ایک شخص خوش پوشاک خوشبو  
 آیا اور میرے موندہ کو دیکھا اور مجھے پوچھا تیرے حزن کا کیا سبب ہے تجھے کہا کہ فتنہ ابن الزبیر سے ڈرتا ہوں  
 کہا علی نے کہ وہ ہنسنا ہے کہا علی تو نے ایسا شخص بھی دیکھا کہ اللہ سے ڈرا ہو اور نجات پائی ہو میں نے  
 کہا نہیں پھر کہا اے علی تو نے ایسا کوئی آدمی دیکھا کہ اُس نے مانگا ہو اللہ سے اور اُس نے ندیا ہو میں نے  
 کہا نہیں پھر نگاہ کی میں نے اور اپنے سامنے کسی کو نہ دیکھا بس مجھ کو تعجب ہوا بس ناگاہ کہتا ہی ایک گوندہ کہ میں  
 اُسکی آواز سننا ہوں اور صورت نہیں دیکھتا ہوں اے علی یہ خضر ہوا اس خبر میں چند فاعے حاصل ہوئے  
 اصل یہ کہ حزن و غم و مات کے دشمنوں کا مہین نہیں، جو ملا حضرت سجاد مرتضیٰ امامت کے نہوئے اس  
 دلیل سے کہ اُسکا ذکر کیا ہو علی نے *هُوَ بَاطِلٌ بِإِلَا نَجَاحٍ* دوسرے یہ کہ ائمہ بھی بعض اوقات میں تعلق  
 نصیحت ادا گا ہی اور ہما فی خضر علیہ السلام کے پھلے ہیں اور خضر کو منصب نصیحت اور تعلیم اور تفسیر

نہ خوف نہیں

اللہ کا حاصل ہو پس افضلیت اللہ کی خضر پر ثابت نہوئی اور خضر بالا جمل مفضول ہیں کس واسطے کہ مثل سالک  
 انبیا کے ہیں پس افضلیت اللہ کی انبیا پر بھی ثابت نہوئی اور جو کچھ غار او چھپنے سید ابراہیم سے بسبب  
 خون کفایہ کے ائمہ میں مذکور کیا ایک کلام یہ معنی ہے کہ کس واسطے کہ چھپنا اور مخفی ہونا پیغمبر کا نہ بنا بر اخفا  
 و کتمان نبوت دعوت کے تھا بلکہ ایک بات کا چھپانا تھا یعنی کفار ان کے مقصد پر مطلع نہوں اور جو بحث  
 مانعت مکرین رہے تھے یہیں اور یہ بھی تین رات رہا جب کفار تلاش و تفتیش سے سیر ہو گئے اور کچھ نشان  
 پایا جانب طیبہ منورہ کے ہجرت فرائی اور اس چھپنے اور اخفا کو مقصود علیہ اس چھپنا اور اخفا  
 کا کرنا کس چیز پر تاج کر سکتے ہیں دعوت اسلام اور پوچھنا احکام اور ظاہر کرنا نبوت کا اسل خفائین  
 جو واسطے سفر کے تھا کوئی ایک بھی برہم نہوا تا قیاس صحیح ہو اس وقت کتاہیں بر اور تواریخ دونوں  
 طرف کی موجود ہیں کوئی ایذا نہیں برنی اور جسمی کفار گونسا رہے ہاتھ سے آنحضرت کو نہ پونہیں مگر  
 انہما کہ کفر حق سے کبھی خاموش نہوئے اور اس کے قطع نظر کے ساتھ بھی ایک فرق ظاہر ہے کہ کسی عامل پر چھپنا  
 نہیں ہو اس خفائین کہ مقدمہ ظہور و خروج کا ہو اور اس اخفا و پوشیدگی میں جو لازمہ گمنامی اور  
 خمول و ترک دعویٰ کا ہو آنحضرت کے اخفا نے جو تین رات تک رہا وہ کام کیا کہ جڑ بنیاد و رشتہ منوں کی  
 اکھیر ڈالی اور دستون کے فائدے کو دو ناووں کو دیا پس ایسا چھپنا تو خود قسم تدبیروں اور حیلوں  
 سے ہے کہ عزم و خروج والے ابتدائے کام میں عمل میں لاتے ہیں اور اسکو اپنی مراد پوری ہونے کی  
 تمامی اسباب سے جانتے ہیں نہ ایسا چھپنا کہ موافق گمان شیعوں کے صاحب زمان نے اختیار کیا  
 جس سے صریح نامردی اور پلنے دعویٰ سے بھاگنا اور تمت امامت کی دفع کرنا ٹھیکتا ہو اور ایسے طول  
 طویل چھپے رہنے میں کوئی فرقہ کو اپنا مطیع کر لیا اور کوئی ملک اپنا کیا اور لیبیا اور اگر صاحب زمان  
 تین رات کی جگہ تین سو برس اور فارتھور کے بدلے تھانہ سرمن لے کا اور مدینہ منورہ کے عومین میں  
 دارالمؤمنین یعنی شہر قم اور دارایمان کا شان اور بجائے انصار پیغمبر کے شیعہ فارس اور عراق کے  
 کہ ہزاروں مرتبہ کثرت اور سامان میں انصار سے زیادہ ہیں درخواست کرتے کہ میں اس صورت  
 میں اپنے بال و پر جمع کر کے واسطے اصلاح حال امت کے خروج کرونگا اہل سنت اور اویس سلمان  
 ان شرطوں کو اٹھا لینے کہ رتبہ امام کا بعد رتبہ پیغمبر کے ہو قیامت تو یہ ہے کہ ہزار برس گزرے ہلکے ہزار  
 پائی اور اکثر ملک اسلام میں مذہب شیعہ کا ہو گیا اور شہر وسیع بافضائیکے دستون کے قبضہ میں ہیں

اسرار عین چھپنا  
 اور بعد ہجرت سے غار  
 رہا نہ ہو

کہ ہر ایک اُسے رشک جابر صبا اور جالبغا اور حیرت تبوک اور ارم ہو اور اُنکے انصار و اعوان نے ایسی قوت پائی کہ کسی مذہب کو یہ قوت حاصل نہیں ہو پھر بھی رغبت خراج بلکہ خیال بھی ظہور کا اسکو نہیں ہو روز بروز چھپنے ہی کی ترقی فرماتا ہو ایسے امام دشوار پسند سے کہ پہلی ہی تکلفین لایطابق اٹھواتا ہو جانے کیا کیا امت کو اٹھانا پڑیگا امام ہوا قیامت ہوا آسیہ واسطے شیخ الشیعہ متاخرین کا یعنی مقدار صاحب کفر العرفان والا راہ شریف مرتضیٰ اور متقدمین کی جوڑ کے دوسری راہ چلا ہو اور کہا اِنْعَاكَانَ الْاَوْخِفَاءُ لِيَعْلَمَنِيْدَ اِسْتَاْذَرَهَا اللهُ تَعَالٰی فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَهُ تَرْجَمَهُ سَوَاسُكَ نَمِیْنُ ہر کہ انتفا ایک حکمت کے واسطے ہو جسکو خدا نے تعالیٰ نے مخصوص کیا ہو علم غیب میں اپنے نزدیک اور ظاہر ہو کہ یہ دعویٰ جو ہو کوئی نہیں ہر چیز میں کہ سناقت لطف کے ہو ایسے ہی کہہ سکتے ہیں کہ لَعَلَّ فِيْ ذٰلِكَ حِكْمَةٌ اِسْتَاْذَرَهَا اللهُ تَعَالٰی فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ فَلَا يَثْبُتُ اللَّطْفُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَلْاَشْيَاءِ مِثْلُ بُعْثِ الرَّسْلِ وَنَصْبِ الْاِمَامِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ تَرْجَمَهُ شَايِدَ اس چیز میں حکمت ہو کہ مخصوص رکھا ہو اسکو خدا نے تعالیٰ نے علم غیب میں پس ثابت نہیں ہوتا ہو لطف کسی چیز میں چیزوں سے مثل بھیجنے پیغمبر اور قائم کرنے امام کے اور سوا اسکے اور سبب اس حتمال کے بالکل سرشتہ کلام خیمہ کا ابر ہو جائیگا کس واسطے کہ بنا اہل دیون کی اسی بات پر کہ فلان امر لطف ہو واللطف واجب علی اللہ تعالیٰ اس بحث کو خوب سوچنا چاہیے اور اس جوہر و از مین اُنکے ہاتھ پاؤں مارنا دیکھنا چاہیے اور اُنکے کمال عقل و کیا ست کا سرخ لگانا چاہیے وَاللّٰهُ يُبَيِّنُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ یعنی اللہ ثابت کرتا ہو حق کو اور وہی سید راہ بتا دیتا ہو عقیدہ دوم یہ کہ امام کو چاہیے کہ ظاہر ہو نہ پوشیدہ ہی مذہب اہل سنت کا ہو کہ ظہور امامت کی شرط ہو اور شیعہ منکر اس شرط کے ہیں اور اس انکار میں مخالف عقل و نقل کے ہوئے ہیں لیکن مخالف عقل کے اس سبب سے کہ غرض نصب امام سے قائم ہونا حدود و ارفعہ برات کا ہو اور آراشکی لشکرون اسلام کی اور حمایت اسکی اور محافظت اسکے انتظام کی اور بلند کرنا شعائر خراج اور اسلام کا اور نافذ کرنا اوامر اور احکام کا اور سیاست لوگوں کی برائیوں اور گناہوں پر اور تعیین کرنا عالموں اور قوام کا اور یہ سب باتیں جہوں ظہور امام کے میسر نہیں ہوتیں کس واسطے کہ ظاہر ہو گا حب ہی تو غلبہ اور قہر اسکا مفسد و پیر ہو گا اور دلوں میں لوگوں کے رعب بیٹھے گا اور اسکا اقبال ہو گا اگر یہ چیزیں میسر نہ ہوں تو امام کا نصب و عدم نصب برابر ہو اور محبت محض کا رفاۃ خدا میں محال اور شرط ہو ناظور امام کا عقل میں اس حد تک ظاہر ہو کہ مجوسی بیدین بھی اسکو جانتے تھے پھر کیا ٹھکانا اور مذہب لالو کا چنانچہ خود سچی شاہنشاہ نے نقل کی ہے اسکی

سختی اس سے  
قائم ہو اور قہر اس کا  
مفسد و پیر ہو گا



نزدیک ہر پہلو سے تاج و تخت بیاہر کے شاہ فرخندہ تخت کو باشد برو فرہ ایزد سے  
 بجاہر ز گفتار او بخبر دے آخر تک جو کچھ اس نے کہا ہو لیکن منافق نقل کے سونگاہ اشد سے  
 یہ ہو کہ تعالیٰ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ إِنِّي  
 قَوْلِهِمْ لَيَبْدَأُ لَهُمْ فِي كَيْدِهِمْ آمَنَّا وَقَوْلُ تَعَالَى الَّذِينَ إِنْ تَكُنَّا هُمْ فِي الْأَرْضِ قَامُوا الصَّلَاةَ  
 وَآتُوا الزَّكَاةَ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ مِنْ أَمْرٍ غَيْرِ الْمُنْكَرِ تَرْجُمَهُ وَتَعَدَّ دِيَارَ اللَّهِ جولوگ نرم زمین ایمان  
 لائے ہیں اور نیک کام کیے ہیں البتہ حاکم کر لیا انگوٹیاں میں جیسا کہ حاکم کیا تھا اس نے انگوٹیاں کو تار بجا  
 انگوٹیاں کا جو پسند کر دیا انگوٹیاں اور دیکھا انگوٹیاں کے ڈکے بٹے آسن و دوسری آیت کے معنی وہ لوگ کہ اگر ان کو  
 مقدور دین ہم زمین میں قائم کر دین نماز اور دین زکوٰۃ اور حکم کر دین بھلے کام کا اور منع کر دین برے سے جس طرح  
 کہ غرض حاکم کرنے سے جانا تو دین پسندیدہ اور اہل خیر کے اور صلاح اور قائم کرنا نماز اور مجبور و حاجت اور عیدین  
 اور تحصیل کرنا صدقہ اور زکوٰۃ اور ہائے اسکا فقیروں پر اور حکم اچھی باتوں اور منع بُری باتوں کا جو کرنا یا نہ کرنا  
 اور کرنا یا نہ کرنا بالحد و در القصاص اور جناب شریعہ اور ضبط میں ان دو کون کے ہیں بعد ازاں  
 ان مورخ کے قول تعالیٰ اَنْتُمْ لَنَا مِلَّةٌ نَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ یعنی بیدار کر جا رہے واسطے بادشاہ کو زمین ہم  
 اشد کی راہ میں آس سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ مقصود نصب بادشاہ سے یہ ہو کہ تعالیٰ وَجَعَلْنَا هُمْ  
 اُمَّةً يَهْتَدُونَ بِاَمْرِ نَا لَمَّا صَبَرُوا اور پھر آیا ہے انگوٹیاں کہ ہدایت کرتے ہیں ہمارے حکم کی ہر گاہ  
 کہ وہ صبر کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ہدایت کرنا لوگوں کا اور شقیں کی مخالفت کی گوارا کرنا اور انکا سہارا نا لوار  
 امامت سے ہو اور قاعدہ عقیدہ ہو کہ اَنْتُمْ اِذَا خَلَا عَنْ مَقْصُودِهِ لَعَنِي جو چیز اپنے مقصود سے خالی ہوتی ہو  
 لعن ہوئی ہو اور یہ بھی عقل کے نزدیک مقرر ہو اَلْفَتْحَةُ اِذَا اَنْتَبَتْ اَلْتَّبْتُ بِكُلِّ اَمْرٍ مِمَّ هَرَجَ حَتَّى يَبْتَغِيَتْ  
 ثَابِتَ تَبَوُّلٍ جو پہلے لازم کے و مِنْ اَقْوَالِ الْغَيْرَةِ مَا حَصَّ عَنْ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ تَوَاكُفْنَا اَنَّهُ قَالَ  
 لَا بَدَلَ لَنَا مِنْ اَمِيرٍ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ يَعْمَلُ فِي اَمْرِ تَبَوُّلِ الْمُؤْمِنِينَ وَلَيْسَتْ تَعْمَلُ فِي الْكَافِرِ وَبِئْسَ لِمِ  
 فِيهَا الْاَجَلُ وَبَا مَنِ فِيهَا السَّبِيلُ وَيُوحَدُ بِهِ الضَّعِيفُ مِنَ الْقَوِيِّ حَتَّى يَمْتَدَّ بِحُجْرَتِهِ يَوْمَ  
 مِنْ فَاجِرٍ كَذَلِكَ فِي نَجْمِ الْبَلَاغَةِ تَرْجُمَهُ اور اقوال عزت سے جو کچھ کہ صحیح یا امیر المؤمنین سے بلکہ تو اتر  
 اس نے بیشک فرمایا ضرور ہو لوگوں کو کسلی میرے نیک ہو یا بد کہ چاہیے اسکی حکومت میں مومن مل کرے اور  
 قائمہ پائے کا فرد بخیرہ اور کامل ہو اس حکومت میں اہل نیک و راستہ اس حکومت میں مومن مل کرے

جہاد فی سبیل اللہ

ہم ہدایت کرتے ہیں

اور صفیہ بن کا حق قومی لوگوں سے لیا جائے تو راحت پائے نیکبختی اور راحت پائی جائے بد بختی سے  
 ایسے ہی بیخ البلاغت میں جو اور اس کلام کو تفسیر پر قیاس نہیں کرنا چاہیے کسواسطے بیخ البلاغت میں  
 مذکور ہو کہ قالہ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْخَوَارِجِ لَا أَمْرَ إِلَّا بِأَمْرِ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَمِعَ اس کلام کو جسوقت کہ سنا قول  
 خوارج کا کہ کچھ حکومت نہیں جو اور خوارج کے مقابلے میں کیا عمل تفسیر کا تھا عقیدہ سوم امام کو  
 معصوم ہونا خطا سے علم واجتہاد میں ضرور نہیں جو نہ متناع صدور گناہ کا اس سے شرط امامت و البتہ وقت  
 انصب کے چاہیے کہ نہ مرکب کہاں کا ہو نہ صغائر کا کہ خلاف عدالت ہو پس یہی جو مذہب اہل سنت کا  
 اور شیعہ خصوصاً امامیہ اور اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ عصمت خطا سے علم میں اور گناہ سے عمل میں یعنی امتناع  
 صدور کہ خاصہ انہما کا جو شرط امامت ہو اور یہ عقیدہ انکا خلاف کتاب و عزت کے ہو لیکن خلاف کتاب  
 جیسے قولہ تَعَالَى اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بَعَثَ لَكُمْ طَافِلًا لَمَّا بَشَكَ اَشْرَفُ عَلٰی حَالِ يَهُودِ كَمَا مَبْعُوثٌ كَمَا تَحْتَارُ  
 واسطے طاووت کو پادشاہ جس طاووت امام تھا جسکی طاعت فرض تھی موافق نص آئی کے اور حال آنکہ  
 بالا جماع معصوم تھا بلکہ آخر جو معاملے کہ حضرت داؤد سے کی وہ اسکی عدالت ہی میں برائی پیدا کرتے تھے پھر  
 کیا مگر عصمت کی و قولہ تَعَالَى اِنَّ رَبِّيْ جَاعِلٌ فِی الْكَلْبِ ذِكْرًا خَلِیْفَةً یَّعْنٰی مِّنْ كَرْنِ وَالْاِہْوَنَ زَمِیْنِ مِّنْ خَلِیْفَتِہِ  
 حضرت آدم قبل نبوت سے امام اور خلیفہ زمین کے تھے اور بالا جماع مصدر گناہ ہوئے  
 قولہ تَعَالَى وَصَّیْ اٰدَمَ رَبُّہٗ بِمَا كَانُوا یَعْمَلُوْنَ یَعْنٰی گناہ بگاڑ ہوا آدم اپنے پروردگار کا سوا بہک گیا اور یہ قصہ  
 زمان امامت اور خلافت میں تھا نہ زمانہ نبوت میں بدلیل قولہ تَعَالَى لَمَّا اجْتَبَا کَا سَرَّہٗ تَابَ عَلَیْہِ  
 و ہذا ی تھر پر گزیدہ کیا اسکو اس کے پروردگار سے سونپ کر اس پر اور ہدایت پائی لیکن قول عزہ کا  
 سو حال یہ ہو کہ ابھی گذرا جو کچھ بیخ البلاغت میں جو قول میر کا لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ اَمِیْرٍ یُّرَآؤْنَ فَا جِیْر  
 تا آخر جو آدم کا فی کلینی میں بروایت صحیح مروی ہو کہ حضرت امیر اپنے یاروں سے فرماتے تھے کہ لَا تَلْغُوا  
 عَنْ مَّقَالَةِ یَحْیٰی اَوْ مَشُورَةِ یَعْقُوبَ یَعْنٰی لَا تَلْغُوا فِیْ مَا فِیْ لِسْتِ اِمْرٍ اَنْ اَخْطِیْ اِلَیْہِ اِخْرَیْ وَ سَیَحْیٰی نَفْسُہٗ  
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ تَابِ الْمَطَاعِیْنِ یَعْنٰی مت بندہ حرم حق باقی یا مشورہ بعدل سے پس تحقیق میں نہیں  
 ہوں اس پائے والوں سے بلکہ خطا کروں میں آخر تک اور جلدی آگئی نقل اسکی انشاء اللہ تعالیٰ باب  
 مطاعن میں اور شیعہ کو نہیں پہونچا ہو کہ حضرت امیر کے فرمائے ہوئے کو مشورہ دنیاوی پر قیاس کوین  
 اور قبیل انہما علیہما مؤید دنیا کو سے جانیں یعنی تم خوب جانتے ہو اپنے امور دنیا کو کسواسطے کہ حضرت

طاووت علی بن ابی طالب

حضرت آدم قبل نبوت

امیر نے دو لفظ فرمائے ہیں عَنْ مَعَاكِلَ الْحَقِّ اور مَشْهُورًا بِوَعْدِهِ اگر لفظ اخیر کو اس معنی پر فہم کس کرینگے دوسرے کو کمان پھینکنے اور صاحب الفصول وغیرہ نے بھی امامیہ سے روایت کی ہو عَنْ اَبْنِ مَخْفُفٍ اَنَّهُ قَالَ كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَبْدِي الْكِرَاهَةَ لِمَا كَانَ مِنْ رِجَالِهِ الْحَسَنِ مِنْ صَلَاحِهِ مُعَاوِيَةَ وَيَقُولُ لَوْ جَزَأْنِي كَأَنِّي لَحَبْتُ اِلَيْ مَعَاكِلَهُ اَخِي تَرَوُحُ جَمْعُ اَبْنِ مَخْفُفٍ نے روایت کی ہو کہ حسین بن علی کراہت ظاہر کرتے تھے اس بات سے کہ واقع ہوئی اُنکے بھائی حسن سے صلح ساتھ عاق کے اور کہتے تھے کہ اگر میری ناک کھجاتی تو میں اُسکو اس صلح سے دوست نہ رکھتا اور جب دو معصوموں سے ایک دوسرے کی خطا پکڑے خطا دونوں سے ایک کی ثابت ہوئی اس واسطے کہ اجتماع نقیضین محال ہو اور صحیفہ کا مدین بھی کہ حضرت سجادؑ سے بطریقہ صحیح امامیہ کے نزدیک مروی ہو ثابت ہو تَنْ مَلَائِ الشَّيْطَانُ عَنَّا فِي سُوءِ الظَّنِّ وَصُغْفِ الْيَقِينِ وَرَاقِي اَشْرُكُوا سُوءَ حُجَّكَ وَدَلَمَ لِي وَطَا عَلَيْهِ نَفْسِي لَهْ تَرَوُحُ جَمْعُ پکڑی ہو میری باگ شیطان نے طرف بدگمانی اور ضعف یقین کے اور میں فریاد کرتا ہوں اُسکی بد باتوں سے اور اپنے نفس کی طاعت سے جو اسکی کرتا ہو اور ظاہر ہو کہ یہ کلام دونوں تقدیر پر سچ ہو خواہ جوٹ خلاف عصمت سکے ہی جو دستاویز امامیہ اور اسماعیلیہ کی اس عقیدہ میں محض شہادت عقلیہ پر ہونا چاہا رُائِ شہدوں کو بھی مذکور کرتے ہیں اور جو موقع غلطی میں پڑنیکا ہے اُس سے خبردار کر دین تشبہ اول یہ کہ اگر امام معصوم نہ تو تسلسل لازم آئے گسواسطے کہ امت پر جو انہ خطا کا ہو علم و عمل میں کہ انھے خطا ہوتی ہو اور یہی جواز خطا کا محتاج نصیب امام کا ہوتا اصلاح کرے اگر امام پر یہی خطا جائز ہو تو محتاج ہو دوسرے امام کا ایسے ہی وہ اور کا بس تسلسل ہو اگر غیر ثابت کو کھینچیں گے وَهَلَمْ جَزَأْ اِلَى غَيْرِ النَّهَايَةِ يَعْنِي اَوْ كَهَيْنِجِنِ طَرَفِ غَيْرِ نَهَايَةِ کے ہم کہتے ہیں کہ ہم اسکو مانتے ہی نہیں کہ جواز خطا کا محتاج ہو بلکہ وہ غرضین جو مذکور ہوئیں یعنی جاری کرنا احکام دارالافتاء اور معتمدون کی جگہوں میں اور حفاظت بیضہ اسلام کی اور ان غرضوں کے حاصل کرنے کو عصمت ضرور نہیں ہو اجتماع اور عدالت کا فی ہوا جب اس پر اُسکے مقلد پر خطا و اجتہاد کا مواخذہ ہی نہیں ہو عدل اکا ہر کسی سے تو جواز خطا اور عدم جواز اسکا برابر ہوا مانا ہے لَكِنْ لَا تَسْلِمُ السَّلْسَلُ بَلْ يَنْتَقِي اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْصُومِ بِالْاِتِّفَاقِ سِلْسَلَةً اُخَذَ وَرَاقِدًا عَلَيْهِ سَلَمْنَا يَعْنِي تسلسل کو ہم نہیں مانتے کہ تسلسل لازم آتا ہو بلکہ وہ تمام ہوتا ہو ساتھ نبی معصوم کے بالاتفاق

سلسلہ اس کے اختیار اور پیروی کا مانا ہے لیکن شیخہ منقوض ہے مجتہد جامع شروط کے ساتھ جو  
امامیہ کے نزدیک نسبت امام بن نائب امام کا ہے اور حال آنکہ معصوم نہیں ہے باتفاق پس خطا اس پر  
جائز ہوگی **فَمَا هُوَ جَوَابُهُمْ فِيهِ فَهُوَ جَوَابُنَا فِي الْأَمَامِ** جس اسمین جو کچھ جواب الکا ہو گا وہی ہمارا  
جواب ہے امام میں شیخہ دوم کہتے ہیں امام حافظ شریعت کا ہے اگر اس پر خطا جائز ہو حفظ شریعت کس طرح کر سکے  
ہم کہتے ہیں کہ ہم اسکو نہیں مانتے کہ وہ حافظ شریعت ہے بلکہ مرجع احکام شریعت کا ہے اور جاری کرنے والا  
حکمون اور نبیوں کا اور شریعت کی حفاظت ذات علامہ سے ہے **قَوْلُهُ تَعَالَى وَالرَّبُّ يَتَّقِي وَلَا خَبَارٌ بِمَا اسْتَفْظَوْا**  
**مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ** ترجمہ بزرگ اور عالم اس سبب سے کہ گمان ہوئے تھے  
کتاب خدا کے اور تھے اس پر گواہ **قَوْلُهُ تَعَالَى كُونُوا اسْبَابًا يُنْذِرَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ** اَللَّكَّابِ فَمَا كُنْتُمْ  
تَذَكَّرُونَ ترجمہ ہو تم راست اس فائدے پر کہ تعلیم کرتے تھے کتاب کو اور پڑھتے پڑھاتے تھے  
اور بھی زمانہ امت امام بن جیسے امام شریعت کا امامیہ کے نزدیک بھی وجود علامہ سے ہے ایسے ہی اسکی  
نسبت میں بلکہ اس کے حضور میں بھی ہو گا **قَالَ ابْنُ الْمُطَهَّرِ الْحَلِيِّ فِي كَشْكُولِ الْكِرَامَةِ اِنْ حَصَلَ بَيْنَ**  
**الْأَمَامِ الْمُتَّصِلِ بِالنَّبِيِّ الْمُتَّصِلِ بِاللَّهِ فَنَزَلَتْ مِنَ الزَّمَانِ اِلَى وَصِيِّيْهِ اَخْرَفَ حِفْظَ اللَّهِ تَعَالَى**  
**تِلْكَ الْوَصِيَّةَ بِرِجَالٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** ترجمہ اگر درمیان امام کے جو متصل بن بنی ہو وہ بنی کہ متصل ہو  
بخدا فاصلہ حاصل ہو کسی زمانے یا وقت کا وصی سے تو محفوظ رکھیں گا خدا اس وصیت کو مومن لوگوں سے  
مانا جینے لیکن امام حافظ شریعت کا ہے کتاب و سنت اور اجماع امت سے نہ بالذات بنفس خود اور ان امور  
نقلہ میں خطا جائز نہیں ہے اور ان تینوں کے سوا جو کچھ ہو مجتہدات سے ہو کہ داخل نسل شریعت میں نہیں  
حفظ اسکا کیا ضرور لیکن شیخہ ثوٹا ہوا ہے مجتہد نائب میں کہ وہ بھی زمانہ غیبت میں حافظ ہو پس  
چاہیے کہ معصوم ہو اور یہ باطل ہے بالا جماع اور ان تینوں شہوں کا معارضہ بھی کیا ہے اس طور پر کہ اگر  
وجود امام معصوم کا ضروری ہوا سو اسے کہ خطا سے امن میں رہیں تو چاہیے کہ ہر اقلیم بلکہ ہر شہر میں  
ہونا ایسے شخص کا ضروری ہوا سو اسے کہ جو و ایک شخص کا مستلزم امن نہیں ہو سکتا ہو اس لیے کہ  
مسکین مشارق اور مغارب میں پہلے ہوئے ہیں اور ہر ایک بنی اپنی حاجتوں میں گرفتار نہیں ہو سکتا ہے  
کہ سب کے پاس حاضر ہو سکیں کہ کمالات عادیہ سے ہو اور اگر امام ہر شہر میں کوئی نائب تعین کرے  
پس جبکہ عصمت مفقود ہو خطا اس پر جائز ہوگی اور بسبب اسکے کہ امام سے وہ دور ہو اس خطا پر مطلع

فانما ہر شہر میں

نہیں ہو سکتا مخصوص حوادث اور وقایع کو مہر کہ تا مارک خطا کا ہونا چلا جائے علی الخصوص بنیانی غیبت  
 گہری بنی طور بر تقدیر مطلع بھی ہو تو عقیدہ اس خطا پر نہیں ہو سکتی سوا اسکے کہ کوئی قاصد بھیجا جائے  
 اور قاصد کو بھی عصمت لازم نہیں ہے یہ بھی خطائے مامون نہیں اسکے سوا خط بھی جعل و فریب کے  
 ہماری رہتے ہیں انہیں بھی احتمال خطا کا موجود متعدد اثبات جب تک عمل تو امدارے اور قیاس کے  
 بنائے گئے کہ امام کے عبارت خطا اور بیان قاصد سے سمجھنا ممکن نہیں اور یہ سب موقع گمان خطا کے ہیں  
 بس اس خطا سے بغیر نصب معصوم کے کسی راہ سے حاصل نہیں ہو سکتے عقیدہ چہارم امام کو  
 لازم نہیں ہے کہ خدا کی طرف سے اسکے واسطے نص ہو یعنی خدا مقرر کرے کہ واسطے کہ مکلفین پر واجب ہے  
 کہ اپنی ضرورت و حاجت کے وقت موافق مصلحت اسوقت کے کسی کو خود رئیس کر لیں بس تعین اسکا  
 انہیں کے صوابدید کے سپرد ہوتا اسکی اطاعت میں تصور نکرین جیسا مشہور ہو نواختہ را  
 بناید انداختہ لا جرم اپنے کیے کا لحاظ رکھیں گے اور اگر خدا کی طرف سے منصوص اور مقرر ہو تو جیسے  
 تاحی شریعہ میں سستی اور بناوٹ ظہور میں آتی ہو ویسے ہی اسکے نصب میں بھی واقع ہوگی بس  
 نصب امام سے جو غرضیں منظور ہوتی ہیں سب ضایع اور خراب ہو جائیگی کہ واسطے کہ نص الہی مکلفین  
 کے حق میں کافی نہیں ہے کہ اس پر عمل کریں اور مطیع ہوں ورنہ قرآن کیا تھوڑا تھا اور حدیث پیغمبر کی  
 کیا کم تھی امام کا نصب تو ایسا واسطے ہے کہ احکام شریعت میں سستی نہ دے دی اور لوگوں کو شریعت کی  
 راہ سے باہر نہ نکلنے دے خواہ بخوشی خواہ بنا خوشی بس اگر امام نبص الہی ہوتا تو جیسے اور احکام شریعہ  
 نبص تھے ویسے ہی ایک یہ بھی انہیں داخل ہوتا تو مثل احکام شریعہ کے خود بھی محل سستی اور بناوٹ کا  
 ہو جاتا لا جرم اصل اور بہتر سے بہتر مکلفین کے حق میں بھی ہے کہ تعین جس کا مکلفین کی عقل پر چھوڑ دین  
 اور امامیہ کہتے ہیں کہ نصب امام کا خدا پر واجب ہے تو بس چاہیے خدا کی طرف سے منصوص ہو حال آنکہ یہ  
 عقیدہ نہ موافق عقل کے ہے نہ موافق نقل کے دونوں کے مخالف مخالف عقل تو بیان ہو چکا مخالف  
 نقل کے یہ کہ حق تعالیٰ جا بجا بعض فرقوں بنی آدم کے حق میں جیسے بنی اسرائیل وغیرہ فرماتا ہے  
 وَجَعَلْنَا هُمْ اٰمَّةً وَنَرٰیذَ اَنْ یَّجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَیَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ تَرٰ جہمہ اور کیا ہم نے انکو  
 امام اور ارادہ کر نہیں ہم یہ کہ کہ بن انکو امام اور کو بن انکو وارثوں سے اور بھی فرماتا ہے وَیَجْعَلُکُمْ  
 مَلَکًا وَاَنْتُمْ کَاکُم بَیْزَاتٍ اَحَدًا مِنْ اَہْلِ الْاَلَمِیْنِ تَرٰ جہمہ اور کیا اسنے انکو بادشاہ اور مدعی اسنے

رئیس رعایا بنو

 مرد اول بن اردا  
 بن جی علی کو  
 بادشاہ

ہکودہ چیز جو نہیں دی اُسے کیلئے مارتے جہاں سے آئے سوا اور بھی فرمایا ہو ۱  
 (۱) لکھنؤ یعنی وہ ایسا ہو جسے تکویناً پیدا نہیں کیا ہے اب دیکھو کہ امام اور پادشاہ اور خلیفہ تو ان فرقوں سے  
 کیے لیکن کسی کے حق میں نص نہ تھی بلکہ وہی لوگ جملہ معاملوں بست و کشاد کے واسطے اپنی ہی عقل و تدبیر سے  
 کسی شخص کو ریاست پر مقرر کر لیتے تھے تو وہ بیشک و غلبہ سلاطین ہو جاتا تھا اور سب اسکی اطاعت و اطاعت  
 کرتے تھے تبس معلوم ہوا کہ آیت شریفین جو فرمایا ہو کیا ہے امام اور کیا ہے خلیفہ اسلام کرنے اور خلیفہ  
 کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس زمانے کے لوگوں سے اُن لوگوں کے دل میں جسکا ساختہ پر وختہ معتبر  
 ہوا دیتا ہو کہ فلاں کو رئیس کریں یا تائید آسمانی اور اقبال غیبی کے ساتھ مخلوق پر اسکو خود مسلط کرنے  
 پس اگر وہ لیاقت اس کام کے رکھتا ہو امام عادل ہی نہیں تو امام جابر ہو عقیدہ پنجہ امام کو لازم  
 نہیں ہو کہ اپنے ہم عصرون سے خدائے نزدیک بھی افضل ہو کہ واسطے کہ طاقت کو حق تعالیٰ نے اپنے نفس کے ساتھ  
 خلیفہ کیا حال کلمہ حضرت شمول اور حضرت داؤد موجود تھے اور بلاشبہ طاقت سے افضل ہاں یہ ضرور ہو کہ  
 اگر سبست و کشادہ لے اپنی بیعت سے کسی رئیس کو نصب کریں تو انکو چاہیے کہ افضل کو نصب کریں واسطے  
 ریاست اور شرائط سرداری کے نہ اور کاموں میں بیشک ہو کہ سبست و لی کامل اور عالم متبحر اور پیدہ لیاقت  
 ایسے ہوتے ہیں کہ اُن سے ایک گھر کی سرداری بھی سرانجام نہیں ہو سکتی پس ان کاموں کے لیے دوسرے قسم کی  
 فضیلت چاہیے اب جاننا چاہیے کہ یہ تینوں شرطیں یعنی معصوم اور منصوص اور فضیلت کے امامی نے امام  
 میں جو بڑھالی ہیں اپنے زعم میں یہ سمجھ لیا ہو کہ جب ہم خلفائے ثلاثہ کی امامت سے انکار کرینگے تو اپنے  
 دعوے کو سرانجام کر لیں گے اور اہل سنت کے جواب کی محتاج نہونگے کہ واسطے کہ خلفائے ثلاثہ اہل سنت کے  
 نزدیک نہ معصوم ہیں نہ منصوص علیہ اور انفضلیت میں بھی گنجائش بحث کی بہت ہو تبس مناسب یہ ہوگا  
 کہ مجتہدۃ ممتہ الخضم یعنی دشمن کے ساتھ رفاقت کرنا ہم بھی ان شرطوں کو تنہا ذکر کریں جبکہ ابو بکر صدیق  
 کی امامت کا ذکر کریں اُسکے ضمن میں اسکو بھی ذکر کریں اور ان شرطوں کی جبر کو خود کے پھیکدین لیکن جبکہ  
 امامی نے اپنی کتابوں میں اصل سب مسائل کا ان شرائط کو ٹھہرایا ہو ناچار انکی متابعت سے اس موقع پر بھی  
 جہاد موافق مقتضا مقام کے نفی ان شرائط کی کی گئی مگر پورے کلام کا جو شرح بسط کے ساتھ ہو گا وہاں  
 منظر ہونا چاہیے عقیدہ ششم یہ کہ امام بعد رسول خدا کے بلافاصلہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی مذہب  
 اکثر اہل اسلام کا ہی فقط شیعہ اس عقیدے کے منکر نہیں تھا اور جتنے فرقے شیعہ کے ہیں سب اس بات میں

محکم دلائل و براہین سے مزین  
 متن و ماحول پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
 علامہ اسکاٹ کی تقریر کا نقل

علامہ اسکاٹ کی تقریر کا نقل

شریک ہیں کہ امام بعد رسول کے بلافاصلہ جناب امیر ہیں اور ابو بکر غاصب ہیں حیلہ اور غلبہ امیر کو منصب امامت سے نالید یا آپ امیر قائم ہو گئے یہ عقیدہ ایسا ہے کہ اس پر تمامی فرقہ شیعہ کے متفق اور جمع ہیں بان اگر انکے آپس میں کچھ اختلاف ہو تو جناب امیر کے بعد میں ہر اور سنت جماعت کہتے ہیں کہ حضرت امیر اس وقت میں امام تھے جس وقت میں لوگوں نے ان سے بیعت کی نہ اس سے قبل البتہ استحقاق امامت کا حضور جناب امیر پر ہے رکھتے تھے چنانچہ خلفائے ثلاثہ بھی اس استحقاق میں انکے شریک تھے اور بعد حضرت امیر کے حضرت امام حسن امام تھے بعد حضرت امام حسین کے اور امام استحقاق اپنی امامت کا ظاہر کرتے تھے لیکن جو نے بیعت اہل بیت و کشتی واقع منویٰ اور اکثر نے بسبب غلبہ شغل باطن اور علیم علم کی درخواست امامت کی لگی بظاہر امام منویٰ اور جاتا چاہیے کہ اہل سنت امامت کو پیشوے دین کے معنی میں بھی بولتے ہیں اسی سبب سے امام اعظم امام شافعی کو کو پیشوائی کے تھے اور امام غزالی اور امام انصاری کو کو عقائد اور کلام میں اور تافع اور قاصد کو قرأت میں امام تھے امام کہتے ہیں اور ایمہ الہمارا ان سب فنون میں پیشوا ہوئے ہیں خصوصاً ہدایت باطن اور ارشاد و طریقت کے لئے مخصوص تھا اسی سبب اہل سنت انکو بقیعہ امام جانتے ہیں نہ وہ امامت جس سے مراد خلافت ہو کس واسطے کہ خلافت میں انکے نزدیک ملک میں تصرف ہونا دھن استحقاق اور غلبہ اور شوکت اور جاری ہونا حکم کا ضروری ہے کس واسطے خلافت کو ٹھہرنے یا بیچ اشخاص مذکور میں منھر کیا ہے یعنی خلفائے اربعہ اور حضرت امام حسن اور کہیں امامت کو بادشاہت اور ریاست کے معنی میں بھی لیتے ہیں اس واسطے کہ بدشاہ ہر چند خوش سیرت ہو لیکن بعض امور دین میں جیسے جہاد اور لوٹ کا بانٹنا اور جمعہ اور عید و ن کا قائم کرنا یہ بھی پیشوائی کی بات ہے جس ان تینوں طلاق کو جلاحدہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا چاہیے ہر چند ان سب معانی کا ایک ہی چیز کی طرف رجوع ہو کہ مَنْ يَقْتَدِیْ بِہِ فِیْ اَمْرِ مِنْ اَمْرِ رَاہِ الدِّینِ حَتّٰی اَمِیرًا لِّیْچہ اور پیشوائی نماز کے کہ وہ بھی یہی بات ہے کہ امام ہو اور جو پیشوائی دین کی جملہ باتوں میں ہو تو خواہ ظاہر خواہ باطن جس سے خلافت خفیہ ہو کہ منھر انھیں پانچ شخصوں میں ہے اور یہ اطلاق انکے موافق استعمال قرآن مجید کے ہیں اور اسی سے اخذ کئے ہوئے کہ پیشویان دین کو بظاہر تعریف نہیں رکھتے تھے ایمہ فرمایا ہو وَجَعَلْنَاہُمْ اَئِمَّۃً یَّہْتَدُوْنَ بِاَمْرِہِمْ نَکِیْنِ کیا جنھ انکو امام کہہ رہے ہیں ہمارے حکم کی اور ہر کسی کو یہ دعا ملے کہ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ وَجَعَلْنَاہُمُ الْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا یعنی کہ تو ہر کس واسطے متقیوں کے امام اور خلافت میں ہر جگہ قید فی الارض کی فکر فرمائی لَیْسَتْ خِلَافَتُہُمْ

ان منہر

۱۱

فیہ

فِي الْاَرْضِ اَوْ يَجْعَلَهُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ اَوْ يَجْعَلَهُمْ خُلَافَةً لِّلْاَرْضِ لِغَيْرِ ذٰلِكَ  
 مِنْ اٰيَاتِ اَوْ حضرت امام حسنؑ کو وجہ صلح کی معاویہ کے ساتھ اور ترک خلافت کی باوجود اس کے کہ  
 استحقاق خلافت کا منحصر نصیبین کی ذات عالی صفات میں تھا اور جانب خلافت کے بے استحقاقی ظاہر  
 یہ ہو کہ حضرت امام نے جانا تھا کہ زمانہ خلافت کا گزر چکا اور کنگھنے بادشاہی اور دورہ ظلم و سبدا کا  
 آپہنچا اگر مین اس ریاست کا کام اپنے دے رکھو تھا تو تقدیر الہی مین تو ہر نہیں منظم ہوگی اور فتنے اور  
 فساد اور غصب اور عناد و میان مین پیدا ہو گئے اور جو مصلحتیں کہ امامت مین ملحوظ و منظور ہوتی ہیں بالکل  
 فوت ہو جائیں گی ناچار اسوقت کی ریاست سے کنارہ کیا اور معاویہ کو حکم سپرد کر دیا کہ اسوقت کی ریاست  
 کے لائق تھے اور یہ صلح اور سپردگی بسبب قلت دولت کے واقع نہیں ہوئی کس واسطے کہ امام کے ساتھ بھی  
 فوج کثیر تھی اور جان باز یونہی مستعد ایک لاکھ روپ کی مدد مین ساعی لیکن جو مدت خلافت کی کل  
 تیس برس تھے اور وہ منقضى ہو گئے تھے لہذا ترک کر دی اور صاحب فصول نے جو امامیہ سے ہو جو کچھ نقل  
 کیا ہو کہ رئیس امام کے لشکر کے معاویہ سے مل گئے تھے امام کو یقیناً اُنکا حال معلوم ہو گیا تھا کہ انھوں نے  
 ارادہ فاسد مصمم کیا ہو کہ امام کو کپڑے اُس باغی کے حوالے کر دیں محض انفرادی ہو کس واسطے کہ خود اپنی تکبر  
 حضرت امام سے خطبہ روایت کیا ہو کہ حضرت امام نے فرمایا اِنَّمَا فَعَلْتُ مَا فَعَلْتُ اَشْفَاقًا عَلَیْکُمْ  
 تَرَوْہُمْ بَعْدَ اِسْتِغْنَائِہُمْ عَنْہُمْ اِنْہُمْ اَزْهَرُوْا شَفَقْتُ عَلَیْہُمْ اِنْہُمْ اَزْهَرُوْا دُورُہُمْ دُورُہُمْ خُطْبَہٗ مِیْنِ  
 شریف رضی اور صاحب فصول دونوں نے روایت کیا ہو لکھا ہو کہ حضرت امام نے فرمایا اِنَّمَا اَبْرَمْتُ الصَّلٰمَ  
 بَیْنَہُمْ وَبَیْنِیْ مَعَاوِیَہَ قَالَ اِنَّ مَعَاوِیَہَ قَدْ نَارَ عَلَیْہِ حَقَّیْ دُوْنَهُ مَقَرَّتْ الصَّلَاحُ لِلَا مَنَہِ  
 وَقَطَعَ الْفِتْنَةُ وَكَذٰلِكَ تَبَعْتُمُوْنِیْ عَلٰی اَنْ تُسَالِمُوْا مَنْ سَالَمْتُمْ وَتَحَاوِبُوْا مَنْ حَادَّ بَیْنِیْ  
 وَرَاٰیْتَ اَنْ اَحْضَنَ دِمَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ مِّنْ سَیْفِکُمْ اَوْ لَمَّا اَرَادَ بَذْلَکَ الْاَصْلَ حَکْمٌ شَرِیْفٌ  
 جب حضرت امام نے اپنے اور معاویہ کے درمیان مین صلح ٹھان لی کہ بیشک معاویہ نے مجھے جھگڑا کیا  
 میرے حق مین کہ خاص میرے واسطے تھا اُس کے واسطے پس مین نے نظر کی صلح است اور قطع ہو جانے  
 فتنے کی طرف اور تم نے مجھے بیعت کی تھی اس بات پر کہ صلح کرو تم جس سے مین صلح کروں اور لڑو جس سے  
 مین لڑوں اور مین نے محفوظ رہنا خون مسلمانوں کا خون کرنے سے بتردیکھا اور اس صلح کا ارادہ  
 خاص تمہاری بہتری کے واسطے کیا اِن دونوں خطیبوں سے صریح ظاہر ہو کہ ملک کو معاویہ کے نصرت مین

امام حسنؑ کی باوجود اس کے کہ

معاویہؓ کی ریاست

خلافت امام حسنؑ سے

اَللّٰہُ



دیدنیا اور ریاست اسکے سپرد کر دینا بیچارگی اور در ماندگی کے سبب سے تھا بلکہ برحایت اس مصلحت کے

جو حضرت امام ہمام کے خاص شایان تھی یہ صلح فرائی اور دوسرے خطبے میں صریح اسلام فریق ثانی:

معلوم ہوتا ہو کہ سوا سٹے کے صلح کرنا کفار اور مردوں سے بخون فتنے کے جائز نہیں ہو بلکہ ایسے لڑائی چھوڑ دینا

کہ ان کا غلبہ ہو جائے عین فتنہ ہو تو تعالیٰ وَكَانَ لَكُمْ هُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَكَيُكُونَ الدِّينَ

لِللّٰهِ یعنی لڑو تم اُسے یہاں تک کہ نہ ہو فتنہ اور اللہ کا خاص دین ہو جائے اور صاحب فصول وغیرہ نے

امامیہ سے روایت کی ہے عَنْ ابْنِ مُحَمَّدٍ اِنَّهُ قَالَ كَانَ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ عَلِيٍّ يَبْدَأُ الْكُرَاهَةَ لِمَا

كَانَ مِنْ اَخِيهِ الْحَسَنِ مِنْ صَلَاحِهِمْ مَعَاوِيَةَ وَيَقُولُ لَوْ جَزَا اَنَفِي كَانَ اَجَبْتُ اِلَيْهِ مِمَّا فَعَلَهُ اَيْ

ترجمہ ابی مخنف سے روایت ہو کہ بیشک حال یہ ہو کہ کہا حسین بن علی نے اور ظاہر کرتے تھے کہ اس بات کو

اس بات میں کہ مہوئی اُنکے بھائی حسن کی صلح معاویہ سے اور کہتے تھے کہ اگر کاٹنی جاتی ہماری ناک تو اچھا

ہوتا ہوتا اس بات سے کہ ہمارے بھائی حسن نے کی جس یہ کلام امام شہید کا بھی صریح دلیل اس بات کی ہے

کہ ناجاری و در ماندگی سے نہیں چھوڑی اور نہ سپرد کی کسوا سٹے کہ اگر یہ امر اُنکی اضطراری و مجبوری

سے ہوتا تو حضرت امام شہید غائب کیوں ظاہر کرتے اور شکایت کیوں کر سوائے امر اضطراری تو قابل شکایت

اور غائب ہی کے نہیں ہوتا الصُّورَاتُ تَبْدِيهِ الْمَحْظُورَاتِ یعنی ضروری چیزیں مباح کرتی ہیں مخطور

چیزوں کو اور اہل اسلام و فرجام امام ثانی میں جو کتب شیعہ سے مروی ہو یہ دلیل بھی ہو کہ امام وقت کے

فعل کو مکروہ جانتا اور اس سے ناخوشی ظاہر کرنا اس سبب سے کہ وہ فعل خلاف اپنی مصلحت معقودہ کے

ہو کچھ قباحت نہیں رکھتا اور یہ بھی معلوم ہو کہ رعایت مصلحتوں وقت اور حال میں بزرگان دین کو

بھی اختلاف رایوں کا واقع ہوا ہو اور منہج بنا خوشی نہیں ہوا اور کسی نے کسی کو اس خلاف پر بڑبڑ نہیں

کھڑا یا تسنن دونوں ہر قانون کو نفیست یا در رکھنا چاہیے ایسا نہ ہوتا تھ سے جاتے رہیں کہ بہت

جگہ نہ کام آئیں گے اور اس مقام میں جاننا چاہیے کہ بعض جاہل لوگ امامیہ سے نہایت بغض اور تعصب

کے مارے کہتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک بعد عثمان شہید کے امام معاویہ بن ابی سفیان ہی یہ بات اُنکی

بیشری اور سچیائی سے پیدا ہوئی ایسی ہی جیسے دروغ گویم ہر دوسے تو ورنہ ہر جاہل جسے فارسی ہی

بڑھی ہو بلکہ طفل مکتب کہ فارسی کا عقائد نامہ اہل سنت کا جسکو مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی نے

انظم کیا ہی بڑھایا دیکھا ہی یقین جانتا ہے کہ کل اہل سنت متفق ہیں اس بات پر کہ معاویہ بن ابی سفیان

شروع امامت حضرت امیر سے اسوقت تک کہ حضرت امام حسن نے اسکی پیروی کی باطنیوں سے تھا کہ امام  
 وقت کا مطیع تھا اور جب حضرت امام نے اسکی پیروی تو بادشاہوں سے ہوا حدیث کہ جو بادشاہ  
 اس پاس کے تھے جدا جدا ہر ایک کے لیے امام منصوب کرتا تھا اور وہ لوگ اسکی امام و نواہی کی پیروی  
 کرتے تھے اور ابن ملک سلطان عام تھا قاضی مالک اسلام پر کہ حضرت امام نے مصلحتاً اور ضرورتاً سلطنت  
 عام اسکی گوارا فرمائی تھی جیسا کہ چاہیے دیا انکا اتباع نہیں کرتا تھا بلکہ جیسے زور آور صوبہ دار اپنے مسلمان  
 سے معاملہ کرتے ہیں یا جیسے مختار لوگ شاہ عالم کے کہ ہماری وقت میں نام کا بادشاہ ہے اسکی کہ اسکی  
 طرف رجوع کریں امور سلطنت میں تصرف کرتے ہیں اور سولے روزینہ مقرر پیونہ پانچاے اور رضیان لکھے  
 اور انقاب و خطاب حاصل کرنے کے بادشاہ سے کچھ مطلب نہیں رکھتے بسلے ہی حال میں وہ بادشاہ تھا کہ  
 بظاہر موافق تجویز اور رضا امام کے ملک کو لیلیا تھا اسیدو سطر اہل سنت اسکو کہتے ہیں کہ اسلام میں اول  
 بادشاہ وہ ہوا جو اب ہم اس بات پر آئے کہ جب اسکو باغی اور شغب جانتے ہیں تو لعنت کیوں نہیں کرتے  
 اسکا جواب اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ جو مرکب کتاہ کبیرہ کا ہے اسپر لعنت جائز نہیں ہے اور باغی بھی عجب  
 کبیرہ کا ہے کچھ اسبیر کو نکمر لعنت جائز ہے اس مقدسے میں بھی انکی دستاویز کتاب اللہ اور عترت ہے لیکن کتاب  
 جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ تَبْنِيْ خَشْيَتِ الْاِثْمِ لِبْنِ  
 گناہ اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی صریح نص قرآنی دلالت کرتی ہے کہ جو شخص یا نذر ہو اسکی  
 حق میں مطلوب شائع کا استغفار ہو وَاَلَا هُمْ بِالْاِثْمِ نَهَى عَنْ صِدْقٍ بَاطِنٍ حُكْمٍ كَرَانَسِيْ جِزْبِ بَرِّ بَارِ كُتَاوِ  
 اسکی حد سے موافق قاعدہ اصولیہ کے ہے اور امامیہ کی بھی پس اس استغفار کا سنی لعن کی ہے اور ہر مرکب  
 کبیرہ باجماع سنی و شیعہ دونوں کے ايمان نذر ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَنْ طَافُ اَنْفَاكُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ  
 اَفْتَنَّا لَوْ اَقَاتُ اَبْنَاهُمَا اِلَى اَحْرَا لَا يَتَبَسَّلُ سَرَايَتِ كَ مَوَافِقِ بَحِيْ لَمَنَ اسْكِيْ سَنِيْ عَنَدِيْ بَعْنِيْ اَسْ  
 باز رکھے گئے البتہ لعن بالوصف اہل کبار کے حق میں آئی ہے جیسے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ یعنی  
 خبردار ہو ظالمونہ اللہ کی پھر نکال رہا ہے اور فَجْعَلْ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ یعنی پس ظالمین ہم لعنت  
 اللہ کی جھوٹو نہیں لیکن یہ لعن و حقیقت لعن اس صفت کی ہے یعنی ظلم بالکذب کی نہ صاحب صفت کی  
 اور اگر بالفرض صاحب صفت ہی کی یعنی ظالم اور کاذب کی تو یہ صورت ہے کہ ایمان جو ائمن موجود  
 ہو مانع لعن کا ہے اور ظلم و کذب یہ صفت جو ائمن موجود ہوئی ہے لعن کو جائز کرتی ہے اور شیعہ امامیہ کے

جو بے ایمان نہ ہو

ظاہر

جو بے ایمان نہ ہو

جو بے ایمان نہ ہو

اصول میں یہ بات ٹھہری ہوئی ہو کہ اِذَا جُمِعَ الْمَلِیْمُ وَالْمُحْسِنُ غَلِبَ الْمُحْسِنُ یعنی جسوقت جمع ہو دو باج چیز  
اور حرام چیز تو حرام کو غلبہ ہوتا ہو اور بھی وجہ مقتضی باد صفت ثبوت مانع کے اتفاقاً حکم کا نہیں کرتا اور پھر  
لعن فقط وجہ صفت پر مرتب نہیں ہوتی تا وقتیکہ ایمان جو مانع ہو رہا ہو یہ جاتا نہ جیسے کافر کے حق میں  
ہو کہ یقیناً وہ کفر میں مرا ہو اگرچہ اُس میں کسی بر صفت نیک کرواری کی ہو اُسکی مغفرت چاہنا جائز نہیں ہے  
تو تعالیٰ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ  
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ یعنی وہ لوگ کہ آئے بعد اُن سے  
کہنے میں اسے پروردگار ہمارے مغفرت کرو تو ہمارے واسطے اور ہمارے بھائیوں کے واسطے  
جو ہم سے پہلے گزر چکے ایمان کے ساتھ اوست کرو تو ہمارے دلوں میں عداوت اُن لوگوں کی کہ ایمان لائے ہیں اور  
پروردگار ہمارے تو بڑا مہربان اور رحم والا ہو اسی بت میں بھی کوئی قید عمل صالح کی نہیں لگائی ہو بلکہ طلب  
مغفرت اور ترک عداوت و بغض کو محض ایمان ہی پر مرتب کیا ہو پس بغض و عداوت ترک کرنا اور لعن سے  
بچنا کہ اس کے واسطے طلب مغفرت لازم ہو ہر شخص ایمان کے ساتھ ضرور ہو اگر اس قسم کی آیتیں قرآن میں نہ ہوتیں  
بہت سی بہت بانیگے اب عبرت کا حال سنئے کہ امامیہ کی کتابوں میں بتواتر یہ بات پونہچی ہو کہ حضرت امیر نے اہل شام  
کی لعن سے لوگوں کو منع فرمایا اور حضرت امیر کے منع کرنے سے منع نہ ہوا اور باز نہ ہوا اہل سنت کا کام نہیں ہو  
البتہ شیعوں نے اس موقع پر کہا ہو کہ حضرت امیر نے اس سبب سے منع نہیں کیا کہ وہ قابل امت کے تھے بلکہ ہندوب  
اخلاق اور حسن کلام لینے یا رون کو تعلیم فرماتے تھے چنانچہ یہ لفظ کہ روایت منع میں وارد ہو اسی بات پر  
ولات کرتا ہو فَاِنَّ الْكُفْرَانَ كُنُوتًا سَبَّكَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بَشَاكٌ مِّنْ بَرٍّ جَانِتٍ اَوْ هُوَ اُولٰٓئِكَ  
وہ ہندوں سے جو اہل سنت کہتے ہیں کہ حسن بات کو حضرت امیر نے ہمارے واسطے مکروہ جانا ہو اُسکو ہم کس طرح مجبور  
کر لیں بلکہ اُسکو عبادت و قربت حاشن ہو کہ لینے امام کا حکم جانا چاہیے اور جو اُنھوں نے ہمارے واسطے مکروہ ٹھہرایا ہو  
اُسکو مکروہ سمجھنا چاہیے وجہ کہ امت کو امام جائے ہو کہ وجہ سے کیا عرض آور بھی اہل سنت کے واسطے قول ہو کہ  
سبح البلاغت میں ایک روایت موجود ہو جس سے شیعوں نے چشم پوشی کی ہو کہ صریح اس بات پر دلالت کرتی ہو  
کہ لعن سے جو منع کیا ہو حضرت امیر نے اس سبب تھا کہ شرک اسلام اور برادری ایمان کی باقی تھی وَهُوَ  
اَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ لَعْنَ اَهْلِ الشَّامِ مِنْ اَمْتِيهِ خَطَبَ وَقَالَ اَصْبَحْتُ اَنْفَالًا اَوْ اِنِّي لَا اَسْتَلاَمَ  
عَلَيَّ مَا دَخَلَ فِيهِ مِنَ الزَّكِيمِ وَالْاَوْعِي حَارِجٍ وَالشُّبْهَةُ وَالْاَوَّلُ تَرْجُمَةُ آدَمَ وَرَوَاهُ ابْنُ سَبَّاحٍ

اصول  
باب ہفتملہذا  
مغفرتع  
سبح

جب امیر المؤمنین نے سنا کہ ہمارے اصحاب اہل شام کو لعن کرتے ہیں خطبہ پڑھا اور کہا کہ صبح کی ہنسنے کا قتل  
 کریں ہم اپنے بھائیوں کو اسلام میں اس بات پر کہ جو کچھ داخل ہوئی ہو اسلام میں برابر ہی اور کچھ بظور تاویل  
 اور یہ روایت صحیح کتابوں میں امامیہ کی بھی موجود ہو اور جو پہلی روایت بھی کتب شیعہ میں صحیح ہو اور اس بات پر  
 دلالت کرتی ہو کہ ائمہ اس واسطے منع کیا ہو کہ لعن کی عادت نہ پڑ جائے اور زبان و راز ہی نکریں اور انکی گفتگو  
 کی اصلاح ہو جائے اس بات پر ہنسنے قیاس کیا کہ پہلی روایت اُن لوگوں کے حق میں ہو کہ لعن بالوصف کرتے  
 تھے کہ وہ شرعاً جائز ہو لیکن جو لوگ کہ پوچھنا چاہتے تھے شرعیت کے ہیں جیسے انبیا انکو صفات قبیح کے قبیح  
 جاننے سے ضرور بڑتی ہو کہ اُس لعن کو اپنے کلام میں استعمال کریں مگر اور لوگوں کا یہ منصب نہیں ہو کہ واسطے  
 کہ انکی زبان کو لگام نہیں اگر اس لعن بالوصف کی عادت پڑی ہو ضرور ہو کہ جو لائق لعن کے نہوگا اُسکو بھی  
 کہہ اٹھیں گے اور گو نگھا لیکن ترک اولیٰ ہو اس سے کہ بطور وظیفہ رات دن کے لَعَنَ اللہُ الشَّامِیَّاتِ  
 لَعَنَ اللہُ الشَّامِیَّاتِ الخ یعنی لعنت ہو اللہ کی جو رہا اور لعنت ہو اللہ کی شراب پینے والے پر زنا و زنا  
 کرتے ہیں دوسری روایت اُن لوگوں کے حق میں ہو کہ مقرر اور خاص کر کے شام کے لوگوں کو لعنت کرتے تھے  
 اور ایمان لکھا جو مانع لعن کا تھا اُسکے مانع ہونے سے غافل ہوتے تھے جس حضرت امام کی دونوں روایتوں پر  
 ہمیں عمل کیا اور عزت کو کتاب اللہ سے ہنسنے موافق کیا اور ہمارا یہی طریقہ ہو کتاب اللہ اور کلام عزت کے  
 سمجھنے کا اور اس پر خدا کا شکر کرتے ہیں اور اس مقام میں شیعوں کے بعض دانشمندان نے کہا ہے کہ ہمارے  
 نزدیک بھی لعنت اُس کا فریب جائز اور اُس سے مخصوص ہو کہ قطعاً موت اُسکے کفر پر معلوم ہوئی ہو اور ہمارا  
 قاعدہ مقتضی اسکا نہیں کہ باغیوں پر جو مرکب کبیرہ کے ہوئے مگر دائرہ ایمان سے خارج نہوئے ہوں اور ہم انکو  
 لعن کریں لیکن یہ حکم تو اُن لوگوں میں ہو جو حضرت امیر سے لڑے نہیں ہیں اور جو لڑے ہیں ہمارے  
 نزدیک کا فرہین موافق دلیل حدیث کے حسب شیعہ اور اہل سنت دونوں متفق ہیں کہ جناب پیغمبر نے حضرت  
 امیر سے خطاب کر کے فرمایا اِنَّکَ بِکَافِرٍ تَمِیْیْنٍ تَجِبُ لَہٗ مَا جِیْبُ لَہٗ اَوْ اَسِیْدُوْا سَیْطَیْہٖ خَوَاجَہٗ لَیْصِرَ لَہٗ  
 حضرت امیر کے مخالفین اور عمار بن میں فرق کیا ہو اور کہا ہو مَحْضُ الْمَوْتُ فَسَقَہُ وَلَحْدَہٗ کَوْہُ کَفَسَہُ  
 یعنی مخالف جناب امیر کے فاسق ہیں اور لٹنے والے کا فرہین اگر قائل بنا اپنے کلام کی مشہور کلام جمہور امامیہ  
 پر کرتا کہ منکر امامت امام کو مثل منکر نبوت نبی کے کا فر کہتے ہیں کوئی وجہ فرق مخالف و عمار رب کی نفی  
 دونوں کو کا فر کہتا لیکن خواجہ نصیر قول مشہور جمہور سے مدینہ جو علیہ ہوا کہ صحیح روایتیں حضرات امیر سے

دونوں روایتوں پر  
 امام کی

امیر سے

حضرت

کافی اور صحیح شیعہ میں ان بات پر ثابت ہوئیں کہ مکہ مکرمہ کی امامت کا کافر ہی جب تک کہ ایک کلمہ بجز منصب عداوت منواری ہمارا  
قتل بخون حلال نہ ٹھہرے اور نہ کو حکم نجات کا فرمایا ہو اللہ نے چنانچہ کلام فاضل کا شفیق جواب ثانی میں جو مفصل ہے  
روایتیں گذرین اور بھی دونوں فریق کی کتابوں میں مروی ہے کہ اگر انتخاب نے اہل عبا کو فرمایا انا سکرم لمن ساء لکم  
وخرجه لمن خرنم ترجمہ میں صلح ہوں اس سے جس سے تم صلح کرو اور جنگ ہوں اس سے جس سے تم جنگ کرو اور  
جنگ رسول کی بلاشبہ کفر ہی بس حرب حضرت امیر اور اورائے کی بھی نفی ہوئی اور اہل سنت کہتے ہیں کہ اس حدیث سے  
حقیقت کلام کی مراد نہیں ہے بلکہ تہدید اور تغلیظ ہے کہ اہل لڑائی کے معاملے میں تا کوئی قصد لڑائی کا کرے اس واسطے کہ یہ  
لڑائی اشد گناہان کبیرہ سے ہو اس لیل سے کہ حضرت امیر نے اخوت اسلامی اہل شام اور ان کے بقاے ایمان کا حکم فرمایا کہ  
روایت صحیحہ اسکی امامیہ کے پاس موجود اور اگر معنی اس حدیث کے ایسے ہی ہوتے جیسے شیعہ سمجھتے ہیں اور خواجہ نصیر نے بھی  
تو حضرت امیر کا فہم غلط پر تھا جو ایسا فرمایا ماذ اللہ میں ذلک بس ہو تو پوری حضرت امیر کی کرنا چاہیے نہ خواجہ نصیر پور  
اس جیسوں کے اس واسطے کہ خواجہ نصیر معصوم نہیں ہوا اور امیر معصوم ہیں خواجہ نصیر اور حضرت امیر سے جو کچھ فرق ہے  
وہ دونوں کے تابعین میں اثر کر لیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بالالتفات خبر احادیث حرب حضرت امیر  
کو حرب رسول کہا ہے فقط اور قرآن مجید میں قطعاً متواتر ہے کہ سودخور کیو حرب خدا اور رسول دونوں کہا ہے  
قوله تعالى فَاَنْتُمْ تَعْمَلُونَ فَاَذْنُوْا يَحْرِبْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاِنْ تَنْتَهُم فَلَکُمْ مَوْءُوْسٌ اَمْوَالُکُمْ  
اَلَا تَظْلُمُوْنَ وَلَا تَظْلَمُوْنَ ترجمہ میں اگر نہیں کرو گے تم تو خدا پر ہوا خدا اور رسول کی لڑائی سے اور اگر  
توبہ کرو گے تو تمہارے واسطے تمہارا مال ہے نہ تم نے ظلم کیا نہ ظلم کیے جاو گے اس روایت میں کیوں نہیں سمجھو خواجہ  
نصیر کی اس سودخور پر کہ سود سے توبہ نہ کرے حکم کفر کا کرتی ہو اور کیوں نہیں سودخور کیو توبہ کے موجبات کفر سے  
گناہ اور گناہان کبیرہ سے مخصوص نہیں کرنا ایسے ہی فرمایا ہے قطع الطریقون کے حق میں انما جزاء الذین  
ایما ساء بون اللہ ورسوله والحد والالت کرتا ہے اس بات پر کہ محارب ہیں وہ خدا و رسول کے بس معلوم ہوا کہ  
گناہ کبیرہ شدید اور عظیم پر لڑائی خدا و رسول کی لازم آتی ہو اور ایمان نہیں جاتا اور جو بیعت اس مقام پر  
تقریبی ہو یعنی بسبب قول نصیر طوسی کے اس واسطے بنظر طوالت اسکو چھوڑ کے اصل مطلب کی طرف ہم رجوع  
کرتے ہیں اصل منشا اشتباہ اس فرقے کا یہ ہے کہ معاویہ اور سوانکے مروانی اور عباسی آپ کو خلیفہ کہتے تھے اور ان  
سے بھی کہلاتے تھے ایسا اسلئے کہ بظاہر مشابہت خلافت پیغمبر سے رکھتے تھے مثلاً جہاد کی رسم اور شہدوں کا فہم کرنا اور  
لیاری لشکر اور غنیمتوں کا بانٹنا اور صدقات اور صفاقت دارالاسلام کی شرکاء سے کرنا اور علما

۱۵۰۰

علا موضوع

22

منہا و کبریا و اعلا

اہل سنت بھی اس لقبے اسی مشابہت ظاہری کے سبب اور اس سبب کہ اسما و القاب ہر فرقے کے موافق لگتی اصطلاح کے ہوتے ہیں ورنہ کو کیا ضرور کہ ہمیں چاش کرین طلاق کرتے تھے جیسا کہ اب بھی کہ جو کوئی کہ بلاے معلی کو گیا اور ملا نصیر و لخواں قرعہ کتاب شریعی کی محال کے آتا ہی اس فرقے کے نزدیک مجتہد کہلاتا ہی علیٰ ہذا النقیس اس مانے میں لفظ خلیفہ نے ابتداء پیدا کیا تھا اس گروہ نے سمجھا کہ جو لفظ خلیفہ مراد نام کا ہی یہ گروہ یعنی اہل سنت ان لوگوں کو بھی خلیفہ و امام بنی جانی بنی علیٰ فہمیان لگی ہیں ورنہ محققین اہل سنت کے طلاق لفظ خلیفہ سے بھی طائفہ بکارت تھے چنانچہ حدیث صحیح میں اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً تَرُدُّی نے سعید بن جہان سے کہ راوی اس حدیث کا نقل کی ترجمہ یعنی خلافت بعد میرے شریع سے ہے جیسا سے یعنی سعید سے پوچھا کہ مراد ان بھی آپو خلیفہ کہتے ہیں تو اسے کہا کَذِبَ بَنُو الزُّنَّاءِ اِنَّهَا هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ ترجمہ جھوٹ کہتے ہیں بنو زنا یعنی بنی امیہ نہیں ہیں ہر گز بادشاہ بن زرین بادشاہ ہونے اور ابو بکر بزرگ نے کہ عمدہ ترین محدثوں اہل سنت سے ہے پسند حسن ابو عبد بن ابرار سے روایت کی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ ذِيكُمْ بَدْعُ نُبُوَّةٍ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةٌ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُونُ مَلِكًا وَجَبَرِيَّةٌ اِلَى اٰخِرِ الْحَدِيثِ ترجمہ کہ کافر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تھا سے دین کی نبوت اور رحمت پھر ہوگی خلافت اور رحمت پھر ہوگی بادشاہت جبر کی آخر حدیث تک حاصل کلام اہل سنت کے نزدیک مقرر ہی چیزوں سے ہے کہ امامت نے خود متین پس کی مدت پائی اور وقت صلح حضرت امام حسن کے کہ پندرہویں جمادی الاولیٰ سالہ کی تھی منقطع ہو گئی اور ترتیب بھی خلافت کی ان کے نزدیک جیسے قطع ہوئی ہو حق اور بہتر ہو وہ تقدیم کہ جب کا حق تاخیر تھا اس تقدیم کا نہیں ہو یعنی لوٹ پوٹ کچھ نہیں ہوئی اس بعد طاعت جناب پیغمبر کے ابو بکر صدیق امام بنی تھے چنانچہ کتاب کی دلیلین اور قول حضرت کے اس مقصد پر ان کے پاس موجود ہیں جیسے کہ کتاب نالہ انخفا من خلافت الخلفاء میں ہمارے دلیلین قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور اقوال عترت سے ایسے طور و طرز پر درج ہیں جنکو دھمکنی کے کان چنی آرائش سمجھیں اور جو اس سرسریں تعمیر میں ان کی خاطرین سراچہ جمعیت کا جانین مصنف اس کتاب کے پورانی دہلی کے رہنے والے تھے کہ آیات الہی سے ایک آیت اور معجزات نبوی سے ایک معجزہ تھے میں بھی بارہا ان کی زیارت سے مشرف ہوا اور تقریر رنگین کے گلوں سے امن کنار بھر اللہ تعالیٰ اعلیٰ

منہ

۱۱) بنوعه دایره  
۱۲) مختلفه دایره  
۱۳) بادشاه

صورت

جہانگیر نے لیکن اس رسالہ کو غور سے جولا لیں ہر چند آئین قرآنی اور چند طبعی غلطیوں کا کلمہ جاتی ہیں  
 تا مخالفت اس فرقے کے اس سلسلے کی جسکو اصل لاقول قرار دیا ہو اور مدار شیعہ نے کا افسر رکھا ہو  
 ظاہر ہو جائے و بِاللّٰهِ لَا شَيْعَانَةٌ وَ التَّوْفِيقُ وَمِنْهُ نُزِجَ الْوُصُولُ إِلَى سَوَاءِ الطَّرِيقِ یعنی اس پر  
 مدد دیا جاتا ہو اور توفیق اور اسی سے امید رکھتا ہوں سیدھی راہ ملنے کی لیکن قرآن جیسے کہ فرمایا  
 خذْ اِلٰی قَوْلِیْ ذَا وَ عَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ حِیْنَ  
 كَمَا اسْتَخْلَفْنَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَلِّکُنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا رِزْقُ لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ تَحْتِ  
 خَوْفِهِمْ اٰمَنًا لِّیُبَدِّلَ وَ تَنبِیْیَیْ كَا یُسِّرُ كُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اَوْ مِنْ كَفَرٍ اَبَدًا ذٰلِكَ فَالِیْكُمْ هُمْ اِنْفَاسُ قُوْنٍ  
 حَاصِلِ اِسْرَیْتِ کایہ کہ وقت نزول سورہ نور کے جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کیے تھے اُنھے  
 وعدہ فرمایا کہ تم میں سے ایک گروہ کو ہم خلیفہ کریں گے اور زمین پر مسلط فرمائیں گے جیسے کہ تھے پہلے گروہ ہوئے  
 کو خلیفہ کیا تھا مثل داؤد علیہ السلام کے کہ جبکہ حق میں یا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ مِنْ  
 وَاوْدِیْ یعنی اے داؤد ہم نے تجھ کو خلیفہ کیا زمین میں اور اور انبیاء نبی اسرائیل اور یہ بھی وعدہ فرمایا کہ تمہارا  
 دین پسندیدہ اور موافق خدا کے ہو اسکو زمین میں جگہ دینگے یعنی جاری کریں گے اور بھلائیوں کے اور مستقر  
 اور قوت اور کریں گے اور جو خوف کہ تمہارے دل میں ہو اسکو اس سے بدل دیں گے جسے بھی وعدہ فرمایا  
 بس یہ سب امور وعدہ الہی میں داخل ہوئے اور قابل واقع ہونے کے ہو گئے نہیں تو وعدہ الہی میں محلا  
 لازم آئے اور کل یہ امور رسولے زمانہ خلفائے ثلاثہ کے اور میں واقع نہیں ہوئے کسواسطے کہ امام مدنی  
 وقت نزول اس سورہ کے بالاجماع موجود نہ تھے اور حضرت امیر اگرچہ اس وقت میں موجود تھے  
 لیکن شیعہ کے زعم میں ان کے دین کا وہ رواج کہ مرضی الہی اور اسکا پسندیدہ ہو حاصل نہوا چنانچہ  
 تنزیہ الانبیاء والائمہ میں خریف مرعفی نے اسکی تصحیح کی ہے اس طہر پر کہ حضرت امیر اور ان کے شیعہ  
 ہمیشہ اپنے دین کو چھپاتے رہے اور مخالفوں کے دین کے پردے میں ہمیشہ گزراں کی اور اس کا کل  
 اور جو فی بھی ان کے زمانے میں حاصل نہی کسواسطے کہ اکثر شہروں میں اندر دوردور کے راہوں  
 مثل شام اور مصر اور مغرب میں منکر انکی امامت کے تھے اور جب اصل امامت کو نہیں ماننے تھے تو قبول  
 احکام کی کیا جگہ اور ہمیشہ شام کی فوج کا خوف وہراس کے عاملوں اور لشکر والو کو لگا ہی رہا سو  
 حضرت امیر کے کہ یہ اُس گروہ سے ایک فرد ہیں اور ہم گروہ کو کہتے ہیں بس جمع کو ایک شخص نہیں

نہیں  
 دین

کرنا خود خلافت اصول شیعہ کے ہر کم سے کم تین آدمی تو ہوں تب جمع ٹھیک پڑے جس حضرت امیر مستثنیٰ  
 ہیں اور امام کہ بعد حضرت امیر کے پیدا ہوئے اٹکا کیا ذکر کہ اس وقت ہی مین حاضر تھے اور انکا تسلط مین  
 مین اور انکے دین کا رواج بزعم شیعہ واقع ہی نہوا نہ امن رکھتے تھے بلکہ ہمیشہ ڈرنے چھپتے رہے بس  
 لازم آیا کہ خلفائے ثلاثہ کو خدا کی طرف سے وعدہ خلیفہ کرنیکا تھا یہی موعود بہ اختلاف تھے اور جو  
 دین کہ انکے زمانہ مین رواج پایا مصری اور پسندیدہ خداے تعالیٰ کا ہی اور یہی ہی معنی خلافت حقہ  
 کے جو مراد امامت کے ہو ملاح عبد اللہ مشہدی نے بڑی تلاش سے انہما را الحق مین کہا ہے کہ حمال  
 رکھنا ہے کہ خلیفہ معنی لغوی مین ہو اور اختلاف لانا ایک شخص کا بعد دوسرے کے چنانچہ بنی اسرائیل  
 کے حق مین وارد ہوا اَعْلٰی سَکَرْتُمْ اَنْ یُّهْلَکَ عَدُوْکُمْ وَ یَسْتَفْلِکُمْ فِی الْاَسْجِنِ یعنی تو یہ  
 یہ کہ پروردگار تمہارا ہلاک کرے تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کرے تمکو ملک مین اور خاص معنی واسطے  
 خلیفہ کے یہ ایک اصطلاح نئی پیدا کی ہوئی ہو بعد وفات حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور شہرت  
 اس اصطلاح کی اُن لوگوں کے اقوال مین جنہوں نے کتاب مین حدیث اور سیر اور تواریخ کی جمع کی ہوں  
 بعد گزرنے زمانہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد ثابت ہونے امامت مسلمانوں کے موافق وہ  
 مخصوص معروف لکھی ہوئی کے حامل ہو گئی انتہی کلامہ جواب اس بات کا یہ کہ کہنے کب کہا کہ  
 اختلافات معنی لغوی کے ساتھ کلام مین مستعمل نہیں ہو قاعدہ اصولیہ شیعہ کا یہ کہ قرآن کی لفظ کو  
 حتی الامکان معانی اصطلاحیہ شرعیہ پر لگاتے ہیں نہ معانی لغویہ پر نہیں تو یعنی معانی لغویہ پر  
 لگائے جائیں تو تمام شریعت برہم ہو جائے اور کوئی حکم احکام دین سے ثابت نہ ہو مثلاً جس جگہ قرآن مین  
 لفظ ایمان وارد ہوا ہی اسکو تصدیق لغوی پر قیاس کریں اور صلوة کو دعا براور حج کو قصد پر  
 اور علی ہذا القیاس اب ہم اس طرف رجوع ہونے کہ یہ معنی خلیفہ کے بھی اصطلاحی شرعی مین مستعمل  
 مولفون کے بس شیعہ کو بھی اس مسئلہ مین حکم کیا یعنی بیچ اگر چاہتے ہیں کہ تسک لگا اس حدیث پر کہ  
 اَنْتَ مِیْنِیْ بِسْمِیْ لَہٗ هَاؤُنْ مِنْ مَّوْسٰی بِاَنْتُمْ اَمْ اَخْلَفْتَنِیْ فِیْ قَوْلِیْ تَبِیْ اَیْنِیْ تَبِیْ  
 ہاؤن موسیٰ سے معہ انعام اس آیت کے خلیفہ ہو تو میرا میری قوم مین در صورت صحت خلافت حضرت  
 امیر کے صورت پکڑتا ہے اور تسک لگا اس حدیث کے ساتھ یا عِیْ اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ مِنْ بَعْدِیْ  
 آجلی تو خلیفہ ہو بعد میرے اس مدعا پر قرار پاتا ہو ضرور سچ کہہ گئے کہ حقیقت الامر کیا ہو اور بھی



ثبات کرنا معنی اصطلاحی امامت کا لفظ امام سے کہ قطعاً قرآن مجید میں اس معنی کے ساتھ مستعمل نہیں ہوا  
 بہت دشوار پڑ جائیگا بلکہ معاذ اللہ نوحی و دین آئین قرآن کی پڑھنے جیسے فقہاء نے لکھا اَشْتَقُّ  
 الْكُفْرَ اور جَعَلْنَا هُمْ اَشْيَئَةً يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ان آیتوں سے گواہی دے دینے میں اور لفظ امام  
 معنی فاسد راہ گیرین تو اٹھا جواب کیا ہو گا ترجمہ جس لڑو کفر کے سرداروں سے اور ٹھہرایا جیسے  
 اٹھوا امام کہ بلاتے ہیں وہ طرف و دوزخ کے اور جو کوئی کہ پیروی قرآن مجید کی کرتا ہی یقین جانتا ہی کہ  
 امام ہرگز نہیں عام کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا بلکہ معنی نبی اور مرشد راہی کے ہی بخلاف لفظ  
 خلیفہ کہ اسی کے ساتھ لفظ فی الارض کا جو دلالت تصرف عام پر رکھتا ہی ہر جگہ لگا ہوا ہی اور ہمارا  
 استدلال لفظ استخلاف سے صحت خلافت خلفائے ثلاثہ پر محض لفظ استخلاف سے نہیں ہو بلکہ  
 استخلاف سے نسبت بجانب خدا تعالیٰ سے ہو اور جب استخلاف لغوی بمعنی خدا تعالیٰ کی طرف ہوئی  
 تو عین استخلاف شرعی ہو گئی اس مسئلے میں بھی علماء شیعہ سے فتویٰ چاہا جاتا ہی کہ بجاے فرعون  
 بنی اسرائیل کا قائم کرنا اور اکو مدد و نیاز میں مصر و شام میں بجاے عاملہ اور آل فرعون کے  
 حق اور صواب تھا یا باطل اور ناصواب ان دونوں شقوں سے جو نسبی چاہیں اختیار کریں اور اگر  
 ہم ملا عبد اللہ کی خاطر سے ان سب باتوں کو چھوڑ کر بھی مان لیں کہ استخلاف لغوی معنی میں ہو  
 جب کیا فائدہ مدعا ملا کا جب بھی تو نہیں حاصل ہوتا ہی بلکہ انکار خندا و زیادہ پھیلا جاتا ہی کہ واسطے  
 کہ استخلاف لغوی ہر امت کو شامل ہو جو کوئی ایمان و رنیک عمل اور دین میں داخل ہو اور خلفائے  
 علیہ السلام کے نزدیک یا ہمارا اور نیکو کام میں میں وہ بھی اس میں داخل ہونگے اور بھی شیعہ  
 کے مدفقون نے اس آیت میں بڑی کوشش کی جو اولیائے اہل کوشش کی چند توحید میں چنانچہ  
 اول یہ کہ آیت کریمہ کے صدر میں جو میں کلمہ ہی تعین کا نہیں ہی بیان کا ہی اور استخلاف  
 کے معنی لغوی زمین میں وطن اختیار کرنا ہی ہم کہتے ہیں کہ لفظ میں کو بیان پر قیاس کرنا اس  
 صورت میں کہ وہ ضمیر پر داخل ہو جیسے کہ کلمہ ہی خلافت استعمال عرب کے ہی اچھا اسکو بھی  
 لیکن تَبِعُوا الشُّرَكَاءَ کی جو توطن کے معنی میں ہی لغو ہوئی جاتی ہی کہ واسطے کہ توطن  
 زمین کا جیسا صالح کو حاصل ہو فاسق کو بھی حاصل ہو بلکہ زیادہ تر اور خوب تر اور اسکے سوا  
 ایمان کی بھی محبت ہی کہ واسطے کہ کفار کو بھی توطن زمین میں حاصل ہو اور قرآن میں کلام لغوی

قرآن میں توطن

یہ محال ہو دوسری توجہ یہ کہ فقط مراد حضرت امیر سے ہو اور صیغہ جمع کا واسطہ تعظیم امیر کے ہو اور انکی اولاد کے یعنی اور اماموں کے ہم یہ کہتے ہیں کہ امیر مراد انکی اولاد کے اماموں کے کسی ایک کو بھی خوف سے ایمنی سنوئی اور نہ کسیکے دین کو استقرار حاصل ہوا اس صورت میں وعدہ الہی میں خلافت لازم آتا ہو اور حال یہ کہ اس آیت میں بالکل خلیفہ ہونا اور اس دین کا رواج دینا جو دین کہ پسندیدہ الہی ہو اور ثبوت خوف کا اور وہ عبادات جو خالی شرک و بیا سے ہیں اور لگا کردہ مومنین اور صالحین سے وقوع میں آنا موعود ہی اور ظاہر ہی کہہ زمانے میں زمانوں بقا سے امت سے امور مذکور واقع نہیں ہوئے ہیں اور آیت ان وعدوں سے موعود ہی پس ضرور تعین زمانہ اور اشتغال کل چاہیے کہ جمع ان امور کے ہوں اور یہ احتمالات کہ مراد امیر مؤامہ سے ہے اس موقع پر باطل اور لغو ہیں لیکن اہل سنت نے اس آیت کے مصداق تعین میں کہ سچے وعدہ الہی پر متضمن ہو جناب مستطاب مشکلائے دارین یعنی حضرت ابو الحسنین کی طرف رجوع کی اور کتاب پنج البلاغہ میں کہ بیشک و شہدہم شیعوں کے نزدیک سب کتابوں میں صبح اور متواتر ہو اور خاص کلام جناب امیر کا ہو و ہوندھا اور تلاش کیا آخر کرامت ان منظر العجایب و غرائب کی ظاہر ہوئی اور سارا جملہ قطع کر دیا اور ارشاد ہوا کہ وہ جماعت خلفائے ثلاثہ ہیں اور انکے مددگار اور انصار اور آپ کو بھی اس گروہ میں داخل کیا ہی اب اس کلام صدق نظام کو گوش دل سے سننا چاہیے اور اپنے احتمالات باطل کو جو اپنی عقل ناقص میں گذرے ہیں الگ پھینکنا چاہیے چنانچہ پنج البلاغہ میں مذکور ہو کہ جب عمر بن خطابؓ نے اپنے جانی کا مشورہ اہل فارس کی لڑائی میں جو جمع ہوئے تھے جناب امیر سے کیا تانیک سلاح دین جناب امیر نے اس کے جواب میں یہ عبارت فرمائی اِنَّ هَذَا لَا قَوْلَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خَلْفُهُ لَا تَبَكُّرُهُ وَلَا بَقْلَهُ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي اَظْهَرَ وَجْهَهُ وَجَدَّ الَّذِي اَعْرَضَ وَآيَدُهُ حَتَّى بَلَغَكُمْ مَا بَلَغَكُمْ وَطَلَعَتْ طَلَعَهُ وَتَحْنُ عَلَى مَوْعُودٍ مِنَ اللَّهِ حَيْثُ قَالَ عَزَّ وَاسْمُهُ ترجمہ بیشک یہ وہ دین ہو کہ نصرت اور بے نصرتی اسکی کثرت اور قلت پر نہیں ہو اور یہ وہ دین خدا کا ہو کہ خدا نے اسکی مدد کی ہو اور وہ فوج ہو اسکی کہ اسکو خدا نے عزت دی ہو اور مدد کی ہو یہاں تک کہ پونچا جانتک پونچا اور ظاہر ہوا جیسا کچھ ظاہر ہوا اور ہم خدا کے وعدے پر ہیں چنانچہ اس بزرگ نام والے نے فرمایا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ

شہدہم شیعوں کے



ہو طرح کی تہیہ اور تھاری ذات میں اور جو یہ کہتے ہو کہ قوم محمد مسلمانوں سے لڑنے کو روانہ ہوئی ہو جسے زیادہ خدا تعالیٰ کو انکی روانگی ناپسند ہوگی اور جو چیز اسکو ناپسند ہو اسکے بدل دینے پر وہ نہایت قادر ہو اور جو انکے شمار کا ذکر کرتے ہو تو جیسے زمانہ گذشتہ میں کثرت کے دور سے لڑائیاں نہیں لڑی ہیں سوا اللہ کے حضرت و مدد کے انتہائی یہ بلفظ عبارت مقدس جناب امیر کی ہو اور اس عبارت سراسر ہدایت سے سب مشکلیں حل ہو گئیں پوری پوری تسکین ہو گئی اور صدق وعدہ الہی کا ظاہر ہو گیا اور اللہ کا شکر ہو تو تعالیٰ قُلْ لِلّٰہِ عِلْمُ غُیْبِ سُبْحَانَہٗ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیدٌ اَوَّلٰی بَآئِیْنَ شَہٰدِیْدٍ لِّتَعْلَمُوْا اَنَّہُمْ اَوْسَمٰوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّہُمْ اَعْرَاجٌ اَحْسَنَ وَاِنْ تَقُوْلُوْا کَمَا تَقُوْلُوْکُمْ مِنْ قَبْلِہٖ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا حَرَجَہُمْ کہ اعراب سے جو پیچھے رہے ہوئے ہیں اب ہلانے جاتے ہو تم اس قوم کی طرف جو قوی جنگ لے ہیں لڑو گے تم ان سے یا مسلمان ہو گے بس اگر تم اطاعت کرو گے انکی خدا تعالیٰ اجر نیک تمکو دے گا اور اگر بھڑ جاؤ گے جیسے اس سے پہلے پھر گئے تو خدا تعالیٰ تم پر دھم والا عذاب کرے گا اس آیت میں بعض قبائل اعراب کے مخاطب ہیں جیسے اسلم اور حبشہ اور مغزیہ اور غفار اور اشجع کہ سفر حدیبیہ میں جنہوں نے رفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انکی اور شیعہ سنی دونوں طرف کے مورخوں کا اتفاق ہے کہ بعد نزول اس آیت کے کوئی لڑائی آنحضرت کے زمانے میں پھر ایسی نہیں ہوئی کہ اسمین اعراب کو دعوت کی ہو مگر غزوہ تبوک اور وہ غزوہ ضرور اس آیت سے مراد نہیں ہو سکتا اسلئے کہ فرمایا ہے کہ تم اپنے حریفوں سے لڑو گے یا اسلام لائیگے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کوئی اور لڑائی ہو نہ نہیں ہو اسلئے کہ تبوک لڑائی میں دونوں باتوں سے ایک بھی وقوع میں نہیں آئی نہ لڑائی نہ مخالفوں کا مسلمان ہونا تبس ضرور ہو کہ اسکا داعی کوئی خلیفہ ہو خلفائے ثلاثہ تھے کہ انکے وقت میں دعوت قتال مرتدون کی نسبت اعراب کے واقع ہوئی خلیفہ اولؓ کے زمانے میں اور واسطے لڑائی اہل فارس اور روم کے ان کے زمانے میں بھی اور خلیفہ ثانیؓ کے زمانے میں بھی بس ہر طرح خلافت خلیفہ اولؓ کی صحیح ہوئی اسکو واسطے کہ انکی اطاعت اور قبول دعوت پر وعدہ اجر نیک کا ہی اور پھر جاتے پر وعدہ عذاب الیم کی مرتب کی ہو اور جو کوئی واجباً لاطاعت ہوا مام ہو اور اس آیت میں شیخ ابن مطہر حل نے بہت ہاتھ پائون مار کے ایک جواب نکالا ہے کہ داعی آنحضرتؐ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اور غزوات میں کہ انہیں لڑائی بھی واقع ہوئی ہو دعوت کی ہو لیکن یہ بات کہیں منقول نہیں ہے

علامہ سبکی

علامہ سبکی  
علامہ سبکی  
علامہ سبکی

اور اس جواب کی رکاکت پوشیدہ نہیں ہو اس واسطے کہ اخبار اور سیر اور تواریخ کے مقدمے میں احتمالات پر  
 متکبر کرنا عقلمندان کی شان نہیں ہو اور جو احتمالی مقدمہ نہر متکبر ہو تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعد  
 فدیر غم کے آنحضرت نے امامت حضرت علیؑ کو موقوف کر کے افضل امامت صدیقین پہنچے ہو اور لوگوں کو  
 اس کام پر تاکید اور کوشش فرمائی ہو لیکن منقول ہوا علیؑ ہذا القیاس اور بعض شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ  
 داعی ہیں واسطے لڑائی عمدہ شکونی و دربد کا رون اور مردوں کے اس جواب میں بھی جو کچھ ہو پوشیدہ  
 نہیں ہو اس واسطے کہ لڑائی حضرت امیرؑ کی واسطے اسلام کے نفع بلکہ محض واسطے اختتام امامت کے  
 تھی اور عرف قدیم و جدید سے کسی میں ہرگز منقول ہو کہ امامت امام کو اسلام اور مخالفت و علیؑ کو فرماتے  
 ہوں اور اس کے ساتھ یہ کہ خود شیعہ نے روایات صحیحہ کے ساتھ نقل کی ہو کہ جناب پیغمبرؐ نے میرے حق میں  
 فرمایا اِنَّكَ يَا عَلِيُّ تَقَاتِلُ عَلٰى نَاوِلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتَ عَلٰى تَنْزِيلِهِ مَرَّةً وَحَدَّثَ بِشَاكٍ تَمَّ اَعْلٰى  
 لڑائے تاویل قرآن پر جیسے ہم لڑے ہیں اس کے نازل ہونے پر اور ظاہر ہو کہ لڑائی تاویل قرآن پر  
 بعد نازل ہو لینے قرآن کے اس کے مخالفین سے ہوگی اور نازل ہونے قرآن کو بدون اسلام کے  
 مان لینا مقبول نہیں بلکہ ماننا عین اسلام ہو جس لڑائی تاویل قرآن کی مقتادہ اسلام پر جمع  
 نہیں ہو سکتی اور یہ بات خوب ظاہر ہو قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ  
 عَنْ دِينِهِ فَمَسُوْا يَا بَنِي اَللّٰهِ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَہٗ اَدْلٰہِ عَلَی السُّوْمٰتِیْنَ اَعْرِضْ  
 عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَحِبُّوْنَ لَوْمَہٗ لَا تَشْمُ ذٰلِکَ فَضَّلَ اللّٰهُ  
 یُؤْتِیْہِ مِنْ بَیْنَاءِ وَّاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلَیْہُمْ مَّرْجَمٌ اے ایمان والو جو کوئی پھر جانیگا  
 تم میں کا اپنے دین سے تو قریب لائیگا اللہ وہ قوم کہ دوست رکھتا ہو وہ انکو اور دوست  
 رکھتے ہیں وہ اسکو دینے والے مومنوں سے اور دبانے والے کافروں کے کہ لڑتے ہیں  
 وہ اللہ کی راہ میں اور نہیں ڈرتے ہیں ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کے یہ فضل اللہ تعالیٰ  
 کا بخود تیا ہو جسکو وہ چاہتا ہو اور اللہ فرخ کرنے والا اور جاننے والا ہو قائل اس آیت میں  
 مَحْ اَنْ لَّوْکُوْنِ کِی ہون جنھوں نے قتل مرتدوں کا کیا ایسے کمال و صاف کے ساتھ کہ اس صفت  
 و اوصاف سے بڑے صلیح قرآن میں دوسری چیز نہیں ہو اول قرب و منزلت اور معاملہ و کاغذ  
 ساتھ کہ یُحِبُّوْنَہٗ فرمایا ہو جس سے محبوبا و محب خدا کے ہونے دوسرے معاملہ و کاغذ ساتھ مومنوں کے

اجاب سیر  
 تواریخ میں  
 درت بہر

علی کی لڑائی  
 منظر

تاویل قرآن  
 منظر

صلوات  
 بر

دوسرے معاملہ انکا ساتھ کافرون کے جو تھے معاملہ انکا منافقون اور ضعیف الايمان کے ساتھ اور  
تھاہر ہو کہ امام کو معاملہ یا خالق کے ساتھ ہی باطل کے اور حلق یا مؤمن ہی یا کافر یا منافق  
یا ضعیف الايمان ورجل امام چارون معاملون میں پسندیدہ خدا ہوا اور ٹھیک ٹھکا تو وہی امام  
بحق ہوا سیوا سے ان اوصاف کو نہایت پسند فرما کے ارشاد کیا ہو ذلک فضل اللہ یفعلہ من  
یشاء واللہ واسمہ علیہم اور لڑائی مردون کی بالاتفاق خلیفہ اول اور ان کے تابعین سے واقع  
ہوئی اسلئے کہ اخیر زمانہ آنحضرت میں تین گروہ مرتد ہوئے اول بنو مدیج قوم اسود عسوی ذوالخمار جسے  
یمن میں دعوی نبوت کا کیا اور فیروز دہلی کے ہاتھ سے مارا گیا دوسرے بنو حنیفہ سیدہ کذاب کے ساتھی کہ  
زمان خلافت خلیفہ اول میں وحشی قاتل امیر حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا تیسرے بنو اسد قوم طلحہ بن خویلد  
متنبی کہ حضرت پیغمبر نے خالد کو اپنے بھیجا تھا اور وہ خالد کے سبب شام کو بھاگ گیا تھا اور آخر میں  
ایمان لایا اور خلیفہ اول کے زمانے میں ساتھ گروہ مرتد ہوئے اول بنو فزارہ قوم عینیہ بن حصن دوم  
غطفان قوم فرہ بن سلی اسوم بنو سلیم قوم ابن عبدیلیل چہارم بنو یزید قوم مالک بن نویرہ پنجم بعض  
بنو تیمم قوم شجاع بنت المنذر متنبہ زوہر سیدہ کذاب ششم بنو کنندہ قوم اشعث بن قیس کندی ہفتم  
بنو بکر بحرین میں اور ایک فرقہ خلیفہ ثانی کے زمانے میں بھی مرتد ہو کے نصاریٰ میں مل گیا اور ان سب  
فرون سے ہر ایک کو خلیفہ اول نے جڑ بنیاد سے کھود کر پھینک دیا اور پھر اسلام میں لائے جیسے کہ  
مصحح اس امر پر متفق ہیں اور حضرت امیر کو مرتدوں کے قتل کا کسی اتفاق نہیں پڑا بلکہ خود شہداء  
أنتلیک یقتال اهل القبلة یعنی ہٹا گیا میں اہل قبلہ کی لڑائی میں جیسے کہ یہ روایت امامیہ اپنی  
کتا بون میں کی ہے بس سمجھ لے اور اگر امامیہ کہیں کہ انھوں نے انکار امت کا کیا تھا اس سبب وہ بھی  
مرتد ہیں تو ہم یہ کہیں گے کہ عرف جدید و قدیم میں اہل دین کے منکر کو مرتد کہتے ہیں اور اگر عقائد اسلام سے  
کسی چیز کا اپنے باطن کی تاویل سے منکر ہو اسکو مرتد کہنا عرفین جاری نہیں جو اور قیاس قرآن کے  
معنوں کا بالاتفاق لغت کے عرفی معنے پر جو نہ اصطلاحی معنی پر کہ ایک قوم کے سولے دوسری قوم کے  
پھر اپنی نبی مصلح اور اس کے ساتھ قید لفظ میں دیکھو کی جس سے صیح معلوم ہوتا ہو کہ انکار مرتدوں کا  
تعام دین اور اس کے ایک مسئلے سے ہو جو اہل دین پر اور زکوٰۃ کے منع کرنے والوں کو جو خلیفہ اول کے عہد  
میں مرتد کہا ہی اس سبب کہ وہ لوگ منکر واجب ہونے زکوٰۃ کے تھے اور جو کوئی منکر ضروریات دین

دوسرے

بنو مدیج قوم اسود عسوی ذوالخمار

بنو حنیفہ

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنیفہ

بنو مدیج

بنو اسد

بنو یزید

بنو تیمم

بنو بکر

بنو فزارہ

بنو حنی

گویا وہ منکر اصل دین کا پیرو اور امداد موافق اقرار علمائے شیعہ کے ضروریات دین سے نہیں ہر سیکھ انکار سے کا فر یا مرتد ہو جائے چنانچہ دوسرے باب میں کلام فاضل کا شئی سے از رو سے روایات کافی وغیرہ کے گذر اور ملا عبداللہ جسکی انہما را الحق ہے سوال وجواب لایا ہو کہ اس بحث سے بہت چسپان ہیں چنانچہ کہا ہے کہ اگر کوئی کہے حضرت مرتضیٰ کی خلافت میں کہ اگر نص میرے نہیں ہوئی تو امامیہ کا ذب ہیں اور اگر نص ثابت ہوئی تو چاہیے کہ وہ جماعت جنہوں نے مسئلہ خلافت میں مخالفت کی مرتد ہوئے ہوں اور جواب میں بحث کا اس عبارت میں لکھا ہو کہ جس نص کا انکار کہ موجب کفر ہو وہ یہ ہو کہ جس امر میں وہ نص واقع ہو اس امر منصوص کو باطل اعتقاد کریں اور خدا پکارتے کہ حضرت پیغمبر کو اس نص میں کوئی جھٹلائے اور اگر نص کو تو حق جانا اگر دنیا کی غرضوں اور جاہ و مرتبے کی محبت سے ترک کیا عمل میں نہ لایا تو منق و عصیان کی قسم مستحق ہے ہو گا مثلاً زکوٰۃ دینا کہ اتفاق امت کے واجب ہو اور قرآن و حدیث میں منصوص پس لگائی کہ منکر اسکا ہوا ہو اسکے اور کو واجب بنائے وہ مرتد ہو گا اور اگر منقاد اسکا ہوا اسکے اور کو واجب بنائے مگر نکل کر سے نہ لائے اپنے دے دے جو نسخہ جاری ہو گا اور جو لوگ خلیفہ اول کی خلافت پر متفق ہوئے وہ نہیں کہتے تھے کہ حضرت پیغمبر نص کی ہر جگہ جھوٹ کہا بلکہ بعض وفات میں بعض لوگ جو منکر تھے تحقیق نص کی کرتے تھے اور بعض کلام حضرت پیغمبر میں تاویل و دراز کا کرتے تھے پس یہاں تک ترجمہ کلام ملا عبداللہ کا بلفظ ختم ہوا اور یہ بھی ہو کہ حضرت امیر نے اپنے خطبہ میں جو امامیہ کے نزدیک بطریق صحیح روایت کیا ہوا ہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ آتا ہو فرمایا ہو اَصْحَبْنَا نَفَقَاتُ لَاحِقَاتِنَا فِي الْوَسْطِ مَا دَخَلَ فِيهِ مِنَ الزَّيْفِ وَلَا غَوْلًا حَاجِبًا وَالشُّبُهَاتُ وَالْأَوَّلُ ترجمہ ہم یہ وہ ہوئے کہ اپنے بھائی مسلمانوں سے لڑتے ہیں اس بات پر کہ اسلام میں پہلے ہی اور کبھی اول شہید اور تاویل داخل ہو گئی ہو اور حضرت امیر نے اُن لوگوں کی دشنام دہی کو بھی جواب سے لڑتے تھے سخت منع فرمایا ہو جیسا کہ رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا ہو اور دشنام مردوں کی ممنوع عنہ نہیں ہوا اور اگر ہم ان سب باتوں کو جانے دین و زمان میں کہ حضرت امیر بھی اپنے وقت میں مردوں سے لڑتے ہیں لیکن مردوں زمانہ پیغمبر اور خلیفہ اول سے کہ یہ بھی انکے مقابل تھے اور دافع اور وہ مقابلے اور واقع بھی اس طرح میں شریک کہ اس سے بھی مدعا ثابت ہوتا ہو اور قاعدہ اصولیہ مقرر ہے کہ حرف حق جو بشرط و وجہ کے مقام میں واقع ہوتا ہو تو عام ہوتا ہو جیسا کہ اس مثال میں یعنی مَنْ دَخَلَ حِفْظَنَا كَذَا فَخَلَّ كَذَا التَّصْرِیح کی ہو اور کہا ہو پس اس بات میں جو کوئی مرتد ہو گا اسکے واسطے ایک قوم

موصوف بدین صفات پیدا ہوگی اور جو غلیظہ اول کے زمانے میں ارتداد بکثرت اور شدت واقع ہوا اگر کوئی قوم موصوف بدین صفات اُنکے مقابلے میں موجود نہ ہوں بلکہ خود ہی مرتد مثل اُن مرتدون کے ہوں وعدہ الہی میں خلاف لازم آئے اب فہم اُس قوم سے جو اُس نے میں تھی گفتگو ہو کہ وہ کون لوگ ہوئے ہیں حضرت امیر مومنین اُنکی اور اُنکی مدافعت میں قائم نہیں ہو سکتے تبس ضرور ہی کہ کوئی اور ہی ہو گا نہ یار و رفیق اور لشکر الے حضرت امیر کے موصوف بدین صفات مذکورہ ہوئے ہیں چنانچہ سابق باب سلاطین شیعہ میں گذرا کہ جناب امیر اُنکی شکایت کرتے رہے جیسا کہ نبی البلاغۃ سے منقول ہوا اور اُس مضمون کی تاکید میں در عبارتین حضرت امیر کی ہم نبی البلاغۃ سے لائین تو مناسب ہوتا یہ رسالہ اُنکے کلام کی برکت سے بخوبی زینت پائے اور سننے والوں کو بھی اُس عبارت ہدایت اشارت سے فائدہ بر فائدہ حاصل ہو ہو اَللّٰہُ مَسْکُوْنٌ مَّا کُوْنَتْ یَصْوَغُ ترجمہ وہ مشک ہو جسقدر اُنکی تکرار کریگا خوشبو ہی دیگا نبی البلاغۃ میں مذکور ہو کہ جناب امیر نے اپنے یاروں کی شکایت میں کہ دعوت اُنکی نہیں مانتے تھے اور وعظ و نصیحت کو گوش قبول سے نہیں سنتے تھے یہ عبارت سراسر ہدایت ارشاد فرمائی ہوا اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدُ یَوْمَ یُظْہَرُ الْفَوْسُ عَلَیْکُمْ لَا اَنْتُمْ اُولٰٓئِکَ بِالْحَقِّ مِنْکُمْ وَلَکِنْ لَا سَرَّاعِیْہُمْ اِلٰی باطِلٍ صَاحِبِہُمْ وَاَبْطَاطُکُمْ عَنْ حَقِّیْ وَلَقَدْ اَصْبَحْتُ لَا مُمْ تَخَافُ ظُلْمِ رَعَاۡیَہَا وَاَصْبَحْتُ اَخَاۡ ظُلْمِ رَعَاۡیَیْ اَسْتَفْہِمُ لِّلْجِہَادِ فَلَمْ تَفْعَلُوْا وَاَسْمَعْتُکُمْ فَلَمْ تَسْمَعُوْا وَاَدْعُوْکُمْ سِرًّا وَجَہْلًا فَلَمْ تَسْتَجِیْبُوْا وَاَصْحَبْتُ لَکُمْ فَلَمْ تَقْبَلُوْا شَہُوْدَ کُتُبِیْ وَعِبَیْدَ کَارِبَابِ اَنْتَلُوْا عَلَیْکُمْ اَلْحَکْمَ فَنَفَرُوْا وَ اَحْکَمْتُ عَلٰی جِہَادِ اَهْلِ الْبَیْتِ فَمَا اَنْیَ عَلٰی اِخْرَاقِیْ حَتّٰی اَسْأَلُکُمْ مَّتَّعِیْ فِیْنِ اَیَادِیْ سَبَاۡا وَاَدْعٰ اِلٰی حِجَابِ لِسَکْمٍ وَتَتَخَذُوْنَ عَنْ مَوَاعِظِکُمْ اَقْوَمَکُمْ عَدُوْہُ وَ تَرْجِعُوْنَ اِلَیّ عَشِیَۃً کَظَہِ الْحِیَۃِ عِجْرِ الْمُقَوِّمُ وَاَعْطَلْ اَیُّہَا الشَّہِدَۃُ اَبْدَانُہُمْ الْعَاقِبَۃُ عَنْہُمْ عُقُوْلُہُمْ اَلْخِلَافَۃُ اَهْوَاۡہُ الْمُبْتَلٰۃُ بِہُمْ اَمِیْرُہُمْ صَاحِبُکُمْ یُطِیْعُ اللّٰہَ وَاَنْتُمْ تَعْصُوْنُوْہُ وَصَاحِبِ اَهْلِ الشَّامِ یُعِیْہُ اللّٰہُ وَہُمْ یُطِیْعُوْنُوْہُ لَوْ دَرْتُ وَاللّٰہِ اِنَّ مُعَاوِیَۃَ صَارَ فِیْ بَکْمُ صَرَفَ الدِّیْنَارِ بِالْذِّہْمِ وَاَحْذَرُ مِنْیَ عَشْرَۃً لَا مِنْکُمْ وَاَعْطَانِیْ رَجُلًا مِنْہُمْ تَرْجَمَہُ قِسْمُ یُؤْکَلِیْ حِیْثُ یَقْبِضُ مِنْ مِیْرِیْ ذَاتِ ہِرْمُزِ مَہَا ہونے پر گروہ ہرگز اس سبب سے کہ وہ حق پر ہیں لیکن اس سبب سے کہ وہ اپنے رئیس کے امر باطل میں تیز و چست ہیں اور تم میرے امر حق میں شست ہو اور حال یہ کہ صبح کرتے ہیں وہ گروہ اس حال میں کہ دُرتے



ہوئے ہیں اپنے سرداروں سے اور میں صبح کرتا ہوں اس حال میں کہ کدوتا ہوں رحمت سے عین کے ٹکڑے  
جہاد کے واسطے روانہ کرنا چاہا سو تم نہیں گئے اور نصیحت سنائی میں نے ٹکڑے ٹکڑے نہ سنی اور بٹایا میں نے ٹکڑے  
ظاہر اور پوشیدہ وہ بھی تھے نہ مانا اور غیر خواہی کی میں نے تمھاری سوچھی کھنے قبول کی تو تم حاضر مگر مثل  
غائب کے ہو اور غلام ہو مثل مالک کے تین تمھارے سامنے حکمت کی باتیں بیان کرتا ہوں اور تم جھگڑتے ہو  
اور آمادہ کرتا ہوں باغیوں کے جہاد پر سو میری بات پوری نہیں ہونے پاتی کہ ٹکڑے متفرق دیکھتا ہوں اپنے  
سامنے سے اہل سبا ہو کہ جگہ کرتے ہو مجلسوں میں اور فریب بازی کرتے ہو اپنی نصیحتوں سے عین صبح کو  
تھیں سیدھا کرتا ہوں اور تم شام کو میرے پاس ایسے لوثتے ہو جیسے کمر ٹوٹا ہوا سانپ کہ سیدھا کرنا چاہی  
عاجز و بیکار ہو گیا کسانک سیدھا کرے اور تم وہ لوگ ہو کہ بدن تو تمھارے حاضر ہیں و عقلین تمھاری  
غائب ہیں اور پریشان ہیں خواہشیں تمھاری بلامین گرفتار ہوئے تمھارا امیر اور امیر تمھارا احمد کی  
اطاعت کرتا ہوں اور تم اسکی نافرمانی کرتے ہو اور سردار اہل شام کا خدا کی نافرمانی کرتا ہوں اور وہ اسکی  
فرمانبرواری کرتے ہیں خدا کی قسم مجھ کو یہ آرزو ہو کہ معاویہ معاملہ صرانی میرے ساتھ تمھارے اوپر کرے  
مثل یحییٰ وینار کے عوض دراہم اور مجھے تم میں سے دس آدمی لے اور مجھ کو ایک آدمی دے انہیں سے انتہی  
اور بھی جب دونو عامل ایثار کے عبداللہ بن عباس اور سعید بن عمران لوٹ آئے اور تسلط بسر بن ارطاہ کا  
کہ امرائے معاویہ سے تمھارا اس ملک پر بیان کیا اور یہ حادثہ اس سبب سے وقوع میں آیا کہ جناب انیس کی طرف سے  
مالک بن نوخمی اور آپ نے پہلے سے عین کے عاملوں کو اسلحہ کی بہت تاکید فرمادی تھی لشکر والوں نے  
ہرگز نہ سنی یہاں تک کہ کام ہاتھ سے نکل گیا اور عامل ٹھہر آئے اسوقت میں یہ فرمایا ہوا ان یثبت ان یسقط  
قَدْ طَلَعَتِ الْيَمِينُ وَاتَى وَاللَّهِ لَا خُنَّ هُوَ لَا الْقَوْمَ سَيَدُ الْوَنَ وَنُكْرَ بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى بَاطِلِهِمْ  
وَنَفَرُوا كُمْ عَنْ حَقِّكُمْ وَمَعْصِيَتِكُمْ اِمَّا مَكْرُ فِي الْحَقِّ وَطَاعَتِهِمْ اِمَّا مَكْرُ فِي الْبَاطِلِ وَ  
يَا دَايِهِمْ لَا مَا نَزَلْنَا اِلَى صَاحِبِهِمْ وَخِيَانَتِكُمْ وَبِعَلَّا حِمْ فِي بِلَادِهِمْ وَفَسَادُكُمْ فَلَوْ اَنْتُمْ  
اَحَدُكُمْ عَلَى قَعْبٍ لَخَشِيتُ اَنْ يَذْهَبَ بِعِلَاقَةِ اللَّهِ اِنْ قَدْ مَلَأْتُهُمْ وَمَلُونِي وَغَبَّ عَنْهُمْ  
وَسَبَّحُونِي فَاَبَدْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ وَابْدَلْتُهُمْ شَرًّا مِنِّْي اللَّهُمَّ مِتْ فُلُوكُمْ كَمَا يَكُنُ  
الْوَلِيُّ فِي الْمَاءِ لَوْ دَرَسَتْ وَاللَّهِ لَوْنِي بِكُمْ اَلْفَ فَاِمِنْ مِنْ قَرَأَسِ بْنِ عِمْرَانَ لَوْ دَعَوْتُ  
اَنَا لَمْ مِنْهُمْ فَاَمِنْ مِنْ مِثْلِ الرَّوْمِيِّ الْحَمِيمِ تَرْجَمَهُ خَبْرَانِي مِنْ بَنِي كَبْشِكِ بَسْرَمُودِ بِلَامِنْ

اورین بندگان کرتا تھا کہ وہ قوم تیر فتحیاب ہوگی اس سبب سے کہ وہ اپنے باطل پر خوب جمع ہو اور تم اپنے حق سے پرگندہ ہو سبب فرمائی اپنے امام حق کے اور وہ اطاعت اپنے امام باطل کی کہ وہ پوری نیکواری اپنی سرور کی ادا کرتے ہیں اور وہ بازی تمھاری اور سبب انکی نیک چلنی کے شہر و ن مین اور تمھارے فساد کے تیرا کرمانت چھوڑ و ن تم میں سے کیلے پاس بارچہ توڑتا ہوں کہ دسار لیجائے بار حنہ ایا بیشک تنگ ہوا مین اُن سے اور تنگ ہوئے وہ مجھے اور سیر ہوا مین دلینے اور وہ مجھے پس بدل دے محکومان سے بہتر اور بدل دے انکو مجھے بدتر بار خدا کا گھلائے دلون کہ ایسا جیسے نمک پانی مین محل جاتا ہے بعد آرزو رکھتا ہوں کہ تمھارے بدلے کاش میرے پاس ہزار سوار ہوتے فراس بن غم سے اگر بلاتا ہوں مین ہو پختے اسنے سوار مثل حباب آب گرم کے اور بھی دوسرے خطبہ مین کہ تھوڑا اُس سے باب سومین گذر فرماتے ہین اَیْمَ اللّٰہُ لَا خُلَیْفَہٗ لَکُمْ کَوْمَشَّشِ الْوَعْدِیِّ وَاسْتَحْتِ الْمَوْتُ قَدْ اَنْفَرْتُ عَنْ اَبْنِ اَبْنِ طَلَبِ الْفِرَاجِ الرَّاسِ تَرَجُمَہُ قَسَمَ کھانا ہوں خدا کی کہ مین تیرا بلاتا ہوں کہ اگر گرم ہو جنگ اور موت شتابی کرے بیشک لگ ہو جائے تم ابن ابی طالب سے مثل لگ ہو جائے سر کے بالون کے اور بھی دوسرے خطبے مین فرمایا اَحْذَرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا قَضٰہُ وَقَدْ رَمٰی مِنْ فَعَلٍ وَعَلٰی اِتِّلَافِیْ بِکُمْ اَمْرُہَا الْفِرَاقُ الَّذِیْ اِذَا اَمَرْتُ لَکُمْ لَمْ نَطِیْعْہُ وَاِذَا دَعَوْتُ لَکُمْ مَتَّحِبٌ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ کَلَامِہٖ وَاِنِّیْ لَصَّحْبَتِکُمْ قَالَ وَبِکُمْ غَیْرُ تَنْبِیْرِ تَرَجُمَہُ حمد کرتا ہوں مین خدا کی جو کچھ اُس نے حکم اور سند فرمائی چاہے جو معاملہ ہو اور اس بات پر کہ محکومان تمھارے ساتھ مبتلا کیا کہ تم وہ گروہ ہو کہ جب مکو حکم کرتے ہوں تو تم نہیں مانتے اور جو بلاتا ہوں قبول نہیں کرتے پھر فرمایا بعد کلام کے کہ مین تمھاری صحبت سے ہزار ہوں اور تم سے کثرت نہیں رکھتا اور جب حضرت امیر کو خبر پہنچی کہ معاویہ کے لشکر نے شہر انبار کو لوٹ لیا بنفس نفس یا پیادہ دو تھانے سے چل دیے اور غلیل تک کہ شہر کوٹنے کے باہر ہی پہنچے بعض یار پیچھے سے دوڑے اور عرض کیا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَخْنُکَ لَکَیْفَہُمْ یعنی ہم کفایت کرینگے تمھاری طرف سے انکو پس فرمایا واللّٰہُ مَا تَلْفُوْنِیْ اَنْفُسُکُمْ تَلْکَیْفَ تَلْفُوْنِیْ غَیْرَ کَلَامِہٖ لَکَانَ الرِّعَا یَا لَشَّکُوْحِیْفَ رَعَانِہُمْ فَلَمَّ اَشْکُوْحِیْفَ رَعِیَّتِیْ کَا نَبِیِّ الْمَقُوْدِ وَہُمْ الْقَائِدَہُ وَالْمَوْرُوْعُ وَہُمْ الْوَاوِیْعَہُ مَقْدَمُ الْاَیْمِ مَحْلَدِیْنِ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ اَحَدُہُمَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّیْ لَا اَمْلَکُ اِلَّا نَفْسِیْ اَخْنِیْ فَمَرَّ نَا بِاَمْرِہٖ نَفَقْدُ لَہٗ فَقَالَ وَابْنُ نَفْعَانَ مِمَّا اُرِیدُ تَرَجُمَہُ کہ قسم ہو خدا کی کہ تم

جیسے اپنے نفس کی خبر داری میں کافی نہیں ہوتی پھر کہو کہ کافی ہوگی دوسرے کام میں اگر کوئی رعایا  
 کہ شکایت کرتی ہے اپنے سرداروں سے میں وہ ہوں کہ شکایت کرتا ہوں اپنی رعیت کے ظلم سے گویا  
 کہ میں تابع ہوں اور یہ میرے رہبر یا میں ہوں تعین شدہ اور یہ ہیں تعین کرنے والے پھر بڑھے انکی طرف  
 دو آدمی انکے اصحاب سے اور کہا ایک نے امیر المؤمنین میں اپنے اوپر اور اپنے بھائی پر اختیار رکھا ہوں سوائے  
 اور کسی پر نہیں رکھتا ہوں بس حکم کرو ہوا اپنے حکم سے کہ ہم اسکی اطاعت کریں سو فرما کہ میں جو ارادہ رکھتا ہوں  
 اس میں تردد نہ کروں کو مان رکھوں اور اس قسم کے کلام ارشاد نظام جناب میرے بہت ہیں اور سب بیچ البلاغ میں  
 کہ شیعہ کے نزدیک اصح اور کتب متواترات سے جو موجود کسی شخص کو ان باتوں سے موقع نکال کر انہیں جو اور اس  
 کلام صادق سے مرعہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ صفیق جو مردوں کے مقابلین کی حق تعالیٰ نے بیان فرمایا میں ان صفیقوں کی  
 صدیقین حضرت امیر کے لشکر والوں میں تعین جان اور سارق تھے **وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ** یعنی اللہ تعالیٰ  
 خائنوں کو دوست نہیں رکھتا جو اور مفسد تھے **وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْلِمِينَ** اور یہ وی اور اطاعت اولوالہ  
 کی کہ خیر محبت الہی اور سب مجربیت خدا کا ہو قل **إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** میں کرتے  
 تھے تمہاری اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو اللہ دوست رکھے تو میری پیروی کرو دوست رکھیں تم کو اللہ سب کہ **يُحِبُّكُمْ وَيُغْفِرْ لَكُمْ**  
 ہر گز انکے حق میں ٹھیک نہیں آتا اور حضرت امیر پر انہی بزرگی و حکومت جاتے تھے اور بیخ و بالا پہنچاتے تھے پس  
**أَمْرًا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ** کیا بانی علی یغزوہ **الْمُؤْمِنِينَ** ہوئے یعنی غلبہ کرنے والے ایمان والوں پر بلکہ سردار  
 مومنوں پر مطلب یہ کہ قرآن میں **أَذَلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ** آیا یہ اعزۃ علی المؤمنین  
 بلکہ یعسوب المؤمنین تھے جو جناب امیر ہیں اور باغیوں خارجیوں سے ڈرتے تھے بس **ذَلَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ**  
 ہوئے اور جہاد سے بھاگتے تھے اور مضمون **يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ** سے منزہوں و ور پڑے تھے اور جہاد  
**لَا يَجَاهِدُونَ** کو **مَدَّ لَا يَمُوتُ** کے **لَا يَسْتَمِعُونَ** نصیحت نہ چیر انکے حق میں درست تھا کہ نصیحت حضرت امیر کی  
 نہیں سنتے تھے جس جو اوصاف کہ حق تعالیٰ نے اس آیت میں یاد فرمائے ہیں حضرت امیر کے لشکر والوں پر کھانا لے کر  
 حکم نہیں کھانے کا اجتماع صدیق کا حال ہو اور بھی سیاق اور سابق آیت سے مرعہ مستفاد ہوتا ہو کہ ان لوگوں کی  
 کوشش سے فتنہ مژدہ نکالنے ہو جائیگا اور اصلاح دین کی ثابت ہوگی اس واسطے کہ سوئی آیت کا واسطے تسلی  
 المؤمنون اور دور کرنے فتنہ مردوں کے جو اور لڑا ایمان حضرت امیر کی بالاتفاق منجہ باصلاح مؤمنین اور غلبہ  
 انکا ثابت ہوا اور و زبرد تسلط باغیوں کا ہوتا رہا اور دین میں فساد ہی پر مستعد یا یہ فیون آئین اللہ کی

کے  
 ہر دو

کتاب کی حقیقت خلافت اور امامت خلفائے ثلاثہ اور تقیید و اہم اور تخصیصوں کی اس طور پر راہ بتاتی ہیں کہ ہرگز کوئی احتمال کے غیر کا موافق قواعد و انضماموں کے باقی نہیں رہتا ہو اور اگر خارج قاعدہ عقلی سے بعض علماء شیعہ کے جو انجان بچے کوئی احتمال بیان کریں وہ محتاج جواب کا نہیں ہو کہ سوائے کہ ہمارے گفتگو عقلیوں سے ہونہ و جمیوں اور جان کے انجان بنے والوں سے اور جس کی یہ منظور ہو کہ ان استدلالوں کی تفصیل دیکھیں اور اس بحث کی تکمیل کریں اور ان کے جوابات و رد اور استدلالات کہ بہت سی آیتوں کے ساتھ اس مطلب میں واقع ہیں دیکھیں تو کتاب ازالۃ الخفا عن خلافتہ الخلفاء کو دیکھئے کہ اس مقدمے میں کلام حکم کو پہنچا دیا ہو اور کتاب اللہ کے معانی کے پردہ نشینوں کو خلعت ظہور کا پہنا دیا ہو کہ اسے مصنف کی خوبی واسطے اللہ کے ہو اور جو اس مقام میں بیان مخالفت شیعہ کا نقلیں کے ساتھ مقصود ہی مسئلے میں خواہ فروعی ہو یا اصولی اور اس مخالفت میں ایک آیت اور روایت برابرین بنظر خوف طوالت اتنے ہی پر اکتفا کیا اور قول عزت کے جو کچھ اہل سنت سے مروی ہیں حد و احصا سے خارج ہیں اسے کتاب ازالۃ الخفا میں دیکھنا چاہیے اور جو اس رسالے میں پہلے اترام کیا ہو کہ ہمارا تمسک سوار روایات شیعہ کے اور کسی امر میں نہ لہذا جو کچھ اقوال عزت سے اس مقدمے میں معتبر کتابوں اور ان کے روایات صحیحہ میں موجود ہو لکھا جاتا ہو انھیں سے ہو جو کچھ منی نبی البلاغہ میں لایا ہو امیر المؤمنین سے اس خط میں جو معاویہ کو لکھا ہو وَهُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاَنْ يَّبْعَتِي لِرَبِّكَ وَاَنْتَ بِالشَّامِ فَاِنَّهٗ بَايَعُنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَا بَكْرٍ وَنَحْنُ وَعُمُّكَ عَلَى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَّحْتَسِبَ وَلَا لِلْعَائِلِ اَنْ يَّرَدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنْ اَجْتَمَعُوْا عَلَى رَجُلٍ وَسَمُّوْهُ اَمَّا مَا كَانَ لِلَّهِ مَنِ فَاِنْ حَرَبَهُ مِنْهُمْ حَارِبٌ بَطْعِيْنِ اَوْ بَدِيعَةٍ سُدَّ وَكُوْا اِلَى مَا حَرَبَهُ مِنْهُ فَاِنْ اَبَى قَاتِلُوْهُ عَلَى اَتْبَاعِهِ غَيْرِ سَبِيْلٍ لِّمُؤْمِنِيْنَ وَوَلَا هٗ مَا يُوَلِّىْ وَوَلَا هٗ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيْدٌ اَمْرٌ جَمْعٌ پس تحقیق بیعت میری امی معاویہ تجھ لازم ہوئی ہو اور تو شام میں ہو کہ سوائے کہ مجھے ان لوگوں نے بیعت کی جنھوں نے ابوبکر اور عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی اسی چیز پر کہ انھوں نے اُس پر بیعت کی بس کسی حاضر کو یہ اختیار نہ ہو کہ اپنے پسند کو انھیں داخل کرے اور کسی غائب کو کہ اُس کو رد کرے اور نہ مانے اور بیشک مشورہ ہو واسطے ہاجرین و انصاریہ کہ اگر جمع ہوں یہ لوگ کسی مرد کے پاس وراثت کا امام نام رکھیں خدا کی نزدیک پسندیدہ ہو گا بس اگر خروج کرے کوئی خروج کنندہ بسبب کسی طعن یا بدعت کے لوٹا تو اُس کو اُسکی طرف جو کچھ اُس سے ظاہر ہو اسی بس اگر قبول نہ کرے تو لڑا و



مجلسوں میں اور مکاتیب میں کیونکہ تحریر و زبانہ آئین بلکہ صریح اس بیعت میں مہاجرین اور انصار سے نسبت خطا کی کی تھی چنانچہ اُنکے مذہب سے یہ بات مشہور و معروف ہو کہ بارہ امام انصار سے شکایت اسباب کی اپنے زمان امارت میں کی اور طرز و تعریض ظاہر کی پس ذکر بیعت مہاجرین اور انصار کا بھی مقابلہ میں اُسکے ایک دلیل تحقیقی ہو مرکب مقدمات حصہ ثابتہ فی نفس الامر سے خواہ وہ خصم کے نزدیک مسلم ہوں خواہ منون و منها ما اوردہ الراجحی فی تہم البلاء عن امیر المؤمنین <sup>ؑ</sup> کہ قال اللہ بلاء فلان لقد قوم لا ودا۔ اوی العمد و اقام السنۃ و خلف المبدعہ و ذهب فقی التوبہ قلیل العیب اصاب خیرہا و سبق شرہا اذی الی اللہ صاعۃ ثم و اتقا کا بقیہ سائل و ترکہم فی طریقتی متشعب لا یفہد عنی فینہ الضلال و لا یستوفین المہد عنی ترجمہ اور تھیں اصل حرکت وہ ہو کہ لایا اسکو رضی نبیج البلاغت میں امیر المؤمنین سے کہ بیشک حال یہ ہو کہ فرمایا جناب امیر نے واسطے اللہ کے جو خلافت نکلی کہ ہر آئینہ سیدھا لیا کجی کو اور صلاح کیا ستون کو اور قائم کیا سنت کو اور پیچھے بدعت کو لیا پاکدامن کم عیب کی خوبی خلافت کی اور خدا خلافت سے پیشتر جلا لیا خدا کی طاعت او کی اور پرہیز گاری کی موافق حق پرہیز گاری کے کوچ کیا اور چھڑ لوگو کو گمشاخ و شاخ ہدیوالی راہ میں ہدایت پاتا ہو گسرہا و زلقین پاتا ہو راہ یاب اس عبارت میں جناب امیر کی شریف رضی نے اپنا تھن کر کے برعایت حفظ اپنے مذہب کے لفظ ابو بکر کا اڑا دیا ہے اور اسکی جگہ لفظ فلان لائے ہیں تو اہل سنت و ستاویز فکر سکین لیکن کرامت حضرت امیر کی وہ ہو کہ او خدا مذکورہ تعین مبہم کا کرتے ہیں چنانچہ بیان کیا جائیگا اور اسید واسطے شارحین نبیج البلاغت نے جو امامیہ ہیں تعین لفظ فلان میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں فلان سے مراد ابو بکر ہیں اور بعض کے نزدیک عمرؓ مگر اکثر شراح نے اول کو ترجیح دی ہو وھو لا ظھم پس اس عبارت سر اسر بشارت میں ابو بکر کو دس وصف عالی کے ساتھ موصوف کیا ہے اور اُس پر قسم یاد کی ہو اقامت سنت اور پکنا بدعت سے اور ننوا فتنے کا اُنکے زمانے میں اُنکی حسن تدبیر سے اور پاکدامن جانا اس جہاں سے اور قلت اُنکے مہبون کی اور سر انجام پانا اسکا جو مقصود امامت اور خلافت سے جو یعنی قائم کرنا عدل کا اور رواج دینا دین خدا کا اور ادا کرنا طاعت الہی اور آخر عمر تک حق پرہیز گاری بجالانا او کچھ شک نہیں ہے کہ نہایت امر خلافت اور امامت کی سیسی ہو کہ موافق سچی گواہی حضرت امیرؓ کے ابو بکر سے وقوع میں آئی شیعہ اس عبارت میں ہاتھ پائوں چھوڑا دیتے ہیں اور گھبر کے رک رکے ایک توجیہ وان میں ہاتھ دالتے ہیں کہ قابل ذکر کے منہیں ہیں

مگر اس واسطے کہ سننے والے خوش ہوں یا انکے دانشمندوں کے اندازہ نحو سے خبر ہوں چنانچہ عمدہ اُن کو جیسا  
 میں انکے نزدیک یہ ہو کہ جناب میٹر کبھی کبھی وصف و مدح شیخین کی بیان فرمایا کرتے تھے تا کوکون کے دلو کو  
 اپنی طرف کھینچیں اور اپنی رعایا کو تسلی دین اس واسطے کہ بہت لوگ حسن سیرت شیخین یعنی ابو بکر و عمر و عثمان  
 امور دین کے جو انکے وقت میں تھے معتقد تھے اور یہ عبارت بھی اُسی مقدمے سے ہے لیکن عاقل منصف پر  
 پوشیدہ نہیں ہے کہ دس جھوٹ جو مولد تقسیم ہیں ان کی نسبت ایسے جناب معصوم سے کرنا اور وہ بھی بفرمان  
 سہل دنیا یعنی چند آدمیوں کی ولداری اس نظر سے کہ انتظام ریاست ظاہر کا حاصل ہو کہ تحقیق اور  
 ثبوت اس غرض کا بھی یقینی نتھا بلکہ اُس سے ناامیدی حاصل ہو چکی تھی اور غرض دین کی بالکل  
 فوت ہوتی تھی کہ ایسے ظالموں سرکشوں کی کہ صریح نافرمان پیغمبر کے تھے بلکہ مرتدی اختیار کی تھی کہ تحریف  
 کتاب خدا اور تبدیل دین خدا کی کرتے تھے تعزین کرین حال آنکہ حدیث صحیحہ ہر اذامۃ الفاسق  
 غَضِبَ الرَّبُّ یعنی ہر گاہ کہ فاسق کی روح کی جاتی تو پروردگار کا غضب ہوتا ہی باوجود سننے اس  
 حدیث کے مرکب سلا مر کے ہوتے دین و دیانت اور عقل و کیاست سے کس قدر بعید ہو اور کونسی ضرورت  
 تھی کہ اس قدر تاکیدیں اور مبالغے اور تعصبات سخت زبانی لائی جائیں اگر فقط مدح اُن کوکون کی نظر حسن انتظام  
 امور خلافت کے مصلحت تھے تو سہل سے سہل طور پر ممکن تھے یہ دس جھوٹ بولنا کب لازم تھا اتنا ہی فرماتے کہ  
 اللَّهُ بِلَادِ ظُلَمٍ قَدْ جَاهَدَ بِالْكَفَرَةِ وَالْمُرْتَدِّينَ وَشَاعَ بِسَعْيِهِ السَّلَامُ فِي الْبِلَادِ وَوَضَعَهُ  
 الْخِزْيَةَ وَبَنَى الْمَسْجِدَ وَلَمْ تَقْعُرْ فِي خِلَافَتِهِ فِتْنَةٌ مَرُوحَمَهُ واسطے اللہ کے جو خوبی فلاں کے شہر کی  
 کہ جہاد کیا کافروں اور مرتدوں سے اور اسکی کوشش سے اسلام نے شہروں میں رواج پکڑا اور جزیرہ مقرر  
 کیا اور مسجدیں بنائیں اور کوئی فساد اسکی خلافت میں واقع نہوا اور ایسے ہی اور مضامین اور جو مضامین  
 کہ حضرت امیر کی عبارت میں درج ہیں ان سے زمین آسمان کا فرق جو معصوم سے پیغمبر سلطنت اہل کی حد تعریف کرے  
 کبھی کبھی کہ اکثر انہیں کے اسکی ہمت میں اپنی باتوں سے گمراہی میں ڈال دیا جو بات کہ لائق قوی یعنی بری بتائے کہ وہ  
 مدح کافروں اور فاجروں کی ہو اسچہ انکے قریب و رغوبی بالنی کا عمل میں لائے بلکہ انکے ذمے تو یہ بات لازم تھی کہ بڑا بیان  
 عجیب اور زبونیان اپنی جماعت کے سلسلے بڑا جدا جدا اظہار فرماتے تا کوکون کی پیروی جو حسن ہے جو انکی نسبت رکھتے تھے اُن کوکون  
 سے باز نہ ہیں اور کس طرح میں گمراہی اور ضلالت کے نہ پڑیں سلطان اس حدیث صحیحہ کے اذکر الفاسق بما فیہ یحکم النّاس  
 تا کوکون کو کہ فاسق کا جو باتیں اُس میں ہیں تو لوگ اس سے خبردار ہو جائیں اور اگر ایسی دنیا کی غرض میں ان

حدیث

مدح فاسق  
غضبحدیث  
ذکر مائتہ

تا کوکون کو کہ

بزرگواروں کی نظروں میں قدر و منزلت رکھیں تو مکاروں اور فریبیوں سے غلطی طلب میں کہ راست کی طمع سے مرکب ایسے کام بد اور خوشامد اور تعریف معتمدوں کی ہوتے ہیں اور پاکیزہ لوگوں میں جنکو بندہ پاک کیا ہو کیا فرق ہو جاشا و کلا کہ ایسی غرض فاسد جناب امیر کے دامن پاک کو آلودہ کر سکے اور بعض نے امامیہ سے کہا ہے کہ مراد جناب امیر کی اس مرد سے وہ دوسرے شخص ہیں مخلص صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ آنحضرت کے زمانے میں فوت ہو گئے اور قبل وقوع فتنہ کے اس جہان سے کوچ کر گئے اور راوندی نے اسی بات کو پسند و اختیار کیا ہو یہاں بھی عقل سے کام لینا اور اوصاف مذکور کو تیس کرنا چاہیے کہ اس شخص پر منطبق ہو سکتے ہیں یا نہیں آنحضرت کے زمانے میں تو وحی نازل ہوتی تھی اور پیغمبر موجود تھے علاج علتوں کا راستی کجی کی اقامت سنت کی اور کوئی دوسرا کیوں کر تا اور اگر کرتا نام و نشان اسکا کیوں نہ معلوم ہوتا اور کونسی عقل تجویز کرتی ہے کہ آنحضرت کے زمانے میں کوئی شخص مرے اور امت کے لوگوں کو پرانگندہ راجوں میں جنسے گمراہوں کو حیرت ہوا و اہل ہدایت و یقین و معبود نیت پھریں اس حال میں چھوڑ دے حال آنکہ نفس نفیس پیغمبر کا ابھی ایمین موجود ہو اور وحی نازل ہوتی ہو اور فیض الہی دمدم تکلیف دیں اور تمام کرنے نعمت کے جوش میں ہو لیکن امامیہ نے ایسا کہا ہے کہ غرض حضرت امیرؓ کی اس سے توبیخ اور تعریف کی حضرت عثمانؓ سے تھی کہ شیخین کی عادت پر نہ چلے اور انکے زمانے میں فتنہ فساد بہت وقوع میں آیا اور یہ توجیہ اگلی دونوں توجیوں سے بڑھکے پوچ ہو اول یہ توبیخ عثمانؓ کی اتنے ہی میں حاصل ہوتی تھی جس میں یہ دس جھوٹ بولنا لازم نہیں آتے دوسرے یہ کہ اگر سیرت شیخینؓ کی محمود اور قابل تعریف تھی تو امامت انکی ثابت ہونی اور اگر محمود نہ تھی تو عثمانؓ کو انکے ترک پر توبیخ و سرزنش کیوں فرماتے تیسرے یہ کہ مخالفت عثمانؓ کی عادت شیخینؓ سے ہرگز اس عبارت میں مذکور نہیں ہو نہ صراحۃً نہ اشارۃً اور یہ عبارت کوئے کے خطیبوں میں شاد ہوئی اُسوقت میں عثمانؓ کہاں تھے اور فتنہ و فساد کہاں بلکہ ظاہر حسرت ناک کلام ہے کہ اپنے زانیہ میں امور خلافت کا سرانجام نہ پا کر اور غبطہ ہو خلیفہ اول کے حال پر یعنی آرزو کرنا کہ ہمارا حال بھی انکا سا ہو تا کیسی تدبیر انکی تقدیر سے موافق پڑی تھی اور کام دست بستہ بیغل و غش ان سے ظہور میں آئے اور اگر توبیخ عثمانؓ کی منظور ہوئی کیوں نہیں بصرحت فرماتے کہ عثمانؓ نے ایسا ایسا کیا کہ یہ نہیں کرنا چاہیے تھا اس واسطے توبیخ عثمانؓ سے سوا مخالفت اہل شام کے کہ آپ کو ناصر عثمانؓ کا کہتے تھے کوئی



حضرت عیسیٰ اور یحییٰ حضرت روز بروز خود ہی بڑھتی جاتی تھی اور جب مخالفین نسبت قتل عثمان  
کی یقیناً آنجناب کی طرف کرتے تھے تو انکو تو بیچ سے کیا خون تھا مثل مشہور ہوا انا العریفون  
فما خوفی من البلی مرجمہ میں ڈوبا ہوا ہوں پھر بھی گئے سے کیوں ڈروں اور بعض اُن کے وہمیں  
جسکی روایت کی امامیہ نے امام ابی محمد حسن عسکری سے اپنی تفسیر میں اَنَّهُ قَالَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا بَعَثَ اللَّهُ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ وَاصْطَفَاهُ نَبِيًّا وَقَالَ لَهُ الْبَحْرُ وَفَيْئُ بَنِي  
إِسْرَائِيلَ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَةَ وَالْأَنْوَاعَ مَا فِي مَكَانَهُ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ يَا رَبِّ  
لَقَدْ أَكْرَمْتَنِي بِكَرَامَةٍ لَمْ تُكْرِمْ بِهَا أَحَدًا قَبْلِي فَهَلْ فِي الْأَنْبِيَاءِ لَكَ عِنْدَكَ مَعْرُوفٌ أَكْرَمُ مِنِّي  
فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا مُوسَى أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَفْضَلُ عِنْدِي مِنْ جَمِيعِ خَلْقِي فَقَالَ يَا رَبِّ  
إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ أَفْضَلُ عِنْدَكَ مِنْ جَمِيعِ خَلْقِكَ فَهَلْ فِي الْإِلَهِ الْأَنْبِيَاءِ أَكْرَمُ مِنْ إِبْنِي قَالَ  
عَزَّ وَجَلَّ يَا مُوسَى أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ فَضْلَ إِبْنِ مُحَمَّدٍ عَلَى إِبْنِ جَمِيعِ النَّبِيِّينَ كَفَضْلِ مُحَمَّدٍ عَلَى  
جَمِيعِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا رَبِّ إِنْ كَانَ فَضْلُ إِبْنِ مُحَمَّدٍ عِنْدَكَ كَذَلِكَ فَكَيْفَ تَهْلُ مِنْ صَحَابَةِ  
أُولَ الْأَنْبِيَاءِ أَكْرَمُ عِنْدَكَ مِنْ صَحَابِي قَالَ يَا مُوسَى أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ فَضْلَ صَحَابَةِ مُحَمَّدٍ عَلَى  
جَمِيعِ الْمُرْسَلِينَ كَفَضْلِ إِبْنِ مُحَمَّدٍ عَلَى إِبْنِ جَمِيعِ النَّبِيِّينَ فَقَالَ مُوسَى إِنْ كَانَ فَضْلُ مُحَمَّدٍ  
وَأُولِ مُحَمَّدٍ وَاصْطَبَابِ مُحَمَّدٍ كَمَا وَصَفْتَ فَهَلْ فِي أُمَمٍ إِلَّا أَنْبِيَاءُ أَفْضَلُ عِنْدَكَ مِنْ  
أُمَّتِي فَلَمَّ عَلَيْهِمُ الْعَامَ وَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِمُ الْمَنِّ وَالسَّلَامَ وَفَلَمَّتْ لَهُمُ الْبَحْرُ فَقَالَ اللَّهُ  
يَا مُوسَى إِنَّ فَضْلَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَى أُمَمِ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ كَفَضْلِهِ عَلَى خَلْقِهِ **ترجمہ**  
بیشک کہا امھنوں نے کہ روایت ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب مبعوث کیا خدا نے تعالیٰ نے  
موسیٰ بن عمران کو اور چھانٹا انکو اپنی ہمرازی میں اور بھاڑا انکے واسطے دریا اور سخاوت دی  
بنی اسرائیل کو اور بخشی انکو توریث اور الواح دیکھا حضرت موسیٰ نے اپنا مرتبہ اپنے پروردگار عزوجل  
کے سامنے تو کہا اے پروردگار میرے ایسی بزرگی دی تو نے مجھ کو کہ مجھے پہلے تو نے اس بزرگی کے  
ساتھ کیسکو نہیں نوازا ہے پھر آیا پیغمبروں میں تیرے نزدیک کوئی ایسا ہو کہ وہ مجھے بزرگ تر ہو فرمایا  
خدا نے تعالیٰ نے اے موسیٰ کیا تو نے نہیں جانا کہ محمد صلعم بہت بڑھکے ہو تا می میری مخلوق سے پھر کہا  
موسیٰ نے اے رب میرے اگر محمد افضل ہیں تیرے نزدیک ساری مخلوق سے تو پھر کسی پیغمبر کی ولایت

بزرگتر ہی میری اولاد سے فرمایا عزوجل نے اسی موسیٰ کیا تو نے نہیں جانا کہ بزرگی آل محمد کی سب پیغمبروں کی  
 آل پر ہے جیسے محمد کی بزرگی ہے سب پیغمبروں پر ہے کما ادریب میرے اگر بزرگی آل محمد کی تیرے نزدیک ایسی ہو  
 تو پیغمبروں کے یاروں میں تیرے نزدیک کوئی ایسا ہو کہ میرے یاروں سے بزرگتر ہو فرمایا خدا تعالیٰ نے  
 اسی موسیٰ کیا تو نے نہیں جانا کہ محمد کے یاروں کا فضل سب پیغمبروں کے یاروں پر ہے جیسے فضل اولاد محمد کا جمیع  
 پیغمبروں کی اولاد پر ہے کما موسیٰ نے کہ بزرگی محمد کی اور اولاد محمد کی اور محمد کے اصحاب کی ہے جیسی تو نے  
 فرمایا آیا پیغمبروں کی امت میں کوئی امت میری امت سے بزرگتر تیرے نزدیک ہو چنانچہ تو نے بادل کا  
 سائبان کیا اور من و سلویٰ اتارا اور انکے واسطے دریا کو بھاڑا سو فرمایا خدا سے تعالیٰ نے اسی موسیٰ ہر آئینہ فضیلت  
 امت محمد کی سب پیغمبروں کی امت پر ایسی ہے جیسے میری بزرگی میری تمام خلق پر اور اس روایت امام ہمام سے  
 دو وجہ وجہ پر حقیقت صدیق کے خلافت کی ظاہر ہوئی اول اس وجہ سے کہ ہم صحبت ہونا انکا پیغمبر کے ساتھ قطعی  
 ثابت ہے نص قرآن سے بالاتفاق طبعہ و نبی قولہ تعالیٰ اذ یقول لکما جیبہ کا تحریف یعنی جسوقت کہ کتنا تھا وہ اپنے  
 ساتھی سے مت غلگین ہو تو اور اس صاحب سے بالاتفاق ابو بکر مراد ہیں اور نیز صحبت ہمیشہ انکی اور رازداری  
 اور خصوصیت انکی مشہور ہے کہ ہر صاحب رازدار خصوصیت والے کو بطریق ضرب المثل انکی صفت سے ذکر کرتے  
 ہیں کہ فلان یا رازدار فلان کا ہے جس جیل فضیلت انکی جمیع اصحاب پیغمبر پر معنی مصاحبت میں ثابت ہوئی  
 تو ضرور وہ لائق امامت اور خلافت کے ہونگے کس واسطے کہ انہیں بھی بہت لوگ لائق اس کام کے گذرے ہیں  
 جیسے کالب بن یوقنا اصحاب موسیٰ سے خلیفہ حضرت موسیٰ کے ہوئے بعد حضرت یوشع کے اور اصف بن برخیا  
 یعنی اصحاب حضرت سلیمان سے بھی لائق اس کام کے تھے اور اگر ان سب کے گذر کرین ہم تو بھی یکساں ہو کر ظلم اور  
 چھینا حقوق عام مسلمانوں خصوصاً عترت رسول کا یہ اس سے کیونکر صادر ہوگا اور اگر ہوگا تو فضیلت کیا بلکہ  
 فضیلت بھی کم ہو جائیگی دوسری وجہ یہ کہ جب صحابہ رسول من حیث المجموع سب پیغمبروں کے اصحاب افضل  
 ہوئے تو ضرور ہی کہ جو ظلم اور غصب اہل بیت رسول کے حقوق کا اور حقارت اور امانت خاندان عالیشان  
 رسول کی ہرگز نہ کرینگے کس واسطے کہ پیغمبروں کے اصحاب سے کسی شخص نے یہ فعل بد نہیں کیا ہو اگر یہ گروہ اور  
 پیغمبروں کے اصحاب مساوی ہوتے لایم تھا کہ ترکبیاں کاموں بد کے نہوتے پھر کیا ٹھکانا کہ افضل ہوں  
 اور ترکبیاں کاموں کے بھی ہوں اور اس حکم امام فخر الدین رازی کی ایک تقریر پر ہر نہایت دلچسپ اور  
 ذہین نشین چنانچہ کہا ہو کہ رافضیوں کا فرقہ میرے نزدیک مورسلیمان سے بھی کمتر ہے ہر عقل و راقدا و نیک

کہ انکو اپنے پیغمبر سے تھا کھواسطے کہ سورج سلیمان نے اپنے تابعین سے کہا یا ایکھا الکمل اَدْخُلُوا مَسَکِنَکُمْ  
 لَا یَخُوضُ بَیْنُکُمْ سُلَیْمَانُ وَیُخَوِّدُکُمْ وَهُمْ لَا یَشْعُرُونَ ترجمہ یعنی اے چھینوین کے فرمے اپنے سوار خوں  
 میں ٹھس جاؤ مسبا والوگ لشکر سلیمان کے پامال کریں درانحالیکہ وہ نہیں جانتے ہیں کہ ہر تار ہی  
 سمجھ لو کہ فرقہ سپاہ اور لشکر یوحنا ظلم و تعدی میں نہایت ہمیر فر اور بیدار بنی ہوئے ہیں بکرت صحبت  
 پیغمبر کے ایسے مہذب ہو گئے ہیں اور صحبت سرسری بنی نے انہیں اس قسم کی تاثیر کی ہے کہ دیدہ و دلہستہ  
 سورضعیف بہ ظلم نہیں کر سکتے بلکہ اپنے پاؤں تلے پامال بھی کر سکتے اور گروہ را فضیوئے ہرگز نہیں سمجھے  
 ہیں کہ صحبت پیغمبر خاتم المرسلین کے افضل پیغمبروں سے ہیں اپنے صحابہ کبار میں کہ ہمیشہ ملازم و خدمت  
 کے تھے اور یار غار اور رفیق و غمگسار کھلائے جاتے تھے کچھ تاثیر کی ہو اور خیانت اور شرارت اور  
 شیطنیت اُنسے کھولی ہو بلکہ اور وہ کی نسبت یہ سب مورثیہ امتین زیادہ تر غالب مستولی ہوئے  
 کہ خود لڑکی اور داماد اور پیغمبر کے نواسوں کو کہ یتیم و سکیں گئے تھے ناراض کیا اور اپنے ظلم کیا اور  
 اُنکا گھر جلا دیا اور بیچارہ اور بے قدر کیا اور باغ و زمین اور وجہ مدد معاش اُنکی قرق کر لی اور  
 ہمیشہ اُنکی ایذا کے درپے ہوئے خدا ان باتوں سے بچائے وَمِنْهَا مَا نَقَلَهُ عَلِیُّ بْنُ عِیْسَی کَذَا وَیَقُولُ  
 الْاِمَامُ لَا تَنَا عَشْرَی فِی کِتَابِہِ کَشَفِ الْعُمَةِ عَنْ مَعْرِفَةِ الْاَنْمَةِ اِنَّہُ سِئِلَ الْاِمَامُ الْاَبُو جَعْفَرِہُ  
 عَلِیہِ السَّلَام عَنْ حَلِیۃِ السَّیْفِ اَوْ رَیضِ رَوایَات سے وہ روایت ہے کہ نقل کیا اسکو علی  
 بن عیسیٰ اور دیلمی نے کہ امام آٹھ عشر کا ہوا اپنی کتاب کشف العنہ عن معرفۃ الامم میں لکھ دیا  
 امام جعفر علیہ السلام کو زیور تلوار سے اُٹھ جائے فَحَالَ نَعْمَ قَدْ حَلٰی الْاَبُو بَکْرُ الصِّدِّیْقُ سَیْفَہُ  
 بِالْفِیضِہِ ترجمہ آیا جائے پس فرمایا ہاں جائز ہے کہ ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو چاندی سے آراستہ  
 کیا تھا فَحَالَ الرَّوایِ اَنْقُولُ هٰکِذَا اَفَوْتَبَ الْاِمَامُ تَرْجُمَہُ جبر کماراوی نے کیا ایسی ہی ہے جو قوم  
 کہتے ہو سب اُچھل پڑے اُمّ عَنْ مَکَانَہِ فَقَالَ نَعْمَ صِدِّیْقُ نَعْمَ صِدِّیْقُ نَعْمَ صِدِّیْقُ نَعْمَ صِدِّیْقُ  
 یَقُولُ لَہُ الْعَصِدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ترجمہ اپنی جگہ سے اور تکرار کمال ہاں  
 صدیق ہاں صدیق ہاں صدیق اور جو کوئی اُنکو صدیق نہ کہے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُنکی بات  
 کی تصدیق نہیں کرے گا قاعدہ مقررہ منصوصہ قرآن اور دین کے ہیں کہ بعد نبیوں کے مرتبہ یقین  
 کا ہے اور اقسام امت سے اول یہ لوگ ہیں چنانچہ اسلایت اور اور آیتوں کلام اللہ سے بھی معلوم ہوتا ہے

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ  
 وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ترجمہ تیس وہ لوگ اُن لوگوں کے ساتھ ہیں جنہاں اللہ نے احسان کیا  
 یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور صالح دوسری جگہ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ وَامَّةُ  
 صِدِّيقَةٍ تَمِينُ ہر مسیح بن مریم مگر رسول و ایمان اسکی صدیقہ ہر و قولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ آمَنُوا  
 وَرَبُّهُمْ لَهُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ ترجمہ در وہ لوگ  
 کہ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر وہ لوگ صدیق ہیں اور شہید ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک  
 اور اُن کے واسطے انکا بدلہ اور قطع نظر از فضیلت سے اتنا تو خود بہت آیتوں اور بیشمار حدیثوں سے  
 بالقطع ثابت ہے کہ لقب صدیق کا لفظ صریح ہر بالا ترجمہ و صالح سے قولہ تعالیٰ يُؤْتِيهِمُ الصِّدِّيقَ  
 امامیہ کی کتابوں میں مروی اور ثابت ہے کہ جناب میر نے حق میں یہ لقب طلاق فرماتے تھے اِنَّا الصِّدِّيقُ  
 الْكَبِيرُ یعنی میں صدیق اکبر ہوں بلکہ اپنے واسطے منحصر کیا تھا نسبت اُن لوگوں کے جو بعد اُن کے پیدا ہوئے  
 پس اور اماموں کے حق میں طلاق اس لقب کا بطریق مجاز ہو گا حَيْثُ قَالَ لَا يَقُولُهَا بَعْدِي  
 اِلَّا كَذَّابٌ یعنی مجاز اس حیثیت سے کہ فرمادیا نہیں کہ میں کا میرے بعد اسکو مگر کذاب اس واسطے اماموں نے  
 اس لقب کو اپنے حق میں طلاق نہیں فرمایا ہر اور لفظ بعد ہی سے صریح مستفاد ہوا کہ قبل جناب میر سے  
 بھی ایک صدیق اس امت میں گذرے ہیں کہ معروف اس لقب سے تھے اور صدیقیت اُن کے حق میں  
 تھی اور اگر انحصار کو اکبر کے لفظ پر نظر کر کے سمجھیں تب بھی صدیقیت کبریٰ ابوبکر کے واسطے ثابت ہوتی  
 ہو مضموم لفظ بعد ہی سے الحاصل جب کسی شخص کے حق میں امام معصوم لفظ صالح کا کہے احتمال جو  
 اور فسق اور ظلم و غضب کا بالکل اُس سے جاتا رہے گا اور نہیں تو معصوم چھوٹا بٹھیرے پس جس شخص کے  
 حق میں کہ اسکو معصوم اس تاکید کے ساتھ صدیق کہے بلکہ اعتقاد اسکی صدیقیت کا گروہ مخلوق پر جو  
 کرے اور اسکی صدیقیت کے منکر پر دعا بد کرے کیا گمان کرنا چاہیے اور انکار اسکی صدیقیت سے  
 کہ جس سے اعتقاد بطلان امامت اور غضب حق مستحقون سے ہو دعا سے بد امام معصوم میں غل ہو سکتا ہو  
 نفوذ باللہ من ذلک اور جو جھگڑا اس روایت کا امامیہ سے درمیان میں آیا سو انکار اس روایت  
 کے کچھ جواب نہیں رکھتے کسو واسطے کہ اگر تفسیر پر مالتے تو گنجائش تھی اس لیے کہ وضع سوال سائل سے  
 صریح معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ تھا لیکن اتنا تو کسی عاقل پر چھپا نہیں ہے کہ کتاب کشف الغمہ کوئی کتاب

فرمایا ہر  
 میرے بعد  
 امامیہ اور  
 ان کے بعد

کیا اب نہیں ہو بہت موجود ہیں پس یہ انکار بہرگز فائدہ نہیں بخشتا اور اگر کسی نے کمال تعصب و  
 عناد سے ایک کتاب سے نکال ڈالی ہو اور گرا دی ہو دوسری کتاب ضرور اسکو جھوٹا بنائے گی آن  
 جو کچھ تصور اس روایت میں ہو تو یہ ہو کہ اہل سنت بھی اسکو اپنی کتابوں میں لائے ہیں اگر پیرنگا  
 امامیہ کے بسبب چیز می غریکوں کے اسکا انکار کریں تو کچھ بعید نہیں ہو لیکن انکار کلمہ اور نماز کا بھی  
 لازم ہوگا بلا حطر شرکت اہل سنت کے ان مور میں سَوَی لَدَارُ قُطْنِی عَنْ سَالِمِ بْنِ ابْنِ ابْنِ  
 حَفْصَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَوَلَّيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاللَّهِ إِنَّمَا كَانَ  
 فِي نَفْسِي غَيْرُ ذَلِكَ فَلَا نَالَي شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ  
 سَالِمٌ أَرَأَيْتَ قَالَ ذَلِكَ مِنْ أَهْلِ تَرْجَمِهِ رَوَايَتِ كِي دَارِ قُطْنِی نے سالم بن جعفر سے کہا گیا میں نے  
 ابی جعفر کے سوا کہا بار خدا یادوست ہوں میں ابو بکر اور عمر کا اگر میرے دل میں اسکے سوا اور کچھ ہو تو  
 محبو شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ پونچھے دن قیامت کے کہا سالم نے گمان کرتا ہوں میں کہ یہ  
 کلمہ میرے واسطے کہا اور یہ سالم بن ابی حفصہ ایک شیعہ تھا چنانچہ سب محدثوں نے اسکو شیعہ بن سے  
 نسبت کیا جو اور اس روایت سے بھی شیعہ بن اسکا ظاہر ہوتا ہو کہ حضرت امام نے اسکے سنانے کو کہا  
 تانا اپنے عقیدہ فاسد اور گمان باطل سے توبہ کرے اور یہ روایت اسواسطے لائی گئی کہ احتمال تقیہ کا  
 کلام حضرت امام بن گنجایش نہ رکھے سو اسطے کہ آنجناب نے بطریق شرط و جز کے تقیہ پر اس مقدمے  
 میں کفر اپنا خد سے جا باہر سو اسطے شفاعت پیغمبر سے محروم کافرین بالاتفاق اور دعا امام معصوم  
 کی البتہ مقبول ہو اگر معاذ اللہ شرط واقع ہو و قیام جزا میں کچھ تردد و تینیں ہو آب و تینیں البتہ  
 کی ماخن فیہ میں یعنی جسکی ہم بحث کر رہے ہیں سنا چاہیے سَوَی لَدَارُ قُطْنِی عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ  
 عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنْ حِلْيَةِ السَّيْفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ فَقَدْ حَلَى أَبُو بَكْرٍ  
 فِي الصِّدْقِ سَيْفَهُ قَالَ قُلْتُ نَقُولُ الصِّدْقُ قَالَ نَعَمْ صِدِّيقُ نَعَمْ صِدِّيقُ نَعَمْ  
 صِدِّيقُ مَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدْقُ فَلَا صَدَقَ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ تَرْجَمِہ رَوَايَتِ کِ دَارِ قُطْنِی  
 نے عروہ بن عبد اللہ سے کہا پوچھا میں نے ابو جعفر سے یعنی امام جعفر سے زیور تلوار کے معاملے میں کہا  
 کچھ در نہیں ہو کہ سو اسطے کہ ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار میں زیور لگایا ہو اور سالم نے کہا کہ تم بھی  
 صدیق کہتے ہو کہا ہاں صدیق ہاں صدیق ہاں صدیق اور جو کوئی انکو صدیق نہ کہے خدا اسکی



کتاب میں صحابہ کا اس شخصوں کے ساتھ وصف کیا ہے کہ حُبِّ الْبَيْتِ لَا يَمَانُ وَلَا ذِيْنِيَّةٌ فِي قُلُوْبِهِمْ وَكَرِهَتْ  
 الْبَيْتُ الْكُفْرُ وَالْفُسُوْقُ وَالْبَغْيُ الْعَيْنِيَّةُ حُبِّ مَحَبَّتِ دِي اُسے مختاری طرف ایمان کو اور زنیّت دئی اُسے ایمان کو  
 مختار سے دلون میں اور انکار ٹھہرایا کفر اور بدکاریوں اور نافرمانیوں کو آپ خیال کرو کہ حق تعالیٰ نے جس گروہ  
 کے حق میں یہ کر امنین فرمائی ہوں وہ کیونکر سب کے سب کلمے کفر اور فسق اور عصیان کو اختیار کر گئے اور سزا  
 بلکہ زندگی بھر اس پر اٹھے رہیں گے تیرے یہ کہ حق تعالیٰ آپے تقسیم فی معنی نبیّت میں بعد کفر سے قمرے ما جری  
 کے فرمایا ہوا اُولَئِكَ هُمُ الْعَصَاةُ غَوْنُ تَعْنِي وہ لوگ سچے ہیں اور سب ما جری ہیں ابوبکر کو خلیفہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے تھے بس اگر وہ سچے خلیفہ نہیں تو وہ لوگ بھی سچے نہیں اور یہ خلاف نص کے ہی  
 چوتھے یہ کہ جنھوں نے ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کی وہ جماعت تھی کہ دینی مقدمات میں ہرگز لحاظ لینے ہا یوں  
 اور بیٹوں اور بھائیوں اور راقب کا نکلیا اور انکو دین کے واسطے قتل کیا اور سر کاٹے اور جہاد کی مشق  
 صبر کیے اور محنتیں اٹھائیں اور کسی دشمن مخالف سے ڈرے اور آپ کو بار ہا دین کے واسطے ہلاکت میں  
 ویدیا چٹانچہ امیر المؤمنینؓ نے بھی اپنے خطبوں میں انکی گواہی دی جیسا کہ باب مطاعن صحابہ میں ہم سکو  
 نقل کرینگے اور جب یہ جماعت کہ جبکا حال ایسا ہو کسی امر پر متفق ہوں ضرور ہو کہ وہ امر خلاف شرع ہوگا  
 یا چونکہ یہ کہ ابوبکر کی خلافت پر سب صحابہ کا اتفاق واقع ہوا اور جو کچھ متفق علیہ ہو یعنی جس بات پر  
 متفق ہوں وہ حق ہو اور خلاف اُسکے باطل اس دلیل سے کہ نہج البلاغہ میں جو باتفاق شیعہ کے صحیح  
 و متواتر ہے امیر المؤمنین سے روایت کی ہے فی کَلَامِهِ اَلْوُضُوْءُ السَّوَادُ لَا عَظْمَ فَاِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَي الْجَمْعِ  
 وَ اِيَّاكُمْ وَالْمَعْقَدَةُ فَاِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ الشَّيْطَانُ كَمَا اَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ الَّذِيْ يَمْشِيْ مَرْجُوْمًا  
 فِي كَلَامِ خُودِ كَلَامِ كُزْبُوْطِ جَمَاعَتِ كُوْا سَوَاسُطُ كُ خُودَا كَا تَحْتِ جَمَاعَتِ كُ سَرِ بُوْطِ جَمْعِ مَدَالِي سِ  
 پس حصہ شیطان کا آدمیوں سے ایک کنارے چلا ہو جیسا کہ مور پڑا ہو کیوں سے حصہ بھیڑیے کا اور  
 بھی نہج البلاغہ کی شرحوں میں جو امامیہ کی تصنیف سے ہیں لکھا ہوا انھیں سے صحیح روایت ہے اور انھیں  
 رضی اللہ عنہ سے اِنَّ كُتُبَنَا اِلٰی مُعَاوِيَةَ عَلٰی اَنَّ لِلنَّاسِ جَمَاعَةً يَدُلُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ عَصَبَ اللّٰهُ  
 عَلٰی مَنْ خَالَفَهَا فَتَنَفَسَتْ نَفْسُكَ قَبْلَ حُلُوْلِ الْعَصَبِ وَقَدْ اَوْرَدَكَ الرَّحْمٰنُ بَعْضَ هٰذَا  
 الْكِتَابِ وَ اَسْقَطَ مِنْهُ صَدْرًا لَا يَكُوْنُ مَعَا لِفَا لَمَدٍ هَبِ الْمُبْتَغٰی عَلٰی الْفِتْنَةِ فَرَوٰی اِخْرَ  
 وَ هُوَ قَوْلُهُ وَ اَتَى اللّٰهُ فَمَا لَدَيْكَ وَ اَنْظُرْ فِي حَقِيْقَةِ عَلَيْكَ مَرْجُوْمًا يَكُوْنُ مَعَا وِيَكُوْنُ مَرْجُوْمًا

لوگوں کو ایک اجتماع ہو چکے سر پر خدا کا ہاتھ پڑا اور جو مخالف اسکے ہوا سپر غضب خدا کا ہو جس اپنی فکر کر قبل غضب نازل ہونے سے اور رضی اس خط میں بعض الفاظ کو لایا ہو اور بعض کو گرو یا ہو اس واسطے کہ انکی بنا اسکے مطلب سے جدا ہو اور اسکے مذہب سے خلاف بس اس خرمکتوب سے روایت کی ہو جو قول امیر کا ہو خدا سے جو کچھ تیرے نزدیک ہو اور ہا ہو اور نظر خدا کے حق میں جو تجھ ہو و آیت کافی شہود ہے  
 فَهِيَ الْبَلَاءُ لِلَّهِ مَا يَكُونُ لَمَّْا كَتَبَ إِلَىٰ مَعَاوِيَةَ مَا كُنْتُ إِلَّا رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ  
 أَوْ نَحْوِ كَمَا أَكْثَرُ وَأَصْدَرْتُ كَمَا أَصْدَرُوا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَجْمَعَهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّجَمٍ  
 اور بھی پنج البلاغہ کی شرحوں میں ہے کہ تصنیف امامیہ و معتزلہ کی ہر اون سب سے جو امیر المؤمنین نے معاویہ کو لکھے ہیں میں ایک شخص مہاجرین سے تھا داخل ہوا جیسے وہ داخل ہوئے اور لوٹا میں جیسے وہ لوٹے اور خدا نے انکو گراہی کے واسطے جمع نہیں کیا ہو اس کتاب کو رضی نے اتر کیا تھو اس پنج البلاغہ میں لایا ہو اور وہ یہ ہوا کما بعد فقد ورد علی کتاب اقرأ لیس لہ بصیر یهدیہ ولا فاعدا  
 یزید شذوہ ترجمہ لیکن بعد اسکے پوچھا میرے پاس مکتوب اس مرو کا کہ اسکی آنکھیں نہیں چوراہ تباہیں اسکو اور نہ کوئی قاعدے یعنی کورکش کر خوبی کام کی اسکو سکھائے لیکن اس عبارت کو صدر دوسری کتاب کا لیا کہ  
 اور اس رضی کا یہی قاعدہ ہے کہ خطوں اور خطوں جناب تاثیر کو موافق مرامات اپنے مذہب کی اتر کر تباہی اور بسبب تقدیم و تاخیر کے عورت کر تباہی چھٹے یہ کہ جناب امیر المؤمنین سے جب حال صحابہ گدشتہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پوچھا موافق لوازم ولایت کے وصف فرمایا اور کہا کا نواذ اذکر اللہ ملک اعینہم تحق  
 تَبَسَّلَ جِبَاهُهُمْ مَا دَوَّكَمَا يَصِيدُ الشَّجَرُ يَوْمَ الرَّيْحِ الْعَاصِفِ حَوْثًا مِنَ الْعِقَابِ رَجَاءً  
 لِلثَّوَابِ كَذَا ذَكَرَهُ الرَّحْمَنِيُّ فِي نَهْجِ الْبَلَاءِ عَنِی وہ اصحاب جیسے تھے کہ جسوقت ذکر اللہ کیا جاتا تھا ایسی جاری ہوتی تھیں انکی آنکھیں کہ انکی پیشانیوں کو تر کر تی تھیں اور دھپتے تھے جیسے درخت آندھی کے دن ہلتے ہیں خوف عذاب اور امید ثواب سے جیسا کہ ذکر کیا رضی نے پنج البلاغہ میں اور دوسری بار بھی ان کے حق میں فرمایا کَانَ أَحَبَّ لِلْقَادِرِ إِلَيْهِمْ لِقَاءُ اللَّهِ وَكَرِهَتْهُمْ يَنْقَلِبُونَ عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ فِي ذِكْرِ مَعَادٍ  
 ترجمہ اور وہ ایسے تھے کہ سب ملا تون سے انکو دوست تر ملاقات خدا کی تھی اور وہ مثل آگ کے پتھریں ہوتے تھے اپنے معاد کے ذکر سے اور جمع ہونا ایسے شخصوں کا بلکہ اصرار ایسے ایک شخص کا امر باطل پر جو خلاف نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو محالات سے ہر ساتوین خلافت صدیق اکبر کی بیعت جماعت کے



ساتھ ثابت ہوئی کہ امام سجاد صحیفہ کا طرہ اور دعاؤں طویلہ میں جو وقت مناجات بارگاہی کے لئے  
وقت راز و نیاز بندگان خاص کا ہر انکی تعریف کرتے ہیں بیان تک کہ جو تاج اُس جماعت کے تھے  
اُن کے حق میں بھی بڑی لینی دعا کی ہر ان لفظوں کے ساتھ اللھمَّ وَاصِلِ إِلَى النَّابِغِينَ لَهُمْ  
يَا حَسَانَ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ حَتَّى تَخْرُجَ أُولَئِكَ  
الَّذِينَ قَصَدُوا أَسْمَهُتَهُمْ وَنَجَّوْا وَجْهَتَهُمْ وَمَصْنُوعِي تَقْوَاهُمْ وَأَنَّا بِهَمِّكَ بِهَذَا تَزِيدُ  
مَنَّا بِهَمِّ نِيَّتُونَ بِدِينِهِمْ عَلَى شَاكِلَتِهِمْ وَلَوْ تَبَتُّهُمْ رَبِّكَ فِي قَصْدِهِمْ وَلَكِنْ يَخْتَلِفُ شَاكِلَتُكَ  
إِلَى آخِرَتِكَ قَالَ تَرَوْهُمْ بَارِئًا بِمَعْرِفَةِ أَوْ بِنُجَايَاكَ أَمِنْ كَيْفِ طَرَفِ سَاطِرِ نَيْلِكَ جَوَازُكَ كَسَنَ  
تَحْتِ بَارِئًا بِمُتَّحِدَةٍ بِهَكَوْا وَهَاسَ بِجَانِبُونَ كَوْجُونِ لَيْمَانِ بِنِ بِبِرِّ سَفْتِ كَيْفِ أَوْ بِنُجَايَاكَ  
اِجْعَلْ بَدَلًا لِّأُولَئِكَ جَانِبَ كَوْمِشِ رُوكِيَا أَوْ رَاكِلِي طَرَفِ كَوْقَصِدِ كَيْفِ أَوْ رَاكِلِي طَرَفِ  
مِنْ أَوْ بِرِّ سَفْتِ كَيْفِ اِكْلِي دَامِتِ كَيْفِ نَاشِيُونَ كَيْفِ أَوْ رَاكِلِي طَرَفِ كَوْدِينِ اِخْتِيَارِ كَيْفِ اِكْلِي طَرَفِ  
رُوكِ نَبِينِ سَلَمَتِ كَيْفِ كُوَيْ شَبِهَ اَلْكُوَاكِلِ قَصْدِ مِنْ أَوْ رَاكِلِي طَرَفِ كَرْسَلَتِ كَيْفِ كُوَيْ شَكِ اِخْرَاجِ اَسْمَاتِ تَكْ جَو  
امام نے فرمائی اور جبکہ امام معصوم ایسی تعریف کو مناجات کے وقت کہ وہ خاص وقت خدا کا  
کے ساتھ ہوتا ہے جو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے اور ایسے وقت میں احتمال تقیہ کو بھی گنجائش دینا  
صریح کفر ہوا چنانچہ باطل پر اور چھپا تا حق کا اور ظلم و غصب خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر  
اُس سے محال و متنع ہوا کھوین یہ کہ کلینی باب السبق الی الایمان میں بروایت عمر بن زبیری  
کے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی قُلْتُ لَا يَاقِيَنَّ عَبْدَ اللَّهِ إِنْ لَزِمَ إِيَّاهُ دَرَجَاتٌ وَمَسَازِلُ  
يَتَقَاتَلُونَ الْمُؤْمِنُونَ فِيهَا عِنْدَ اللَّهِ قَالَ لَعَنَهُ اللَّهُ ثُمَّ قُلْتُ مِصْفَرٌ رَحِمَكَ اللَّهُ حَتَّى أَفْهَمَهُ قَالَ اللَّهُ  
سَبَقَ لَكِنَّ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا يَسْتَوِي بَيْنَ الْحَيْلِ يَوْمَ الرِّحَابِ ثُمَّ قَضَلَهُمْ عَلَى دَرَجَاتِهِمْ  
فِي السَّبْقِ فَيَجْعَلُ كُلُّ أَمْرٍ مِنْهُمْ عَلَى دَرَجَةٍ سَبَقَ لَا يَفْقَهُ فِيهَا مِنْ حَقِّهِ وَلَا يَتَقَدَّمُ سَبَقُ  
سَابِقًا وَلَا مَفْضُولٌ فَاصْطَلَا نَفَا حَاسِلٌ مَقْدَرِكَ أَوَّلُ الْأَمْرِ وَأَوَّلُهَا وَكَوَاكِلُ لَكِنَّ لَشَايِعٍ  
إِلَّا الْإِيمَانُ فَصَلِّ عَلَى الْمُسْتَوِفِ إِذَا كُنْتَ آخِرَ هَذِهِ الْأَمَّةِ أَوْ لَهَا نَفْعٌ وَلَقَدْ قَامَ مُؤْمِنٌ إِذَا كُنْتَ  
لَمْ يَسْبِقْ إِلَى الْإِيمَانِ فَصَلِّ عَلَى مَنْ رَأَاهُ عَنْهُ وَلَكِنْ يَدْرَجَاتِ الْإِيمَانِ قَدَّمَ اللَّهُ الشَّاكِلِينَ  
وَبَالَابِطَاءَ عَنِ الْإِيمَانِ آخِرُ اللَّهِ الْمُفْضَلِينَ لَا يَتَّخِذُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْأَخْرَجِينَ مَنْ هُوَ الشَّرُّ

عَمَلًا مِنْ أُولَئِكَ وَاتَّقِ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۖ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۚ بَعْضُهُمْ بَعْضًا عِنْدَ اللَّهِ كَانَ لَا خِرُونَ بَكْشَةً الْعَمَلِ مَعَدَّةٍ مِثْلَ عَلَى  
 الْوَلِيِّ وَلَكِنَّ ابْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْرِكَ أَحَدَ رَجَاتِ الْإِيمَانِ أَوَّلَهَا وَيَقْدُمُ فِيهَا مِنْ آخِرِ  
 اللَّهُ أَوْ يُؤَخِّرُ فِيهَا مَنْ قَدَّمَ اللَّهُ تَلَتْ أَجْرُنِي مِمَّا نَدَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِينَ إِلَيْهِ مِنْ  
 الْإِسْتِغْنَاءِ إِلَى الْإِيمَانِ تَرْجُمَهُ يَوْجَاسِينَ سَيِّدِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ سَيِّدِ الْإِيمَانِ كَيْدِجِ دَرَجَةِ دَرَجَةِ هُنَّ كَمُؤْمِنِينَ  
 خَدَّكَ نَزْدِيكَ فَرَقَ رَكْعَتَيْ هُنَّ كَمَا بَانَ مِينَ لَمْ كَمَا أُنْكَوِيَانِ كَرَمِيرِ سَلَةِ اللَّهِ مِيرِ حَمَتِ يَحْيِيهِ تَوَمِينَ أُنْكَو  
 سَمَّجِ لَوْنِ كَمَا اللَّهُ تَعَالَى لَمْ سَبَقَتْ ذَالِي هُوَ دَرَمِيَانِ سَلْمَانُونَ كَيْ جَسِيَّ كُھُورُونَ مِينَ سَبَقَتْ ذَالِ سَلَمِ مِينَ شَرْطِ  
 كَيْ دَنِ تَجَرُّ كُفُضِيلَتِ دَسِي هُوَ مَوَافَقِ اُنْ كَيْ دَرَجُونَ كَيْ مِشِ وَتَسِي مِينَ پھر مَقَرَّ كَمَا هَرَمُ دُكُونِ سَيِّدِ ابْنِ  
 مِشِ دَسِي كَيْ دَرَجِ پَرِ كَمْ نَمِينَ دِتِيَا هُوَ اُسْكَو اُسْ دَرَجِ سَيِّدِ اُسْكَو كَيْ سَبَقَتْ كَيْ سَبَقَتْ سَيِّدِ  
 اُوَرِ كُوِي مَفْضُولِ كَيْ فَاضِل سَيِّدِ بَرِ مَنِينَ جَاتَا هُوَ اِسْ سَبَقَتْ جُولُوكِ دَاكِلِ اَمْتِ سَيِّدِ هُوَ فَاضِل پَا لَمْ  
 هُوَ سَيِّدِ مِينَ اِنِے اَوَاخِرِ سَيِّدِ اُوَرِ اَكْرِبِلِ اِيْمَانِ وَلَمْ كَا فَضِل پَچھلِ اِيْمَانِ وَلَمْ پَرِنُوتَا اُوَسُوقِ مِينَ اَخِرِ اِسْ اَمْتِ  
 كَيْ اَلْبَتَّ اُنْ لُوكُونَ كَيْ دَرَجُونَ كُو پُو پُچھتے اُوَرِ اَلْبَتَّ جَبِ مَقْدَمِ هُوَ جَاوُ تَمِ اُنْ سَيِّدِ اِيْمَانِ مِينَ كُو سَبَقَتْ هُنَّ اِيْمَانِ  
 مِينَ تُو اُنْكَو اُنْ لُوكُونِ فَضِل نُو خُجُونِ لَمْ اِيْمَانِ مِينَ دِيرِ كِي هُوَ لَكِينَ دَرَجَاتِ اِيْمَانِ مِينَ خَدَا اِيْمَانِ لَمْ اُنْكَو  
 مَقْدَمِ كَمَا هُوَ جَوِ پَچھلِ اِيْمَانِ كُو پُو پُچھتے هُنَّ اُوَرِ سَبَبِ دِيرِ كَرْنِ كَيْ اِيْمَانِ مِينَ سَيِّدِ ذَالِ اِيْمَانِ كُو تَا هِي كَرْنِ  
 دَاوَلُوكُونِ مِينَ پَا يَنِيكَ تُو اِيْمَانِ دَاوَلُونَ سَيِّدِ اِيْمَانِ كُو پَچھلِ مِينَ كَسِيكَو كُو جَسِيكَو عَمَلِ وَلِينِ سَيِّدِ بَسْتِ زِيَادِ هُونِ اُوَرِ مَانِ  
 اُوَرِ رُوزِ اُوَرِ جِ اُوَرِ رُكُوزِ اُوَرِ جَاهَادِ اُوَرِ اِنْفَاقِ اُنْ سَيِّدِ بَرِ هُوَ اُوَرِ اَكْرِبِلِ اِيْمَانِ مِينَ اُوَرِ اَكْرِبِلِ اِيْمَانِ مِينَ  
 پَا يَنِينَ اُنْ كَيْ سَبَبِ سَيِّدِ اُنْ مِينَ كَيْ بَعْضِ پَرِ اُنْ كَيْ نَزْدِيكَ تُو مَزُورِ هُوَ تُو پَچھلِ اُنْ كَيْ سَبَبِ كَرْتِ عَمَلِ كَيْ  
 مَقْدَمِ پَهْلُونِ لَكِينَ خَدَا سَيِّدِ اُنْ رَوَانِينَ كَمَا اِسْ بَاتِ كُو كُو پَچھلِ دَرَجِ وَلَمْ اِيْمَانِ كَيْ اَوَّلِ اِيْمَانِ دَاوَلُوكُونِ  
 دَرَجِ پَا يَنِينَ اُوَرِ مِشِ هُونِ دَرَجِ اُنْ كَيْ جَسِيكَو اُنْ لَمْ مَوْخَرِ كَمَا يَا پَسِ هُوَ جَا يَنِينَ دَرَجِ اُنْ كَيْ جَسِيكَو اُنْ لَمْ مِشِ  
 كَمَا مِينَ لَمْ كَمَا مَكْبُوتَا تُو وَهُوَ بَاتِ كَسِيكَو تَرْغِيبِ كِي مَوْمُونِ سَيِّدِ خَدَا لَمْ طَرَفِ اِنِے كَيْ مِشِ قَدَمِي كَيْ طَرَفِ  
 اِيْمَانِ كَيْ فَعَالَ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَا يَقُولُ إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ سَرِّكُمْ وَحَبْطَةِ عَرْصِهَا السَّمَوَاتِ  
 وَالْأَرْضِ مَن أَعَدَّ تِلْكَ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ يَا اللَّهُ وَسْ سَلِيهِ وَقَالَ لَسَا يَقُولُ السَّاقِطُونَ أُولَئِكَ الْمَقَرُّونَ  
 وَقَالَ لَسَا يَقُولُ لَا تُولُونَ مِنَ الْمَهْجَرِينَ وَلَا الْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِحَسَنِ رَّعْيِي اللَّهُ

عَنْهُمْ وَرَحِمُوا عَشْرَةً ابْنًا كَجَرِي عَلَى فَلَكَ دَرَجَةٌ سَبْعُونَ ثُمَّ كُنِيَ بِأَلَا نَصَابِكُمْ تَكَلَّفَ  
 النَّاسُ بَعْضُ لَكُمْ بَعْضًا فَوْضَهُ كُلُّ قَوْمٍ عَلَى قَوْمٍ دَرَجَاتٍ بَعْضُهُمْ وَمَنْزِلُهُمْ وَمَنْزِلُهُمْ ثُمَّ ذَكَرَ مَا  
 أَفْعَلَ اللَّهُ بِهِ أَكْرِيَا ثُمَّ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ  
 مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَدَفَعْنَاهُمْ مَدَجَاتٍ إِلَى آخِرِ الْأَيَّاتِ وَقَالَ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ  
 عَلَى بَعْضٍ وَقَالَ أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَقَالَ وَالْآخِرَةُ الْكِبَرُ دَرَجَاتٍ كَمَا كَسَبَتْ  
 تَقْوِيْلًا إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَقَالَ فِي آخِرِهِ فَهَذَا إِذْ كُرِّدَرَجَاتٍ كَوَيْمَانٍ وَمَنْزِلُهُ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ  
 ترجمہ تھم کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہر اور سبقت و سموئے موصوفہ پر دو گار کی مغفرت کی طرف اور جنت کی جسکی  
 چوڑائی آسمان و زمین بھر ہو اور اس کی کستی کئی ہزار لوگوں کے واسطے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے  
 ہیں اور کما وہ لوگ کہ سبقت کیے والے ہیں سابق ہیں اور وہی مقرر ہوں سے ہیں اور کما وہ لوگ کہ سابق ہوں  
 اور ان میں ہر جہاں اور انصار سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے ان کی پیروی کی ہو ان کی کے ساتھ راضی ہوا اللہ  
 ان سے اور راضی ہوئے اس سے پس شریعہ کیا مہاجرین سے موافق انداز سے درجے ان کی سبقت کے  
 کو سرا یا انصار کے ساتھ تھم تھم یا ان کے تابعین کو کسان کے ساتھ تھم تھم یا ان کے موافق ان کے درجوں  
 اور مرتبہ کے جو ان کے نزدیک تھے تھم ذکر کی وہ بات کہ فضیلت دی اس سے اللہ نے اپنے بعض اولیاء کو بعض پر  
 سو فرمایا عز وجل نے وہ رسول کہ فضیلت دی مجھے ان سے بعض کو بعض پر بعض وہ ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ نے  
 کلام کیا اور بعض کے انہیں سے درجے بلند کیے آخر آیت تک اور فرمایا تحقیق فضیلت دی مجھے بعض نبیوں کو بعض پر  
 اور فرمایا وہ فضیلت دی مجھے بعض کو انہیں سے بعض پر اور آخرت اور بہت بڑے درجے اور بڑی بڑی فضیلتیں  
 آخر حدیث تک اور آخر حدیث میں یہ کہا کہ یہ بیان درجوں اور مرتبہ کا ہے اللہ عز وجل کے نزدیک پس اس  
 حدیث سے صریح معلوم ہوا کہ مہاجرین اور انصار ایمان کے درجوں سے اعلیٰ درجے میں تھے اور بعد ان کے ہرگز کوئی  
 ان درجوں کو نہ پہنچا نہ پہنچا انہیں قرآن کی بھی اس پر نص کر رہی ہیں قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ  
 فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي وَأَطِيعُوا أَمْرَ اللَّهِ فَذَكِّرْ لَكُمْ أَنْتُمْ وَرَبُّكُمْ فَاتَّبِعُوا حَتَّى تَرْضَوْا  
 کے وقولہ لَا يَسْتَوِي وَمَنْ كُنْتُمْ مِنْ أَلْفٍ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَكُنْتُمْ مِنْ أَلْفٍ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَكُنْتُمْ مِنْ أَلْفٍ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ  
 اتفاق کیا قبل فتح سے اور لڑا اور جو شخص کہ اعلیٰ درجے کو ایمان کے پہنچا ہوا ہو اس سے اڑ جانان اور شہید پر  
 اور اتفاق کرنا اور جمع ہونا ندر محالات سے جو تو ہیں کہ نفع البلاغہ کے شارحون نے حضرت امیر کے کس نام سے ہیں

فصل سابع  
 و انصار

ہو معاویہ کے نام کے جواب میں معاویہ کو لکھا ہر نقل کیا ہو اور اس نامے میں بعد ذکر ابو بکر و عمر کے عبارت  
 منہج ہو لکھی ہے اِنَّ مَکَانَکُمْ مِّنَ الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَاِنَّ الْمَصَابِیْہَ لَکُمْ حِجْرٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ  
 ترجمہ کیا اللہ وجزا اُکھا بِاَحْسَنِّ مَا عَمِلَا ترجمہ قسم ہو چکے اپنے جانکی بیشک مرتبہ اُکھا بڑا ہو اور مصیبت اُکھے  
 جانے کی ایک زخم شدید ہو بیشک اسلام میں رحم کرے اُن دونوں پر اللہ اور بلا دے اُنکو بہتر جو کچھ اُن دونوں  
 نے عمل کیے ہیں پس اگر یہ فاصبا و غلام تھے تو اس قسم کی تعریف و عطا دین معصوم سے کیونکر کل سکتی تھی  
 اور عجب یہ کہ بیچ البلاغہ والے نے بھی اس نامے کو پورا لکھا ہو لیکن وہ ان داود حریف کی دسی ہو کہ مقدم کو  
 سو خرا اور سو خرا کو مقدم کیا ہو جو کچھ خلاف اپنے مذہب کے پایا گرا دیا ہو اور جتنے شایع اس کتاب مستطاب کے  
 ہیں سب اس بات کا اقرار کیا ہو کہ رضی کو اس نامے کی نقل کرنے میں عجب نقل لعل ہے انتظامی کا واقع ہوا  
 کہ عبارت نے اُس نامے کی بسبب غلط اس حد افلاق و اشکال پیدا کیے کہ شایع اُس کے  
 ترکیب و توجیہ سے عاجز ہوئے ہیں آخر کار ناچار ہو کے اصل اُس نامے کی نقل کر کے متوجہ شرح کے ہوئے ہیں  
 تمہید کلام و تقریر مر مر ام حمید حضرت امیر کی امامت بلا فصل کے ثبوت میں بہت دلیل لائے ہیں  
 اور جب انکی کتابوں میں جستجو کی گئی اور انکے دلائل کی تحقیق و تلاش کی تو ظاہر ہوا کہ اکثر اُن سے غیر عمل نزاع میں  
 حاکم ہیں نزاع کچھ ہو دلیل کچھ ہو اور بہت اُن سے ایسے ہیں کہ اہل سنت سے اخذ کی ہیں اور جو البین ہیں چنانچہ  
 تفصیل اس جمال کی یہ ہو کہ کل دلائل شکورن قسم ہیں اول آئین اور حدیثین جو فضائل حضرت امیر اور  
 اہل بیت پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ سب نکالی ہوئی اہل سنت کی ہیں کہ خواجہ و نواز صبحے مقابلے میں جو جناب  
 امیر اور اہل بیت کو معین کر کے دھیر پوختی کا اپنے واسطے جمع کرتے تھے تحریر اور تقریر کی ہیں ان صاحبوں  
 نے اپنی حاق سے اُن دلیلوں کو اہل سنت کے مقابلے میں واسطے ثابت کرنے امامت مفصل حضرت امیر کی  
 وار د کیا ہو اور جب انکے متاخرین نے کلام اور اصول اہل سنت اور معتزلہ سے سیکہ کے روش و دشمنی کی  
 اختیار کی اور اُن دلیلوں کے مناجح ہوئے پر خبر دار ہوئے تو اُن کے مقدمات میں کچھ تھوڑا تغیر یا کوئی کلمہ  
 موصوعہ ایسا داخل کر کے جو غرض میں مفید ہو اور حال یہ کہ وہ اب بھی مفید نہیں ہو عمل میں لاکر اپنے غرض میں  
 اُن ضامات کو کلام میں لائے ہیں اور اکثر دلیلیں اس قوم کی اسی جنس سے ہیں کتاب الالفین واسطے مدعی  
 اور آراستگی انھیں دلائل کے تصنیف ہوئی اور ظاہر ہو کہ اہل سنت کو مقصد ہی جواب اُن دلائل کا  
 ہونا نہایت ہی نالائق ہو یا خدا یا مگر نقل کرنا اُن دلائل کا واسطے ظاہر کرنے و دشمنی اور خوش تقریری

ان بزرگواروں کے کیا جائے اور انکے موضوع اور مقدمہ مدخلہ پر آگاہی کی جائے و ووسر کے وہ دلیلین جو خاص حضرت امیر کی امامت کے واسطے اور انکے استحقاق امامت پر دلالت کرتی ہیں اور اس بات پر کہ آنجناب لوی وقت ہو اوقات سے خلیفہ برحق اور امام مطلق ہیں کہ ان دلیلوں کو بھی اہل سنت نے مقابلے میں خواجہ اور نو اصحاب کے قائم کیا ہی جو منکر امامت حضرت امیر کے تھے اور اس منصب عالی کے استحقاق پر ان کی شان میں بگوتیان کرتے تھے اور جو کچھ ان دلائل سے فائدہ بخش ہو و اسید رہے کہ حضرت امیر سنی خلافت راشدہ کے ہیں و امامت انکی پسندیدہ اور حسب مرضی شایع کے بے تعین وقت و زمان اور بدون تفصیل اس بات کے کہ زمانہ اسکا زمانہ نبوت سے لگا ہوا ہو یا زمانہ نبوت سے جدا ہو اس متصدی جواب ان دلائل کے البتہ اہل سنت انہو کے واسطے کہ اہل سنت کا یہ عین مذہب ہو اور خلاصہ مطلب کا مگر بعض جگہوں میں واسطے آگاہ کر دینے کے کہ جو دو ایک نئے مخترع ہیں اور ان دلائل میں بڑھ چکے ہیں اور اپنے زعم میں خوب تقریباً ان دلائل سے الکی و تیسری وہ دلیلین جو دلالت کرتی ہیں امامت بلا فصل آنجناب پر متنبوئے استحقاق امامت کے اسی غیر کو سوائے اور در حقیقت وہ دلیلین جو مذہب شیعہ سے مختص ہیں اور جبکہ استخراج میں یہ متفرد ہیں یعنی جن تہما انھوں نے محالے ہیں اہل سنت سے کچھ علاقہ نہیں وہ بھی قسم اخیر ہی اور یہ قسم بہت اقل و قلیل ہے اور مقدار انکے نہایت محدود ہے کہ تعلیق یعنی کتاب و سنت ان دلائل کے مقدمات کے جھوٹا بنانے پر دو گواہ صادق اور دو شاہد عدل ہیں بس اس رسالے میں ہم تینوں قسم سے بیان و ذکر کریں اور قسم اخیر کو پورا پورا بیان کریں اور جو منشا اور موقع غلط کے ہیں آپ خبردار کریں تو حقیقت انکی دلیلوں کی معلوم ہو اور ضرور ہو کہ مقدمات اور مبادی ان دلیلوں کے ایسے ہونا چاہیں جنکو اہل سنت بھی مسلم الثبوت سمجھیں کہ واسطے ان دلیلوں کے قائم کرنے سے تو غرض بھی یہ کہ انکو الزام دین اور اگر مسلم الثبوت نہ ہوں تو ایسا ہی کہ کوئی کتا اپنے گلی میں عموماً کہ شیر خزان ناہو ہوا اہل سنت انکی روایتوں اور اصول کو کہ انکے بابوں میں مفصل حال اٹھا گذرا ایک جو کو بھی نہیں خریدتے ہیں بس وہ دلیلین یا قسم آیات قرآنی سے ہوگی یا حدیثوں متفق علیہ سے کہ جب سب متفق ہوں یا دلائل عقلیہ سے کہ وہ ایسے مقدمات سے محالے گئے ہوں کہ جو مقدمات و نون طرف سے مانے ہوئے ہوں یا قسم مطاعن خلفاء ثلاثہ سے ہونگے کہ انکی امامت کے استحقاق مٹانے میں لاتے ہیں لیکن جو باب مطاعن ثلاثہ لکھا جائیگا واسطے اقسام ثلاثہ کو ہم اس باب میں لاتے ہیں اَمَّا الْاَيَاتُ فَمِنْهَا قَوْلُهُ تَعَالٰی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ يَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ترجمہ لیکن آیتیں انہیں سے ایک یہ آیت ہی فرمایا

خدا تعالیٰ نے بیشک مدو کا مختار اللہ ہو اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو قائم کونے ہیں نماز اور ہر قسم  
 میں اس حال میں کہ فرضی کونے والے ہیں شیعہ کہتے ہیں کہ اہل تفسیر متفق ہیں کہ آیت حضرت امیر کی شان  
 میں نازل ہوئی ہو اسوقت میں کہ اپنی انگوٹھی رکوع کے حال میں سائل کو دی تھی اور کلمہ ائمہ مفید صحر کا ہو  
 اور ولی یعنی متفق در امور اور ظاہر ہو کہ یہاں عام قرون سب مسلمانوں میں مروی ہو مسعودی امامت کا ہو  
 اس قرینے سے کہ اسکی ولایت خدا و رسول کی ولایت سے ضم یعنی ملی ہوئی ہو پس امامت آنجناب کی ثابت  
 ہوئی اور بسبب فائدہ صحر کے غیر کی امامت کے نفی حاصل ہوئی وَهُوَ الْمَدَّعٰی یعنی یہی ہمارا دعویٰ ہے اس کا جواب جواب  
 چند وجوہ سے دیا ہوا اہل تو اس میں نقص ہے یعنی یہ بات اس طور پر بگڑی جاتی ہو کہ اگر یہ دلیل اس بات پر ولایت  
 کرے کہ اُن اماموں کے جو اُن سے پہلے ہوئے ہیں امامت کی نفی کرتی ہے جیسے شیعوں نے تقریر کی ہے تو یہ بھی ہو  
 کہ بعد اُنکے جو امام ہوئے ہیں انکی امامت کی بھی نفی کر دے گی اسی تقریر کے ساتھ بدینہ کس چاہیے کہ حسین بن نور ان کے  
 بعد جو امام ہوئے ہیں وہ بھی امام نہ ہوں ان اگر شیعہ کا یہ مذہب ہو تو اس دلیل کو کستا ویز کرین حاصل یہ کہ  
 بنیاد اس استدلال کی اسوجہ کے ساتھ کہ اہل سنت کے مقابلے میں مفید ہو کہ صحر ہے اور صحر جیسا اہل سنت کو  
 مضر ہو شیعہ کو بھی مضر ہو کسو اسلئے کہ امامت اگلے بچھلے سب اماموں کی باطل ہوئی جاتی ہے ہر چند مذہب اہل سنت کا بھی  
 باطل ہوا لیکن مذہب شیعہ کے باطل ہونے میں بھی کچھ قصور نہ ہو بلکہ اگر اہل سنت کو نقصان میں اماموں کا ہوا  
 شیعہ آٹھ عشرہ کو گویا رہا اماموں کا ہوا اور تین سے گیارہ تک کا جو فرق ہو پوشیدہ نہیں ہو سوا ہے حضرت  
 امیر کے کہ اتفاق امام بن کوئی امام نہ رہا شعر شاد م کہ ازرقیان دامن کشان گذشتی بد گوشت خاک  
 ماہم برباد رفتہ باشد یہ اور اگر جواب اس نقص کا اس طریق پر دین کہ صحر سے مراد صحر ولایت آنجناب کا ہو  
 بعض اوقات میں یعنی اپنی امامت کے وقت میں نہ وقت امامت حسین بن کی اور جو بعد اُنکے ہوئے تو ہم کہیں گے  
 سَرَّوْ حَنَا بِالْوَقَاتِ یعنی خوش آئے اتفاق ہمارا مذہب بھی یہی ہو کہ ولایت عام آنجناب کی بعض اوقات  
 میں محصور تھی کہ وہ وقت انکی امامت کا ہو نہ قبل اُس سے کہ زمانہ خلافت خلفائے ثلاثہ کا تھا اور اگر کہیں کہ  
 حضرت امیر خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں صاحب ولایت عام کے تھے تو ایک نقص انکی جناب مستطاب میں  
 لازم آتا ہے خلافت وقت امامت حسین بن کے کہ اسوقت میں بقید حیات تھے دوسرے کی امامت انکے حق میں  
 موجب نقص نہیں ہو سکتی لَاقَاتِ الْقَمَوْتَ رَافِعٌ جَعَلَهُ اللَّهُ كَامِ الدَّيْنِ تَبِيْعِي مَوْتَ تَامِ احکام دنیوی کو موت اعلیٰ دنیوی کو  
 رفع کر دیتی ہے ہم کہیں گے کہ یہ استدلال دوسرا ہوا اب آیت پر استدلال نہ ہو کسو اسلئے کہ اہل شاہد استدلال کی

موت اعلیٰ دنیوی کو  
 موت دنیوی کو

و مقدمہ پہنچا کر اول یہ کہ جو صاحب ولایت عامہ کا ہوا اسکو دوسرے کی ولایت میں ہونا چاہیے کسی وقت میں ہوا وقات سے نقص ہو دوسرے یہ کہ صاحب ولایت عامہ کو کسی وقت میں نقص لاحق نہوا وریہ دونوں مقدمے آیت سے کہان ثابت ہوتے اور سمجھے جاتے ہیں اس صحت کو عرف مناظرہ میں فرار کتے ہیں یعنی ایک دلیل چھوڑ کے دوسری دلیل کی طرف جانا جسکا جھگڑا فیصل نہوا ہو چاہیے اقرار سے فیصل ہو چاہیے ثابت ہو کے فیصل ہو اور اگر اس فرار کو بھی ہم گوارا کر لیں تو ہم بھی ان مقدمات کے استدلال میں دوسری طرف جانینگے اور کہینگے کہ دونوں مقدمے باطل ہیں اور یہ استدلال پکڑا جاتا ہے حضرت حسینؑ کے حق میں کہ زمانہ حضرت اخیر میں مستقل بالولایت یعنی خود صاحب ولایت تھے اور کی ولایت میں تھے اور حضرت امیرؑ کی ولایت سے بھی بگڑا ہوا ہے کہ زمانہ پیغمبر میں انکا یہی حال تھا بس صاحب ولایت عامہ کو بعض اوقات دوسرے کی ولایت میں ہونا نقص نہیں ہوا اور اگر انقض نقص ہو تو صاحب ولایت عامہ کو یہ نقص لاحق ہوتا ہے قَبْلَ الْوَسْتِ لَا الَّذِي فَرَسْتُمْ إِلَيْهِ يَجْمَعُهُ الْمُتَقَدِّمَاتُ ترجمہ یہاں مل ہوئی وہ دلیل جسکی طرف تم بھاگے تھے مع اپنے سب مقدمات کے دوسرا جواب حضرت شیخ ابراہیمؒ کو علی المرتضیٰ اور اہل سنت نے لکھا ہے کہ ولایت الَّذِيْنَ أَصَوُّوا کی اُسوقت میں کہ یہ خطاب امت پہ ہوا ہے البتہ مراد نہیں ہے بالاتفاق اس واسطے جسوقت میں یہ خطاب ہوا اُسوقت حضرت پیغمبرؐ موجود تھے اور امامت نیابت نبی کی ہی بعد وفات نبی کے اب جب زمانہ خطاب کا مراد نہوا تو ضرور ہے کہ زمانہ بعد کا ہو گا وقات پیغمبرؐ سے اور اسکی کچھ حد نہیں ہے بعد چار برس کے ہو جو ایام امامت ابو بکرؓ کے ہیں یا بعد جو بیس برس کے جو زمانہ امامت خلفائے ثلاثہ کا تھا اسبق دلیل بھی غیر عمل نزاع میں قائم ہوئی اور ماضیہ کا کہ امامت بلافضل ہے حاصل نہوا اور اگر اس دلیل کے مقدمات کا خیال کر کے تفصیل کریں تو اول اجماع مفسرون کا ممنوع ہے بلکہ ملائے تفسیر کو اس آیت کے سبب نزول میں اختلاف ہے ابو بکرؓ نقاش کہ صاحب تفسیر مشہور ہے حضرت امام ابو جعفرؑ یعنی امام محمد باقرؑ علیہما السلام سے روایت کرتا ہے کہ تَرْكَكَ فِي الْعَهْدِ كَرِيْمٍ وَلَا نَصَابًا یعنی نازل ہوئی مہاجرین و انصار کے حق میں ایک کہنے والے نے کہا کہ عینے سنا ہے کہ تَرْكَكَ فِي عِلِّيِّ بْنِ أَبِي حَالِدٍ یعنی علیؑ ابن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی امام نے فرمایا کہ هُوَ مِنْهُ قَوْلِي هِيَ اَنْحَبِ مِنْ سَبِّ مَنِ مَنِ وَهِيَ اَنْحَبِ مِنْ دَاخِلِ مِنْ تَرْكَكَ مِنْ رِوَايَتِ بَهِتِ مَوَاقِفِ هِيَ لَفْظُ الَّذِيْنَ تَرْتِ اور جمیع کے صیغوں سے جو يَقِفُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ حُرٌّ كَيْفُونَ میں اور ایک جامع مفسر نے

امت پہا ہے  
بہر سہرہ

اگر مرے سے روایت کی ہو کہ نہ لکھتے فی شانِ ابی بکر یعنی ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی اور اسکی تائید آیت  
 ماسبق سے ہوتی ہو کہ مردوں کے قتال میں واقع ہو اور یہ قول کہ نہ لکھتے فی علی ابن ابی طالب روایت قصہ  
 سائل اور خیرات انگشتی کی ہر کعب میں کہ فقط تعلیمی متفرد ہو یعنی تنہا اور کل محدث اہل سنت کے اس  
 تعلیمی اور اسکی روایتوں کو جو بھرنین گنتے اور اسکو حاطب ایل خطابے یا ہر یعنی رات میں لکھریان توڑینوالا  
 کہ گیلی سوکھی امین فرق نہیں کرنا اور اکثر روایتیں اسکی تفسیر میں کلینی سے ہیں ابی صالح کا قول ہو وہی  
 اَوْ هُنَّ كَاكِرُوْنِي مِنَ النَّفْسِ بِرِءْدِهِمْ یعنی وہ جو کچھ تفسیر سے روایت کرتا ہوا کے نزدیک نہایت لیکن ہو  
 اور قاضی شمس الدین بن خلکان نے کلینی کے حال میں کہا ہو کَانَ الْكَلْبَيْنِ مِنَ اَهْلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
 سَبَا الَّذِي يَقُولُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ ابْنِ طَالِبٍ لَمْ يَمُتْ وَاَنَّ يَرْجُو اَنَّ الدُّنْيَا مَرْجُومَةٌ كَلْبَيْنِ عَبْدُ اللَّهِ  
 بن سبا کے یاروں سے ہو جو کہتا تھا کہ علی ابن ابی طالب مرے نہیں ہیں اور وہ لوٹ کے پھر دنیا میں آئیں گے  
 اور بعض روایتیں تعلیمی کی تمام ہوتی ہیں محمد بن مروان السدی الصغیر کے ساتھ کہ اسکو سلسلہ کذب اور وضع کا  
 جانتے ہیں اور انفعی خالی تھا اور صاحب لہا بہ تفسیر کا لایا ہو کہ آیت مذکور عبادہ بن صامت کے حق میں نازل  
 ہوئی جسوقت کہ اُسے اپنے خلفاء سے جو یہودی تھے تہرا کیا عبداللہ بن ابی کی خلافت پر کہ اُسے تہرا کیا اور انکی حمایت  
 وغیرہا ہی سے دست بردار ہوا اور یہ قول سیاق آیت سے بہت مناسبت رکھتا ہو کسواسطے کہ بعد اسکے آیت  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ هُنَا وَآوَلَّكُنَا مِنَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُكُمْ  
 وَاللَّهُ تَعَالَى كَوْنًا وَارِدٌ ہوتی اسی ایمان والوں سے کہ تم ان لوگوں کو کہ پھر انھوں نے دین تمھارا متسو اور  
 یہودی میں ان لوگوں سے کہ دیے گئے ہیں کتاب تھے پہلے اور کافروں کو دوست اور ایک جماعت مفسرین کہتی  
 ہیں کہ جب عبداللہ بن سلام کہ علمائے یہود سے تھے بشرن اسلام مشرف ہوئے تمام قبیلہ نے ان کے ان کو  
 چھوڑ دیا اور اُسے قطع سلوک کیا انھوں نے اس مادے کی شکایت حضرت رسالت پناہ کے حضور میں کی اور  
 کیا یا رسول اللہ ان قوم نے کونسا کھنڈ و ناگرمہ ہر ستمگر میری قوم نے مجھو چھوڑ دیا جس یہ آیت نازل ہوئی اور پھر  
 فن حدیث کے یہ قول سب قولوں میں زیادہ صحیح ہو دوسرے یہ کہ لفظ ولی بہت معنی میں مشترک ہو یعنی محبت اور  
 ناصر اور صدیق اور متصرف دھار اور لفظ مشترک سے ایک ہی معنی مروان میں ہو سکتے مگر جب کہ کوئی قرینہ خارج  
 میں ہو اور قرینہ یہاں موافق سابق کے ناصر کے معنی کا موید ہو کسواسطے کہ کلام تقویت قلوب و رموز نوکی تسلی  
 میں اور مرد و ناکا خف اسکا مل سے دور کرنے میں ہو اور قرینہ سیاق کا یعنی مابعد کا معین معنی محبت و صدیق

کلمہ

قرآن

از خود اس کے خلاف

مذہب





اور اگر رکوع کو اس کے معنی حقیقی پر قیاس کریں پھر بھی حال یَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃ سے ہو اور عام تمام مؤمنین کے واسطے  
 گماسترا نہ ہو نماز ہو دسے کہ خالی رکوع سے تھی اس صورت میں بھی دوستی ہو دسے کہ بعد اس آیت کے واسطے کہ  
 نہایت چسپان ہو اور اگر یہی حال یُقُوْنَ الزَّکٰوۃ سے ہو صفت مع نہیں رہتی ہو بلکہ یَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃ  
 کے مفہوم میں مقصور لا تا ہو کہ سوا اس کے کہ خوبی نماز کی یہ ہو کہ جو عمل نماز سے تعلق نہیں رکھتا اس سے خالی ہو خواہ  
 تھوڑا ہو خواہ بہت حد یہ ہو کہ عمل کثیر نماز کو خراب کر دیتا ہو اور عسند نماز کا ہو قلیل غیر مفید لیکن معنی اہمات  
 صلوة میں ضرور مقصور لا تا ہو اور کلام الہی کو جو یَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃ ہو اور اقامت صلوة کو جتا تا ہو نقص اور  
 خلاف پر قیاس کرنا روا نہیں ہو اور اس کے ساتھ یہ بھی ہو کہ اس قید کو بالاتفاق کچھ دخل نہیں ہو کیسے کسی مکی  
 موافقت سے نہ برعکس اس کے نہ قید جامع ہو نہ مانع کہ امامت بدو ان اسکے صحیح نہیں ہو جس حکم امامت کو اس  
 قید کے متعلق کرنے سے لغویت کلام باری تعالیٰ میں لازم آتی ہو گویا ایسا ہو کہ کوئی کہے کہ تمھاری پادشاہی کے  
 قابل وہ شخص ہو جس کے بڑے سرخ ہوں اور اگر ان سب باتوں کو ہم جانیں دیں اور یہ آیت اس بات کی دلیل ہو  
 کہ امامت منحصر امتیر کی ذات میں ہو تو اور آیتیں (ہر ایسا جھگڑا الایٹکی کہ شیعہ کو بھی دشاویز انکی معارفات  
 پر اور ثابت کرنا امامت ائمہ اطہار کا ضرور طریقہ والدلیل رافعا یحتملک یہہ اذا سلم عن المعاصرین یعنی  
 اور دلیل نہیں دشاویز اس پر کہ ہانی ہو مگر حیوئت کہ سلامت ہو جائے معارض سے اور آیتیں گذشتہ خلافیت  
 خلفائے ثلاثہ پر سابق لکھ گئی ہیں اور اب عجاہات سے یہ ہو کہ ملا عبداللہ اطہار الحق والے واسطے صحیح کرنے اس  
 استدلال کے اپنے زعم میں حد درجہ کوشش کی ہو حالانکہ باتیں اسکی اسی جیسے لوگوں سے نسبت رکھیں ہیں  
 اور بہت ہی ہمغز ہیں مگر باوجود اسکے ہم واسطے نمونہ دانشمندی ممتاز و ان فریقے کے یہاں نقل کریں  
 اور جہاں جہاں شکوہ غلطی پڑی ہو میان کرین امین سے یہ ہو کہ ملا عبداللہ نے کہا کہ حکم محبت اور دوست رکھنے  
 خدا اور خدا کے رسول کا یقین ہو کہ بطریق وجوب کے ہو یعنی واجب ہو جس حکم محبت اور ولایت مؤمنین کا جو  
 موصوفہ صفات مذکور ہیں یہ بھی چاہیے کہ بطریق وجوب کے ہو سوا اس کے جو حکم کہ ایک کلام اور ایک نصیہ  
 ہو کہ موضوع اسکا ایک ہو اور محمول اسکا ایک ہو یا متعدد ایک دوسرے پر معطون تو بعض اُس سے واجب و بعض  
 اُس سے مذہب نہیں ہو سکتے ہیں اور ایک لفظ کو استعمال واحد میں دو معنی پر لینا جائز نہیں ہو جس موافق مقتضی اور  
 مفاد آیت کے واجب ہوتی ہو ولایت اور مودت مؤمنوں کی کہ جنہیں وہ صفتیں جو مذکور ہوئیں موجود ہوں  
 اور بعد مودت خدا اور رسول خدا کے انھیں کی مودت ہو جو تیسرے درجے پر ہو کہ واجب ہو علی الاطلاق سوا اس کے

بجوری الیہ زیور

نادر اور انصاف

کہ کوئی قید اور سبب اسکے ساتھ نہیں ہو پس مراد اس مومنین سے گو یہ مسلمانوں کی اصل امت یہاں سے بدین اعتبار کہ اگر کوئی  
 شان سے ہو اور موصوف ہوتا صفات مذکورہ کے ساتھ ٹھیک نہیں پڑتا کسوا سے کہ ہر ایک پر کل ہی کا پھانسا  
 دشوار ہے ہر انکی مودت کا کیا ٹھکانا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض سہیون سے ایک مومن کو دوسرے مومن سے  
 باہم گدراوت مباح بلکہ واجب ہو جاتی ہے تو پس مراد تفسیر سے یہ نقطہ انتہی کلامہ اس کلام میں بھی عاقل کو  
 غور در کار ہو تا اندازہ اس فرقے کے حلال کا ظاہر ہوا و موالاة یعنی دوستی باہمی سب مومنین میں ان کے  
 ہمت ایمان کے عام ہے بدون کسی قید اور کسی جانب کے کسوا سے کہ حقیقت میں موالاة ایمان کی ہو پس اگر  
 کوئی عداوت اور بغض ہاں کسی سبب کے اسباب سے مباح ہو یا واجب ہو تو موالاة ایمانی میں کیا ضرر ہو گا ہم خود  
 شیعہ کو اس مسئلے میں حکم کرتے ہیں کہ سبب شیعہ بن کے آپس میں دوستی رکھیں اور دوستی عام سبب شیعہ بن کے  
 جسمین کوئی قید ہو کوئی حجت اور اسکے ساتھ بابت معاملات دنیا کے آپس میں عداوت بھی ہو جاتی ہے و موالاة  
 شیعہ بن کی اپنے حال پر رہتی ہے اور اگر اس آیت سے اس معنی کو معذور اور محال جان کر نہ سمجھیں تو تمام قرآن  
 سے چشم پوشی نہیں کر سکتے قولہ تعالیٰ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ  
 بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
 أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ تَعْرِفُوا أَنَّهُمْ إِيْمَانُ وَالْإِيمَانُ وَالْإِيمَانُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ  
 بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
 اشد اور اسکے رسول کی وہ لوگ ہیں کہ ان پر قریب رحم کر لگا اشد اور اگر موالاة ایمانی با جمیع مومنین عام اس  
 بات سے کہ مطیع ہو یا نہ گناہ تیسرے مودت خدا اور رسول کے ہو تو اس امر میں کوئی ایسی مشکل بات جسکو عقل  
 محال جانے لازم آتی ہو تو ان یہ بات پہنچے کی ہو کہ تینوں محبتیں ایک درجہ اور ایک مرتبہ میں نہ ہوں اصل میں  
 اور جب محبت خدا کی اصل ہو اور محبت رسول کی بالشیعہ اور محبت عام مومنین کی شیعہ کی تبع پھر باہم مساواة  
 نہ رہے اور اتحاد قضیہ یعنی حاکم کا موضوع و محمول میں بیان ثابت نہیں ہو ملا مذکور کو تکلم حاصل اصطلاح منطقیہ  
 میں اہل سنت کے انجائون کے ڈرائے کو منظور ہوتا اسکو منطقی گمان کر کے اُسکے کلام میں برائی کھانے سے  
 بچیں ایسا واسطے خود بھی آگاہ ہو کر کہا ہو یا متعدد و معطوف بریکہ گیر لیکن اتنا سمجھا کہ در صورت تعدد اور  
 عطف کے یہ مقدمہ ممنوع ہو کسوا سے کہ عطف سے شرکت حکم میں ہوتی ہے نہ ہمت حکم میں مثال اسکی عقلیات  
 سے یہ جیسے کہ ہم کہیں اَلْمَوْجُودُ فِي الْخَارِجِ اَلْوَاجِبُ وَالْجَوْهَرُ وَالْجَوْهَرُ اَلْمَعْنَى اَلْمَعْنَى وَ جَوَاحِرُ مَعْنَى جَوَاحِرُ

سبب  
 نام مومنین  
 ایمان سے

اجب ہوا جو ہر ہی اور عرض ہو حالانکہ نسبت وجود کی واجب کے ساتھ جانب وجوب کی رکعتی ہو کہ جو  
اسکا منور ہو جسکو وہ لازم ہو اور نسبت وجود کی جو ہر اور عرض کے ساتھ جانب امکان کے رکعتی ہو اور شرط  
ہے یہ جیسے فرمایا خدا نے قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلَى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعْنِي  
تَرْجُمُوْهُ کہ تو یہ ہو راہ میری کہ بتا تا ہوں میں خدا کی طرف اپنی دیکھی راہ پر اور جو کوئی پیروی کرے میری  
حال آنکہ دعوت پیغمبر پر تو واجب ہو اور ارون پر مندوب آید واسطے اصول والوں نے کہا ہے کہ قرآن  
فی النظم موجب قرآن فی الحکم کا نہیں ہو اور اس قسم کی استدلال کو راہوں مردود سے لکھا ہو اور اگر کسی کو بھی  
جانے دین تب بھی خوب ظاہر ہو کہ ایک ہونا ذات وجوب محبت کا محذور نہیں ہو اور جو کچھ محذورات اتحاد  
مرتبہ اور درجے کے ہیں اصلت اور تبعیت میں ہیں درود لازم نہیں ہیں اور بھی محبت جمیع مؤمنین کے محبت  
الایکان موقوف رکھا ہے پہچانتے ہر ہر فرد کے مؤمنین سے بالخصوص حالانکہ کوئی کثرت نہیں ہو کہ ملاحظہ اسکا  
عنوان وحدت سے ہو سکے وَلَوْ كَانَتْ اَلْكَوْكُۤهٖ غَيْرُ مُتَنَاۡهِیَةٍ فَعَضَّاۤهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَبِيْرًا یعنی اگر پ  
کثرت غیر متنا ہی ہو پھر کیا جگہ ہو کثرت متنا ہی کی مثلاً اگر ہم کہیں کل عدد ۱۰ ہو نصف  
ہے مجموع حکایتیہ یعنی ہر عدد نصف مجموع اپنے دونوں کناروں کا ہے پس اس حکم میں تو جو جمیع مراتب عداد  
کی طرف اجمالاً واقع ہوئی اور مراتب عدلو کے بلاشبہ غیر متنا ہی ہیں اور کل انسان حساس میں حکم  
جمع افراد حیوان پر واقع ہوا اور حال یہ کہ انواع حیوان سب ہر معلوم نہیں ہیں کیا جگہ اصناف اور افراد کی  
اور قسم قسم بس ناکوا بھی ملاحظہ اجمال سے کہ لڑکے اور بازاری لوگ کرتے ہیں خیر نہیں ہو اور فرق عنوان  
و معنوں میں نہیں کرتا ہو اور اگر ان تقدیرات کو علم معقول سے جائز گوش قبول سے سنتا ہو تو ہم  
مسلمات دینیہ سے بوجہینگے اور کہیں گے کہ ترک مولاۃ ملکہ عداوت کفر کلمہ اجمعین من حیث الکفر  
واجب ہو یا نہیں یعنی کل کافروں کی حیثیت کفر سے اگر پہلی شق کو اختیار کیا اور کہا کہ کفر ہو تو ہی محذور  
لازم آیا کہ معرفت کل کی حاصل نہیں ہو پھر عداوت کل کا کیا ٹھکانا آرا اگر دوسری شق اختیار کی تو  
عداوت یزید اور مروان لکھو نہ ثابت کرینگے جو جناب میرزا وحید الدین سے تھی اور قرآنی آیتوں کا کیا جواب  
دینگے حال آنکہ بسبب شناخت ایمان کے فرقہ مؤمنین میں تو امتیاز حاصل ہوتا ہو اور انواع کفر کی ہر  
اصلاً معلوم نہیں ہیں تو امتیاز انواع کافروں کا کر سکیں پھر ان کے اشخاص کے امتیاز کی کیا جگہ اور بھی  
منقوض ہو واجب ہوئے مولاۃ علویہ میں یعنی دوستی اولاد حضرت علی میں کہ ان کے اعتقاد میں داخل ہو

اور معرفت ان اشخاص و رشتہ اعلیٰ کا مشارق اور مغارب کی زمین میں پسپے ہوئے ہیں دشواری ہیں  
عام مؤمنین سے کم نہیں ہر اور جو کچھ کہا ہوا انہیں سے ایک یہ ہو کہ بعض حدیثوں اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے  
کہ بعض صحابہ نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس خلیفہ مقرر کر دینا کیا چنانچہ مشکوٰۃ میں ہر  
حدیفہ سے قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ لَوْ اسْتَخْلَفْتُ مَلَائِكَةُ قَعْنَبِ مَوْءَاذِنَهُمْ  
وَلَكِنْ مَكَدًا نَكْرًا حَذَقْتُمْ قَصْدًا قُوًّا وَمَا أَقْرَبُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ قَاقِرٌ وَزَسَاوَاهُ التَّزْمِيدِ  
ترجمہ کہ حدیفہ نے کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کیا اچھا ہو اگر خلیفہ مقرر کرو تم کہا اگر خلیفہ مقرر  
کروں میں بہتر اور تم اسکی نافرمانی کرو تو مذاہب کیے جاؤ لیکن حدیفہ جوابات تمہے کے اسکو سچ جانو اور جو کچھ  
بڑھائے تمکو عند اللہ اسکو پڑھو اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور ایسے ہی اسبات کا بھی تفسار  
کیا کہ کون شخص لایق امامت کے ہو گا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ نُوْمِرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ  
نُوْمِرُوا بِالْبَكْرِ تَحْدُ وَهُوَ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاعِيًا فِي الْاُخْرَى وَانْ نُوْمِرُوا عُمَرَا تَحْدُ وَهُوَ  
قُوِّيًّا اَمِيْنًا لَا يَخَافُ فِي اللَّهِ كَوْمَةً لَا يَتِيْمُ وَانْ نُوْمِرُوا عَلِيًّا وَكَانَ اَرَادَ كَوْمًا عَلَيْنَ تَحْدُ وَهُوَ  
حَاكِمًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمُ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمَ سَ وَهُوَ اَحْمَدُ روایت ہو ملی سے کہا کہا گیا  
یا رسول اللہ تمہارے بعد اسکو امیر کریں فرمایا اگر امیر کرو گے ابو بکر کو یا و گے اسکو با امامت بے رغبت طرف  
دنیا کے راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر کرو گے عمر کو اسکو با قوت اور امامت و ارپاؤ گے کہ معاملہ خدا میں  
کسی الزام دینے والے کے الزام سے نہ ڈریگا اور اگر امیر کرو گے علی کو اور حال یہ کہ میں تمکو ایسا سنیں و کیتا  
جو امیر کرو تو پاؤ گے راہ نارا راہ یافتہ کہ تمکو راہ راست دین پر ڈال دیگا اس حدیث کو احمد نے روایت کیا  
یہ التماس و رہ تفسار اس بات کو چاہتے ہیں کہ وقت نزول آیت کے حضور میں حضرت رسالت پناہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے تردد واقع ہوا ہو پس مدلول نامکا باطل ہوا انتہی کلامہ بیان بھی غور و کار ہو خواں  
سوال و تفسار وقوع تردد کو نہیں چاہتا ہاں اگر بعد سننے جواب پیچیدگی کے آپس میں مشورہ اس کام کا کیا  
اور باہم گردولوا کے تعین میں اختلاف اور تنازع کرتے تھے مدلول نامکا ثابت ہوتا اور فقط سوال  
و تفسار مقام استعمال نامکا نہیں ہی چنانچہ علم معانی کے اوائل موکدات میں اسناد اس بحث میں  
مذکور ہے کہ یہ مقام استعمال اِنَّ کا ہو نہ انما کا تس ملا کے نزدیک بھی اِنَّ اور انما کا فرق نہیں کھلا تو فرما  
اگر وقوع تردد کا بھی ہوتا تو ہم کہان سے جان لیتے کہ قبل نزول اس آیت سے تھا یا بعد اس سے اگر قبل

نزول آیت سے تھا تو لگا ہوا یا جدا اگر لگا ہوا تھا تو لگا و اتفاقاً تھا یا سبب نزول کا بھی ہوا جو اس باب  
 قانون کو سند کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اور احتمالات کو اول تو مقام استدلال میں گنجائش نہیں ہے جو کہ سبب  
 اسباب نزول کے تعین کیلئے جلتے ہیں تو اس میں احتمالات سمجھ نہیں ہو تے ہیں اسلئے کہ یہ امر عقل نہیں ہی بغیر  
 صحیح خبر کے ثابت نہیں کر سکتے بلکہ شیعوں کے مفسرون سے کسی شخص نے اس سبب کو واسطے نزول آیت  
 کے ذکر نہیں کیا نہ اہل سنت کے مفسرون نے پس معلوم کہ لگا و نہ تھا یا بعد نزول آیت کے ہر طرح مقید  
 نہیں ہوتی ہر اور طریقہ کہ جو حدیث وارو کی ہوا اس میں صریح منافات ہر کلمہ ناما سے کسب اسے جواب حضرت کا  
 استفسار اس شخص میں کہ سزا و طواف ہو حاصل جواب یہ ہو کہ استحقاق خلافت کا ہر ایک کو اور ہر کلمہ  
 سے حاصل ہو لیکن نام لینے کی ترتیب میں حقیقت میں اشارہ تقدیم ابو بکر و عمر کا کیا ہو چکا تو شیعیان کہتے ہیں  
 اس سوال مذکور اور جواب حضرت رسالت پناہ کا منافات رکھتا ہی سہا سے کرنا آیت میں واسطے حصر  
 خلافت کے ہوا آپ کی مرضی میں اور اگر ایسا ہوا آیت مقدم ہو تو مخالفت رسول کی قرآن سے ہوئی اور اگر  
 آیت موخر ہو تو تکذیب قرآن کی رسول کی شان میں لازم آئی اور سببات کی یہاں گنجائش نہیں کہ کوئی  
 ایک دوسرے کے نسخ کا دعویٰ کرے لَاقَاتِ الْخُدَّيْثِ وَ لَاقَاتِ الْكَاذِبَةِ میں باب الْاُخْبَارِ لَا يَتَّخِذُ الْمُسْلِمُ  
 ترجمہ اس واسطے کہ بیشک حدیث اور ایسی ہی آیت قسم خبر سے میں اور خبر میں مثل نسخ کی نہیں ہر آن در اسکے  
 ساتھ کہ جب مقدم ہونا ایک کا دوسرے پر معلوم نہیں تو دونوں کا عل سا قطب ہو اور اگر کہیں کہ حدیث خبر  
 واحد پر مسئلہ امامت میں اس پر شک جائز نہیں ہے جو کہ کہیں کہ تردد و نزاع کے ثبوت میں بھی شک جائز ہوگا  
 اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ آیت پر شک جب ہو سکے کہ تردد و نزاع ثابت ہو پس شک شیعہ کا آیت سے بھی  
 باطل ہوا اس واسطے کہ مسئلہ امامت میں شک اس آیت پر بھی جسکی دلالت خبر واحد پر موقوف ہو جائے نہیں کہ  
 اور یہ بھی ہے کہ پہلی حدیث میں اختلاف کو امت کے حق میں ترک صلح فرما یا ہر پھر اگر آیت اَنَا وَلِيُّكُمْ اللَّهُ  
 دلالت اختلاف پر کرے اختلاف کہ ترک صلح پر جناب الہی سے صادر ہوگا اور یہ عمل پس حدیث اول  
 سنائی انکے شک کی ہر اس آیت سے اسباب میں یہ حال تو انکی عدم باتو کا ہی جو اس گروہ کی ہیں کہ اہل  
 عالم انکی بھی خبروری نہیں نکالتے ہیں اور باتین جو مثل گوز شتر کے بیصر فرما لئے سر ہوئی ہیں اگر ہم نقل  
 کریں تو یہ وہ طول لازم آئے گا وَمِنْهَا قَوْلُهُ تَعَالَى اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ  
 وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا یعنی نہیں ارادہ کرتا ہر اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست اے اہل بیت اور پاک کرے تم کو

ہر خبر آیت علی بن ابی طالب



فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ قَالُوا بَعْدَ تَمَامِ هَذِهِ الْآيَةِ فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ  
 قَالُوا الْمُفْسِرُونَ وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ مَعْطُوفٌ عَلَى أَطِيعُوا انْتَهَى كَلَامُهُ يَحْسَبُ الْكَلَامُ سَهْوًا  
 زیادہ پوچھ کر سواسطے کے معطوف و معطوف علیہ میں فیصل واقع ہوتا امر اجنبی کے ساتھ بحقیقت کہ تعلق نہ  
 مخولوں سے رکھتا ہی بلا شہر جائز ہو لیکن ہر کو کچھ نقصان نہیں رکھتا سواسطے کے ہم جس گفتگو میں ہیں سہین  
 اجنبیت اور غیریت باعتبار مواردیات سابق اور لاحق کے لازم آتی ہو اور منافی بلاغت یہ جزو و  
 آور یہ جو بعض مفسرین سے نقل کیا ہو کہ اقِيمُوا الصَّلَاةَ مَعْطُوفٌ أَطِيعُوا الرَّسُولَ پر صریح فساد و  
 کسواسطے کے بعد اقِيمُوا الصَّلَاةَ پھر أَطِيعُوا الرَّسُولَ واقع ہو پس عَطْفُ الشَّيْءِ عَلَى نَفْسِهِ لَا يُمْكِنُ  
 اور اس سے بھی بڑھ کے ایک پوچھ بات کہی ہو کہ جو لوگ کے کافیہ پڑھتے ہیں وہ ٹھٹھے ماریں یعنی کتابی کہ تیوہن  
 مغائرۃ انشائی اور خبری کی ہو کسواسطے کے آریہ تطہیر کہ جملہ ندائیہ اور خبریہ ہو اور اقبل و ما بعد اس کے  
 کہ امر و نہی ہیں یہ انشائیہ و عطف انشائیہ کا خبریہ پر نہیں ہوتا ممنوع ہوا اول تو آیت تطہیر میں حرف  
 عطف کماں ہو بلکہ تعلیل و وسط اطاعت حکم کے جو قولہ تعالیٰ آطَعْنِ اللَّهُ وَرَسُولَهُ میں ہو اور انشائیہ  
 کو خبریہ سے معطل کر لینا تمام قرآن و حدیثوں و کلام بلغا میں راجع و مشہور ہو جیسے اُخْرِبْتَ رَبَّنَا إِنَّكَ  
 فَاسِقٌ وَأَطِيعٌ يَا عَلَامُ إِنَّمَا أَمْرٌ بَدَلُ الْاِنْ اَكُو مَدَلْ اور اگر عطف و اذْكَرْنَ سے مراد لین پس معطوف علیہ  
 اسکا اَطِيعْنَ اور قُرْنَ اور اور امر سابقہ ہونگے نہ اِنَّمَا اب بیان سے انکے علما کی عربیت دانی کو سمجھ لینا  
 چاہیے کہ باوصف ایسے ظاہر اور میں تصور کے جو صرف مخوفین رکھتے ہیں یا ہتے ہیں کہ نفسیہ کلام اللہ  
 میں بھی ہا محو الدین مگر ہی یہ کہ کوئی چوہا خواب میں اوست ہو گیا تھا اور جو عنکومین صیغہ مذکر کا  
 آیا ہو بلحاظ لفظ اہل کے ہر اسواسطے کے قاعدہ عرب کا ہو کہ جب کسی چیز کو کہ بحقیقتہ مونث ہو لفظ مذکر  
 کے ساتھ لحاظ کریں اور چاہیں کہ اس لفظ کے ساتھ اس سے تعبیر کریں تو صیغہ تذکر کے اس مونث کے  
 حق میں استعمال کرتے ہیں مثل قولہ تعالیٰ اَطِيعُوا بِالْإِسَاءَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَتَعْجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ  
 رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّكُمْ حَبِيبَتِي رَجَعْتُ حَبِيبَتِي رَجَعْتُ حَبِيبَتِي رَجَعْتُ حَبِيبَتِي رَجَعْتُ حَبِيبَتِي  
 میں حضرت سارا علیہ السلام کے فرمایا آیا تعجب کرتی نہ تو اللہ کے حکم سے رحمتہ اللہ کی اور برکتیں  
 اسکی تمہارے اہل بیت بیشک وہ سرا ہوا اور بزرگ ہو اور جو کچھ ترمذی اور دیگر صحاح میں  
 لکھا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار آدمیوں کو بھی ایک کمل میں گھیر لیا اور دعا فرمائی کہ





اگر ایسا افضل کل رقم اور تھارے لڑکے گھر سے باہر نکالیں جب تک میں تھارے پاس نہ آجاؤں اس واسطے کہ  
 مجھ کو تھارے معاملے میں ایک مطلب ہو جس وہ منتظر حضرت کے رہے یہاں تک کہ آنحضرت بعد وقت شہادت  
 کے تشریف لائے اور فرمایا السلام علیکم پھر گھر والوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا کس  
 حال میں تھے صبح کی گویا خیریت طب کی پوچھی جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہو خیر کے ساتھ چنے صبح کی چھ  
 فرمایا آنحضرت نے کہ سب نزدیک نزدیک ہو جاؤ سو بیٹھے بیٹھے حرکت کی بعض نے بعض کی طرف یہاں تک  
 کہ جب حضرت کے اختیار میں آگے پس کر لیا انگو اپنی چادر میں اور فرمایا اے پروردگار میرے یہ میرا چھاوی  
 اور میرے باپ کی جڑیسی ہے اور یہ سب میری اہل بیت چھپائے انکو دوزخ سے جیسا کہ میں نے انکو  
 چادر سے چھپایا ہے پھر رومی کہتا ہے کہ آئین کی دروازے کے سامان اور گھر کی دیوار نے تین بار کہا  
 آئین آئین آئین اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو مختصر روایت کیا ہے اور اور محدثوں نے بھی اعلام النبوة  
 میں اس قصے کو بطور متعدد روایت کیا ہے اور جو کچھ ملا عبد اللہ نے کہا کہ مراد بیت سے بیت نبوت ہی یعنی گھر  
 نبوت کا اور اہل بیت نبوت شک نہیں ہے کہ ازواج ہیں بلکہ خادم اور چھوکر مان جو اس گھر کے رہنے والے  
 ہیں انکو بھی شامل لیکن معنی لغوی باوصف اس وسعت معنی کے مراد نہیں ہیں اور اسی پر اتفاق ہے مراد  
 اہل بیت سے خمسہ آل عبا ہیں جبکہ حدیث کسائے تخصیص کی انتہی کلام یہ قول اسکا یعنی ملا عبد اللہ کا کہ  
 قسم سے جو جس قسم کی باتیں انکی گذرین کسواسطے کہ اگر معنی لغوی اس وسعت کے ساتھ مراد ہوں تو  
 ایک ایسا امر لازم آتا ہے کہ وہ حصمت عام ہے جو شیعہ کے نزدیک اس آیت سے ثابت ہوتی ہے اور اہل سنت  
 جو اس آیت سے حصمت سمجھتے ہیں شیعہ کے مخالف ہیں اور غیر متفق یعنی انکو اعتقاد حصمت کا جیسا حق میں خمسہ  
 آل عبا کے ہوں ایسا ہی ازواج مطہرات میں بھی ہے پھر اہل سنت ایسے مجموعہ کے نفی میں کیونکہ اتفاق انسے کرینگے  
 کہ رحمت واسعہ الہی کو تنگ کرنا ہے اور یہ بھی ہے کہ ارادہ معنی کا اگر اس وسعت کے ساتھ مراد نہ ہو تو اس قسم  
 سے ہوگا کہ قرینہ والہ آیات سابقہ اور لاحقہ سے مراد کو تعین کرتا ہے اور عقل بھی اس لفظ کو عرفاً انکو گونگے  
 ساتھ مخصوص کرتی ہے جو خاص گھر کے رہنے والے ہیں نہ کہ انتقال ورتحوال و متبدل کے ساتھ نہیں ہوت  
 جاری ہو جیسے ازواج و اولاد نہ خدمتگار اور کنیز اور غلام کہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہلے جائیں یا  
 آزاد یا بیہ کر دیے جائیں یا بیچ ڈالے جائیں یا اجارے میں دیے جائیں کہ ان سب میں تحوال ورتبدل ہے  
 بخلاف ازواج و اولاد اور جو حوالہ حدیث کسا کا نسبت ان چند شخص اہل بیت کے تخصیص کے ساتھ کیا ہے

شخصیں ان چند شخص اہل بیت کے ساتھ جب ہوئی کہ دوسرا فائدہ ظاہر ہوتا اور بیان شخصیں صحیفہ ہر  
 کہ جب خطاب فقط ازواج کی طرف تھا تو گمان ہوتا تھا کہ یہ اشخاص اہل بیت نہیں ہو لہذا اس گمان کا دفع اس  
 شخص سے کیا ہوا اور بڑا تعجب ہوتا ہوا اس بات سے کہ تمامی اہل سلام کیا شیعہ کیا سنی بازواج آنحضرت صلی اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں باتفاق مطہرات کہتے ہیں یعنی ازواج مطہرات چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری  
 اور ملا عبد اللہ مشہدی اور اور ان کے علماء کے کلام میں ہزاروں جگہ دیکھا گیا اور ظاہر ہے کہ یہ لقب اہل بیت  
 نکالا ہوا اور جو لوگ کہ انہیں منصف ہیں بیشک درجہ وعدہ انکی زبان پر جاری اور جب کوئی یہ کہے کہ آیت  
 تطہیر مشعر بہ تطہیر ازواج ہو تو خدا کی پناہ رگین گردن کی پھلکا کے بحث اور لڑائی کو لپٹ پڑتے ہیں اور مستعد  
 ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ دلالت اس آیت کی عصمت پر مبنی ہے نہ بحث ہوا پاک یہ کہ کلمہ لَيْدُ هَبْ عَنْكُمْ  
 الرَّجْسَ ترکیب نحوی میں کس محل پر ہوا یا مفعول لَ یُذِیْدُ کے واسطے یا مفعول بہ دوسرے یہ کہ اہل بیت  
 کے معنی میں کیا چیز ہو اور جس سے کیا ارادہ کیا ہوا ان تینوں مقام میں بڑی گفتگو ہو بڑی بڑی تفسیریں دیکھنا  
 چاہیں اور بعد اُنکا اور اَلَّتِیْ اَکْرِیْدُ هَبْ مفعول ہے اور اہل بیت بھی صرف یہی چار آدمی اور جس  
 مراد مطلق گناہ بھر بھی تو یہ دلالت عصمت پر مسلم نہیں کہ مان لیا جائے بلکہ عصمت منونے کو بتاتی ہے کہ اس واسطے  
 جو چیز کہ پاک ہو سکویہ نہیں کہہ سکتے کہ میں چاہتا ہوں کہ پاک کروں حد درجہ یہ کہ محفوظ ہونا ان چند اشخاص  
 کا جس گناہ سے ثابت ہوتا ہو سو بھی بعد تعلق اس ارادہ الہی کے لیکن یہ بھی موافق اصول اہل سنت کے  
 نہ موافق شیعہ کے اس واسطے کہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرے اس راوی کا ظاہر بھی ہو جانا لازم  
 نہیں ہوتا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت چیزوں کا ارادہ کرتا ہو اور شیطان اور بنی آدم ہونے نہیں دیتے  
 چنانچہ ایسا تین اسکا بیان ہو چکا اور بالجمہ اگر خطبے تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا کہ فائدہ معنی عصمت کا  
 حاصل ہو تو یوں فرماتا اِنَّ اللّٰهَ اَذْهَبَ عَنْكُمْ الرَّجْسَ وَطَهَّرَكُمْ تَطْهِیْرًا تَرْجُمَ شَيْکَ اللّٰہِ  
 کھو دیا تم سے رجس و پاک کیا تم کو پاک کرنا اور یہ خوب ظاہر ہو جسکو غیبی بھی سمجھے ہیں مذکر کی دیکھیں اور  
 بالفرض اگر یہ کلمہ فیہ عصمت بھی ہوتا تو چاہیے تھا کہ تمامی صحابہ خصوص جو جنگ بدر میں حاضر تھے اہل  
 معصوم ہونے کے واسطے کہ ان کے حق میں جدا جدا فرمایا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ وَلَکِنْ یُرِیْدُ لِيُطَهِّرَکُمْ وَلِيُتِمَّ مَحْمَدُ  
 عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تَرْجُمَ شَيْکَ لَکِنْ ارادہ کرتا ہو اللہ کہ پاک کرے تم کو اور تمام کرے نعمت اپنی پر شاید  
 شکر گزار ہو تو کہ تعالیٰ وَیَذِیْبُ عَنْکُمْ رِجْسَ الشَّیْطَانِ تَرْجُمَ اور کھو دے تم سے رجس شیطان کے

تطہیر مطہرات  
 - تطہیر مطہرات

حصہ  
 رحیم

صحابہ

اور ظاہر ہو کہ سوائے تطہیر کے پورا کرا نعت کا حق صحابہ میں یہ ایک غایت زاید ہوا اس آیت میں سب  
 اہل بیت کے جو اہل واقع ہوئے عصمت پر اس لیے کہ جب تک گناہوں اور بدی شیطان سے بچائیں سب  
 پورا ہونا نعت خدا تعالیٰ کا ہرگز اس پر متصور نہیں اور جو شخص صیغہ کہ لفظ تطہیر اور از ناب جس میں  
 پاک کرنے اور کھونے پرانی میں بطور احتمال کے جلی تھیں سب باوجود ہوائی ہو گئیں سوم یہ کہ غیر المعصوم  
 کا نیکوئی امانا یعنی سوا معصوم کے امام نہیں ہونا یہ ایک مقدمہ بیودہ اور ممنوع ہے قرآن اور قول  
 اہل بیت کے اسکو جھوٹ ٹھہراتے ہیں مصنف کہتے ہیں یہ تو سب نے مانا لیکن دلیل صحت امامت حضرت امیر  
 کی ثابت ہوئی مگر یہ بات کہ وہ امام بلا فصل تھے یعنی اگرچہ ابوبکر اور عمر اور عثمان کے بعد خلیفہ ہوئے مگر امام  
 پہلے ہی سے تھے یہ ایسا ہی کہ اسکے ہونے کوئی حسنین سے امام ہو سکی طرح ہو سکیگا نہ اسکا کوئی قائل اور  
 ایسی بات ہے جسکا کوئی قائل نہ ہو مسک کرنا اور سند پکڑنا عاجز و کمزور کام ہے اور المعتبر جس کا مذهب کہ  
 یعنی معتزل کا کوئی مذہب نہیں ومنہا قوله تعالیٰ قل لا انا لکم علیکم اخرج الالمود فی القرآن  
 ترجمہ اور اسی قسم سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا کہ نہیں چاہتا ہوں میں تم سے حکم اسی پونچانیکی کچھ مزدوری  
 مگر دوستی قرابت والو کی انتہی فلما انزلک قالوا کیا رسول اللہ من قرآنک الذی وجبت علیک  
 صودہ ثم قال علی وفاطمہ وابناکما یعنی جب نازل ہوئی یہ آیت لوگوں نے کیا یا رسول اللہ وہ  
 قرابت والے آپ کے کون ہیں جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی ہو فرمایا علی اور فاطمہ اور انکے دونوں بیٹے یعنی  
 حسنین اب جانتا چاہیے کہ یہ آیت تو دلیل اہل سنت کی ہر نواصب کے مقابلے میں جس سے واجب ہو محبت  
 اہل بیت کا ثابت کرتے ہیں چنانچہ قرطبی اور اور علای اہل سنت کو شام و مغرب میں نواصب کے مناظرہ  
 رہتا تھا انھوں نے اس آیت کو اس مقام پر تسک کیا تھا شیعہ نے ان شیعہ نے یہ کیا کہ اہل سنت  
 کی کتابوں سے چڑا کر ابوبکر و عثمان کی نفعی امامت پر تسک کیا اور دونوں کلمے اور بڑے عاصیے اور کہتے  
 ہیں کہ واجب المحبت اہل بیت میں اور جسکی محبت واجب ہو اسکی اطاعت بھی واجب ہو اور وہ بلا طاعت  
 امام کہ یہی معنی امام کے ہیں اور سوا علی کے کوئی واجب المحبت نہیں بس واجب لا طاعت بھی نہوگا انکی اس  
 آیت سے دلیل چاہنے کا جواب یہ ہو کہ اس آیت سے جو مراد ہو اس میں مفسر و مفسر و اختلاف فاحش ہے طرانی  
 اور امام احمد نے ابن عباس سے ایسی ہی روایت کی ہے لیکن جہور محدثین نے اس روایت کو ضعیف  
 ٹھہرایا اس لیے کہ یہ سورۃ یعنی سورۃ شوری کل ملی ہو اور وہ ان امام حسن و امام حسین نے تھے

اور نہ کسی نے  
 جہور محدثین سے

امام حسن و امام حسین  
 علیہ السلام

حضرت فاطمہ کو ملا تو زوجیت کا حضرت علی سے ہم پونہا تھا اور اس روایت کے سلسلے میں بعض شیعہ غالی پڑے ہیں انہیں اسکا سلسلہ کسی محدث نے محدثوں سے ظاہر حال کسی شیعہ کا دیکھ کر صدق سے ہلکا ہو موصوف کر دیا کہ سچا ہوا اور باطن سے فخر تھا اب معارضہ فرماتے ہیں کہ زیادہ گمان یہ ہوتا ہے کہ اس شیعہ نے جھوٹ بنین کہا بلکہ حدیث کے معنی کے ساتھ روایت کی یعنی حدیث میں مَنْ قَرَأَتْكَ کے جواب میں اَخْلَى بَيْنِي ہوگا اُسے اہل بیت کو انھیں چار شخص میں حصر کر کے لکھا یا عَلِيٍّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَآبَائِهِمْ اَجْمَعِينَ ابن عباس سے اس روایت کو من وعن لایا کہ اَلْقُرْبَىٰ مَنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَابَةٌ ترجمہ قرابت دار وہ شخص ہو کہ اُنہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرابت ہو اور قتادہ اور سدی کبیر اور سعید بن جبیر نے قطعی لکھا ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں نے جو تمکو احکام خدا کے پونہا ہے کچھ مذوری سنیں چاہتا مگر یہ چاہتا ہوں کہ مجھے دوستی رکھو اس سبب سے کہ میں تمھارا قرابت دار ہوں بخاری میں ابن عباس سے یہ روایت موجود ہے اور مفصل مذکور ہے کہ کوئی بطن بطون قریش سے تھا جس سے قرابت داری آنحضرت کی بنوئی اور اُس قرابت کو یاد دلانا اور اُسکے حقوق کا ادا چاہنا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایذا سے باز رہنا ہے کہ مقتضای قرابت یہی ہے پس استثنا منقطع ہے اور امام فورمازی اور تمام مفسرون متاخرین نے یہی معنی پسند کیے ہیں کہ سوا سطلے کہ پہلی معنی شایان شان نبوت کے نہیں ہیں یہ عادت طالبان دنیا کی ہے کہ کوئی کام کرین اور نتیجہ اُسکا اپنی اولاد اور اقربا کے لیے چاہیں بس اگر انہی کی مد نظر بھی ایسی غرضیں ہوں تو انہیں اور دنیا داروں میں فرق ہی کیا ہوا اور انکے قول و فعل سب لہا سے ٹھہرین یعنی بناوٹ اور موجب نیت کا ہو اور جو انکے پیداکرنے سے غرض ہو وہ بگڑ جائے سوا اسکے معنی اول میں بہت آیتوں سے منافات ہے قولہ تعالیٰ مَا سَأَلَ لَكُمْ مِّنْ آخِرٍ فَهُوَ لَكُمْ آخِرٌ اَلَا عَلَيَّ اللہ ترجمہ جو چیز کہ چاہوں تم سے میں قسم مذوری سے وہ تمھارے ہی واسطے ہے میری مذوری تو خدا پر ہے و قولہ تعالیٰ اَمْ تَسْأَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّعْرُومٍ مُّتَشَقِّقُونَ اِلٰی غَيْرِ ذٰلِكَ ترجمہ کیا چاہتا ہے تو ان سے مذوری یہ تو ڈانڈ سے بڑے بوجیل ہو رہے ہیں اور سوال انکے اور سورہ شعرا میں تمام انبیاء کی زبان سے مذوری کے انکار کا بیان ہے پس آنحضرت کہ خاتم الانبیاء ہیں اگر مذوری چاہیں تو سب انبیاء سے مرتبہ انکا گھٹ جائیگا اور یہ خلاف اجماع ہی یعنی سب متفق ہیں کہ یہ سب انبیاء علیٰ علیہ ہیں پھر کہو مگر ہو سکتا ہے دوسرا جواب یہ کہ ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ جو کوئی واجب لمحبت ہے وہ بالباب

ب  
ن  
س  
د

ف  
ا  
م  
ر  
ب

بھی ہو اور یہ بھی نہیں نئے کہ جو کوئی واجب الاطاعت ہو صاحب امت ہو جسکے معنی میں ریاست عام  
 آپ اول صورت کی کیفیت یہ کہ اگر محبت کے واجب ہونے سے اطاعت واجب ولازم آتی ہو تو یہ بھی لازم  
 آتا ہے کہ تمام علوی یعنی اولاد حضرت علی کے واجب الاطاعت ہوں کس واسطے کہ شیخ ابن بابویہ نے اپنی کتاب  
 اعتقادات میں لکھا ہے اِنَّ اَمَامًا مَّيِّتَةً اَجْمَعُوا عَلٰی وُجُوْبِ مُحَبَّةِ الْعُلُوِّيَّةِ ترجمہ بیشک ایہ متفق  
 ہیں اولاد حضرت علی کی محبت کے واجب نہ پر اور پہلی دلیل سے حضرت فاطمہ کی امامت لازم آتی ہو کہ اسکا کوئی قائل  
 نہیں اور بالکل خلاف اجماع اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ ان چاروں یعنی علی اور فاطمہ اور حسین میں سے ہر ایک  
 امام ہو زمانہ پیغمبرین اور حسنین امام ہوں زمانہ حضرت امیر ہیں اور یہ بات بالاتفاق باطل ہو اور دوسری  
 صورت اس سبب سے کہ واجب الاطاعت صاحب امت ہو یعنی صاحب خلافت کبریٰ تو لازم آئے کہ ہر نئی  
 صاحب خلافت کبریٰ ہو اور یہ بھی باطل ہو کس واسطے کہ شمول علیہ السلام نبی واجب الاطاعت تھے اور  
 طاوت صاحب ریاست کبریٰ موافق نص قرآن کے اِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ لَكُم مِّنْ دُوْنِ مَا لَكُم مَّوْلٰٓئًا مَّوْلٰٓئًا  
 بیشک شدنے پیدا کیا طاوت کو تھا اسے واسطے بادشاہ تو سب جواب ہم نہیں لیتے ہیں کہ محبت کا واجب  
 ہونا انھیں چار اشخاص مذکور پر منحصر ہو بلکہ اور وں میں پایا جاتا ہو ماری المَحَافِظُ الْبُوطَاہِرُ السَّلَفُ  
 فِي مَشْرِئِهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حُبُّ اَبِي بَكْرٍ وَشُكْرُوْہُ وَاجِبٌ  
 عَلٰی اُمَّتِیْ یَعْنِیْ مَحَبَّتِ الْبُکْرِ کی اور شکر اسکا واجب ہو میری ساری امت پر و دوسری ابن عساکر  
 عَنْہُ شُكْرُوْہُ اور روایت کی ابن عساکر نے انس سے مثل البوطاہر کے وَمِنْ طَرِیْقِ اَخُوْہِ عَنْ سُهَیْلِ  
 ابْنِ سَعْدٍ الشَّاعِدِیِّ شُكْرُوْہُ اور دوسری راہ سے سہیل بن سعد الساعدی سے یعنی مثل اس کے  
 وَاٰخِرُہِ الْحَافِظُ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ حَضِرٍ الْمَلَّافِیِّ سَبَّحَہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ  
 وَسَلَّم اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ کَمَا  
 فَرَضَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوۃَ وَالزَّکٰوۃَ وَالْحَجَّ یَعْنِیْ کُلِّی حَافِظ نے عمر بن محمد بن نصر اللہ  
 اپنی کتاب سیرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بیشک اللہ نے محبت ابوبکر اور عمر اور عثمان  
 اور علی کی تم پر فرض کی ہے جیسے فرض کی ہو تم پر نماز اور زکوٰۃ اور فرض کیا ہو روزہ اور حج و مادی  
 اِبْنِ عَدِیٍّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَنَّهُ قَالَ حُبُّ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ  
 اِیْمَانٌ وَبُغْضُہُمَا نِفَاقٌ اور روایت کی ابن عدی نے انس سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ

نوع خاص صاحب امت  
 ہوں

حدیث  
 محمد بن ابی ہریرہ  
 اور ابن عمر

جسٹ صاحب امت

علیہ وسلم سے کہ محبت ابو بکر اور عمر کی حاصل ایمان ہو اور عداوت اُن دونوں کی عین نفاق و ردی  
 اِبْنِ عَسَاكَرٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاءَنِي بَشِيرٌ وَعُمَرُ مِنْ لَدُنْكَ  
 وَبَعْضُهُمَا كُفْرٌ، اور روایت کی ابن عساکر نے جابر سے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محبت  
 ابو بکر و عمر کی قسم ایمان سے ہو اور عداوت اُن دونوں کی کفر ہو ویت وی التّرمذی اَنَّهُ اَتَى بِجَنَازَةٍ  
 رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعْمَلْ عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّهُ يَكْفُضُ عُثْمَانَ فَابْتَعْضَهُ اللَّهُ  
 اور روایت کی ترمذی نے بیشک شان یہ ہو کہ لائے ایک جنازہ پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 آپ نے اسکی نماز نہیں پڑھی اور فرمایا بیشک یہ بغض رکھتا تھا عثمان سے سو بغض میں ڈالا ہی اسکو  
 اللہ نے ہر خبیثہ روایتیں اہل سنت کی کتابوں میں ہیں لیکن جب شیعہ کو اس مقام میں الزام اہل سنت کا  
 منظور ہو بدوں ملاحظہ انکی سب روایتوں کے یہ مقصود حاصل نہیں ہوتا ہو اور ایک روایت سے یہ  
 الزام نہیں کھاتے ہیں اور اگر شیعہ اہل سنت کو تنگ کرین تو قرآن اور قول اہل بیت سے ثابت کر سکتے  
 ہیں کہ محبت خلفائے ثلاثہ کے کہ وہ ابو بکر اور عمر اور عثمان ہیں واجب ہو قولہ تعالیٰ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ  
 یعنی دوست رکھنا ہو اللہ انکو اور دوست رکھتے ہیں وہ اللہ کو با نفاق یہ لفظ اس کے حق میں ہی جھوٹے  
 مرتدوں کو قتل کیا اور یہ یعنی خلفائے ثلاثہ سرگروہ اُن قتل کرنے والوں کے تھے اور جسکو خدا دوست رکھے  
 اسکی محبت واجب ہو اور علی بذالقیاس ایت مباہلہ یعنی آپس میں بددعا کرنا کسی امر کے جھوٹ بیچ میں اور  
 شیعہ بھی اس ایت پر تنسک کرتے ہیں انکا طریق یہ ہو کہ جب یہ کھل نکالو اَنَّهُمْ اَبْنَاءُ نَاوِ اَبْنَاءِ كُفْرٍ  
 وَنِسَاءُ نَاوِ نِسَاءِ كُفْرٍ وَانْفُسًا وَانْفُسَكُمْ اِلٰی اٰخِرُهَا نازل ہوئی یعنی سو کو تو او بھلاتے ہیں ہم اپنی  
 اولاد کو اور تمھاری اولاد کو اور اپنی عورتوں کو اور تمھاری عورتوں کو اور اپنی ذات کو اور تمھاری ذات کو  
 آخر ایت تک آپ گھر سے نکلے اور علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کو ساتھ لیا تبس معلوم ہو کہ مراد اپنا ناما سے  
 حسن و حسین ہیں و مراد انفسنا سے حضرت امیر اور جب حضرت امیر نفس رسول کے ہوئے اور ظاہر ہو  
 کہ معنی حقیقی نفس کے تو یہاں ہونا محال ہیں لہذا مراد برابر و مساوی سے ہوگی اور جو کوئی مساوی پیغمبر  
 وقت کا ہو ضرور ہو کہ وہ غیر سے تصرف میں افضل اور اولی ہو گا اِنَّ اِنْسَاوِی لَا فَضْلَ لَہٗ دَکَلِ  
 بِالْمَعْرِفَةِ اَفْضَلُ وَاَوَّلٰی بِالْمَعْرِفَةِ فَيَكُوْنُ اَمَّا مَا اَدَّاهُ فَتَعْلٰی مَا اَمَرَ اَلَا فَضْلَ لَہٗ اَوَّلٰی بِالْمَعْرِفَةِ  
 ترجمہ کہ سو اسے کہ جو کوئی افضل اور اولی تصرف ہوتا ہو اسکا مساوی بھی افضل اور اولی تصرف ہو

ابو بکر اور عمر  
کفر ہے

جو بغض عثمان سے  
کفر ہو پڑے

قرآن  
محبت سے ہے

خبر صحیحہ ہے  
نائب میر

میں ہی امام ہو سکتے کہ معنی امام کے بھی یہی ہیں یعنی افضل و اعلیٰ بقدرت اب مصنف رحمہ فرماتے ہیں کہ جس  
 انظام و خوبی کے ساتھ یہ تقریر اس آیت میں پہنچنے لگی اکثر علمائے شیعہ کو میسر نہ ہوئی اور ہمارے اس سلسلے کا  
 حق اُنکے ذمے بھی ثابت ہے کہ اکثر اہل اہل بیت پریشان دلیلوں کو پہنچنے ترتیب و تقریر پر خوش طور سے آہستہ کر دیا  
 اور صورت بنادی اگر کسی کو اس بات میں ہماری تامل ہو انکی کتا بوں کو دیکھ کر کیسا کیسا کلام کو پریشان  
 کیا ہو اور مطلب کو نہ پہنچا یا انتہائی اور یہ آیت دراصل اہل سنت کی دلیلوں سے ہے جو نواصب کے مقابلے میں  
 لائے ہیں اور اس سے تمسک ڈھونڈ رہا ہو اور جو تمسک کی اسنے خوب ظاہر ہو کہ حضرت امیرؑ اور ان  
 بزرگواروں یعنی فاطمہؑ و حسنینؑ کا ساتھ لیا نا اور انکو مخصوص کرنا چاہتا ہو کہ کوئی وجہ مع جو سب سے  
 برتر ہے ہو نہ کو کہجائے اور ذوات سے خالی نہیں یا انکا ساتھ لیا نا اور مخصوص کرنا اس سب سے تھا کہ ان  
 بزرگواروں کو آنحضرتؐ عزیز بہت جانتے تھے اور جب انکو مقام مبارک میں کہ جس پر ائمہ اربعہؑ اندیشہ ہلاک کا  
 بھی تھا حاضر کرینگے تو مخالفوں کو پوری کوشش اور بھروسے اور نہایت مضبوطی کا اپنی نبوت کے صدق  
 اور تمسک ٹھیک پیدائش دیتی تھے کہ انکی خبر دیتے تھے آنحضرتؐ سے یقین ہو کہ واسطے کہ جب انکا قطع یقینی  
 بات نہیں ہوتی اور اپنے دعوے کو خوب بچا نہیں جانتا کوئی عاقل آپ کو اور اپنے عزیزوں کو موقع ہلاک میں  
 نہیں ڈالتا اور اپنی جڑ نہیں کھودتا اور اُس پر قسم نہیں کھاتا اہل سنت نے بھی وجہ اختیار کی ہو اکثر اور  
 شیعہ نے بھی چنانچہ ملا عبداللہؑ نے بھی اظہارِ الحقیق میں اپنی وجہ کو پسند کیا ہو اور ترجیح دی ہو جس اس  
 آیت میں عزیز ہو نا ان اشخاص کا آنحضرتؐ کے نزدیک ثابت ہو اور جو پیغمبرِ محبت اور بعض نفسانی سے  
 پاک ہیں یعنی حبیلہ و بعض اشخاص حسبِ تقضائے نفس مثلاً اہل دنیا کے نہیں ہوتا بلکہ بوجہ اللہ تعالیٰ عزت ان  
 اشخاص کی اُنکے سامنے ضرور موافق اُنکے دین اور پرہیزگاری اور انکو گامی کے ہوگی جس یہ بات ان  
 اشخاص کے واسطے ثابت ہوئی اور جو نواصب انکے خلاف ہیں اُنکے مقابلے میں مفید پڑی یا انکا لیا جانا  
 اس واسطے تھا کہ یہ حضرات بھی دعا بد میں جو کفار و کفران کے حق میں کہ نام شہر کا ہو منظور نہی شریک ہوں  
 اور اپنی آئین سے آنحضرتؐ کی مدد کریں تا دعا کی اُنکے امین سے جلدی مستجاب ہو چنانچہ یہ بات اکثر شیعہ  
 نے کہی ہو اور ملا عبداللہؑ نے بھی ذکر کی اس صورت میں بھی عالی رتبہ ہونا انکا دین میں درمقبول ہونا  
 انکی دعا کا بارگاہ آئین میں ثابت ہو کہ نواصب کے مقابلے میں یہ سب باتیں مفید ہیں اور نواصب نے  
 اسکو رد کیا ہو کہ انکا ساتھ لیا نا نہ وجہ اول کے سبب تھا نہ دوسری وجہ سے بلکہ ارادہ دشمنی کے الزام



وینے کا تھا کہ انکے نزدیک یہ امر مسلم الثبوت ہو اور مخالفون کے نزدیک کہ کفار تھے یہ بات مانی ہوئی تھی کہ قسم کے وقت جب تک دلاو دلا دیا اور کافرین اور انکے مرے اور ہلاک ہونے پر قسم کھائیں وہ قسم معتبر نہیں ہوتی آپ نے بھی اس طریق پر انکے عمل کیا اور ظاہر ہے کہ قرابت والے اور اولاد جس قسم کے ہوں لوگوں کے اعتقاد میں غیر قرابت والوں اور اولاد سے عزیز زیادہ ہوتے ہیں گو اس شخص کے نزدیک انکی عزت نہ ہو اور دلیل سوچہ یہ ہے کہ ایسا مباہلہ کرنا اور اولاد پر قسم کھانا آپ کے نزدیک بھی مسلم تھا اگر ہوتا تو شریعت میں بھی ایسی قسم آئی ہوتی حال آنکہ شریعت میں ممنوع ہے کہ اولاد کو حاضر کرین اور ان پر قسم کھائیں بس معلوم ہوا کہ یہ باتیں دشمنوں کو چپ کر نیکے واسطے تھیں اور ایسی ہی دوسری وجہ بھی درست نہیں ہوئی کس واسطے سحران کے ایچچون کا ہلاک ہونا کوئی ایسی بڑی بات نہ تھی آنحضرت پر تو اس سے بڑھ کر اور نہایت سخت سخت حادثے پڑے اور مشقتیں اٹھائیں کبھی دغا میں ان اشخاص سے مدد نہ چاہی علاوہ اسکے سب کا اتفاق ہے کہ کفار کے مقابلے اور جھگڑے میں دعا پیغمبر کی ضرور مقبول ہوتی ہو اگر نہ تو پیغمبر جھوٹے ٹھہریں ورنہ تذبذب لازم آئے گا انکے پیدا ہونے سے جو غرض ہو وہ بگڑ جائے اور اس دعا کے قبول نہ ہونے میں ایسا کیا تردد ہو سکتا تھا جو ادرون کی امین سے مدد چاہتے تھے اذیہ سب بہودہ اور خراب ہو لیکن خدا کے فضل سے اہل سنت نے انکے کلام کا بالکل قطع واجب کیا ہو مگر اس سلسلے میں اس بحث کا موقع نہیں ہو طول ہو جانے کے ڈر سے سمجھنے کچھ غرض نہ کہی قصہ یہ آیت اصل میں دلیل مدعا ہی شیعہ بڑے زور شور کے ساتھ اہل سنت کے مقابلے میں لائے ہیں **شعر** کس نیا موخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرده آوریہ جو شیعوں کو اس پر شک ہے بہت وہوں سے آمین خلل ہے اول یہ کہ ہم نہیں مانتے کہ مراد اٹھسنا سے حضرت امیر ہیں بلکہ یہ نفس نفیس آنحضرت ہیں اور جو کچھ انکے علمائے اس بات کے باطل کرتے کو یہ احتمال کیا ہے کہ **الْأَنْفُسُ لَا يَدْعُو نَفْسَهُ** یعنی کوئی آدمی اپنے نفس کو بلا نہیں سکتا یہ ایسی بات ہے جیسے کلام ایک حجام کا کہ ایک گاون سے آیا تھا ایک عالم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گاون میں ہل چلائے ہیں اور ہل بھی چلتے ہیں کہا تو ان خون سمجھ کے بات کہہ کر ان میں ہلائے ہیں ہل چلتے ہیں بلکہ کو چلائے ہیں بل کہوتے ہیں یہ بات عرف قدیم اور جدید میں بھیل ہوئی ہو اور جاری ہے **وَعَنَّا نَفْسُهُ إِلَى كَذَّاءٍ وَعَوَتْ نَفْسُهُ إِلَى كَذَّاءٍ** بلا بلا اسکو کہنے لگے اس بات کی طرف اور بلا اپنے نفس کو اس بات کی طرف اور **فَطَوَّعَتْ لَمْ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ** یعنی غیبت دلائی اسکے نفس نے اپنے بھائی کے مار ڈالنے کی **وَأَمَرَتْ نَفْسُهُ وَشَارَتْ نَفْسُهُ** یعنی مصلحت کی مرچ نے اپنے دل سے اور مشورت کی اپنے نفس سے اور سوا



یعنی منین ہو تو گروائے والا اور ہر قوم کا راہ بتانے والا وسد فی الحکمر المتفق علیہ عن ابنی تعبایہ عن ابی النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّہُ قَالَ اَنَا الْمُنْتَدِیُّ وَاَنَا الْهَادِیُّ ایاہو حدیث منفق علیہ بن ابی ہاشم سے بنی مہدی علیہ السلام سے بیشک فرمایا کہ میں ڈالنے والا اور راہ بتانے والا ہوں اور یہ روایت ثعلبی سے ہو تفسیر میں اور جو اسے  
روایتین کی ہیں کچھ چند ان اعتبار منین ہو اور یہ آیت بھی بدستور انھیں آیات سے ہو چکوا اہل سنت مذہب بخاریون  
اور تابعیوں کی رو میں لائے ہیں اور اس روایت تفسیری پر تنسک کیا ہو کہ جناب امیر کی امامت اور سوا ان کے  
اور کی امامت کی نفی پر ہرگز اور قطعاً دلالت نہیں رکھتی اس واسطے کہ یہ لازم نہیں ہو کہ جو شخص ہادی ہو امام بھی ہو  
نہ اس کے غیر کو ہدایت سے باز کرے اور اگر تنہا ہدایت امامت پر دلالت کرے تو وہ امامت وہ ہوگی جو موافق اصطلاح  
اہل سنت کے ہو یعنی پیشوائی دین کے اور یہ کچھ جھگڑے کی بات نہیں ہو قَالَ اللہ تَعَالٰی وَجَعَلْنَاہُمْ اٰیۃً مِّنْ  
اٰیٰتِہٖ ذٰنًا بَاسْمِکَ اَلَا تَاٰمَنُوْنَ اِیْنِیْ مَہر ایاہنے اُنکوا امام کہ ہدایت کرتے ہیں وہ ہمارے حکم کی ہر گاہ کہ کہہ کر لیا اُنھوں نے  
وَقَالَ وَلَنْکُنْ مِنْکُمْ مِّنْکُمْ مَّا یَدْعُوْنَ اِلَی الْحَکْمِ وَیَا مَرْوَنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور چاہیے  
کہ ہوتے ہیں کوئی گروہ ایسا کہ کما میں وہ نیکی کی طرف اور حکم کرین ساتھ معروف کے اور باز کہیں بڑائیوں سے  
وَمِنْہَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَفَعُوْهُمُ اِثْمُہُمْ مَّسْمُوْمُوْنَ اِیْنِیْ مَہر و بیشک وہ پوچھے جائینگے کہتے ہیں ابوسعید خدری  
سے مروی ہے اِنَّہُ قَالَ وَفَعُوْهُمُ اِثْمُہُمْ مَّسْمُوْمُوْنَ عَنْ وَکَیْتُ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ اور ہر معنی  
تحریر ہوئے صرف یہ زیادہ ہوگا ولایت علی ابن ابی طالب سے حقیقت میں یہ سب تنسک روایات پر ہیں آیات پر  
مستند فردوسی اور حالت ابن رواہون کی معلوم ہو کہ اہل سنت کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں خصوصاً روایت فردوسی کی مسند میں  
واقع ہو اور وہ کتاب خاص اس واسطے ہو کہ انھیں ضعیف حدیثین واہی جمع ہیں اور خصوصاً اس روایت کی مسند میں  
بہت سے ضعیف و مہول لوگ ہیں قابل حجت پکڑنے کے نہیں ہر خصوصاً ایسے مطالب میں جو اصول مذہب میں  
اور اسکے ساتھ نظم قرآنی بھی اسکو مجبوراً ٹھہراتی ہے اس واسطے کہ یہ خطاب مشرکوں کے حق میں ہو بدلیل وَمَا  
یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِیْنِیْ جِسْمِی بندگان کرتے ہیں سوا اللہ کے اور ضرور ہو کہ پہلا سوال مشرکوں سے عبث  
غیر اللہ سے ہوگا ولایت علی ابن ابی طالب سے اور یہ بھی کہ ترتیب قرآن کی اس بات کو بتاتی ہو کہ سوال مضمون  
جملہ استغفار یہ ہے ہو مَا لَکُمْ لَا تَتَضَرَّعُوْنَ اِیْنِیْ کہی کیا ہوا نکو جو مدہ نہیں کرنے اور یہ واسطے جھڑکی کے ہو اور  
بیان کہ نقطہ دوسری چیز اس واسطے سب قاریوں کا اتفاق ہو کہ مَسْمُوْمُوْنَ پر وقت کرنا نہیں چاہیے اور اگر  
روایت صحیح سمجھی جائے اور ترتیب قرآنی کو بھی ماننے دین تو موطر ولایت سے محبت ہو پس باسٹ کبریٰ نہیں ٹھہری

جو محل نزاع ہو اور اگر ریاست کبریٰ بھی ٹھہرے تب بھی مفید معامین کسواسطے کہ آیت سے یہ فائدہ ہو کہ اتفاقاً محبت  
جناب شیخ کا واجب ٹھہرے خواہ کسی وقت میں ہو اوقات سے سو یہ عین مذہب اہل سنت کا ہی اور اس روایت کو  
واحدی بھی اپنی تفسیر میں لایا ہو اس طور پر کہ عن و کایت علی و اهل البيت اور ظاہر ہو کہ سب اہل بیت امام  
تھے چنانچہ شیعہ بھی معتقد سب اہل بیت کی امامت کے نہیں ہیں اگر ولایت کو محبت پر قیاس کریں تو ہو سکتا ہے  
اسواسطے کہ ایک لفظ مشترک ہو اور موافق خارجی قرینوں کے اسکے دونوں معنی سے ایک معنی مقرر ہونے اور بالکل  
سوال محبت امیر اور ان کی امامت سے اجماعی ہو یعنی متفق علیہ کہ اہل سنت بھی اسکے قائل ہیں اسکے ساتھ بحث  
اسمین نہیں چلتی بلکہ بحث اسمین ہو کہ حضرت امیر بلا فصل امام تھے انکے سوا صحابہ سے کوئی مستحق امامت تھے  
لیکن اس آیت میں اس مدعا کا مطلق مس نہیں ومنہما قولہ تعالیٰ و الشایقون اولئک المقرئون اور جو لوگ سابق ہیں وہی سابق ہیں اور وہی مقرب ہیں مروی عن  
ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً قال الشایقون ثلثۃ فالسابق الی مؤمنی یوشع بن نون  
والسابق الی عیسیٰ صاحب یاسین و السابق الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن ابی طالب  
اور روایت کی گئی ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیشک انھوں نے کہا کہ سابقون تین شخص ہیں  
موسیٰ کی طرف یوشع بن نون ہو اور عیسیٰ کی طرف یاسین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علی ابن ابی طالب  
اور سابق مراد پہلے ایمان لانے والا اور یہ تسک بھی حدیث پر ہو نہ آیت پر کہ جو بروایت طبرانی وابن مرددیکہ  
ابن عباس اور بروایت دلیلی کے عایضہ سے ثابت ہوئی لیکن مدار اسناد کا درجہ سن اشقر ہو کہ وہ بالاتفاق  
ضعیف قال لعقل ہوشیعی متروک الحدیث ولا یعرف ہذا الخبر و هو حدیث منکر  
یعنی عقل نے کما کہہ شیعہ ہی متروک الحدیث اور یہ خبر معروف نہیں ہو بلکہ منکر ہو اور نشان وضع کی بھی اس حدیث  
میں پائی جاتی ہیں کسواسطے کہ صاحب یاسین وہ شخص نہیں ہو کہ اول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا ہو بلکہ انکے  
رسولوں پر جو ایمان لائے ہیں انھیں اول ہو کہ اسی امر پر نفس کتاب رہنما ہو اور جو حدیث کا اخبار اور قصوں میں  
مدلول قرآن کو بگاڑے وہ موضوع ہو اور بنائی ہوئی جیسے کہ یہ بات محدثوں میں مقرر ہو اور یہ بھی ہو کہ آئینہ میں  
حسرباق کا بھی خلان عقل کے ہوا سیلے کہ ہر نبی کو ایک سابق ہو گا اور بعد آلتا اور آلتی کے کیا ضرور ہو کہ ہر سابق  
صاحب ریاست کبریٰ کا ہو یا ہر مقرب امام ہو اور بالفرض صحیح روایت ہی سہی تو مرجح مناقض آیت کی ہو  
اسواسطے کہ سابقین کے حق میں فرمایا ہو بَشَلَّةٌ مِّنْ کُلِّ فِرْقَةٍ وَ قَائِلٌ مِّنْ کُلِّ فِرْقَةٍ جماعت کثیر ہیں پہلوان

اور قلیل ہین پچھلون سے اور جب تک جماعت کثیر کے معنی ہین ہر قود و آدمیوں کو جماعت کثیر نہیں کہہ سکے ہین اور ہر واحد کو قلیل نہیں کہہ سکے جس معلوم ہوا کہ آیت سے سبب حقیقی مراد نہیں ہر بلکہ سبب عرفی یا اضافی کہ شامل جماعت کثیرہ کو ہر حسب لیل دوسری آیت کے **وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ** کا **وَلَوْ أَنَّ مِنَ الْمَكَّةَ خَرْجُ يَوْمٍ** والاخصاصاً و سابقاً اول ہاجرین اور انصار سے یعنی بعض ان کے بعض سے اور با اتفاق شیعہ سنی کے سب سے اول جو ایمان لائین و حقیقت حضرت خدیجہ بن ہشام اگر صرف یہی بات ہر کہ پہلے جو ایمان لائے مستوجب امامت ہر تو لازم آتا ہر کہ خدیجہ بھی قابل امامت کے ہون اور یہ بالاتفاق باطل ہر اور اگر کہا جائے کہ خدیجہ بن عورت بن مانع ہر کہ سبب حضرت امیر مین بھی مانع ثابت ہوا اور وہ نہ نو وقت امامت کا جب وقت امامت کا جو بنی اور مانع نہ امام ہونے اور مانع کیا تھا ہونا خلفائے ثلاثہ کا کہ ریاست کے حق مین اصلح تھے نسبت حضرت امیر کے نزدیک تمام اہل سنت کے اور بعد خلفائے ثلاثہ کے بھی باقی رہے تھے اور قبل امام ہونے سے انکو اُسے مودت تھی نہ عداوت الیٰ فیضیلیہ کے نزدیک **فَاَنْتُمْ قَالُوا لَوْ كُنَّا اِمَا مَاعِنْدَ وَفَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْخُلَفَاءِ اِلَّا مَامَّةً وَ مَا تَوَارَىٰ عَنْهُ وَ وَقَدْ سَبَقَ فِي عِلْمِ اللَّهِ اَنَّ الْخُلَفَاءَ اَرْبَعَةٌ فَلِمَ اَلْتَرْتِيبَ عَلَى اَلْعَوْتِ بِشَيْءٍ تَفْضِيلَ كَتَبَ هِن** اگر کوئی امام ہوتا وقت وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفون مین سے کسی کو امامت ملتی سب سب کی بیعت مین مرتے اور حال یہ ہر کہ سابق سے اللہ کے علم مین تھا کہ چار خلیفہ ہونگے اس واسطے انکی موت مین ترتیب لازم ہوئی حاصل کلام تمسک شیعون کے آیات قرآن کے ساتھ اسی قسم کے ہین اور الفین والے نے بھی اسی طریق پر بہت آیتیں نبی مدعا کی دلیل بنائی ہین اور ہر گاہ جو اولی و اقوی ہین انکا حال معلوم ہو گیا تو باقی کو انھین پر قیاس کرنا چاہیے کلیہ باقی کی تقریر کا یہ ہر کہ اکثر استدلال انکی آیتوں پر تمام نہیں ہوتے نہ احتمالات بند ہوتے ہین نہیں تو دلکی ہسالی ہوئی باتین کہ جنھین خدشے ہین اور ممنوع اور روایتین متروک و مردود کا اس حد لال مین ملنا محض بلیغی ہر لیکن کیا کرین پر وہ تعصب کا دیدہ دل پر پڑا ہر جیسے برے کی تمیز نہیں ہوتی اور اپنا ہی گڈھا بنایا اُسکے مقابل مین جو اور کوئی کہے اچھا معلوم ہوتا ہوا بے صرح عزمانے ہین کہ وہ حدیثین جنہر اس مدعا مین تمسک کیا ہو کل بارہ روایت ہین اول حدیث فدیرخم کہ بڑی دھوم دھام سے انکی کتابون مین مذکور ہر اُس حدیث کے نزول کو قطعی اس مدعا مین جانتے ہین حاصل اُسکا یہ کہ بریدہ بن الحصیب الاسلمی روایت کرتا ہر کہ وقت مراجعت حجۃ الوداع کے جب

حضرت غدیر خم پر کہ ایک موقع پر درمیان کہ اور مدینہ کے پہنچے جو مسلمان کہ رکاب والا میں حاضر تھے سبکو  
 بلا کر فرمایا کہ یا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِمَّنْ اَنْفَسَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلاَ  
 فَعَلٰی مَوْلاَ اَللّٰهُمَّ وَاِلٰی مَنْ وَاکَا وَاَعَادَ مَنْ عَادَا اے گروہ مسلمانوں کے کیا نہیں ہوں میں  
 دوست تر نکلو اپنی ذاتوں سے سب کے کما بیشک ہو فرمایا جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہو آری بار خدا یا  
 دوست رکھ جو کوئی اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھ جو اسکو دشمن رکھے کتنے ہیں مولیٰ کے معنی اولیٰ تہمت  
 اور اولیٰ تبصر ہونا میں اہمیت ہو اول تو اس استدلال میں یہ غلطی ہو کہ اہل عرب یہ کا اتفاق ہو کہ مولیٰ  
 معنی میں اولیٰ کے نہیں آیا ہو بلکہ کہا ہو کہ مفعول بمعنی افعول کسی جگہ کسی مادہ میں نہیں آیا ہو پھر کیا ٹھکانا  
 خاص اس مادہ کا مگر ابو زید لغوی نے کہ اسکو تجویز کیا اسکو متسک ہو قول ابو عبیدہ پر اس بیت کی تفسیر  
 ہی مَوْلَاکُمْ مِیْنِ اَوْلٰی بِکُمْ لیکن جمہور اہل عرب نے اس تجویز و متسک میں اسکو خطا سے منسوب کیا ہو  
 اور کہا ہو کہ اگر یہ قول صحیح ہو تو لازم آئیگا کہ بجائے اَوْلٰی مِنْکُمْ کے مَوْلٰی مِنْکُمْ کہیں اور یہ باطل و بڑا بڑا  
 بالاتفاق بعض نے کہا ہو کہ تفسیر ابو عبیدہ کی بیان حاصل معنی کے ہو یعنی النَّاسُ مَقْتَرٌ کَرٌ وَ مَصْنُوْعٌ کَرٌ  
 وَ اَلْمَوْصَلَةُ لَا تَقْبَلُ بِکَ تہ یہ مولیٰ بمعنی اولیٰ کے ہو دوسرے یہ کہ اگر مولیٰ بمعنی اولیٰ کے بھی ہو تو اسکے ساتھ  
 صلہ اسکا بانصراف ہی ٹھہرانا کون سے لغت سے منقول ہو گا یہ سچی تو ہو سکتا ہو اَوْلٰی بِالْمَحَبَّةِ وَاَوْلٰی  
 بِالْعَظَمَةِ مراد ہو اور کیا ضرور کہ جب لفظ اولیٰ کا سنیں تو اس سے اولیٰ تبصر مراد ہیں قولہ تعالیٰ اِنَّ  
 اَوْلٰی النَّاسِ بِاَبْنَاۤہِمْ لَلَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا الَّذِیْ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَرَّجَمٌ بَشِیْکٌ ابراہیم سے قریب تر  
 وہ لوگ ہیں جنہوں نے پیروی کی اسکی اور اس نبی کی اور ایمان لائے اور ظاہر ہو کہ پیر و حضرت ابراہیم کے  
 آنحضرت سے اولیٰ تبصر نہیں ہوئے ہیں تیسرے یہ کہ قرینہ مابعد کا صریح یہ بتاتا ہو کہ لفظ مولیٰ یا اولیٰ سے  
 عرض جو کچھ ہو مراد ولایت ہو بمعنی محبت کے اور قرینہ یہ ہو جو فرمایا اَللّٰهُمَّ وَاِلٰی مَنْ وَاکَا وَاَعَادَ مَنْ  
 عَادَا کہ جس کو مولیٰ بمعنی متصرف فی الامر ہو تایا مراد اولیٰ سے اولیٰ تبصر ہوتی تو امید یہ تھی کہ یوں  
 فرماتے بار خدا یا دوست رکھ اسکو جو اسکے تصرف میں ہو اور دشمن رکھ اسکو جو اسکے تصرف میں نہ ہو دوشی  
 اور دشمنی کا ذکر کرنا صریح دلیل اس بات پر ہو کہ مقصود انکی دوستی کا قبول کرنا اور دشمنی سے بچنا ہو تصرف  
 یا منہ اور ظاہر ہو کہ آنحضرت نے ہمیشہ ادنیٰ واجبات اور سنتوں بلکہ آداب اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کے  
 اس طور پر ارشاد فرمائے ہیں کہ اُس معنی کو جو اس سے مقصود ہو ہر کوئی حاضر و غائب بعد جانے لغت عرب کے

بہم

نور الایمان

۱۔ ہاں اس سے درحقیقہ کہ مال بلاغت بھی ہی ہو اور مقتضا منصب ارشاد کا بھی ہی ہے پھر اگر اس قسم کے کلام کو کہ ہرگز اس سے موافق قاعدہ لغت عرب کے معنی نہ نکل سکیں قصداً کافی سمجھے اور کسے تو نبی کے حق میں تصور گویائی و بلاغت کا ثابت کرنا ہو بلکہ احکام الہی کے پوسچانے اور ہدایت میں شستگی کرنا اور سرسری جانتا ہر جس سے خدا بجائے کس معلوم ہو کہ آنجناب کو افادہ اسی بات کا منظور تھا کہ بے تکلف اس کلام سے سمجھی جاتی ہو یعنی محبت علی کی فرض ہو مثل محبت پیغمبر کے اور دشمنی انکی حرام ہو مثل دشمنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یہی مذہب اہل سنت اور جماعت کا ہے کہ مطابق فہم اہل بیت کے ابو نعیم نے حسن مثنی بن حسن السبط رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک دن اُسے پوچھا کہ حدیث میں کُنتَ مَوَکُلاً ۱۰ ۱۱ ایضاً یہ خلاف علی پر کہا اگر پیغمبر صلعم سے ارادہ خلافت کا کرتے اور مراد انکی خلافت ہوتی تو ضرور تھا کہ خوب واضح کہتے تاسب سلمان سمجھ لیں کہ واسطے کہ آنحضرت سب لوگوں سے زیادہ فصیح اور سب سے زیادہ صحیح گوئیے بیشک فرماتے یَا آيْتُهَا النَّاسُ هَذَا وَرَأَى اَصْحَابِي وَالْقَائِمُ عَلَيْكُمْ يَكُونُ خَائِصُكُمْ وَاَطِيعُوا اِيْنِي لے لوگو یہ قائم ہوگا بعد میرے پیغمبروں کو تم اور اطاعت کرو بعد اس سے کہا کہ قسم یہ خدا کی اگر خدا اور خدا کا رسول علی کو اس کام کے واسطے اختیار کرتے ممکن نہ تھا کہ علیؑ ہر واری اس حکم کی نکرے اور اس کام میں قدم نہ رکھے اور حکم خدا کی نافرمانی اور حضرت سیدالورسی کی بے اطاعتی کرے کیا اُن لوگوں میں سب سے بڑھ کر ہوتے جو خطا والوں سے ہیں ایک شخص نے کہا کیا نہیں کہا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنِ كُنْتُ مَوَکُلاً ۱۰ ۱۱ فَعَلَيْكَ مَوَکُلاً ۱۰ ۱۱ حسن نے کہا خوب جان لے قسم یہ خدا کی اگر ارادہ خلافت کا کرتے تو واضح کہتے اور تصریح کر دیتے جیسے نماز و زکوٰۃ کی ہے اور فرماتے آيْتُهَا النَّاسُ اِنِّي عَلِيٌّ وَاِنِّي اَصْرُكُمْ مِنْ بَعْدِي وَالْقَائِمُ فِي النَّاسِ بِاَصْرِي تَعْنِي لے لوگو بیشک علیؑ والی ہو تھا اسے کام کا بعد سے یہ قائم ہو کر نہ تین میرے کام کا سوا اسکے اس حدیث میں زمان و احادیث و عوالات و توحا جمع و تامل سے اسے قیاساً بعد کے نہیں ہو بلکہ روانی کلام کے واسطے برابر ہی دونوں ولایتوں کا تعلق و اقارب میں غامض و جہ سے جیسا ظاہر ہے اور حال آنکہ شرکت امیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بات میں تین جہات آنجناب متعلق ہوئی جس پہ اول و دلیل ہو سکی کہ محبت انکی واجب ہے کہ یہی اس کے لیے کہ اجتماع دو محبوبوں میں اولیٰ خوف نہیں ہو بلکہ یہ بھی لازم نہیں کہ ایک ہو تو دوسری بھی ہو اور بات کے جمع ہونے میں بہت محذور ہیں وَاِنْ قَيِّدٌ لَّيَكْدُلْ عَلَى اِمَامَتِهِ فِي الْمَالِ دُونَ الْحَالِ

فَصَحَابًا بِالْوَفَاقِ لَا تَأْخُلُ لِسْتَنَةِ قَاتِلُونَ بِذَلِكَ فِي مَعِينٍ اِمَامًا مَعِيَةً يَعْنِي اِذَا مَقْبِلُ كَرَسِ وَهِيَ اَمَامَت  
 اُس بات سے کہ دلالت کرتی ہو امامت فی المال پر نہ حال پر تو خوشا حال موافقت کا کہ اہل سنت بھی اس کے  
 قائل ہیں انکی امامت کے وقت میں اب ہمارے وجہ تخصیص حضرت مرتضیٰ کی بتائے ہیں کہ آنحضرت کو وحی سے  
 معلوم ہوا کہ زمان حضرت مرتضیٰ میں نبی اور فساد بہت ہو گا اور بعض لوگ اُنکے امامت کا انکار کر چکے اور  
 طرہ یہ ہو کہ بعض علمائے اُنکے اس بات کے ثابت کرنے کو کہ مراد مولیٰ سے اولیٰ بتصرف ہو تمسک کیا ہو اُس لفظ سے  
 کہ جو صدر حدیث میں واقع ہو اور وہ یہ ہو جو فرمایا اَلَسْتُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی اَلَنْبِیُّ  
 اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ معنی یہ کہ نبی اولیٰ ہو واسطے مؤمنوں کے اُنکے نفس سے پھر وہی بات ہو  
 کہ جہاں کہیں لفظ اولیٰ کا سنتے ہیں اولیٰ بتصرف مراد لیتے ہیں کیا ضرور ہو کہ اس لفظ کو بھی اولیٰ بتصرف قیاس  
 کریں بلکہ بیان بھی یہی مراد ہو کہ اَلَسْتُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فی التَّحْبَةِ لِمَا بَيَّانِ اَوَّلٰی  
 مشتق ولایت سے ہو جو محبت کے معنی میں ہو یعنی اَلْحَبُّ اِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی کیا  
 نہیں ہوں میں دوست تر یا ان والوں کو اُنکے نفس سے تا مناسبت اجزلے کلام اور جملوں منتسقہ النظام سے  
 حاصل ہوا اصل میں معنی اس خطبے کے یہ ہیں کہ اے گروہ مسلمانوں کے مقرر ہو کہ تم مجھ کو جانتے زیادہ دوست  
 رکھتے ہو بس جو کوئی مجھ کو دوست رکھتا ہو علیٰ کو دوست رکھے اور جو کوئی علیٰ کو دوست رکھے بار خدا یا دوست  
 رکھنا اُسکو اور دشمن رکھنا اُسکو جو علیٰ کو دشمن رکھے عاقل کو چاہیے کہ اس کلام مربوط میں غور کرے اور اس کے  
 حسن النظام کو سمجھے اور یہ لفظ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آیات قرآنی سے ماخوذ ہو اسی سبب اپنے قول کو اس پر  
 تفسیر یہ کیا ہو کہ سوا سطلے کہ آیات قرآنی مسلمہ یعنی مانی ہوئی مسلمانوں کی ہیں اور قرآن شریف میں یہ لفظ  
 بہت جگہ واقع ہوا کہ وہاں معنی اولیٰ بالتصرف کے ہرگز مناسبت نہیں رکھتے وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالٰی اَلَنْبِیُّ  
 اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَسْرَ وَاجِبٌ اَمَّا هَا نَهْمُ وَاُولَئِكَ اَمْرٌ حَامٍ بَعْضُهُمْ اَوَّلٰی مِنْ بَعْضٍ  
 فی کِتَابِ اللہ جس سوئی اس کلام کا واسطے انکار نسبت متنبی ساتھ متنبی کے ہو جس کا بیان یہ ہے کہ زید  
 بن حارثہ کو زید بن محمد نہیں کہنا چاہیے کہ سوا سطلے کہ نسبت پیغمبر کی سب مسلمانوں کے ساتھ نسبت باپ  
 شفیق کے ہو بلکہ اُس سے بہت زیادہ اور عورتیں پیغمبر کی سب مسلمانوں کی مائیں ہیں اور قرابت والے  
 نسبت میں غیر سے زیادہ احق واولیٰ ہیں اگرچہ شفقت اور تعظیم اور ورنہ کی زیادہ ہو جس نسبت قرابت  
 پر موقوف ہو کہ متنبی اور متنبی مین مقصود ہو نہ شفقت اور تعظیم کہ یہی کتاب اللہ میں ہے یعنی حکم خدا میں

وہ جو ہرگز  
 محض کفر و کلام  
 حق و کلام  
 حق و کلام



اور معنی اولی بہ صرف کے اس مقصود میں کچھ دخل نہیں رکھتے بس یہاں بھی وہی معنی مراد ہیں جو حدیث میں ہیں اور بالفرض اگر صدر حدیث کو اولی بہ صرف کے معنی میں ٹھہرائیں تب بھی تو قیاس مولیٰ کا اولی بہ صرف پر مناسبت نہیں رکھتا اس لیے کہ اُس صورت میں یہ عبارت مخاطبین کی تنبیہ میں ہو تا کمال توجہ سے سنیں اور کلام آئندہ کو پوچھیں اور اطاعت اس امر کی جو ارشاد کیا جاتا ہو واجب بانیں جیسے باپ و عظماء نصیحت کے موقع پر اپنے بیٹے سے کہے کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں اور جب بیٹا اقرار کرے اس وقت میں جو کچھ منظور ہو اُس سے فرمائے تو موافق حکم پر رسی و سپری کے قبول کرے اور عمل میں لائے بس اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمُوْنٌ بِکَ اس جگہ ایسا ہی جیسے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمُوْنٌ بِکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمُوْنٌ بِکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمُوْنٌ بِکَ اس طرح پر واقع ہو مناسبت ایک لفظ کی کلام آئندہ سے اس عبارت کے لیے ڈھونڈ لھنا اور چاہنا نہایت بیوقوفی ہو سارے کلام کو اس عبارت سے جو ربط کہ ہو وہی کافی ہو اور اس سے طرفہ تر یہ ہو کہ ان کے بعض متقین خود معنی محبت و دوستی و دلیل لائے ہیں کہ دوستی حضرت امیر کی تو ایک امر ہو جس کا فائدہ اس آیت وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاُ بَعْضٍ میں ثابت ہو چکا یعنی ایمان والے اور ایمان الیاں بعض اُن میں سے دوست ہیں بعض کے بھرا بہ حدیث بھی اگر فائدہ اُسی معنی کا بخشی ہو تو لغوی ہو کہ مکررات ہو مگر یہ نہ سمجھے کہ فائدہ دوستی کسی شخص کا جو عام کے شمول میں مذکور ہو وہ اور چیز ہو اور قبلی کرنا اُسی شخص کی دوستی کا خصوصیت کے ساتھ امر دیگر ہو مثلاً اگر کوئی شخص تمام انبیاء اور خدائے تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لائے اور خاص محمد رسول اللہ کا نام لے اسلام اس کا معتبر نہیں یہ ایمان دوستی حضرت امیر کی ذات کی بشخصہ منظور ہو اور آیت میں دوستی بوصف ایمان کہ یہ دوستی عام ہو فائدہ بخش ہوئی تھی اور جو مضمون آیت و حدیث کے ایک ہونے پر اگر کہی ہو بھر بھی تو کچھ قباح نہیں پیغمبر کا یہی کام ہو کہ قرآن کے مضمونوں اور ذکر کی تاکید کرتے رہیں خصوصاً ایسے وقت میں کہ جو مکلف بشرع ہیں اُن میں سستی و کاہلی ہو قولہ تعالیٰ وَاذْكُرْ فَاِنَّ الدِّکْرَ لَیْ نَفْعٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یعنی نصیحت کر بیشک نصیحت نفع دیتی ہو ایمان والوں کو اور کوئی مضمون قرآن میں نہیں آیا جسکی چند آیتوں میں خود تاکید فرمائی ہو چہر زبان پیغمبر سے اسکی تاکید و تقریر کرائی تا محبت تمام ہو جائے اور پوری نعمت دی جائے اصل یہ ہو جسے قرآن و حدیث کو دیکھا ہو گا وہ تو ایسا پوچ کلام ہرگز نہ لیکے گا اور نہیں تو تاکید میں اور تقریریں پیغمبر کے روزہ نماز و تلاوت قرآن میں جو فرمائے ہیں سب لغوی ہو جائیں گی اور خود شیعہ کے نزدیک فعل امت حضرت امیر کا بلند بار کرنا اور تاکید کرنا لغوی ہو وہ ہو جائیگا معاذ اللہ من ذلک اور تاریخ و سیر کی کتب سے

یعنی سوائے  
ایمان  
تو سب

واضح کہ یہ خطبہ آنحضرت نے اس سبب فرمایا کہ فائدہ محبت و دوستی حضرت امیر کا فائدہ بخفہ صریح بتایا ہو کہ  
یہی منظور تھا اس واسطے کہ ملک یمن کی مہم میں جو ایک جماعت صحابہ کی حضرت امیر کے ساتھ متعین ہوئی تھی  
انہیں سے بعد مراجعت بعض نامداروں نے مثل جریرہ اسلمی و خالد بن ولید اور ان کے سوا شکایتیں پیدا  
حضرت امیر کی حضور میں آنحضرت کے عرض کی تھیں اور جب آنحضرت نے دیکھا کہ اس قسم کی باتیں گونگوئی  
زبان پر آئیں اگر ایک دو آدمیوں کو اس شکایت سے منع کیا جائیگا یہ لوگ اس بات پر کہ حضرت امیر کو  
میرے ساتھ علاقہ یگانگی کا ہو یا سبب یگانگی پر قیاس کرینگے اور باز نہیں رہیں گے اس واسطے کہ خطبہ فرمایا  
اور اس نصیحت کو اس کلمے سے کہ نص قرآنی ہو شروع کیا کہ وہ اَلْكَتُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الْفَسِيْهِمْ  
یعنی میں جو کہتا ہوں زراہ شفقت و مہربانی کے کہتا ہوں کسی کی پاسداری پر قیاس نہ کرو اور کسی کا علاقہ  
نظر میں نہ لاؤ محمد بن اسحاق اور اور اہل سیر نے مفصل اس قصے کو لکھا ہے حدیث دوسم بخاری اور  
مسلم میں براہین غارب سے روایت ہے کہ تبوک کی لڑائی میں آنحضرت نے حضرت امیر کو عورتوں اور لڑکیوں  
خلیفہ کر کے متوجہ لڑائی کے ہوئے اور سب کو اپر چھوڑ گئے حضرت امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ اَشْخَلُّ لِيْ  
فِي السَّاعَةِ وَالصَّبِيَّانِ كَمَا كُنْتُ عَوْرَتُوْنَ اَوَّلًا كُنْتُ خَلِيْفَهُ كَرْتَهُ هُوَ اَبِيْ لَمْ يَزَلْ يَنْهَى عَنْ تَكُوْنِ مَوْتِيْ  
اَيْسَ زَلَّةً هَاكُوْنَ مِنْ مَوْتِيْ اَلَا اِنَّكَ لَا بَنِيَّ مِنْ بَعْدِيْ تَرَوُجْهَهُ كَمَا تَرَوُجْهَهُ مِنْ بَنِيْنِ هُوَ تَابِيْ سَبِيْرُ  
تو مجھے ہنس لڑھاروں کے ہو مومنی سے مگر میرے بعد کوئی بنی نہیں ہے یہ کہتے ہیں کہ منزلت امم منسبہ  
مضان طرف علم یعنی باروں کے پس جملہ منازل کے لیے عام ہے تا استنشا صبح ہو جب مرتبہ نبوت کو استنشا  
فرمایا تمامی منازل جو حضرت باروں میں ثابت تھے حضرت امیر میں ثابت ہوئے کہ انھیں منازل سے  
صحت امامت ہو اور فرض ہونا طاعت کا بھی اگر باروں بعد مومنی کے زندہ ہوتے اس لیے کہ مومنی کے  
حیات میں یہ مرتبہ رکھتے تھے پھر بعد وفات کے کیوں نہ ہوتا اور اگر دور کر دیا جاتا تو عزال کا لازم  
۲ تا جو جائز نہیں ہے کہ اسمین یا نہت بنی کی ہی تسبیح مرتبہ بھی حضرت امیر کو ثابت ہو جو انکی امامت ہے  
احصل میں یہ حدیث بھی دلیل اہل سنت کی ہے کہ جس سے فضیلت حضرت امیر کی ثابت کی ہے تا امامت انکی  
لپنے وقت پر صحیح ہو اس واسطے کہ اس حدیث سے استحقاق انکی امامت کا مستفاد ہوتا ہوا ہے ہم یہ  
بیان کرتے ہیں کہ شیعہ جو کہتے ہیں کہ حضرت امیر امام ہیں بلا فصل یعنی بعد حضرت کے خاص ہے امام ہیں  
انکے سوا کوئی غیر امام نہیں سوا اس حدیث سے یہ سمجھا نہیں جاتا ہر چند نا صبیوں نے بھی کہ خدا ان کو

شرائے اہل سنت کے تسک پر رد کیا ہو اور کہا ہو کہ یہ خلافت عورتوں اور لڑکوں کی وہ خلافت نہ تھی کہ جس پر

نہایت

مسلک کو صوبہ دار مدینے کا اور سبل بن عرفطہ کو کووال مدینے کا اور ابن مکتوم کو پیش نماز اپنی مسجد کا کیا تھا اگر خلافت مرتضیٰ کی مطلق اور بے قید وقت کے ہوتی تو ان امورات کے کیا معنی بس معلوم ہوا کہ یہ خلافت محض گھر کے امورات اور خبرداری اہل و عیال کی تھی اور جو یہ امور محرمیت اور اطلاع امور مسفورات پر موقوف تھے لہذا ایسے کاموں کے واسطے بیٹا اور داماد اور مثل انکے متعین ہوتے ہیں جو کوئی انہیں ہو بس یہ خلافت دلیل خلافت کبریٰ کی نہیں ہو سکتی یہ اور خدا کے فضل سے اہل سنت نے انکی اس قبح کی اپنی کتابوں میں جواب و مذاکرہ شکن دیے ہیں کہ اپنے مقام پر مذکور ہیں اور شیخون نے جس طریق پر تسک اس حدیث سے کیا ہو جیسا کہ مذکور ہوا کیسی پر آگندہ اور پریشان باتیں ذکر کی ہیں انکی کتابوں میں لکھی جائیں اور پھر بھی مطلب کو نہیں پہنچتی آجیگے تو ہم نے بنا سنبھال کے لکھی ہیں اور ابھی اس تسک میں بوجہ بہت خلل باقی ہیں اول یہ کہ اسم جنس جو مضاف علم کی طرف ہو تمام اصول والوں کے نزدیک عام الفاظ سے نہیں ہو بلکہ عہد کے واسطے ہو یعنی ایک مقررہ اور خاص جیسے عِلَّامٌ مَنَیْدٍ مِّنْ غِلَامٍ خاص مراد ہو نہ ہر غلام اور مثل اسکے اور اگر قرینہ عہد کا موجود نہ ہو درجہ یہ کہ اطلاق ثابت ہوگا اور کیا کھ سکتا ہو کوئی ایسی ترکیب میں جیسے رَکْبَتٌ مَنَیْدٍ سَوَارٍ مِّنْ خاص زید کے ٹھوڑے پر اور رَکْبَتٌ مَنَیْدٍ اور پہنے میں سے خاص کپڑے زید کے وَرَکْبَتٌ مَنَیْدٍ اور دیکھا میں سے زید کے بیٹے کو کہ ظاہر عموم باطل ہو اور یہاں تو قرینہ عہد کا موجود ہو جو قول حضرت امیر کا ہے اَمْ تُخِيفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ یعنی جیسے کہ حضرت ہارون خلیفہ حضرت موسیٰ کے تھے اُس وقت میں ہر کوئی کو گئے تھے حضرت امیر خلیفہ پیغمبر کے تھے اُس وقت میں کہ جو کہ لڑائی کو گئے تھے اور جو یہ خلیفہ ہوا تھا ہی دونوں کو بچھا کہ بچتے دان وہ نہوں بعد گذر جائے اُن دونوں کے باقی نہا جیسے کہ حضرت ہارون کے حق میں باقی نہا ایسی خلافت کے جاتی رہنے کو غل نہیں کھ سکتے کہ کسی کے حق میں امانت ہو اور صحت استئنا اُس وقت دلیل عموم کی ہوتی ہو کہ استئنا متصل ہو اور یہاں استئنا منقطع ہو بالضرورة لفظاً بھی اور معناً بھی لفظاً اس سبب کہ اِنَّهٗ لَا يَتَّبِعُ بَكْدِي جملہ خبریہ ہو اسکو منازل ہارون سے متشبی نہیں کر سکتے اور جو تاویل جملہ کی مفرم سے کر سکتے تو بدغل ان حکم لا کا عدم نبوت پیدا ہوگا اور ظاہر ہو کہ عدم نبوت منازل

ہارون سے نہیں ہوتا استثنائے صبح ہو لیکن مثناس سبب کہ منازل ہارون سے ایک یہ ہو کہ حضرت موسیٰ سے ہارون کے بیٹے کے بعد سے یہ کہ انصیح تھے موسیٰ الکن تھے اور یہ کہ شریک نبوت اور حقیقی بھائی اور یہ سبب  
 منازل بالاتفاق حضرت امیر مین ثابت نہیں ہیں پھر اگر استثناس متصل ٹھہرائیں اور منزلت کو عام یہ  
 قیاس کریں تو کلام معصوم میں جھوٹ لازم آئے دوسرے یہ کہ ہم نہیں مانتے اس بات کو کہ وہ منازل  
 جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھے انھیں مین سے خلافت ہارون کی تھی بعد موت موسیٰ کے ہوا سبط  
 کہ ہارون اگر بعد موسیٰ کے زندہ رہتے تو رسول مستقل تھے احکام الہی پونہ چانے میں کہ یہ مرتبہ ان کے بھی  
 نہیں جاتا اور خلافت میں منافات ہوا سبط کہ خلافت تو نیابت ہی کی ہو پھر اصل کو نیابت سے کیا  
 مناسبت لہذا اس راہ سے بھی ہرگز استدلال خلافت امیر ٹھیک نہیں پڑتا تیسرے یہ جو کہا جو کہ یہ مرتبہ  
 ہارون سے اگر جاتا رہے تو انکا عزل لازم آئے اور عزل بنی کا جائز نہیں ہم کہتے ہیں کام مقرر ہی کے  
 ہو چکنے کو جو سیکے تعلق کیا گیا ہو عزل کہنا خلافت عرف کے بھی ہو اور لغت کی بھی کس واسطے کہ بادشاہ  
 جب اپنی دارالسلطنت سے نکلے ہیں تو نوکروں اور گماشتوں کو اپنا خلیفہ چھوڑتے ہیں اور انکے ٹوٹنے کے  
 بعد یہ خلافت خود بخود منقطع ہو جاتی ہو اور انکو کوئی معزول نہیں جانتا نہ انکی آہیں کچھ اہانت سمجھتا ہو  
 اور بالفرض عزل ہی سہی لیکن جب موت موسیٰ کے بعد نبوت مستقل ہارون کو ملتی جسکا خلافت سے  
 ہزار درجے رتبہ بڑھا ہوا ہو تو پھر اہانت اور نقصان کی کیا وجہ بلکہ یہ ایسا ہو کہ کسی وزیر کے نائب کو  
 بعد مرنے وزیر کے وزیر متقل کریں اور یہ بھی ہو کہ جب حضرت امیر کو ہارون سے تشبیہ دی اور جانتے  
 ہیں کہ حضرت ہارون حیات حضرت موسیٰ میں بعد انکے چلے جانے طور کے خلیفہ تھے اور بعد وفات حضرت  
 موسیٰ کے یوشع بن نون اور کالب بن یوفنا خلیفہ ہوئے اب لازم آیا کہ حضرت امیر بھی اس حضرت کی حیات  
 میں خلیفہ انکے ہوں بعد فیبت کے نہ بعد وفات کے بلکہ بعد وفات کے اور لوگوں تائش بیہ پوری و کامل ہو  
 نہ ناقص اس واسطے کہ کلام رسول میں جو تشبیہ واقع ہوا اسکو تشبیہ ناقص پر لگانا کمال بے دیاہتی ہو والیاً  
 یا اللہ اور اگر اسکو بھی ہم جانے دین تو حدیث میں خلفائے ثلاثہ کے امامت پر نفی کہاں ہو جس سے دعا  
 ثابت ہو غایت درجہ یہی کہ حضرت امیر مسیحی امامت کے ثابت ہوتے ہیں اگرچہ کسی وقت میں ہوں وفاق  
 اور یہ میں مذہب اہل سنت کا ہی حدیث سوم بریدہ سے مرفوعا روایت ہوا اللہ قال ان علیاً  
 رمی وانا من علی وھو وئی کل مؤمن من بعدی یشک حال یہ ہو کہ فرمایا آنحضرت نے

حالت بیان ہو

ہارون کے بیٹے کے بعد سے یہ کہ انصیح تھے موسیٰ الکن تھے اور یہ کہ شریک نبوت اور حقیقی بھائی اور یہ سبب

اہل

تحقیق علیؑ مجھے ہو اور میں علیؑ سے اور وہ علیؑ ہی ہر مومن کا بعد میرے یہ حدیث باطل ہو کسوا سے اس کے  
 اسناد میں صلح واقع ہو کہ وہ اپنی روایتوں میں منہم ہو اور جمہور نے اسکو ضعیف ٹھہرایا ہو پس اسکی  
 حدیث کو حجت پر نہ کرنا نہیں چاہیے سوا اسکے ولی الفاظ شتر کے سے ہو کیا ضرور کہ اولیٰ تبرک مراد ہو اور  
 کسی وقت سے متقدمین آئیے کہ اہل سنت کا مذہب ہی ہو کہ حضرت امیرؓ کی اطاعت فرض ہو جب کبھی  
 اسکا وقت ہو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث چہارم روایت ہو انس بن مالک سے  
 اَنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَائِفَةٌ قَدْ طَبَخُوا لَهُ أَوْ أَهْدَى إِلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ ائْتِنِي  
 بِأَحَبِّ النَّاسِ إِلَيْكَ يَا كُلِّ مَعِيَ هَذَا الطَّيْرُ فَجَاءَ عَلِيٌّ وَاخْتَلَفَ الرِّوَايَاتُ فِي الطَّيْرِ مَشْهُوقِي  
 سِرَ وَائِيَّةُ السَّهَامِ وَفِي سِرِّهِ وَائِيَّةُ خُبَارِ مَرَامِي وَفِي سِرِّهِ وَائِيَّةُ حُجْلِ تَرْجَمَةِ مَشِيكِ حضرت کے  
 سامنے ایک پرندہ تھا کہ اسکو ان کے واسطے پکایا تھا یا تحفہ میں آیا تھا پھر فرمایا بار خدا یا بھیج میرے پاس ایسے  
 شخص کو کہ جسکو تو سب دیمن سے زیادہ دوست رکھتا ہو کہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے پس آئے ان کے  
 پاس علیؑ لیکن اس بھولے ہوئے پرندہ میں اختلاف ہو روایتوں کا ایک روایت میں ہو کہ وہ سهام تھا اور ایک  
 میں ہو کہ چرز تھا اور ایک روایت میں چکوہ اس حدیث کو اکثر محدثوں نے موضوع کہا ہو وَمَنْ حَرَّ  
 بَوْصِعِهِ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّينِ الْجَزِينِي وَقَالَ مَا مَأْمُورٌ أَهْلُ لَحْدِ نَيْتِ شَمْسُ الدِّينِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
 مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّاشَقِي الدِّينِي فِي تَلْخِيصِهِ لَقَدْ كُنْتُ سَمًا طَوِيلًا ظَنُّ أَنَّ حَدِيثَ  
 الطَّيْرِ لَمْ يَحْسِنِ الْحَاكِمُ أَنْ يُودِعَهُ فِي مُسْتَدْرَاكِهِ فَلَمَّا عُلِفَتْ هَذَا الْكِتَابَ رَأَيْتُ  
 الْقَوْلَ مِنَ الْمُؤَلَّفَاتِ النَّبِيَّةِ فِيهِ تَرْجَمَةُ آمِنِينَ سے کہ جنہوں نے اس حدیث کے موضوع ہونے  
 کی تصریح کی ہو حافظ شمس الدین جزری ہو اور امام اہل حدیث جنکا نام مذکور ہوا اپنی تلخیص میں کہ میں  
 بہت دنوں گمان کرتا رہا کہ حاکم نے جو حدیث طیر کو اپنے مستدرک میں رکھا اچھا نہیں کیا مگر جب میں نے  
 اس کتاب کا حاشیہ لکھا صحیح پایا اس قول کو جملہ موضوعات سے جو مستدرک میں ہو اور اسکے ساتھ بھی  
 مفید معانی کسوا سے کہ قرینہ اس پر دلالت کرتا ہو کہ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ فِي كُلِّ شَيْءٍ مَعَ النَّبِيِّ النَّبِيُّ  
 زیادہ تر دوست اللہ کا کھاتے میں ساتھ نبی کے مراد ہو اور حضرت امیرؓ شہبہ اس صنف میں جہاں ان کے  
 خد کے نزدیک آئیے کہ لڑکے کا یا اسکا جو مثل لڑکے کے ہو ساتھ کھانا سبب دینی لذت طعام کا ہوتا ہو  
 اور اگر احب سے مطلق مراد ہو یعنی پیقیدہ فرزند حقیقی یا حکمی کے تب بھی کچھ مطلب نہیں نکلتا اسوا سے کہ

موضوع





سکو قابل محبت پہننے کے نہیں جانتے اس لیے کہ اہل سنت کے محدثوں سے ایک گروہ پچھلے طبقے میں پیدا ہوئے  
جیسے ولیعی اور خطیب اور ابن عساکر انھوں نے جب کیا کہ صحیح اور اجمعی حدیثوں کو تو متقدمین مضبوط کر گئے  
ہیں اُنہیں ٹھکانا کسی کی سعی کا نہ رہا لہذا تمام حدیثوں ضعیفہ موضوعہ مقلوبہ الا سانیہ اور متون بطریق ضعیفہ  
کی طرف جھکے کہ ان سب کو جمع کر کے نظر ثانی کریں تا موضوعات حسان لغیر ہلے جدا و ممتاز ہو جائیں لیکن  
کم فرصتی کو تاہی عمر سے یہ ہم اُن سے بھی سرانجام نہ لے کر متاخرین کہ ان سے بہت پیچھے پیدا ہوئے انھوں نے  
امتیاز کر دیا ابن جوزی نے موضوعات کو الگ کر دیا اور متحاوی حسان لغیرہ کو مقاصد حسنہ میں ملحقہ کر لیا  
اور سیوطی تفسیر دشواری میں مشغول ہوا چنانچہ خود ان جمع کرنے والوں نے اپنی کتابوں کے مقدمات میں جو  
کتاب کے اول لکھا جاتا ہے کھول کے اس غرض کو کہد یا ہو پھر جب ہم حال ان کتابوں کا جانتے ہیں کہ صحاح  
انکے مصنفوں سے معلوم ہوا تو پھر ان حدیثوں کو حجت پڑنا کیونکر روا و جائز ہوگا اس واسطے جامع الاحول  
والے نے نقل کی ہو کہ خطیب شریف رضی برادر رضا سے حدیثین شیعہ کی اسی غرض سے روایت کیں  
کہ انکو جمع اور اکٹھا کر کے دیکھے اور بحث کرے کہ کچھ اصلیت رکھتے ہیں یا نہیں اَلْھاصل یہ حدیث خود اس  
قسم سے نہیں کہ کسی کتاب میں اہل سنت کے موجود نہ ہو اگرچہ بطریق ضعیف کے ہو دوسرے یہ کہ یہ کلام محض  
تشبیہ ہے کہ امیر کی بعض صفات کو بعض صفات انبیاء سے تشبیہ کی ہو جو مذکور ہوئے اور تشبیہ جیسی کہ حرف  
مشہورہ تشبیہ سے ہوتی ہو جیسے کاف اور گائے اور مثل اور نحو ویسی ہی اس طور پر بھی ہوتی ہو جیسا کہ  
علم بیان میں ٹھہرا ہوا ہو کہ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى الْفَهْرِ لَيْكَلَهُ الْبُكَرُ فَلْيَنْظُرْ اِلَيْ وَحْبِهِ فَلَا يَنْ  
یعنی جو کوئی چاہے کہ چاند کو شب بدر میں کیے تو چاہیے کہ فلان شخص کی صورت دیکھے یہ بھی داخل تشبیہ  
اس واسطے اس شعر مشہور کو مشعر لا تَعْجَبُوا مِنْ بَلِيٍّ عَلَا لَيْتِهِ ۖ قَدْ سَرَّ رَأْسًا سَرَّكَ عَلَى الْفَهْرِ ۖ  
ترجمہ تعجب مت کرو کہ جامہ کتاب معشوق کا پھٹ گیا بیشک بند کیا ہو کیا نگاہ پروردگار ویتین مہنی کی اس

كشَرَتْ كَلْتُ ذَوَائِبَ مِنْ خَلْفِهَا	فِي لَيْكَلَةٍ فَارَتْ لَيْكَلِي اَكْرَبَعَا
وَاسْتَقْبَلَتْ تَعْرُالْتَمَاءِ بَوَجْهِهَا	فَاَسَرَّتْنِي الْقَمَرُ بَيْنَ فِي وَقْتِ مَعَا

ترجمہ کہیں دیہ معشوقہ نے تین گیسو اپنے پشت کے پیچھے وقت شب کے بس دکھائیں لوگوں کو چار  
رائیں لکھی اور متوجہ ہوئے چاند آسمان کی طرف اپنی صورت سے بس دکھائے مجھ کو دواہ ایک وقت میں  
ایک جگہ داخل تشبیہ کے ہیں اور اگر ان سب کو جائے دین تو ہستعارہ ہوگا جسکی بنا تشبیہ پر ہو کہ تشبیہ



اور استعدہ سے مشبہ کو مشبہ کے برابر جاننا کمال بیوقوفی ہو شمار میں وجہ مشبہ ہو کہ بادشاہوں کی انگنائی کی  
 خاک کو مشک و کنکرین کو موتیوں اور یا تو سب تشبیہ کرتے ہیں اور کوئی دونوں کو برابر نہیں جانتا ابیات  
 اِسْمِیْ بِاِسْمِ قَائِمًا لَا يَبْرُقُ الْفَرْقُ يَوْمَئِذٍ + فَيَكْشِفُ جَلْبَابَ الدُّجَى ثُمَّ يَعْصُ  
 كَأَنَّ سَلْمَةَ مِنْ اَعَالِيهِ اَشْرَقَتْ + فَمَدَّ لَنَا كَفًّا خَضِيئًا وَتَقْصِيصُ  
 تروجمہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف بجلی تو وہ ریت پر چلتی ہو سو کھول دیتی ہو چار اندھیری کو اور  
 چھپاتی ہو گویا سلمیٰ اُن تو دو و پیر متوجہ ہوئے سو وہی کھول لیتی ہو اپنی ہتیلی مہندی لگی کو اور بند کر لیتی ہو  
 بجلی نہیں ہو بس اس مضمون شعر سے لازم نہیں آتا کہ پنجہ حسائی سلمیٰ کا چمکا در و خشننگی میں برابر  
 برق کے ہماہل سنت کی صحیح حدیثوں میں تشبیہ ابوبکر کی ابراہیم و عیسیٰ اور تشبیہ عمر کی نوح اور موسیٰ  
 اور تشبیہ ابوذر کی عیسیٰ سے مروی ہو لیکن جو اس فرقے نے عقل خدا و اسے حصہ پایا ہو ہرگز یہ قیاس  
 نہیں کیا کہ شخص انبیاء کے برابر ہو تشبیہ کو اپنے رتبے میں کہا ہو تشبیہ کو اپنے رتبے میں رکھا ہو بلکہ اشارہ  
 تشبیہ کا ایسے کلمات میں مسقط ہونے اُس وصف کا ہر اُس شخص میں کہ جو اوصاف مختص اُس پیغمبر ہیں  
 گویا وہ مرتبہ نوح عبد اللہ ابن مسعود فی قصۃ مَشا و سَراۃ النَّبِیِّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ  
 مَعَنَا اَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْاَسَدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا تَقُولُونَ فِیْ ہٰؤَاکُمَا  
 اِنَّ مَثَلَهُمَا کَمَثَلِ اِخْوَةٍ لَّہُمْ کَا تَوَا مِنْ قَبْلِہُمْ روایت ہو عبد اللہ بن مسعود سے قصہ مشاورت  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو بدر کے قیدیوں کے معاملے میں ابوبکر و عمر سے کی تھی کہا عبد اللہ نے کہ فرما  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہتے ہوں ان لوگوں کے حق میں ہر آئینہ مثال نکلی مثال نکلی بجایوں کی؟  
 جو اسنے پہلے ہوئے ہیں یہی بعض انبیاء مظهر صفات قمری و جلالی کے ہوئے ہیں اور بعض مظهر صفات  
 جمالی اور لطفی کی ایسی ہو ابوبکر مظهر صفات جمال ہو اور عمر مظهر صفات جلال قال نو حَسْبُ سَابِ لَا تَذَرُ  
 عَلَیْکَ کَلَامَ مَنْ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ دیکھا تو نوح نے کہا اسی پروردگار میرے زمین پر کافروں سے کوئی  
 گھمست چھوڑو و قَالَ مُوسٰی رَبَّنَا اَطْمِئِنَّ عَلٰی اَمْوَالِہِمَا وَاسْتَدْرِ عَلٰی قُلُوْبِہِمَا اور موسیٰ نے  
 کہا اے پروردگار میرے ناپید کر دے انکے مال اور سختی ڈال انکے دلوں پر و قَالَ اِبْرٰہِیْمُ فَمَنْ یَّبْتَغِیْ  
 فَاِنَّہٗ سَبِّیٌّ وَّمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ عَفُوٌّ رَحِیْمٌ اور ابراہیم نے کہا جو میری پیروی کرے گا وہ میری  
 اور جو مجھے برگشتہ ہوگا اُسکا تو بخشنے والا رحم کرے والا ہو و قَالَ عِیْسٰی اِنْ تُعْلٰی بِہُمْ فَاَتَہُمْ عِبَادُ

سنت

دیر



اگر کوئی شخص ہر سر کے مین ثابت قدم رہے اور مقابلہ مین برابر والوں کے صنعت سیف و سان مین جو ہنگام طوائی کوئے مین پیش لہجائے صریح دلیل اسکی شجاعت نفسانی پر ہی بلکہ محبت و مدارات اور خوف و امید اور امورات باطنی انھیں فعلوں اور معالوں کی راہ سے معلوم کر سکتے ہیں پس اسی حواس پر امتیاز کمالات باطنیہ شخص کا کہ آیا کمال انبیا کی قسم سے ہر یا جنس کمال اولیا سے جیسا کہ وہ خارج مین ہوتا ہوا ان دونوں کا رخنوں سے اس خارجیہ سے عمدہ حاصل ہوتا ہی ایک حدیث مین کہ غیبیہ بھی اپنی کتابوں مین لائے مین صریح اشارہ اس تفرقہ اور امتیاز کا ہوا کہ یہ ہی قائل علیہ السلام اَنَّا لَہٗ یَا عَلِیُّ تَقَاتِلُ النَّاسَ عَلٰی نَآوِیْلِ الْقُرْآنِ کَمَا قَاتَلْتَهُمْ عَلٰی نَزْرِیْلَہٗ مَرَّجَمَہٗ فَمَا یَا خَضِرُ نَے لے علی بیشک تو رویکا لوگوں سے تاویل قرآن پر جیسے وہ لڑے مین اسکی تنزیل پر اسلئے کہ وہ انبیا شیعین کی سب تنزیل قرآن پر یقین پس گویا زمانہ شیعین کا بقید زمانہ نبوت کا تھا اور زمانہ حضرت پیر کا ابتدا دورہ ولایت کا ہوا اسی سبب سے مشائخ طریقت اور اہل معرفت و تحقیق نے آنجناب کو خارج باب ولایت محمدیہ اور خاتم ولایت مطلقہ انبیا لکھا ہی تھی انھیں نے دروازہ ولایت محمدیہ کا کھولا اور انھیں پر ولایت مطلقہ انبیا کی ختم ہوئی اور یہی سبب ہو کہ سلسلہ جملہ فریق اولیا کے ایک ساتھ تمام ہوتے ہیں جیسے کسی بڑے دریا سمندر جیسے سے نہرین پھوٹتی ہیں جیسے سلسلے شاگردی یقیہون شریعت اور معبودان ملت کے شیعین سے اور ان کے توابع سے مثل عبداللہ بن مسعود و معاذ بن جبل و زبیر بن ثابت و عبداللہ بن عمر اور ایک قطرہ ان کے علوم کے خزانچی سے لیتا ہی اور معنی امامت کے جو اولاد حضرت امیر مین باقی رہے ایک دوسرے کو موی اسکا کرنا رہا ہی قطبیت ارشاد و قیاس ولایت کی تھی اس واسطے ائمہ اطہار پر لازم ہوتا اس امر کا واسطے کہ وہ مخلوق کے کسی نے رویت نہیں کیا بلکہ اپنے چہرہ باروں اور برگزیدہ مصاحبوں کو اس بغیر سے مشرف کرتے تھے اور ہر ایک کو بقدر اس کے مادہ اور استعداد کے نوازتے تھے اس فرقہ نامہ نے ان سب اشاروں کو انکی ریاست عامہ اور صرف امور ملک و ملل پر ڈھالا ہی اور در طہ گمراہی مین گوسے ہیں اور یہی اسی قسم سے ہی جو تمام امت حضرت امیر اور انکی اولاد طاہرہ کو پیروں اور مرشدوں کے طرح ملنے ہیں اور دنیا کے کاموں کو ان سے متعلق جانتے ہیں در فائزہ و دوا و نذر و صدقات ان کے واسطے مروج و معمل ہو گئے جیسا کہ تمام اولیاء اللہ کے ساتھ ہی معاملہ ہوا جیسے مقدمات مین شیعین کوئی نام بھی نہیں لیتا اور فائزہ و دوا و نذر و عرس اور مجلس مین کوئی انکو شریک نہیں کرتا دنیا کے کاموں کو

ص ۲۳

تبع باب ولایت علی

مستحق نہیں جانتا چاہے معتقدانہ کمال و فضیلت ہو پس یہ ایسا ہی جیسے کمال انبیاء کا معتقد شاکر حضرت  
 ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو واسطے کہ انکے یعنی شیخین کے کمال مثل کمال انبیاء کے معنی کثرت  
 اور تفصیل اور معارف پر پہل اور کمالات اولیاء کے وحدت و جمع اور عنایت سے پیدا ہوتے ہیں پس اولیاء کو  
 آیت نہ ملاحظہ آتی بلکہ اسکی صفات کا کر سکتے ہیں تو انبیاء کو اور جو انکے کمالات کے وارث ہیں انکو مراتب  
 ملاحظہ خدا سے تسلل نہیں کر سکتے ہیں حدیث ہم فہم روایت ہو ابو ذر غفاری سے کہ من تأصّب علیاً  
 بخلافۃ فهو کافر ترجمہ جو کوئی علی کی خلافت میں جھگڑا کرے وہ کافر ہو اس حدیث کا بھی اسکی  
 کی کتابوں میں کچھ نام و نشان نہیں ہوا بن مطہر علی نے نسبت اس روایت کے اخطب خوارزم سے کی ہے  
 اور یہ ابن مطہر نقل کرنے میں بڑا چور ہو اور اخطب فرقہ غلات زیدیہ سے ہوا اسکے ساتھ بھی اسکی کتاب میں  
 کہ مناقب امیر المؤمنین ہو دیکھنے میں نہیں آئی بالفرض اسکی کتاب میں بھی ہوا ہم معتبر نہیں ہو کہ صحاح کی  
 حدیثوں کے مخالف ہو چوتھا امیر میں موجود ہیں منها قوله علیہ السلام فی تفسیر البلاغۃ  
 أحببنا نقاتل إخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الذکیہ وکلا عوجا جہا ترجمہ ہم  
 میں سے قول میر علیہ السلام کا ہر بیخ البلاغۃ میں ہم ایسے ہونے کہ قتل کرتے ہیں اپنے بھائیوں کو اسلام  
 میں بسبب اس چیز کے کہ داخل ہوئی اسلام میں یہاں ہی اور کجی اور اگر اس حدیث کا اعتبار کریں پھر بھی  
 تو مضمون اس حدیث کا جب ثابت ہو گا کہ حضرت امیر طالب خلافت کے ہوں اور انکے ہاتھ سے کوئی اور  
 حکم کرنا چاہے کہ یہ بات کسی وقت میں واقع نہیں ہوئی زمانہ خلفائے ثلاثہ میں حضرت امیر طالب خلافت  
 کب ہوئے جیسا کہ امامیوں کی کتابوں میں موجود کہ جناب پیغمبر نے انکو وصیت سکوت کی تھی اذکم یکمید  
 اعفوا نائے یعنی وہ وصیت اس واسطے تھی کہ انکے مددگار نہیں معلوم ہوتے تھے اسی وصیت پر خلفائے ثلاثہ نے  
 کے وقت میں ساکت رہے جب طالب خلافت کے ہوئے طلحہ اور زبیر اور ام المؤمنینؓ ہرگز قصد انکے  
 ہاتھ سے نکالنے کا نہیں کیا بلکہ حضرت عثمانؓ کے قانون اور حکم قصاصؓ کو ذکر کرنے کے خواہاں تھے رفتہ رفتہ  
 یہ بات جہاں و قتال کو پہنچی جو بقصد واردہ طرفین کے تھی چنانچہ کتب سیر اور خطبے امیر المؤمنین کے  
 اس پر گواہ ہیں ملتا مکتبہ مولانا غلامی کا فرسے کفران نعمت ہو اسلئے کہ خلافت حضرت امیرؓ کی اپنے وقت میں  
 بالاتفاق ایک نعمت تھی کہ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہ تھی اور دلیل اس تخصیص پر کہ نعمت تھی اظہار خلافت  
 کا ہر کس واسطے کہ خلافت بالاتفاق اس بات پر مشروط ہے کہ ملک میں دخل و تصرف نہ ہو اور یہ بات زمانہ خلفائے

اسی ہنر

غلطی میں حضرت امیر کو ثابت نہیں تھی آسیہ واسطے حدیث میں غلط امامت واقع نہیں ہو سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے  
 قرآن مجید میں منکر خلاف خلفائے ثلاثہ کو بھی آیت استخلاف میں کافر فرمایا ہو اور اسی پر آیت شریف  
 کو ختم کیا تو اللہ تعالیٰ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَٰسِقُونَ آئی وَمَنْ أَتَاكَ خِلَافًا فَكَانَ خِلَافًا  
 بَعْدَ ذَلِكَ آئی بَعْدَ سَمَاعِ هَذِهِ الْكَلَامَةِ وَالْعِلْمُ بِاسْتِخْلَافِ اللَّهِ تَعَالَىٰ آيَاتُهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ  
 الْكَافِرُونَ فِي الْفِتْنَةِ ترجمہ آور جنہوں نے کفر کیا بعد اسکے پس وہ ناسقون سے ہیں یعنی انکار کیا خلاف خلفاء  
 سے بعد اسکے کہ وہ سنتنا آیت کا ہو اور علم اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ اس گروہ کو غلطیہ کر گیا پس وہ لوگ اپنے نفس میں  
 کامل ہیں اور اہل سنت کے محدث متفق ہیں کہ دو استینا خطبہ یدہ کی سب جموں وضعیف ہیں اور بہت اسکی  
 روایتوں سے منکر و موضوع ہرگز اہل سنت اسکی روایت کی ہوئی حدیثوں کو حجت میں بکڑتے اور یہی وجہ ہو اگر  
 علمائے اہل سنت سے نام خطبہ خوارزم کا پوچھو گے کوئی نہیں پہچانے گا پس الزام دینا اہل سنت کو ایسے زیدی کی  
 روایت سے مثل اس تھے کہ ہر کہ ایک سنی بوڑھا راہ میں چلا جاتا تھا ایک سانپ اسکی راہ میں پیدا ہوا اور  
 عاشورے کے دن تھے بوڑھے نے کہ نہایت بُرا نا تھا سانپ کے مارنے پر بدستہ پائی دیکھا کہ ایک شیعہ جوان جاتا ہے  
 چلا یا کہ شیعہ عثمان کے صدف سے اس سانپ کو مار شیعہ نے غل مچایا کہ اس سانپ کو اس سنی بوڑھے کو میری فریاد ہو کہ  
 کشنص کر کے صدقے میں اور کون سے دنوں میں کس جانور کے مار ڈالے کو حکم دیتا ہو حدیث ہشتم روایت  
 موقوفہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ نُؤْتَا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ قَبْلَ  
 أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِاسْمِ بَقَّةٍ عَشْرَةَ أَلْفٍ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ قَسَمَ ذَلِكَ التُّسْعُ جُزْئِينَ فَجَزَأْنَا وَ  
 جُزْءِيَّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ تَرْجُمہ میں تھا اور علی ابن ابی طالب ایک نوعد کے سامنے قبل پیدا ہونے آدم  
 سے چودہ ہزار برس پہلے پیدا کیا آدم کو اس نور کو دو حصوں پر بانٹا جس کا ایک حصہ میں ہوں اور ایک حصہ  
 علی ابن ابی طالب پر اور یہ حدیث موضوع ہو سارے اہل سنت اسے متفق ہیں وَفِي اسْنَادِ مُحَمَّدِ بْنِ الْكَلْبِيِّ  
 قَالَ يَكُونُ بَيْنَ مُعِينٍ هُوَ كَذَّابٌ وَقَالَ اللَّهُ رُفِعَ مَنْرُؤُهُ وَلَمْ يَخْتَلِفْ أَحَدٌ مِنْ كِلَايَ تَرْجُمہ  
 اس حدیث کی اسناد محمد بن خلف مدنی سے ہو جسکو بھی بن معین نے کتاب کہا ہو اور اعلانی نے کہا کہ شخص  
 معروکہ کو کسی نے اسکے جھوٹ میں غلام نہیں کیا ہو و نیز ی من طریق آخر و فی وجہ اعتبار بن احمد  
 وَكَانَ رَافِضِيًّا عَلَيْهِ كَذَّابًا صَنَاعًا وَكَانَ الْكُفْرَ مَا يَصْنَعُ فِي قَدَحِ الْعَصَا بَرٍّ وَسَيِّئِهِمْ تَرْجُمہ  
 روایت کی گئی ہے کہ حدیث دوسری سند سے کہ اس سند میں جعفر بن احمد ہے کہ وہ تھا رافضی قال جعفر بن

تسلیم ہے

موضوع

محمد بن احمد

اگر صفحہ والا اکثر طعن و دشنام صحابہ میں گروستا تھا اور اگر اسکو صحت پیش آجائے تو اس روایت کے معارض  
 جو جو فی الجملہ اس سے بہتر ہو جسکی اسناد میں تمام لوگ جھوٹ اور وضع کے واقع نہیں ہوئے ہیں وھو مسکا  
 رَوَى لَنَا هَاجِرٌ بِإِسْنَادٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ  
 وَعَلِيٌّ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ فَمَلَأَ أَدَمُ بِالْفِ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اسْكَنَّا ظَهْرَهُ وَلَمْ يَزَلْ يَنْتَقِلُ  
 فِي الْكَاهِلِ لَطْفًا هَرَجَةً نَقَلَنِي اللَّهُ تَعَالَى إِلَى صُلْبِ عَبْدِ اللَّهِ وَنَقَلَ إِلَيْنَا ابْنُ صُلْبِ ابْنِ قُحَافَةَ  
 وَنَقَلَ عَنْهُ إِلَى صُلْبِ الْخَطَّابِ وَنَقَلَ عَنْهُ ابْنُ صُلْبِ عَفَّانَ وَنَقَلَ عَلَيْنَا إِلَى صُلْبِ ابْنِ طَلَّابِ  
 اور وہ حدیث وہ یہ کہ روایت کی شافعی نے اسناد اپنے بنی علی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں تھا اور ابو بکر اور عمر اور  
 عثمان اور علی اور بر و خدے تعالیٰ کے اُسوقت میں کہ جس سے آدم ہزار برس بعد پیدا ہوئے پھر جب پیدا کیا ان کو  
 رکھا بکواسکی پشت میں اور ہمیشہ ہم نقل کرتے رہے پاکیزہ پشتوں میں یہاں تک کہ نقل کیا مجھ کو خدے تعالیٰ نے  
 عبد اللہ کی پشت میں اور ابو بکر کو ابو قحافہ کی پشت میں اور عمر کو خطاب کی پشت میں اور عثمان کو عفان کی پشت میں اور  
 علی کو ابی طالب کی پشت میں اور اس حدیث کی سید اور حدیث بھی یہ کہ مشہور ہے کہ کذا و کذا و جند محمدؐ  
 مَا تَعَارَفَ مِنْهَا يَتَكَلَّفُ وَمَا تَنَافَرَتْ مِنْهَا اخْتَلَفَ ترجمہ اور ارواح ایک شکر آراستہ ہو جائے آشنا  
 ہوا الفت پر دوسری دنیا میں اور جو ان سے آشنا ہوا مختلف ہوا دنیا میں اور اختلاف نفع لام فصحیح ہر ملام سے  
 جیسا کہ حریری نے درۃ الغواص میں ذکر کیا ہے دلالت دعا پر نہیں رکھتی اسواسطے کہ اگر حضرت امیرؓ فرمایا  
 میں شریک بھی ہوں تب بھی واجب ہونا انکی امامت کا بلا فضل لازم نہیں آتا اب باہم ان دونوں کے  
 جو بات لازم ہے ایسی صورت سے بیان کرنا چاہیے کہ نہ تو غبار منہ کا اسبہ جسے نہ خطا الفتا ہو یعنی ہاتھ  
 ملتا نہ دخت پر نار پر آنحضرتؐ انیس کو جو آنحضرتؐ سے جیسے کچھ نسبت قریب ہو اُس میں تو کچھ بحث ہی  
 نہیں لیکن کلام امینؓ یہ کہ یہ قرب موجب امامت بلا فضل کا ہو یا نہیں اور اگر نہ ایسی قرب نسبت موجب  
 اس بات کا ہو کہ پہلے یہ امام ہوتے تو حضرت عباسؓ اولی ہوتے خلافت و امامت کے واسطے لکن ذیہ عمہ  
 وَصَوْنًا بِبَيْتِهِ لِعَنِي اسواسطے کہ وہ آپ کے چچا تھے اور آپ کی جڑ وَالْعَمُّ أَكْرَبُ مِنَ ابْنِ الْعَمِّ عَرَفًا وَكَرَمًا  
 اسیلے کہ چچا زیادہ قریب ہو چچا زاد بھائی سے عرف اور شرع دونوں کی راہ سے اگر یہ کہا جائے عباسؓ کی امامت  
 امامت کی اسوجہ سے حاصل نہوئی کہ اُس روز سے یہ محروم تھے وہ نور عبدالمطلبؐ منقسم ہو کے عبد اللہ اور  
 ابی طالب کو پہنچا تھا اور ہر دو کون کے حصے میں نہیں آیا ہم کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہوا امامت کا وقت و کثرت ثبوت

نصایح

جیادہ

موقوف ہو تو حسینؑ زیادہ تر اولیٰ اور مستحق ہو گئے امانت میں حضرت امیرؑ سے بسبب دونوں جانب قوت و کثرت کے قوت یہ کہ جب نور آنحضرتؑ کا منقسم ہوا اور آپ کا حصہ آپ کو ملا اسی حصے سے حسینؑ کی شلخ پھوٹی بخلاف حضرت امیرؑ کے کہ اصل نور میں شریک تھے نہ پیغمبرؐ کے حصے میں اور پیغمبرؐ بات روشن تھی کہ جو نور پیغمبرؐ کے حصے میں آیا وہ اور وہاں کے نور سے قوی تر ہو غیر کہ نور میں ایسی قوت کہاں اور کثرت اس سے کہ حسینؑ میں نور مصطفیٰؐ اور نور نبویؐ دونوں جمع تھے وَلَا تَنانِ الْكُرْمِینِ الْوَاحِدِ قَطْعًا لِّمَنیْ اِیْکَ سَ وَ دِیْنِ طِیْسِ کَثْرَتِیْ

**حدیث نهم** روایت عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ حَیْبَرٍ لَا أُعْطِیْنَ الرَّأْیَةَ عَدَا سَجْدًا یُحِبُّ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَیُحِبُّ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ یَفْقَهُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْنِیْ

ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن کہ کل ایسے شخص کو نشان لشکر کا دو گا جس کو اللہ اور اللہ کا رسول دوست رکھتے ہیں اور وہ دوست رکھتا ہو اللہ اور اللہ کے رسول کو فتح دیکھا اللہ اس کے ہاتھ سے یہ حدیث بہت صحیح اور قومی الروایہ ہے اہل سنت اس کو اپنے سر آکھو نہ رکھتے ہیں اور اپنی کتابوں خارجوں اور ناصبیوں کے دفع میں اس سے کام لیتے ہیں لیکن شیعوں کا دعاء اس سے نہیں حاصل ہوا اس واسطے کہ خدا کی محبت اور محبوبیت اور امانت بلا فضل و دونوں لازم ملزوم نہیں ہیں اور یہ بھی ہو کہ حسب خدا اور محبوبیت کسی کے لیے کلام میں ثابت کرنا اور وہاں کے لیے اُن دونوں صفت کی نفی نہیں کرنا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّ اَبُوْ نَبِیْکَ وَرَسُوْلَکَ اَیُّھُمْ وَیُحِبُّوْکَ وَدُوْستِہٖ وَہُوْا اُنْکَا اور دوست ہیں وہ اس کے

**فعالیہ** وَقَالَ فِیْ حَقِّ اَھْلِیْ بَدِیْہِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُفَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًا کَاَنْھُمْ بَنَیْ اٰمِیْنُوْنَ

اور اہل بدر کے حق میں فرمایا بیشک وہ لوگ اللہ کے دوست ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں صفت باندہ کے کہ گویا وہ نبیؐ اور مضبوط و لا شُکَّ اَنْ مِّنْ یُّحِبُّہُ اللّٰهُ یُحِبُّہُ رَسُوْلُہٗ وَ مَنْ یُّحِبُّ اللّٰهَ یُحِبُّ رَسُوْلُہٗ اور کچھ شک نہیں ہے جس شخص کو اللہ دوست رکھتا ہو اس کو اللہ کا رسول دوست رکھتا ہو اور جو دوست رکھتا ہو اللہ کو اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہو وَ فِیْ شَاکِنِ مَسْجِدِیْ اَھْلِیْ تَبَاکِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّظْہَرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُظْہِرِیْنَ اُستہین وہ لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں وہ طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہو طہارت والوں کو وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَا ذَرِیْتُ اَجَلْکَ وَلَمَّا سَمِعَ مَنْ اَحَبَّ النَّسَاَ اِلَیْکَ قَالَ غَايِشَہٗ یَنْلِیْ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْہَا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ سے میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں اور جب پوچھا گیا عورتوں میں تیرا زیادہ تر

محبوب کون ہو گا عایشہ پھر کہا گیا مردوں میں کون ہو گا باب عایشہ کا یعنی ابو بکر آب اگر شیعہ کہیں کہ حب  
محب و محبوب ہونا خدا و رسول کا اور دون میں بھی پایا گیا تو خصوصیت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نری  
اور یہاں خصوصیت انکی ضرور ہونا چاہیے ہم کہیں گے خصوصیت باعتبار جمع صفات  
کے ہر یعنی بملاحظہ یفتیہ اللہ علیہ یکذیر یعنی جب فتح قلمہ کی علم الہی میں انکے ہاتھ پر ٹھہری ہوئی تھی تو مجموع  
صفات بحیثیت مجموع مخصوص حضرت امیر سے ہوئے گو فرداً فرداً اور دون میں بھی پائی جائے اور ذکر  
اس صفت میں کہ حسین اور بھی مشترک ہیں اس موقع پر ایک نکتہ ہونا یہ کہ اگر وہ ہوا ان اللہ یؤتیک  
ہذا الدین بالرجل الفاجر ترجمہ بیشک خدا مدد دیتا ہو دیکھو و ناجر سے کہ یہ حدیث صحیح ہو پس اگر نہا  
فتح حضرت امیر کے ہاتھ پر بیان فرماتے تو فضیلت و بزرگی حضرت امیر کی نہ نکلنی اس واسطے اس صفت کو بھی  
مقدم فرمایا دوسرا جواب تخصیص سے یہ کہ کلام عرب بلکہ ہر گروہ کا معمول یہ کہ کسی کسی چیز کے ساتھ تمہید  
کرتے ہیں اچھے اس کے مقصود ہوتا ہو چنانچہ لفظ رجلا اسی حدیث میں درج ہے کہ میں زید مرد و عاقل ہوا حال آنکہ  
اس میں ثبوت رجولیت کا اس کے واسطے مقصود نہیں ہے ثبوت عاقلیت کا فقط مقصود یہ بیان بھی مقصود  
بالتخصیص مضمون یفتیہ اللہ علیہ یکذیر ہو و رجلاً یحب اللہ و رسوله و یحب اللہ و رسوله محض  
تمہید ہے حدیث وہم رحمہ اللہ علیہم اکو رالحق معہ حیث داد ترجمہ رحمت کرے خدا  
علی پر بار خدا یا پھر الحق کو علی کے ساتھ جہاں کہیں وہ پھرے اس حدیث کو بھی اہل سنت سر آنکھ پر رکھتے ہیں  
لیکن شیعہ کی دعا پر جو اہمیت بلا فصل ہے مساوی نہیں ہوتی چنانچہ عمار بن یاسر کے حق میں بھی آئی ہے  
الحق معہ عمار حیث داد ترجمہ حق عمار کے ساتھ ہے جہاں وہ پھرتا ہو اور عمر کے حق میں بھی صحیح مشہور ہے  
الحق بعدک فی مع عمر حیث کان ترجمہ میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہے جہاں وہ ہو بلکہ حدیث عمر ابن  
ہی لازم ہوئے حق کے عمر کے ساتھ اور حضرت امیر کی حدیث میں دعا ہو دور ہا حق کا انکے ساتھ اور اخبار  
و دعائیں ظاہر بہت بڑا فرق ہے خصوصاً مطابق اس کے جو شیعہ نے ٹھہرایا کہ مقبول ہونا دعا کی کا لازم  
نہیں جانتے رسول ابن بابویہ النقی ان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعی ربہ ان یجمہ اصحابہ  
علی تحبہ علی الی اخرنا سبق ترجمہ دعا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے یہ کہ اکھٹا  
کرین اپنے یاروں کو علی کی محبت پر آخر حدیث تک جو کچھ گزری اور عمر کے حق میں لفظ بعدی بھی بڑھایا ہے  
جس سے صحت امامت عمر کی اور اسکی جسکو عمر امام جانے پر سو گھی جاتی ہے یہ مذہب اہل سنت کا نہیں ہو کہ



نبی کے سوا کسی غیر کو مصوم جانین ورنہ موافق مذاق شیعہ کے یہ حدیث اول دلیل ہو مصمت عمر پر اور جب شیعہ اس مقام میں اہل سنت کے الزام بخینے کو انکی روایتوں پر تنسک کرتے ہیں تو انکو اس سے چارہ نہیں کہ کل روایتوں کو ہی نہیں بعض ظریف اہل سنت نے مقابلے میں شیعہ کے اس حدیث آدراحتی معہ حیث کاہر تنسک کیا ہو صحت خلافت ابو بکر و عمر پر کہ ان علیاً کان معہم حیث بالبعہم ونابعہم وصلہ معہم فی الجمعہ والجماعۃ وتصلحہم فی امور یتعلق بہ یا سیدہم یعنی اس واسطے کہ علی انکے ساتھ تھے اس حیثیت سے کہ بیعت کی انہی اور پیروی انکی کی اور انکے ساتھ جمعون اور جماعت کی نماز پڑھی اور غیر خواہی کی ان کاموں میں جو انکی ریاست سے متعلق تھے جس قیاس مساوات درست ہوتا ہو کہ الحق مع علی و علی مع ابی بکر و عمر اور مقدمہ احببہ کہ مدار صحت نتیجہ کا اس قیاس میں ہوتا ہو صادق ہو کہ ان مقارن المقارن مقارن یعنی قرین اپنے قرین کے ساتھ خود قرین ہو اور حقیقت میں یہ استدلال ظریف و کاہنات متین و مضبوط ہو کہ ظریف لوگوں نے مقام خرافات میں ذکر کیا ہو اس سبب کہ موافق روایت شیعہ کے نبیج البلاغہ میں جو انکے نزدیک بڑی صحیح کتاب و متواتر ہو ثابت ہو کہ جب عمر ابن الخطاب نے واسطے ملنے فساد بناؤند کہ چاہا کہ خود حرکت کریں صحابہ کو اس کام کے مشورے میں اختلاف ہو بعض جانا تجویز کرتے تھے بعض منع کرتے تھے حضرت عمر نے حضرت امیر سے مشورہ کیا امیر نے فرمایا ان ہذا کلاما لکم لیکن نصرہ ولاخذ لائہ بکثرۃ ولا یقلۃ وهو دین اللہ الذی اظہرہ وجدۃ الذی اعزہ حتی بلکہ ما بلکہ وطلکم حیث ماطکم وحقن علی موعود من اللہ واللہ مینو علیہ وناصر جندہ مقرر جمہ بیشک یہ دین ایسا ہو کہ اسکی نفرو اور غیر نفرو کثرت و قلت پر نہیں ہوا و دین خدا کا ہو جسکو اسنے غالب کیا ہو اور اسی کی فوج ہو جسکو اسنے عزت دی ہو یہاں تک کہ پہنچے جس حد کو پہنچے اور جو کچھ وہاں ظاہر ہوا اور ہم خدا کے وعدے پر ہیں کہ اور اسد پر پہنچا ہوا لاہی اپنے وعدے پر اور اپنے لشکر کا مددگار ہو قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین امنوا وعلیہم الصلحۃ الی قولہ امنوا مکان الہیم من کلام سلام مکان النظام من الحور یتجمعہ وینتظمہ فان انقطعت الظلم تفرق وذهب ثم لم یجمعہ ابداً والعرب وانکا نوا فلیلا وہم کثیرون بالسلام عنیزون بالاجتماع فکن قطباً واستد سار لرحا بالعرب واصلہم دونک نارا الحروب وانک ان شغصت من ہذا لاکامر من انتقضت علیک العرب من اہل افہا حتی

يَكُونُ مَا تَدْعُو دَاءَ لِقَاءِ مِنَ الْعَوْرَاتِ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ وَإِنَّكَ لَعَلَّكُمْ أَنْ يَنْفَرُوا إِلَيْكَ عَدَا  
يَقُولُونَ هَذَا أَضَلُّ لَعَرَبٍ فَإِذَا قَطَعْتُمُوهُ اسْتَرْحَمْتُمْ فَيَكُونُ ذَلِكَ أَشَدَّ لِحِلْمِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمَعِهِمْ  
فِيكَ كَذَا ذِكْرُ الرِّحْطِ فِي نَهْجِ الْبَلَاغَةِ بَاقِي تَرْجُمَهُ أُسَى رَوَايَتِ كَاذِبَا يَكْرِهَانِ اللَّهُ تَعَالَى لَمْ يَدْعُ كَمَا  
ہو سچا تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور اس آیت کو اُنسا تک پڑھا پھر کہا  
کہ رئیس اسلام کی جگہ ایسی ہی جیسے کسی لڑیکا ڈورا کہ جملہ نیکینوں کو اکٹا کرتا ہو اور ملائے رکھتا ہو جس اگر  
رشتہ ٹوٹ جائے سب متفرق ہو جائیں اور جاتے رہیں پھر کبھی جمع نہوں اور قوم عرب اگرچہ تھوڑے ہیں  
لیکن نظر اسلام بہت ہیں اور غالب ہیں اجتماع میں تبس تو قطب بن یعنی کیلی چکی کی اور پھر اس چکی کو قوم  
عرب سے اور ڈال انکو نہ آپ کو لڑائی کی لگ میں اگر تو اٹھ گیا اس زمین سے تو ٹوٹ پڑ گیا پھر ملک عرب  
اطراف و جوانب سے تو وہ کام کہ جسکو پیچھے چھوڑا ہو ضرور تر ہو جائیگا اُس سے جسکو سامنے اپنے جانتے ہو  
اور بیشک عجمی کل تجکو دیکھ کے کہیں گے یہی عرب کی جڑ ہوگا اگر اسکو کاٹ ڈالو گے چین سے ہو جائو گے بس یہ حرکت بہت  
انکی دلیس کی باعث ہوگی اور عجمی انکے لالچ کی ایسی ہی جسکو ذکر کیا رضی نے نہج البلاغۃ میں اب معلوم ہوا کہ  
حضرت امیر تر دلسے مدوگار و عیدن و رناصح امین عمر ابن الخطاب کے تھے خدا کی پناہ اگر کچھ نفاق دل میں ہوتا  
تو اُس نفاق کے لیے اس سے بہتر کو نہا وقت تھا کہ عمر ابن الخطاب کو عجم کے جانیکا مشورہ دیتے جب وہ  
اور انکے لشکر والے لڑائی میں پڑے یا شکست اُپر پڑتی حجاز میں کہ دار السلطنت اسلام تھا وہ متصرف و دخل  
ہو جاتے لوگ ناچار ہو کر انکی پیروی کرتے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت امیرؓ کو ابوبکر اور عمرؓ کے گروہ  
میں داخل جانتے تھے اسی سبب فرمایا وَنَحْنُ عَلٰی مَوْعُودٍ مِنَ اللَّهِ اَوْ نَنْجِ الْبَلَاغَتِ میں یہ بھی مذکور ہو کہ  
حضرت امیرؓ نے عمر ابن الخطاب سے کہا حِينَ اسْتَشَارَهُ فِي غَزْوَةِ الرُّومِ مَتَى تَسِيرُ اِلَى هَذَا الْعَدُوِّ  
يَنْفُسُكَ فَتَكْسِرُ وَتَكْسِرُ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ كَالِيفَةِ دُونَ اَفْضَى بِلَادِهِمْ وَلَيْسَ بَعْدَ لِقَاءِ مَرَا حِمْ  
يَكْجُونَ اِلَيْهِ فَاسْرِعْ اِلَيْهِمْ سَاجِدًا مُجَرَّبًا وَاحْصَةً مَعَهُ الْبَلَاغَةُ وَالنَّصِيحَةُ فَإِنَّ اَظْهَرَكُمْ لِلَّهِ  
فَذَلِكَ مَا اتَّخَذَ وَإِنْ تَكُنْ لَأُخْرَى كُنْتَ رَدْعُ النَّاسِ وَمَتَابًا لِلْمُسْلِمِينَ تَرْجُمَهُ جب مشورہ چاہا  
اُس سے روم کی لڑائی میں کہا جب اس دشمن کے پاس گیا بذات خود اور شکست کھا کے لوٹا تو مسلمانوں کو نہ پناہ  
کہیں نہیں رہی انکے شہروں کی انتہا میں بھی اس لیے کہ بعذر سے انکا کوئی ٹھکانا نہ ہو جسکی طرف رجوع کریں پس  
ضرور ہو کہ انکے پاس کوئی مرد تجربہ کار بھیج واسطے تاکید و نصیحت کے پس اگر خدا نے اسکو غالب کر دیا شکر کی

حکم ہو اور اگر دوسری صورت پڑے تو مسلمانوں کی پشتی تجسے ہوگی اور رجوع ہونی کا ٹھکانا تو رہیگا اور  
عجب یہ کہ شیعہ اس قسم کی روایتوں کو ہر چند کہ الکی اصح کتابوں سے برابر انکو پونہی ہیں اور انکی دیکھی مثنی  
مگر سب کو ایسا جانتے ہیں کہ مذکورین سنن اور رجوع و اتین موضوع اور دل کی بنائی ہوئی چند کذا کو بھی ہیں  
انکے سبب گمان مخالفت فیما بین کا کرتے ہیں کہ شیعہ سنی کی مخالفت سے یہ بات ہی بھران روایتوں کو جب کہتے  
ہیں تو ہاتھ پاؤں چھوڑ دیتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ جناب پیڑنے جو اتنی متابعت و پیروی شیعیان کی کی نہیں  
یہ سبب تھا کہ انکے مددگار و معاون بہت کم تھے اور خود انکے ثقہ لوگوں کی روایات صحیح غلبہ اور قوت حضرت  
امیر کو بتاتی ہیں اور کثرت مددگاروں اور انصار پر دلالت کرتی ہیں جیسے کہ یہ روایت ہے ستاویں آبان  
ابن عیاش عن مسکیمان ابن قیس الہمدانی وغیرہ عن غیرہ ان عمر قال لعلی و اللہ لان کمرنا ید  
اما بکر لثقتک قال لہ علی لولا عہد عہدہ الی خلیفہ لکنت احوثہ فخلعت این اضعفت  
ناجرا و اقل عدا و ترجمہ روایت کی ابان بن عیاش نے سلیمان بن قیس ہلانی وغیرہ نے لائے اپنے غیر سے  
کہ بیشک عمر نے علی سے کہا کہ اگر بیت ابو بکر کی کر دیکھا تو قسم دے خدا کی تجھ کو قتل کروں گا علی نے عمر سے کہا کہ اگر وہ وصیت  
نہو تو جو میرے خلیل نے تجھ کو کی ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام نے کہ میں امین خیانت نہیں کرتا جانتا تو کہ کون ہم میں سے  
زیادہ کمزور ہو مددگاروں میں اور کون کم ہوشیار میں ہیں یہ روایت ظاہر جماتی ہے کہ سکوت حضرت امیر کا اس سبب  
تھا کہ جناب پیغمبر سے سنا تھا و ہوا ان الحلافۃ حق ابی بکر بلہ افضل نسیم حق عمر اور وہ یہ ہے کہ بیشک خلافت  
حق ابو بکر کا ہی بلا فصل پھر حق عمر کا ہو بیان بھی دلیل عقلی موافق اصول شیعہ کے قائم ہے کہ عہد مذکور میں تھا اس واسطے  
کہ امامت اگر حق مرتضیٰ کا ہوتا اور حضرت شیعیان کے ساتھ جھگڑا کر کے منع کرنے باوجود بارون اور مددگاروں کے  
جیسا کہ صریح اس روایت سے ظاہر ہو لازم آتا ہے کہ پیغمبر نے وصیت کی جو بیگانی امر الہی سے اور محدود رکھائی کہ  
لطف سے اور حضرت امیر کو اہل باطل کی پیروی کی وصیت فرمائی خدا کی پناہ ان باتوں سے قال اللہ تعالیٰ  
یا ایہا الذین جرحوا المؤمنین علی انہما کان لینی امونی اٹھا اور مادہ کہ ایمان والوں کو لڑائی پر غور کرو کہ حقیقت  
میں ایک مسلمان اور دوس کا مقابل ہوئے جناب پیغمبر ان تاکیدوں کے ساتھ لوگوں کو تکلیف چما دی دیتے تھے  
ابا اس وقت میں کہ دین تمام ہوا اور کمال نعمت ثابت شیر خدا جیسے شخص کو حکم نامردی اور خوف اور نہ پونہ جانے  
احکام الہی اور تجویز فتنہ و فساد اور تحریف کلام اللہ اور تبدیل دین کا کرنے حاشا و کلا شان نبوت و رسالت  
کی ہرگز مناسب اس امر کہ نہیں آیا ہر کتبہ بالکفر بعد اذ انتہو مسلمون کیا حکم کرتے ہو تم ساتھ کفر کے بعد

اسکے کہ مسلمان ہو کبھی کہتے ہیں کہ نہ جھگڑا کرنا امیر کا اور موافقت ظاہر کرنا اور نصیحت کرنا خلفا سے  
 شلشہ کو محض پیروی افعال الہی کی تھی کہ وہ تامل و استسگی ہو نہ عجلت و شتابی اس توجہ کو ابن طاووس سبط  
 ابو جعفر طوسی نے نکالا اور آوروں نے بہت ہی پسند کی ہو اور عجب توجہ پر جس کا کچھ سرسبز باؤں نہیں اسلئے  
 کہ پیروی افعال الہی کی واجب نہیں ہو بلکہ جائز بھی تھیں ہاں تابع داری انکی چاہیے کہ سوا سبط کہ اللہ تعالیٰ  
 بعض اوقات کافروں کی مدد کرتا ہو اور مسلمان و صالح کو مارتا ہو مگر نصرت کافروں کی اور قتل مسلمان کا کسیکو  
 جائز نہیں بشرط بندگی کی ہی ہو کہ حکم اپنے مالک کا مانے اُسکے موافق کام کرے نہ یہ کہ اُسکی پیروی قتال میں  
 کرے ظاہر کہ اس دنیا کے علاوہ بندگی و رخصاندی میں جو مجاز و در مجاز یہ بات معیوب و مطعون ہو علاقہ  
 ہندو و خاندی حقیقی کا کیا ٹھکانا اور یہ جو کہا ہو کہ تامل کرنا اور عجلت نہ کرنا بہت اچھی بات ہو سوا موثرین  
 اچھے نہیں آسوا سبط کہ جب رسولوں و رہبروں کو خاندان کا کسی کام کو جلدی کرنیکا حکم فرمائے اور یہ تامل  
 کریں صریح داغ نافرمانی کا اپنے اوپر لگائیے **وَإِنْ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيْطَلِّعَ يَتَنِي تَمَّ سَمَ كُونُ يَكُ دِيرُ كَرُكَاوَرُ**  
**فَرَمَا اللہ تعالیٰ نے متعجل بندوں کی مدد میں اُولَئِكَ يَسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ**  
 یعنی سابقوں وہ ہیں جو نیک باتوں میں جلدی کرتے ہیں لہذا یہ مثل ہی مشہور ہو رع درکار غیر حاجت  
 ہیج استخارہ نیست بدستچر امام کو جو منصب ہدایت و ارشاد خلق کا رکھتا ہے سطح تامل جائز ہوگا کہ اس  
 تامل میں اس سے بہت واجبات فوت ہونگے بآئینہ تامل کی بھی کچھ حد ہو پچیس برس تامل میں کوئی نہیں  
 تیر کر تا ہو جیسے حضرت امیر نے کی اگر کہیں تامل حضرت امیر کا حکم الہی سے تھا اس صورت میں غیبت و جہات  
 کا نہیں لازم آتا ہم کہیں گے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ امامت حضرت امیر کی اس وقت میں ثابت تھی نہیں تو  
 امام مقرر کرنا اور حکم تامل کافرانہ اور حملہ لازم امامت کے ہیں اُن کے ادا کرنے کو ترک کرنا اسکے کی نہی  
 کہ سب ایک دوسرے کو بگاڑتے ہیں اور یہاں ایسا ہو کہ کسی شخص کو پادشاہ قاضی کرے اور کہے کہ پچیس برس  
 تک ہرگز ظاہر مت کرنا کہ میں قاضی ہوں نہ کسی مقدمے کو اپنے سامنے آنے دینا اور دو آدمی ہمارے ہیں  
 اُنکے درمیان میں ہرگز کلام نہ کرنا یہ امر ظاہر اس بات کو بتاتا ہو کہ بالفعل وعدہ قضا کا جو بھی قاضی  
 نہیں کیا ہو پچیس برس بعد کر لیا اگر ظاہر پر قیاس کریں جب بھی صریح تناقض اور نفوت اس عرض کا  
 قاضی مقرر کرنے سے ہوتی ہو لازم آئیگا اور یہ کمال بیوقوفی ہو جسکی برائی پوشیدہ نہیں بَعَا اللہ عَنْ  
**ذَلِكْ عَلُوْا لِكَيْ تَبْرَئُوْا مِنْ اَشْدَاسِ سَ بڑی برتری کے ساتھ اور سنیں جب حضرت امیر کو خدائے تعالیٰ**

دم نہ کھنکھایا  
 دم نہ کھنکھایا

کی طرف سے حکم تامل کا ہوا کہ انھوں نے ہرگز امامت اپنی ظاہر کی توجہ مکلف بالشرع میں انکی متابعت میں معذور ہو گئے اور اگر واسطے حفاظت دنیا و دین اور اپنے کام چلانے کو کوئی اور شخص اس منصب پر مقرر کر لیں تو قابل عتاب و عذاب کے نہ ہونگے اس واسطے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا وِکَافًا وَشَعَهَا اَمِنْ تَکْلِیْفٍ دیتا ہوتا کسی شخص کو مگر اسکی گنجائش کے موافق حدیث یا روایات ہر ابو سعید خدری سے

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ اِنَّكَ تَقَاتِلُ عَلِيًّا تَاوِيلَ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتَ عَلِيَّ تَنْزِيلِهِ تَرْجُمُهُ نَبِيٌّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَّيَا عَلِيٌّ سَے بیشک تو لڑیگا تاویل قرآن پر جیسے میں لڑتا ہوں اس کے نازل ہونے پر یہ خبر بھی انکی دعا کو جو نہیں گئی اس سبب کہ مفاد حدیث کا یہ ہو کہ کونسی وقت میں اوقات سے تاویل قرآن پر لڑیگا سو یہی مذہب سنیو ٹھکا ہو کہ حضرت امیر انبی لڑا یوں میں حق پر تھے اور مخالف ان کے غیر حق پر اور خطا کا رجحان اس حدیث میں کونسی وجہ اس بات کو بتاتی ہو کہ حضرت امیر امام بلا فصل ہیں اس واسطے کہ تاویل قرآن پر لڑنے کو امامت بلا فصل ظاہر کسی وجہ سے لازم نہیں ہو

تس ایسی حدیث کو اہل سنت کے مقابلے میں لانا بڑی ناوائی ہو بلکہ اگر اس حدیث کو اہل سنت کے مذہب پر دلیل پکڑیں کہ ان کے مذہب کی ہو تو ہو سکتا ہو بدین وجہ کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ حضرت امیر اس وقت میں امام ہو گئے جو وقت میں تاویل قرآن پر لڑائی ہوگی اور انکی لڑائی کا وقت نہ معلوم کب ہو تبس یہ حدیث درحقیقت دلیل اہل سنت کی ہو اس بات پر کہ حق امیر کی جانب تھا اور جو ان کے مقابلے میں تھے خطا پر تھے کہ معنی قرآن کے نہ سمجھے اور اجتہاد میں غلطی کی یہ صاحبان شیعہ اپنی وقاحت سے ایسی حدیثیں اس مقام میں لاتے ہیں کہ خود خفیف ہوتے ہیں اس لیے کہ برخلاف ان کے عقیدے کے یہ قول ظاہر ولایت کرنا ہو لَا تَنْكَاسَ تَاوِيلَ الْقُرْآنِ لَيْسَ بِكُفْرٍ بِالْاَجْمَاعِ تَرْجُمُهُ اس واسطے کہ انکا تاویل قرآن کا کفر نہیں ہو بالاتفاق اگر معنی قرآن کے جو ظاہر ہیں انکا کوئی اپنی غلط فہمی سے انکار کرے پھر بھی اس کے کفر میں کلام ہو پھر اسکا کیا ٹھکانا جو معنی خفی میں کہ وہ تاویل ہو انکار کرے اور کفر ہو اور عقیدہ انکا یہ ہو تَحَادُّوْهُ كُفْرًا یعنی لڑنے والے اس سے کافر ہیں

تجربہ العقائد طوسی میں موجود ہے حدیث دَوَاوِدُ رَوَاهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي تَارِكٌ لَكُمْ التَّقْلِيْدَ فَاِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهَا لَنْ تَضِلُّوْا اَبْعَدُ مِنْ اَحَدُهَا اَعْظَمُ مِنَ الْاَخْرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَعَنْتَرِي تَرْجُمُهُ رَوَايَتُ هُوَ نَبِيٌّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَے کہ میں تمھارے پیچ میں

سنت

نہ سچ

نہاد

تصنیف

تفسیر

تاریخ

بھاری دو چہرہ چھوڑتا ہوں اگر انکو مضبوط پکڑ دے ہرگز نہ بکڑے کہ میرے بعد وہ دونوں ایک دوسرے سے  
 بزرگ ترین آئینی خدا کی کتاب اور میری اولاد اس حدیث کو بھی اگلی حدیثوں کی طرح انکی دعا کی ہونین  
 لگی اس واسطے کہ لازم نہیں ہو کہ تنک ریاست کبریٰ والے کے ساتھ ہو غیر سلوک بھی مجھے مانا لیکن یہ حدیث بھی  
 تو صحیح ہے عَلَیْکُمْ مِثْنَتِی وَ مِثْنَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُهَدِّدِیْنَ مِنْ بَعْدِی تَمَسَّکُوا بِهَا وَ عَصُوا  
 عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِدِ تَرَوْحُمَہُ لَازِم پکڑو میرے طریقے کو اور جو میرے خلیفہ ہوں راشد اور راہ یافتہ بعد میرے  
 انکے طریقے کو اور خوب مضبوط پکڑو انکو اپنے دانتوں کی جڑ سے اچھا ایسی ہی سہی لیکن عزت و لغت عرب  
 میں اقربا کے معنی میں ہی پھر اگر عزت و ولایت امامت پر کرے تو لازم آئے کہ سب قرآن مخفرت کے امام ہوں  
 واجب الاطاعت خصوصاً جیسے عبداللہ بن عباس اور محمد بن الحنفیہ و زید بن علی اور حسن مثنیٰ اور اسحاق بن  
 جعفر صادق اور مثل انکے مردم اہل بیت سے اور بھی حدیث صحیح میں آیا ہے وَ اَسْطَرَّ دِیْنُکُمْ عَنِ هَذِهِ  
 الْحَصْرِ اَعْلَیٰ عَنِ لَوْحِہِ لِنَصْفِ دِیْنِکُمْ اِسْمِہُ سَیْرَہُ کہ وہ عایشہ بن اور فرماوا وَ اِهْدِیْ عَمَّا یُؤْمَسَّکُمْ  
 بَعْدَہِ اِنْ اَمَّ عِبْدُکُمْ تَرَوْحُمَہُ اور دش سیکو روش عمار کی اور مضبوط پکڑو وصیت ابن مسعود کی وَ اَعْلَمَکُمْ  
 بِالْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ مَعَادُ اَبْنِ مَجْبَلٍ وَ امثال ذلک کثیرہ اور بتائے گا تکو طلال و حرام معاذ بن جبل اور جیسے ہی  
 بہت بہن علی نسبت اسخفت نے فرمایا ہے خصوصاً قولہ اِهْدِیْ وَاِیَالِہِ مِنْ بَعْدِی اِنِّیْ لَکُمْ وَ تَعْمُرُ عَلٰی اَنْفُسِہِ  
 قول اسخفت کا کہ چروہی کرو ان دو شخصوں کی جو بعد میرے ہو گئے یعنی ابوبکر و عمر کہ یہ بات درجہ شہرت اور تواتر  
 معنوی کو پہنچے بس لازم آتا ہے کہ شخص سب امام ہوں اور اگر یہ حدیث ولایت صرف امامت پر عزت کی کرے  
 حدیث صحیح جو شیعہ کے نزدیک حضرت امیر سے متواتر ہو تو درست ہوگی کہ وہ یہ ہوتا تھا الشوریٰ لِّلشُّعْبِہِ  
 وَ کَانَ نَصْرًا لِّعَمٰلِی سولے ہمارے ہمارے در انصار کے مشورہ نہیں ہو اور اسی قسم کی یہ حدیث ہر اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ  
 سَفِیْنَتُہُ نُوْجُہُ مِنْ تَرَکِبِہَا حَیْیَ وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا عَنَّا عَنِ اِبْنِ اَبِی بَیْتِ میرے بیٹے کا شتی میں جو اس شتی  
 سوار ہوا انجات پائی اور جسے خلاف کیا وہ پکڑا ظاہر کہ یہ حدیث سوا اسکے اور کچھ نہیں بتاتی کہ غلط اور بہت  
 کو انکی دوستی سے رابطہ ہو اور اسی میں پیچیدہ اور خلاف اسکے دوستی اور اتباع کا موجب ہلاک و رخصا کے  
 فضل سے یہ بات خاص اہل سنت کو نصیب ہو تمام فرقہ اسلام سے اور بس آ و مخصوص ہو کہ انکے مذہب کے ساتھ  
 کو کلا یُوْجَدُ فِیْ غَیْرِہُمْ سوا انکے اور کسی میں نہیں پائے جاتی اس واسطے کہ یہ ولایت رسی محبت جمیع اہل بیت کی  
 خوب مضبوط پکڑے ہوئے ہیں موافق قیاس کتاب اللہ کے کہ اَمْوَسُونَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَ یُکَلِّمُونَ بِبَعْضِہِ

بسم اللہ

آیت الہی

حدیث صحیح

بہن ابوبکر



نوشے میں جگہ ملجانا موجب نجات کا جب ہوتا ہو کہ اُسکے دوسرے گوشے میں چھید نکوے اور جب ایک گوشے میں بیٹھا اور دوسرے گوشے میں چھید کرنا شروع کیا بے شہد ڈوب جائیگا اور انکے فرقوں سے کوئی فرقہ ایسا نہیں ہو کہ ایک گوشے میں تو بیٹھا ہو دوسرے گوشے میں چھید نہ کر رہا ہو ہر چند اہل سنت پر کشتی کے جدا جدا گوشوں میں سیر و حرکت میں لیکر کشتی انکی سالم ہوا محض اُنے کسی گوشے میں اسکے چھید نہیں کیا ہو کہ اُدھر سے موج دریا کی گھسائی اور انکو ڈوبوے اچھوٹا اور اہل سنت نے جو یہ روش اختیار کی ہو اس میں انکو کوئی الزام نہیں دے سکتا تو اُصحاب کو ان دونوں حدیثوں سے انکار ہو اسی سبب اسکی صحت میں اُچھوٹا دلیل عقلی سے قیاح کیا ہو اور کہا کہ مفاد ان دونوں حدیثوں کا تکلیف مقتضات عقلیہ کے ساتھ ہو جو ظاہر حال اس واسطے کہ اگر تمسک سب اہل بیت سے کیا جائے اور عقائد اور فروع میں انکے بے شہد اختلاف اور تناقض ظاہر ہو اور تو اب چاہیے کہ امت مکلف ہو مجمع بین النقیضین اور یہ ظاہر محال ہو یعنی وہ فیضوں میں اکٹھے ہو پھر کس کو مانے اور کس کو مانے اور تمسک بعض کے ساتھ کیا جائے تو ضرور ہو کہ یا بتعین ہو گا یا بغیر تعین کے بتعین ہو گا تو ترجیح بلامرجح لازم آئیگی اس واسطے کہ سب اہل بیت فوقیت میں برابر ہو کیسا ان میں اور روایات تعین حق میں اپنی طرف خود انکو بھی اختلاف واقع ہو تو پھر وہی اجتماع النقیضین آتش در کاسم ہو یا ترجیح بلامرجح و اگر شق ثانی یعنی غیر تعین مراد ہو تو لازم آئیگا مختلف عقیدوں اور متفادات شریعتوں کا ایک بن واحد میں اپنی طرف سے خلاف شارع کے حال آنکہ لَکَلَّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا تَحَرَّبْتُمْ ہمین سے ہر ایک کے واسطے مقرر کی ایک روشنی اور ایک راہ صریح مخالف اس بتجوزیک ہو اور واسطے ضرورت دینی کے محال ہونا اسکا ثابت غبیہ کے فرقوں سے تو کوئی فرقہ ان اشتقاق کے اس حدیث کے جواب سے بری نہیں ہو سکتا مگر جب ہو کہ روش اہل سنت کی اختیار کرے لیکن دلیل عقلیہ شیعہ کی حد شمار سے زیادہ ہیں چنانچہ الفیاض اور کتابوں میں انکے پورا استیفاء ان دلائل کا ہو لیکن بیان دلیل عقلیہ ایک قاعدہ ایسا اہل سنت کے ہاتھ میں دیدیا جائے جس سے ہر ایک دلیل کو انکے حل کر سکیں پہلے تو یہ جاننا چاہیے کہ دلیل عقلی اس مدعا پر تین حال سے خالی نہیں ہو یا تمام مقدمات اسکے عقلی ہیں جیسے دلیل بنجم انکی جو اس رسالے میں مذکور ہو یا بعض مقدمات اسکے عقلی بعض نقلی جیسے انکی دلیل دل جو یہ مقدمات اسکے عقلی مثل دلیل دوم کے اور یہ اصطلاح سوا اصطلاح مشہور کلام کے ہو کہ دلیل عقلی کو اُس چیز پر جو صرف عقلی باتوں سے مرکب ہو استعمال کرتے ہیں اور دلیل نقلی کو اُس پر جسکا ایک مقدمہ موقوف



نقل پر ہو حاصل کلام تینوں دلائل عقلیہ ضرور اخذ ہیں شرائط امامت سے یا ان کے موافق یا ان کے تعین  
 کی راہوں سے شرائط امامت جیسے عصمت موافق جیسے سابقین کا فرہونا اور طریق تعین جیسے فصل و رموز  
 بس اصل میں یہ سب دلائل ٹھکانے بحث امامت کے ہیں اور جو ٹھکانے بحث امامت کے ہیں وہ فرع  
 بحث نبوت کے ہیں کہ واسطے کہ امامت نبوت کی نیابت ہو اور جو موقع بحث نبوت کے ہیں وہ فرع الہیات  
 کے اس سبب کہ نبوت رسالت خدا کی ہے تو سبب اصول شیعہ کے اور مقرر ہی باتیں انکی تینوں بھٹوں میں  
 برہم کی گئیں مخالفت کتاب اور عزت اور عقل کے ساتھ کہ دلائل گتہ تین درجے ہیں منع سے زیر گئیں  
 اور شہادت کے نسب کا تین پشت تک قبح کیا گیا اس بات کو ہم ایک مثال میں روشن کر دین شاملاً یہ مقدمہ  
 ایسا جسکو انھوں نے دلیل ٹھہرایا ہے اور اپنی دلیلوں میں اند کیا ہے کہ کام واجب ان یكون منصوباً  
 علیہ یعنی امام واجب ہے کہ منصوص علیہ ہو مطلب یہ کہ امامت نبض ثابت ہوئی ہو اسکی اصل یہ جو کہ  
 نصب اللہ کام واجب علی اللہ قائم کرنا امام کا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور اصل اس اصل کی یہ کہ  
 بعثت النبی واجب علی اللہ یعنی پیدا کرنا نبی کا واجب ہے اللہ پر اور اصل اس اصل کی یہ  
 التکلیف واجب علی اللہ تکلف کرنا واجب ہے اللہ پر اور اصل اس اصل کی یہ کہ  
 اللطف واجب علی اللہ لطف واجب ہے اللہ پر اور جہان چاروں ٹھکانوں میں جنکی بحث انکے مذہب  
 میں ہو دو گواہوں عادل کی گواہی کہ وہ کتاب و معترت میں باطل کیا گیا پھر اس مقدمے کے بطلان  
 میں عقل کو کیا اشتباہ رہا پس اس قاعدے سے انکی ساری دلیلوں کی حالت ماقبل کو معلوم و روشن  
 ہو گئی اور کچھ باقی نرہی مگر صورت اشکال کہ مانند کاٹ کی تلوار بچو کھا کھلونا ہوتی ہے نہ کچھ کار آمد اور  
 مثل شیر قالیں کے پامال ہر پیر زوال کی ہے اس واسطے انکی دلائل عقلیہ کے ذکر کرنے سے اس سلسلے میں  
 بفضلہ استغنا کی حاصل ہو مگر چند دلیلیں جو انھوں نے اپنے زعم میں بہت ہی عمدہ اور قوی اور بری  
 مضبوط رستی اپنے عروج کی ٹھہرائی ہیں انکا ہم ذکر کرتے ہیں تو تھوڑے سے بہت کا حال معلوم ہو جیسے  
 مجھی پھر نمونے سے سارے ڈمیر کا حال کھل جاتا ہے اور حال باقی انکی دلیلوں کا کہ خود انکے گمان میں  
 وہ انکے مرتبے کی قوت کو نہیں پہنچتی ہیں ظاہر ہو جائے اور وہ سب چھ دلیلیں ہیں دلیل اول  
 یہ کہ امام معصوم ہونا واجب ہے اور سولے حضرت امیر اصحاب میں کوئی معصوم تھا جس وہی امام ہیں  
 نہ کوئی غیر انکا اور یہی دعا ہے اس دلیل میں صغریٰ اور کبریٰ دو نو ممنوع ہیں صغریٰ اس سبب کہ

نبوت کی  
ریاست امامتنبوت رسالت  
خدا

حضرت امینؑ نے نص فرمائی ہے اس بات پر اِنَّكُمْ الشُّومَاءُ لِلْمُحَاجِرِينَ وَالْاَكْثَارُ لِلْمُتَحَصِّنِينَ ترجمہ شوماء نہیں ہے  
 مگر واسطے مہاجرین اور انصار کے آخر تک اس قول سے ظاہر ہو کہ مہاجرین اور انصار نے جو انکو خلیفہ کیا اس  
 گروہ میں کوئی معصوم تھا اور یہ بھی ہے کہ جب آپ نے سنا کہ خواب کہتے ہیں لامرۃ خلافت کچھ نہیں ہے تو فرمایا  
 لَا كِبَادَ لِلنَّاسِ مِنْ اَمِيرٍ يَزِيدُ وَفَاجِرٍ يَزِيدُ كَذَابِي نَهْمُ الْبِلَاغَةِ نَاكَرِيْمٍ ہر لوگوں کو امیر سے جا بے گو کار ہو چکا  
 فاجر جو نبی سہی مجھے مانا لیکن معلوم ہے اس بات کا کہ یہ شخص معصوم ہی نبی کے سوا اور میں معلوم نہیں ہو سکتا  
 اسکا علم و شوار اس واسطے کہ اسباب علم کے کل تین چیزیں ہیں حواس سلیمہ اور عقل اور خبر متعلق ظاہر ہے کہ عصمت  
 ایک ملکہ اور قوت نفسانی ہے کہ وہ گناہ اور برائیوں کو صادر نہیں ہونے دیتی اور حس میں نہیں آتی جو عقل کی  
 اس ملکہ کو دریافت کر سکتی ہے جو کمال افعال و آثار شخص سے بطور استدلال کے لیکن راہ استدلال کی یہاں بند ہے  
 اس وجہ سے کہ اول تو اس بات کی آگاہی ممکن نہیں ہے کہ شخص مخصوص مذکور کے جملہ افعال و آثار پر وقوف حاصل ہو  
 خصوصاً اسکے دلکی نیتوں اور چھپی باتوں پر قسم عقائد فاسدہ اور حسد و بغض اور عجب و ریا انکے سوا اور غریب ترین  
 اور بالقرض حاصل بھی ہو تو حسن سی زبان حاضرہ کا کہ اس میں جو کچھ افعال و آثار اس کے ہیں معلوم ہو گئے ہیں مستقبل  
 یعنی گذشتہ آئندہ کا کوں ضامن ہو سکتا ہے اور حالت انسان کی بسبب مکر شیطان اور ربکا نے نفس و رعب  
 مصاحبوں کے و مبدع تفریق میں ہے یَصْبِرُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيَمْسِكُ كَافِرًا وَيَمْسِكُ مُؤْمِنًا وَيَصْبِرُ كَافِرًا یعنی  
 صبر ہوتی ہے کافری کو حالت ایمان میں اور شام ہوتی حالت کفر میں اور شام ہوتی ہے حالت ایمان میں اور صبح  
 ہوتی ہے حالت کفر میں قصہ برہمیدار اور یکدم با عور کا اس عقدے میں عبرت کو کافی ہے اور دامان ثور یعنی جو حد  
 مین آئی ہر یکا مَقْلَبُ الْقُلُوبِ تَبَيَّنَتْ كُلُّنِي عَلَى دِينِكَ وَطَاعَتِكَ لے دون کے پھرنے والے ثابت  
 رکھ میرے دل کو اپنے دین و طاعت میں اس مرض کی بھی دوا شافی اگر ان باتوں کو بھی ہم مان لیں جو معلوم ہیں  
 لیکن حقیقت عصمت کی جو صدور گناہ سے باز رکھتی ہو مگر دریافت ہو سکے پلاسر کو شش کا یہ ہے کہ جو امور  
 صادر ہوں انکو معلوم کریں سو مرتبہ محفوظیت کا ہر مرتبہ اتنا ہی حصول عصمت میں کافی نہیں ہے اور خبر صادق  
 دو قسم ہے یا متواتر یا خبر خدا و رسول سو متواتر تو ظاہر کہ یہاں کچھ دخل نہیں اس واسطے کہ متواتر بشر طبع  
 جس کے ساتھ منتہی ہو فائدہ علم ضرور کیا بخشی ہے اور قَاتِلُ ذِي الْقُرْبَيْنِ جبکی ہم بحث کر رہے ہیں غیر محسوسات  
 اس متواتر بھی غیر مفید اگر یہ نہ تو خبر فلاسفہ کی جو عالم کو قدیم بتاتے ہیں فائدہ بخش علم ضروری ہوا ورنہ  
 باجماع باطل اور خبر خدا و رسول کی اس مقدمے میں موجب علم کی نہیں ہوتی موافق اصول شیعہ کے

اول یہ کہ بڑا اخبار میں جائز یعنی جائز ہو کہ ایک وقت میں کسی عصمت سے خبر دین دوسرے وقت میں  
 اسی کے فسق سے خبر دین اور دونوں خبروں سے ایک لنگو پونجی ہو اور دوسری پونجی ہو اور بیکار اور  
 بھی باجماع خیر جائز ہو یعنی اللہ کے ارادے میں بھی اگر کسی وقت میں ارادہ متعلق ہوتا ہو کسی عصمت  
 اور دوسرے وقت میں اسی کے فسق پر جس اطمینان اٹھ گیا اور مضبوطی و ثبوت اعتماد کی سپر تزی کی یہ فیصلہ آخر  
 عمر تک اپنی عصمت پر باقی و قائم رہے دوسرے یہ کہ خدا اور رسول کی خبر مکلفین کو یا کسی معصوم کے واسطے سے ہو  
 یعنی وہ معصوم اس درمیان میں ہو یا بواسطہ تواتر کے شق اول کا رد تو صریح لازم آتا ہو کہ اس معصوم کی عصمت  
 ہی ہم اسی خبر سے ثابت کرتے ہیں اور جب اسی سے ثابت کریں تو توقف التثنی علی نفسہ ہو یعنی ٹھہر کر کسی  
 چیز کا اسی کی ذات پر گمراہی و ہی دعویٰ وہی دلیل اور دوسری شق میں حرف ہو کہ واسطے کہ شیعہ کے نزدیک ہر  
 تواتر فائدہ علم قطعی کا نہیں بچتا جیسے تواتر مسج موزہ کا اور دونوں یا نو حکام و مضمون اور الی المرافی  
 یعنی کہ بیون تک اور امانۃ ہی اس کی من امانۃ فی التقاتل القرآن وصیغۃ التبیان فی فقہ  
 الصلوۃ و امانۃ و امانۃ ذلک یعنی ایک فرقہ کے ہو ایک فرقے سے یہ دونوں تین الی المرافی اور یہ آیت تو ان  
 سے چنے ہیں اور صیغۃ التبیان کا نازکے قدم میں اور مثال کے تس ضرور ہو کہ کسی تواتر خاص کو مقرر کرنا چاہیے  
 سو وہ بھی غیر مفید و فائدہ بخش نہیں اس سبب کہ علم قطعی تواتر سے خاص کثرت تاقلین سے ہوتا ہو اور  
 جب ایک دو یا توں میں محبوت کھلا جملہ اقسام کا اعتماد جاتا رہا اب کبریٰ کا حال شیخے سوارس سبب سے کہ  
 حضرت امیر نے اپنے یاروں سے فرمایا ولا تکفوا عن مقالہ صحیح او مشورۃ یا بعدلی فانی لست  
 یعرفی ان اخطی ولا امن من ذلک فی فعلی کذا فی نہج البلاغۃ یعنی باز مت رہو حق بات کہنے  
 سے یا مشورہ انصاف کے ساتھ دینے سے اس لیے کہ میں ایسا بڑے نہیں ہوں جو خطا نکر دوں اور خطا سے  
 امن میں ہوں اپنے کام میں جیسا کہ منع البلاغۃ میں ہو ظاہر ہو کہ معصوم ایسا نہیں کہنا مخصوص آخر کلام  
 اس عبارت کا یہ ہو کہ ان لینی اللہ فی نفسہ فاکھو املاک یہ معنی ترجمہ کرے کہ اللہ کے خدا  
 میرے دل میں وہ چیز کہ وہ اسکا مالک ترجمہ کرے کہ کلام صریح دلیل معصوم نہ ہو بلکہ ہوا واسطے کہ معصوم  
 کو خدا تعالیٰ خود الکل اپنے نفس کا کرتا ہو جیسا کہ حدیث میں آیا ہو کان املککم لا ذیہ ترجمہ  
 یعنی تمہارے سرور تھے زیادہ مالک اپنی حاجت پر اور حضرت امیر سے بھی دعائیں روایت کی گئی ہو  
 اللہم اغفر لی ما نکرۃت بہ الیک ثم خالفہ قلبی ترجمہ ہا خدا یا بخش میرے اس عمل کو

علم قطعی

خدا معصوم مالک ہے

جس سے میں نے پیری طرف توجہ نہ کی تھی اور نہ ہی اس کے ہوا دل میرا یہ دعا بھی رہی نہج الہام نہ میں  
 لایا ہر دلیل دوم امام ایسا چاہیے کہ کبھی اس سے کفر نہ ہو اور بقولہ تعالیٰ لَا يَمُنُ اَعْمٰی اَعْمٰی اَعْمٰی اَعْمٰی  
 ترجمہ نہیں ہو سکتی ہو پیری وحی ظالم کو والکھا فی ظالم اور بقولہ تعالیٰ وَالْكَافِرُونَ هُمْ  
 الظَّالِمُونَ وَلَقَوْلِهِ تَعَالٰی اِنَّ الشِّرْكَ اَكْبَرُ عَظِيْمٌ تینوں کا فرط ظالم ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 کا فر ظالم ہیں اور فرمایا شرک بہت بڑا ظلم ہو حال آنکہ سوا حضرت امیر کے سب بت پرست تھے جس سے  
 امیر کے امام بنو گاہیں امامت کے واسطے متعین ہیں جو اب یہ کہ سنی غیبی کی کتابوں میں سے کہیں کہیں  
 یہ شرط امامت میں نہیں لکھی نہ ثبوت پہنچے ہاں انکار خلافت خلفائے ثلاثہ کے وقت میں ان کے علمائے  
 پیشہ درگڑھی ہے کسی آیت اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں اور ظاہر ہو کہ جملہ  
 امور شرعیہ اور دینیہ میں کوئی امر ایسا نہیں جس میں اگلے کفر کا اعتبار کیا ہو کہ سابق میں وہ کا فر ہو بلکہ  
 بعد ایمان لانے اور مسلمان ہونے کے سو برس کا کا فر اور جسکی شریعت اسلام میں گزری ہوں  
 و دونوں برابر ہیں پھر اس امر میں اس شرط کا کیونکر اعتبار ہو گا اور لَا يَمُنُ اَعْمٰی اَعْمٰی اَعْمٰی اَعْمٰی  
 پر جو تمسک کرتے ہیں اس موقع پر مضحکہ اور غلط سے زیادہ نہیں ہو چکا کچھ قارئین اس واسطے  
 کہ آیت تو یہ فائدہ بخشتی ہو کہ ریاست شرعیہ ظالم کو نہیں ہو سکتی اس سبب کہ ضرور امامت کبریٰ ہاں  
 عدالت شرط ہو جمیع مناصب شرعیہ اور قضا اور احتساب و امامت میں اور سوا اگلے تا فائدہ اس  
 منصب کا ثابت اور تحقق ہو اور ظالم کے منصب کسی ریاست میں ہو موجب خرابی و فساد ریاست کا اور  
 اور جب کفر و ظلم اور امامت و دونوں میں تباہی ہو تو تینوں ایک ہو گا تو دوسرا منہ کا تو دو متنافی ایک  
 وقت میں جمع کیونکر ہوں گے نہ ایک ذات میں دو وقت میں اس تمام اہل سنت کا یہی مذہب ہو  
 کہ امام امامت کے وقت میں مسلمان و عدل ہو نہ کہ قبل امامت کے اُسے کفر و ظلم کیا ہو بلکہ جسے سابق  
 کفر کیا ہو با ظلم اسکو بھی بعد ایمان اور توبہ کے کا فر اور ظالم کہنا ہرگز لغت اور عرفان و شرع میں جائز نہیں ہے  
 وَقَدْ تَقَرَّرَ فِي الْأَصُولِ اَنَّ الْمُشْتَقَّ بِمَا قَامَ بِهِ الْمُبْدَىٰ فِي الْحَالِ حَقِيقَةً وَفِي غَيْرِهِ مَجَازٌ تَرْجُمَهُ  
 بیشک اصول میں یہ بات ٹھہری ہوئی ہو کہ استعمال لفظ مشتق کا اس چیز پر کہ قائم ہوئے ساتھ مبداء حال میں  
 حقیقہ ہو اور غیر میں مجاز ہو لیکن مجاز بھی ہر جگہ نہیں کہ مطرد ہو بلکہ وہ موقع جو مشہور اور جہان سے پہچانے  
 ہیں وہاں ہونا چاہیے کَمَا تَقَرَّرَ فِي مَحَلِّهِ اَنَّ الْحِجَازَ لَا يَبْغِي وَلَا حَازَ مَحَلَّهٖ لِيُؤَيِّلَ عَلَيْهِ لَا سَاغَ

نہج الہام نہ میں  
 دعا بھی رہی نہج الہام نہ میں  
 لایا ہر دلیل دوم  
 امام ایسا چاہیے کہ  
 کبھی اس سے کفر نہ  
 ہو اور بقولہ تعالیٰ  
 لَا يَمُنُ اَعْمٰی اَعْمٰی  
 اَعْمٰی اَعْمٰی

جو توبہ و ایمان  
 کا فر ظالم ہو

وَصِيَّ لَشَيْخٍ وَهُوَ سَفْسَفَةٌ قَبِيحٌ وَكَذَلِكَ النَّاسُ لَمُسْتَقْبِقُونَ وَالْفَقِيرُ كَالْغَنِيِّ وَالْجَارِعُ  
 كَالْمُسْتَعْمَلِ وَالْحَقُّ لِمَنْ يَتَّقِي تَرْجُمَةُ جَبِيسَا كَثُرَ اِهْلُ بَنِي مَوْقِفٍ بِكَ مَا زَكَاةَ هَارِي نَهْنِي  
 وَرَبُّ بَارِزٍ هُوَ نَاهِرٌ كَوْضَلُ كِنَا سَوَالِ النَّاسِ كَے اور پورے کو لڑکا کنا اور بہت ہی بڑا مخالف ہوا جیسے ہی سونکو  
 جاگتا اور بھانج کو آسودہ اور بھوکو بیٹ بھرا اور زندہ کو مردہ اور مردے کو زندہ کنا و قد سَوَى الْقَائِمِ  
 أَبُو الْحَسَنِ الرَّاهِدِيُّ مِنْ اَلْمُخَفِّفَةِ فِي مَعَالِي الْعُرَشِ اِلَى مَعَالِي الْفُرَشِ فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ اِنَّ اَبَا الْكَرَمِ  
 سَمِعَ اَللَّهَ عَنْهُ قَالًا لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْصِيَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَضَارِ وَعِشَّةٍ  
 يَا سَيِّدُ اَللّٰهُ اِنِّي لَمَّا اَسْبَجْتُ لَصَبِّهِمْ قَطْعًا نَزَلَ جَبْرِئِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ صَدَقَ اَبُو بَكْرٍ  
 تَرْجُمَةُ رَوَايَتِ كِ قَاضِي اَبُو الْحَسَنِ اَلْمُخَفِّفِ سَعَالِي الْعُرَشِ اِلَى مَعَالِي الْفُرَشِ مِنْ سَبْعِ حَدِيثِ طَوِيلِ كَے  
 بیشک ابو بکر نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سامنے ہاجرین و انصار کے قسم کھاتا ہوں میں تمہارے عمر کی اسے  
 رسول خدا کے کریم نے کبھی بہت کو سجدہ نہیں کیا ہوا اس میں آئے جبرئیل علیہ السلام اور کہا سب کتابی ابو بکرؓ  
 اہل سیر اور تواریخ نے بھلی بوکر کے مال میں لکھا ہوا کہ سجدہ نصیبم قضا یعنی میں نے ہرگز کسی بہت کو سجدہ  
 نہیں کیا بس صحت امامت ابو بکر صدیق کی بلحاظ اس شرط کے بھی اجماعی ہوا الحمد للہ و لیل سوم امام اسحاق  
 حاشیہ کہ مخصوص علیہ ہوا اور سوائے کسی میں نص نہیں پائی جاتی پھر سوائے امام سطح ہو گا یہاں بھی صغریٰ  
 کہی و دون موضعین و لَمَّا سَمِعَ عَنْ اَصْبَرَ الْمُؤْمِنِينَ صَلَّى اَللّٰهُ اَنْهُ قَالَ اِنَّمَا الشُّوْهُ اِلَى الْمُهَاجِرِينَ  
 وَلَا اَنْصَابًا فَاِنْ اَخْتَارُوا لَمْ يَجْلُوا وَتَمَوُّهُ اَمَّا مَا كَانَ لِلّٰهِ سَدْحِيٌّ وَاَمَّا اَلْكُبْرَى فَلَا تَكُونُ وَجِدًا اَنْصُ  
 فِي عَلِيٍّ فَاَمَّا فِي الْقُرْآنِ اَوْ اَلْحَدِيثِ وَكَذَلِكَ اَمْرَانِ جَمِيعًا وَلَا تَكُونُ وَجِدًا اَنْصُ لَكَ اَنْ تَوَاتَرًا  
 اِذَا لَا غَيْرُهُ بِالْاَحَادِثِ وَلَا اَصُولٍ وَلَا اَقْلٍ مِنْ اَنْ يَغِي قَدَّ اَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمْ قَدَّ اَنْ كَرُوْهُ  
 وَلَا تَكُونُ وَجِدًا اَنْصُ فِي الْاَمَامِ لَوْحِدٍ فِي كُلِّ اَلَا بُعْثَةٍ وَقَدْ اِخْتَلَفَ اَوْ لَا دُخْلُ اِمَامٍ بَعْدَ  
 مَوْتِي فِي دَعْوَى الْاَمَامَةِ وَكُونُ وَجِدًا اَنْصُ لَمَّا وَقَعَ اِلَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَكُونُ وَجِدًا اَنْصُ فَاَمَّا  
 اَنْ يَبْلُغَهُ النَّبِيُّ اِلَى عَدَدِ التَّوَاتُرِ اَوْ لَا وَعَلَى الْاَوَّلِ اِمَّا اَنْ يَكُونُ عِنْدَ الْحَاجَةِ اِلَى اِظْهَارِهِ  
 اَوْ يَظْهَرُ وَلَا سَبِيلَ اِلَى الثَّانِي بِالْاِجْمَاعِ وَالْاَوَّلُ يَرْفَعُ اَلَا مَانَ عَنِ التَّوَاتُرِ وَتَسْتَلْزِمُ كَذِبَ  
 التَّوَاتُرِ وَاِنْ لَمْ يَبْلُغَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى عَدَدِ التَّوَاتُرِ لَمْ يَلْزِمُ اَلْحُجَّةُ بِهِ عَلَى  
 الْمُكَلِّفِينَ يَنْفِي قَائِدُ الشَّيْءِ بَلْ يَلْزِمُ تَرْكُ التَّكْلِيفِ فِي حَقِّ النَّبِيِّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو بکر صدیق  
 دقتی مری

ترجمہ صغریٰ یون کہ اسکی روایت امیر المؤمنینؑ ہی سے گزرجی کہ فرمایا امر خلافت میں سوا مہاجرین اور  
انصاء کے اور کو حق مشورہ کانہیں ہے بس اگر کسی شخص کو پسند کر کے اسکا امام م رکھیں وہی خدا کے نزدیک  
پسندیدہ ہوگا اور کبریٰ یون ممنوع ہے کہ اگر کوئی نص علی کے حق میں ہوتی تو قرآن میں ہوتی یا حدیث میں  
ہوتی اور حال یہ کہ یہ دونوں امر بھی گزر گئے بالکلیہ یعنی بیان ہو چکے اور اگر موجود ہوتے تو متواتر ہو سوا  
کہ احاد کا اعتبار نہیں عقائد میں کہ یہ ایک بڑا مقدمہ ہے آخر اس سے کم تو نہ ہو کہ اس نص کو انکے اہل بیت  
پہنچاتے ہوں اور حال یہ کہ انھوں نے اس سے انکار کیا اور اس واسطے کہ اگر فضل کیا امام میں پائی جاتی  
تو سب میں پائی جاتی اور حال یہ کہ ہر امام کی اولاد نے بعد امام کے دعویٰ امامت میں اختلاف کیا ہے پھر جس موجود  
ہوتی تو انین اختلاف ہی کیون ہوتا اور اگر نص موجود ہوتی تو یا یہ تھا کہ پیغمبر صلعم اسکو متواتر لوگوں کو  
پونچا پئے یا نہ پونچا پئے اول صورت میں یا یہ تھا کہ لوگ اسکو چھپائے رکھتے ہوتے ضرورت ظاہر کرنے کے یا ظاہر کرتے  
اسکو بس دوسری صورت کی طرف بالاجماع کوئی راہ نہیں ہے اور صورت اول رفع کرتی ہے امان تو ترکہ کہ  
تواتر اسکا مامون نہ تھا بس اخبار متواترہ میں جھوٹ لازم آتا ہے اور اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
متواتر نہ پونچاتے تو اس قدر میں مکلفین پر حجت نہیں لازم آتی بس نص کا فائدہ تحقق نہ تو بالبلکہ لازم آتا کہ  
پونچا نہ کیا حق میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل چہارم حضرت امیرؑ ہمیشہ شاکی اور باری خلفائے ثلاثہ کے  
سہ اور آپ کو مقہور و مظلوم ہمارے تھے وَاذْ لَکَ الْاَلَا یُعْصِیْ اَمْرًا مَّا مَدَّ عَنْہُ فَاَیْکُوْنَ حَقَّہٗ لَا عَیْبَہٗ  
اِذَا مَنَّا الْمُؤْمِنِیْنَ صَادِقٌ بِالْاِجْمَاعِ اور یہ بات سوا غضب امامت کے نہ تھی جو اتنے جھینسی گئی بس  
امامت انکا حق ہے نہ غیر کا اس واسطے کہ حضرت امیرؑ بالاجماع صادق اور سچے ہیں جواب اس لیل کا یہ کہ یہ تو  
صحیح نہیں ہے اس مقدمے میں کوئی روایت اہل سنت کو نہیں پونچی بلکہ موافقت اور مناسبت اور ثنا و دعا کی  
روایتیں ہیں ایک دوسرے کے حق میں اور معاونت و امداد کی اور روایتیں امامیہ کی مختلف پائی گئیں اکثر  
موافق روایات اہل سنت کے کہ حضرت امیرؑ اپنی حیات میں انکے ساتھ موافق تھے اور مناصح یعنی ایک دوسرے کو  
نصیحت کرنے والے اور نیک مشورہ بتاتے تھے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے قصہ میں نبخ البلاغۃ سے نقل کیا گیا اور بعد  
فوت کے بھی انکی تفریف کی اور اعمال انکے پسند کیے اور نجات و غیرت کی گواہی دی چنانچہ اللہ جلّ و اٰلِہٖٓ اَعزّیٰ تکبر  
آخر خلیفہ تک یہ سہی نبخ البلاغۃ سے منقول ہے یعنی واسطے اللہ ہی کی ہے خوبی ملک ابو بکرؓ کی اور اکثر و بیشتر شیعیہ  
انکے مخالف بھی پائی گئیں بس اہل سنت نے متفق علیہ کو اخذ کیا اور مختلف فیہ کو کہ محض شیعہ باوصف اسکے

کہ مال کے راوی کا معلوم ہو اور مجھروایت کرتے ہیں الگ کر دیا کہ ان الفاظ یا حُدِّ بِالْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ وَ  
يُتْرَكُ الْمُخْتَلَفُ فِيهِ سَوِيْعُونَ کی روایتیں تو اس مقدمے میں صحیح البلاغۃ اور کشف الغملا ورمیہ کا  
کی تفصیل تمام سابق گذرین اور اہل سنت کی روایتیں بھی اس مقدمے میں حصو نیاس کی حد سے زیادہ  
ہیں کتاب المواقفہ ابن السمان کی حاصل سیواسطے تصنیف کی گئی ہے ہم ایک روایت اس کتاب سے ابو بکر  
رضی اللہ عنہ کے حق میں اس بحث امامت میں جو باغی نہیں ہے بلکہ بطور نمونے کے لائے ہیں اگر کوئی ماہر عربیت کا  
اس عبارت حضرت امیر کو اس عبارت کے ساتھ جو پنج البلاغۃ میں ہے تو لے اور تواتر بتائے تو ہمارا ذمہ  
اور حق یہ ہو کہ کلام حضرت امیر میں کسی کا تصنع نہیں چل سکتا لیکن مارت عربیت اور سلیقہ شناسی میں کم کی طرح  
ہو نہ یہ کہ عربی کے لغت و تنسی مقام باغی نہیں سکتے بے تامل لکھیا جائے اور بایہ تفرقہ اور تیز کار نہ رکھتا ہو  
سَوَّى لَهَا فِظًا أَبُو سَعْدٍ بْنُ الشَّامِ وَغَيْرُهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ أَيْضًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ ابْنِ  
أَبِي حَلَابٍ إِنَّهُ لَمَّا قَبِضَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَ سَجَّي عَلَيْهِ اِرْتَجَبَتِ الْمَدِينَةُ بِالْبُكَاءِ  
كَيَوْمِ قَبْضِ ذِي سُرُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ عَلِيٌّ بِأَكْبَا مُسْتَرْجِعًا وَهُوَ يَقُولُ لَيُومُ  
انْقَطَعَتْ خِلَافَةُ النَّبُوَّةِ فَوَقَفَ عَلَى بَابِ بَيْتِ الَّذِي فِيهِ أَبُو بَكْرٍ سَجَّي فَقَالَ رَحِمَ اللَّهُ  
يَا أَبَا بَكْرٍ كُنْتَ مَالِكُ رَسُولِ اللَّهِ وَآيِسُهُ وَرَاحَهُ وَتَقَرُّ وَمَوْضِعُ سِرِّهِ وَمُشَاوَرَتِهِ  
كُنْتُ أَوَّلَ قَوْمِهِ إِسْلَامًا وَأَخْلَصَهُمْ إِيمَانًا وَأَشَدَّهُمْ تَقِيَّةً وَأَحْوَنَهُمْ لِلَّهِ وَأَعْظَمَهُمْ  
عِنَاءً فِي دِينِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَحْوَاهُمْ لِرَسُولِهِ وَأَشَفَّهُهُمْ عَلَيْهِ وَأَخَذَ بِهِمْ عَلَى الْإِسْلَامِ  
وَأَيْمَهُمْ عَلَى اصْطِحَابِهِ وَأَحَبَّهُمْ صُحْبَتِهِ وَأَكْثَرَهُمْ مَنَافِعَ وَأَفْضَلَهُمْ سَوَابِقَ وَأَرْفَعَهُمْ  
دَرَجَةً وَأَشَبَّهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا يَأْوِسِيكُمْ وَرَحْمَةً وَفَضْلًا وَخُلُقًا  
وَأَشَرَفَهُمْ عِنْدَهُ مَنَازِلَةً وَأَكْرَمَهُمْ عَلَيْهِ وَأَوْفَقَهُمْ عِنْدَهُ جَزَاكَ اللَّهُ عَنِ الْإِسْلَامِ  
وَعَنِ رَسُولِ اللَّهِ وَعَنِ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا كُنْتُ عِنْدَهُ بِمَنَازِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ صَدَقَتْ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ كَذَبَهُ النَّاسُ قَسَمًا لَكَ اللَّهُ فِي تَنْزِيلِهِ صِدْقًا فَقَالَ  
عَزَّ مَنْ قَائِلٌ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ فَالَّذِي بِالصِّدْقِ  
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ وَآيِسَتُهُ حِينَ تَحْمَلُوا وَكُنْتُ مَعَهُ عِنْدَ  
الْأَكْبَادِ حِينَ نَعَدُوا وَصَحْبَتُهُ فِي الشَّدَّةِ أَحْسَنُ الصَّحْبَةِ ثَانِي الْأَمَتَيْنِ وَمَا جُنَّ

فِي الْغَايَةِ وَالْمَثَرَةِ عَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَرَفِيقُهُ فِي الْهَيْمَةِ وَخَلِيفَتُهُ فِي دِينِ اللَّهِ عَمْرُو بْنُ وَاقِلٍ وَفِي امْتِنَانِهِ  
 أَحْسَنُ الْخِلَافَةِ حِينَ إِسْرَافِ النَّاسِ وَكُمْتُ بِالْأَمْرِ مَا لَمْ يَقُمْ بِهِ خَلِيفَةُ بَنِي نَهْشَتِ حِينَ  
 وَهْنِ أَصْحَابِكَ وَبَرَرْتُ حِينَ اسْتَكْبَرُوا وَهُوَ كَيْتُ حِينَ ضَعُفُوا وَلَزِمْتُ مِنْهَا جُزْءُ سُلْطَانِ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ إِذْ كُنْتُ خَلِيفَةً حَقًّا وَلَمْ تَنَازِعْ وَلَمْ تَفْدَعْ بَرْغَمِ الْمُنَافِقِينَ  
 وَكَبِتِ الْكَاذِبِينَ وَكَرِهَ الْحَاسِدِينَ وَصَغُرَ الْفَاسِقِينَ وَزَيْدُ الْبَاقِينَ كُنْتُ بِالْأَمْرِ حِينَ كُنْتُ  
 وَنَطَفْتُ حِينَ نَعُوا وَمَضَيْتَ لِقَوْمًا إِذْ وَقَفُوا فَاتَّبَعُواكَ تَهْدًى وَأَكُنْتَ أَخْفَضَهُمْ صَوْتًا  
 وَأَعْلَاهُمْ قُوَّةً وَأَقْلَاهُمْ كَلَامًا وَأَصَوْبَهُمْ مَنْطِقًا وَأَحْوَلَهُمْ صَمْتًا وَأَبْلَغَهُمْ قَوْلًا وَالْكَرِيمُ  
 سَلَامًا وَاشْتَجَبَهُمْ وَأَعْرَفَهُمْ بِالْأَمْرِ مَوْسَى وَأَشْرَفَهُمْ عَمَلًا كُنْتُ وَاللَّهُ الَّذِي يَسْتَوْثِقُونَ أَهْلًا حِينَ  
 تَسْفَرُ النَّاسُ عَنْهُ وَاجْتَرَحِينَ فَشَكُّوا كُنْتُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَبَا جَرِيءٍ إِذْ صَارُوا عَلَيْكَ عِيَالًا  
 مَحْمَلَتِ أَثْقَالُ مَا ضَعَفُوا عَنْهُ وَرَعِبَتْ مَا أَهْمَلُوا حَفِظْتَ مَا أَضَاعُوا وَعَلَوْتَ إِذْ هَلَكُوا  
 وَصَبَرْتَ إِذْ جَزَعُوا وَادْرَكَتِ أَوْطَاسُ مَا طَلَبُوا وَرَجَعُوا أَمْرًا شَدَّ لَهُمْ بَرَأِيكَ فَظَفَرُوا وَ  
 نَالُوا بِكَ مَا لَمْ يَحْتَسِبُوا وَحَلَيْتَ عَنْهُمْ فَأَبْصُرُوا كُنْتُ عَلَى الْكَافِرِينَ عَدَا أَبَاصًا وَ  
 لِلْمُؤْمِنِينَ رَحْمَةً وَأُنْسًا وَخِصْبًا فَطَرَكْتُ وَاللَّهُ بِعِبَائِهَا وَفَرَّتْ بِعِبَائِهَا وَذَهَبَتْ بِفَعْلِهَا  
 وَادْرَكَتْ سِوَايَ قَهْرًا لَمْ تَغْلُجْ حُجَّتَكَ وَلَمْ تَصْغَفْ بِصَبْرَتِكَ وَلَمْ تَجْعَلْ لِنَفْسِكَ وَلَمْ تَرْخِ قَلْبَكَ  
 كَأَنْ تَجْعَلَ لَا تَعْرُكَ أَلْعَوَاصِفُ وَلَا يَزِيلُهُ أَلْقَوَاصِفُ كُنْتُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 آمَنَ النَّاسُ عَلَيْهِ فِي صُجْبَتِكَ وَذَاتِ يَدِكَ وَلَكَمَا قَالَ صَنِيعًا فِي بَدَنِكَ قُوَّةً فِي أَمْرِ اللَّهِ  
 مُتَوَاضِعًا فِي نَفْسِكَ عَظِيمًا عِنْدَ اللَّهِ حَلِيلًا فِي أَعْيُنِ الْمُؤْمِنِينَ كَبِيرًا فِي أَنْفُسِهِمْ لَمْ يَكُنْ  
 لِأَحَدٍ فِيكَ مَغْمَرٌ وَلِقَائِلٌ فِيكَ مَهْمَرٌ وَلَا أَحَدٌ فِيكَ مَطْمَئِنَّةٌ الضَّعِيفُ الدَّائِلُ عِنْدَكَ  
 قَوِيٌّ عَزِيزٌ حَتَّى تَأْخُذَ بِحَقِّهِ وَالْقَوِيُّ الْعَزِيزُ عِنْدَكَ ضَعِيفٌ ذَلِيلٌ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ الْحَقُّ  
 الْغَرِيبُ وَالْبَعِيدُ عِنْدَكَ سَوَاءٌ أَقْرَبَ النَّاسِ إِلَيْكَ أَلَوْعُهُمْ إِلَهُ وَأَنْفُسُهُمْ لِإِنْفِثَالِكَ  
 الْحَقُّ وَالْعَدْلُ وَالرِّفْقُ وَقَوْلُكَ كَلِمَةٌ جَزْمٌ وَأَمْرٌ حَلْمٌ وَخُزْمٌ وَرَأْيُكَ عِلْمٌ وَعُسْرُكُمْ  
 نَأْتَفَتْ وَاللَّهُ بِهِمُ السَّبِيلُ وَسَهَلْتَ الْعَسِيرَ وَأَطْفَأْتَ الْبِزْرَانَ وَأَعْدَلْتَ بَابَ الدِّينِ  
 وَقَوِيَّ الْإِيمَانَ وَتَبَتِ الْإِسْلَامُ وَالْمُسْلِمُونَ نَظَرُوا أَمْرَ اللَّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ فَسَبَقَتْ



وَاللّٰهُ سَبْقًا بَعِيدًا وَاعْتَبَتْ مِنْ بَعْدِهَا اُمَّةًا بَاسًا شَدِيدًا وَفُرُتَ بِالْحَيْزِ قَوْمًا عَظِيمًا فَجَعَلَتْ

عَنِ الْهَكَاءِ وَعَظَمَتْ سَازِئَتِكَ وَهَدَتْ مُصْنِبُكَ لَا نَامَ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ترجمہ روایت ہے حافظ ابو سعد بن طان وغیرہ محدثوں سے اور بھی محدثین عقیل بن ابی طالب سے کہ بیشک جب ابوبکر صدیقؓ نے وفات پائی اور انکو چادر سے چھپا دیا تو کوئی گروہ وزاری سے مدینہ منورہ پہنچنے لگا جیسے آنحضرتؐ کی وفات کے دن پہلے علیؓ روئے انامہ لکھتے اور زمانے تھے آج خلافت بنو ت کی منقطع ہو گئی اور کھڑے ہوئے اُس گھر کے دروازے پر جمیں ابوبکرؓ سے چادر میں چھپے ہوئے پھر کہا رحمت خدا کی پیغمبر ہولے ابوبکرؓ تو ہی تھا جھکا نا رسول اللہؐ کا اور اُنکے اسلحہ اور اُنکے آرام تولد عتاد کا اور جھکا نا انکے بھیدون اور مشورہ کا تو ہی تھا اول قوم انکی اسلام میں اور خالص تر قوم سے اسلام میں اور زیادہ تر ان سے تقویٰ میں سب سے زیادہ خد سے ڈرنوالا اور دین خدا عزوجل کی مددگار میں کامل تر برائے نگہبان بڑا شفیق اللہ کے رسول کا سب سے پہلے اسلام لایوالا تو ہی تراو شفیق ترا انکا صحبت میں فضیلتوں میں سب سے زیادہ سابقین سے فاضل سب میں زیادہ بلند درجوں والا تھا اور چلن اور مہربانی اور بزرگی اور خلق نیک میں سب سے زیادہ پیغمبر سے مشابہ پیغمبر کے نزدیک سب میں بلند رقبہ اور عزت والا اور معتد بالا سے صحابہ ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ اسلام اور رسول اور مسلمانوں کی طرف سے نیک تو ہی تھا اُنکے نزدیک مثل گوش در چشم کے تو ہی نے تصدیق انکی کی اسوقت میں کہ اوروں نے تکذیب کی تھی اس سب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں صدیق کہا چنانچہ فرمایا اُسے جو سب قائلوں میں غالب ہو یعنی خدا تعالیٰ جو شخص صدق کے ساتھ آیا اور تصدیق کی اُسے اُسکی بس وہی لوگ متقیوں سے ہیں سو بصدق محمدؐ میں صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ اور تو نے اُسکی اسوقت میں عاتین کہیں جب سب بخل کیا اور کرواہات کے وقت میں تو ہی اُنکے ساتھ مستعد رہا جب کہ سب بیٹھ رہے تھے دقت کے باعث اور اچھا ساتھی تو انکا سختی میں دو آدمیون کا دوسرا ہی اور رفیق ادیار غار انکا کہ اُتری انبر سلیمت اور رفیق انکا ہجرت میں اور خلیفہ دین خدا عزوجل کا اور کسی اچھی خلافت کی انکی امت میں جسوقت کہ لوگ مردود و برگشتہ ہو گئے تھے اور اس کام میں تو ایسا قائم و مستعد ہوا کہ کوئی خلیفہ کسی پیغمبر کا نہوا تو مستعد رہا جب تیرے یا رست ہوتے تو تو سامنے ہوا جسوقت میں وہ عاجز ہوئے یعنی ہمراہی اور قوی کیا تو نے انکو جب وہ کمزور ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر اُن کے یاروں میں تقیم رہا ہوا سطلے کہ تو خلیفہ برحق تھا کسی نے تجھے جھگڑا نہ کیا نہ تیرا نہوا چاہا یا ہاں مخالفوں کی مراد اور ذلت کا فروں درنا خوشی حاصل

اور بقدری ناستقون اور کج روی باغیوں کے خلاف تھا تو اس کام پر آمادہ ہوا اسوقت میں کہ سب پریشان ہو گئے تھے جسوقت میں کہ سبکی زبانیں بند تھیں تو نے گویا بانی تعالیٰ جس جگہ لوگ رکے تو بعد میں چلا گیا سو سب تیرے پیرو ہوئے اور ہدایت بانی تو سب میں زیادہ آہستہ بولنے والا تھا اور سہت میں سب بہتر سب میں زیادہ کم سخن سب زیادہ صحیح گو خاموشی میں سب بڑھکے باتیں سب زیادہ موثر و تیر میں سب بڑا سب زیادہ شجاع سب میں بڑھکے کارشناس سب عالی عمل قسم پر خدا کی توہی پیشوا دین کا تھا اول میں جب لوگوں نے دین سے نفرت کی تھی اور آخر میں جب نامردی کی تھی تو مومنوں کا پدر مہربان تھا جب میرے ذمے عیال پڑے تو نے انکے بوجہ اٹھائے حال آنکہ اُسکے بوجہ اٹھانے میں وہ کمر در تھے حال یہ کہ جسے بوجہ عیال کا نہیں اٹھ سکتا تھا اٹھا کر تو نے اٹھایا نگہبانی کی جسکو انھوں نے مہل چھوڑا اور خبرداری کی جسکو انھوں نے منہ لے کر کیا جب وہ بمقرر ہوئے تو اُنسے بالا ہوا یعنی بمقراری میں یہ سب بیان فرمادہ عیال کا معلوم ہوتا ہے تو مستقیم رہا جب لوگ منظر ہوئے جو ان سب ڈھونڈھا تھا کھیلنے پایا تیری ہی تدبیر سے دوسری راہ پر رجوع کیا پھر کامیاب ہوئے ایسے جسکا انکو گمان نہ تھا تو نے انہر ہر چیز واضح کر دی سو بنیا ہوئیں انکی آنکھیں تو ہی نے کافروں پر عذاب برسا دیا اور مومنوں پر راحت اور انسیت و کشائش پھرا و خدا کی طرف ان مراتب کی بلندی پر اور کامیاب ہوا قرب سے اُنکے اور لیے تو نے اُس کے فضائل و رسوائی تیری حجت کبھی ناقص نہ ہوئی نہ تیری سوچ بوجہ میں ضعف آیا نہ تیرے نفس نے کبھی نامردی ظاہر کی نہ تیرا دل کبھی کجی پرائل ہوا دل کیا گویا ایک پھاڑ تھا جسکو نہ اندھی ہلا سکی نہ اُس کے جھوکے سخت جگہ سے ٹال سکیں اور تھا تو جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں میں زیادہ احسان کرنے والا آنحضرت پر اپنی رفاقت میں تو تھا اور مایہ اُنکے ہاتھ کا چنانچہ فرمایا تھیف اپنے بدن میں قوی خدا کے کام میں بڑی فروتنی کرنے والا اپنے نفس میں عظیم خدا کے نزدیک جلیل مومنوں کی آنکھوں میں بڑی قدر والا اُنکے دلوں میں کسی کو تیرے حق میں طعن کا ٹھکانا تھا نہ کسی کو نیندہ کو تیرے امر میں مجال گفتگو نہ کسی کو موقع طمع کا جو تجھ پر قابو پائے جو ضعیف و ذلیل تھے تیرے نزدیک قوی و عزیز تھے تو انکا حق اُنسے چاہے اور قوی عزیز تیرے نزدیک ضعیف و ذلیل تھے تو اُنسے انکا حق بے قرب و بعید تیرے سامنے کیساں تھے جو سب میں زیادہ مطیع خدا کا تھا وہ سب زیادہ تیرا قریب تھا اور پرہیزگار تران میں سبب طاعت حق اور سچ اور زمکی بات تیری حکم قطعی تھی اور حکم تیرا حکم و انانی اور

تیسری علم اور مہم بس نہیں پونہجا یا تو نے انکو مگر قسم ہو خدا کی سیدھی ماہ بہ ماہ اور سہل کر دیا تو اور کوجھا پڑا  
 آتش فتنہ کو اعتدال یا پاجتنے دین نے اور مضبوط ہوا ایمان اور ہم گیا اسلام اور مسلمان اور ظاہر ہوئے  
 احکام خدا کے اگر چہ کافر مکروہ جانتے تھے پس پیشی کی تو نے قسم ہو بڑی لبنی پیشی اور رخ میں ڈال اپنے  
 پیرو و نکو اور پونہجا بخوئی مراد عظیم کو جس قدر ہم روئیں اس سے تو برتر ہو اور بڑی مصیبت ہو تیرے  
 جانے کی ہلا و یا تیری مصیبت نے جہاں کو ہم واسطے اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف رجوع ہونے والے  
 غلط یہ ایک خطبہ ہو حضرت امیر کا ابو بکر کی تعریف و توصیف میں تمامی خطبوں اور کلمات طیبات انجاء  
 سے جو ابو بکر اور عمر کی شان میں واقع ہیں اور اہل سنت کی کتابوں میں بطریق صحیح اور اعتدال کچھ جو  
 بلکہ متواتر اور مشہور اگر سب کو ہم لکھیں تو ایک بڑی کتاب جامع درست کریں اور ایک دفتر مستقل  
 بنائیں جیسے نبج البلاغہ ہو رضی کی سوال اگر کوئی کہے کہ شیعوں کی کتابوں میں جو روایتیں حضرت امیر  
 کی شکایت و فساد کی مروی ہیں اگر کہا جائے کہ وہ سب موضوع اور نکالی ہوئی ان کے رئیسوں کی ہیں  
 یہ بات تو دوران عقل ہو کہ اتنی بڑی گروہ کشی نے بالاتفاق حضرت امیر پر اتر کیا ہو اور بہتان  
 لگایا ہو بس ضرور ہو کہ یہ منشا انکی کسی غلطی کا ہو تو وہ غلطی کیا ہو جواب پہلے بھی ہم نے ذکر کیا کہ  
 ان کے راویوں نے روایات تجسیم اور بدا اور غیر ذلک میں ائمہ پر جھوٹ لگایا اور مبصرہ کوئی کی ہو  
 معہذا ائمہ نے انکو جھوٹا ٹھہرایا ہو حال آنکہ اعتقاد الہیہ کا رتبہ اعتقاد صحابہ سے بہت  
 دور ہے حد درجہ یہ کہ ان روایتوں کو جھوٹا ٹھہرانے والا بطریق اور شیعوں کے بھی انکو پونہجا  
 اور جو روایتیں انکی کہ طعن صحابہ کے ٹھکانوں میں ہیں کوئی کذب انکا شیعہ کی طرف سے انکو ملایا نہ لا  
 جس سے انکی سمجھ میں صریح تکذیب اسکی نہ ہوئی جیسا کہ صحیفہ کاملہ اور نبج البلاغہ سے نقل کیا گیا اور  
 جب یہ فرقہ کا فرقہ بعض صحابہ پر متفق ہیں اور انکے حق میں نہایت بد اعتقاد تو جن روایتوں سے  
 تکذیب انکی ہوتی ہو انکو کیوں روایت کریں گے اور کیوں کرتا ہر کریں گے اپنے لوگوں کے جھوٹ کو باننا سکو  
 منظور ہو گیا اس سبب یہ جھوٹ اس فرقہ کا جامی ہو گیا اور اور جھوٹ جو تجسیم و بدامین میں بعض تو ان کی  
 روایت کرتے ہیں بعض انکو جھوٹ ٹھہراتے ہیں اور جھوٹ ٹھہرانے کے ساتھ بھی اسکی اصل منشا میں غلط  
 ہیں اور وہ یہ کہ جناب امیر نے اپنے خطبوں میں جو رضی نے نبج البلاغہ میں جمع کیے ہیں اور وہ  
 خطبے جسے تکذیب شیعوں کے گمان کی ہو کہ یہی مراد حضرت امیر کی تھی نکال ڈالے اور دور کر دیے ہیں

جیسا کہ یہ خطبہ جو ابو بکر کی تشریف من گزرا شکایت قریش کی فرمائی ہو اور انکے حق میں بددعا کی ہو یہ فرقہ اولیٰ  
 بدگمانی سے سمجھتے ہیں کہ اس سے خلفائے ثلاثہ اور انکے مددگار مراد ہیں حاشا و کلا تعینی یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی  
 آنجناب سے نہایت بعید بلکہ اُلغے مراد امیر کی فوجوں قریش کے ہیں جو صحابہ کے گروہ میں نئے حال تکلفات  
 خلیفہ اول کی اور خلیفہ ثانی کی بھی انکے شعور و تمیز کے وقت میں ہوئی حضرت امیر کی خلافت میں کچھ عقل و تدبیر  
 پیدا کو کے بڑے بڑے کاموں میں گھس پڑے اور حضرت امیر اور انکے یار و دستوں یعنی طلحہ و زبیر اور حضرت  
 عائشہ کے درمیان میں شکر بنجیان اور ناراضیان پیدا کر دیں اور باعث فساد و عظیم کے ہوئے پھر بھی حضرت  
 امیر کی نصرت و معاونت اور اطاعت امر و نہی میں مستحسنی کرتے اور بیٹھ بیٹھ رہتے تھے یہاں تک کہ معاویہ باغی  
 اور اُسکا لشکر شہر و نیز مسلط ہو گیا سولے نواح کو ذرا و عراق اور خراسان کے حضرت امیر کے قبض و تصرف میں  
 کچھ نہ باقی رہا صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ جب میرے کشمگانِ حبل کی سیر فرمائی عبدالرحمن بن عباب بن اسید کو  
 حضرت عائشہ کی جانب سے کشتہ پایا بہت افسوس کیا اور روئے اور کہا کہ هَذَا اَيُّ صَوَّبٍ مُرْكَبٍ تَسْقَاتِ  
 جَدَّ عَنِّي اَنْفِي وَ تَشْفِيكَ لَهْفَتِي تَرَجَمَهُ يَهْ بِشِوَا قُرَيْشٍ كَا هُوَ يَجْرُ كَمَا يَجْنُو ابْنِي نَاكٌ كَا طَلَالِي اور اپنے دل کو آرام  
 دلیا اصل و کھ شیعوں کے عضلات میں ہی تو ہے کہ حضرت امیر کے کلام کو اپنے اعتقاد اور غبت کی باتوں پر اور اپنے  
 جو انکے چند رئیس گمراہی کے جمع کر گئے ہیں تابع کریں بلکہ آیات و حدیث کو بھی ایسے ہی سمجھتے ہیں اس گمراہی  
 کے دکھ کا کچھ علاج نہیں ہو ورنہ ممکن ہے کہ صحابہ کرام جیسے وصف میں حق تعالیٰ فرماتا ہو اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ  
 یعنی لازم پکڑی ہیں انھوں نے باتیں پر ہیز گاری کی اور نیز انکی شان میں فرمایا اَسْتَدَّ اَعْلَى الْكُفْرَانِ حَمَاءُ  
 بَيْدَهُمْ طَرِي سَخِي كَرْنِ دَلِے کا فرو پر مہربان آپس میں اور بھی فرمایا حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَ زَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ  
 وَ كَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ یعنی ایمان کو محبوب ہو اور اُسے تمھارے دلوں میں رونق پائی  
 ہو اور مکروہ ہو انکو کفر اور فسق اور عصیان پس ایسے لوگ مصدر مخالفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے  
 خاندان کی ایذا کے ہو سکتے ہیں جسکا یہ عقیدہ ہو اُسے ضرورتاً قرآن و حدیث متواترہ کو جھوٹا ٹھہرایا ہو والیاء و اہل  
 و لیلین جسم یہ کہ حضرت امیر نے دعویٰ امامت کا کیا اور موافق دعوے کے معجزے ظاہر کیے جیسا کہ دروازہ  
 خیر کا اُکھیرا اور بڑا پتھر اُٹھا لیا اور جنوں سے لڑے اور سو رج کو لوٹا یا بسل اپنے دعوے میں سچے تھے لہذا  
 امام ہی میں یہ روش کلام کی استدلال اہل سنت سے اخذ کی ہو جو انھوں نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 اثبات نبوت میں کیا ہو لیکن مشابہت خاص طرز سخن میں جو نہ یہ کہ مقدمات بھی صحیح ہوں کس واسطے اول تو

اسی میں کلام ہو کہ اثبات امامت کے لیے معجزہ کیسا معجزہ و اثبات نبوت کے لیے یہ اثبات امامت کے واسطے  
 اور اور مناصب غیر معجزہ کے لیے جیسے قضا اور افتاء اور اجتہاد اور سلطنت اطراف اور سرکاری لشکر اور وزارت  
 یعنی سلطنت کا جو جبراً عطا اور مثل اسکے بدینہ جو کہ جب مبعوث ہوتا نبی کا یہ واسطہ خدا کی طرف سے ہو پس ثبوت  
 اسکا بدون تصدیق خدا کے کو کوئی معجزہ پیدا کرے نہیں ہو سکتا ہو بجلال ان مناصب کے کہ نبی کے کھدینے  
 اور سپرد کرنے سے امت کو ثابت ہوتے ہیں اور یہ جو عداقت نبی پر معجزہ دلیل ہوتا ہو عادت خاص خدا کی  
 کی طرف سے جاری ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں جاری ہو نہ کسی غیر کے حق میں پس لامتناہی معجزہ بھی  
 انبیاء کے حق میں منحصر ہو شاید اس کلام کا یہ کہ اگر کوئی شخص کسی شخص پر کچھ دعویٰ کرے اور معجزے سے ثابت کرے  
 ہرگز شرع میں معتبر نہ ہو گا کس واسطے کہ شرع میں طریق ثبوت کا گواہ و دلائل ہیں نہ معجزہ و ظاہر کہ راستے ہی جمل  
 و عموماً اور محالوں میں اور حرج امامت بھی اعتبار محل و عقد ملک جسکو ہندی میں کہتے ہیں فلا کی باندھے  
 بندہ جتنے ہیں اور اسی کے کھولے کھلتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کرنے سے متعلق ہو چاہے جسکو مقرر  
 کر دین تو معجزہ و احیاء دلیل نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ دعویٰ کرنا امامت کا خلفائے ثلاثہ کے وقت میں محض  
 جھوٹ اور زرافرا ہو اسکی تکذیب امامیہ کی روایتیں بھی کرتی ہیں اور تفسیر جو واجب ٹھہرایا ہو اسکا و اہل  
 کو کہتا ہے اور اس وصیت کے بھی خلاف ہو جو آنحضرت نے حضرت امیر کو سکوت کی فرمائی تھی کہ یہ سب امور بھی  
 امامیہ میں ایسے ثابت ہیں جیسے وحی آسمان سے اُتری ہو تو یہ سب ذکر کرامات اور خوارق عادت کا ظہور آنحضرت  
 مسلم الثبوت ہو سکتے مانا ہو لیکن خلفائے ثلاثہ اور صحابہ اور امت کے لوگوں سے بھی متواتر و مشہور ہو  
 پیغمبر کا دروازہ و زمان حیات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھیڑا تھا اسوقت میں امامت کا دعویٰ ممکن تھا  
 نہ اسکی گنجائش تھی اور حجون کی لڑائی اہل سنت کی کتابوں میں اسکا کچھ پتہ نہیں ہو محض شیعوں کی روایت کہ  
 کہ جب آنحضرت نبی مصطفیٰ کی لڑائی کو نکلے جبریل علیہ السلام نے راہ میں خبر پہنچائی کہ فلان کنوے میں جن  
 جمع ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمہارے لشکر سے بُرائی کریں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر کو  
 بھیجا کہ انھوں نے انکو قتل کیا اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو معجزہ پیغمبر کا ہو گا اور انکی کرامت اور جلال  
 اسوقت میں تھی تو امامت کے گواہ کیونکر ہو جائیگی اسلئے کہ معجزہ تو دعویٰ کے ساتھ ہی ہونا چاہیے بالافاق  
 یہ شرط و علی بن عیسیٰ اردوبیلی کشف الغمہ میں لایا ہو کہ یہ لڑائی بکھر پیغمبر کے تھی پس بے شبہ معجزہ پیغمبر کا ہوا  
 اور پیغمبر علیہ السلام کا عطا نامہ اہل سنت کی کتابوں میں نہیں ہو امامیہ زیدی کی کتابوں میں دیکھا گیا آٹھ خوارق

کہ دیدی ہوا اپنی کتاب میں لایا یہی کہ حضرت امیر صفین کی طرف متوجہ ہوئے پانی ملتا تھا اور ساتھ  
 دلتے پیاسے تھے بس امیر نے ایک جگہ بتائی کہ یہاں کھودو نزدیک ایک راہ کے کہ اُس جگہ میں تھی  
 اُس کھودنے میں ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا لوگ اسے اٹھانے سے عاجز ہوئے امیر کو خبر کی بس آپ اُسے  
 اور اسکو اٹھایا اور بہت دودھ پینک یا اُسکے نیچے ایک حیشمہ بانی کا ٹکلا شیرین و سرسوا سے لشکر نے سیر ہو کر  
 وہ پانی پیا ایک راہب و میر بہ مات دیکھ کر مسلمان ہوا اور کہا کہ میں نے اپنی لگی کتابوں میں دیکھا ہو کہ ایک شخص  
 ایسا ایسا اس دیر کے پاس آ کر بیٹھا اور اس پتھر کو اٹھا لگا وہ دین حق پر ہو گا فقط با کمال مثل و کرامتوں  
 آنحضرت کی یہ بھی کرامت ثابت ہو تو دعویٰ امامت کا یہاں مذکور نہیں ہے نہ مقابلے میں اہل شام کے یقصر  
 وقوع میں آیا اگر اہل شام کی تمدی کے موقع میں اس قسم کے معجزے ظاہر ہوتے تو اہل سنت کی آنکھیں کھلی  
 ہوتیں نہ شیعہ کی کہ انکی دعا سے مساوی نہوتے اس سبب کہ اس وقت میں بالاتفاق امامت حضرت امیر  
 کی تھی دوسرے جانب دلتے باغی اور ناحق پر اور وہ جو پشمنس ہی یعنی سوچ کا لوٹا دینا اسکی اکثر اہل سنت  
 کے محدثوں نے تصحیح کی ہے جیسے طحاوی وغیرہ اور یہ معجزات بیغیر سے ہی بلاشبہ کہ حضرت امیر کو وقت نماز  
 عصر کا آپ کی دعا سے ملا تو نماز عصر کی حضرت امیر نے ادا کی نہ کہ امامت حضرت امیر سے اس وقت میں دعویٰ  
 امامت کا کہاں تھا اور مقابل کون تھا اور منکر کون دلیل **ششم** یہ کہتے ہیں حضرت امیر میں کسی شخص نے  
 موافق ہو یا مخالف ایسی بات جو موجب طعن و قبح کے ہو روایت نہیں کی بخلاف خلفائے ثلاثہ کہ موافق  
 لوگوں نے بھی اور مخالف نے بھی بہت بڑیاں انکی روایت کی ہیں کہ استحقاق امامت کی مانع ہیں بس حضرت  
 امیر کہ برائیوں سے محفوظ ہیں امامت کیواسطے متعین ہیں غیرت و دلیل تو عجب ہی یک خطہ ہی کہ واسطے جو لوگ  
 انکی امامت یعنی خلفائے ثلاثہ کے قابل ہیں کہ وہ اہل سنت و معتزلہ میں انہیں سے کسی نے انکی بڑیاں روایت  
 نہیں کی ہیں ہاں شیعہ نے جو خلفائے ثلاثہ سے بعض وعناد رکھتے ہیں بعض چیزوں کو موقع طعن کا ٹھہرایا ہے  
 کہ حقیقت میں وہ چیزیں محل طعن نہیں ہیں چنانچہ باب مطالع میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر وہ چیزیں  
 انہیں قسم محل طعن سے ہونگی تو انہیں اور ائمہ میں بھی محل طعن ہونگی بلکہ اگر شیعوں کے کتابوں کو کوئی خوب مطالعہ  
 کرے تو انہیں ائمہ کے طعن سے بھری پائے چنانچہ جو کافی تھا اگلے بابوں میں گذرا اور یہ جو کہا ہو کہ حضرت امیر  
 کے مقدمے میں مخالف و موافق سے کسی نے بڑائی کی روایت نہیں کی یہ دوسرا خطہ ہی اسواسطے کہ اگر مصلحت  
 سے مراد اہل سنت ہیں تو مریح جھوٹ اسلئے کہ اہل سنت متفقہ صحت امامت آنحضرت کے ہیں بھائی بڑیاں

کسی طرح روایت کرینگے اور اگر مرد خارجوں اور ناصبیوں سے ہو تو انھوں نے خود بڑے بڑے و فخر اور بڑے بڑے  
 طواری اپنی صورتوں کی طرح اس میں سہا کیے ہیں کہ اس خرافات کا اس رسالے میں لانا ہر چند بے ادبی ہی لیکن  
 ضرورت ہو اس سبب سے نقل کفر کو کفر بنانا عکس برعکس نمونہ کچھ انکی کتابوں سے نقل کیا جاتا ہے جتنا چاہیے  
 کہ محل طعن حضرت امیر المومنین کی کتاب عبد الحمید مغربی ناصبی سے دو قسم ہائے جاتے ہیں ایک قسم وہ ہے کہ نہایت صواب  
 ہی اسکو بیان کرتے ہیں اور شیعہ کہ انکے محب ہیں انکے انکار کرتے ہیں ایسی روایتیں جو محض افتراء و بہتان ہیں  
 قابل اعتبار نہیں ہوتیں اور انکے دوسرے پر الزام عائد نہیں ہوتا جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کی شرکت اور  
 شرکت قذف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قذف کے معنی گالیان دینا اور زنا اور ہر کی تہمت لگانا اور نزول  
 اس آیت کا وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ترجمہ جو شخص ذمہ دار ہو اور جو بھڑکھٹانے کا  
 حملہ منافقوں سے اس کے واسطے ہو عذاب بڑا دوسری قسم وہ ہے کہ اہل سنت اور شیعہ دونوں کی کتابوں میں  
 بطریق صحیح ثابت ہو البتہ یہ قسم جواب طلب ہو جسکے شیعہ اور سنی دونوں جوابدہ ہوئے ہیں شریف مرتضیٰ نے  
 تنزیہ الانبیاء والائمة میں علمائے شیعہ سے اور ابن خرم نے کتاب تفصیل میں علمائے اہل سنت سے بہت اُن  
 مطاعن کو دفع کیا ہوا تھیں میں سے یہ بھی ہو کہ بعد اسے جانے حضرت عثمان کے انکے مال و ہتھیار پر یہ  
 یعنی حضرت امیر متصرف ہوئے حال آنکہ مال مسلمان کا سیطرہ حلال نہیں ہوتا ہر چند انکے وارثوں نے  
 اٹھا لیکن انکو نہیں دیا جتنا بچہ ولید بن عقبہ نے اس مقدمے میں چند شرکے ہیں ابیات

مطالعہ  
 ۱۰

اَلَا مَالٌ لَّيْلًا لَا نَعُوْهُ كَوَاكِبُهُ	اِذَا عَارَ نَجْمٌ لَا حَرَّ يَحْمُورُ رَاقِبُهُ	بَنِي هَاشِمٍ رَمَاهُ وَاسِلًا حَرَّ اَبْنِي اَهْلِكُمْ
وَلَا يَنْهَمُوْهُ لَا يَحِلُّ مِنْهَا حَبُهُ	بَنِي هَاشِمٍ لَا تَنْجُوْنَ اَفَاتُهُ	سَوَاءٌ عَلَيْكَ اَنْ تَلُوْهُ وَوَسَاكَبُهُ
وَاَنَا وَاَيَاكُمْ وَمَا كَانَ مِنْكُمْ	اَلَصَّدَقِ الصَّفَقِ لَا رَابَّ اِلَّا الصَّدَقِ عَفَا	بَنِي هَاشِمٍ كَيْفَ التَّعَاقُدِ بَيْنَنَا
وَعِنْدَ عَلِيٍّ سَيْفُهُ وَحَرَابَتُهُ	لَعَمْرُكَ لَا اَنْتَ اَبْنِي اَوْ مَنِي قَتَلُهُ	وَهَلْ يُنْسِيْنَ اَلْعَمَاءُ مَا عَاشَ تَاوِيَهُ
هَمْ قَتَلُوْهُ كَيْفَ يَكُوْنُوْا اَمَّا كَانَهُ	كَمَا فَعَلْتَ يَوْمَ اَيْكُسَى مَرَاتَبُهُ	ترجمہ خبردار ہونے معلوم کر میری

رات کا کیا حال ہو کہ ستارے انکے ڈوب نہیں جاتے اس واسطے کہ ڈوبتا ہو ایک ستارہ نمود ہوتا ہو دوسرا  
 ستارہ مقابل اس کے آئے بنی ہاشم پھر دو ہتھیار اپنے بھانجے کے اور لوٹو مت اسکو کہ اسکی موت حلال نہیں ہو  
 ابو بنی ہاشم ہمارے ساتھ جلدی مت کرو بیشک ہمارے سامنے جنھوں نے اسکو قتل کیا اور جنھوں نے لوٹا  
 دونوں برابر ہیں ہم میں اور تم میں جو کچھ تم سے ہوا جو مثل زخم و شگاف کے ہو کہ اسکو لانا نہیں سکتا اسکا کوئی

بھرنے والا اور لے بنی باغتم کیسے ہم میں تم میں صلح ہو سکتی ہو ہمارے بیچ میں اور علی کے پاس تلوار ہوا  
 نیز اس کے قسم تیری جان کے کہ میں نہیں بھولا ہوں عثمانؓ کو اور اس کے قتل کو کیا بھول جاتا ہو یا نیکو جنگ  
 زندہ ہو اسکا پیٹنے والا انہیں نے اسکو مارا ہو اور اسکی جگہ بیٹھے ہیں جیسا کہ کسریٰ کو ساتھ اکبرؓ نے اس کے  
 امیروں نے کیا تھا اور انھیں مطالعن سے یہ کہ امہات الاولاد کے حق میں یعنی وہ جو کہ بیان مجھ سے اولاد  
 ہوئی ہو مختلف مذہب اختیار کیے اور کسی بات پر نہ ٹھہرے اولیٰ میں انکی صحت بیچ کے قائل تھے ہر عربی جنت  
 کے وقت میں جو سب میں بیچ بیہودہ ٹھہری بالاجماع تو اسل جماع میں داخل ہوئے پھر اپنی خلافت میں صحت  
 بیچ کا فتویٰ دیا تو اسلے قاضی شریح نے اسلے بحث کی اور کہا سرائیک فی الجماعۃ احب الیکنا من سرائیک  
 وحدلہ ترجمہ آتے تیری جو صلابہ کے اجماع میں تھی وہ ہمارے سامنے اچھی ہو اس سے سے جو ترجمہ کیلے کی ہو  
 اور حال آنکہ خود بھی کہنا ہوا کہ لا ینک الله علی الجماعۃ وعصب الله علی من خالفها خبر دار ہو بیشک اللہ کا  
 ہاتھ جماعت پر ہو اور اللہ اسپر غضب نازل کرے جو جماعت کا مخالف ہوئے اور قرآن میں بھی موجود ہے ومن  
 ینک علیہ غلبۃ سبیل لکون منین الخ یعنی جو کوئی بیروی کرے مسلمانوں کی راہ کے سوا آخر آیت تک جس مروج  
 مخالفت اجماع کی کی اور انھیں میں سے یہ ہو کہ او کی توریث کے مسئلے میں مختلف فیض فرماتے انہیں بھی کسی  
 ایک پر نہ ٹھہرے حال آنکہ خود فرمایا ہو من اسلہ ان ینکھم خیر انہم جہلہم فلیقل فی التحد ترجمہ جو چاہے  
 کہ گھس جاتوں میں دونوں میں اسکو چاہیے کہ مسئلہ جدید میں کلام کرے اور انھیں سے ہو جو سناری لایا ہی  
 ان علیاؓ انی بزنا دقتہ فحقہم بالناس ترجمہ بیشک علیؓ کے سامنے لائے چند مرد سوا انھوں نے انکو  
 آگ میں جلادیا اور ابن عباسؓ نے اس مقدمہ پر بڑا انکار کیا ہو اور حضرت امیر بھی اسپر نادم ہوئے  
 اور قصہ احراق بنالین جلادینے اعلامی کا شیعہ کی کتابوں میں موجود شریف مرتضیٰ نے تنزیہ الامم میں  
 روایت کی ان علیاؓ احق رجلا انی غلاما فی دبرہ بیشک علیؓ نے جلادیا ایک شخص کو جسے غلام  
 کیا اور حدیث صحیح ہو متفق علیہ لا تعذبوا بالناس است مذاب کرو آگ سے اور انھیں میں سے ہو کہ ایک  
 شخص پوڑھے کے انسی درے مارے اور جب وہ شخص مر گیا اسکا خون بہا اسکو دیا اور کہا انما ودیئہ  
 لک ان هذا شئی فعلنا بواثنا سواکے نہیں ہو کہ میں نے دبت اسکی دی کہ یہ ایک بات میں نے اپنے فعل سے  
 کی ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں عمر کو یہ مشورہ دیا کہ شراب کی حد میں اتنی درے مقرر کرنا چاہئیں  
 اس دلیل سے کہ انہ اذ اسکرہ ہدی واذ اھدی افتری ترجمہ جو شخص مست ہوتا ہو بیوہ کہتا ہو

اعلامی کا شیعہ کی کتابوں میں موجود شریف مرتضیٰ نے تنزیہ الامم میں روایت کی



اور جو بیہودہ بگتا ہوستان کرتا ہو بس اپنے اجتہاد میں مشکوک تھے اور انھیں میں سے یہ بھی ہو کہ وہ بدین  
 عقبہ کے چالیس کوڑے مارے اور بس کیا تو خدا امر الہی میں خوشامدگوستی کی بسبب رو داری متنازع  
 کہ ولید بن عقبہ انکار شدہ دار تھا اور ان سب میں سے یہ ہو کہ ایک شخص نے کہ اقرار موافق حد یا قصاص کے  
 کیا تھا قصاص اس سے معاف کر دیا کہ یہ خلاف شرع کے ہو **النَّفْسُ بِالنَّفْسِ** یعنی عموماً نفس کی نفس ہو اور  
 انجائے یہ کہ مولاۃ حاطب کو رحم فرمایا حال آنکہ وہ کنیز تھی اور کنیز پر رحم نہیں ہوا اور منجملہ ان کے یہ کہ  
 زید بن ثابت کو الزام دیا کہ وہ مکاتب ہو اور مکاتب وہ غلام کہ اپنے مالک کی رعنا مندی سے اپنی  
 قیمت دینے پر راضی ہو ورنہ ورنہ کر کے اور زید کو یہ کہا ہو **عَبْدٌ مَّا بَعِيَ عَلَيْكَ** ذرہم تیرہ حصہ وہ  
 غلام ہو جب تک اس پر ایک درم ہو اور نہ ہاں بیٹہ کا یہ تھا کہ **هُوَ نَعْدٌ مَّا دُئِيَ حُرٌّ وَنَعْدٌ مَّا لَكَ**  
**يُرَدُّ عَبْدٌ** کہا ہو منقول فی الصحاح اور ان سب سے پہلے تو دو بچوں کی پنچایت ٹھہرائی پھر فرماتے تھے  
**لَهَذَا عَثْرَتٌ عَثْرَةٌ لَا تَعْبُو مَلَكُوفٌ اَلَيْسَ بَعْدَهَا وَلَتَمْلَأَنَّ لَهَا لَشَيْتَاتِ الْمُنْتَشِرَةِ** ترجمہ  
 میں ایسا دگنا دگا ہوں جس کا تدارک نہیں ہو سکتا اب بعد اس کے ایسی ہوشیاری کرو رنگا جو مضبوط ہوگی اور کا  
 پر آگندہ پریشان کو جمع کرو رنگا حال آنکہ خلاف پنچایت کے جائز نہیں ہوا اور شیعہ نے روایت کی جو ان  
**عَلَيْهَا قَطْعٌ يَدَا لَشَارِقٍ مِّنْ اَصُولِ الْاَصَابِعِ** یہ بھی انھیں میں سے ہو یعنی جو رکا ہاتھ کا ناٹا ان گلیوں کی  
 جڑ سے معلوم ہو کہ چور کی حد نہیں قائم کر جانتے تھے اور جو حدود شرع قائم نہ کر جائے لائق امامت کے نہیں  
 اور منجملہ ان کے یہ کہ بعض اڑ کوئی گواہی قبول کی حالی کو ظاہر کیا ہو کہ اڑ کوئی گواہی معتبر نہیں ہوا اور خدا تعالیٰ  
 نے فرمایا **وَاَسْتَشْهَدُوا** استہید بن من تہجوا لکم الخ گواہ چاہو تم دو گواہ اپنے مردوں سے اور یہ ہو کہ دیت  
 چشم بین نصف دیت کا لینا قصاص گیرندہ امور یعنی کالے کو سقر کیا اور یہ صحیح حکم شرع کے **الْعَيْنُ**  
**بِالْعَيْنِ** یعنی آنکھ کے بدلے آنکھ ہو اور یہ کہ چور کی حد لڑکا نابالغ پر جاری کی کہ پر شیعہ کی کتابوں میں موجود  
 اور خود ہی روایت فرمائی **مَنْ فَعَلَ الْقَتْلَ عَنْ ثَلَاثَةِ عَشْرَةِ عَشْرَةٍ حَتَّى يَكْتُمَ لَمْ يُحْتَالِ لَيْكِهِ** ہو قتل میں دینوں  
 سے ایک لڑکا کہ جب تک بالغ نہ ہو اور انھیں میں سے کہ **وَلَوْ شَهِدَ بَيْنَ بَابِيكَ الْفَقِي فِي الْفَقْرِ** انہ  
**جَاءَ عَجَلٌ إِلَى اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَاقْرَأَ بِالْكِتَابِ خَيْرًا مَّا سَرَّ يَفْطَمُ بِهِ الْيَدَ فَكَمْ يَفْطَمُ يَدَهُ لَعْنَى آيَا**  
 ایک شخص یا س امیر المؤمنین کے اور ایسا اقرار کیا چور یا جس سے اسکا ہاتھ کاٹا جانا سوائے انھوں نے اسکا  
 ہاتھ نہیں کاٹا حال آنکہ رعایت شرع میں گناہ گبرہ ہو اور یہ ہو کہ سخی خلی شاعر کو پڑ کے لائے کنز العمال

اسنے شراب پل ہر اسکی سز میں بیس برسے بڑھا کے مارے اور عدالتی میں زیادتی کی جو جائز نہیں ہر اور  
 شریف مرتضیٰ نے تنزیہ الانبیاء والایمہ میں نقل کی ہوائے علیہ السلام آتی بمآل میں مہویر  
 النعایا فقال ارفعوه حتی یجئ عطاء عی ویاکھلہ ثم جملہ لایا گیا ایک مال قسم اجرت زانی عورتوں  
 کہا اٹھا لو اسکو جب تک دے تنخواہ قوم غنی کی اور انکے اہل کی حال آنکہ اس قسم کا مال سخت حرام ہے  
 اور یہ ہے کہ درمیں میں سود کا حکم صریح خلاف حکم رسول کے کیا چنانچہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 لا تتبعوا الدنیا ہم بالذکر ثم جملہ مست سجدہ کو عوض ورم کے اور یہ کہ ایسے بائین کی جہنم شملہ کو  
 الوہیت میں کما ثبت عنہ ذلک فی خطبۃ النبی ص واما اصیبة ابن بنانہ من رجال الشیعة  
 انا اخذت العهد علی الامر وارجی لا نزل جیسے کہ ثابت ہوا ان سے یعنی حضرت امیر سے خطبۃ البیان  
 میں وہ خطبہ جسکے روایت کی اصیغ بن بنانہ نے کہ شیعہ لوگوں نے تھا میں نے عہد لیا روحوں سے نازل  
 انا النادی لهم الکسب بیکم میں نے انکو پکارا انھا الکسب بیکم یعنی کیا نہیں ہوں میں تمھارا پیداکرنی والا  
 ایسے ہی یہ قول انکا انا منشی لا ذواہ میں پیدا کرنے والا ارواح کا ہوں وقولہ فی خطبۃ لا فتخار  
 کما رواہ رجب ابن محمد رجب البغسی الحلی فی کتابہ مشارق الانوار الیقین فی الکشف عن  
 امیر المؤمنین انا صاحب الصور انا مخرج من القبور وقولہ انا جی لا یموت انا جاب ورت  
 بموسی البکر واکتفت فرعون وجوہہ وانا رسیک الجبال الشاهقات وفتحت العیون الحاربات  
 انا فلک الثور الذی قتبس موسیٰ منہ الہدای ثم جملہ ورواق انکا خطبۃ الانقیار میں جیسی  
 روایت کی اسکی جب بن محمد رجب برسی حلی نے اپنی کتاب مشارق الانوار الیقین میں معاملہ کشف  
 میں امیر المؤمنین سے میں ہی صاحب صور ہوں میں ہی مردوں کا قبروں سے نکالنے والا ہوں  
 تین ہی نے موسیٰ کے واسطے دیا کو بھاڑ دیا میں ہی نے فرعون کو اور اسکے لشکر کو ڈوبو یا میں ہی نے  
 بڑے بڑے پہاڑ قائم کئے تین ہی نے چٹنے جاری بہائے میں ہی وہ نور ہوں کہ جس سے موتی نے  
 نور ہدایت کا چنا اور از انجملہ یہ کہ اپنے ریشہ دار رسن اور عراق وغیرہ میں منصوب کیے اور طلحہ  
 اور زبیر کی سرداری پر کوفہ اور بصرہ میں راضی ہونے حال آنکہ یہ متولی ہونے میں ہمارت کے زیادہ  
 حقدار تھے اور یہ کہ اپنی امانت میں تا تان عثمان سے قصاص نکلیا اسواسطے کہ کوئی موجبات قتل  
 کے عثمان پر ثابت نہ تھے جو انکو قتل کیا اور سنجہ ان کے یہ کہ ابو موسیٰ اشعری کی امانت کی مال

انکا لوٹ لیا اور گھر چلا دیا اور جو سودا انصاری کی بھی امانت کی اور یہ کہ قصداً مکہ میں تسلیم کرنے والا ہو  
تھے انکے معنی دروغ و بہتان موافق دلیل بخاری کے وَكَانَ عَلِيٌّ مُسْلِمًا فِي شَأْنِهَا تَرَجُمَہُ تھے علی  
اس حال کے تسلیم کرنے والے حضرت عایشہؓ کے مقدمے میں خداے تعالیٰ فرماتا ہو وَكَوَلَا ذَسِمَ عَقْمُوہُ  
فَلَنْ أَمُومٌ مَيُونٌ الخ اور یہ کہ قتل عثمانؓ سے ایک دفعہ انکار کیا جب ان کے قاتل ناراض ہوئے تب کہا  
أَقْتَلَهُ اللَّهُ وَأَنَا مَعَهُ یعنی خدا نے انکا مارا اور میں اُسکے ساتھ ہوں آخر میں میری ایسی زبان کمان ہو جو عطا  
نا صبیون کا بیان کرے اس واسطے کہ خلافت صدق و اخلاص کے ہیں آپس یہ قماش تو ان کے مطاعن کا  
انجناب کے علم و دیانت میں ہو لیکن جو شبہات کہ ان بد بختوں کو امانت باطل کرنے میں ہیں بہت ہی  
طویل ہیں کہ اس رسالے مختصر میں اگر مع جوابوں کے لائے جائیں تو بڑا طویل کھینچنے اسکے ساتھ یہ کہ  
جس واسطے یہ رسالہ بنا گیا ہو اُس سے بھی خارج اسلئے کہ اس میں بحث تعدد و انقض سے ہو نہ خارج سے مگر  
خدا کے فضل سے اہل سنت و جماعت نے تفصیل و اشباع اس خرافات کی جڑ نکالی ہو کہ انکی کتابوں  
مبسوط میں موجود اور تحمل جواب ان مطاعن مذکور کا موافق اصول اہل سنت کے خوب ظاہر ہو کہ واسطے  
کہ ہتیار و مال حضرت عثمانؓ کے اُس قسم سے ہونگے جو قابل بیت المال کے ہوں یا سبب اپنے  
مصرف کیا اور یہ لازم خلافت سے ہو کہ جو کوئی خلیفہ ہو وہ اُس پر متصرف ہو جیسے کہ تخت و تاج و اہل  
و اسب اور توپخانہ کہ ہمارے زمانے میں بادشاہ اوپر متصرف ہوتا ہو اور ایسا مال بعد قوت خلیفہ  
اول کے خلیفہ ثانی کو پہنچتا ہو نہ وارثوں کو نہ خاص ملکیت عثمانؓ پر تصرف کیا ہو لیکن حضرت عثمانؓ  
کے وارث بلکہ اسلئے اسلئے کہ اسلئے مال کی درخواست کی کرتے تھے اور یہ بھی ہو کہ اہل سنت حضرت امیر کو مجتہد  
اعتقاد کرتے ہیں اجتہاد میں ایک مذہب ہے دوسرے مذہب کی طرف رجوع کرنا جائز اور واقع ہو جیسے  
شیخین اور عثمانؓ کو بھی ہمارا واقع میں آیا اور وہ اجماع کے عمر کے وقت میں منع بیع اجناس و اولاد پر  
منعقد ہوا تھا حضرت امیر کے نزدیک اجماع قطعی نہو شاید اجماع ظنی ہو اس واسطے آج اُسکی  
مخالفت کی اسلئے کہ اجماع ظنی کی مخالفت ہو سکتی ہو مثلاً اجماع سکوتی کے اور اکثر اصول مالونکی  
نزدیک شرط ہو باقی رہنا اہل اجماع کا اپنے قول پر اسکی حجت میں اور جب حضرت امیر کی اُس  
اجماع والوں سے تھے اور انکا اجتہاد معتبر ہو تو وہ اجماع انکے حق میں حجت نہو اور بعد البکر  
اور زید بن ثابت کے حکم میں اختلاف باہمی بہت ہیں عمرؓ کا خطاب کے زمانے میں ہیں مقدمے میں بہت

ناظرے ہوئے اور بڑی جبین طول کو پونچھیں در صورت اختلاف مجتہدین کے کسب مختلف ہوں اور ایک متد  
 وترجیح کی ساتھ جانبین حکم کے کسی اوقات مختلفین نظر آئی تو کیا مضائقہ ہو اور یہ جو فرمایا ہی آرد اَن یَنْقُضَ التَّحْکِیْمَ  
 سے مراد یہ ہو کہ مسئلہ جدا ایسا ہو جس میں اختلاف بہت ہیں اور ترجیح کی وجہ سے طریقت قائم اور کوئی شخص اس  
 مقدمے میں مانند نہیں ہوتا جو دران سب کے جو کوئی حکم قطعی کرے بیابا کہ بوجہ احتیاط ہو کہ یہی ہر شان احتیاط  
 والوں کی جو علامے راسخ سے ہیں کہ جن اجتہاد کی باتوں میں اختلاف ہوتا ہو دونوں طرف کسی طرف قطعی  
 نہیں کرتے ہیں اور مردوں اور اولیٰ کا جلا دنیا بھی اجتہاد سے محتاج خبر صحیح سنی اسپر تادم ہو اور جمیع  
 اخبار کا گھیر لینا اور سب کے واقف ہونا اجتہاد میں شرط نہیں ہو بدین دلیل کہ ابوبکر کو میراث دادا کی معلوم تھی  
 جبہ خیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ نے اسکی خبری مان لی حالانکہ ابوبکر نا صبیون خارجوں دونوں کے جماع سے  
 مجتہد میں اودیت محدود فی الغمر بھی احتیاط کی راہ سے تھے نہ اجتہاد کی شک سے اور احتیاط پر عمل کرنا کامل  
 نقوی و پر میر گاری ہی کہ شایان شان حضرت امیر اور انکی اشمل کی ہو ولید بن عقبہ کے چالیس سو و پندرہ سو اسو  
 اتفا کی کہ اسکی حکم گواہی میں شبہ پیدا ہوا تھا اسواسطے کہ ایک گواہ نے گواہی شراب پینے کی دی تھی اور ایک  
 گواہ شراب کے ڈرنے پر ہر چند خود حضرت عثمان نے اس شبہ کو حد میں مجتہز نہ کھا فرمایا مانتقیاھا اِلَّا وَقَدْ  
 شَرِبَ تَحَا مَرَّ مَحْمُومَ شَرَابِ کے نہیں کی ہو مگر جب ہی تو کہ شراب پی لی لیکن حضرت امیر نے بنظر احتیاط دونوں  
 حدوں کے اقل پر اتفا کیا اور خدا کی پناہ کہ حضرت امیر اور حد جاری کرنے میں پاسداری قرابت عثمان کی کرین  
 حال آنکہ حضرت عثمان کو نہایت تاکید پوری حدیر کی ہو چنانچہ کتب سیر و تواریخ میں جو متفق علیہا ہیں یعنی  
 نہر نامہ بی و سنی متفق ہیں موجود اور قصاص کا ممان کرنا نہ حضرت امیر کی جانب سے تھا بلکہ مقتول کے والدین  
 کی طرف سے تھا حسب شوریہ حضرت امیر کے چنانچہ یہ قصہ معتبر کتابوں میں اسطرح مروی ہو کہ ایک شخص نے  
 سنی شخص کو سبب عداوت کے جو باہم تھے کسی دیر لے میں مار ڈالا اور قاتل بھاگ گیا جب الی مقتول کے  
 اسکی تلاش کو گئے اُس دیر لے کے قریب ایک دیرانہ تھا دیکھا کہ ایک شخص چھری خون آلودہ ہاتھ میں لیے  
 پیضا کر رہا ہو اسکو پکڑالائے اور اسکے کپڑے بھی خون میں بھرے تھے جب حضرت امیر کے حضور میں آیا  
 سولے اقرار کے اسکو کچہ بن نہیں پڑا کہ انا کہان میں نے مارا ہو کچہ حکم شرع کا ہو اسکا تاج ہوں اسواسطے  
 دیہ خون آلودگی میری خود میری گواہی ہو چکو وہاں سے جان وہ مارا گیا اس واسطے پکڑا ہو کچہ کچا  
 رولن اسی حال میں جبے اسکو مارا تھا اس ماجرا پر مطلع ہو کے خود روٹا آیا اور حضرت امیر کے

حضور میں اتر گیا کہ یا امیر المؤمنین اس شخص کا قاتل میں ہوں یہ مفت میں بیگنا ہو کر لایا گیا ہو مجھ کو قصاص فرمائیے  
 اسکو چھوڑ دیجیے حضرت امیر نے پہلے شخص سے حال پوچھا کہ تیرا قصہ کیا ہوا اور مجھ کو کیا پڑا تھا جو تو نے اقرار کیا اسے  
 کہا کہ یا امیر المؤمنین میں نے اپنے گھر میں ایک بکری ذبح کی تھی اس حال کی مجھ پر گزب نہ تھی اور کپڑے میرے  
 خون میں رنگے ہوئے تھے اور چہری خون آلودہ ہاتھ میں اس بکری کو صاف کرتا تھا کہ وہ فقہ مجھ کو پیشاب کی منو  
 ہوئی میں اس ویرانے میں جب پیشاب کرنے گیا تو دیکھا کہ ایک شخص راہو پڑا ہو میں ڈرا اور اس ویرانے سے  
 نکل کے دوسرے ویرانے میں جو اس کے قریب ہو پیشاب کر کے چاہتا تھا کہ اپنے گھر جاؤں اور بکری بناؤں دفعہ  
 وارث مقتول کے آپونچے اور مجھ کو پکڑ لیا میں نے دیکھا کہ علامتیں قتل کی نعمین موجود ہیں مولے اقرار کے چار  
 نمین ہوا اقرار دیا حضرت امیر خدا کا شکر بجالائے اور اس قاتل مقرر کی تعریف کی کہ ہر چند تو نے ایک آدمی کو  
 مار ڈالا لیکن ایک کی جان بھی بچائی اگر تو نہ آجاتا اور اقرار نہ کرتا تو یہ بیگناہ مفت مارا جاتا تو اس لائق ہو کہ  
 قصاص مجھے معاف کیا جائے مقتول کے والیوں نے جو کلام حضرت امیر کا سنا اس کے خون سے درگزر سے اور  
 قصاص معاف کیا پھر اس قصے میں کوئی طعن کی حکیم جو آدروالہ حاطب کو جو رحم کیا جائز ہو کہ اس کے آزاد ہونے  
 کے بعد ہوا تو حضرت امیر کو اسے کنیز ہونے کی اطلاع سنوئی ہو تو جو زمین ثابت ہے آپسے منظرہ کر کے ایک مسئلے  
 میں آپ کو الزام دیا کہ آپ کی تجارت نمین ہوتی کہ بیرونی حق کی زنا نشان اولیاسے جو قلیفہ ثنائی عمر بن خطاب  
 منقول ہو کہ ایک عورت کے کہنے سے قاتل ہو گیا اور فرمایا کُلُّ النَّاسِ آفَقَةٌ مِنْ عَمَلِهِ خُتِلَ دَأْبُ  
 فِي النِّجَالِ ہر شخص عمر سے زیادہ جاننے والا ہو یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں جو جھولن میں ہیں اور خلاف پنجاب  
 کا جب لازم آتا کہ دونوں بیچ فکر و تامل سے کوئی بات ٹھہرائے اور فیصلہ کرتے جب ایک بیچ نے جو معاویہ کی طرف سے  
 تھا دوسرے بیچ کو داؤن بیچ سے دھوکا دیا اور وہ فکر و تامل نہ کرنے پایا تو پنجابیت کب ثابت ہوئی اور خلاف  
 اس کا ب لازم آیا اور چوکا ہوا آنکھوں کی جڑ سے کاٹنا جلار کی خطا سے تھا نہ موافق حکم حضرت امیر کے تو انکی  
 جبل ثابت ہوا اور کبھی بعض لوگوں کی بعض پر ان باتوں پر جو انہیں جاری ہوتی ہیں اب تک امام کے نزدیک  
 مافی ہونی ہو وَاَسْتَشْهَدُ وَاشْهَدُ يَنْ يَهْ آیت خاص ہر لوگوں کے کاموں کے سوا اوروں کے کاموں میں  
 اسوا سٹے کر بانوں کے سامنے لڑکوں کے کھیل متغیر ہیں جیسے گواہی بعض کفار کی بعض پر مانی ہوئی ہو پس  
 موقع طعن کا نمین ہوا اسوا سٹے کے یہ مذہب بعض مجتہدوں کا ہو اور لفتنیت کا نیکی آنکھ کی لینا بسبب باریکی  
 فقہیہ کے جو کسو سٹے کا نے کی آنکھ اگرچہ منحصر ایک فرد پر ہو لیکن حکم دوا آنکھ کا رکھتی ہو پس جس نے بدلا اسے لیا

اس نے اس کلمہ کو جو دو وزن آکھون کی مثل تھی اندھا کیا پس گویا ایک آکلمہ کو اپنے حجت سے زیادہ اندھا کیا  
 اُس پر دیت لازم ہوئی لیکن بسبب نص قرآن الکَلِیْنِ بِالْعَلِیْنِ کے قصاس لینا اُس سے روا ہوگا پس یہاں  
 حقیقت اور شبہ و دو نو پر ثابت ہوا اگرچہ مجتہدوں سے یہ مذہب کسب کا نہیں ہرگز نظیر اس کی شرع کے قاعدوں مانع  
 ثابت کر سکتے ہیں جیسے بنت لبون یعنی دو برس کی اوٹنی صدقہ میں بجائے بنت خاص یعنی کیسلو کے لینا اور  
 پھر دنیا قیمت زاد کا جائز ہو ماحل کلام اجتہادی باتوں کو موقع لعن کا بنا نامعص ہینا ہو تو اگر روکا نا مانع سے  
 پورا لینا حد کا بھی ہر تو سیاست کی نظر سے ہوگا نہ حکم شرع کی راہ تو یہ چند قلم شرع کی بچوں سے اٹھا لیگی ہو لیکن  
 مرنے اور تنبیہ خلفا سے نہیں اٹھا لیگی ہو بدلیل حدیث صحیح اِصْرُ یُؤْخَذُ عَلَیْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرَ سَنَیْنِ تَرْجُمَہ  
 مار دیا سٹے ناز کے جب وہ دس برس کے ہوں اور روایت محمد بن بابویہ کی کہ جو مدقصر کو حد ناسے اور بیس  
 دسے رمضان میں شراب پینے والے پر بڑھادیے دو تون مقبول نہیں ہیں جو محتاج جواب کے ہوں اگرچہ  
 بچھلی میں توجیہ کر سکتے ہیں کہ یہ زیادتی حد مقرر پر ڈرانے کے واسطے تھی اور روایت مورخا یا کے  
 اہل سنت کی کتابوں میں مطلق موجد نہیں ہو پس جواب اُس کا جھوٹا ٹھہرا نا اس روایت کا ہر کلمہ اہل سنت  
 کے نزدیک مخالف اس روایت کا صحیح ہو سادی ابوسلمۃ موسیٰ بن اسمعیل عن ابی عوانۃ عن معاذ  
 عَنْ نَابِثِ بْنِ هُرَيْرٍ قَالَ حَمَلْتُ الْخُتْمَ مَا لَا مِنَ الْمَدَائِنِ مِنْ عِنْدِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ  
 قَلَمًا فَرَعَ فَأَخْرَجَ كَيْسًا فِيهِ عَشْرُ حُرْمٍ هَذَا فَقَالَ هَذَا مِنْ أَجُورِ الْمَسَاتِ فَقَالَ عَلِيٌّ وَیْلَكَ  
 مَا لَكَ وَأَجُورِ الْمَسَاتِ ثُمَّ قَامَ الْخُتْمُ وَعَلَيْهِ مَقْطَعَةٌ لَهُ حَمَاءٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ مَا لَهُ قَاتَلَهُ اللَّهُ  
 كَوْشَقُ لَهُ عَنْ قَلْبِهِ لِأَنَّهُ تَوَحَّدَ مِلْدَانٍ مِنْ حُبِّ اللَّاتِ وَالْعَرَشِ كَذَا فِي لَاسْتِیْعَابِ فِي ذِكْرِ الْخُتْمِ  
 ترموچمہ روایت کی ابوسلمہ نے موسیٰ بن اسمعیل اور ابی عوانہ اور مغیرہ اور ثابت بن ہریرہ سے کہ مختار کچھ  
 مال اپنے چچا کے پاس سے لا کر علی ابن ابی طالب کے پاس مدائن سے لایا جب فارغ ہوا ایک کیسہ  
 نکالا کہ اُس میں پندرہ درم تھے اور کیا یہ اجرت زانی عورتوں کی ہو پھر کہا علی نے خرابی ہو پھر حکم کیا کہ اُس  
 زانی عورتوں سے پھر کھڑا ہوا مختار اور اُس پر ایک کپڑا تھا سرخ رنگ پھر سلام کیا آپ نے کہا کیا مال  
 ہوا اس کا لعنت کرے افتداسپر اگر پھاڑا جاے اس کا دل اس وقت منور ملیگا محبت سے لات وغری کے بھر ہوا  
 ایسا ہی ہوا استیعاب میں ذکر مختار میں پس معلوم ہوا کہ کوئی روایت شیعہ کو پونجی ہوا اور مختار کا افترا و بہتان  
 ہوا مال ماننے کے واسطے اور اپنی بیعت مٹانے کے لیے ساختہ پروا ختم عام لشکر والوں کا اسنے اپنے تابعین کے

سید فاضل

بتا دیا وہ رفتہ رفتہ سب میں پھیل گیا اور درہم چون کا سود تھا کہ جنہیں کھو ٹاپن زیادہ تھا اور رواج اُن کا  
 منقطع تھا اور اصل قیمت یعنی قیمت نہری تھی چنانچہ اب بھی شافعیوں کے نزدیک اُس پر فاضل لینا جائز  
 ہو حرام نہیں شاید یہ امر مختار شافعیوں کا بھی حسب تجویز اُن کے ہو اور حدیث رسول شہیدین جو فیصلہ کلمہ  
 مراد اُس سے دم خالص چاندی کا ہو یا دم راسخ کہ قیمت پوری رکھتا ہو اور خطبہ البیان اور خطبہ المافتح اُن  
 اہل سنت کی کتابوں میں نہیں ہیں بلکہ انکو موضوع کہا جاوے گا ماسیہ میں بھی جو ان کے راوی ہیں وہ جھوٹے ہیں  
 مسافر و بستان کو محل طعن بنانا بڑی نادانی ہو یا فرض اگر صحیح بھی ہو تاہم ایسے کلام حقانی مذبذون اور سنی  
 کے حل سے ہیں کہ اولیاء اللہ کو ظاہر ہوتے ہیں اور حقیقتوں کے حقیقہ سے کلام کرتے ہیں شرع میں بھی  
 اس قسم سنی حالی و غلبہ و اراوات سے معذور کیا ہو اور حدیث صحیح تو بہ میں واقع ہو کہ اَمْتُ عَبْدِی وَ اَنَا  
 سَابِکُ اَخْطَا مِنْ سَيِّدَةِ الْفَرَحِ یعنی تو میرا بندہ ہو میں تیرا پروردگار خطا کی میں نے کثرت و شدت فرج سے  
 یہ کلام ہو گیا احکامات زبان حال کی ہو اور جیسے قول اَلْحَکَامُ قَالَتْ اَلَا تَرْضَوْنَ لِقَوْلِهِمْ تَشْفَعُ قَالَتْ لَا تَشَاءُ لَنِي  
 وَ اَسْأَلُ مَنْ يَدْفَعُنِي مَرَّةً جَمْعُ زَمِينِ نے مسیح سے کہا تو مجھ کو کیوں بھاڑتی ہو کہا مجھے مت پوچھو مجھ کو کون  
 اُس سے پوچھو اور مراد مسئلہ فی الحدیث قُلْ تَدْعُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ اَوْنِیْ بِلِسَانٍ لَا شَأْنَ لَهُ وَلَا يَفْلَحُ  
 عَلٰی لِسَانِ الْعِبَادَةِ وَلَا مَمْلَکَۃَ عِزٍّ مِّمَّنْ حَتّٰی يَشْفَعُ عَنْہُ اُیَا جانتے ہو کیا فرمایا تھا کہ پروردگار نے  
 یعنی زبان اشارے سے اولیاء اشارہ نہ تو اُطلاع زبان کی عبارت پر امت کو ممکن نہیں ہو کہ سمجھیں اُس سے  
 اور اپنے عزیز و اقارب کے حکومت و سرداری دینا بشرطیکہ اطاعت و اجبی اختیار کریں بہتر ہو اُن لوگوں سے  
 کہ اطاعت کریں چنانچہ عثمان نے بھی ایسا ہی کیا حضرت عثمان کے قصاص میں جو تامل کیا ہو جب جستجو  
 قاتل کے تھا کہ وہ خلیفہ کے ذمے نہیں ہو بلکہ وراثت میں مقتول کے ذمے ابو موسیٰ اشعری کے مالک اشتراؤ اُن کے  
 غلاموں نے امانت کی حکم حضرت امیر کے کونے میں اُس کا گھر حلاویہ حضرت امیر کو اسکی اطلاع تھی چنانچہ تاریخ  
 طبری سے ثابت ہو ابو مسعود انصاری کی امانت اس سبب کہ وہ باغیوں کی طرف داری کرتا تھا اور تسلیم  
 حضرت مابیشہ کی شان میں قبل نزول آیت سے تھی جس سے اُن کی بے تابیت ثابت ہوئی اس صورت میں کچھ اندیشہ  
 نہیں ہو کہ اَلَا تَحْبِرُ تَحْمِلُ الصَّدَقَ وَالْکَذِبَ سَوَاطِلَ کہ خبر میں احتمال جھوٹ سچ و دلوں کا ہوتا ہو یہ عبارت  
 اَمْلَکَ اللّٰهُ وَ اَنَا مَعَهُ بطور توریہ کے تھی یعنی چھپا کر کہ نظر ضرورت عمل میں لائے جیسے هَذَا الْحَبَشِيُّ حضرت  
 ابراہیم نے حضرت سارہ کے معاملے میں کہا یعنی یہ میری بہن ہو حضرت امیر نے بھی بلوے اور فتنے فساد

فاما ان عثمان کے خون سے جو لشکر میں تھے مصلحتاً ذرا یا بلکہ خون یہ تھا کہ خود حضرت امیر کے قتل کا قصہ کہنا  
 حاصل کلام نواصب و شیعہ دونوں فرقوں کی شیطان نے راہ ماری ہو جو لوگ خدا کے دوست ہیں اُن کی  
 عیب جوئی کی طرف نہ ہی سکی آرزو ہو ورنہ ان کے اپنا کام ان کے ہاتھوں سے لیتا ہوا شہر ہر کرنا خواہنا چودہ در  
 مجلس اندر طعنہ نیکانہ برویہ تہمتہ بحث الامامۃ قدر مشترک یعنی کلیہ تمام فرقوں میں شیعہ کے جیسے  
 انکو اتفاق ہو یہی ہو کہ حضرت امیرؓ امام ہیں بلا فصل و امامت خلافتی نمائندگی باطل ہے اصل ہی  
 بس اس قدر مشترک میں اہل سنت کے گفتگو انکی ساتھ روشنائی و واضح ہو اور فروع اور شاخوں میں سکی  
 جو مخالفت اس فرقے کی ہو فصوص قرآنی و قول اہل بیت طاہرہ سے جو مذکور ہوئے ظاہر ہو گئی  
 لیکن بعد اس قدر مشترک کے بھی بڑے اختلاف اس فرقے میں بڑے ہیں بعض نے افواج سے بعض کو منسوب  
 بلکہ ہی اور کفر اور ابطال و رد ہی کیا ہے و کفی اللہ المؤمنین القتال یعنی کافی ہوا ائمہ مومنوں کو لڑائی  
 کے واسطے حاصل یہ کہ وہ خود انکو سمجھ لیا کہ بس اس کتاب میں کہ گفتگو سنی شیعہ کی جو ان اختلافات کا ذکر  
 کرنا کچھ ضرور نہیں ہے نہ کچھ اہل سنت کو ان اختلافات سے حرکے گوشت خوردان سگ لیکن بدین نظر کہ  
 لَمْ يَكُنْ لِكُلِّ امْتِلَافٍ فِي شَيْءٍ دَلِيلٌ كَذِبٌ بِهٖ يَعْنِي كَثْرَتِ اخْتِلَافٍ كِي كَسِي شَيْءٍ مِّنْ لِّسَانِكَ جَوَاطُ هُوَ لَمْ يَكُنْ لِكُلِّ امْتِلَافٍ  
 نقل کرنا ان کے قولوں کا امامت کے شرطوں اور معنی امامت اور عدو مامون میں منظور ہوا تو نشانیاں  
 اس مذہب کے جھوٹ کی بہت طرفوں سے قائم ہوں اور وہ طعن کہ اہل سنت پر بابت اختلاف فقہ کے  
 رہتے ہیں لوٹ کر انھیں ہر پڑ میں نہایت فحش وجہ کے ساتھ اس واسطے انکو تو اختلاف اپنے اصول میں ہی  
 اور اختلاف اہل سنت کا فروع میں اگلے پیغمبروں کے دین بھی فروع میں مختلف ہوئے ہیں لیکن اہل  
 میں سب متفق قولہ تعالیٰ تَشْرِعْ لَكُمْ مِّنَ الدِّينِ مَا دَشَىٰ بِهٖ نُوْحًا تَرَوُہُ جَمْعَ شُرُوعٍ کیا تھا اس واسطے وہ  
 دین جسکی ہمت کی تھی نوح کو غور کرو جس دین کے اصول مختلف ہوں وہ عجب دین ہے کہ کسی لگے انبا کے  
 دین سے مشابہ نہ ہو پھر اسلام کا کیا تھا کہ ناپوشیدہ نہ رہے کہ شیعہ خلاۃ کے نزدیک معنی امامت کے محض حکومت  
 جو جاری کرنے احکام اور دینی کے ہو اور ایک شان ہوشان لوہیت سے اور سوا خلاۃ کے کہتے ہیں کہ منہ امامت کے  
 نیابت پیغمبر کی ہو دین و دنیا کے کاموں میں اور زید یہ کل عصمت کو امامت میں شرط نہیں جانتے اور یہ بھی  
 ضرور نہیں کہ اُس کے حق میں ایض ہو یہ لازم کہ سب افضل ہو بلکہ تلوار و انبار امامت کے ساتھ خروج کرنے کو  
 عمدہ شرط امامت سے اعتقاد کرتے ہیں اور اسی مطالب پر دلیل قائم کرتے ہیں اسماعیلیہ کو ازراچہ کہ



مقصود ہونا امام کا شرط کرتے ہیں لیکن نزاریہ معصوم ہونے کو برابر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام بہ تکلیف فروعات شرع کی نہیں ہر چاہے زنا کرے چاہے اظلام چاہے شراب پیے اسکو سب جائز ہے شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی اپنے شیخ سے کہ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان بغدادی ہر جس کا لقب مفید تہذیب میں نقل کرتا ہو کہ اسے کہا ہو ابو الحسن ہارونی اول اعتقاد میں شیعہ مذہب تھا اور قائل امامت کا آخر جب بہت سے اختلاف امامیہ نے امر واقعی کو اس پر چھپا لیا اور اس گروہ کے فقہروں کو نہایت ہی مختلف اور ایک دوسرے سے خلاف اور جھگڑتے ہوئے پایا تو آخر میں اہل سنت کی طرف رجوع کیا اور شافعی ہوا اور جو لوگ کافی عمر میں اس سے لذت و فائدہ پاتے رہے تھے وہ بھی اپنے شیخ کے تابع ہوئے اور پیڑا رہا کہ اس مذہب سے پھر گئے اور اپنی الواقع جو کوئی اس مذہب میں خوب غور کر لیا اور اس مذہب کے جو صاحب خبر ہیں ان کے اخبار اور مختلف قولوں پر مطلع ہو گا یقین جان لیا کہ اس طریقے میں راہ نجات کی بندھی اور راہ خلاص کے جھگڑوں کی کشمکش سے ناپید بس ضرور اسکو چھوڑ دیا اور دوسرا مذہب اختیار کر لیا اب اس محل کو ہم مفصل بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے اماموں سے روایتیں متعارض بہت رکھتے ہیں ہر امام سے مخالف دو کلام کے اور مخالف اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس میں گمان نسخ کا باطل نہیں ہو کہ واسطے کہ نبی کے کلام کو سوانہی کے کوئی نسخ نہیں کر سکتا اور امام کا حق نہیں ہو کہ احکام الہی یا سنت پیغمبر کو نسخ کرے نہیں تو امام امام نہیں ہو سکتے کہ ظاہر ہو امام نائب پیغمبر کا ہونے مخالف اسکا اور نہ نبی مستقل اور اگر نسخ کے بھی قائل ہوئیں تو ضرور نہ پچھلے امام کو پہلے امام کے کلام کا نسخ کہیں گے بس مدار عمل کا پچھلے امام کے روایتوں پر ہو گا حال آنکہ بہت جگہوں میں اتفاق اس فرقے کا روایت پہلا امام پر ہو اور یہ بھی ہو کہ احکام مؤید میں جسکے تائید ایک دوسرے سے ہو نسخ جائز نہیں ہو تا معصوم کو جھوٹا ٹھہرانا لازم نہ آئے سو انکی روایتوں کے احکام مؤید میں بھی اختلاف واقع ہو تب احکام نسخ کا بالکل جاتا رہا باب رہی وہ جریج و خبروں سے ایک کی دوسرے پر جیسے وثوق و مضبوطی انکے راویوں کی ہو سو مطلقاً بندا سوا سطلے کہ چند کتابوں کو انھوں نے کالو حی من السماء یعنی آسمانی وحی کی طرح ٹھہرا رکھا ہو کہ ہر ایک روایت کرتا ہو دوسرا اسکو برابر خاک کے گنتا ہو پھر کہہ دے کہ اس پر وثوق کیا جائے پس اگر موافق اعتقاد انکے عام لوگوں کے ہم سب کو موثوق ٹھہرائیں تو ایک کو دوسرے پر ترجیح و فوقیت نہیں ہو سکتی اور اگر بعض اخبار والوں کے کہے ہوئے پر بعض کے حق میں یمن و مرجع مشروع کریں کہ کبھی ایک کے کبھی دوسرے کے تو سب ملعون و مجرور

نفس

ہو جائیں گے پس کوئی سبیل ترجیح کی پیدا نہ ہوئی ناچار اگر ادینار وایتون کا لازم آتا ہے اور سب احکام انکے بیکار ہو گئے یہ جگہ روایتیں انکی ایک طرف کی ہیں جو اثناعشریہ ہیں کہ ہر عالم انکا ایک ہی ایت رکھتا ہے مخالف روایت دوسری کے مثلاً ایک گروہ نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے

الَّذِي لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ يَعْنِي مَذْيَ سَعْدٍ وَنَحْوِهَا دُوسرا اسناد صحیح روایت کرتا ہے

يَنْقُضُ الْوُضُوءَ اَيْک جماعت راوی ہیں کہ سجدہ سہو کا نازمین واجب نہیں ہوتا ایک جماعت کہتی ہیں واجب ہوتا ہے اور آئمہ نے بھی سجدہ سہو کا کیا ہے ایک جماعت کی روایت ہے کہ نازی اگر نازمین اپنی دائرہ یا کسی اور اعضا کے ساتھ بازی کرے ناز جاتی رہتی ہے ایک جماعت روایت کرتے ہیں کہ اگر خایہ اور ذکر کے ساتھ بازی کرے ناز جائز ہے پس وہ مثل ہو ہی کجا ریش و کجا خایہ یہی حالت انکی تمامی اخبار میں پائی جاتی ہے نہ ایک دو چیز میں چنانچہ کتاب من لایحضرہ الفقہ اسہر گواہ ہے اور اگر جمیع فریق شیعہ کے اخبار کو جو روایت کیسا ہے نظر کریں تو عجب ہی ملاحظہ اور لوٹ پوٹ اور نہایت عرصہ میں ساری اصول و فروع میں ظاہر ہوتا ہے کہ انہما نہیں معلوم ہوتی بعض علما انکے مقصد ہی تمام روایات جمع کرنے کے ہوئے ہیں انھوں نے عجب سحر کاریاں کی ہیں ان سب میں سردار اسکام کا شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی ہے جسکی تہذیب و استبصار ہے۔ اور حد اسکی کوشش کی یہی ہے کہ تقیہ پر قیاس کیا ہے اور تقیہ کا حال یہ کہ بعض جگہوں میں ایسی چیز کو تقیہ پر قیاس کیا ہے کہ وہ کسی مخالف کا مذہب نہیں ہے یا کوئی مذہب ضعیف ہے کہ مخالف لوگوں سے ایک دو آدمیوں نے اُس مذہب کو اختیار کیا ہے نہ زیادہ نے اور ظاہر ہے کہ آئمہ عظام ایسے بھی ڈرنے والے تھے کہ اس وہم سے کہ شاید یہ مذہب کسی کا ہو اور اسوقت ہمارے سامنے آ موجود ہوئے اپنی عبادتوں کو باطل و خراب کرتے مَعَآذَ اللّٰهِ مِنْ شَرِّهِمْ وَكَفَرَاتِهِمْ

فِي حَبَابِ لَا رَيْبَ وَلَا ذَلِيلًا اَللّٰهُ بَچائے ایسی بد اعتقادی سے جو آئمہ اور اولیا کے جناب میں ہو بعض جگہوں میں خبر کے ایک جملے کو تو تابع تقیہ کا کیا ہے اور دوسرے جملے کے مدلول کو کہ مخالف مذہب اہل سنت کے ہے اپنے حال پر لگایا ہے اگر تقیہ تھا تو ایک جملے میں تقیہ کرنا دوسرے جملے میں اظہار کرنا اسکے کیا معنی کیا حضرت آئمہ انکے اعتقاد میں بے عقل ہیں مَعَآذَ اللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ مَثَالِ اسکی

خَبَرَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ لَا يَسْلُبُ الْوُجْهَ قَوْمَيْنِ وَتَجْلِبِلُ

اَصْحَابِ الرَّحْلَيْنِ عِنْدَ عَسْكَرِ الْيَمَنِ خَبَرُوْنِي عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ بِنَبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ  
 دود دفع منہ دھونیکا انگو حکم کیا اور پاؤں دھونے کے وقت میں انگلیوں کے خلال کرنے کا یعنی  
 پاؤں کی انگلیوں میں ہاتھ کی انگلیاں ڈالنا اور حال یہ کہ شیعہ مذہب میں منہ کا دھونا وہی  
 دفع ہو اور سینوں کے مذہب میں تین دفع اور پاؤں کا دھونا سستی مذہب میں ہو اور مسح کرنا  
 شیعہ مذہب میں تیس اس خبر میں اظہار و تقیہ دونوں کا جمع ہونا لازم آتا ہو بعض جگہوں میں  
 یہ کہ اکثر ایک تاویلین کر کے کلام امام کو مرتبہ بلاغت سے بازاریوں کی حد کج معین ڈالا ہے  
 از انجملہ تاویلوں کی کلام حضرت سجاد کا ہو کہ دعا میں فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِہٖ  
 یعنی اے مہربان میرے میں نے گناہ کیے اور ظلم کیے اور سستی کی یہ دعا لکھ اور اماموں اور صحیح کتابوں سے  
 بھی روایت کی گئی ہو یہی جھوٹی دونوں صورت پر خلاف و منافی عصمت کے ہو اور یہ  
 موقع موقع تقیہ کا تھا کس واسطے اس وقت میں کسی ہو کہ جس وقت خدا سے مناجات کرتے تھے یہ کہتے ہیں  
 کہ مراد حضرت امہ کی یہ ہو کہ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاصْعَوْا وَ ظَلَمُوْا وَ تَوَاوَلُوْا لَکِنْ سَرَضْنَا بِہُمْ شِیْعَةً  
 وَ رَضُوْا بِہَا اَیْمَةً فَحَالًا لَّہُمْ وَ حَالًا لَّہُمْ حَالًا لَّہُمْ اَمَّا تَرَجِعْہُمْ اَوْ مَجُودِیْرَہُمْ بِشَکْہِہُمْ شِیْعَہُ  
 گناہ کیے اور ظلم کیے اور سستی کی لیکن ہم راضی ہیں اُنسے شیعہ ہونے میں اور وہ راضی ہیں ہمارے  
 پیشوا ہونے میں بس جو حال ہمارا ہو وہ اُنکا ہو اور جو اُنکا ہو وہ ہمارا ہو سبحان اللہ کیا کہنا ہو  
 اگر ایسا اتحاد شیعہ اور ائمہ کا ثابت ہو تو شیعہ کے گناہ و ظلم و سستی نے اماموں میں اثر کیا کہ امام  
 اُنکو اپنے گناہ و ظلم و سستی ٹھہراتے ہیں اور اماموں کی طاعت و عدل و عبادت و قنوت نے  
 شیعوں میں کیوں نہیں اثر کیا تعجب ہے معلوم ہوا کہ احکام شیعہ کے ائمہ پر غالب ہوئے اور حکام  
 ائمہ کے مغلوب ہوئے مَعَآذَ اللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْاَعْتِقَادِ خدا بچائے اس بد اعتقادی سے اور ہرگز  
 ایسی تاویلوں کی عرب و عجم کے محاورات میں کوئی نظیر و مثال نہیں پائی جاتی ہو علاوہ اسکے  
 جو رکاکتیں کہ سخو کی راہ سے بیان لازم آتی ہیں پوشیدہ نہیں ہیں یعنی قیاس کرنا تا واحد مشکل کو  
 جمع پر اور صیغہ مشکل کو غائب پر اور اصناف متکلم فعل غیر کی اپنے نفس کی طرف پھر ایسے کلام فاسد کی  
 نسبت ایسے لوگوں سے کریں جو مجدد و مرتبہ بلاغت میں تھے نہ معلوم اسکا باعث ہی کیا کہ حضرت  
 ائمہ نے صریح نسبت ظلم و عصیان کی اپنے شیعہ کی طرف نہ کر کے اپنے کو امین آلودہ فرمایا ہو اور جو حکم

انہی عصمت کے ہیں انکو ایک دستاویز اور رسمی مضبوط خود عنایت فراموشی اور باعث گمراہی  
ایک جماعت کثیر کے ایک دو باتین کر کے جو ضروری نہ تھیں ہوسے دوسرے یہ خوب ظاہر ہو کہ پہلی  
صدیوں میں سخت اختلاف مسائل فروعی میں واقع ہوئے کہ اہل سنت بھی اُن مسائل میں  
باہد گرا اختلاف رکھتے ہیں لیکن اختلاف فروعی جن میں کچھ نقصان نہیں جانتے نہ اس معاملے میں  
کوئی کسی پر طعن و عتاب کرے بلکہ بطور مناظرہ اور مجاہدہ فروع میں آگے وقت میں یہ بہت رائج  
و بکثرت تھا کوئی اپنا مذہب ظاہر کر کے دلیلین اس پر قائم کرتا تھا صحابہ کے وقت سے لیکر عباسیہ کے وقت تک  
یہی برویات اور جو ٹم چٹا رہی کہ بے دغدغے اور بے وسوسے اجتہاد اور مسائل کا لٹا اور اپنے قول کی  
ترجیح اور خصم کی دلیلوں کی تضعیف عمل میں لانا حضرات ائمہ کو کیا لازم تھا کہ فروعی مسکون میں تفسیر  
کرتے اور جو حکم کہ نازل کیا ہوا ہو اسکو ظاہر کرتے حضرت امیر نے خلیفہ ثانی و ثالث کے زمانے میں  
بیع اہمات اولاد اور متع حج اور اور مسائل میں ایسے مناظرے فرمائے کہ دونوں جانب سے نوبت  
سخنی و درشتی کی پہنچی اور کسی نے دم مارا خصوص خلیفہ ثانی کہ شیعہ کے گمان میں بھی اس مقدمے  
میں بڑے انقیاد پیشہ تھے جو کوئی انکے سامنے کچھ دلیل کتاب و سنت کی بیان کرتا تو اس کے قائل  
ہو جاتے تھے حتیٰ کہ ایک عورت نے عوام کی عورتوں سے مقدمے میں بہت مہر ہوئے کے انکو الزام دیا کہ  
یہ قائل ہو گئے اور کہا کُلُّ النَّاسِ أَفْقَهُ مِنْ عَمْرٍ حَتَّى يُخَدَّ رَأْيُ فِي الْحِجَالِ اس کے معنی اوپر گزرتے کہ اس  
تھے کو خبیثہ نے مطاعن میں شمار کیا ہو چھڑا سوقت میں حضرت امیرؓ مسائل فروعیہ میں کیوں تفسیر  
فرماتے اور اظہار اس حکم کا جو خدائے تعالیٰ سے نازل ہوا اور جو انکے ذمے واجب تھا نکلتے اور  
چھوڑ دیتے اور بچھلے ائمہ جیسے حضرت سجادؓ و باقرؓ و صادقؓ و رضاؓ سب مقتدا و پیشوا اہل سنت  
کے ہوئے ہیں جکے علائق زہنی و امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ شاگردانکے ہوئے ہیں اور اسوقت  
میں جو صوفی تھے جیسے مودت کرخی انھوں نے اُسے فیض حاصل کیا ہو طریقت کے مشائخوں نے  
ان حضرات سلسلہ کو سلسلہ الذہب کہا ہو محدثوں نے اہل سنت کے ان بزرگوں سے ہر فرخ خصوص  
تفسیر و سلوک میں دفتر کے دفتر حدیثوں کے روایت کئے ہیں کچھ کو نکر گمان ہوتا ہو کہ یہ حضرات ان لوگوں  
سے ڈرین اور تفسیر کریں اگر ایسے لوگوں سے احتمال تفسیر کا ہو تو رجال شیعہ سے یہ احتمال قوی تر ہوگا  
اب مصنف رہ تبوع فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ ہم کہاں سے کہاں جا پڑے گنگو تو اس میں بھی کہ امامیہ اور

تمام فریق شیعہ کو اصل امامت میں بعد حضرت امیر کے ایسا اختلاف ہو جسکی کچھ حد نہیں یہی  
اختلاف روایات کو پونچا آب پھر ہم اصل مطلب کی راہ پر چلیں جانتا چاہیے کہ امامیہ حصر شمار  
ائمہ میں مثل تنیون فرقوں اسماعیلیہ کے قائل ہیں لیکن شمار میں ان کے اختلاف تبصرتے ہیں کہ  
پانچ ہیں تبصرتے ہیں سات تبصرتے ہیں آٹھ تبصرتے ہیں بارہ تبصرتے ہیں غلہ کہتے ہیں امام الہدین  
أَوَّلُهُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحَسَنِ ثُمَّ مَنْ صَلَّاهُ مِنْ أَوْكَادِ الْحُسَيْنِ  
إِلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْوَلَاةُ لَاصْغَرُ وَحَاثَمٌ لِأَلِهِ ثُمَّ بَعْدَهُ نَوَائِبُهُ وَهُمْ مَنْ صَلَّاهُ مِنْ  
أَكْبَاءِ جَعْفَرٍ يَعْنِي إِمَامَ آلِهِ مِنْ أَمْرِ مَعْبُودٍ أَوَّلُ أَنْ مِمَّنْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسَيْنٍ نَكِ  
پھر جو کوئی صلاحیت رکھے اولاد حسین سے جعفر بن محمد تک وریہ آلہ اصغر ہو اور خاتم آلہ بعد ان کے  
نائب ان کے ہیں جو کوئی جعفر کے بیٹوں سے صلاحیت رکھے ایک فرقہ غلہ کا اس طرف گئے ہیں کہ  
اسلامت میں دو شخص امام ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علی باقی نائب ان کے جو لیاقت اس کام کی  
رکھتا ہو اولاد علی سے اور حلو یہ کہتے ہیں کہ امام وہ شخص ہو کہ اس میں آلہ حلول کرے یعنی اترے جیسے  
ہندو اپنے پیشواؤں کو اوتار بتاتے ہیں ان کے اختلاف کا بیان باب اول میں گذرا کیسے  
کہتے ہیں کہ امام بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علی ہیں پھر محمد بن حنفیہ اور ہر فرقہ فریق شیعہ سے جو  
امام کہ ان کے گمان میں ہو اس سے احکام شریعت میں خبریں اور روایتیں نقل کرتے ہیں اور ان کے قاتر  
کا دعویٰ اس پہلا فرقہ کیسے نہ کہ کہتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد دعویٰ  
امامت کا کیا کہ انکی امامت پر ان کے باپ نے نص فرمائی تھی اور دوسرا فرقہ کہتے ہیں یعنی مختار یہ دعویٰ  
امامت کا محمد بن علی سے بعد شہادت امام حسین کے واقع ہوا اور بہت سی کرامت کے موافق دعویٰ  
امامت کے ایسے روایت کرتے ہیں امامیہ بالکل کہتے ہیں کہ بیشک بعد شہادت حضرت امام حسین کے  
محمد بن علی نے دعویٰ امامت کا کیا تھا لیکن آخر میں رجوع کر کے اپنے بھتیجے یعنی امام زین العابدین کے  
امامت کا اقرار کیا اور راندی نے حضرت سجاد کے معجزات میں روایت کی ہر عن محمد بن ابی  
أَبِي الْعَلَاءِ وَأَبِي الْمُرَجِّدِ ابْنِ الْمُثَنَّى جَمِيعًا عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ  
جَاءَ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَنْفِيَّةِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ يَا عَلِيُّ أَلَسْتَ تَقْرَأُ كَأَمَامِكَ فَقَالَ يَا عَلِيُّ  
لَوْ عَلِمْتُ ذَلِكَ مَا خَالَفْتُكَ وَإِنْ مَا عَلِمْتُكَ وَعَلَى الْخَلْقِ مَعَهُ وَمَنْ يَأْتِي مَا عَلِمْتُ إِلَى

وَصِي قَابُوسٍ وَنَبَا جِرَانِ السَّاعَةِ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَمَنْ تَرْضَى حَتَّى يَكُونَ بَيْنَنَا حَكْمًا فَقَالَ  
 مُحَمَّدٌ يَمَنْ شِئْتَ فَقَالَ اَرْضَى أَنْ يَكُونَ بَيْنَنَا الْحُجْرُ لَا سُودَ فَقَالَ مُبَحَّانُ اللَّهِ أَرْمُولُ إِلَى النَّاسِ وَ  
 تَدْعُونِي إِلَى حِمْرٍ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ بِلَالٍ يَتَكَلَّمُ إِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَهُ عَيْنَانِ وَلِسَانٌ وَ  
 شَفَتَانِ يَشْهَدُ عَلَى مَلَأَتِهِ بِالْمُؤَامَاةِ فَتَكُونُ أَوَانَا وَأَنْتَ فَتَدْعُو اللَّهَ عَنْ وَحَلَّ أَنْ يَنْقُطَ اللَّهُ لَنَا  
 أَنْبَاءُ مَنْ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ مَا نَطْلُقًا وَمَلِكًا عِنْدَ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَدُلُومًا مِنَ الْحَجْرِ لَا سُودَ وَقَدْ  
 قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ لَمَّا كُنَا نَحْمِيكَ إِلَى مَا دَعَوْتَنِي إِلَيْهِ أَتَيْتُكَ إِذَا لَمَسَ الظَّالِمِينَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ  
 يَا عَمِّ تَقْدَمُ إِلَيْهِ فَإِنَّكَ أَسْلَمْتَ مِنِّي فَقَالَ مُحَمَّدٌ الْحَجْرُ أَسْأَلُكَ بِحُرْمَةِ اللَّهِ وَحُرْمَةِ رَسُولِهِ وَحُرْمَةِ  
 أَكْلِ مُؤْمِنٍ أَنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّ حُجَّةَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَاطِمَةُ وَتَبَتْ لَنَا فَلَمْ يَجِبْهُ ثُمَّ  
 مُحَمَّدٌ قَالَ لِعَلِّي تَقْدَمُ فَأَسْأَلُهُ فَتَقْدَمُ عَلَيَّ فَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ حَقِّي ثُمَّ قَالَ أَسْأَلُكَ بِحُرْمَةِ اللَّهِ وَحُرْمَةِ  
 رَسُولِهِ وَحُرْمَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ وَبِحُرْمَةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ أَنْ كُنْتُ  
 تَكَلَّمُ أَنَّ حُجَّةَ اللَّهِ عَلَيَّ فَاطِمَةُ فَاطِمَةُ بِذَلِكَ وَتَبَتْ لَهُ حَتَّى يَرْجِعَ عَنْ رَأْيِهِ فَقَالَ الْحَجْرُ لِمَسَانِ عَرَبِي  
 مُسْنٍ يَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اسْمُهُ وَأَطْعَمَ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ لَأَنَّهُ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَعَلَى جَمِيعِ خَلْقِهِ  
 فَقَالَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ عِنْدَ ذَلِكَ سَمِعْتُ وَأَطْعَمْتُ وَسَمِعْتُ حَرَّةً أَوْ بَابًا...

مشنی اور سنی ابی بصیر ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اے محمد بن حنفیہ پاس علی بن حسین کے اور کہا کیا تم  
 اس بات کا نہیں کرتا کہ میں تجھ پر ایم ہوں کہ اسی چچا اگر میں اس بات کو جانتا تو میری مخالفت نہ کرتا بیشک میری مخالفت  
 اور سب مخلوق پر فرض ہے اسی چچا کیا تو نہیں جانتا کہ میں صلی بن صلی ہوں اور حضور صلی دیر دونوں نے گفتگو کی ہے کہ اس علی  
 بن حسین کے سپر تو راضی ہوتا ہے کہ ہمارا تیرا بیچ ہو کہ ہمارے جسکو تو چاہے کہا سپر راضی ہے کہ ہمارا تھا را حبر ہو و بیچ  
 ہو کہ کہا پاک ہو اللہ تعجب کہ میں تجھ کو دیکھوں کہ طرف ہوتا ہوں اور تو مجھ کو تیرے طرف ہوتا ہے تو بات نہیں کرتا چچا کہ اس علی  
 کہ وہ کلام کرتا ہے تو نے نہیں جانا ہے کہ وہ آیت لگا تیا مسکے دل و راسکی دونوں ٹکھیں در زبان و در ہونٹ ہو گئے اور اسکی  
 گواہی دینا جو اس کے پاس آیا ہے اچھے خاتمے پر یعنی ایماندار اس کے پاس ہم تم جلیں پھر دعا کریں خدا غور و حل سے کہ  
 وہ اسکو گواہ کر دے ہمارے واسطے اور خبر دے کہ کون اللہ کی حجت ہے مخلوق میں پس دونوں چلے اور نماز پڑھیں نہ کہ  
 مقام ابراہیم کے اور پاس گئے حجر اسود کے اور بیشک محمد بن حنفیہ نے کہا تھا کہ اگر یہ بیچہ جسکے پاس مجھ سے جاتا ہے تو مجھ کو جو  
 نہ لگا تو تو ظالموں سے ہو گا یہ کہ اس علی نے محمد سے آگے چل کر تم اسی چچا اسکی طرف سے اسطے کہ تم عمر میں مجھ سے زیادہ ہو چکے کہ محمد نے



نسکی حسن عقیدہ میں نہایت کلام ہو حد یہ کہ بعض اعمال پر ایسے جو انکو اعتراض تھا انکو مذمت کرتے تھے حضرت امام ہادی  
 نے جو انکی اطلاع پائی تو شیعہ کو اعتراض مختار سے منع کیا کہ اُسے ہمارے قائل کو براہو اور یہ ہمارے پاس بھیجا انہی کلامہ  
 یہاں غافل کو غور کی ضرورت ہو کہ کوئی شخص کسی امام وقت کی امامت کا حکم کرے تو واجب نہیں ہے کہ اس منکر کو بد کہیں  
 بلکہ انکی محبت کو جو خاندان رسول سے رکھتا ہو ملاحظہ کرنا چاہیے بلکہ دشمنان خدا سے جدا کرنا اور کافروں فاجروں کو ذلیل کرنا  
 اور ان سے عرصہ لینا اور ائمہ کی بات کو ٹھہرانا موجب نسکی خوبی و نجات کا ہو اور جو افعال بد کہ اُس شخص سے صادر ہوں ان کا  
 چھپانا ناڈھا کرنا ضرور کہ اہل سنت کا یہی مذہب ہو اور علی ہذا معاویہ و عمرو بن العاص کے حق میں کہ منکر امامت امام وقت کے  
 تھے لیکن آنحضرت سے محبت رکھتے تھے اور دشمنان خدا سے لڑتے تھے اور بالکل بدیلزواج مطہرات اور حضرت امام حسن مجتبیٰ کو  
 بوجہ جاتے تھے اب تصنف رحمہ عن فرماتے ہیں کہ اپنے مطلب سے جو بیان کرے ہے تبھر علمو ہو گئے اور تقریباً بیان بھر دے مرقع  
 میں چھپڑ دیا قہل مطلب ہو کہ کیسا نیران لیلوں اور گواہوں سے قائل نہیں ہوتے ہیں کہ محمد بن جعفر بن دعوی امامت چھوٹے کے حضرت  
 سجاد کی طرف رجوع کیا ہوا اور ائمہ حقیقہ حال کو خوب جانتا ہو اور یہ فرق کیا نہ محمد بن علی سے کرامات و خوارق عادات عقل  
 و قیاس سے زیادہ روایت کرتے ہیں اور متواتر جانتے ہیں راجع رکھتے ہیں کہ اُنکے بعد اُنکے بیٹے ابو ہاشم موافق اُنکے نص کے امام ہوئے  
 لیکن ابو ہاشم کے بعد پھر باہم اختلاف ہو چنانچہ بابا ولین گذرا زید یہ کہتے ہیں کہ بعد امام حسین کے زید بن حسین امام ہوئے اور  
 امامت علی بن حسین کے قائل نہیں ہیں کہ سوا سطلے کہ انکے نزدیک شرط امامت خروج بسیف ہو اور تفسیر کرنا و ساکت نہ ہونا  
 منافی اور روایت کرتے ہیں کہ زید بن علی اپنے باپ دادا اور ائمہ المنین سے اپنی امامت کے نصوص و بشارتیں نقل کرتے تھے  
 اور ائمہ بعض روایتوں کو متواتر بتاتے ہیں مگر زید بن علی جن باتوں کی معتقد غنیعہ ہیں سب کے منکر تھے چنانچہ زید یہ آیت  
 دو نو نچ اس نکار کی روایت کی ہو کہ نقل نسکی جو کلینی نے ہشام بن حکم کے قصے میں کی ہو سابق گذری باقر یا امام باقر کو  
 ہمدی موعود و حجتی لا یصوت یعنی زندہ ہیں مے نہیں چھپے ہو ہیں اعتقاد کرتے ہیں وسیہ کا امام جعفر صادق کے  
 حق میں یہی اعتقاد ہو اور نص صریح متواتر اس مقدمے میں اُنھے روایت کرتے ہیں کہ وہ یہ ہو کہ زید کہیم اسی نَدَہَا عَلَیْکُمْ  
 مِنْ هَذَا الْجَبَلِ فَلَا تَقْدَحُوا فَاِنَّ صَاحِبَکُمْ صَاحِبُ السَّعِیْنِ مگر حمزہ تم دیکھو کہ سزید ڈھلکا جلاتا ہو اس پہاڑ کو تو گزرتا  
 یقیناً کہ کرو سوا سطلے کہ تھا را صاحب صاحب سو کلینی بڑی عمر والا ہو اور ممدیہ اسماعیلیہ سے امثال بن جعفر صادق کے حق میں حضرت  
 جعفر صادق کی نص روایت کرتے ہیں متواتر کہ ان ہَذَا لَا تَحْرِیْ لَکُمْ مَا لَکُمْ لَکِنْ بِہَا عَاقِبَةُ مَوْجِہِ یعنی یا مرسک بڑے  
 بیٹے میں ہو جب تک کہ تم کچھ فی نقصان نہو امام موسی کاظم کے دعوی امامت کو چھوٹا بنا دیتے ہیں اور برکتے ہیں کہ نص متواتر کا  
 انکا کر کیا جیسے ابو بکر علی کی حق میں انکا کر کیا تو ائمہ کہتے ہیں کہ بعد اسماعیل کے انکا بیٹا محمد امام ہوا اقطب عبد اللہ بن جعفر کہ



بعد جعفر صادقؑ کے بلا فصل امام جانتے ہیں اس دلیل سے کہ وہ انجیل کا حقیقی بھائی ہوا اور سہا میل جب حضرت جعفرؑ کے ساتھ  
 گئے تھے اور انھیں کچھ حق میں تھی تو بعد فوت با یکے مصنون اُن نص کا بدلہ میراث کے حقیقی بھائی کو پہنچا دینا چاہیے کہ  
 اور ان سہا میل و بعد مذکور کا طرہ بیٹی حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے ہر سبت دونوں بھائی دونوں طرف سے  
 حسین بن سید تھے موسیٰ کہتے ہیں کہ امام ابو صادق کے موسیٰ کاظمؑ ہیں ہوا فن انص حضرت صادق کے اور طور کہتے ہیں کہ  
 اسی کا بیٹا محموتؑ ہوا اور قائم اور منتظر اسکا ہی جو امیر المؤمنین سے متواتر اس معاملہ سے روایت کرتے ہیں کہ طرابلس کا بیٹا  
 قائمہم سہمی صاحب اللہ نہ سنا تو ان کا قائم ہی ہننام صاحب تربت کا بیٹی موسیٰ ثنا عشریہ حضرت امام عسکری  
 کے اتفاق معتقد امامت ہیں بعد ازاں جعفر کے قائل ہیں امامت جعفر بن علی کے اور کہتے ہیں کہ امام حسن عسکریؑ ٹایا تھا  
 اس دلیل سے کہ امام حسن عسکری کے میراث جعفر بن علی کے گیا کہ یہ بات باجماع ثابت ہو اگر اُنکا بیٹا ہوتا تو میراث جعفر کو نہیں  
 پہنچتی تھیں کہتے ہیں کہ ایک بیٹا خاص صغیر جو حیات پدین مر گیا و دوی الشکلی عن زلسرۃ ابن اعین بن  
 اَبی عبد اللہ علیہ السلام اَنَّهُ قَالَ لَا بَدَّ لِلْعَلَامِ مِنْ غَيْبَةِ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ سَمِعْتُ قُلْتُ وَمَا يُخَافُ فَاَوْفَى  
 بِمَا هُوَ اِلٰی بَعْدِہِ ترجمہ روایت کی کلینی نے زرارہ ابن عیین بن ابی عبد اللہ علیہ السلام سے بیشک فرمایا کہ بہت  
 ضرور ہر ایک کو غالب رہنا میں نے کہا کیوں کا مٹا نہ ہی پھر میں نے کہا کہ اُسے ڈرا نہ تو شہد کیا اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ کی طرف  
 بعض فرما عشریہ یعنی ہر اٹھارے کے یوں سمجھتے ہیں کہ گو گو کو اُنکے پیدا ہونے میں شک ہو گا بعض کہتے ہیں کہ حل سا قطر ہوا بعض کہتے ہیں کہ  
 عملی ہی تھا لیکن قل خوب جانتا ہوں کہ شہرہ کرنا امام کا اپنے پیٹ کی طرف اس معنی سے صریح ہوا کہ اگر کوئی انجان کے جواب میں ہر  
 کہ جو شک میں ہو اُسکو خوف نہیں ہوتا اور خوف بھی ہو تو اس سے اختلاف کو گو کا دفع نہیں ہوتا حاصل کلام ہمارا مقصود  
 انکے فرق کے اختلاف بیان کرنے اور دعویٰ ہر ایک کے تو پر اپنے زعم میں استدلال کی جھوٹ و افترا ہی پر اگر ایک فرقے کی خبر  
 ہی متواتر ہوئی کبھی یہ اختلاف نہ پڑتا خصوص محمد بن حنفیہ کو امام زین العابدینؑ کے ساتھ جھگڑا کیوں ہوا جو اس کی بیٹی  
 نوبت کیوں پہنچی اور زید بن علی کو امام باقرؑ کے ساتھ اور جعفر بن علی کو امام محمد مدی کے ساتھ کہ اھل البیت اُردی کا قبیلہ  
 یعنی جو کچھ مکر میں ہوتا ہی اُسکو گھروں کے خوب جانتے ہیں جس اسی موقع سے عاقل کو جاہل کے کہ جعفر کو کچھ کچھ کو سب سمجھ لے  
 اور جان کہ یہ سب افترا اور انکے دل کی باتیں بنائی ہوئی ہیں کہ موافق عقلی حق کے ایک امام اپنے زعم میں بھیجے تھے اور اس کی خبر  
 لوگوں کو رجوع کرتے تھے تو ہر سب سے حسن یعنی پانچواں جملہ و منفذ نیاز اور فروغ اپنے پہنچ نام امام کے چونکہ زعم  
 ہونا تھا البتہ زعم اور اُن پر پھیلے لوگ جو نہیں بڑے تحقیق اگلے کو کوئی تقلید پیری کے ورطہ گراہی ہیں کہ اُنہم کہتے ہیں کہ  
 ضالین نہ ممتلیٰ انا رہیم ہر معون بیشک ان لوگوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا اور انکے ہی قد و پیر کو دیکھ چکے ہیں





